پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا ابوالحسین عبدالمبین منظر رحمہ اللہ
(۱۹۲۰ء - ۱۹۸۹ء)

ناشر
ادارۃ البحوث الاسلامیہ، جامعہ سلفیہ، بنارس، الہند

Marfat.com

٤١٣

پیغمبر عالم ﷺ

تالیف

مولانا ابوالحسین عبدالمبین منظر رحمہ اللہ
(۱۹۲۰ء = ۱۹۸۹ء)

ناشر
ادارۃ البحوث الاسلامیہ، جامعہ سلفیہ بنارس، الہند

Marfat.com

111940

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سلسلۂ اشاعت : (۴۱۳)

نام کتاب : پیغمبر عالم ﷺ

تالیف : مولانا ابوالحسین عبدالمبین منظر رحمہ اللہ

ناشر : ادارۃ البحوث الاسلامیہ، جامعہ سلفیہ، بنارس

صفحات : (۷۵۶)

اشاعت اول : ۱۴۱۱ھ = ۱۹۹۱ء

اشاعت ثانی : شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ = اگست ۲۰۰۶ء

مطبع : سلفیہ آفسیٹ پریس، ریوڑی تالاب، بنارس

پتہ

مکتبہ سلفیہ ، بی ۱/۱۸جی، جامعہ سلفیہ مارگ، ریوڑی تالاب

بنارس-۲۲۱۰۱۰ (الہند)

Maktaba Salafiah, B-18/1 G, Jamiah Salafiah Marg

Reori Talab, Varanasi - 221010 (INDIA)

Marfat.com

عناوین پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم

عناوین	صفحات
فہرست	۳
دیباچہ	۲۷
پیش لفظ	۲۹
کچھ اپنی بات	۳۱
نسب نامہ و حالات	۳۱
مولانا اللہ بخش سے بیعت	۳۲
میری تعلیم کا آغاز	۳۲
والدین کا انتقال	۳۳
اساتذہ جھنڈا نگر	۳۳
دو بزرگوں کی یاد	۳۳
جھنڈا نگر سے دہلی	۳۴
شیخ الحدیث مولانا اشرف الدین سے ملاقات	۳۴
عبدالمبین نام رکھا گیا	۳۵
ایک آریہ کے سوال کا جواب	۳۵
شاعری کا ذوق	۳۶
مہتمم صاحب رحمانیہ دہلی کا انتقال پرملال	۳۶
جھنڈا نگر میں دوبارہ داخلہ	۳۷
بانی مدرسہ کی یاد	۳۷
برادر معظم کا انتقال پرملال	۳۸
جامعہ رحمانیہ بنارس میں داخلہ	۳۸

عناوین	صفحات
دورۂ حدیث کا دوسرا سال	۳۹
سند فراغ	۳۵
جامعہ شمس العلوم کا قیام	۴۰
جلسوں میں شرکت اور بعض مناظرے	۴۰
سیاسی جلسے	۴۱
ریلیف کا کام	۴۱
ضلع جمعیت کی نظامت	۴۱
صوبائی جمعیت کا ...	۴۲
تالیفات	۴۳
مقدمہ	۴۴
سیرت طیبہ کا مقصد	۴۵
سیرت کا مفہوم	۴۶
سیرت طیبہ کی وسعت	۴۶
بعثت نبوی سے قبل دنیا کی حالت	۴۷
جزیرہ نمائے عرب	۴۸
محل وقوع کی اہمیت	۴۸
اہل عرب کی قسمیں	۴۹
ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام	۴۹
حران سے مصر	۵۰
حضرت ہاجرہ شاہ مصر کی بیٹی	۵۰

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شادی حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے	۵۱
غضب آلود نگاہ	۵۲
حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت وہجرت	۵۲
مکہ کی آبادی اور وجہ تسمیہ	۵۳
بیکسی کی ہجرت کا صلہ	۵۴
آجرو ہاجر	۵۴
اکلوتے بیٹے کی قربانی	۵۵
حضرت اسماعیل کی شادی	۵۵
تعمیر کعبۃ اللہ	۵۶
سب سے پہلا بابرکت گھر	۵۷
اولاد اسماعیل	۵۸
عدنان وفہر	۵۸
قصی	۵۸
عبد مناف	۵۹
ہاشم	۵۹
عبد المطلب	۶۰
بئر زمزم کی دوبارہ کھدائی	۶۰
بیٹے کے ذبح کی نذر	۶۱
واقعہ اصحاب فیل	۶۲
خانہ کعبہ میں دعا	۶۴
عذاب الٰہی	۶۴
آثار ونشانات	۶۵
عبداللہ والد رسول اللہ ﷺ	۶۶
پیغمبر عالم ﷺ	۶۷
جنہوں نے آپ کو دیکھا	۶۷
جنہوں نے آپ کو نہیں دیکھا	۶۷
مآخذ	۶۸
ولادت باسعادت	۶۹
موسم	۶۹
تعین تاریخ	۶۹
۸ ربیع الاول	۷۰
۹ ربیع الاول	۷۰
جائے ولادت	۷۰
بعض واقعات حمل وولادت	۷۱
آلائش سے پاک	۷۱
مختون ومسرور	۷۱
خروج نور اور شام وروم کے محلات	۷۲
ایک استحالہ اور جواب	۷۳
ایوان کفر میں زلزلہ وانہدام	۷۳
ابلیس کا رونا	۷۳
عجیب نام	۷۳
علمائے یہود کا بیان وانحراف	۷۴
زید بن عمرو بن نفیل کا بیان اور ایمان	۷۵
محمد واحمد نام کی بشارت	۷۵

Marfat.com

آپ سے پہلے محمد و احمد نام کی حفاظت	۷۶
آسمانی کتابوں کی بشارت	۷۶
زبور میں احمد نام سے بشارت	۷۷
غزل الغزلات میں محمد نام سے بشارت	۷۷
حبقوق نبی کی دعا اور اسم احمد	۷۸
نراشنس رشی بمعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۷۸
جگت گرو	۷۹
تورات و انجیل کی مزید شہادت	۸۰
موسیٰ کی مانند نبی	۸۰
کوہ فاران سے جلوہ گر	۸۱
دنیا کا سردار	۸۱
وہ نبی	۸۲
موقعۂ ہجرت اور جنگ بدر	۸۳
ظہور حق اور اس کا کتمان	۸۴
ایک پر لطف واقعہ	۸۴
باقی اسماء	۸۵
حسب و نسب	۸۷
یکتا موتی	۸۷
ایک لطیف واقعہ	۸۸
رضاعت طفولیت اور جوانی	۸۸
شق صدر	۹۰
شق صدر کی تعداد و حکمت	۹۰
شیر خواری سے ۹ سال کی عمر تک	۹۱
فصاحت کلام	۹۱
بول و براز	۹۱
پہلا کام	۹۱
آغوش عاطفت	۹۲
خانۂ حلیمہ کے افراد	۹۲
بادل کا سایہ	۹۲
نصاریٰ حبشہ کا آپ کو پہچاننا	۹۲
آپ کی گمشدگی	۹۳
یتیمی اور مال موروث	۹۳
سفر مدینہ اور والدہ ماجدہ کا انتقال	۹۳
مدینہ میں دو یہودیوں کا دیکھنا	۹۳
بکری چرانا	۹۴
دادا کی پرورش میں	۹۴
آشوب چشم	۹۵
خوش نصیبی و ذہانت	۹۵
قدم مبارک قدم ابراہیم سے مشابہ	۹۵
دادا کا انتقال	۹۶
ابوطالب کی زیر کفالت	۹۶
کھانے میں برکت	۹۶
عام بچوں سے فرق	۹۶
سفر شام کی کرامات	۹۷
یتیموں اور مسکینوں کے لئے ابر رحمت	۹۷
بحیرا راہب کا واقعہ	۹۸

Marfat.com

حرب فجار	۹۹
حلف الفضول	۹۹
الصادق الامین	۱۰۰
حضرت خدیجہؓ کے مال سے تجارت	۱۰۰
نسطورا راہب کا واقعہ	۱۰۰
حضرت خدیجہؓ سے نکاح	۱۰۱
بنائے کعبہ و تحکیم	۱۰۱
آپ بحیثیت حَکَم	۱۰۲
بے ستر ہونے کا واقعہ	۱۰۲
ابوطالب کے ساتھ ہمدردی	۱۰۳
زید بن حارثہؓ متبنی رسول اللہ ﷺ	۱۰۳
قرب زمانۂ نبوت	۱۰۵
غار حراء	۱۰۵
وحی کی ابتداء	۱۰۶
حکمت واقعہ	۱۰۶
کلام الٰہی کی عظمت	۱۰۹
ورقہ بن نوفل کے پاس	۱۰۹
تاریخ و ماہ کی تعیین	۱۱۰
دوبارہ وحی کا نزول	۱۱۰
دعوتِ دین	۱۱۰
سابقین اولین	۱۱۱
وضو اور نماز	۱۱۱
دعوتِ طعام و دعوتِ دین	۱۱۱
کوہ صفا پر اعلان	۱۱۱
ایذا رسانی اور خفیہ تبلیغ	۱۱۲
نماز دار ارقم میں	۱۱۳
آنحضرت ﷺ کی تبلیغ مساعی	۱۱۳
قریش کا وفد ابوطالب کے پاس	۱۱۴
ابوطالب کی فہمائش اور آنحضرتؐ کا جواب	۱۱۴
بے تمیزی اور بدسلوکی کی انتہا	۱۱۵
ابولہب کی بیوی ام جمیل	۱۱۵
عتیبہ بن ابی لہب	۱۱۶
ابوجہل کا خوف سے بھاگنا	۱۱۶
نضر بن حارث کا دعویٰ	۱۱۷
حضرت خباب بن ارت اور عاص بن وائل	۱۱۷
لایعنی سوالات	۱۱۷
ہجرت حبشہ	۱۱۸
نجاشی کا جنازۂ غائبانہ	۱۱۹
شعب ابی طالب میں محصوری	۱۲۰
معاہدہ لکھنے والے پر قہر الٰہی	۱۲۰
معاہدہ کو دیمک نے کھالیا	۱۲۱
ابوطالب کی وفات کا واقعہ	۱۲۱
کیا ابوطالب نے کلمہ پڑھ لیا تھا	۱۲۲
خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات	۱۲۳
ہجوم غم	۱۲۳
بنوبکر و بنوقحطان و اہل طائف	۱۲۴

Marfat.com

حضرت جبرئیل اور پہاڑ کا فرشتہ	۱۲۶	معراج سے واپسی کے بعد	۱۴۴
جنوں کی جماعت وادی نخلہ میں	۱۲۶	ہجرت مدینہ	۱۴۶
مکہ کی طرف روانگی	۱۲۶	دارالندوہ میں مشورۂ قتل	۱۴۷
مطعم بن عدی کی پناہ	۱۲۶	ذات النطاقین	۱۵۲
حضرت سودہؓ و حضرت عائشہؓ سے نکاح	۱۲۷	آغاز ہجرت و کیفیت	۱۵۲
دعوتِ دین کے لئے معاونین کی تلاش	۱۲۷	پندرہ گھنٹے کے بعد آرام	۱۵۲
ابولہب کی مخالفت	۱۲۷	سراقہ کا تعاقب	۱۵۳
مدعو قبائل کے نام	۱۲۸	امان نامہ	۱۵۴
بنی اسماعیل کے تبنا بنی	۱۲۸	شاہ ایران کا کنگن سراقہ بدوی کے ہاتھ میں	۱۵۴
بعض قبائل کے مومنین	۱۲۹	سراقہ سے ابوجہل کا سوال و جواب	۱۵۵
مدینہ کے پاک نفوس	۱۲۹	خیمہ ام معبد کا واقعہ	۱۵۵
بیعت عقبہ اولیٰ	۱۳۰	کسی جن کی آواز مکہ میں	۱۵۷
حضرت مصعب بن عمیر کی تبلیغ	۱۳۱	بریدہ اسلمی کا ستر آدمیوں کے ساتھ	۱۵۷
بیعت عقبہ ثانیہ	۱۳۲	مسلمان ہونا	۱۵۸
بارہ نقیب	۱۳۳	سفید کپڑے کا تحفہ	۱۵۸
شیطان کی آواز	۱۳۴	مقامات سفر	۱۵۸
عمرو بن جموح کی بت پرستی اور اسلام	۱۳۴	قبا میں ورود مسعود	۱۵۹
معراج	۱۳۶	قبا میں مسجد کی بنیاد	۱۶۰
معراج کب ہوئی	۱۳۷	یہود بنی نضیر وغیرہ کی آمد	۱۶۰
معراج اور اس کا واقعہ	۱۳۷	حضرت علی کی ہجرت	۱۶۱
حضرت جبرئیل نے ساتھ کہاں چھوڑا	۱۴۰	صہیب رومی کی ہجرت	۱۶۲
رویت الٰہی	۱۴۰	عبداللہ بن زبیر کی ولادت	۱۶۳
عبرت کی دیگر نشانیاں	۱۴۱	قبا میں قیام	۱۶۳

Marfat.com

مدینہ منورہ میں داخلہ	۱۶۳	عبداللہ بن ابی کا حال اور اس کا ردعمل	۱۸۲
اہل مدینہ کی فرحت وخوشی	۱۶۷	قریش کی دھمکی مسلمانوں کے نام	۱۸۳
حضرت ابوایوبؓ کے یہاں قیام	۱۶۷	مویشیوں کی لوٹ	۱۸۳
دیگر اصحاب کی خدمات	۱۶۸	کرز بن جابر کا اسلام	۱۸۳
عبداللہ بن سلام کا اسلام	۱۶۹	مسلمانوں میں خوف وہراس	۱۸۴
مکہ سے حضورؐ کے اہل وعیال کی آمد	۱۷۰	اصحاب صفہ کا المناک حادثہ	۱۸۴
مسجد نبوی کی تعمیر	۱۷۱	نبی علیہ السلام کی نگرانی	۱۸۵
مشرکین کی قبریں	۱۷۱	اللہ کی طرف سے حفاظت کا وعدہ	۱۸۵
حضرت عمارؓ تعمیر مسجد میں	۱۷۲	جنگ کی اجازت	۱۸۵
کیفیت تعمیر مسجد	۱۷۳	اذان کی مشروعیت	۱۸۶
اصحاب صفہ کی رہائش گاہ	۱۷۳	غزوات وسرایا	۱۸۷
ازواج مطہرات کے حجرے	۱۷۳	سریہ حمزہؓ یا سیف البحر	۱۸۷
آپ کی چارپائی اور حجروں کی منتقلی	۱۷۴	سریہ عبیدہ بن حارثؓ یا سریہ رابغ	۱۸۸
مدینہ کی آب وہوا	۱۷۴	سریہ سعد بن ابی وقاصؓ یا سریہ خرار	۱۸۸
حضرت ابوامامہؓ کا انتقال	۱۷۵	غزوۂ ابواء یا ودان	۱۸۸
بعض مہاجرین کے گھروں کا حال	۱۷۶	غزوۂ بواط یا رضویٰ	۱۸۹
مدینہ کا پہلا خطبہ	۱۷۶	غزوۂ سفوان یا بدر اولیٰ	۱۸۹
مدینہ میں اسلام اور کفر	۱۷۷	غزوہ ذی العشیرہ	۱۸۹
مدینہ کے باقی احوال وظروف	۱۷۷	سریہ عبداللہ بن جحشؓ یا سریہ نخلہ	۱۹۰
مسلمانوں میں مواخات	۱۷۸	تحویل قبلہ شعبان ۲ھ	۱۹۳
تجارت ومحنت کی برکت	۱۸۰	خلاصۂ کلام	۱۹۴
اہل مدینہ سے تحریری معاہدہ	۱۸۰	فرضیت روزۂ رمضان	۱۹۴
کفار مکہ کا تہدید آمیز خط	۱۸۲	فرضیت زکوٰۃ	۱۹۵

Marfat.com

غزوۂ بدر سترہ رمضان ۲ھ	۱۹۶
قریش کی طرف سے جنگ کی تیاری	۱۹۶
ابوسفیان کی طرف سے خیریت کی اطلاع	۱۹۷
غیبی بات پوچھنے کا ایک واقعہ	۱۹۹
جنگ میں دشمن کے حالات معلوم کرنا	۱۹۹
مزید حالات کی دریافت	۲۰۰
بناء العریش	۲۰۰
نزول باراں	۲۰۱
پانی کے حوض پر قبضہ	۲۰۲
پانی پینے کی اجازت اور قتل کی خبر	۲۰۲
قریشی فوج میں مسلمانوں کا جائزہ اور اختلاف	۲۰۲
کافر مقتولین کی نشاندہی	۲۰۲
دونوں فوجیں آمنے سامنے	۲۰۳
درستیٔ صفوف کے وقت ایک عجیب واقعہ	۲۰۴
ایفائے عہد کا ایک نادر واقعہ	۲۰۴
خصوصی ہدایات و مناجات	۲۰۵
جنگ کا پہلا واقعہ اور کفار کی زیادتی	۲۰۶
کفار کی طرف سے مبارزت کی طلبی	۲۰۷
عام حملہ	۲۰۷
ایک مٹھی خاک کا معجزہ	۲۰۷
جنت کی خوشخبری	۲۰۸
مسلمانوں کی شجاعت اور فرشتوں کی مدد	۲۰۸
ابوکرش کا قتل	۲۰۸
ملائکہ کی آمد	۲۰۹
ابلیس کا فریب و فرار	۲۱۰
لکڑی کی تلوار کا معجزہ	۲۱۰
ابوجہل کا جوش دلانا	۲۱۰
ابوجہل کا قتل	۲۱۰
شکستِ فاش	۲۱۲
قید کی ناپسندیدگی	۲۱۲
چند لوگوں کے قتل کی ممانعت	۲۱۲
ابوالبختری کا قتل	۲۱۳
امیہ بن خلف کا قتل	۲۱۳
حضرت رفاعہ کی آنکھ کا معجزہ	۲۱۴
فتح مبین	۲۱۵
عاص بن ہشام	۲۱۵
مصعب بن عمیر اور ان کا بھائی ابوعزیز	۲۱۵
شہدائے بدر	۲۱۵
مشرکین کی لاشیں	۲۱۷
ابوحذیفہ بن عتبہ کا غم	۲۱۷
مکہ میں ہزیمت کی خبر	۲۱۸
ابولہب کی شرارت اور موت	۲۱۸
مکہ میں نوحہ کی ممانعت	۲۱۹
مدینہ میں فتح و ظفر کی بشارت	۲۲۰
مال غنیمت کی تقسیم میں اختلاف	۲۲۱
نضر بن حارث اور عقبہ کا قتل	۲۲۱

Marfat.com

ابو ہند کے لئے وصیت	۲۲۲
مقام روحا میں مبارکبادی	۲۲۲
حضرت اسیدؓ کی معذرت	۲۲۲
مدینہ میں داخلہ	۲۲۳
قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک	۲۲۳
حضرت سودہؓ کا ایک تاثر	۲۲۳
قیدیوں کا معاملہ شوریٰ میں	۲۲۳
قیدیوں میں عدل و مساوات	۲۲۴
احسان و تعلیم	۲۲۵
ظلم سے انکار	۲۲۵
حضرت خدیجہؓ کا ہار فدیہ میں	۲۲۵
کلمہ اسلام کی اہمیت	۲۲۶
عمیر اسلام	۲۲۶
غزوۂ بدر کے بعد مکہ کے حالات	۲۲۸
مدینہ کے مخالفین	۲۲۸
یہودی جو آں حضرت ﷺ کی عداوت میں آگے تھے	۲۲۸
قبائل انصار کے منافقین	۲۲۹
احبار یہود جو بطور نفاق اسلام داخل ہو کر نقصان پہونچاتے تھے	۲۳۰
مسجد نبوی سے منافقین کا اخراج	۲۳۱
غزوۂ بنو سلیم	۲۳۲
یہود کے بیت المدراس میں	۲۳۲
نجران کے یہود و نصاریٰ کا دعوی	۲۳۲
صبح کو مسلم شام کو کافر	۲۳۳
غیر اللہ کی بندگی سے اللہ کی پناہ	۲۳۳
شاش بن قیس یہودی کی شرارت	۲۳۳
غزوۂ بنی قینقاع	۲۳۴
ایک مسلمان عورت کو چھیڑنے کا واقعہ اور جنگ	۲۳۵
غزوۂ سویق یا قرقرۃ القدر	۲۳۶
حضرت فاطمۃ الزہرا کی شادی	۲۳۶
غزوۂ ذی امر	۲۳۸
کعب بن اشرف کا قتل	۲۳۸
غزوۃ الفرع	۲۴۰
سریۂ زید بن حارثہ یا سریۂ قردہ	۲۴۰
غزوۂ احد ۱۵ شوال ۳ھ	۲۴۱
لشکر کفار کی تعداد اور عورتوں کی شرکت	۲۴۲
حضرت عباسؓ کا اطلاعی خط	۲۴۲
حالات کی جانچ اور مدینہ کی ناکہ بندی	۲۴۲
ہند بنت عتبہ اور حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ کی قبر	۲۴۲
کفار کا لشکر جبل احد کے پاس	۲۴۳
رسول ﷺ کا خواب اور مجلس مشاورت	۲۴۳
حضرت حمزہؓ وغیرہ کا باہر نکلنے پر اصرار	۲۴۳
خطبۂ جمعہ	۲۴۴

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کا مسلح ہونا	۲۴۴
ہتھیار اتار دینے کی گزارش	۲۴۴
لشکر اسلام کی تعداد و روانگی	۲۴۴
اہل کفر سے استعانت	۲۴۵
کمسن افراد کی واپسی	۲۴۵
مغرب و عشاء کی نماز و شب باشی	۲۴۶
عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کا انحراف	۲۴۶
حضرت مخیریقؓ کا اسلام و جہاد	۲۴۷
اسلامی لشکر جبل احد کے پاس	۲۴۸
صف آرائی اور ہدایات	۲۴۸
قریشی فوج کا نظم و اہتمام	۲۴۹
ابوسفیان کی ایک سیاسی چال	۲۴۹
ابوعامر کی چال بازی	۲۴۹
حضرت حنظلہؓ بن ابوعامر غسیل الملائکہ	۲۵۱
جنگ کی ابتداء	۲۵۱
رجزیہ اشعار و دف	۲۵۲
طلحہ کا مبارز طلب کرنا	۲۵۳
گھمسان کی رن اور علم برداران کفار کا قتل	۲۵۴
ابودجانہؓ کی تلوار ہند کے سر پر	۲۵۵
حضرت حمزہؓ کی شجاعت و شہادت	۲۵۵
حضرت حمزہؓ کی شہادت کا واقعہ وحشی کی زبانی	۲۵۵
قتال کی شدت اور کفار کی شکست	۲۵۷
مال غنیمت کے لالچ میں رسول اللہ ﷺ کا تاکیدی فرمان بھولنا	۲۵۷
فتح کے بعد شکست	۲۵۷
حذیفہؓ کے والد یمانؓ کی شہادت	۲۵۸
حضور ﷺ کا پکارنا اور قتل کی افواہ	۲۵۸
ترتیب واقعات	۲۵۹
حضرت انس بن نضرؓ کی شجاعت و شہادت	۲۵۹
حضرت ثابت بن دحداحؓ	۲۶۰
خون میں لتھڑے ہوئے ایک انصاری کا واقعہ	۲۶۰
نبی کریم ﷺ کی ذات خاص پر یورش	۲۶۰
حضرت زیاد بن سکنؓ کی شہادت و سعادت	۲۶۱
رسول اللہ ﷺ پر حملہ کی شدت و زخمداری	۲۶۱
رباعی کی تحقیق	۲۶۲
حضرت سعدؓ کی بسالت و فضیلت	۲۶۳
حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ	۲۶۳
بعض صحابہ کا آپ ﷺ سے [illegible] ہونا	۲۶۴
خس پوش خندق میں گرنا	۲۶۴
حضرت ابوطلحہؓ انصاری	۲۶۴
اونگھ کا طاری ہونا	۲۶۵
منجانب اللہ حمایت	۲۶۵
دو فرشتوں کا جنگ کرنا	۲۶۶
سہل بن حنیف	۲۶۶

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن عوفؓ	۲۶۶
مالک بن سنانؓ	۲۶۶
حضرت عثمان غنیؓ پر اعتراض و جواب	۲۶۷
ابوعبیدہؓ بن جراح	۲۶۷
قتادہ بن نعمانؓ کی آنکھ	۲۶۸
ام عمارہؓ	۲۶۸
حضرت مصعبؓ بن عمیر کی شہادت اور ابن قمیہ کا دعویٰ	۲۶۹
علم حضرت علیؓ کے ہاتھ میں	۲۶۹
عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ کا قتل	۲۶۹
ابی بن خلف کا قتل	۲۶۹
حضرت عائشہؓ، ام سلیم اور ام سلیط کی خدمات	۲۷۰
ام ایمنؓ	۲۷۰
زخمی طلحہؓ کے شانے پر رسول اللہ کا سوار ہونا	۲۷۱
رسول اللہ ﷺ کے پینے کا پانی اور زخم کی صفائی	۲۷۱
پہاڑ پر حملے کی کوشش اور دفاع	۲۷۲
ظہر کی نماز بیٹھ کر	۲۷۲
شہدائے کرام کا مثلہ	۲۷۲
ابوسفیان حضرت حمزہؓ کی لاش کے پاس	۲۷۳
حضرت ابودجانہؓ	۲۷۳
ابوسفیان کی شماتت	۲۷۴
ابن قمیہ جھوٹا ہے	۲۷۴
تحقیق حال کے لئے حضرت علیؓ کی روانگی	۲۷۵
حضرت سعد بن ربیع	۲۷۵
حضرت سعد بن ربیع کی یتیم بچی	۲۷۵
حضرت حمزہؓ کی حالت اور حزنِ رسول ﷺ	۲۷۶
اسد اللہ والرسول کا خطاب	۲۷۶
صفیہؓ بنت عبدالمطلب اپنے بھائی کی لاش کے پاس	۲۷۶
جنازہ اور دفن و کفن	۲۷۷
حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی شہادت اور تلوار کا معجزہ	۲۷۷
المجدع فی سبیل اللہ	۲۷۸
شہدائے احد پر ایک نظر	۲۷۸
عمرو بن جموح کی شہادت	۲۷۸
حضرت مصعب بن عمیرؓ	۲۷۹
اصیرمؓ کا واقعۂ شہادت	۲۷۹
یزید بن حاطب کا واقعہ	۲۸۰
قزمان کا واقعہ	۲۸۰
شہدائے احد کی تعداد	۲۸۰
مقتولین کفار	۲۸۱
جنگ کے اختتام پر دعاء و تضرع	۲۸۱
حمنہ بنت جحشؓ کا واقعہ	۲۸۲
بنو دینار کی ایک صاحب دل عورت	۲۸۲

Marfat.com

حضرت سعد بن معاذؓ کی والدہؓ سے ملاقات	۲۸۳
تلوار کی دھلائی وصفائی اور بعض اصحاب کی مدح	۲۸۳
نوحہ اور اس کی ممانعت	۲۸۴
منافقین و یہود کی شرارت	۲۸۴
شہدائے کرام کی روحیں	۲۸۵
جسموں کی حفاظت کے بعض واقعات	۲۸۶
غزوۂ احد کا مآل و نتیجہ	۲۶۸
عبرت و موعظت	۲۸۷
غزوۂ حمراء الاسد	۲۸۸
اسلامی فوج کی روانگی	۲۸۹
بنو عبد الاشہل کے دو بھائیوں کی جانبداری	۲۸۹
حمراء الاسد میں معبد خزاعی سے ملاقات	۲۸۹
ابو عزہ جمحی کی گرفتاری اور قتل	۲۹۰
حمراء الاسد ایک اہم غزوہ	۲۹۰
عبداللہ بن ابی منافق کی تذلیل	۲۹۱
سریہ ابو سلمہؓ	۲۹۲
حضرت ابو سلمہؓ کی وفات	۲۹۲
خالد بن سفیان ہذلی کا قتل	۲۹۳
حادثۂ رجیع	۲۹۳
حضرت خبیبؓ کا حال	۲۹۴
حضرت خبیبؓ کی کرامت	۲۹۴
قتل کے وقت دو رکعت نماز کی سنت	۲۹۵
ابو سفیان کا سوال اور ایمان افروز جواب	۲۹۶
حضرت زید بن دثنہ کا حال	۲۹۶
سریہ عمرو بن امیہ ضمریؓ اور حضرت خبیبؓ کی لاش	۲۹۶
بئر معونہ کا غمناک واقعہ	۲۹۹
تین عبرت خیز واقعات	۳۰۱
غزوۂ بنی نضیر ربیع الاول ۴ھ	۳۰۲
غزوۂ نجد	۳۰۵
غزوۂ بدر صغریٰ	۳۰۵
۴ھ کے بعض دیگر واقعات	۳۰۶
غزوۂ دومۃ الجندل	۳۰۷
غزوۂ بنی مصطلق یا غزوۂ مریسیع شعبان ۵ھ	۳۰۷
اس غزوہ کا سبب	۳۰۸
حضرت جویریہؓ سے نکاح اور قیدیوں کی رہائی	۳۰۹
مدینہ کا چاند	۳۱۰
منافقین کی شرارت اور شر و فساد	۳۱۰
تیز ہوا اور ایک بڑے کافر کی موت	۳۱۱
عبداللہ بن ابی کا قول	۳۱۲
عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ	
غیرت ایمانی	۳۱۲
منافقین کی دوسری شرارت واقعہ افک	۳۱۳
آیت تیمم کا نزول	۳۱۷
غزوۂ احزاب یا غزوۂ خندق شوال ۵ھ	۳۱۸

Marfat.com

بھوک کی شدت اور تکلیف	۳۲۱	حضرت حذیفہؓ کا آنکھوں دیکھا بیان	۳۳۶
چٹان کا معجزہ	۳۲۲	مقتولین و شہداء کی تعداد	۳۳۸
ایک بڑے پتھر کا معجزہ	۳۲۳	غزوۂ بنی قریظہ	۳۳۸
تھوڑے کھانے میں برکت کا معجزہ	۳۲۳	محاصرہ کی مدت اور بنوقریظہ کا تزلزل	۳۳۹
تھوڑی سی کھجور میں برکت کا معجزہ	۳۲۴	کعب بن اسد کا مشورہ	۳۴۰
خندق کی تیاری اور مورچہ بندی	۳۲۴	حضرت ابولبابہؓ کا واقعہ	۳۴۰
لشکر کفار کی آمد	۳۲۵	بنوقریظہ کا نزول اور فیصلہ	۳۴۱
کفار کی چڑھائی کا نقشہ اور مسلمانوں		حضرت سعدؓ کی طلبی	۳۴۲
کی آزمائش	۳۲۵	تعداد مقتولین	۳۴۳
ثابت قدم حضرات	۳۲۵	حی بن اخطب کا قتل	۳۴۳
منافقین کی حالت	۳۲۶	حکم قرظی کی بیوی نباتہ کا قتل	۳۴۴
خندق عبور کرنے کی کوشش	۳۲۶	زبیر بن باطا کا قتل	۳۴۴
عمرو بن عبدود کی دعوت مبارزت	۳۲۷	رفاعہ بن سموأل کی رہائی	۳۴۵
مردہ لاش کی قیمت	۳۲۹	چند یہودیوں کا اسلام	۳۴۵
نمازوں کی قضا	۳۲۹	بنوقریظہ کے جنگی سامان	۳۴۶
بنوقریظہ کی بدعہدی	۳۳۰	اموال وغیرہ کی تقسیم	۳۴۶
مصالحت کا صحیفہ چاک	۳۳۱	ریحانہ بنت عمرو بن خنافہ کا واقعہ	۳۴۶
عورتوں اور بچوں کی حفاظت	۳۳۲	حضرت سعد بن معاذؓ کی شہادت	۳۴۶
حضرت صفیہؓ کی شجاعت	۳۳۲	سریہ خیبر اور سلام بن ابی الحقیق کا قتل	۳۴۷
حضرت سعدؓ بن معاذ کی شان	۳۳۳	غزوۂ بنی لحیان	۳۵۰
اہل احزاب پر بددعا	۳۳۴	۶ھ کے چند سرایا	۳۵۱
نعیم بن مسعود غطفانی اشجعی کا اسلام	۳۳۴	غزوۂ حدیبیہ ذی قعدہ ۶ھ	۳۵۴
آندھی اور طوفان	۳۳۵	صلوٰۃ الخوف	۳۵۵

Marfat.com

آپ ﷺ کی سواری بیٹھ گئی	۳۵۶
پانی کا معجزہ	۳۵۶
قریش کے چند آدمیوں کا یکے بعد دیگرے آنا	۳۵۷
صحابہ کرامؓ کی فداکاری سے عبرت	۳۵۹
خراش خزاعی کے ساتھ قریش کی شرارت	۳۵۹
قریش کے آدمیوں کی گرفتاری	۳۵۹
حضرت عثمانؓ کی سفارت اور بیعت رضوان	۳۶۰
بیعت رضوان	۳۶۰
صلح نامہ	۳۶۱
صلح نامہ کی کتابت	۳۶۲
بنوخزاعہ کا اعلان	۳۶۳
ابوجندلؓ کا واقعہ	۳۶۳
صلح نامہ پر جانبین کے دستخط	۳۶۴
قربانی و حلق	۳۶۴
ابوجہل کا اونٹ	۳۶۴
صلح حدیبیہ فتح مبین کی شکل میں	۳۶۵
مومنہ عورتوں کی عدم واپسی	۳۶۶
حضرت ابوبصیرؓ کا واقعہ	۳۶۶
سرور عالم ﷺ کا پیغام امراء وسلاطین کے نام	۳۶۸
مہر کے لئے انگوٹھی	۳۶۸
دعوتی خطوط کے لئے چھ اصحاب کا انتخاب	۳۶۹
نامۂ رسول ﷺ اصحمہ نجاشی کے نام	۳۶۹
نجاشی کا جواب اور اسلام کی بیعت	۳۷۱
اربابن اصحم کی شہادت	۳۷۲
حضرت جعفرؓ کی آمد کی خوشی	۳۷۲
مکتوب مبارک بنام نجاشی کی دستیابی عصر حاضر میں	۳۷۲
دوسرا مکتوب مقوقس شاہ مصر کے نام	۳۷۴
مکتوب کی دستیابی	۳۷۴
تیسرا مکتوب کسریٰ شاہ فارس کے نام	۳۷۷
دو سپاہی داڑھی صاف مونچھیں بڑی	۳۷۸
چوتھا مکتوب ہرقل کے نام	۳۷۹
ہرقل کی تحقیق و جستجو اور حمص میں اس کا دربار	۳۸۲
سریہ زید بن حارثہ اور شاہی اموال غنیمت کی واپسی	۳۸۳
پانچواں مکتوب منذر بن ساوی کے نام	۳۸۴
چھٹا مکتوب ہوذہ بن علی کے نام	۳۸۵
ساتواں مکتوب حارث بن ابی شمر غسانی کے نام	۳۸۶
آٹھواں مکتوب جیفر اور عبد کے نام	۳۸۷
غزوۂ ذی قرد سے پہلے	۳۹۱
غزوۂ خیبر محرم سنہ ۷ھ	۳۹۳
قلعوں کے نام	۳۹۳
خیبر کی طرف فوج کی تیاری	۳۹۵

Marfat.com

منافقین کو شرکت کی ممانعت	۳۹۵	یاسر اخو مرحب کا واقعہ	۴۰۹
مختلف راستوں میں سے ایک کی ترجیح	۳۹۶	قلعہ وطیح وسلالم	۴۰۹
عامر بن اکوع کا واقعہ	۳۹۶	حضرت ابو ہریرہؓ کی شرکت	۴۱۰
بلند آواز سے وظیفہ تکبیر کی ممانعت	۳۹۷	کنانہ کا نقض عہد اور قتل کا پیش خیمہ	۴۱۰
مقام صہبا میں قیام وطعام اور نمازیں	۳۹۷	قتل واذیت کا واقعہ	۴۱۱
غیر منقوط الفاظ میں	۳۹۸	سیرۃ النبی کا نقد	۴۱۱
منافقین کی خبر رسانی	۳۹۸	شہداء ومقتولین کی تعداد	۴۱۲
خیبر میں داخل ہونے سے قبل دعا	۳۹۹	حضرت عبداللہ بن رواحہ کی تقرری	۴۱۲
لشکر گاہ کا انتخاب	۴۰۰	رشوت کی پیشکش	۴۱۴
افتتاح جنگ	۴۰۰	صفیہؓ سے تزویج کا واقعہ	۴۱۴
آنحضرت ﷺ کی سواری	۴۰۱	آسمان کا چاند	۴۱۵
گدھے کے گوشت کی حرمت	۴۰۱	حضرت صفیہؓ کا اصلی نام	۴۱۵
قلعہ صعب بن معاذ	۴۰۲	ایک عورت کا چیخنا	۴۱۵
قلعۃ الزبیر	۴۰۲	مال غنیمت کی تقسیم	۴۱۶
قلعہ نزار	۴۰۳	سریہ ابان بن سعید کی واپسی	۴۱۶
اسود راعی کا واقعہ	۴۰۳	کھانے پینے کی وسعت	۴۱۷
قلعہ قموص	۴۰۴	انصار کے عطایا کی واپسی	۴۱۷
حضرت علیؓ کی امارت	۴۰۵	جعفر بن ابو طالب کی تشریف آوری	۴۱۸
اس امارت کی تمنا	۴۰۵	زہر آمیز گوشت کا ہدیہ	۴۱۸
معجزۂ رسول ﷺ	۴۰۶	عیینہ بن حصن کا خواب اور نبی کی صداقت	۴۲۰
حضرت علیؓ اور مرحب کا مقابلہ	۴۰۷	اہل فدک سے مصالحت	۴۲۰
محمد بن مسلمہ کا واقعہ	۴۰۸	خیبر سے مدینہ تک	۴۲۱
باب خیبر کا واقعہ	۴۰۸	بنو فزارہ کی جنگی تیاری اور فرار	۴۲۱

Marfat.com

مقام صہبا میں رکھوالی	۴۲۱
وادی القریٰ میں ورود اور جنگ	۴۲۲
تیماء	۴۲۳
فجر کی نماز طلوع آفتاب کے بعد	۴۲۳
غزوہ ذات الرقاع ۷ھ	۴۲۴
وجہ تسمیہ	۴۲۴
غورث بن حارث کے ہاتھ سے تلوار گر گئی	۴۲۵
نماز کی حالت میں تیر	۴۲۶
حضرت جابر کا اونٹ	۴۲۶
مسائل	۴۲۷
خیبر کے بعد چند فوجی دستے	۴۲۸
عمرۃ القضاء	۴۳۳
وجہ تسمیہ	۴۳۳
روانگی	۴۳۳
احرام و تلبیہ	۴۳۴
بطن یاجج میں ہتھیار رکھ دیئے	۴۳۴
ذی طویٰ اور اس سے آگے	۴۳۵
عبداللہ بن رواحہ کے اشعار	۴۳۵
طواف و رمل	۴۳۵
رمل کا اثر مشرکین پر	۴۳۶
طواف سواری پر	۴۳۶
خواب کی تعبیر صبح روشن کی طرح	۴۳۷
حضرت میمونہ سے نکاح اور مکہ سے واپسی	۴۳۸
عمارہ بنت حمزہ کا واقعہ	۴۳۹
سریہ ابن ابی العوجاء	۴۴۰
۷ھ کے بعض واقعات	۴۴۰
۸ھ کے واقعات	۴۴۰
عمرو بن عاص خالد بن ولید اور عثمان بن	
ابو طلحہ کا اسلام	۴۴۰
حضرت خالد کا ایمان و اسلام	۴۴۳
(۱) سریہ شجاع بن وہب اسدی	۴۴۳
(۲) سریہ کعب بن عمیر غفاری	۴۴۴
(۳) سریہ زید بن حارثہ اور جنگ موتہ	۴۴۴
امارت زید پر تردد و جواب	۴۴۵
نعمان بن فنحص یہودی کا قول	۴۴۵
حضرت عبداللہ بن رواحہ کا گریہ اور اس کا سبب	۴۴۵
فوج کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کی	
مشایعت اور وصیت	۴۴۶
معان میں حالات کا علم اور مشورہ و فیصلہ	۴۴۶
فوج کی ترتیب جنگ اور امراء کی	
شہادت	۴۴۷
علم حضرت خالد کے ہاتھ میں	۴۴۸
نقشہ جنگ رسول اکرم ﷺ کے سامنے	۴۴۸
اخبار بالغیب کا معجزہ	۴۴۹
جنگ موتہ کی فتح میں اختلاف	۴۴۹
معرکہ موتہ کا اثر اور شہداء و مقتولین	۴۵۳

Marfat.com

(۴) سریہ ذات السلاسل	۴۵۴	بن حارث اور عبداللہ ابوامیہ سے ملاقات	۴۶۷
امارت کا فیصلہ	۴۵۵	افطار صوم	۴۶۸
آگ روشن کرنے کی ممانعت	۴۵۵	مرالظہر ان میں نزول وقیام اور پیلو کا پھل	۴۶۹
جنگ اور مال غنیمت	۴۵۶	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ	۴۶۸
جنابت سے تیمم کا واقعہ	۴۵۶	خرگوش کا شکار	۴۶۹
صاحب الجزور عوف بن مالک اشجعی	۴۵۶	دس ہزار چولہے روشن کیے گئے	۴۷۰
عمرو بن عاص کی آمد اور سوال وجواب	۴۵۷	ابوسفیان وغیرہ کی گرفتاری	۴۷۰
(۵) سریہ ابوقتادہ یا سریہ محارب	۴۵۷	ابوسفیان کا اسلام	۴۷۱
غزوۂ فتح مکہ رمضان المبارک ۸ھ	۴۵۸	امن کا پیغام	۴۷۲
اس غزوہ کا سبب	۴۵۹	اسلامی لشکر کا مشاہدہ	۴۷۲
عمرو بن سالم خزاعی کا اشعار میں استغاثہ	۴۵۹	حضرت سعد بن عبادہ کی شکایت	۴۷۳
رجزیہ اشعار	۴۶۰	ابوسفیان کا اعلان مکہ میں	۴۷۵
قریش پر اتمام حجت	۴۶۱	ذی طوی میں پہونچ کر لشکر کی ترتیب	۴۷۵
بعد از وقت پشیمانی	۴۶۲	آپ کا عمامہ اور جھنڈا	۴۷۶
بدیل بن ورقاء کی ایک جماعت کے		امرائے فوج کو ہدایت	۴۷۶
ساتھ آمد اور واپسی	۴۶۲	مقام خندمہ میں جنگ	۴۷۹
غزوہ کی تیاری	۴۶۴	آنحضرت ﷺ کی تقریر	۴۸۰
حاطب بن ابی بلتعہ کا خط قریش کے نام	۴۶۴	نماز فتح	۴۸۱
خط کا مضمون	۴۶۵	سرور عالم کی ضیافت خشک روٹی سے	۴۸۱
آسمانی اطلاع	۴۶۵	مکہ میں قیام گاہ نبوی	۴۸۲
مدینے سے روانگی	۴۶۶	خانۂ کعبہ کا طواف اور بتوں کا اخراج	۴۸۲
فوج کی تعداد	۴۶۶	بتوں اور تصویروں کا اخراج	۴۸۲
حضرت عباس بن عبدالمطلب ابوسفیان		مفتاح کعبہ کی پیشگوئی اور تصدیق	۴۸۳

Marfat.com

کعبۃ اللہ میں نماز	۴۸۴	تعداد فوج	۵۰۱
باب کعبہ پر خطبہ اور اعلان معافی	۴۸۵	حالات کی جانچ کے لئے عبد اللہ بن ابو	
خطبہ	۴۸۶	حدرد اسلمی کی روانگی	۵۰۱
حضرت بلالؓ کی اذان کعبہ کی چھت پر	۴۸۶	صفوان بن امیہ سے زرہوں کا مستعار لینا	۵۰۱
ابوسفیان کے دل کی بات معجزۂ رسول ﷺ	۴۸۷	مقدمۃ الجیش کی روانگی اور آپ ﷺ کا	
فضالہ کے دل کی بات معجزۂ رسول ﷺ	۴۸۸	مکہ سے نکلنا	۵۰۲
صفوان بن امیہ اور حضرت عکرمہؓ کا اسلام	۴۸۸	ذات انواط کا واقعہ	۵۰۳
ابوقحافہ کا اسلام	۴۸۹	کفار کا وادی اوطاس میں اجتماع	۵۰۳
بنو خزاعہ کا اقدام قتل اور آنحضرت		کافروں کے جاسوسوں کی مڈبھیڑ ملائکہ سے	۵۰۴
ﷺ کا دوسرا خطبہ	۴۹۰	مسلمانوں کا حنین سے قریب پہنچنا اور	
انصار کو مکہ میں نبی ﷺ کی اقامت کا خوف	۴۹۰	فوج کی حراست و نگرانی	۵۰۴
اہل مکہ سے بیعت	۴۹۱	جنگی کیفیت اور فرار و فتح	۵۰۴
مکہ میں قیام اور قصر صلوٰۃ	۴۸۳	جنگ میں سبقت کرنے والے	۵۰۵
چند واقعات و احکام	۴۹۴	ام سلیم کی جرأتمندی	۵۰۶
عزیٰ بت کا ڈھانا	۴۹۵	ثابت قدم حضرات	۵۰۶
سواع بت کا ڈھانا	۴۹۶	ضعیف الایمان اور قریب الاسلام لوگوں	
منات بت کا ڈھانا	۴۹۶	کی مسرت	۵۰۷
بنو خزیمہ سے قتال اور مقتولین کی دیت	۴۹۷	شیبہ بن عثمان کی [illegible]	۵۰۷
حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور حضرت		نبی کی شان شجاعت	۵۰۸
خالدؓ کی تکرار	۴۹۸	اصحاب رسول کی پکار [illegible]	۵۰۸
فتح مکہ کا اثر پورے عرب پر	۴۹۹	ایک مشت خاک کا معجزہ اور فرشتوں کا	
غزوۂ حنین یا ہوازن یا اوطاس	۵۰۰	نزول	۵۰۹
ہوازن کے شرکاء	۵۰۰	ایک عورت کا قتل اور ممانعت	۵۱۰

Marfat.com

کفار کی شکست وفرار اور قتل وقید	۵۱۰
حضرت ابوطلحہؓ نے بیس کافروں کا قتل کیا	۵۱۱
شہداء کی تعداد	۵۱۲
خاتمۂ جنگ اور حضرت خالدؓ کی عیادت	۵۱۲
حنین سے بھاگنے والوں کا تعاقب	۵۱۲
سریۂ اوطاس	۵۱۳
اموال غنیمت جعرانہ میں	۵۱۴
حضرت حلیمہؓ اور حضرت شیماءؓ	۵۱۴
غزوۂ طائف یا محاصرۂ ثقیف	۵۱۵
حضرت خالدؓ نے مبارزت کی دعوت دی	۵۱۵
رسول اللہ ﷺ کے پہونچنے کا راستہ اور	
چند واقعات	۵۱۶
بنوثقیف کی تیراندازی	۵۱۶
منجنیق اور دبابہ کا استعمال	۵۱۷
حالت جنگ میں بنوثقیف پر رحم وکرم	۵۱۷
ثقیف کے غلاموں کا اسلام اور آزادی	۵۱۷
عیینہ بن حصن کی کجروی کا علم اور توبہ	۵۱۸
ایک مخنث کی بات اور پردے کا حکم	۵۱۸
جانبین کا نقصان اور ابوسفیان کی آنکھ	۵۱۹
محاصرہ توڑ کر واپسی	۵۱۹
بلا فتح لوٹنے میں حکمت الٰہی	۵۱۹
تقسیم مال غنیمت	۵۲۰
انصار کی رنجیدگی اور فہمائش	۵۲۱
ذوالخویصرہ تمیمی کا اعتراض	۵۲۲
کوڑے سے ٹھوکر لگ جانے کا معاوضہ	۵۲۳
ہوازن کی آمد اور قیدیوں کی واپسی	۵۲۳
مالک بن عوف نصری کا اسلام	۵۲۴
اعراب کا ازدحام	۵۲۵
عمرۂ جعرانہ اور مدینہ کی طرف واپسی	۵۲۵
اسلامی گورنر کی تنخواہ ایک درہم یومیہ	۵۲۶
۸ھ کا حج	۵۲۶
نبی ﷺ کے حج وعمرہ کی تعداد	۵۲۶
کعب بن زہیر بن ابوسلمٰی کا اسلام	۵۲۶
۸ھ کے بعض دیگر واقعات	۵۳۰
عاملوں اور تحصیلداروں کی تقرری	۵۳۱
سریہ عیینہ فزاری	۵۳۲
بنوتمیم کا وفد	۵۳۲
سریہ قطبہ بن عامر بن حدیدہ	۵۳۳
سریہ ضحاک بن سفیان کلابی	۵۳۳
سریہ علقمہ بن مجزز مدلجی	۵۳۴
بنومصطلق کے ایمان واسلام کی جانچ	۵۳۴
سریہ علی بن ابی طالب بنوطے کی طرف	۵۳۵
عدی بن حاتم کا بیان	۵۳۶
حاتم اور اس کی لڑکی	۵۳۶
سعدی شیرازی کا بیان	۵۳۷
حضرت عدیؓ کا مدینہ میں ورود اور اسلام	۵۳۸

Marfat.com

حضرت عدیؓ کی کارکردگی	۵۳۹
واقعہ ایلاء و تخییر	۵۳۹
آیت تخییر	۵۴۱
غزوۂ تبوک رجب ۹ھ مطابق نومبر ۶۳۵ء	۴۵۲
دشمن کی تیاریوں کی خبر	۵۴۳
نبی ﷺ کا اعلان	۴۵۳
چندے کی اپیل	۵۴۳
سویلم یہودی کے گھر میں آگ لگانے کا حکم	۵۴۴
جد بن قیس کا واقعہ	۵۴۵
شوق جہاد میں رونے والے	۵۴۵
اسلامی لشکروں کی روانگی	۵۴۶
راستے کی کلفت	۵۴۶
حضرت ابوذرؓ کا واقعہ	۵۴۷
ثمود کی معذب بستی سے گذر	۵۴۷
بارش کا معجزہ اور ایک منافق کا قول	۵۴۸
گمشدہ اونٹنی کا معجزہ	۵۴۸
منافقین کے گروپ کی تذلیل	۵۴۹
حضرت ابوخیثمہ کا واقعہ	۵۵۰
پھلوں کے تخمینے کا معجزہ	۵۵۱
جمع بین الصلوتین اور چشمہ تبوک کا معجزہ	۵۵۱
تبوک میں قیام	۵۵۲
خطبہ تبوک	۵۵۲
برکت طعام کا معجزہ	۵۵۳
اکیدر کی گرفتاری کے لئے خالد بن ولید کی روانگی	۵۵۴
بجیرہ بن بجرہ کا شعر اور اس کی دانت کی حفاظت	۵۵۵
حاکم ایلہ و اہل جرباء و اذرح سے مصالحت	۵۵۶
حضرت معاویہ بن معاویہ کے جنازے کا واقعہ	۵۵۷
حضرت ذوالبجادین کی وفات	۵۵۷
تبوک سے رسول اللہ ﷺ کی واپسی اور منافقین کی سازش	۵۵۸
حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی اقتداء میں نماز	۵۵۸
مسجد ضرار	۵۵۹
مدینہ و تبوک کے درمیان مساجد رسول ﷺ	۵۶۱
مدینہ کے قریب پہنچ کر	۵۶۱
مدینہ میں ورود	۵۶۲
منافقین کی تعداد اور ان کی معذرت خواہی	۵۶۲
مومنین صادقین	۵۶۲
اس سال کے بعض اہم واقعات	۵۶۸
امارت حج و اعلان برأت	۵۷۰
وفود [illegible]	۵۷۱
(۱) وفد مزینہ	۵۷۱
(۲) وفد بنی عبدالقیس ۵ھ	۵۷۲

Marfat.com

(۳) وفد بنو سعد بن بکر رجب ۵ھ	۵۷۳
(۴) وفد بنی اشجع شوال یا ذیقعدہ ۵ھ	۵۷۴
(۵) وفد رفاعہ بن زید ۶ھ	۵۷۵
(۶) وفد خشین ۷ھ	۵۷۵
(۷) وفد دوس ۷ھ	۵۷۵
(۸) وفد اشعرین و اہل یمن ۷ھ	۵۷۷
(۹) وفد بنی سلیم قبل الفتح ۹ھ	۵۷۷
بت پر لومڑی کے پیشاب کا واقعہ	۵۷۸
(۱۰) وفد بنی عامر بن صعصعہ ۸ھ	۵۷۸
اربد کی وار سے بچنے کا معجزہ	۵۷۹
عامر و اربد پر بددعا کا اثر	۵۷۹
(۱۱) وفد بنی عبس قبل الفتح ۸ھ	۵۸۰
(۱۲) وفد یا ھلہ بعد الفتح ۸ھ	۵۸۰
(۱۳) وفد بنی قشیر قبل حنین ۸ھ	۵۸۰
(۱۴) وفد صداء ذیقعدہ ۸ھ	۵۸۰
انگلیوں کے درمیان سے پانی ابلنے کا معجزہ	۵۸۱
کنویں میں پانی بڑھنے کا معجزہ	۵۸۲
(۱۵) وفد بنی ثعلبہ بعد جعرانہ ۸ھ	۵۸۳
(۱۶) وفد کعب بن زہیر بعد جعرانہ مدینہ میں	۵۸۳
(۱۷) وفد جریر بن عبداللہ البجلی آخر ۸ھ	۵۸۳
(۱۸) وفد بنی تمیم محرم ۹ھ	۵۸۳
(۱۹) وفد بنی اسد ۹ھ	۵۸۴
(۲۰) وفد بنی عذرہ ۹ھ	۵۸۴
(۲۱) وفد بلی ربیع الاول ۹ھ	۵۸۵
(۲۲) وفد بنی طے جمادی الاولی تا رجب ۹ھ	۵۸۵
(۲۳) وفد بنی کنانہ رجب ۹ھ	۵۸۶
(۲۴) وفد فروہ بن عمر الجذامی رجب ۹ھ	۵۸۶
(۲۵) وفد ہمدان بعد تبوک ۹ھ	۵۸۷
(۲۶) وفد بنی فزارہ بعد تبوک	۵۸۸
اللہ کسی سے شفاعت نہیں کرتا	۵۸۸
بارش کی دعا اور قبولیت	۵۸۸
(۲۷) وفد بنی مرہ بعد تبوک	۵۸۹
شاہان حمیر کا قاصد اور خط بعد تبوک ۹ھ	۵۸۹
(۲۸) وفد ثقیف رمضان ۹ھ	۵۹۰
ظالموں پر بددعا سے احتراز	۵۹۱
(۲۹) وفد بنی حنیفہ ۹ھ	۹۵۳
مسیلمہ کا خط اور جواب	۵۹۴
(۳۰) وفد نصاری نجران	۵۹۵
بشر بن معاویہ کا ایمان	۵۹۸
راہب ابو شمر کا واقعہ	۵۹۹
(۳۱) وفد لقیط بن عامر بن منتفق	۶۰۰
کیا آپ کو علم غیب حاصل ہے؟	۶۰۱
(۳۲) وفد بنی کلاب ۹ھ	۶۰۱
(۳۳) وفد بنی رواس بن کلاب	۶۰۱
(۳۴) وفد بنی عقیل	۶۰۲

111960

Marfat.com

(۳۵) وفد بنی بکاء ۹ھ	۶۰۲
(۳۶) وفد تجیب ۹ھ	۶۰۳
(۳۷) وفد وائل بن حجر	۶۰۴
(۳۸) وفد عبدالرحمٰن بن ابوعقیل	۶۰۵
ملک سلیمان یا امت کی شفاعت	۶۰۵
(۳۹) وفد طارق بن عبداللہ	۶۰۵
بلا پہچان اونٹ کی خرید وفروخت	۶۰۶
چاند جیسا چہرہ دھوکا نہیں دے سکتا	۶۰۶
(۴۰) وفد بنی ہلال	۶۰۶
(۴۱) وفد جعفی	۶۰۷
(۴۲) وفد اعشیٰ بن مازن	۶۰۷
(۴۳) وفد سعد بن ہذیم	۶۰۸
(۴۴) وفد بہراء	۶۰۸
کھانے میں برکت کا معجزہ	۶۰۹
(۴۵) وفد ازد	۶۰۹
(۴۶) وفد فروہ بن مسیک المرادی	۶۱۰
(۴۷) وفد کندہ	۶۱۰
اپنے کو غیر خاندان کی طرف منسوب کرنا	۶۱۱
(۴۸) وفد صدف	۶۱۲
ابتدائے ۱۰ھ	۶۱۲
(۴۹) وفد عمرو بن معدیکرب فی اناس من زبید	۶۱۲
ارتداد وایمان	۶۱۳
(۵۰) وفد خولان شعبان ۱۰ھ	۶۱۳
(۵۱) وفد غسان رمضان ۱۰ھ	۶۱۴
(۵۲) وفد بنی حارث شوال ۱۰ھ	۶۱۴
(۵۳) وفد سلامان شوال ۱۰ھ	۶۱۶
(۵۴) وفد غامد ۱۰ھ	۶۱۶
بیگ کی خبر کا معجزہ	۶۱۶
(۵۵) وفد بنی محارب فی حجۃ الوداع	۶۱۷
(۵۶) وفد نخع نصف محرم ۱۱ھ	۶۱۷
خوابوں کی تعبیر	۶۱۷
باقی وفود	۶۱۸
حضرت ابوموسیٰ ومعاذ کا یمن بھیجا جانا	۶۲۱
حضرت علی اور خالد بن ولید کا یمن بھیجا جانا	۶۲۳
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پندنیسے	۶۲۳
باقی امراء وعمال	۶۲۵
حجۃ الوداع ۱۰ھ مطابق مارچ ۶۳۲ء	۶۲۵
ذوالحلیفہ میں قیام	۶۲۶
غسل احرام	۶۲۷
تلبیہ اشعار	۶۲۷
حجاج کی تعداد	۶۲۸
ذوالحلیفہ سے آگے کے مقامات	۶۲۸
ذی طویٰ میں داخلہ	۶۲۸

Marfat.com

بیت اللہ شریف پر پہلی نظر	۶۲۸
مسجد حرام میں داخلہ	۶۲۹
اضطباع	۶۲۹
مقام ابراہیم	۶۳۰
سعی صفا و مروہ	۶۳۰
ابطح میں قیام	۶۳۱
الحج عرفۃ	۶۳۲
عرفہ کی وجہ تسمیہ	۶۳۲
خطبۂ عرفات	۶۳۲
جام شہادت	۶۳۴
دعاء و مناجات	۶۳۵
بعض ادعیہ ماثورہ	۶۳۵
مزدلفہ کی طرف روانگی	۶۳۷
جمع تاخیر	۶۳۸
حج پورا ہو گیا	۶۳۸
مزدلفہ سے بوجھل اور کمزوری کی روانگی	۶۳۸
مشعر حرام میں تکبیر و تہلیل و دعا	۶۳۹
مشعر حرام سے منیٰ تک	۶۳۹
باقی قربانی و حلق	۶۴۱
حلق و تقصیر	۶۴۱
طواف افاضہ	۶۴۱
طواف افاضہ اور ظہر کی نماز	۶۴۲
بعض اعمال میں تقدیم و تاخیر	۶۴۲
منیٰ کا خطبہ	۶۴۲
ایام تشریق میں رمی جمار	۶۴۵
تینوں جمروں کا تعارف	۶۴۵
جمرۂ دنیا	۶۴۶
جمرۂ وسطیٰ	۶۴۶
۹ر ذی الحجہ سے ۱۳ر تک کے ایام	۶۴۶
طواف وداع	۶۴۷
ملتزم	۶۴۷
فائدہ عزیزہ	۶۴۷
خطبۂ غدیر خم	۶۴۸
خطبۂ قدوم مدینہ	۶۴۹
تکمیل دین اور رحلت مصطفی ﷺ کے آثار	۶۵۰
شہدائے احد کے لئے رخصتی جیسی دعا	۶۵۱
جیش اسامہ کی تیاری	۶۵۱
علالت کی ابتدا	۶۵۳
بخار کی شدت	۶۵۴
مقام شہادت	۶۵۴
شفاء کے بجائے لقائے رب کا شوق	۶۵۵
دوائے لدود سے انکار	۶۵۵
حضرت فاطمہؓ کی آمد	۶۵۶
وفات سے پانچ یوم قبل چہارشنبہ	۶۵۷
آپ کا آخری خطبہ	۶۵۷
چار یوم قبل نماز عشاء	۶۵۸

Marfat.com

ابوبکرؓ کی امامت کی مدت	۶۵۹
حکم تحریر کا واقعہ	۶۶۰
تین یوم قبل	۶۶۱
دو دن قبل و بعد	۶۶۱
مغرب کی نماز	۶۶۱
اجتماع صحابہ، آخری دعائیں و نصیحتیں اور پیغام	۶۶۲
متاع دنیا سے بے رغبتی	۶۶۳
سوموار یوم وفات	۶۶۴
سکرات موت	۶۶۵
آخری وصیت	۶۶۷
حالت نزع	۶۶۷
رفیق اعلیٰ سے مراد ۔ اور آپ کا پہلا و آخری کلمہ	۶۶۸
بیماری کی مدت اور تاریخ وفات	۶۶۸
مشک سے بڑھ کر خوشبو	۶۶۹
غم و الم کی اضطرابی کیفیت	۶۶۹
حضرت عمرؓ کا موت سے انکار	۶۶۹
حضرت ابوبکرؓ کی آمد	۶۷۰
وفات نبوی ﷺ پر خطبہ ابوبکرؓ	۶۷۱
ابوبکرؓ کی قائدانہ صلاحیت	۶۷۳
سقیفہ بنی ساعدہ میں بحث و تکرار	۶۷۳
بیعت عامہ	۶۷۴
حضرت ابوبکرؓ کا خطبہ خلافت	۶۷۵
غسل و تکفین	۶۷۵
جنازہ و تدفین	۶۷۶
تطبیق روایات	۶۷۸
کچھ دنوں کے بعد قبر شریف کا نقشہ	۶۷۸
مداح رسول ﷺ حضرت حسانؓ کا مرثیہ	۶۷۹
دیگر از سفیان بن حارث بن عبدالمطلب	۶۸۴
حلیۂ مبارک	۶۸۴
خوشبوئے جسم	۶۸۸
حسن خلق	۶۸۹
زہد و فقر و سخاوت	۶۹۱
شجاعت و بسالت و وجاہت	۶۹۳
مصائب و آلام	۶۹۵
تواضع و خاکساری	۶۹۵
احترام اہل خانہ	۶۹۶
غضب اور نرمی باری	۶۹۶
لوگوں کو تحفے جانا	۶۹۶
اپنا ازار اونچا کرو	۶۹۷
حلم و بردباری	۶۹۷
یہودی ایمان لے آیا	۶۹۸
ترکہ رسول اللہ ﷺ	۶۹۹
طلب میراث	۶۹۹
اہل تشیع کے شبہات و اعتراضات کا ازالہ	۷۰۰

Marfat.com

مال متنازعہ کے تین اجزاء	۷۰۴
حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کا قابل	
عبرت فیصلہ	۷۰۴
ذکر بعض مرکوبات وملبوسات ومتاع حیات	۷۰۵
ازواج مطہرات	۷۰۷
خدیجۃ الکبریٰؓ	۷۰۷
وفات	۷۰۸
ام المومنین حضرت سودہؓ	۷۰۸
ام المومنین حضرت عائشہؓ	۷۰۹
ام المومنین حضرت حفصہؓ	۷۱۰
ام المومنین حضرت زینبؓ	۷۱۱
ام المومنین ام حبیبہ	۷۱۲
ام المومنین ام سلمہؓ	۷۱۳
ام المومنین زینب بنت جحشؓ	۷۱۴
ایک بے حقیقت افسانہ	۷۱۵
ام المومنین حضرت جویریہؓ	۷۱۶
ام المومنین میمونہؓ	۷۱۹
دیگر ازواج اور باندیاں	۷۲۰
حضرت ماریہ قبطیہؓ	۷۲۲
حضرت ریحانہؓ	۷۲۳
حضرت نفیسہؓ	۷۲۵
تعداد ازواج پر ایک نظر	۷۲۵
اولاد کرام	۷۲۵
ام کلثومؓ اور رقیہؓ کی پہلی شادی	۷۲۶
عتیبہ کی بدسلوکی کی سزا	۷۲۷
ابولہب کے دو بیٹے داخل اسلام	۷۲۷
رقیہؓ وام کلثومؓ کی دوسری شادی	۷۲۷
حضرت رقیہؓ کی رحلت	۷۲۸
فاطمۃ الزہراءؓ کی شادی	۷۲۸
ابراہیم ابن رسول اللہ ﷺ	۷۲۹
آپ ﷺ کے اعمام	۷۳۰
آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور خدام	۷۳۱
آپ کی باندیاں	۷۳۸
آسمان سے پانی کا ڈول	۷۳۹
بول نبی پینے کا واقعہ	۷۳۹
خدام صحابہؓ	۷۴۱
حضرت بلالؓ کا سین	۷۴۳
ربیعہؓ کی شادی	۷۴۵
ربیعہؓ اور حضرت ابوبکرؓ میں نزاع	۷۴۵
کاتبین وحی وغیرہ	۷۴۹
آپ کے امراء وعمال	۷۵۱
شعراء وخطباء	۷۵۲
اصحاب شوکت وعظمت	۷۵۳
صحابہ کی تعداد	۷۵۳
الحواشی	۷۵۷

☆☆☆

Marfat.com

دیباچہ

از فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالروف خان صاحب رحمانی جھنڈانگری
رکن رابطۂ عالم اسلامی مکہ مکرمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، أما بعد:

رسول اکرم ﷺ کی سیرت نگاری اہل اسلام کا محبوب مشغلہ رہا ہے، اسلام کی ابتدائی صدیوں سے لے کر آج تک یہ سلسلہ برابر قائم ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا (ان شاء اللہ) یہ مسلمانوں کی آپ ﷺ کی ذات گرامی، آپ کی سیرت طیبہ اور آپ کی سنتوں سے والہانہ عقیدت ومحبت اور شیفتگی کا نتیجہ ہے۔

مذاہب وادیان بلکہ علی الاطلاق دنیا کی پوری تاریخ میں کسی بانی مذہب یا ریفارمر، رہنما ورہبر، صاحب حکومت وسلطنت یا صاحب حشمت وشوکت، مدبر ومفکر، مقنن ومعلم میں کوئی فرد ایسا نظر نہیں آتا ہے جس کی زندگی کے واقعات کلیات وجزئیات، فرمودات وہدایات کو اس طرح محفوظ ومدون کیا گیا ہو جس طرح خاتم النبیین ﷺ کی سیرت مبارکہ کو مدون کیا گیا ہے، حتی کہ قضاء حاجت تک کی کیفیات کو ضبط کرلیا گیا ہے، آج روئے زمین پر عددی لحاظ سے حضرت عیسی علیہ السلام کے ماننے والے اکثریت میں ہیں لیکن ان کی زندگی پردۂ خفا میں ہے، رام وکرشن کی زندگیوں کے واقعات افسانے سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے ان کا کوئی صحیح ریکارڈ نہیں ہے۔ یہ اسلام اور اس کے آخری رسول اللہ ﷺ کا زندہ ثبوت ہے۔

کتاب ''پیغمبر عالم ﷺ'' بھی اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے جو میرے شاگرد رشید عزیز گرامی قدر مولانا عبدالمبین صاحب منظر کی قلمی کاوشوں کا تازہ شاہکار ہے۔ آپ قوت تحریر وذوق مناظرہ کے ساتھ ہی ساتھ تصنیف وتالیف کا بھی بہترین ذوق رکھتے ہیں اور تحقیق وتدقیق کے جواہر گرانمایہ سے مزین ہیں۔

Marfat.com

اس کتاب کی فہرست عنوانات کو میں نے بغور دیکھا ہے اور مسودہ کا کچھ حصہ پڑھوا کر سنا بھی ہے، اس سے اندازہ ہوا کہ موصوف نے فن سیرت نگاری کے اسلوب کی بھرپور رعایت کی ہے اور واقعات کی تحقیق، سنین کی تعیین میں پوری عرق ریزی فرمائی ہے۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

یہ کتاب علماء وطلبہ کے لئے ایک بہترین تحفہ، اسلامی لائبریری میں ایک بے بہا اضافہ اور جماعت اہلحدیث کی طرف سے سیرت نگاری کے باب میں ایک زریں کارنامہ ہے۔

مصنف موصوف اور ادارہ جامعہ سلفیہ مرکزی دارالعلوم بنارس جس نے اس کی اشاعت کا بار اٹھایا لائق تحسین وقابل صد مبارکباد ہیں۔ اللہ تعالی مؤلف موصوف اور اس کے ناشر کو اجر جزیل سے نوازے، اور اس تالیف کو نافع اور ان کے لئے ذریعۂ نجات بنائے۔ وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی الہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا۔

عبدالروٴف رحمانی جھنڈانگری
ناظم جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر (نیپال)
۱۲؍ربیع الاول ۱۴۱۰ھ = ۱۵؍اکتوبر ۱۹۸۹ء

☆☆☆

Marfat.com

پیش لفظ

اللہ رب العزۃ والجلال کا بے پایاں فضل وکرم ہے کہ اس نے جامعہ سلفیہ کے شعبۂ ادارۃ البحوث الاسلامیہ کو سیرت طیبہ کے موضوع پر زیر نظر کتاب کی اشاعت کی توفیق بخشی۔ اس عظیم کتاب پر چند سطریں لکھتے ہوئے مجھے بیحد مسرت وسعادت کا احساس ہو رہا ہے، لیکن اس احساس میں رنج والم کی آمیزش بھی ہے، اور قدرت کا یہی نظام ہے کہ رنج ومسرت کی کسی بھی کیفیت کو دوام نہ حاصل ہو بلکہ انسان دونوں سے دوچار ہوتا رہا۔ آج سے تقریباً دو سال قبل جامعہ سلفیہ سے اس کتاب کی اشاعت کی بات ہوئی تو کتاب کے مصنف مولانا عبدالمبین منظر اور جامعہ کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالوحید سلفی دونوں بقید حیات تھے، اور خاکسار کو اس مسئلہ میں دونوں عظیم ہستیوں کے ساتھ گفتگو کا موقع ملا، مصنف نے بڑے اخلاص ووقار کے ساتھ اپنی طویل محنت کا ثمرہ پیش کیا، اور ناشر نے اس کے مطابق فراخدلی وقدردانی سے اسے قبول کیا۔ بڑی تمنا تھی کہ دونوں بزرگوں کی موجودگی میں کتاب زیور طبع سے آراستہ ہو کر آجائے تو ان کی طمانیت کا باعث ہو، لیکن مشیت کچھ اور تھی، تھوڑے ہی دنوں کے وقفہ سے دونوں بزرگ دنیا سے رحلت کر گئے اور یہ کتاب شہ پارہ منظر عام پر نہ آسکا، آج جب ان کی یاد آتی ہے تو دل میں کسک پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اس کتاب کو ان کی حسنات میں قبول فرمائے۔

سیرت طیبہ کا موضوع ہر دور میں علماء محققین کی توجہ کا مرکز رہا ہے، بے شمار کتابیں لکھی گئیں اور آئندہ بھی اس طرح یہ ذکر کا سلسلہ جاری رہے گا، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ سے ورفعنا لک ذکرک کا وعدہ فرمایا تھا، اس کا ایک مصداق سیرت کی یہ بیشمار مؤلفات بھی ہیں، تحقیق وانشاء پردازی کے میدان کی انتہائی بلندیوں کو چھونے والے اہل قلم کو بھی اس موضوع پر خامہ فرسائی کے بغیر اطمینان حاصل نہ ہو سکا، بارگاہ رسالت میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنے والی جماعت میں صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم بھی ہیں، اور ان میں بعض شخصیات ایسی ہیں جن کو موجودہ متمدن وترقی یافتہ دنیا میں اہم مقام حاصل ہے، ان میں سے ہر ایک مصنف نے سیرت طیبہ کے اہم پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے پیغمبر اسلام ﷺ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ برصغیر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہاں سیرت کے موضوع پر اہم

Marfat.com

اور مفید کتابیں تصنیف کی گئیں جن کو مختلف اعتبارات سے امتیاز حاصل رہا، اسی زریں سلسلہ کی ایک کڑی زیرِ نظر کتاب بھی ہے۔

منظر صاحب رحمہ اللہ جب اپنی یہ کتاب لے کر جامعہ سلفیہ آئے تو اس کے نام کا مسئلہ زیرِ غور آیا، موصوف نے اس کتاب کو "پیغمبر عالم ﷺ" کے نام سے موسوم کیا تھا، خاکسار نے عرض کیا کہ اگر نام کے دونوں جزو عربی ہوں تو شاید زیادہ معنویت وتاثیر پیدا ہو، اس پر موصوف نے فرمایا کہ میں نے بڑے غور وفکر کے بعد اس نام کو متعین کیا ہے، اس میں رسالت اور اس کی عالمی حیثیت دونوں کی تصریح ہے، اور یہی اس نام کی خوبی ہے۔

پیغمبر عالم ﷺ قارئین کے سامنے ہے، اسے پڑھ کر وہ مصنف کی دیدہ ریزی ودقت رسی کا اندازہ کر سکتے ہیں، مجھے اس موقع پر یہ اعتراف کرتے ہوئے مسرت محسوس ہوتی ہے کہ مصنف نے اپنی اس عظیم محنت کا کوئی مادی صلہ طلب نہیں کیا، بلکہ ان کو خواہش صرف یہ تھی کہ کتاب طبع ہو کر منظر عام پر آجائے، دین وعلم کی ایسی بے لوث خدمت ہمارے لئے قابل تقلید ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ کتاب کو مقبول ونفع بخش بنائے، اور مصنف وناشر کو اجر جزیل عطا فرمائے، وصلی اللہ علی حبیبہ وسلم۔

مقتدیٰ حسن یاسین ازہری

۲۸/۶/۱۴۱۱ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ اپنی بابت

ان گنت و بے شمار حمد وثنا اس ذات بے ہمتا کے لئے جو ساری کائنات کا خالق و مالک اور مربی ومنعم ہے اور لکھو کھہا درود و سلام اس پاک رسول پر جو عاصیوں کا شفیع ومحسن اور جملہ انبیاء ومرسلین کا سردار وخاتم ہے۔ مہر وکرم اس رب العالمین کا جس نے اپنے محبوب کے ذریعہ ہمیں کفر وضلالت کی گھنگھور گھٹا اور شرک وبت پرستی کے قعر عمیق سے نکال کر توحید وسنت کے شاہراہ پر گامزن فرمایا۔

سیرت پاک کے مبارک موضوع اور اس پر مقدمہ سے قبل میرا اپنا تذکرہ اس لائق تو نہیں کہ اسے صفحۂ قرطاس پر لایا جائے لیکن صرف اس لئے کہ لوگ مؤلف کے حالات وسوانح کا جاننا بہتر سمجھتے ہیں اور اس خیال سے بھی کہ شاید سیرت شفیع المذنبین ﷺ کے ساتھ اس عاصی ومذنب کا ذکر آجانا سعادت ومغفرت کا باعث ہو اور ایک بے ثبات کو اس ذکر سے ثبات ودوام حاصل ہو جائے، اپنے مختصر حالات قلمبند کر رہا ہوں۔

نسب نامہ وحالات

میرا نسب جہاں تک معلوم ہو سکا اس طرح ہے۔ عبدالمتین بن محمد فاضل بن نصیب اللہ بن روشن خاں ساکن امارے ڈیہہ۔ میرے والد کا مولد ضلع بستی تحصیل ڈومریا گنج کا ایک چھوٹا سا گاؤں امارے ڈیہہ ہے۔ یہ موضع ڈومریا گنج سے تقریباً ۱۲ کیلومیٹر پر کھنڈاسے پاس جنوب مشرق میں واقع ہے۔

میرے والد صاحب فطری طور پر دین پسند اور توحید وسنت کی طرف راغب تھے لیکن ان کا سسرال اور پورا خاندان بریلوی مشرب رکھتا تھا اس لئے مجبور ہو کر نیپال ہجرت کر آئے۔ بجنی میرا مولد ومسکن ہے اور تاریخ ولادت تخمیناً ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۲۰ء ہے۔

یہ مقام تحصیل ڈومریا گنج میں برھنی اسٹیشن سے دکھن ۱۲ کلومیٹر پر ہے معاشی اعتبار سے ایک شاداب مقام ہے۔ والد صاحب نے یہاں آکر کچھ پڑھا لکھا اور اچھے لوگوں کی صحبت پائی تو شعوری طور پر مسلک کتاب وسنت سے وابستہ ہو گئے۔ امارے ڈیہہ میں ان کی کاشتکاری بھی تھی لیکن توحید سے لگاؤ اور شرک وبدعت

Marfat.com

سے نفرت کے سبب اسے چھوڑ کر سمرا کی معمولی سی زراعت پر قناعت کر لیا۔ اکل حلال اور تقویٰ وطہارت ان کا اوڑھنا بچھونا تھا اسی وجہ سے علاقہ کے ہندو مسلمان سب ان کی عزت کرتے اور ادب سے پیش آتے تھے۔

مولانا اللہ بخش ؒ سے بیعت

سمرا اور اس کے قرب و جوار میں عارف باللہ حضرت مولانا اللہ بخش بسکوہری مرحوم کی سیرت وکردار کا بڑا چرچا تھا، اس علاقہ میں انہیں کی سعی و جہد سے شرک و بدعت کا قلع قمع ہوا اور لوگ تقلید جامد سے الگ ہو کر حق پرستی اور توحید خالص کی طرف مائل ہوئے۔

سمرا میں والد صاحب کے ساتھ بزرگوں کی ایک جماعت دینداری و پرہیز گاری میں ضرب المثل تھی وہ سب مل کر مولانا اللہ بخش مرحوم سے بیعت ہو گئے۔ موصوف خالصۃ لوجہ اللہ دین کی تبلیغ و اشاعت میں لگے رہتے، جس طرح خود کتاب و سنت کے عملی نمونہ تھے دوسروں کو بھی اسی طرح دیکھنا چاہتے تھے، خود اکل حلال کے اتنے پابند تھے کہ دورے پر نکلتے تو نمک روٹی ساتھ رکھتے اور پورے علاقے میں چند مخصوص لوگوں کے سوا کسی کے یہاں لقمہ بھی نہیں اٹھاتے۔ البتہ سمرا تشریف لاتے تو والد صاحب کے ساتھ کھانا تناول کر لیتے باقی گاؤں کے زمینداروں اور اصحاب ثروت کے یہاں قیام و طعام سے احتراز فرماتے۔

میری والدہ مقیمہ بنت شمشیر علی خاں کا مولد و مسکن یہی سمرا تھا، وہ بھی بحمد اللہ نہایت ہی نیک طینت اور تقویٰ شعار تھیں، تنگدستی و افلاس کی حالت میں صابر و شاکر رہتے ہوئے گھر میں انتہائی محنت کا کام کرتیں اور ہمیشہ بچوں کی تعلیم و تربیت میں لگی رہتیں اور پھر تلاوت قرآن اور اوراد و وظائف کا مشغلہ جاری رکھتیں۔

میری تعلیم کا آغاز

میری ابتدائی تعلیم والدین کے گود سے شروع ہوئی، میری عمر تین سال سے کچھ آگے بڑھی تو والد صاحب نے غالباً ۱۹۲۴ء میں سمرا کے مقامی مکتب میں بٹھا دیا، میرے الف، ب کے اولین استاذ حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب سمراوی مرحوم ہیں جو اپنے وقت کے ایک جید عالم اور فصیح و بلیغ متکلم تھے، ان کے بعد علی الترتیب مولانا عبدالمجید صاحب یوسف پوری، میاں شمس اللہ صاحب اکرہروی، مولوی محمد اسحاق صاحب سمراوی اور میرے ماموں جناب مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے قرآن مجید ناظرہ کچھ اردو اور ابتدائی فارسی کی تعلیم دی۔

Marfat.com

والدین کا انتقال

ابھی میں پانچ یا چھ برس کا تھا کہ والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ والدہ مکرمہ بقید حیات تھیں، انہوں نے کچھ دنوں کے بعد ۸ یا ۹ سال کی عمر میں مجھے میرے بھائی مولانا محمد خاں صاحب رحمانی کے ہمراہ مدرسہ سراج العلوم جھنڈا نگر بھیج دیا۔ میں اپنے بھائی بہنوں میں سب سے چھوٹا تھا اس لئے والدہ صاحبہ شفقت کی نظر زیادہ رکھتیں اور حصول علم کے لئے بڑی دعائیں دیتیں۔ لیکن وہ بھی والد صاحب کے تین یا چار سال کے بعد داغ مفارقت دے گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان کی لغزشوں کو معاف فرما کر جنت الفردوس کی لازوال نعمتوں سے نوازے۔ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا آمين يا رب العالمين

اساتذۂ جھنڈا نگر

جھنڈا نگر کے اساتذہ میں فاضل ادب حضرت علامہ عبد الغفور صاحب بسکوہری، حضرت مولانا محمد زماں صاحب رحمانی اور حضرت مولانا زین اللہ صاحب شیب پوری وغیرہم تھے۔ اس وقت علامہ بسکوہری مرحوم کے شباب کا زمانہ تھا، اسباق بہت جم کے پڑھاتے۔ فارسی کے درس میں میرے کل ۱۶ ساتھی تھے، اللہ کا فضل رہا کہ ان سب میں میرا سبق سب سے زیادہ یاد رہتا اس لئے مجھے تیز و ناس ... پکارتے، آپ کی زبان و بیان اور وعظ و تقریر میں ایسی حلاوت و لطافت پائی جاتی تھی جو ... میں بہت کم نظر آئی۔

یوں مجھے حضرت مولانا محمد زماں صاحب رحمانی سے استفادہ کا موقع زیادہ ملا، بڑی محنت و عرق ریزی سے پڑھاتے اور تربیت کا خاص خیال رکھتے۔ آخر میں مجھ پر ... ناراض تھے لیکن جب میری تصنیف ... اور تکمیل الرشاد ... تو ... فرمایا کہ میں نے تمہاری یہ دونوں کتابیں دیکھ کر تمہاری دونوں غلطیوں کو معاف ... اللہ عفی عنہ کما عفا عنی)

دو بزرگوں کی یاد

جھنڈا نگر کے تعلیمی دور میں ماہر فرائض حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب بجواوی اور ... زہد و ورع

Marfat.com

جناب میاں محمد زکریا صاحب بیت ناریؒ بھی درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے تھے اگرچہ ان دونوں بزرگوں کے پاس میرا کوئی سبق نہ تھا لیکن ان کی تربیت اور فیض صحبت سے برابر فائدہ اٹھاتا رہا یہ دونوں بزرگ سادگی وتقدس میں اپنی مثال آپ تھے۔آہ اب وہ صورتیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آجائے کہاں نظر آئیں گی ۔

آنکھیں ہیں آج ان کے تصور میں اشکبار
جن کے وجود سے یہ فضا مشکبار تھی

جھنڈانگر سے دہلی

جھنڈانگر میں مسلسل چار سال کی مدت گزر گئی تو طلبہ کی عادت کے مطابق ثُم خیرا کی بیماری لگی اور اسے خیر باد کہہ کر دہلی چلا گیا اس وقت رحمانیہ میں داخلہ کی میعاد ختم ہو چکی تھی اس لئے ایک رفیق کی کوشش سے مدرسہ میاں صاحب میں داخلہ لے لیا وہاں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب پرتا بگڈھیؒ اور مولانا عبیداللہ صاحب ٹونکیؒ وغیرہم سے کسب فیض کرتے ہوئے روزانہ مدرسہ صدیقیہ اور فتح پوری میں بھی حاضری دیتا اور مختصر المعانی وہدیہ سعیدیہ وہیں پڑھا کرتا تھا۔

اس وقت خطیب الہند حضرت مولانا محمد صاحب جونا گڈھیؒ اور ان کے بعد استاذی مولانا محمد یونس صاحب کی تقاریر اور خطبوں کا بڑا شہرہ تھا، میں یکے بعد دیگرے دونوں بزرگوں کے بیانات سے حظ اٹھاتا رہا۔اسی زمانہ میں مولانا عبدالحنان صاحب بہاریؒ مدیر اہلحدیث گزٹ کی جادو بیانی بھی دیکھی اور یہ بھی دیکھا کہ وہ جماعت کے مشہور افاضل وشیوخ سے کس طرح کٹے کٹے رہتے ہیں۔

دہلی میں اس وقت جماعت اہلحدیث اور غربائے اہلحدیث کا بعض مسائل میں اختلاف اور دیوبندی وبریلوی علماء کی تکفیر بازی کی شدت بھی دیکھی۔اسی طرح آریوں مرزائیوں کے جلسے اور مناظرے بھی دیکھے، میں حق کی جستجو اور تحقیق حق کے لئے سب کے یہاں جاتا اور سب کی سنتا رہا۔

مری زندگی مسلسل اسی کشمکش میں گزری
کبھی سوئے برق دیکھا کبھی سوئے آشیانہ

شیخ الحدیث مولانا شرف الدینؒ سے ملاقات

ایک دن بغرض استفادہ شیخ الحدیث حضرت مولانا شرف الدین رحمۃ اللہ کے پاس مدرسہ سعیدیہ

Marfat.com

پل بنگش گیا۔ حضرت شیخ نے امتحاناً مشکوۃ شریف سے حدیث استسقا کی عبارت پڑھوائی، عبارت تو میں نے پڑھ دی لیکن ترجمہ کا حق ادا نہیں کر سکا۔ حضرت شیخ نے فرمایا یہ لڑکا عبارت بہت صاف پڑھتا ہے اس لئے جماعت خامسہ میں استفادہ کر سکتا ہے لیکن افسوس کہ دوبارہ خدمت میں حاضری نہیں دے سکا۔

بہار غنچہ و گل دیکھ کر چلا آیا — اگر چمن میں ٹھہرتا تو کیا سے کیا ہوتا

عبدالمبین نام پر نکیر

مدرسہ میاں صاحب میں داخلہ لینے کے بعد کتاب شرح عقائد حاصل کرنے کے لئے ایک دن شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالسلام صاحب بستویؒ کے پاس حاجی علی جان پہنچا، آپ نے میرا نام عبدالمبین سنا تو فرمایا۔ مبین اسمائے حسنیٰ میں سے نہیں ہے لہذا اسے بدل کر اپنا نام عبدالمتین رکھو۔ اگرچہ تحقیق وتدریس میں حضرت شیخ کا ابھی وہ مقام نہیں تھا جو بعد میں ہوا لیکن آپ کی علو مکانی کے سبب میں نے حکم کی تعمیل کر لی۔ اور تحقیق وجستجو میں لگا رہا، بالآخر ابن ماجہ شریف پڑھتے وقت لفظ مبین اسمائے حسنیٰ میں مل گیا تو والدین کا رکھا ہوا نام پھر سے اپنا لیا۔ اس کے بعد مزید مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اسمائے حسنیٰ کے مخرجین سات ائمہ حدیث ہیں، ان میں امام ترمذی کے علاوہ سب نے مبین کو اسمائے حسنیٰ میں شمار کیا ہے۔ میں نے مولانا موصوف سے ایک مدت کے بعد اس کا ذکر کیا تو تسلیم فرمایا۔ فللہ الحمد۔

ایک آریہ کے سوال کا جواب

ایک دن کا ذکر ہے کہ دہلی مینی باغ میں ہمارے مدرسہ کے طلبہ چند دینی مسائل پوچھ رہے تھے اتنے میں ایک آریہ آیا اور بولا آپ لوگ خدا کا کلام قدیم مانتے ہو اور یہ بھی مانتے ہو کہ ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے کہ اللہ موجود تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی؟ سب نے اس کا جواب اثبات میں دیا۔ اس نے کہا تمہارا خدا فرماتا ہے: ﴿لیس کمثلہ شیء﴾ اس کے مثل کوئی چیز نہیں ہے تو سوال یہ ہے کہ مخلوق کے وجود میں آنے سے پہلے جب خدا کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی تو اس نے کس سے مقابلہ میں کہا ہے کہ میرے مثل کوئی چیز نہیں، مثلی مقابلہ تو اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جب کہ سامنے دوسری چیز موجود ہو۔

اس اعتراض سے اس کا مقصد یہ تھا کہ آریوں کا عقیدہ روح و مادہ کے قدیم ہونے کا صحیح ہے اور مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ مخلوق کی پیدائش سے پہلے خالق کے سوا کوئی چیز نہ تھی غلط ہے۔ تمام طلبہ اس کے سوال سے حیران رہے، کوئی کچھ کہتا اور کوئی کچھ بتاتا مگر جواب فٹ نہ ہوتا، میں نے کہا اس کا جواب میں دیتا ہوں،

Marfat.com

بولا سب لوگ خاموش ہو جاؤ اور ان کا جواب سن لو۔ میں نے کہا یہ ہمارے اور تمہارے نزدیک مسلم ہے کہ اللہ اس ذات واجب الوجود کو کہتے ہیں جو تمام صفتہائے کمال کا جامع ہو ورنہ نقص لازم آئے گا، پس اس کی صفت کمال میں سے یہ بھی ہے کہ جو چیز ابھی وجود میں نہیں آئی ہے اسے بھی موجود ہی کی طرح دیکھے جیسے ہم اپنا گھر اپنی بستی جو یہاں موجود نہیں ہے دل کے آئینے میں دیکھ رہے ہیں، علاوہ ازیں واجب الوجود اور خالق بہر حال اپنی مخلوق سے افضل اور بے مثل ہوگا، پس ہر صورت میں مثلیت باطل اور لیس کمثلہ شی کا معاملہ صحیح ہوگا۔ یہ جواب سن کر آریہ دم بخود اور متحیر ہو گیا اور اس سے کوئی بات بن نہ آئی۔

ہمارے ساتھی طلبہ مدرسہ پہنچے تو اس سوال و جواب کا بڑا چرچا کیا، استاذی شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب نے سنا تو ہمت افزائی کے کلمات کہے اور مدرسہ کے مہتمم صاحب نے بھی اپنے گھر بلا کر بہت اکرام فرمایا۔

شاعری کا ذوق

وہیں دہلی میں رہبر صاحب پرتا بگڈھی کی صحبت میں شاعری کا ذوق پیدا ہوا، میرا تخلص منظر انہیں کا تجویز کردہ ہے، میری ایک نظم

مسلماں ہے تو دل میں عظمت قرآن پیدا کر

کی اصلاح کے لئے حیدر صاحب دہلوی کے پاس لے گئے، نظم میں خامیاں بہت تھیں اس لئے میں نے حیدر صاحب پر ظاہر نہیں کیا کہ یہ نظم میری کہی ہوئی ہے، پھر بھی سیاق وسباق سے انہوں نے سمجھ لیا اور رہبر صاحب کے کہنے سے اصلاح کر دی اس کے بعد میں نے کئی نظمیں کہیں لیکن اصلاح کے لئے کبھی نہیں جا سکا۔

مہتمم صاحب رحمانیہ دہلی کا انتقال پر ملال

جس سال میں دہلی گیا شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ صاحبؒ دار الحدیث رحمانیہ سے جدا ہو کر مدرسہ زبیدیہ میں آ چکے تھے۔ دار الحدیث رحمانیہ کے مہتمم جناب شیخ عطاء الرحمٰن صاحبؒ اور اہلحدیث کانفرنس کے سرپرست جناب حافظ حمید اللہ صاحبؒ کی دینی خدمات کا بڑا شہرہ تھا اسی لئے دونوں حضرات کے دیکھنے کی تمنا تھی، جناب حافظ حمید اللہ صاحبؒ کو دور ہی دور سے دیکھا، وہ ترمذی کی شرح تحفۃ الاحوذی مفت تقسیم کرتے تھے لیکن میں صغرسنی کی وجہ سے مانگنے کی ہمت نہیں کر سکا۔ البتہ شیخ عطاء الرحمٰن صاحب سے اکثر

Marfat.com

ملاقات ہوتی رہی اس لئے کہ مغرب و فجر کی نماز وہ اکثر مدرسہ میاں صاحب ہی کی مسجد میں پڑھتے تھے، اللہ کی مشیت کہ اس کے دوسرے ہی سال اللہ کی جانب سے موصوف ممدوح کا بلاوا آ پہنچا۔ ان کے انتقال کی خبر دہلی میں بجلی کی طرح پھیل گئی، بے شمار لوگ جنازہ میں حاضر ہوئے خاکسار بھی شریک جنازہ تھا۔ خطیب الہند حضرت مولانا محمد صاحب جوناگڈھی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی دفعہ جنازے کی نماز پڑھائی، پہلی دفعہ جو لوگ نہیں پہنچ سکے تھے وہ بیش پچیس اور پچاس کی تعداد میں باری باری آتے رہے اور حضرت مولانا بار بار جنازے کی امامت فرماتے رہے ؎

عشق تھا دل میں تری جذبات سے
اس لئے ہم بار بار آیا کئے

جھنڈانگر میں دوبارہ داخلہ

دہلی میں میرے اکتساب فیض کا دوسرا سال تھا کہ میرے برادر محترم مولانا محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو والدین کی رحلت کے بعد میرے مربی و سرپرست تھے، سخت علیل ہو گئے اس لئے دلی چھوڑ کر پھر مجھے جھنڈانگر آنا پڑا اسی سال خطیب الاسلام مولینا عبدالرؤف خاں صاحب رحمانی حفظہ اللہ سے تلمذ حاصل ہوا، مجھے یاد آتا ہے کہ حدیث میں ابوداؤد و ترمذی، منطق میں سلم العلوم اور اصول فقہ میں نور الانوار وغیرہ کتابیں میں نے آپ ہی سے پڑھی ہیں اور اس سال جھنڈانگر میں مجھ سے اونچی جماعت کا طالب علم کوئی نہ تھا۔

بانیٔ مدرسہ کی یاد

شیخنا العلام مولانا جھنڈانگری صاحب، بانی مدرسہ حضرت الحاج نعمت اللہ خاں صاحب رئیس مدرسہ ہذا کے فرزند ارجمند ہیں، حاجی صاحب موصوف کو اللہ تعالیٰ نے دولت دنیا کے ساتھ دولت دین سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔ مدرسہ کی نظامت و سرپرستی، شب بیداری و سحر خیزی، طلبہ واساتذہ کی خدمت، مہمانوں و مسافروں کی ضیافت اور غربا ء و مساکین کی اعانت و مساعدت ان کا محبوب مشغلہ تھا، دار العلوم کے لئے خود جان و مال سے وقف تھے اور اپنے لخت جگر مولانا جھنڈانگری کو بھی اسی کے واسطے وقف کر دیا تھا۔ ان کی تہجد گزاری اور دعاؤں کی برکت تھی کہ مولانا کو جو مقام اللہ نے عطا فرمایا وہ شاذ و نادر ہی کسی کو ملتا ہے۔ جھنڈ و نیپال میں آپ آفتاب و ماہتاب ہو کر چمکے، کوئی کانفرنس اور کوئی جلسہ آپ کے بغیر رونق پذیر نہیں ہوتا تھا،

Marfat.com

اس وقت نیپال کی طرف سے رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے رکن رکین ہیں اور سراج العلوم آپ کے خدمات جلیلہ کے سبب نیپال کا تاج محل کہلانے کا مستحق ہے۔

برادر معظم کا انتقال پُر ملال

برادر معظم حضرت مولانا محمد خان صاحب رحمانی کی علالت ہی نے مجھے اس سال جھنڈانگر رہنے پر مجبور کیا تھا، ان کی تکلیف اور شدت کرب کو دیکھ کر میں کبھی دوڑا ہوا گھر جاتا تو کبھی مدرسہ پر آتا وہ تو خود صابر وشاکر تھے، مجھے سمجھاتے اور اپنے کمسن بچوں کو بھی صبر کی تلقین فرماتے لیکن میں اپنے شفیق بھائی کی جدائی اور اپنی تنہائی کو یاد کر کے ہر گھڑی بے چین و بے قرار رہتا بالآخر اسی کرب واضطراب میں کئی ماہ کی شدید علالت کے بعد ۱۱ محرم الحرام ۱۳۵۹ھ کو ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کے سفر آخرت کے بعد میرا گھر اُجڑ گیا، میں تنہا تھا اور بھائی مرحوم کے یتیم بچے جن کی دیکھ ریکھ کرنے والا ان کی بیوہ کے سوا کوئی نہ تھا ان کے غم فراق میں جو مرثیہ میں نے اس وقت لکھا تھا اس کے چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

زندہ دل صاحب تقوی تھے میرے بھائی جان
حرف نہ آنے دیا دین پہ حتی الامکان

مرض دق میں پریشاں رہے برسوں لیکن
ہاتھ پھیلایا نہ غیرت سے کہیں بھی اک دن

دیں کی تبلیغ علاقے میں جو کرتے تھے عظیم
بخشے اللہ انہیں اجر میں جنات نعیم

یا الٰہی تو لحد ان کی منور کر دے
باغ فردوس کی خوشبو سے معطر کر دے

ان کا احساں دل محزوں کو رلاتا ہے بہت
حال غم ان کا ہمیں اب بھی ستاتا ہے بہت

غم فرقت میں تڑپتا ہی ہمیں چھوڑ گئے
یاد فردوس میں دنیا سے وہ رخ موڑ گئے

لوگ کہتے ہیں کرو صبر جناب منظر
صبر برحق ہے مگر اشک ہے بہتا تر تر

جامعہ رحمانیہ بنارس میں داخلہ

بھائی جان کے ارتحال کے بعد میری تعلیم کا مسئلہ بظاہر لاینحل ہو گیا، لیکن گھر پر رہ کر بھی میں کسی کام کا نہ تھا اس لئے جوں توں سال پورا کر کے بنارس چلا گیا اور امتحان دے کر جامعہ رحمانیہ میں داخلہ لے لیا۔

جامعہ رحمانیہ میں اس وقت امام العلوم والفنون علامہ شہیر حضرت مولانا محمد منیر خاں صاحب

Marfat.com

بنارسیؒ، فاضل الحدیث والادب حضرت مولانا عبدالغفار صاحب حسن عمرپوریؒ، استاذ منطق وفلسفہ مولانا عبدالمعید صاحب بنارسیؒ اور استاذ حدیث مولانا ابوالقاسم صاحب مدنپوریؒ جیسے اساطین فضل وکمال موجود تھے جن سے مسلسل دو سال تک فیضیاب ہونے کا موقع ملا ان کے علاوہ آفتاب علم وادب الشیخ عبدالمجید صاحب حریریؒ سے بھی ادب میں حماسہ اور بعض تفاسیر کا درس حاصل کیا، جن کی زبان کوثر وتسنیم سے دھلی ہوئی فصاحت وبلاغت کے موتی رولتی تھی۔

دورۂ حدیث کا دوسرا سال

دوسرا سال ہم لوگوں کا آخری سال تھا استاذ نا العلام مولانا منیر خاں صاحب بنارسی علالت سے کمزور ونحیف ہوگئے تھے اس لئے جامعہ سے اجازت مل گئی کہ ایک وقت دارالحدیث جاکر حضرت الشیخ علامہ سیف بنارسیؒ کے پاس بخاری ومسلم کا دورہ کرلیں۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا ابوالقاسم صاحب سیف بنارسی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت جماعت کے اکابر میں معروف وممتاز تھی، شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناءاللہ صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ تحقیق حدیث کے لئے آپ ہی سے رجوع فرماتے تھے۔ صحیحین کے درس میں آپ کا مقام منفرد تھا، مختلف ابواب کی حدیثیں ان کے صفحات وسطور، الفاظ کا فرق اور ان سے باب کا تعلق آپ کے نوک زبان پر تھا، ہم لوگ پہنچے تو وہاں بنگال، بہار، بستی، گونڈہ اور مئو کے طلبہ کا سنگم ہوگیا۔ تمام طلبہ حضرت شیخؒ کے سامنے ایک ہی قطار میں دورویہ بیٹھتے، ورسب سے آخری فاصلے پر قاری ہوتا، قاری وہی منتخب کیا جاتا جس کی آواز بلند ہوتی میری آواز بھی اونچی تھی اس لئے اکثر قرأت کا موقع ملتا۔ قرأت کے درمیان مسائل پیش آمدہ پر مختلف انداز سے سوالات واعتراضات کئے جاتے اور مولانا ان سب کا ایسا چیتا تلا جواب دیتے کہ پھر کوئی گنجائش نہ ہوتی۔

سند فراغ

آپ کا دستور تھا کہ سند فراغ میں نام کے ساتھ نیت بھی درج کرتے تھے میں اپنی سند لینے کے لئے ۲۸ رذی الحجہ ۱۳۶۱ھ کو آپ کی خدمت میں پہونچا تو پوچھا تمہاری نیت کیا لکھی جائے، میں نے کئی نیتیں بتائیں لیکن پسند نہ فرمایا پھر دوسرے دن صبح کو پہنچا تو فرمایا میں نے تمہاری نیت ابوالحصین رکھدی ہے (حصین بمعنی مضبوط) اس سے انشاءاللہ تمہارے عزم وحوصلہ میں مضبوطی وپختگی آئے گی۔ آپ کے اس فقرے سے میرے دل میں سروری جو کیفیت پیدا ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔

Marfat.com

پھر حضرت شیخ نے سند کی خالی جگہ میں اپنے دست شفقت سے جو کچھ تحریر فرمایا یہ ہے: "هو رجلٌ شَابٌ لَقِنٌ ذو فهمٍ واسعٍ وذهنٍ ساطعٍ" (وقال فى الوصية) اِنّى أوْصِيهِ بِتقْوَى اللّٰهِ فى السِّرِّ والعَلَانِيَةِ وَاَن لَا يهابَ بِصَوْتِ الجُمْهُورِ الخ .

یہ تھے میرے شفیق اساتذہ وشیوخ جن کے فیضِ صحبت نے مجھے انسانیت کا جامہ پہنایا۔ اللهم اغفر لى ولهم وارفع درجاتهم واضعف أجورهم الى يوم الدين يا أرحم الراحمين .

جامعہ شمس العلوم کا قیام

شعبان المعظم ۱۳۶۱ھ کو تعلیم سے فارغ ہو کر گھر آیا تو محترم ماموں محمد علی صاحب برادرم میڈو خاں صاحب بھائی محمد اسحاق صاحب، میاں عبدالستار صاحب، چودھری ولی اللہ، چودھری عبدالشکور صاحب، چودھری محمد عباس صاحب اور گاؤں کے دیگر معززین نے ۱۷، ۱۸/ ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ یوم جمعۃ المبارک کو مجھے بستی کے ان بچوں کو تعلیم کے لئے جو بیکار گھوم رہے تھے ترغیب دی، اگرچہ اس وقت علالت سے نحیف و ناتواں تھا لیکن خدمت کے تحت ان کی پیش کش قبول کر لی اور دوسرے ہی دن تعلیم و تدریس میں مشغول ہو گیا۔ یہ مشغولیت میرے لئے اتنی مفید ثابت ہوئی کہ میں اپنی دیرینہ بیماری بھول گیا اور آہستہ آہستہ گئی ہوئی صحت واپس لوٹ آئی۔ اللہ کا فضل و کرم ہے کہ آج ۴۷ برس کی مدت اسی ادارہ کی خدمت میں گذر گئی اور باہر سے طلب معاوضہ کے باوجود میں کسی طرف ملتفت نہیں ہوا۔

جلسوں میں شرکت اور بعض مناظرے

اس مدت میں تعلیم و تدریس کے ساتھ مقامی و علاقائی اجتماعات کے علاوہ یوپی، بہار، بنگال اور اڑیسہ وغیرہ کے بہت سے جلسوں میں شریک ہوا، اس وقت مناظروں کا دور تھا، چنانچہ مخالفین و مبتدعین سے کئی دفعہ مناظرے کی نوبت آئی۔ ضلع بستی کے ایک معروف مقام بھن گاؤں میں علمائے دیوبند و بریلی کے مابین ایک زبردست مناظرہ تھا اس میں بھی بحیثیت رکن شریک کیا گیا، بھاؤپور میں مولوی حشمت علی پیلی بھیتی کو دو دن تک گھیرے رہا انہوں نے سارا وقت لایعنی باتوں میں گنوا دیا لیکن بالمقابل بولنے کے لئے تیار نہ ہوئے اڑیسہ گوجیدرہ میں حبیب الرحمٰن کٹکی سے تحریری بحث چلتی رہی، پھر وہاں کی جماعت نے مجھے طلب کیا تو وہاں بھی پہنچ کر محلّہ در محلّہ آٹھ تقریریں کیں لیکن مقابل پردۂ خفا ہی میں رہ گیا۔ یہی حال بڑھنی، جھنڈا نگر، چوکھڑا اور جمہنا وغیرہ میں ہوا۔

Marfat.com

سیاسی جلسے

کبھی کبھی سیاسی ونیم سیاسی جلسوں میں بھی شرکت کی، ہندو پاک کے بٹوارے کے موقع پر مسلم لیگ کی حمایت کرتا رہا، مسلم مجلس کی طرف سے ڈاکٹر فریدی صاحب نے ضلع بستی کا دورہ کیا تو ان کے ساتھ رہا اور جب میرے قریب اٹوا تشریف لائے تو جلسے کا نظم واہتمام میں نے اپنے مدرسہ کے طلبہ کو لے کر کیا، اور ڈاکٹر صاحب نے خود میری صدارت میں تقریر کی۔

ریلیف کا کام

۱۹۶۳ء میں کلکتہ میں عظیم فساد ہوا تو اپنے زیر اثر حلقے سے کئی ہزار روپے نقد اور دو بنڈل کپڑے لے کر خود گیا اور وہاں کی امدادی جماعتوں سے مل کر فساد زدہ علاقوں، جلے ہوئے مکانات اور مساجد کا معائنہ کیا اور مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد کی، بنجریہ ضلع بستی میں ۱۹۷۲ء میں فساد ہوا تو بانسی ہوتے ہوئے وہاں بھی پہنچا، اور گاؤں کے مصیبت زدگان سے مل کر حتی الامکان تعاون کیا۔ پھر اپنے ہی قریب دوچرپہ ۱۹۶۹ء میں فساد ہوا تو وہاں بار بار جا کر لوگوں کے دل سے خوف وہراس دور کرتا رہا اور مسجد میں جمعہ وجماعت جو بند ہوگئی تھی، اپنے بھتیجے مولوی عبدالحلیم کے ساتھ جاری کرایا۔

ضلعی جمعیۃ کی نظامت

۱۹۶۰ء میں بستی وگونڈہ کی مشترکہ جمعیۃ نے اندرونی خلفشار کے سبب اس کی نظامت کا بار مجھ ناتواں پر ڈال دیا، اس وقت حضرت مولانا عبدالرؤف خاں صاحب رحمانی جھنڈانگری کی صدارت تھی اور مولانا عبدالقدوس صاحب ٹکریاوی ومولانا محمد اقبال صاحب بوندیہاروی نائب صدر تھے ان سب کے مشورے سے میں نے یہ ذمہ داری قبول کر لی۔ اس کے کچھ دنوں کے بعد مولانا عبدالجلیل صاحب رحمانی مرکزی جمعیۃ سے علیحدہ ہو کر وطن چلے آئے تھے تو ان جیسے بزرگوں کے تعاون سے مسلسل ۱۵ سال تک یہ بار میں نے سنبھالے رکھا اور بستی کے مدارس عربیہ کا نصاب تعلیم تقریبا متحد کر کے ایک نصاب کا سالانہ امتحان دلاتا رہا، یہاں تک کہ جمعیۃ بستی کے نظم ونسق اور کارکردگی کا چرچا تمام ضلعی وصوبائی جمعیتوں اور مرکز میں ہونے لگا۔

ڈونگرہ کی مشہور آل انڈیا کانفرنس منعقدہ ۱۹۶۱ء میرے ہی دور نظامت میں ہوئی تھی۔ مرکزی

Marfat.com

جمعیۃ کے صدر حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب آرویؒ کے پاس ضلعی جمعیۃ بستی کی طرف سے دعوت نامہ لے کر خاکسار دہلی پہنچا تو اس وقت مرکزی جمعیۃ کی میٹنگ ہو رہی تھی، مولانا آروی سے میری یہ پہلی تعارفی ملاقات تھی، خط پڑھنے کے بعد فرمایا کہ یہ بستی و گونڈہ دونوں ضلعوں کے ناظم ہیں، اس لئے اعزازی طور پر عاملہ کی میٹنگ میں شریک رہیں گے۔ پھر ایجنڈا پر بحث کے دوران بار بار میری رائے بھی دریافت فرماتے رہے، صدر محترم کے اس حوصلہ افزائی سے مجھے بڑی مسرت حاصل ہوئی کہ اب ان شاء اللہ دعوت نامہ کی منظوری بآسانی حاصل ہو جائے گی۔

میٹنگ میں مولانا سید تقریظ احمد صاحب ایڈیٹر اخبار اہلحدیث دہلی اور شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحب بستوی بھی موجود تھے، بعد میٹنگ میں نے ہر دو حضرات کی تائید و توثیق حاصل کر کے حضرت مولانا آروی سے منظوری حاصل کر لی جب کہ وہ کسی قیمت پر آمادہ نہ تھے۔ اسی پر سلیم صاحب پرتاب گڈھی نے ''نوگڑھ چلو'' کے عنوان سے پوری نظم لکھ ڈالی جس کا ایک شعر یہ تھا ۔

حضرت منظرؔ کی کوشش کا یہ ثمرہ ہے سلیم
ورنہ کیسی زندگی کیسا نظامِ زندگی

اس کا جواب اسی بحر و قافیہ میں میں نے بھی لکھ کر دیا جس کا ایک شعر یہ ہے ۔

کوششِ منظرؔ میں کچھ دم خم نہیں بھائی سلیم
سمع و طاعت میں ہی پنہاں ہے نظامِ زندگی

صوبائی جمعیۃ کا احیاء

۱۹۷۹ء کی بات ہے کہ صوبائی و مرکزی جمعیۃ کی سرد مہری ختم کرنے کے لئے مرکزی دارالعلوم بنارس میں ایک اہم میٹنگ بلائی گئی اس کے داعی حضرت مولانا شمس الحق صاحبؒ شیخ الحدیث مرکزی دارالعلوم تھے، اس میں مئو، بنارس، الہ آباد اور بستی و گونڈہ کے اعیان جماعت نے صوبائی جمعیۃ کی نظامت کا بوجھ میرے سر ڈال دیا۔ ہر چند کہ میں عدیم الفرصتی اور نا اہلی کا عذر کرتا رہا اور میرے مخدوم و مشفق حضرت مولانا جھنڈانگری بھی میری حمایت میں بولتے رہے لیکن ایک نہ سنی گئی بالآخر یہ بارگراں بھی ۳ سال تک اسی دوشِ ناتواں پر رہا۔ یہاں تک کہ ۳۱ ر جولائی ۱۹۸۲ء کو بمقام بمبئی پاؤں میں ایکسیڈنٹ کے سبب مستعفی ہو گیا۔

Marfat.com

تالیفات

میری تالیفات میں ''سبیل الرشاد'' مختلف فیہ مسائل پر بحث، ''عقائد اسلام'' عقائد ستہ ایمانیہ کا بیان، ''نیا مذہب فکر'' مولانا مودودی کی تشکیک حدیث پر نقد، ''تبلیغ دین کا موثر طریقہ'' ''فرقہ بندی سے نجات''، ''قرآن کریم کے دس اسباق''، مختلف موضوعات پر درس قرآن، ''زمزمۂ حق'' حمد و نعت کا مجموعہ، ''خالد بن ولید''، حضرت سیف اللہ کی مکمل سوانح حیات اور زیر نظر پیش کش۔ پیغمبر عالم ﷺ فداہ روحی وأبی وأمی وجدی وقبیلتی۔ والسلام

خادم

ابو الحصین عبد المبین منظر

ناظم جامعہ شمس العلوم، سمرا، بستی

۹/ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

• • •

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

لِلّٰہِ الحَمدُ وَالمِنَّۃُ کہ ایک مبارک و مسعود کام کی توفیق نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اگر اپنے فضل و کرم سے قبول فرمالے تو نجات ابدی کا ذریعہ بن جائے۔ اس سے قبل اس نابکار کی چھوٹی بڑی کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں ان میں سے ''سیرت خالد بن ولید'' کو جو پانصد صفحات پر مشتمل ہے بعض احباب نے زیادہ پسند کیا ہے اور اب تک بفضلہ تعالیٰ اس کے تین ایڈیشن نکل چکے ہیں۔

پہلے ایڈیشن کے موقع پر اخبار ''ندائے ملت'' لکھنؤ نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ آج تک حضرت خالد پر اردو میں ایسی جامع تصنیف دیکھنے میں نہیں آئی، مصنف سے عرض ہے کہ یہ سلسلہ بند نہ کریں بلکہ دوسری شخصیات پر بھی لکھیں۔

اسی وقت سے یہ ناچیز کسی نہ کسی معروف شخصیت پر قلم فرسائی کے لئے سوچ رہا تھا لیکن صحت کی خرابی اور مشاغل کا ہجوم اس سے مانع رہا۔ مشیت ایزدی کہ ۳۱ر جولائی ۱۹۸۲ء کو بمبئی میں پٹھان باڑی کی سڑک سے گزرتے ہوئے ایک جیپ سے ایکسیڈنٹ ہوگیا، جیپ زناٹے سے آکر میرے سر سے صرف ۲۔انگل کا فاصلہ دے کر نکلی، زندگی باقی تھی جان تو بچ گئی لیکن داہنا پاؤں جو آگے بڑھ چکا تھا پہیے کے نیچے آکر بری طرح ٹوٹ گیا اور ایک مدت تک علاج و معالجہ کے بعد زمین پر ٹیکنے کے لائق ہوا۔

جے جے اسپتال میں زیر علاج تھا وہاں احباب جماعت نے پہنچ کر بڑی ہمدردی کا ثبوت دیا، میرے معالج ڈاکٹر کو بھی بار بار توجہ دلائی، ایک ماہ چار یوم کے بعد اسپتال سے جدا کیا گیا تو جناب الحاج عبدالمنان خاں صاحب آدم پوری اور ان کی اہلیہ محترمہ نے کئی ماہ تک اپنے رہائشی مکان میں ٹھہرایا اور ہر طرح کی سہولت بہم پہنچائی، اللہ تعالیٰ ان کو اس احسان کا نیک بدلہ عنایت فرمائے اور دارین کی بھلائی سے سرفراز کرے۔ (آمین)

وہیں اللہ عزوجل نے میرے دل میں اس مقدس کام کے لئے القاء فرمایا کہ اگر کچھ لکھنا ہے تو ساری

Marfat.com

شخصیتوں کے سردار پیغمبر عالم رحمت دو جہاں حضرت محمد ﷺ کی مقدس زندگی اور مطہر سیرت پڑھو جس کی خوبی و برکت ساری خوبیوں و برکتوں کو محیط ہے۔ دنیا کی تمام شخصیتوں کی سیرت کو ایک طرف رکھو اور پیغمبر عالم ﷺ کی سیرت پاک کو ایک جانب، تو سب پہ غالب، سب سے فائق اور سب سے زیادہ مفید ہوگی۔

سیرت طیبہ کا مطالعہ

سیرت طیبہ نبویہ کا مطالعہ نہ صرف اس لئے کہ ہر مومن و مسلمان کے واسطے کیمیائے سعادت ہے بلکہ آپ کی کامل ترین زندگی حیات انسانی کے ہر زاویہ کے لئے اپنے اندر عبرت و موعظت کا سبق رکھتی ہے۔ اگر کوئی نادار و تنگدست ہے تو آپ کی غربت و تنگدستی سے نصیحت حاصل کر سکتا ہے اگر کوئی ملک کا حاکم و فرمانروا ہے تو آپ کی فرمانروائی و عدالت سے سبق لے سکتا ہے اگر کوئی مظلوم و غریب الوطن ہے تو آپ کی مظلومیت و غریب الوطنی کو پیشوا بنا سکتا ہے۔ اگر کوئی قید و بند و تنہائی کی مصیبت میں مبتلا ہے تو شعب ابی طالب میں آپ کی مظلومیت و مقہوریت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اگر کوئی ملک کے جابر حاکموں کے ظلم و قہر سے بھاگ کر پناہ کا خواہاں ہے تو آپ کی ہجرت اور ترک وطن سے رہنمائی پا سکتا ہے۔ اگر کوئی فاتح و سپہ سالار ہے تو آپ کے غزوات و سرایا اور فوج کشی و سپہ سالاری کو مشعل راہ بنا سکتا ہے۔ اگر کوئی غریبوں، مسکینوں، غلاموں اور خادموں کے صف میں بیٹھتا اور رفاقت کی زندگی گزارتا ہے تو آپ کے فقر و فاقے اور اخوت و مساوات سے مستفیض ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی اپنوں اور پرایوں کے ساتھ احسان و سلوک کرتا ہے اور عطیات اور انعامات سے نوازتا ہے تو آپ کی عطیات و جود و سخا کو نمونہ عمل بنا سکتا ہے۔ اگر کوئی اہل و عیال اور بیوی بچوں کے جھمیلے میں مشغول رہتا ہے تو آپ کی عیال داری اور حسن معاملت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اگر کوئی اللہ کے سامنے سر بسجود ہو کر اپنے گناہوں اور خطاؤں کی درگذری سے روتا اور گڑگڑاتا ہے تو آپ کی عبادت و ریاضت سے عبرت و موعظت حاصل کر سکتا ہے۔ غرض کوئی بھی اچھی صفت اور پسندیدہ عمل ایسا نہیں کہ آپ کی سیرت کا مطالعہ کرنے والا آپ کی ذات بابرکات میں نہ پا سکے اور اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ آپ کی مقدس حیات اور مطہر زندگی کا ہر لمحہ اور ایک ایک جزئیہ مدون شکل میں موجود ہے۔ آپ کے علاوہ دنیا کا کوئی ریفارمر اور مصلح ایسا نہیں ہے کہ جس کی زندگی کا ہر لمحہ اس طرح سے صحیح شکل میں موجود ہو۔ انہیں محاسن اور خوبیوں کی بنا پر ایک عیسائی محقق نے دنیا کے اعاظم رجال میں سو (۱۰۰) مشہور اور باکمال شخصیتوں کی سوانح حیات اور نمایاں انقلابی کارناموں کا

Marfat.com

کے بعد آپ کا اسم گرامی سب سے پہلے نمبر پر رکھا ہے اور عیسائی ہونے کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کا درجہ آپ کے بعد دیا ہے۔

والفضلُ ما شهِدَتْ به الأعداء

سیرت کا موضوع و مفہوم

سیرت کا موضوع رسول اکرم ﷺ کی ذات والا صفات ہے، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کسی نے آپ کا خلق دریافت کیا تو فرمایا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے کان خلقه القرآن پورا قرآن آپ کا خلق تھا۔ مطلب یہ کہ آپ کی پوری زندگی قرآن کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی آپ کا قول، فعل اور عمل بالکل قرآن کے مطابق تھا جو کچھ آپ نے کیا اور فرمایا وہ سب آپ کی سیرت میں داخل ہے۔

یہاں پہنچنے کے بعد یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ سیرت وخلق اور سنت وحدیث باہم متقارب المعنی ہیں اس لئے ایک کا اطلاق دوسرے پر ہونا قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ لیکن متقدمین نے آپ کی سیرت کو آپ کے غزوات وسرایا اور ان کے متعلق واقعات کے لئے خاص کر لیا تھا اور اب فی زمانا لوگ اسے وسعت دے کر پوری سوانح عمری مراد لیتے ہیں۔

سیرت طیبہ کی وسعت

چنانچہ سیرت اپنی عمومی حیثیت میں ایک بحر ناپیدا کنار ہے اس میں نبی ﷺ کے متعلق سابق انبیاء ومرسلین علیہم السلام کی پیشینگوئیاں اور بیان کردہ صفات، آپ کی آمد کے آثار وعلامات، آپ کی ولادت پاک سے قبل اور اس کے وقت وبعد کی خیر وبرکات، آپ کا حسب ونسب، آپ کا بچپن وجوانی، آپ کی صداقت وامانت، آپ کی پاکیزگی وستھرائی، آپ کی ریاضت وانابت پھر رسالت ونبوت، آپ کا جمال وکمال، معراج اور آپ کا جاہ وجلال، ابتلاء ومحن پر آپ کا صبر ورضا، آپ کی ہدایات وتعلیمات، آپ کے مراسلات وخطبات، آپ کے سرایا وغزوات، آپ کی شجاعت وبسالت، آپ کی داد ودہش وسخاوت، آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور وفات، آپ کے اخلاق وشمائل، آپ کی ازواج واولاد، آپ کی قرابت ومصاہرت آپ کے غلام وخدام، آپ کے خلفاء واصحاب، آپ کی تربیت اور اس سے پیدا ہونے والے انقلابات واصلاحات وغیرہ سب شامل ہیں، جن پر دور صحابہ سے لے کر آج تک بے شمار لوگوں نے لاتعداد اور ان گنت کتابیں اور رسالے لکھے اور رہتی دنیا تک لکھتے رہیں گے، مگر شاید کسی کو یہ دعویٰ کرنے کی جرأت

Marfat.com

نہیں ہوئی کہ ہم نے ان سب کا استقصاء واحصاء کرلیا ہے اور ہر رطب ویابس کو ممتاز کر کے صحیح کو غیر صحیح اور درست کو نادرست سے چھانٹ کر دیا ہے الا ماشاء اللہ، یہ ماہرین کاملین اور راسخین فی العلم کا کام ہے پھر مجھ جیسے نااہل ونابکار کی کیا حقیقت ہے

أُحِبُّ الصالحينَ ولستُ مِنهم

لعلَ الله يَـرزُقني صَلاحـًا

بعثت نبوی ﷺ سے قبل دنیا کی حالت

آپ ﷺ کی بعثت چھٹی صدی عیسوی کے اختتام پر ہوئی جب کہ پوری دنیا اخلاقی گراوٹ اور روحانی بگاڑ کی انتہا پر پہنچ چکی تھی، ہر طرف ظلم وتشدد اور شر وفساد کی آگ بھڑک رہی تھی۔

یہودی ونصاریٰ اپنے مذہبی قوانین واحکام کو مسخ کر کے شرک وبت پرستی کے ساتھ خود رائی وخود ستائی کے شکار ہو چکے تھے۔ یورپ تہذیب وتمدن سے عاری اور جہالت وبربریت، گندگی وبے حیائی میں سب سے آگے تھا، اس کے یہاں نہ انسانی خون کی کوئی قدر وقیمت تھی نہ اخلاقی کردار سے کوئی لگاؤ تھا وہ عورت کو صرف حیوانی خواہشات پورا کرنے کا ایک آلہ سمجھتے تھے، فرانس واٹلی کی مملکت بھی اخلاق وانصاف کو بالائے طاق رکھ کر بھی دارو گیر میں انسانی حقوق واقدار کی پامالی پر نازاں تھی۔ یونان جو علم وحکمت میں مقدم مانا جاتا تھا اپنا علمی وقار کھو کر جہالت وضلالت کے دہانے پر کھڑا تھا، مجوس آتش پرستی کے ساتھ چاند وسورج کو بھی خدائی کا درجہ دیتے، ہندوستان رام وکرشن کو، چین وجاپان مہاتما بدھ کو خدا کا اوتار کہتے اور اس کے ساتھ ہزاروں دیوتاؤں، ان گنت مورتیوں اور پتھروں کی پوجا کرتے اونچ نیچ اور چھوت چھات ان کا مذہبی شعار تھا۔ برہمن پاپ ہی پاپ کرے تو سب سے اونچا اور شودر پن ہی پن کرے تو نیچ کا نیچا ہی جانا جاتا، شودر کا مقام ان کے دھرم میں کتا، بلی اور کوے سے بھی فروتر تھا، وہ اگر برہمن کے بستر پر بیٹھ جاتے تو اس کے سرین کو داغ کر شہر بدر کر دیا جاتا، مرد اپنی عورت کو جوئے میں ہار جاتا، اونچے خاندان کی عورت اپنے شوہر کے مرنے کے بعد آگ میں جل کر ستی ہو جاتی۔ (۱)

عرب جہاں پیغمبر عالم ﷺ کی ولادت ہوئی، جہالت وضلالت، لوٹ مار اور خونریزی وغارتگری میں سب سے آگے تھا۔ ہر قبیلہ اور اس کا ہر فرد آزاد وبے لگام تھا کوئی طاقت اور کوئی حکومت ان کا باگ ڈور

---

(۱) ملاحظہ ہو منوشاستر وغیرہ

Marfat.com

روکنے والی نہ تھی، معمولی سی معمولی بات پر جنگ چھڑ جاتی تو پوری صدی اسی میں گزر جاتی۔

اس کے علاوہ دختر کشی، شراب نوشی، قمار بازی، سودخوری اور بے حیائی و زنا کاری عام تھی، خانہ کعبہ جسے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے توحید و عبادت خداوندی کے لئے تعمیر کی تھی اسے ایک بڑا بت خانہ بنادیا گیا تھا وہ سال کے تین سو ساٹھ دنوں کے مطابق تین سو ساٹھ بتوں کی آماجگاہ تھا، ان بتوں میں ہبل، اساف اور نائلہ سب سے زیادہ مشہور تھے ان کے سوا عزیٰ نام کا ایک بت مقام نخلہ میں قریش و کنانہ اور قبیلہ مضر کا مخصوص معبود تھا اسی طرح لات طائف میں اور منات اہل مدینہ کے یہاں سب سے بڑا معبود مانا جاتا تھا ان پر بڑے بڑے چڑھاوے چڑھائے جاتے۔ مزید برآں سورج چاند، ستارے، درخت، پتھر، دریا، جن، فرشتہ اور بہت سے بھوت پریت بھی تھے جن کی عبادت کی جاتی۔ ان میں کچھ پاک نفوس ایسے بھی تھے جو اس بت پرستی کو برا جانتے لیکن بت پرستوں کے آگے ان کا کچھ نہ چلتا، یہود و نصاریٰ جو اہل کتاب تھے انہوں نے بھی اس بت پرستی میں پورے طور سے ان کا ساتھ دیا، یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے تو نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بلکہ خدا قرار دیتے، یہودیوں نے اپنا بت تراش کے خانہ کعبہ میں رکھا تو نصاریٰ نے بھی حضرت مسیح علیہ السلام و حضرت مریم علیہا السلام کی تصویر لاکر آویزاں کردیا۔ (۱)

جزیرہ نمائے عرب

جزیرہ نمائے عرب جہاں اللہ نے سارے عالم کا رسول پیدا فرمایا۔ براعظم ایشیا کے جنوب مغرب میں ایک بے آب و گیاہ، پہاڑی ریگستانی اور صحرائی ملک ہے، اس کے مشرق میں خلیج عرب جسے خلیج فارس بھی کہتے ہیں اور مغرب میں بحر احمر جو بحیرۂ قلزم کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے اور جنوب میں بحر ہند اور شمال میں فرات و دجلہ اور شام و عراق واقع ہے اس کے طول و عرض کا اندازہ دس لاکھ مربع میل سے ۱۳ لاکھ مربع میل تک کیا گیا ہے۔

محل وقوع کی اہمیت

عرب کا محل وقوع جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اس کے مشرق میں سلطنت فارس اور جنوب میں

---

(۱) دیکھو تاریخ عرب

Marfat.com

سلطنت حبشہ اور شمال میں روم کی سلطنت قسطنطنیہ کا قبضہ تھا اس لحاظ سے مکہ معظمہ جہاں آپ مبعوث کیے گئے۔ تین براعظموں ایشیا، یورپ اور افریقہ کے وسط میں پڑتا تھا، پس مصلحت خداوندی کا تقاضا شاید یہی ہوا کہ جو نبی سارے عالم کی ہدایت کے لئے مقرر ہو وہ بڑی عالمی آبادیوں کے درمیان مبعوث کیا جائے تاکہ ہر طرف اس کا پیغام برابر پہنچ سکے۔

اہل عرب کی قسمیں

مورخین نے اہل عرب کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) عرب بائدہ، جو اسلام کے آنے سے قبل ہلاک کر دیے گئے جیسے عاد و ثمود وغیرہ (۲) عرب عاربہ، (خالص عربی لوگ) جو اسماعیل علیہ السلام سے پہلے اس ملک کے قدیم باشندے تھے اور عرب بائدہ کے بعد ہوئے چونکہ یہ یعرب بن یشجب بن قحطان کی پشت سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے انہیں بنو قحطان بھی کہا جاتا ہے۔ اور بعض لوگوں نے عاد و ثمود طسم و جدیس امیم و جرہم عمالیق اور دوسرے قدیم باشندوں کو بھی انہیں میں شمار کیا ہے۔ (۳) عرب مستعربہ (غیر ملکی جو عرب میں آکر آباد ہوئے اور عربوں میں مل کر عربی ہو گئے) یہ حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام اور ان کی اولاد ہیں اول حجاز میں آکر آباد ہوئے اور بعد میں انہیں عرب عدنانی کے نام سے موسوم کیا گیا۔

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ قحطان بھی نسل اسماعیل علیہ السلام سے ہیں ان کا شجرہ نسب یوں ہے قحطان بن تیمن بن قیذر بن اسماعیل علیہ السلام۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ عرب عاربہ بھی عدنانی ہیں، بعضوں نے عرب بائدہ کے علاوہ سب کو بنو اسماعیل میں شمار کیا ہے، لیکن جمہور کہتے ہیں کہ عرب قحطانیہ عرب یمن وغیرہ سے ہیں یہ نسل اسماعیل سے نہیں۔ (۱)

ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام

ابراہیم علیہ السلام ارض بابل کے شہر اور میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام تارخ اور لقب آزر تھا، یہ سام بن نوح علیہ السلام کے احفاد سے تھے، بابل ہی میں آپ نے بت پرستی کے خلاف آواز اٹھائی، اپنے والد آزر اور اپنی قوم کو طرح طرح سے سمجھایا، وہ نہ مانے تو بتوں کو توڑ دیا جس کے نتیجے میں بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالے گئے، آگ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے گلزار کی طرح ...

(۱) البدایہ والنہایہ ۲/۱۵۶

Marfat.com

راحت رساں بنادیا، پھر نمرود سے آپ کا مناظرہ ہوا، نمرود کو شکست اور ذلت اٹھانی پڑی تو آپ کا دشمن بن گیا اس لئے آپ اپنی بیوی سارہ اور اپنے بھتیجے لوط علیہ السلام کو لے کر بغرض ہجرت ارض شام کی طرف کنعانیوں کے یہاں بمقام حران چلے گئے آپ کے والد آزر بھی ساتھ تھے، آزر وہیں ۲۲۵ برس کی عمر پا کر حالت کفر میں مر گیا۔

حران سے مصر

حران میں قحط سالی سے دانہ چارہ نایاب ہوگیا تو جانوروں کو چرانے اور غلہ وغیرہ کے حصول کی غرض سے مصر تشریف لے گئے، وہاں کا بادشاہ بڑا فاسق و فاجر تھا، کسی کا حسن و جمال سنتا تو پکڑ لیتا، حضرت سارہ کو اللہ تعالیٰ نے حسن و جمال میں یکتا بنایا تھا۔ بادشاہ کو خبر ہوئی تو ابراہیم علیہ السلام کو بلا کر پوچھا یہ تمہاری کون ہیں؟ اگر آپ کہہ دیتے کہ یہ میری بیوی ہیں تو حضرت سارہ کو حاصل کرنے کے لئے آپ کو قتل کرا دیتا، یا طلاق دینے پر مجبور کرتا، اس لئے آپ نے بتایا کہ یہ میری بہن ہیں اور حضرت سارہ کو سمجھا دیا کہ تم مومنہ ہونے کے سبب سے میری دینی بہن ہو اس لئے بادشاہ پوچھے تو میری تکذیب مت کرنا۔

حضرت سارہ اس کافر بادشاہ کے فتنے سے بچنے کے لئے وضو کر کے نماز پڑھنے لگیں، اسی دوران اس نے دست درازی کی نیت کی تو اس کا گلا گھٹنے لگا اور ہاتھ شل ہو کر اسی جگہ رک گیا، اور پاؤں سے گھسٹنے لگا اس نے مجبور ہو کر حضرت سارہ سے التجا کی کہ آپ میری صحت کے لئے دعاء کر دیجئے میں آپ کو تکلیف نہ دوں گا۔ انہوں نے دعا کی کہ الٰہی اگر یہ مر گیا تو لوگ مجھے قتل کا الزام دیں گے، لہٰذا اسے چھوڑ دے اسی طرح دو یا تین مرتبہ ہوا، بالآخر وہ مرعوب اور خوفزدہ ہو کر اپنے کارندوں سے کہنے لگا تم میرے پاس انسان نہیں بلکہ شیطان یعنی متمرد جن کو لے کر آئے ہو اسے ابراہیم علیہ السلام کے پاس لے جاؤ اور آجر کو دے دو۔

اس زمانہ کے لوگ جنوں کا معاملہ نہایت اہم اور عظیم سمجھتے تھے اور خوارق عادت کاموں کو انہیں کی طرف منسوب کرتے تھے اس لئے اس نے اپنی جان بچنے کے عوض حضرت ہاجرہ کو آجر کہہ کر خدمت کے لئے دی اور بڑی منت وسماجت سے رخصت کیا۔

حضرت ہاجرہ شاہ مصر کی بیٹی

رہی یہ بات کہ حضرت ہاجرہ جن کو شاہ مصر نے آجر کہہ کے بطور ہدیہ دیا تھا کون تھیں، صحیح بخاری (۲۹۲/۱) میں ہے۔ فَـــرَجَـعَـتْ فَقَالَتْ اَشَعُرْتَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ كَبَتَ الْكَافِرَ وَاَخْدَمَ

Marfat.com

وَلِیْـدَۃً. (۱) یعنی حضرت سارہ فرعون مصر کے پاس سے لوٹ کر آئیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا آپ نے جانا نہیں؟ اللہ نے کافر کو رسوا کر دیا اور ایک لڑکی اس نے خدمت کے لئے دی، دوسری روایت میں یوں ہے: رد اللـہ کید الکافر فی نحرہ واخدم ھاجر. (۲) اللہ نے کافر کا مکر اس کے سینے میں لوٹا دیا اور اس نے ہاجرہ کو خدمت کے لئے دے دیا۔

اس سے بعض حضرات نے یہ سمجھا ہے کہ حضرت ہاجرہ حرہ نہیں بلکہ لونڈی تھیں لیکن تحقیق کا مقام یہ ہے کہ آپ فرعون مصر کی لڑکی تھیں، صرف ولیدہ یا خادمہ یا امۃ کہہ دینے سے یہ ثابت نہیں ہو جاتا کہ آپ حرہ نہیں تھیں۔ شاہ مصر نے حضرت سارہ کی عظمت شان کو مدنظر رکھ کر اپنی لڑکی خدمت کے لئے دے دی، اس لحاظ سے وہ خادمہ تھیں لیکن خدمت سے حقیقتاً لونڈی نہیں ہو گئیں، حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ویـقـال ان ابـاھـا کـان من ملوك القبط وانھا من حفن. (۳) کہا جاتا ہے کہ ان کا باپ مصر کے قبط سے تھا اور وہ مصر کے قریہ حفن کی رہنے والی تھیں۔

اس مقام پر مؤلف علام رحمۃ للعالمین نے بڑی تحقیق و تفصیل سے ثابت کیا ہے کہ وہ شاہ مصر کی لڑکی تھیں۔ یہود کے ایک بڑے نامور مفسر ربی شلومو اسحاق کی تفسیری عبارت اور اقراری شہادت پیش کی ہے اس کے عبرانی الفاظ یہ ہیں: ابـت بـرعـہ ھایتا کشرا نسیم ثنعسوا سارد امر موطاب شتہا بتی شـنحۃ بیت زہ ولو کبیرد بیت اخبر. یعنی وہ فرعون مصر کی بیٹی تھی جب اس نے کرامات کو دیکھا جو بوجہ سارہ ہوئی تھی تو کہا میری بیٹی کا اس کے گھر میں خادمہ ہو کر رہنا دوسرے گھر میں ملکہ ہو کر رہنے سے بہتر ہے۔ (۴)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شادی حضرت ہاجرہ سے

ابراہیم علیہ السلام کی عمر کافی ہو چکی تھی، بلاد شام میں بھی بیس سال کا عرصہ گزر گیا، کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی تو حضرت سارہؓ نے حضرت ہاجرہؓ سے نکاح کا مشورہ دیا اور کہا کہ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے ذریعہ کوئی اولاد عطا فرمائے، چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت ہاجرہؓ حاملہ ہو گئیں اور ایک فرشتے نے آ کر انہیں بشارت دی کہ تمہارے بطن سے ایک بہت ہی بابرکت بیٹا پیدا ہوگا اس کا نام اسماعیل رکھنا اس کی اولاد

---

(۱) صحیح بخاری ۱/۴۹۲
(۲) صحیح بخاری ۱/۴۷۴
(۳) فتح الباری ۱۳/۲۳۳
(۴) رحمۃ للعالمین ۳/۴۴

Marfat.com

بوجہ کثرت گنی نہ جائے گی۔(۱)

غضب آلود نگاہ

اگرچہ شادی حضرت ہاجرہ کے بطن سے بیٹے کی خواہش میں خود حضرت سارہ کی طرف سے ہوئی تھی لیکن جب یہ واقعہ عمل میں آ گیا تو بتقاضائے بشریت ان کے دل میں سوکن کی سی غیرت پیدا ہوئی اور حضرت ہاجرہ کی خدمت کے باوجود ان پر قہر و غضب کی نگاہ ڈالنے لگیں۔

شیخ ابو محمد بن ابو زید نے کتاب ''النوادر'' میں ذکر کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت سارہؓ نے غصے میں قسم کھائی کہ میں ہاجرہ کے جسم کا تین عضو کاٹ ڈالوں گی، ان کے اس قسم سے حضرت ہاجرہ کے دل میں خوف طاری ہوا وہ کمر میں پٹہ باندھ کر بھاگ پڑیں اور اپنا نشان قدم مٹانے کے لئے دامن نیچے لٹکا دیا تاکہ حضرت سارہ نہ پاسکیں اس درمیان حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مصالحت کرادی اور حضرت سارہ سے فرمایا کہ تم اپنی قسم پوری کرنے کے لئے ان کے دونوں کانوں میں سوراخ کردو اور انہیں ختنہ بھی کردو۔ مورخین نے لکھا ہے کہ اس طرح سے حضرت ہاجرہ نے سب سے پہلے کمر میں پٹہ باندھا اور سب سے پہلے دامن کو نیچے لٹکایا اور عورتوں میں سب سے پہلے ان کا ختنہ بھی ہوا اور سب سے پہلے ان کے کان بھی چھیدے گئے۔(۲)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت و ہجرت

حضرت ہاجرہؓ سے اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۸۶ برس کی تھی اسی وقت حضرت سارہ کو اپنے لاولد ہونے کا شدید احساس ہوا، وہ حضرت ہاجرہ کی بھری ہوئی گود دیکھ کر غمگین رہنے لگیں اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بحکم الٰہی حضرت ہاجرہ کو ان کے شیر خوار بیٹے کے ساتھ سرزمین حجاز میں خانہ کعبہ کے پاس جہاں اس وقت بئر زمزم ہے ایک بڑے درخت کے سائے میں چھوڑ دیا، وہاں نہ پانی تھا نہ کوئی آبادی، نہ خانہ کعبہ کی عمارت تھی، بلکہ وہ جگہ زمین سے کچھ بلند ایک ٹیلے کی شکل میں دکھائی دیتی تھی اور سیلاب آتا تو اس کے دائیں بائیں سے گزر جاتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے کھانے کے لئے ایک تھیلے میں کھجور اور ایک مشک میں تھوڑا سا پانی رکھ دیا اور اسی حال میں چل پڑے کہ وہاں کوئی انیس و غمخوار نہ تھا، حضرت ہاجرہؓ نے پوچھا آپ ہمیں

(۱) پیدائش پارہ ۱۶

(۲) البدایہ والنہایہ ابن کثیر ۱/۵۴، فتح الباری ۳/۲۳۵

Marfat.com

کس کے حوالے کر کے جا رہے ہیں وہ کچھ نہ بولے تو پوچھا کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ فرمایا ہاں، حضرت ہاجرہ نے کہا میں اللہ کے حکم پر راضی ہوں اب وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں سے آگے بڑھ کر ثنیہ پہاڑی کے پاس پہنچے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی: ﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ﴾ (۱) اے میرے رب میں نے اپنی اولاد کو بے آب وگیاہ وادی میں بیت الحرام (خانہ کعبہ) کے پاس بسا دیا ہے تاکہ وہ نماز قائم کریں پس لوگوں کا دل تو ان کی طرف مائل کر دے انہیں پھلوں کی روزی دے تاکہ تیرے شکر گزار ہوں۔

ادھر حضرت ہاجرہ بیٹے کو دودھ پلاتیں اور خود کھجور و پانی پر بسر کرتی رہیں جب مشک کا پانی ختم ہو گیا اور پیاس لگی تو پانی کی تلاش میں دوڑ کر جبل صفا پر چڑھ گئیں تاکہ کسی آنے والے کو دیکھیں جب کوئی شخص نظر نہ آیا تو وہاں سے اتر کر مروہ پر گئیں۔ اسی طرح کئے بعد دیگرے سات چکر لگائیں اور آخر میں مروہ پر پہنچیں تو ایک آواز سنائی دی وہ اللہ کے فرشتہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے۔ حضرت ہاجرہ نے کہا آواز تو میں نے سن لی لیکن اگر تمہارے پاس کچھ خیر ہو تو فریاد رسی کرو۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنی ایڑی سے زمین کو کرید دیا۔ فوراً اس سے میٹھا چشمہ ابل پڑا۔ حضرت ہاجرہ نے دوڑ کر اسے حوض کی شکل میں محدود کر دیا اور لپ سے پانی نکال کر خود پیا اور بچے کو بھی پلایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا، خدا ان پر رحمت نازل کرے اگر انہوں نے ایسا نہ کیا ہوتا تو بیر زمزم ایک میٹھا چشمہ بن جاتا۔ وہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ کو تسلی دی اور کہا آپ کوئی خوف نہ کیجئے یہاں اللہ کا گھر خانہ کعبہ ہے اس کو آپ کا لخت جگر اسمٰعیل اور ان کا باپ ابراہیم مل کر بنائیں گے۔ (۲)

مکہ کی آبادی اور وجہ تسمیہ

سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے آنے سے پہلے مکہ نہ کوئی شہر تھا نہ یہاں کسی قسم کی آبادی تھی البتہ بابل یا عمالقہ کے بعض افراد کبھی آ کر یہاں غیر مستقل سکونت اختیار کر لیتے اور چلے جاتے تھے مؤرخین

---

(۱) سورۂ ابراہیم ۳۷۔

(۲) صحیح بخاری ۱/۴۷۴، ۴۷۵۔

Marfat.com

کہتے ہیں کہ مکہ بابلی زبان میں بیت کو کہتے ہیں اسی نسبت سے اس کے گرد آبادی کا نام بھی مکہ پڑ گیا۔(۱)

بیکسی کی ہجرت کا صلہ

حضرت ہاجرہ اپنی مخدومہ حضرت سارہ اور اپنے محبوب شوہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر سے جس بے کسی کی حالت میں جدا کی گئیں اور سنسان مقام پر لاکر چھوڑی گئیں، اوپر آپ پڑھ چکے ہیں اس مقام پر رحمۃ للعالمین کے مصنف علامؒ نے یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۵۴ درس اول سے یہ عبارت نقل کی ہے۔''بیکس چھوڑی ہوئی کی اولاد خصم والی کی اولاد سے زیادہ ہے'' اس درس میں حضرت ہاجرہ کو بیکس اور حضرت سارہ کو ان کا خصم کہا گیا ہے اور حضرت ہاجرہ کی اولاد کو زیادہ بتایا گیا ہے چنانچہ اللہ نے ان کے اس صبر آزما ہجرت کا صلہ یہ دیا کہ ان کی اولاد پورے عرب میں کثرت سے پھیل گئی اللہ نے ان کے لئے بئر زمزم جیسا بابرکت چشمہ جاری کر دیا اور کعبہ کی تعمیر سے اس جگہ کو ہدایت کا مرکز بنا دیا ایک طرف اگر حضرت سارہ کی اولاد میں کثرت نبی پیدا ہوئے تو دوسری طرف حضرت ہاجرہؓ کی اولاد میں ان سب کے عوض ایک ہی نبی ایسا پیدا کیا جو خانۂ نبوت کی آرائش اور تمام رسولوں کا سرتاج و خاتم کہلایا اس کی مثال بعینہٖ اس طرح ہے کہ ایک سیپ میں کثرت سے موتی پیدا ہو جائے اور ایک سیپ میں ایک دانہ یکتا موتی ہو۔

آجر و ہاجر

حسب روایت بخاری حضرت ہاجرہ کو شاہ مصر نے ہدیہ میں پیش کیا تو بجائے ہاجر کے اعطوھا آجـــر کہا یعنی آجر کو ان کے حوالے کردو، یہ بعینہٖ اسی طرح ہے جیسے ھراق الماء کے ہ کو الف سے بدل کر اراق الماء کہہ دیتے ہیں، مطلب یہ کہ آجر و ہاجر دونوں لفظ سے مراد حضرت ہاجرہ ہی ہیں لیکن یہاں مصنف علامؒ ''رحمۃ للعالمین'' نے ایک دقیق نکتہ تحریر فرمایا ہے، لکھتے ہیں کہ:''عبرانی زبان میں ان کا نام ھاغار ہے اور جب فرعون مصر نے سیدہ سارہؓ کی کرامت کو دیکھ کر ہاجرہ کو سارہ کے ساتھ کر دیا تب ان کا نام آجرہ ٹھہرا یعنی یہ اس مصیبت کا اجر ہیں جو سارہ کو اور حضرت ابراہیمؑ کو بادشاہ کے ظلم سے اٹھانی پڑی پھر جب انہوں نے ہجرت الی اللہ کی اور آکر مکہ میں اس لئے آباد ہوئیں کہ ان کی اولاد بیت اللہ الحرام کی آبادی اور توحید کی منادی کرے تب ان کا نام ہاجرہ ٹھہرا۔(۲)

---

(۱) التاریخ العربی القدیم ص ۵۳

(۲) رحمۃ للعالمین ۲/۴۲

Marfat.com

اکلوتے بیٹے کی قربانی

حضرت سارہ سے اسحاق علیہ السلام کی ولادت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش کے ۱۵ سال بعد ہوئی اس وقت تک آپ ابراہیم علیہ السلام کے محبوب ترین اکلوتے فرزند تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام گو ان کو ان کی والدہ کے ساتھ ایک سنسان وادی میں چھوڑ کر چلے گئے تھے لیکن پدری اور ادائے حقوق کی خاطر برابر دیکھ بھال کو آتے رہے، بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے لئے ماہ بماہ براق پر سوار ہو کر آپ پہنچا کرتے تھے اور کبھی کبھی زمین آپ کے لیے سکیڑ دی جاتی اور وہیں سے آپ حالات کا مطالعہ کر لیتے تھے۔(۱)

ان ملاقاتوں کے علاوہ قرآن پاک کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ اسماعیل علیہ السلام جب چلنے پھرنے اور خدمت کے لائق ہو گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک اور سخت امتحان میں ڈالا گیا جس شیر خوار اکلوتے فرزند کو ایک سنسان وادی میں چھوڑ کر جدائی کی کلفت برداشت کرتے رہے اسے راہ خدا میں قربان کر دیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس بیٹے کی محبت غالب آتی ہے یا اللہ کا حکم۔ چونکہ یہ اشارہ بذریعہ خواب ہوا تھا اور نبی کا خواب حق ہوتا ہے اس لئے آپ فرزند ارجمند کے پاس آئے اور کہا بیٹا .... میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ تمہیں راہ خدا میں ذبح کرتا ہوں، بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے۔ بیٹا بھی سعادت مند تھا اس نے فوراً حکم الہٰی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور کہا جو حکم آپ کو ہوا کر ڈالئے ان شاء اللہ مجھے صابر و شاکر پائیں گے: ﴿فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ﴾ جب باپ بیٹے دونوں حکم خدا پر راضی ہو گئے اور محترم باپ نے عزیز لخت جگر کو پیشانی کے بل پچھاڑ کر چھری چلانی چاہی تو ادھر سے آواز آئی: ﴿قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ﴾ ابراہیم تم نے خواب سچ کر دکھایا اب معاملہ یہیں ختم کر دو اور یاد رکھو کہ ہم نیک بندوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں کہ حکم کی تعمیل بھی ہو جائے اور کوئی ضرر بھی نہ پہنچے۔ ﴿وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ﴾ اس کے فدیہ میں ہم نے ایک بڑی قربانی دی اور یہ سنت آنے والی نسلوں کے لئے باقی چھوڑ دی۔(۲)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی

ماء زمزم کے ظہور کے بعد قبیلہ جرہم کی ایک جماعت سفر کرتے ہوئے مکہ کی وادی میں آ

---

(۱) البدایہ والنہایہ ۱/۱۵۶، فتح الباری ۱۳/۲۳۸ (۲) سورہ صافات ۱۰۳تا۱۰۶

Marfat.com

ٹھہری اور وہیں سے تھوڑے فاصلے پر کچھ پرندوں کو اڑتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے یہاں آس پاس میں پانی تو کبھی نہ تھا لیکن یہ پرندے بلا سبب نہیں اڑتے ہیں، لہذا دریافت کرنے کے لئے اپنے میں سے دو آدمیوں کو بھیج دیا۔ انہوں نے جا کر بتایا کہ فلاں مقام پر ایک بچہ اور اس کی ماں کی حفاظت میں ایک چشمہ نمودار ہوا ہے یہ سن کر وہ سب حضرت ہاجرہؓ کے پاس آگئے اور اجازت لے کر اپنے اہل وعیال کے ساتھ وہیں آباد ہو گئے۔

اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کچھ بڑے ہو چکے تھے انہیں میں گھل مل کر رہنے لگے اور انہیں سے عربی زبان سیکھی۔ شباب کا وقت آیا تو بنو جرہم نے ان کی خوبی ونفاست کو دیکھ کر اپنے میں سے ایک لڑکی کی شادی کر دی اور اسی درمیان حضرت ہاجرہؓ کا انتقال بھی ہو گیا۔ حسب معمول ابراہیم علیہ السلام ان کی دیکھ بھال کے لئے تشریف لائے، اتفاق سے اسماعیل علیہ السلام موجود نہ تھے، ان کی بیوی سے ملاقات ہوئی تو پوچھا تمہارا گزر کس طرح ہوتا ہے؟ بولی ہم بری حالت میں بڑی تکلیف سے بسر کرتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب تمہارے شوہر آئیں گے تو میرا سلام کہنا اور کہہ دینا کہ اپنے دروازے کا چوکھٹ بدل دیں، چنانچہ اسماعیل علیہ السلام آئے تو ان کی بیوی نے سارا حال بیان کر دیا وہ بولے کہ یہ میرے والد تھے انہوں نے تمہیں جدا کرنے کا حکم دیا ہے لہذا اپنے میکے چلی جاؤ، پھر دوسری شادی قبیلہ جرہم کے سردار مضاض بن عمرو کی لڑکی سے ہوئی اس کے کچھ دنوں بعد ابراہیم علیہ السلام دوبارہ تشریف لائے لیکن آج بھی اسماعیلؑ کہیں چلے گئے تھے ان کی یہ دوسری بیوی ملی تو پوچھا، تمہارا گزر بسر کیسے ہوتا ہے؟ بولی خیر وبرکت اور کشادگی میں، پوچھا تمہارا کھانا پینا کیا ہے، کہا ہم گوشت کھاتے ہیں اور پانی پی کر سیراب ہو جاتے ہیں، فرمایا: اللہ تمہارے کھانے پینے میں برکت دے، تمہارا شوہر آئے تو میرا سلام کہنا اور کہہ دینا کہ دروازے کا چوکھٹ برقرار رکھیں گے، چنانچہ اسماعیل علیہ السلام آئے اور سنا تو فرمایا۔ یہ میرے والد تھے حکم دیا ہے کہ تمہیں اپنی زوجیت سے جدا نہ کروں۔ (۱)

تعمیر کعبۃ اللہ

اسماعیل علیہ السلام کی شادی کے بعد دو مرتبہ ابراہیم علیہ السلام آئے تو ملاقات نہ ہوئی، تیسری

---

(۱) صحیح بخاری ۱/۴۷۵، ۴۷۶

Marfat.com

مرتبہ پھر تشریف لائے تو دیکھا کہ اسماعیل علیہ السلام زمزم کے پاس اپنے تیروں کو درست کر رہے ہیں، ملاقات ہوئی تو فرمایا، اللہ نے مجھے کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا ہے اور تمہیں اس میں میری مدد کرنی ہوگی۔ اسماعیل علیہ السلام نے کہا میں راضی ہوں آپ شروع کیجئے۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے پتھروں کو جوڑنا شروع کیا اور اسماعیل علیہ السلام لا کر انہیں دینے لگے یہاں تک کہ دیوار بلند ہوگئی، پھر وہ پتھر لائے جو مقام ابراہیم کے نام سے موسوم ہے، اس پر کھڑے ہو کر ہر طرف سے دیوار مکمل کیا اور رکن و مقام کو ان کی جگہ پر رکھا۔ حجر اسود جو طوفان کے وقت اٹھالیا گیا تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے لا کر دیا۔ مقام ابراہیم پر آپ کے دونوں قدموں کا نشان گہرا ہو کر پڑ گیا تھا جو اب تک بیت اللہ کے شمال میں چند گز کے فاصلے پر شیشے سے گھرا ہوا محفوظ ہے، حجاج اس کے اندر قدموں کا نشان دیکھتے ہیں اور بحکم قرآن ﴿واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى﴾ اس کے پاس نماز طواف بھی ادا کرتے ہیں۔ غرض جب ہر چیز اپنی جگہ قائم ہوگئی تو دونوں باپ بیٹوں نے یہ دعا کی:

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ، رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِيْنَ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾

خدایا! ہماری اس تعمیر کو درجہ قبولیت عطا فرما، تو سننے اور خوب جاننے والا ہے، الٰہی ہم دونوں کو اپنا تابعدار بنالے اور ہماری ذریت میں سے ایک امت مسلمہ برپا کر، ہمیں ہمارے مناسک حج کو دکھا دے، ہم پر رجوع فرما تو توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔

سب سے پہلا بابرکت گھر

ارشاد باری ہے: ﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ﴾ دنیا میں سب سے پہلا عبادت کا گھر وہی ہے جو لوگوں کے واسطے مکہ میں بنایا گیا، بڑی برکت والا اور سارے جہان کے لئے سرچشمہ ہدایت ہے۔ مروی ہے کہ سب سے پہلے خانہ کعبہ فرشتوں نے بنایا پھر آدم علیہ السلام نے، پھر طوفان نوح کے بعد اللہ کا حکم پاکر ابراہیم خلیل اللہ نے تعمیر فرمائی اس کی بنیاد کی نشاندہی کرنے والے حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے اور پتھروں کو لاکر دینے والے حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے، جب ہر طرف سے دیوار مکمل ہوگئی تو دعا کی قبولیت کے لئے مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر حضرت خلیل علیہ السلام نے حج کی منادی فرمائی جس کی قسمت میں حج کی سعادت لکھی تھی اس نے لبیک کہا

Marfat.com

پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مناسک حج کی تعلیم دی۔حضرت سارہؓ اور ان کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام نے بھی بیت المقدس سے آ کر اس کا حج کیا پھر ابراہیم علیہ السلام یہاں سے واپس ہو کر وطن گئے اور ملک شام ہی میں انتقال فرمایا:(۱)

اولاد اسماعیل علیہ السلام

دوسری شادی سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ (۱۲) بیٹے اور ایک لڑکی نسمہ پیدا ہوئی، نسمہ کی شادی آپ نے اپنے چھوٹے بھائی اسحاق علیہ السلام کے لڑکے عیصوص سے کر دی اور بیٹوں اور پوتوں میں اللہ نے بڑی برکت دی، ان سے بارہ قبیلے مکہ میں آباد ہوئے پھر وہاں سے پھیل کر پورے عرب میں چھا گئے، روزی کا ذریعہ تجارت کو بنایا، یمن، شام اور مصر تک ان کی تجارت اور آبادی بڑھتی گئی، آپ کے بیٹوں میں قیدار اور نابت بہت نامور ہوئے ان کی اولاد زیادہ تر مکہ اور اس کے آس پاس میں رہی۔

عدنان وفہر

قیدار کی اولاد میں عدنان بہت مشہور اور نامی گرامی گزرے ہیں نبی ﷺ اور تمام قریش کا سلسلہ ونسب عدنان تک بلا اختلاف پہنچتا ہے عدنان کی اولاد کی گیارہویں پشت میں فہر بن مالک نہایت ذی اقتدار اور صاحب شوکت تھے انہیں کے وقت میں حاکم یمن حسان نامی نے مکہ معظمہ پر حملہ کیا تا کہ خانۂ کعبہ کو گرا کر اس کے ملبہ سے یمن میں دوسرا کعبہ تعمیر کرے، فہر نے اس کو شکست دے کر قید کر لیا اسی غلبہ سے فہر اور ان کی اولاد کو قریش کا لقب دیا گیا کیونکہ قریش سمندر کی ویل مچھلی کو کہتے ہیں جو تمام مچھلیوں پر غالب آتی ہے۔(۲)

قصیٔ

فہر کی اولاد میں قصیٔ بن کلاب بہت ہی نامور اور اپنی قوم کے سردار ہوئے ان کا اصلی نام زید تھا، ان کو قصیٔ اس لئے کہنے لگے کہ یہ اپنے وطن سے دور شام کی سرحد پر اپنی والدہ کے ساتھ چلے گئے تھے اور ایک مدت کے بعد مکہ واپس آئے، قصیٔ کے معنی دور والا۔اسی نسبت سے انہیں قصیٔ کہنے لگے۔

قصیٔ کے آباء واجداد سے جو حکومت بنوخزاعہ نے لے لی تھی ۴۴۰ء میں واپس لیا اور قریش کے

(۱) صحیح بخاری مع فتح الباری ۳/ ۲۳۸، ۲۳۹ (۲) السیرۃ الحلبیہ ۱/ ۲۰

Marfat.com

تمام افراد کو جمع کر کے درج ذیل عہدے قائم کئے۔

(۱) اللواء: کے نام سے ایک جھنڈا تیار کیا جو جنگوں میں ان کے ہاتھوں سے باندھا جاتا تھا۔

(۲) دارالندوہ: کے نام سے ایک مکان مجلس مشاورت اور خصومات کے فیصلے کے لئے بنایا۔

(۳) رفادہ: حجاج کی ضیافت اور خدمت کے لئے قائم کیا۔

(۴) سقایہ: حجاج کو پانی اور کھجور وغیرہ کا شربت پلانے کے لئے۔

(۵) حجابہ: کعبہ کی کلید برداری اور نگرانی وغیرہ کے لئے مقرر کیا۔ (۱)

عبد مناف

یہ قصیٰ کے بیٹے تھے اصلی نام مغیرہ تھا لیکن ان کی ماں نے پیدا ہونے کے بعد ان کو منات بت کے پاس جسے مناف بھی کہتے ہیں، بھیجدیا تھا اس لئے عبد مناف سے مشہور ہو گئے، عبد مناف حسن و جمال میں یکتا تھے اس لئے ان کا لقب قمر البطحاء پڑ گیا۔ اپنی سرداری کے زمانہ میں لوگوں کو خدا ترسی وحق شناسی کی نصیحت کرتے رہے۔ (۲)

ہاشم

ہاشم عبد مناف کے بیٹے تھے، عبد مناف کے مرنے کے بعد قریش کا عہدہ سقایہ و رفادہ انہیں کے حصے میں آیا، یہ نہایت ہی فیاض اور مہمان نواز تھے ان کا اصلی نام عمرو تھا۔ ایک دفعہ ملک شام میں بغرض تجارت گئے اور وہیں سنا کہ مکہ میں قحط اور بھوک سے لوگ پریشان ہیں تو اپنے اونٹوں پر روٹیاں اور آٹا لاد کر لائے اور روٹیوں کو گوشت و شوربے میں توڑ کر ثرید بنایا اور تمام اہل مکہ کو دعوت عام دے کر خوب کھلایا۔ ہاشم کے معنی توڑنے والا، چونکہ انہوں نے روٹیوں کو شوربے میں توڑ کر کھلایا تھا اور اس کے بعد ہمیشہ اسی طرح کا کھانا موسم حج میں تمام حجاج کو کھلایا کرتے تھے اس لئے ان کا لقب ہاشم پڑ گیا۔ یہ رسول اکرم ﷺ کے پردادا تھے، انہیں کی طرف نسبت کر کے آپ ہاشمی کہلاتے ہیں، حدیث مسلم میں ہے کہ اللہ نے بنی اسماعیل سے کنانہ کو اور کنانہ سے قریش کو اور قریش سے ہاشم کو اور بنو ہاشم سے مجھ کو منتخب فرمایا ہے۔ (۳)

---

(۱) البدایہ والنہایۃ ۲/۲۰۷، رحمۃ للعالمین ۲/۶۰ (۲) رحمۃ للعالمین ۲/۶۱

(۳) البدایہ ۲/۲۱۰، رحمۃ للعالمین ۲/۶۶

Marfat.com

عبدالمطلب

عبدالمطلب ہاشم کے فرزند اور نبی ﷺ کے دادا تھے۔اصل نام عامر اور لقب شیبہ تھا، شیب بوڑھاپے اور بالوں کی سفیدی کو کہتے ہیں چونکہ ان کی چندیا کے چند بال سفید تھے اسی لئے ان کا لقب شیبہ پڑ گیا یہ اپنے والد کے انتقال کے وقت اپنے ننہال یثرب میں پیدا ہوئے اور سات سال تک وہیں رہ گئے، ننہال والے لاڈ و پیار کے سبب جدا کرنے پر راضی نہ تھے، ایک دن ان کے چچا مطلب خفیہ طور پر وہاں جا کر اپنے ساتھ سواری پر بیٹھا کر لے آئے، راستہ میں کوئی پوچھتا کہ یہ کون ہیں، تو چھپانے کی غرض سے کہتے یہ میرا غلام ہے اسی لئے ان کا نام عبدالمطلب (مطلب کا غلام) پڑ گیا۔بڑے ہوئے تو اپنی صلاحیت اور نیک نفسی کے سبب مکہ کی قیادت و سیادت اور سقایہ اور رفادہ کا عہدہ انہیں کو حاصل ہو گیا، لوگ انہیں سید قریش اور شریف قریش کہنے لگے وہ سب کو ظلم و تعدی سے روکتے اور اچھی خصلتوں کا حکم دیتے تھے، اعلی درجے کے بہادر اور فیاض تھے، چڑیوں کو بھی کھانا کھلاتے اسی لئے ان کو مطعم الطیر کا خطاب بھی دیا گیا غزوۂ حنین میں مسلمانوں کے قدم اکھڑنے لگے تو رسول اللہ ﷺ اپنے موقف پر ڈٹے رہے اور یہ موزوں کلام پڑھا۔

أنـــــا النبی لا کذب   انا ابن عبد المطلب

میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اور میں نبی برحق ہوں اس میں کوئی کذب نہیں۔

بئر زمزم کی دوبارہ کھدائی

پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ بنو جرہم کے لوگ حضرت ہاجرہؓ سے اجازت لے کر کعبہ کے ارد گرد آباد ہو گئے تھے اور بعد میں ان کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام سے اپنی لڑکی بیاہ کر رشتہ بھی قائم کر لیا تھا۔لیکن خانۂ کعبہ پر قبضہ بنو اسماعیل ہی کا رہتا تھا۔البتہ ایک مدت کے بعد حالات نے پلٹا کھایا تو کعبہ کی تولیت وحکومت بنو جرہم کے ہاتھ میں آ گئی اور رفتہ رفتہ بنو اسماعیل پر ظلم ڈھانے لگے ان کے حکام میں سخت بگاڑ پیدا ہو گئی انہوں نے بنو اسماعیل کو مکہ سے باہر آباد ہونے پر مجبور کر دیا۔بالآخر بنو اسماعیل میں سے بنو خزاعہ نے اپنی حالت درست کی اور جنگ کر کے بنو جرہم سے حکومت واپس لینی چاہی جب بنو جرہم میں شکست کے آثار ظاہر ہونے لگے تو عمرو بن حرث جرہمی نے اپنے لوگوں کو نکلنے سے پہلے چاہ زمزم کو پاٹ کر اس کا نشان

Marfat.com

تک مٹا دیا تاکہ بنوخزاعہ کوئیں سے فائدہ نہ اٹھا سکیں چنانچہ ایک مدت کے بعد وہ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو حالات اس قدر بدل گئے تھے کہ کوئی جاننے والا بھی نہ رہ گیا کہ یہ کنواں کہاں تھا اور کیا ہو گیا۔ یہاں تک کہ نبی ﷺ کے دادا عبدالمطلب کا زمانہ آیا تو انہوں نے مسلسل کئی دفعہ یہ خواب دیکھا کہ کوئی شخص ان سے بئر زمزم کو کھودنے کے لئے کہہ رہا ہے۔ خواب ہی میں اس نے یہ نشان بھی بتایا کہ کنوئیں کی جگہ چیونٹیوں نے سوراخ بنا رکھا ہے اور کل صبح ہوگی تو کوا وہاں چونچ مارے گا۔ عبدالمطلب اٹھے تو واقعہ بالکل درست پایا اور اپنے بیٹے حارث کو ساتھ لے کر جو اس وقت ان کے اکلوتے فرزند تھے، کھودنا شروع کر دیا۔ تین دن کے بعد کنواں ظاہر ہو گیا، اس میں بنو جرہم کی تلواریں، زرہیں اور سونے کے دو ہرن ملے جو وہاں مدفون تھے۔ قریش کے دوسرے لوگوں نے کنوئیں کو ظاہر ہوتے دیکھا تو کہا ہمیں بھی اس فضل میں شریک کیجئے لیکن عبدالمطلب کسی صورت سے اس پر راضی نہ ہوئے وہ چاہتے تھے کہ جس طرح حضرت ہاجرہ و اسماعیل علیہما السلام اس کے بانی اول تھے اسی طرح میں اس کا دوسرا بانی قرار پاؤں اور تمام حجاج و زائرین بیت اللہ ہمیشہ میرے ہی دست کرامت سے سیراب ہوں۔ قوم کے لوگوں نے ان کے اس مقصد کے خلاف بڑی مزاحمت کی اور سختی سے پیش آئے لیکن آخر میں فیصلہ عبدالمطلب ہی کے حق میں ہوا۔ (۱)

بیٹے کے ذبح کی نذر

عبدالمطلب کو بئر زمزم کی اس نزاع سے جو پریشانی اٹھانی پڑی اسے یاد کر کے انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے دس بیٹے دیئے اور وہ سب بڑے ہو کر میری مدد کے قابل ہوئے تو ان میں سے ایک کو خدا کے نام پر خانہ کعبہ کے پاس ذبح کردوں گا، چنانچہ نذر کے مطابق ان کے دس بیٹے (۱) حارث، (۲) زبیر، (۳) حجل، (۴) ضرار، (۵) مقوم، (۶) ابولہب، (۷) عباس، (۸) حمزہ، (۹) ابوطالب، اور (۱۰) عبداللہ پیدا ہو گئے، تو انہوں نے بیٹوں سے اپنی مانی ہوئی نذر کا ذکر کیا۔ بیٹے ان کی بڑی عزت کرتے تھے اس لئے کسی نے انکار نہیں کیا۔ عبدالمطلب نے ان کے درمیان قرعہ ڈالا، اتفاق سے قرعہ ان کے چھوٹے لڑکے عبداللہ کے نام نکلا جو سب سے زیادہ محبوب تھے، عبدالمطلب چھری لے کر نذر پوری کرنے کو تیار ہو گئے، لیکن بیچ میں قریش کے لوگ مزاحم ہوئے اور ان کے بیٹوں میں ابوطالب و عباس (۲)

---

(۱) [illegible]

(۲) حضرت عباس اس وقت [illegible]

Marfat.com

بھی کہنے لگے کہ اگر آپ ایسا کریں گے تو قریش میں یہ طریقہ رائج ہو جائے گا اور اس قسم کی ذبح وقربانی سے انسانوں کی زندگی دوبھر ہو جائے گی یہ کہہ کر حضرت عباس نے عبدالمطلب کے ٹانگوں کے نیچے سے عبداللہ کو کھینچ لیا، اس پر عبدالمطلب کو سخت غصہ آیا، انہوں نے حضرت عباس کو سخت ٹھوکر دی اور کہا میں اپنی نذر پوری کر کے رہوں گا، قریش نے معاملہ کی یہ سنگینی دیکھی تو عبدالمطلب کو سمجھانے لگے اور کہا اس سے پوری قوم میں آپ کے خلاف بدظنی پھیل جائے گی لہذا اس ذبح سے پہلے اپنی نذر کو حجاز کی سب سے بڑی عرافہ وکاہنہ کے سامنے چل کر بیان کیجئے، وہ نہایت ہی دقیقہ سنج ہے، تمام اہل عرب اس کے فیصلے کو مانتے ہیں لہذا اس معاملے میں جو فیصلہ وہ کر دے آپ بھی تسلیم کر لیں۔ عبدالمطلب نے قوم کی یہ بات مان لی، کاہنہ کے پاس جا کر اپنا سارا ماجرا بیان کیا اس نے پوچھا آپ لوگ کسی کی جان کے فدیہ میں کتنی قیمت دیتے ہیں؟ بولے دس اونٹ، اس نے کہا اپنے بیٹے کو ایک طرف اور دس اونٹوں کو ایک طرف قرعہ ڈالو اگر قرعہ اونٹوں کے نام نکل آئے تو اونٹوں کو ذبح کر کے بیٹے کی جان بچالو اور اگر قرعہ بیٹے کے نام نکلے تو دس اونٹ اضافہ کر کے پھر سے قرعہ ڈالو اور جب تک قرعہ اونٹوں کے نام نہ نکلے اسی طرح دس دس اونٹ بڑھاتے جاؤ اور قرعہ ڈالتے جاؤ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ہر بار قرعہ عبداللہ کے نام نکلتا تھا یہاں تک کہ سو اونٹ پورے ہو گئے تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا اور عبدالمطلب نے سو اونٹوں کی قربانی کر کے اپنے لاڈلے عبداللہ کو ذبح سے بچا لیا۔ اس سے پہلے انسانوں کے قتل کی دیت صرف دس اونٹ کے برابر تھی مگر اس واقعہ کے بعد اس کی دیت سو اونٹ مقرر ہو گئی، اور اسلام نے بھی اسے برقرار رکھا حضرت عبداللہ نبی ﷺ کے والد ماجد تھے، اسی لئے آپ نے فرمایا: انا ابن الذبیحین میں دو ذبیح (حضرت اسماعیل وحضرت عبداللہ) کا بیٹا ہوں۔ (۱)

واقعہ اصحاب فیل

نجاشی شاہ حبش کی طرف سے ابرہۃ الاشرم حبشی یمن کا حاکم اعلیٰ تھا اس نے یمن کے دار السلطنت صنعاء میں قُلَیس نامی ایک عظیم الشان گرجا سنگ مرمر اور قیمتی پتھروں سے بنوایا اس میں سونے چاندی کے صلیب نصب کئے، ہاتھی کے دانت اور سیاہ چکنی لکڑی کا منبر بھی رکھا۔ اس کے بعد شاہ حبش کو لکھا کہ جب تک عرب کا حج اس کی طرف نہ پھیر دوں، دم نہیں لوں گا۔ اہل عرب نے اس کا یہ منصوبہ سنا تو ایک کنعانی

---

(۱) البدایہ ۲/ ۲۴۸، رحمۃ للعالمین ۲/ ۸۹

Marfat.com

شخص نے جا کر اس میں پاخانہ کر کے اس کی دیواروں کو بھی لت پت کر دیا۔ ابرہہ کو اس کی خبر ہوئی تو غصہ میں آپے سے باہر ہو گیا اور ساٹھ ہزار کا عظیم لشکر لے کر ۹ یا ۱۳ ہاتھیوں کے ساتھ کعبۃ اللہ کو ڈھانے کی نیت سے چلا اور قسم کھالی کہ اس کا ایک ایک پتھر اکھاڑ کر پھینکوں گا۔

اس کا یہ بھاری لشکر وادی مغمس میں پہنچا تو ابرہہ نے سواروں کا ایک دستہ مکہ کی طرف بھیجا اس نے قریش کے مال مویشی اور اونٹوں کو جو باہر ملے لوٹ لیا ان میں عبدالمطلب کے بھی دو سو اونٹ تھے، یہ ظلم ناروا دیکھ کر قریش اور دوسرے قبائل کے لوگوں نے ابرہہ سے مقابلے کا ارادہ کیا لیکن جلد ہی انہیں معلوم ہو گیا کہ اس کے بھاری لشکر سے نبرد آزما ہونا طاقت سے باہر ہے۔ اتنے میں ابرہہ نے حناطہ حمیری نامی ایک شخص کو اہل مکہ کی طرف بھیجا اور کہا کہ جا کر سید قریش سے کہدو کہ ہم تم سے جنگ کرنے نہیں آئے ہیں، ہمیں تمہارے خون خرابے سے کوئی غرض نہیں، ہمیں صرف کعبہ کو ڈھانا ہے لہذا کوئی بات کہنی ہے تو آ کر مل لو۔

یہ خبر پا کر عبدالمطلب ابرہہ کے پاس گئے، عبدالمطلب بڑے وجیہ اور صاحب حسن و جمال تھے۔ ابرہہ نے انہیں دیکھا تو بڑی عزت کی، تخت سے اتر کر اپنے پاس بٹھایا اور ترجمان کے ذریعہ بات کرنے لگا۔

ابرہہ: آپ جس مقصد کے لئے تشریف لائے ہیں بیان کیجئے۔

عبدالمطلب: میں صرف اس لئے آیا ہوں کہ میرے جو اونٹ آپ کے آدمی پکڑ لائے ہیں واپس کر دیجئے۔

ابرہہ: تعجب ہے کہ میں کعبہ کو ڈھانے کی نیت سے آیا ہوں جو آپ کا اور آپ کے باپ دادا کا دین ہے اور آپ اس کے بجائے ایک چھوٹی سی چیز کا سوال کرتے ہیں۔

عبدالمطلب: میں صرف اونٹوں کا مالک ہوں، اس گھر کا مالک ایک اور ہے، وہ چاہے گا تو اپنا گھر خود بچائے گا۔

ابرہہ: پھر تو وہ ہم سے ہرگز نہیں بچ سکتا، میں تمہارے کعبہ کو مسمار کر کے رہوں گا۔

عبدالمطلب: خانہ کعبہ خدا کا گھر ہے آپ اس کے ڈھانے کے ارادے سے باز آ جائیے اور بدلہ میں آپ کی فوج کا خسارہ پورا کرنے کے لئے میں تہامہ کا ایک ثلث مال آپ کی خدمت میں پیش کر دوں۔

Marfat.com

ابرہہ: مجھے مال کی کوئی ضرورت نہیں، آپ اپنے اونٹوں کو بھی لے جایئے اب میں اپنے ارادے سے ہرگز باز نہیں آ سکتا۔

عبدالمطلب یہ سنتے ہی اپنے اونٹوں کو لے کر چلے آئے اور مکہ والوں سے کہا تم جلد سے جلد اپنے مال ومتاع کو لے کر پہاڑ کی چوٹیوں اور گھاٹیوں میں چھپ جاؤ، پھر اپنے اونٹوں کو بھی محفوظ کر کے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ خانۂ کعبہ میں گئے۔

خانہ کعبہ میں دعا

عبدالمطلب نے خانۂ کعبہ کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر بڑی دیر تک اللہ سے دعا کی، پھر یہ اشعار پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَبْدَ یَمْنَعُ رَحْلَهٗ فَامْنَعْ رِحَالَكَ
لَا یَغْلِبَنَّ صَلِیْبُھُمْ وَمِحَالُھُمْ غَدْوًا مِحَالَكَ
اِنْ كُنْتَ تَارِكَھُمْ وَقِبْلَتَنَا فَاَمْرٌ مَا بَدَا لَكَ
یَــــا رَبِّ لَا اَرْجُـــوْ لَھُمْ سِوَاكـــا
یَــــا رَبِّ فَـــــامْنَعْ مِنْھُمْ حِمَـــاكَا
اِنَّ عَـــــدُوَّ الْبَیْتِ مَـــــنْ عَـــادَاكَا

الٰہی سب اپنے گھر کی حفاظت کرتے ہیں، تو بھی اپنے گھر کی حفاظت کرنا ان کی صلیب اور ان کی تدبیر تیری قوت وتدبیر پر ہرگز غالب نہ آئے اگر تو ان کو ہمارے قبلہ کی بربادی کے لئے چھوڑ دیگا۔ تو اس کے بھیانک انجام سے تو واقف ہے۔ خدایا تیرے سوا کوئی حامی نہیں۔ الٰہی اپنے گھر سے انہیں روک دے کیونکہ اس گھر کا دشمن تیرا دشمن ہے۔

عذاب الٰہی

عبدالمطلب یہ دعا کر کے پہاڑ کی چوٹی پر چلے گئے اور انتظار کرنے لگے کہ ابرہہ کیا کرتا ہے اور اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ ادھر صبح ہوتے ہی ابرہہ اپنے بھاری لشکر اور ہاتھیوں کی فوج کے ساتھ آگے بڑھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مکہ کی اینٹ سے اینٹ بجادے گا اور کعبہ کا نام ونشان مٹادے گا لیکن وادیٔ محسر میں

Marfat.com

پہنچا تو اس کا بڑا ہاتھی محمود زمین پر بیٹھ گیا۔ ہر چند مہاوت نے اسے اٹھانا چاہا، کلہاڑے اور آنکس سے مارا لیکن وہ اٹھنے کا نام نہیں لیتا تھا، لوگوں نے اسے دوسری جانب موڑا تو بے تحاشہ بھاگا اور جونہی اس کا رخ مکہ کی طرف کیا، دوبارہ بیٹھ گیا، اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ سمندر کی جانب سے ابابیلوں کی مانند چھوٹے چھوٹے بے شمار پرندے قطار در قطار چلے آ رہے ہیں ان کی چونچ اور دونوں پنجوں میں چنے اور مسور کے برابر کی کنکری تھی وہ پرندے تھوڑی ہی دیر میں سروں پر منڈلانے لگے اور بارش کے قطروں کی طرح کنکریاں گرانے لگے، وہ کنکری جس پر پڑ جاتی جان لیوا ثابت ہوتی، سر سے پیر تک اور ہاتھیوں کے جسموں کو چھید کر چھلنی کر ڈالتی، اس قہر الٰہی کو دیکھ کر ابرہہ کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی لوگ مختلف جہتوں میں گر گر کر ہلاک ہونے لگے جو بچ گیا بھاگ کر نجات پا گیا، لیکن ابرہہ کو ایسا زخم لگا کہ اس کے تمام اعضا سڑنے لگے اور ایک ایک انگلی کٹ کر گر گئی اور اس کی جگہ خون اور پیپ جاری ہو گیا، لوگ اسے لے کر صنعاء پہنچے اور دیکھا کہ اس کا جسم سوکھ کر کانٹے کی طرح ہو گیا اور تھوڑی ہی دیر میں سینہ دل کے پاس سے چٹخ کر موت کا باعث بن گیا۔ اسی واقعہ کا بیان اللہ رب العالمین نے سورۂ فیل میں فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

﴿الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل، الم یجعل کیدھم فی تضلیل، وارسل علیھم طیرًا ابابیلِ، ترمیھم بحجارۃٍ من سجیلِ، فجعلھم کعصفٍ مّاکولٍ﴾ کیا آپ نے جانا نہیں اللہ نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کیا اللہ نے ان کا مکر خاک میں نہیں ملا دیا۔ ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے جو کنکری کے پتھر ان پر مارتی تھیں۔ پس انہیں کھائے ہوئے بھس کی طرح کر دیا۔ (۱)

آثار و نشانات

ابرہہ اور اس کی فوج کا یہ واقعہ نبی ﷺ کی پیدائش سے ۵۰ یا ۵۵ دن قبل ایک تمہیدی نشان کے طور پر ظاہر ہوا تھا۔ عبدالمطلب اس واقعہ کے بعد خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے حرم آئے۔ قوم میں ان کی کرامت و بزرگی کا چرچا ہونے لگا اور وہ کعبہ کی خدمت و تولیت میں پہلے سے زیادہ مشغول ہو گئے۔ حضرت

---

(۴۵) سورۃ الفیل ۱-۵

Marfat.com

عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے ہاتھی کے قائد اور سائس کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ دونوں اندھے ہو کر پڑے پڑے لوگوں سے کھانے کی بھیک مانگا کرتے تھے، قیس بن مخرمہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اور جناب رسول اکرم ﷺ عام الفیل ہی میں پیدا ہوئے تھے، میری عمر آپ کے برابر تھی، ایک دفعہ عثمان بن عفانؓ نے قباث بن اشیم سے پوچھا تم بڑے ہو یا رسول اللہ ﷺ، انہوں نے احتراماً یوں عرض کیا کہ بڑے تو رسول اللہ ﷺ ہیں لیکن میں عمر میں آپ سے کچھ زیادہ ہوں، میں نے ان ہاتھیوں کا فضلہ بدلا ہوا سبز رنگ کا اپنی آنکھوں سے دیکھا، میری ماں مجھے لے کر وہاں کھڑی ہوئی اس وقت میں کچھ شعور کے لائق ہو گیا تھا۔ (۱)

عبداللہ والد رسول اللہ (ﷺ)

سید قریش عبدالمطلب کے دس بیٹوں میں سب سے چھوٹے اور عزیز ترین حضرت عبداللہ تھے جو سو اونٹوں کی قربانی کے فدیہ میں رہا ہو کر ذبیح کہلائے، آپ عظمت و بزرگی، شرافت و نجابت اور حسن و جمال میں اپنے تمام بھائیوں پر فائق تھے، کہتے ہیں کہ آپ کی پیشانی میں نور نبوت کی چمک پائی جاتی تھی اسی کو دیکھ کر عرب کی مشہور کاہنہ فاطمہ بنت الخثعمیہ نے سو اونٹ کا لالچ دلا کر آپ سے خفیہ تعلق کی خواہش کی تو فرمایا۔

اما الحرام فالممات دونه　　　يحمى الكريم عرضه ودينه

حرام میں واقع ہونے سے موت آسان ہے۔ شریف آدمی اپنی عزت اور دین کو ضائع نہیں کر سکتا۔

اس واقعہ سے حضرت عبداللہ کی پاک نفسی و پاکدامنی کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ عبدالمطلب کو اپنے اس پاکباز فرزند کے لئے جوڑے کی بڑی فکر تھی، چنانچہ اللہ نے بیٹے کی طرح ایک پاک طینت بہو بھی ملا دی، عبداللہ کی شادی بنو زہرہ کے سردار کی بیٹی آمنہ بنت وھب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب سے ہوگئی۔ حضرت آمنہ نسب اور مقام کے لحاظ سے اپنے وقت کی تمام عورتوں میں ممتاز تھیں۔ عبدالمطلب نے یہ شادی طے کی تو قریش نے کہا کہ عبداللہ کامیاب ہو گئے، اب وہ اپنے باپ عبدالمطلب سے بھی اونچا مقام حاصل کر لیں گے۔ (۲)

---

(۱) البدایہ ۲/ ۱۷۰ تا ۱۷۴ و ۱/ ۲۶۱، ابن ہشام ۱/ ۱۴۲

(۲) البدایہ ۲/ ۲۵۱

Marfat.com

پیغمبر عالم ﷺ

ہمارے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جو آفتاب وماہتاب کی طرح سارے جہان کے لئے چراغ تھے انہیں دونوں پاک باز وپاک طینت ماں باپ کے اکلوتے فرزند ہیں، جس طرح اللہ نے آپ کو حسب ونسب میں اعلیٰ واشرف اور افضل واکرم بنایا ہے اسی طرح شکل وصورت، جمال وکمال اور سیرت وکردار میں بھی یکتا وبے نظیر اور بے مثل وبے مثیل پیدا فرمایا جیسا کہ حضرت حسانؓ کہتے ہیں:

واحسن منك لم تر قط عيني　　واكمل منك لم تلد النساء

آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی دیکھا نہیں اور آپ جیسا باکمال لاڈلا کسی عورت نے جنا نہیں۔

جنہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا

جس نے آپ کو دیکھا حیرت واستعجاب کے عالم میں دیکھتا ہی رہ گیا۔ جو آپ سے ملا اور گفتگو کی وہ عاشق وفریفتہ ہو گیا۔ جس نے آپ کی تعریف کی اس نے اپنی عاجزی ودرماندگی کا اقرار کیا۔ کسی نے آپ کو سورج سے تشبیہ دی تو کسی نے چاند سے خوبصورت بتایا۔ جن نصیب وروں نے آپ کی بات سنی آپ پر ایمان لائے، آپ کی اطاعت کی، آپ کے لئے اپنی جانیں قربان کیں ان کی قسمت کا کیا کہنا۔

جنہوں نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا

لیکن جنہوں نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا اور دل میں محبت والفت لے کر آپ پر فدا ہونے کا جذبہ رکھتے ہیں ان کا بھی ایک مقام ہے ان کی دلی کیفیت کا نقشہ خود سرکار دو عالم ﷺ نے یوں کھینچا ہے۔ [illegible] أحب اليه من أهله وماله (۱) ان کی یہ تمنا ہے کہ اگر مجھے دیکھ لیں تو اسے اپنے اہل وعیال اور مال ومتاع سے بھی بہتر سمجھیں گے۔ یہی وہ مخلص عاشقین ہیں جن کی الفت خود نبی ﷺ کے قلب میں ہر وقت موجزن تھی۔ ایک دفعہ آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا: وددت لو انا رأينا اخواننا کاش ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ آپ نے فرمایا تم تو میرے ساتھی ہو میرے بھائی وہ ہیں جو میرے بعد ہوں گے اور بغیر دیکھے مجھ پر ایمان لائیں گے۔ اللہ اللہ عشق میں تڑپنے اور ناموس رسالت پر فدا ہونے والوں کا یہ مقام کہ فخر دو عالم بھی ان کی دیدار کی تمنا

---

(۱) صحیح مسلم ۲۶۲

Marfat.com

فرمائیں، سچ کہا ہے کسی نے۔

الفت کا جب مزا ہے کہ دونوں ہوں بیقرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

آپ کی سیرت وصورت آپ کے جمال وکمال اور جاہ وجلال پر بے شمار کتابیں لکھی جاچکی ہیں اور رہتی دنیا تک لوگ لکھتے رہیں گے، ہر پھول کی الگ خوشبو ہوتی ہے اور الگ الگ رنگ ہوتا ہے، یہ اللہ کی مہربانی دیکھئے کہ مجھ ناچیز کے دل میں بھی یہی تمنا پیدا ہوگئی کہ اسی حیات آفریں موضوع پر ایک مختصر وجامع رسالہ لکھوں اور اشہب فکر وقلم کو اسی مبارک جولا نگاہ میں دوڑانے کی سعادت حاصل کروں۔ دعا ہے کہ اللہ رحیم وکریم اس کمزور سعی کو قبول فرما کر سلامتی ایمان ونجات آخرت کا ذریعہ بنائے اور میرے والدین ماجدین، بھائی بہنوں، بیٹوں بیٹیوں، پوتوں اور پوتیوں اور ان تمام بھائیوں کو جنہوں نے کسی قسم کا تعاون فرمایا ہے اس نیکی میں شریک ٹھہرائے: وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

ماخذ

قرآن کریم، کتب احادیث، سیرت ابن ہشام، البدایہ والنہایہ، زادالمعاد، رحمۃ للعالمین، سیرت النبی، نشر الطیب، نبی رحمت، تاریخ اسلام اور رسول اکرم کی سیاسی زندگی۔ وغیرہ۔

۞ ۞ ۞

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى بعث فى الأمين رسولا منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلال مبين والصلوة والسلام على حبيبه خاتم الأنبياء والمرسلين محمد النبى، الأمىّ الصادق الأمين، أرسله كافة للناس بشيرا ونذيرا ورحمة للعالمين وعلى اله وأصحابه وذرياته وأهل بيته وجنوده أجمعين امابعد

ولادت باسعادت

حسب بیان محققین پیغمبر عالم ﷺ کی ولادت پاک ۸/ تا ۱۲/ ربیع الاول ۱ھ عام الفیل مطابق ۱۹ تا ۲۳/ اپریل ۵۷۱ء کی ایک تاریخ میں جس کا ذکر نیچے آ رہا ہے۔ یوم سوموار کو اصحاب الفیل کی ہلاکت کے ۵۰ یا ۵۵ دن کے بعد صبح صادق کے وقت طلوع آفتاب سے قبل مکہ معظمہ میں ہوئی۔

موسم

جس طرح حضرت یحییٰ و داؤد علیہما السلام کی پیدائش موسم بہار میں ہوئی تھی، رحمت عالم ﷺ کی ولادت شریفہ بھی موسم بہار میں ہوئی۔ آب و ہوا معتدل، نہ سردی نہ گرمی، فضا نہایت ہی خوشگوار، پر لطف وقت بہار، غنچے چٹک رہے تھے، پھول کھل رہے تھے، نسیم سحری استقبال کر رہی تھی، کائنات کا ذرہ ذرہ چشم انتظار تھا کہ ہادی کونین، رسول الثقلین جلوہ افروز ہوں تا کہ آپ کے انوار رحمت سے سارا عالم بقعہ نور بنے

پیدا ہوئے رسول تو روشن ہوا جہان — آئی بہار سردی و گرمی کے درمیان!
دریتیم آپ سا کوئی نہیں ہوا — بے مثل و بے مثیل تھے اللہ تیری شان

تعیین تاریخ

تعیین تاریخ میں مابین علماء اختلاف ہے۔ صاحب مغازی محمد بن اسحاق نیز ابن جریر طبری اور ابن خلدون وغیرہ ۱۲/ ربیع الاول کے قائل ہیں اور جمہور کے نزدیک بھی یہی مشہور ہے۔
اس کے برخلاف ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور واقدی نے اپنی تاریخ میں بروایت ابو معشر نجیح بن عبدالرحمن المدنی ۲/ ربیع الاول اور ابن دحیہ نے اپنی کتاب میں نیز ابن حزم نے امام ابو جعفر باقر

Marfat.com

سے اور مجاہد نے شعبی سے ۱۰ر ربیع الاول کا ذکر کیا ہے۔

۸ر ربیع الاول

حافظ ابن عبدالبر ۲ر ربیع الاول کا قول نقل کرنے کے باوجود کہتے ہیں کہ اصحاب تاریخ نے ۸ر ربیع الاول ہی کی تصحیح کی ہے۔اسی طرح حافظ کبیر محمد بن موسیٰ خوارزمی بقطعیت اسی کو ثابت مانتے ہیں۔نیز حافظ ابوالخطاب بن دحیہ نے اپنی کتاب التنویر فی مولد البشیر النذیر میں اسی کو راجح قرار دیا ہے۔(۱)

حضرت علامہ نواب صدیق حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الشمامۃ العنبر یہ فی مولد خیر البریہ (ص ۷) میں ۱۲ر ربیع الاول کے ساتھ ۸ر ربیع الاول کا ذکر بھی فرمایا ہے۔(۲)

۹ر ربیع الاول

صاحب رحمۃ للعالمین حضرت علامہ منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ تحقیق و تدقیق کے نتیجہ میں لکھتے ہیں کہ دوشنبہ کا دن ۹ر ربیع الاول کے سوا کسی اور تاریخ سے مطابقت نہیں کرتا۔تاریخ دول العرب والاسلام میں محمد طاعت بک عرب نے بھی ۹ر تاریخ ہی کو صحیح قرار دیا ہے۔(۳)

خاکسار کا خیال ہے کہ اگر صفر کا مہینہ ۲۹ر یوم کا شمار کرکے اتوار سے پہلی تاریخ جوڑ کر ۹ر کو لیا گیا ہے تو ان مقامات میں جہاں لوگوں نے چاند ۳۰ر کو دیکھا ہوگا سوموار ۸ر ربیع الاول کو پڑے گا اور اگر صفر کا مہینہ ۳۰ر یوم کا شمار کرکے ۹ر ربیع الاول کو لیا گیا ہے تو چاند جہاں ۲۹ر ہی کو دکھائی دیا ہوگا، سوموار ۱۰ر ربیع الاول کو ہو جائے گا۔پس ۹ر ربیع الاول کے فیصلے کی صورت میں تینوں تاریخوں ۸/۹ اور دس ربیع الاول کا امکان بہرحال رہے گا۔

البتہ ۱۲ر ربیع الاول جو مشہور ہے اس کی صحت کے لئے کوئی صورت نہیں بنتی۔فاللہ أعلم بالصواب.

جائے ولادت

ولادت پاک مکہ معظمہ میں آپ کے مخصوص و معروف گھر میں ہوئی، بعضوں نے شعب ابی طالب میں، بعضوں نے مقام ردم میں اور بعضوں نے عسفان بھی لکھا ہے لیکن یہ محقق نہیں، البدایہ (۲۶۱/۱) میں زبیر بن بکار کے حوالے سے مذکور ہے کہ شعب ابی طالب میں آپ کا حمل قرار پایا اور

---

(۱) البدایہ ۲/۲۶۰ (۲) الشمامۃ العنبر یہ ص ۷
(۳) رحمۃ للعالمین ۱/۳۶

Marfat.com

ولادت مکہ معظمہ کے معروف گھر میں ہوئی جو بعد میں محمد بن یوسف برادر حجاج ثقفی کے قبضہ میں آیا۔ پھر لکھتے ہیں کہ ہارون رشید کی ماں خیزران حج کو گئی تو اس نے اس متبرک گھر کو مسجد بنانے کا حکم دیا لیکن ہم نے سفر حج میں اس کی جستجو کی تو وہاں کوئی مسجد نظر نہ آئی، یہ پاک مقام مسجد حرام اور جنت المعلیٰ کے مابین راستے میں واقع ہے لوگ زیارت کو جاتے ہیں اس وقت اس مخصوص مقام پر وزارۃ الحج والاوقاف اور رمتۃ المکرمہ کا کتبہ لگا ہے، لوگوں سے معلوم ہوا کہ یہاں سے قرآن پاک و دیگر کتب دینیہ کی اشاعت ہوتی ہے۔ یوں یہ مقام اکثر مقفل رہتا ہے، اس محلے کا نام سوق اللیل بجوار مولد النبی اور محلہ مولد النبی مرقوم ہے، لیکن افسوس کہ کسی جان کار سے اس کی تصدیق نہ ہوسکی۔

بعض واقعات حمل وولادت

آپ ﷺ کی والدہ مکرمہ کا بیان ہے کہ آپ کے حمل سے مجھے کوئی تکلیف و مشقت محسوس نہیں ہوتی تھی، پھر آپ پیدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نور خارج ہوا جس نے مشرق و مغرب کو روشن کر دیا۔ (۱) اسی کو صاحب الروض اللطیف نے اپنے اس شعر میں ذکر کیا ہے۔

هذا وقد حملت ام الحبيب به   وليس في حملها كرب ولا ضرر

آپ ﷺ کی والدہ کو حمل قرار ہوا تو اس سے ان کو کوئی بے چینی لاحق ہوئی نہ تکلیف کا احساس ہوا۔ اس کے برخلاف بعض روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی والدہ کو بیا ثقل محسوس ہوتا تھا کہ اس کی شکایت دوسری عورتوں سے کرتی تھیں۔ بظاہر ان دونوں روایتوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ثقالت او روزن نبوت کی عظمت کی وجہ سے پائی جاتی تھی البتہ کرب و بے چینی اور تکلیف وغیرہ جو عام عورتوں میں ہوتی ہے وہ بالکل نہ تھی۔

آلائش سے پاک

آپ کی والدہ مکرمہ فرماتی ہیں کہ جس طرح عام بچے پیدائش کے وقت آلائش میں لتھڑے ہوتے ہیں ویسے آپ بالکل نہ تھے آپ کا جسم مبارک ہر قسم کی گندگی سے پاک وصاف تھا۔ (۲)

مختون ومسرور

حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ قدرتی طور پر آپ ﷺ مختون پیدا ہوئے اور نال بھی کٹا ہوا تھا، اسے آپ کے دادا نے دیکھا تو تعجب کیا اور کہا کہ میرے اس بیٹے کی ایک شان

---

(۱) البدایہ ۲:۲۶۴   (۲) نشر الطیب ص ۱۶۳

Marfat.com

ہوئی۔ کعب احبار کہتے ہیں ۱۳ نبی مع محمد ﷺ کے مختون ہوئے۔

حضرت انس سے مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا، اللہ کے طرف سے مجھے یہ عزت عطا ہوئی کہ میں مختون پیدا ہوا اور میری شرمگاہ کو کسی نے نہ دیکھا۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ پیدائش کے وقت آپ کا ختنہ کیا ہوا اور نال بھی کٹا ہوا تھا۔ بعضوں نے ان روایات کی صحت کا دعویٰ کیا ہے اور حاکم نے اسے متواتر تک کہہ دیا ہے لیکن سنداً یہ قول محل نظر ہے ابوالفرج ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے اور اس کے برخلاف ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ عرب کے دستور کے مطابق آپ کے دادا نے ساتویں دن آپ کا ختنہ کرایا اور نام رکھا۔ (۱)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مختون پیدا ہونا کوئی اچنبھے کی بات نہیں بعض غیر انبیاء میں بھی مختون شدہ بچے دیکھے گئے ہیں جن کا ختنہ رسمی طور پر کیا گیا۔ فاللّٰه أعلم بالصواب.

خروج نور اور شام وروم کے محلات

ایک حدیث میں آپ نے فرمایا، میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا، عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ مکرمہ کا وہ رویا ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا کہ ان کے بطن سے ایک نور نکلا جس نے شام کے محلوں کو روشن کر دیا۔ (۲)

آپ کی والدہ بیان کرتی ہیں کہ ولادت پاک کے وقت آپ کے ساتھ ایک نور خارج ہوا جس نے مشرق سے مغرب تک روشن کر دیا، ایک روایت میں ہے کہ آپ کے پیدائش کا واقعہ شفاء ام عبدالرحمٰن بن عوف کے ہاتھ واقع ہوا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس نور سے شام کے محلات اور اس کے بازار دکھائی دیئے اور بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں۔ (۳)

شفاء ام عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتی ہیں کہ آپ پیدا ہوئے تو چھینک کی آواز نکالی اور ایک کہنے والے نے رحمک اللہ کہا اور میں نے دیکھا کہ آپ سے ایک روشنی پھیلی جس سے روم کے محلات نظر آئے۔ قال ابن حجر صححه ابن حبان والحاكم وله طرق كثيرة.

عثمان بن ابوالعاص کی والدہ کہتی ہیں کہ میں آپ کی ولادت کے وقت حضرت آمنہ کے پاس حاضر تھی، آپ پیدا ہوئے تو سارا گھر روشن ہوگیا، آسمان کے ستارے قریب ہونے لگے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے اوپر آ گریں گے۔ (۴)

(۱) زادالمعاد ۱/ ۸ او البدایہ ۲/ ۲۶۵
(۲) مشکوۃ المصابیح بحوالہ شرح السنہ واحمد
(۳) الشمامۃ العنبریہ ص ۸
(۴) البدایہ ۲/ ۲۶۴

Marfat.com

ایک استحالہ اور جواب

اگر کوئی کہے کہ زمین کروی ہے اور ملک شام وروم کافی فاصلے پر واقع ہونے کے سبب نیچے پڑیں گے اس لئے ان کے محلات وغیرہ کا نظر آنا محال ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ جس طرح آئینہ کے نور میں نیچے کی چیزیں اوپر اور دائیں بائیں دکھائی دیتی ہیں اسی طرح بلند ہونے والے نور میں بھی ان محلات کے عکس کا اوپر آ جانا کچھ بعید نہیں ہے۔

ایوان کفر میں زلزلہ وانہدام

بعض ائمہ مثلاً بیہقی وابن عساکر وابونعیم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جس وقت آپ پیدا ہوئے، کسریٰ نوشیرواں کے محل میں ایسا زلزلہ آیا کہ اس کے ۱۴ کنگرے گر گئے اور قلعہ اصطخر کا آتش کدہ جو ایک ہزار سال سے روشن تھا اچانک بجھ گیا اور ساوی کی جھیل خشک ہو کر اطراف کے نیچے منہدم ہو گئے۔ مگر اس قسم کی تمام روایتوں میں ارسال وغرابت پائی جاتی ہے اس لئے صحت کا حکم نہیں لگا سکتے۔ (۱)

ابلیس کا رونا

سہیلی نے تفسیر بقی بن مخلد الحافظ سے روایت کی ہے کہ ابلیس ۴ مرتبہ چیخ کر رویا۔ اول جب اللہ کی جانب سے ملعون ٹھہرایا گیا۔ دوم جب جنت سے زمین پر اتارا گیا۔ سوم جب رسول اکرم ﷺ کی ولادت پاک ہوئی، چہارم جب سورۃ الفاتحہ نازل کی گئی۔ (۲)

عجیب نام

آں حضرت ﷺ کی پیدائش کی خبر آپ کے دادا عبدالمطلب کو ہوئی تو وہ فوراً آئے، بچے کو لے کر خانہ کعبہ میں گئے وہاں دعا مانگی پھر واپس آئے اور ساتویں دن جانور ذبح کر کے اہل قریش کی دعوت دی، لوگوں نے کھانے کے بعد پوچھا کہ جس لڑکے کی خوشی میں آپ نے ہماری یہ تکریم فرمائی ہے اس کا نام کیا رکھا ہے، بولے محمد رکھا ہے یہ نام سن کر سب نے تعجب کیا اور کہا، خاندانی ناموں سے ہٹ کر یہ نام آپ نے کس خیال سے تجویز کیا ہے، کہنے لگے اس خیال سے کہ اللہ عزوجل خود آسمان میں اور اس کی مخلوق زمین پر ان کی تعریف کرے۔ اہل لغت کہتے ہیں کہ ہر صفت خیر کے جامع کو محمد کہا جاتا ہے۔ (۳)

(۱-۳) البدایہ ۲: ۲۶۶،۲۶۲

Marfat.com

(نوٹ) مولانا منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کے ذیل میں یسعیاہ نبی کی پیشینگوئی کا یہ جملہ درج کیا ہے کہ "اس نام سے وہ کہلاتا ہے عجیب" اس سے ثابت فرمایا ہے کہ آپ کے اسم مبارک کو سن کر قریش کا تعجب کرنا اسی پیشینگوئی کا مصداق ہے۔

علمائے یہود کا بیان وانحراف

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک یہودی مکہ میں تجارت کی غرض سے آیا تھا، جس رات رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی اس نے قریش کی ایک جماعت سے پوچھا کیا تم میں آج کی رات کوئی لڑکا تولد ہوا ہے؟ بولے ہمیں معلوم نہیں ہو سکا، اس نے کہا اگر تم نے نہیں جانا تو مجھ سے سن لو، آج کی رات اس امت کا آخری نبی پیدا ہوا ہے، اس کے دونوں شانے کے درمیان مہر نبوت ہے جس پر کثرت سے بال ہوں گے، لوگوں نے اس کے اس قول سے تعجب کیا اور گھروں سے پتہ لگایا تو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے یہاں لڑکا تولد ہوا ہے اس کا نام محمد ﷺ رکھا گیا ہے، لوگ اس یہودی کو لے کر حضرت آمنہ کے گھر گئے دیکھا تو دراصل آپ کے شانے پر نبوت کی مہر تھی، یہودی یہ دیکھتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ کچھ دیر بعد ہوش میں آیا تو کہنے لگا، افسوس کہ بنی اسرائیل سے نبوت چلی گئی۔

اے قریش کی جماعت! سن لو یہ تم پر اس طرح غالب آئیں گے کہ اس کی خبر مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گی، اسی طرح حضرت حسانؓ سے مدینہ کے ایک یہودی کا قصہ مذکور ہے اس نے مدینہ کے یہودیوں سے جو اکٹھا جمع ہو گئے تھے چیخ کر کہا کہ آج کی رات احمد نبی کی پیدائش کا ستارہ طلوع ہو گیا۔ حضرت حسان کہتے ہیں کہ اس وقت میں سات یا آٹھ سال کا تھا مجھے اس کی یہ بات اچھی طرح یاد ہے۔

اسی طرح حافظ ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں مالک بن سنان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے یوشع یہودی کو کہتے ہوئے سنا کہ احمد نبی کے خروج کا وقت آ گیا وہ حرم سے نکلیں گے۔ یہ سن کر خلیفہ بن ثعلبہ اشہلی نے پوچھا کہ اس نبی کی صفت کیا ہے بولا نہ پست قد ہو گا نہ لمبا، اس کے دونوں آنکھوں میں قدرے سرخی ہو گی، عبا پہنیں گے، گدھے کی سواری بھی کریں گے، تلوار حمائل فرمائیں گے۔ اور اسی شہر مدینہ میں ہجرت کر کے آئیں گے، مالک بن سنان کہتے ہیں کہ میں نے اس کے اس قول سے تعجب کیا اور اپنی قوم بنی خدرہ سے جا کر ذکر کیا تو کہنے لگے یہ بات صرف یوشع یہودی نہیں بلکہ یثرب کا ہر یہودی کہتا ہے۔ پھر میں بنو قریظہ کی ایک مجلس میں گیا تو زبیر بن باطا یہودی نے بھی یہ بات کہی، اس کے بعد جب نبی ﷺ ہجرت

Marfat.com

کر کے تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اگر زبیر بن باطا ایمان لے آتا تو اس کے مثل رؤسائے یہود سب ایمان لے آتے اس لئے کہ وہ سب اسی کے تابع ہیں۔ اسی طرح زید بن ثابت سے روایت ہے کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہودی علماء نبی ﷺ کی صفت بیان کرتے اور کہتے تھے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، ان کا نام احمد ہوگا، وہ یثرب کی طرف ہجرت کریں گے پھر آپ تشریف لے آئے تو مکر گئے اور حسد کی وجہ سے کفر کر بیٹھے۔(۱)

زید بن عمرو بن نفیل کا بیان اور ایمان

زید بن عمرو نبی ﷺ سے کچھ پہلے گزرے ہیں، واقدی نے عامر بن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ مجھ سے زید بن عمرو بن نفیل نے کہا میں ایک نبی کا منتظر ہوں جو اولاد اسماعیل میں بنو عبدالمطلب سے ہوں گے لیکن میری عمر زیادہ ہو چکی اس لئے امید نہیں ہے کہ ان کا مبارک زمانہ پا سکوں، پھر بھی میں ان پر ایمان لاتا ہوں، ان کی تصدیق کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ وہ نبی برحق ہیں۔ لہذا اگر تم زندہ رہے اور ان کا زمانہ پالیا تو میرا اسلام کہنا، میں تمہیں ان کی ایسی صفت بتاتا ہوں جس سے تم بخوبی انہیں پہچان لو گے، وہ نہ طویل القامت ہوں گے نہ پست قد، نہ بدن پر بہت بال ہوں گے نہ بالکل کم، ان کی آنکھ میں سرخی ہے جو جدا نہ ہوگی۔ ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ ان کا نام احمد ہے یہی شہر ان کی ولادت اور بعثت کی جگہ ہے پھر ان کی قوم ان کی تعلیم کا مخالف ہو کر ان کو نکال دے گی یہاں تک کہ وہ ہجرت کر کے یثرب چلے جائیں گے وہیں سے ان کا غلبہ ہوگا تم ان کے معاملے میں دھوکہ مت کھانا، میں دین ابراہیمی کی تلاش میں تمام شہروں میں گھوما ہوں اور یہود و نصاریٰ نیز مجوس سے سوال کرتا رہا ہوں ان سب نے یہی بتایا ہے کہ تمہارا مطلوب پیچھے ہے۔ وہ نبی جو آئیں گے ان کی یہی صفتیں ہیں اب ان کے علاوہ کوئی اور نبی آنے والا نہیں ہے عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ زید بن عمرو تو یہ کہہ کر گزر گئے لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا، آپ کو زید کا سلام پہنچایا، ان کی ساری باتیں بتائیں، آپ نے ان کے سلام کا جواب دیا ان پر رحمت کی دعا فرمائی اور بتایا کہ میں نے انہیں جنت میں ٹھاٹ باٹ کا لباس پہنے ہوئے دیکھا ہے۔

محمد و احمد نام کی بشارت

اوپر ذکر آ چکا ہے کہ آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کا نام محمد ﷺ رکھا تھا ممکن ہے آپ کا

---

(۱) البدایہ ۲/ ۲۶۷،۲۶۶

Marfat.com

والدہ مکرمہ نے بھی اس کا مشورہ دیا ہو۔ کیونکہ ایک روایت میں آیا ہے کہ ولادت سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ سے کسی فرشتہ نے خواب میں کہا کہ تمہارے پیٹ میں اس امت کے سردار کا حمل قرار پایا ہے جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد رکھنا۔ (۱)

اس کے علاوہ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے فرشتہ سے بشارت پا کر آپ کا نام احمد بھی رکھا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ تورات میں آپ کا نام محمد ہے، انجیل میں احمد ہے اور قرآن میں محمد ہے۔ محمد کے معنی تعریف کیا ہوا، عمدہ خصائل والا، پس اہل آسمان اور زمین آپ کی تعریف کرتے ہیں اور تا ابد کرتے رہیں گے۔ (۲)

آپ سے پہلے محمد واحمد نام کی حفاظت

قاضی عیاض نے اپنی کتاب شفا میں ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے آپ سے پہلے لفظ احمد کو کسی غیر کا نام رکھنے سے محفوظ رکھا، اسی طرح لفظ محمد بھی ہے، لیکن آپ کی ولادت سے کچھ پہلے جب لوگوں میں اس کا چرچا اور شہرہ ہو گیا تو بعض اہل عرب نے اپنے بیٹوں کا نام محمد رکھ دیا اور یہ امید کی کہ شاید ان کا بیٹا ہی اس شرف کو پالے۔ چنانچہ تاریخ کی کتابوں میں تلاش کرنے سے صرف چھ نام ملتے ہیں۔

(۱) محمد بن رحیحہ اوسی (۲) محمد بن سلمہ انصاری (۳) محمد بن براء کندی (۴) محمد بن سفیان بن مجاشع (۵) محمد بن حمران جعفی (۶) محمد بن خزاعی سلمی۔ ان کے علاوہ ساتواں کوئی نام نہیں ملتا لیکن ان مذکورہ لوگوں میں سے کسی نے بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، نہ آپ سے کوئی منازعت کی۔

آسمانی کتابوں کی بشارات

جیسا کہ اوپر کے واقعات اور بیانات سے آپ کو معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی ولادت اور بعثت سے قبل لوگ ایک آخری نبی کی آمد کا بڑی سختی سے انتظار کر رہے تھے، یہود و نصاریٰ اکثر کہا کرتے تھے کہ وہ نبی آئے گا تو ہم اس پر ایمان لا کر کافروں پر غلبہ پاویں گے اور آپ کی ایسی ایسی علامتیں بتاتے تھے کہ اس میں کوئی شک وشبہ باقی نہ رہ جائے۔ قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو آپ کے بہت قریب ترین نبی تھے بایں لفظ اعلان کیا ہے۔

ومبشرًا برسول یأتی من بعدی اسمه أحمد . یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے

---

(۱) ابن ہشام ۱/۱۵۸، البدایہ ۲/۲۶۳ (۲) البدایہ ۲/۲۶۳

Marfat.com

حواریوں کو یہ خوشخبری دی تھی کہ میرے بعد ایک عظیم الشان نبی آنے والا ہے اس کا نام احمد ﷺ ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی یہ بشارت انجیل کی اصل زبان سریانی یا ارامی میں لفظ مُنحمنا سے پائی گئی جو بالکل محمد و احمد کے ہم معنی ہے یعنی قابل تعریف عمدہ خصلت والا۔ اسے ابن ہشام نے بروایت ابن اسحاق یوحنا کی انجیل ب ۱۵ آیت ۲۶ سے نقل کیا ہے، اسی کو یونانی میں لا کر فارقلیط یا پریکلیوٹوس سے بدلا گیا۔(۱)

پری کلیوٹوس یا فارقلیط دونوں لفظ محمد و احمد کے ہم معنی ہیں یہ لفظ عربی انجیل مطبوعہ رومۃ الکبریٰ ۱۶۷۱ء میں پھر مطبوعہ بیروت ۱۸۵۷ء میں موجود تھا۔ لیکن مسیحی حضرات نے دیکھا کہ لفظ فارقلیط سے اسم احمد نکل آتا ہے تو اردو و فارسی کے موجودہ انجیل میں ترمیم کر کے مددگار و تسکین دہندہ وغیرہ لکھ دیے۔(۲)

زبور میں نام احمد سے بشارت

زبور کے قدیم قلمی نسخہ میں اسم احمد کے ساتھ بشارت اس طرح مذکور ہے یا احمد فاضت الرحمة على شفتيك (الی) كتاب حق جاء الله به من اليمن والتقديس من جبل فاران وامتلئت الارض من تحميد احمد وتقديسه وملك الارض من رقاب الامد اے احمد رحمت آپ کے ہونٹوں پر جاری ہوئی، اللہ وہ فاران سے برحق کتاب برکت اور تقدیس کے ساتھ [illegible] زمین احمد ﷺ کی تعریف اور پاکیزگی سے بھر گئی وہ زمین اور لوگوں کی گردنوں کا مالک ہوا۔(۳)

غزل الغزلات میں محمد ﷺ نام سے بشارت

غزل الغزلات ب ۵ ۱۵ تا ۱۶ میں ہے [illegible] میرا محبوب سرخ و سفید ہے [illegible] ہزاروں میں ممتاز ہے (الی) وہ دیکھنے میں لبنان اور خوبی میں رشک سرو ہے۔ اس کا منہ [illegible] شیریں ہے ہاں [illegible] محمد یم ہے۔ اس بیان میں سرخ و سفید آپ کا رنگ بتلایا گیا جو بالکل صحیح ہے۔ [illegible] ہزاروں میں ممتاز ہو کر آپ فتح مکہ کے وقت آئے، باقی الفاظ میں بطور استعارہ آپ کے قد و قامت و [illegible] سے تشبیہ دی [illegible] حق گوئی و نرمی و آواز [illegible] شیریں [illegible] کہ آخر میں صاف کر دیا کہ وہ [illegible] محمد یم ہے [illegible] زبان کا قاعدہ ہے۔ اسموں کی تعظیم کے لئے آخر میں یم لگاتے ہیں جیسے [illegible] آپ [illegible]

---

(۱) ابن ہشام [illegible] ۲۲۸

(۲) بشارت [illegible]

(۳) بشارات ص ۱۲ تا ۱۳

Marfat.com

وعظمت والے محمد ﷺ ہیں یہ صریح نام قدیم نسخوں میں پایا جاتا تھا لیکن جدید اور موجودہ نسخوں میں اس کا ترجمہ سراپا عشق انگیز سے کر دیا گیا تا کہ حقیقت پر پردہ پڑ سکے۔

حبقوق نبی کی دعا اور اسم احمد

کتاب حبقوق ب ۳ تا ۴ میں ہے، اے خداوند اسی زمانہ میں اپنے کام کو بحال کر اسی زمانہ میں اس کو ظاہر کر، قہر کے وقت رحم کو یاد فرما، خدا تیمان سے آیا اور قدوس کوہ فاران سے اس کا جلال آسمان پر چھا گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوئی۔ یہ جدید نسخوں کی عبارت ہے اس میں کوہ فاران کے قدوس سے بات کھل کر سامنے آ گئی کہ اس سے مراد نبی اکرمؐ ہیں جو کوہ فاران کی چوٹیوں سے سرفراز نبوت ہوئے، اس میں بہت جلد آپ کے ظہور کی دعا کی گئی ہے، قہر کے وقت رحم کی یاد سے آپ کے رحمت عالم ہونے کا اشارہ ہے۔ آپ کی حمد سے زمین کا معمور ہونا، آپ کی نبوت و رحمت کا عام ہونا ہے، قدیم عربی نسخوں میں آپ کا اسم احمد اس طرح صاف مذکور ہے لقد انکشفت السماء من ثناء احمد وامتلئت الارض من حمده ۔ آسمان احمد نبی کی تعریف سے کھل گیا اور زمین آپ کی تعریف سے معمور ہوئی اس نے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم نسخوں میں احمد کا لفظ صریح طور پر موجود تھا جسے بعد میں اڑا دیا گیا۔

نراشنس رشی بمعنی محمد ﷺ

اہل ہنود کی کتاب اتھر وید کانڈ ۲ سوکت ۱۲۷ منترا میں ایک آنے والے رشی کا ذکر اس سے ہزاروں سال پہلے اس طرح کیا گیا ہے اوم جنا اب شرت نراشنس استویشتے شیسٹم شہشرا نویتم چ کورم ارد شمش آدمھے۔ اے لوگو احترام سے سنو! تعریف کیا ہوا (محمد ﷺ) تعریف کیا جائے گا ساٹھ ہزار نوے میں اور ہجرت کرنے والے امن پھیلانے والے کو ہم بچاتے ہیں۔ اس میں پہلے مخاطب کو تنبیہ کی گئی ہے کہ یہ پیغام عزت واحترام سے سنو اور قبول کرو، نراشنس یعنی تعریف کیا گیا (محمد) پھر ساٹھ ہزار نوے میں تعریف کیا جائے گا۔ یہ فتح مکہ کا ذکر ہے، اس لئے کہ اس وقت مکہ کی آبادی ۶۰۰۹۰ تھی۔ آپ نے ان کو اسلام کے امن وسلامتی کا پیغام دیا، لیکن انہوں نے قبول کرنے کے بجائے مخالفت کی، آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ستایا اور مارا پیٹا، پھر قتل کی نیت سے رات میں آ کر آپ کے گھر کو گھیر لیا۔ اس وقت اللہ نے آپ کو بچایا، آپ ہجرت کی نیت سے کھل کھلا ان سب کے درمیان سے نکل آئے اور کوئی دیکھ بھی نہ سکا، اسی لئے اس پیشینگوئی میں کہا گیا ہے کہ امن پھیلانے والے کو ہم بچاتے ہیں اور وہ

Marfat.com

دوبارہ مکہ فتح کرے گا تو تعریف کیا جائے گا۔ چنانچہ آپ نے مکہ فتح کرنے کے بعد تمام دشمنوں کو عام معافی دے دی تو انہوں نے آپ کی بے حد تعریف کی اور کہا: أخ كريم وابن أخ كريم آپ کریم ﷺ بھائی ہیں اور کریم بھائی کے بیٹے ہیں۔ اتھروید کی یہ پیشینگوئی کھلے عام بتا رہی ہے کہ ایک رشی نراشنس بمعنی محمدؐ آنے والے ہیں، ان کا پیغام عزت واحترام سے سنو، لیکن ہندو قوم آج تک نہ بتا سکی کہ یہ رشی کون ہیں اور کب آئے، پس اس کے مصداق ہمارے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا کون ہو سکتا ہے۔

جگت گرو

جگت گرو، دنیا کا سردار، سرورِ عالم اور سرورِ کائنات کے معنی میں ہے۔ ہنود کی معتبر کتاب بھاگوت کلکی پران میں جسے برہما جی کا الہام کہا جاتا ہے مذکور ہے کہ جگت گرو کے باپ کا نام وشنو بھگت (عبداللہ) اور ماں کا نام سومتی (آمنہ) پیدائش کی تاریخ ۱۲ بیساکھ، پیر کا دن، دو گھڑی دن چڑھے۔ باپ کا پہلے انتقال ہوگا، ماں کا بعد میں۔ جگت گرو شمبل دیپ (عرب) کی رانی (خدیجہ) سے شادی کریں گے اس شادی میں چچا اور تین بھائی شریک رہیں گے، ایک غار (غارِ حرا) میں پرماتما (حضرت جبرئیل) سے تعلیم پائیں گے اور بستی میں آکر تبلیغ کریں گے تو لوگ تکلیف دیں گے، تکلیف نہ برداشت کرکے شمالی پہاڑوں میں ہجرت کریں گے۔ وہاں سے تلوار لے کر پھر اسی بستی میں آئیں گے۔ فتح ہو جائے گی۔ جگت گرو کا ایک گھوڑا ہوگا، برق سے تیز چلے گا، اس پر سوار ہو کر کل زمین اور ساتوں آسمان کی سیر کریں گے۔(۱)

(افسوس کہ اصل ماخذ نہ پا سکا)

جگت گرو ہندو مذہبی کتب کے نام سے یاد کرتے ہیں [illegible] بیان حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر چسپاں ہوتا ہے اس میں آپ کی پیدائش دو گھڑی دن چڑھے بتائی گئی ہے۔ چنانچہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آپ دن چڑھے پیدا ہوئے لیکن بعض روایتوں میں صبح صادق کا وقت مذکور ہے۔ اس لحاظ سے بھی ہندوستانی دنوں میں دو گھڑی دن چڑھ جاتا ہے۔ شمبل دیپ عرب اور کنعان کو کہتے ہیں جیسا کہ جمبو دیپ ہندوستان، آسام اور برما وغیرہ [illegible] کہتے ہیں۔ اس میں حضرت خدیجہ کو شمبل دیپ کی رانی کہا گیا ہے، کیونکہ وہ عرب کی سب سے مالدار خاتون تھیں، اس شادی میں آپ کے چچا ابوطالب اور تین بھائی عقیل، جعفر اور علی شریک تھے، ہجرت کے لئے شمالی پہاڑوں سے مراد مدینہ منورہ ہے جو پہاڑوں کے ساتھ مکہ کے شمال میں پڑتا ہے۔ وہاں سے پھر تلوار لے کر آپ نے مکہ

(۱) بشارات ص ۶۔

Marfat.com

فتح کیا، آپ کا گھوڑا برق سے زیادہ تیز براق تھا، جس پر سوار ہو کر معراج کو گئے اور زمین و آسمان کی سیر فرمائی۔

تورات وانجیل کی مزید شہادت

اوپر کے دو حوالے ہم نے ہنود کی معتبر کتابوں سے پیش کر دیئے ہیں، یہ مشتے نمونہ از خروارے ہیں ورنہ اس قسم کی بہت سی پیشگوائیاں موجود ہیں، ہم بخوف طوالت چھوڑ کر پھر اہل کتاب یہود ونصاریٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں، کیونکہ نبی ﷺ کی آمد کے وقت عرب میں یہی لوگ موجود تھے، آپ کو ان سے سابقہ پڑا جیسا کہ قرآن کہتا ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ﴾ (۱) وہ اس نبی امی کی پیروی کرتے ہیں جس کو اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ لکھی ہوئی باتیں اگر چہ انہوں نے مسخ کر ڈالا لیکن نشان راہ اب بھی موجود ہے جس میں غور کرنے سے حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

موسیٰ کی مانند نبی

استثناء ۱۸ آیت ۱۵ میں موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں ''خداوند تیرا خدا تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا، تم اس کی سننا''۔ پھر آیت ۱۸ میں کلام الٰہی ہے کہ ''میں ان کے لئے انہیں کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی ان سے کہے گا''۔ اس پیشینگوئی میں چار باتیں قابل غور ہیں:

اول: آنے والا نبی موسیٰ کے مانند ہوگا جو صاحب شریعت صاحب ہجرت اور صاحب جہاد ہوگا۔ دوم: وہ نبی بنی اسرائیل میں سے نہیں بلکہ ان کے بھائیوں یعنی بنی اسماعیل میں سے ہوگا۔ سوم: خداوند اپنا کلام بذریعہ وحی اس کے منہ میں ڈالے گا یعنی تورات کی طرح الواح میں نہ دے گا۔ چہارم: وہ نبی وہی کہے گا جو خداوند اس کو حکم دے گا یعنی بمصداق ان ھو الا وحی یوحی اس کا ہر کلام وحی سے ہوگا۔ اب غور کیجئے ان چاروں معنوں کا حامل رسول اللہ ﷺ کے سوا آج تک کوئی نبی برپا نہیں ہوا۔ یہ واضح اور ناقابل تردید بیان اب تک تورات میں موجود ہے، اسی کی تصدیق وتوضیح قرآن کریم اس طرح کر رہا ہے: ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا﴾ (۲) اے لوگو! ہم نے تمہاری طرف ایک رسول شاہد بنا کر بھیجا جیسا کہ فرعون کی طرف موسیٰ کو رسول بنا کر بھیجا تھا۔

---

(۱) سورۃ الأعراف: ۱۵۷ (۲) سورۂ مزمل: ۱۵

Marfat.com

کوہ فاران سے جلوہ گر

استثناء ۳۳ ا تا ۳ میں ہے کہ 'مرد خدا موسیٰ علیہ السلام نے دعائے خیر دے کر اپنی وفات سے قبل بنی اسرائیل کو برکت دی اور کہا ''خداوند سینا سے آیا۔ اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا۔ وہ کوہ فاران سے ان پر جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدوسیوں میں سے آیا۔ اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لئے آتشی شریعت تھی، وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے۔ اس کے سب مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں''۔

تشریح اس کی یہ ہے کہ خداوند نے طور سینا پر موسیٰ علیہ السلام کو رسالت دی، اور کوہ شعیر سے عیسیٰ علیہ السلام کو سرفراز کیا اور کوہ فاران جو مکہ معظمہ میں اس کے سلسلہ غار حرا سے ہے۔ محمد ﷺ کو تاج رسالت سے جلوہ گر کیا۔ آپ کا مقام اتنا بلند ہے کہ لاکھوں قدوسیوں اور پاکباز بندوں میں یکتا اور ممتاز ہو کر آئے۔ قدیم نسخوں میں ہے کہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا، اس سے مراد آپ کے وہ مقدس صحابہ ہیں جو فتح مکہ کے وقت دس ہزار کی تعداد میں آپ کے ہمراہ تھے۔ اور آتشی شریعت سے مراد شریعت جہاد ہے جو مومنین کے دلوں میں روشنی اور کفار کے سینوں میں آگ کی سوزش کے مانند ہے۔ اور قوموں کی محبت کا مقصد آپ کا رحمۃ للعالمین ہونا، اور مقدس لوگوں کا ہاتھ میں ہونا مومنین کا آپس میں شفقت کرنا اور رحیم و کریم ہونا ہے۔ یہ پیشینگوئی بھی حرف بحرف ہمارے حضرت پر صادق آتی ہے۔

دنیا کا سردار

یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۶-۱۷ میں ہے: ''اور میں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا جو ابد تک تمہارے ساتھ رہے'' پھر آیت ۳۰ میں ہے کہ ''اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں'' پھر باب ۱۶ آیت ۷ میں ہے: ''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا''۔ پھر آیت ۱۳ میں ہے: ''لیکن جب وہ روح حق آئے گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا وہ میرا جلال ظاہر کرے گا''۔

یہ تمام آیات صاف بتا رہی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک دوسرا نبی آئے گا وہ خاتم النبیین ہوگا اس لئے اس کی شریعت ابد تک رہے گی وہ کسی خاص قوم کا نہیں بلکہ سارے عالم کا نبی اور دنیا کا سردار ہوگا، جیسا کہ قرآن کریم میں بھی ہے۔

Marfat.com

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ﴾ (۱) ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيراً وَنَذِيراً﴾ (۲) ہم نے آپ کو سارے عالم کے لئے رحمت اور تمام انسانوں کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔

آگے کی آیات بتاتی ہیں کہ وہ دنیا کا سردار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد آئے گا، وہ اپنے ساتھیوں اور محتاجوں ویتیموں کا مددگار ہوگا وہ جو کچھ کہے گا وحی سے کہے گا، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جلال ظاہر کرے گا۔ چنانچہ قرآن نے بتایا ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ﴾ حضرت عیسیٰ میرے بندے ہیں، میں نے ان پر انعام کیا ہے۔ ﴿وَجِيهاً فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ وہ دنیا وآخرت دونوں میں صاحب جلال وعظمت والے ہیں۔ اب اہل انصاف سے گزارش ہے کہ وہ دنیا کا ایسا سردار بتادیں کہ حضرت محمد ﷺ کے سوا کون ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کس نے یہ سارا کام انجام دیا؟

وہ نبی

وہ نبی کہہ کر لوگ اس نبی کو مراد لیتے تھے جس کی بابت موسیٰ علیہ السلام نے استثناب ۱۸ آیت ۱۵ میں فرمایا تھا کہ" خداوند تیرا خدا تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا"۔ چنانچہ انجیل یوحنا ب ۱ آیت ۱۹ تا ۲۲ میں ہے کہ" یہودیوں نے یروشلم کے کاہن اور لاوی کو یہ پوچھنے کو بھیجا کہ تو کون ہے تو اس نے (یوحنا نے) اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں، انہوں نے پھر پوچھا کیا تو ایلیاہ ہے اس نے کہا میں نہیں ہوں، پھر پوچھا کیا تو وہ نبی ہے اس نے جواب دیا نہیں"۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت لوگ تین نبیوں کی آمد کے منتظر تھے، ایک ایلیاہ دوسرے مسیح اور تیسرے وہ نبی۔ لیکن ایلیاہ کے بارے میں معلوم تھا کہ وہ پہلے آویں گے۔ یسوع کے شاگردون نے یہود سے کہا کہ جس مسیح کے تم منتظر تھے وہ حضرت عیسیٰ ہی ہیں تو یہود نے اعتراض کیا کہ پیشینگوئیوں میں ہے کہ ایلیاہ مسیح سے پہلے آویں گے اس کے جواب میں حضرت عیسیٰؑ نے یوحنا کی بابت فرمایا کہ چاہو تو مانو ایلیاہ جو آنے والا تھا یہی ہے جس کے سننے کے کان ہوں وہ سن لے۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیاہ تو آچکا اور

---

(۱) سورۂ انبیاء: ۱۰۷
(۲) سورۂ سبا: ۲۸

Marfat.com

انہوں نے اسے نہ پہچانا بلکہ جو چاہے اس کے ساتھ کیا۔(۱)

انجیل کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ مسیح اور ایلیاہ دونوں آ چکے اور ان کے بعد صرف ایک نبی کی آمد باقی رہ گئی جسے وہ نبی کہہ کر پوچھتے تھے اور جس کی پیش گوئی تمام انبیاء کرتے آئے ہیں اور اس نبی کی آمد اتنی مشہور و مذکور ہو چکی تھی کہ صرف وہ نبی کہہ دینا کافی تھا۔

پس عربی میں ذلك النبی فارسی میں آں حضرت ﷺ اور اردو میں وہ نبی سے جو مشہور تھے وہ ہمارے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا، اگر کسی کو انکار ہے تو اسے بتلانا چاہئے کہ وہ نبی کا مصداق وہ تیسرا کون سا نبی ہے جو آیا ہو؟ ھاتوا برھانکم إن کنتم صادقین۔

موقعۂ ہجرت اور جنگ بدر

یسعاہ نبی کی پیشگوئی ب۲۱ آیت۱۳ تا ۱۷ میں پہلے ''عرب کی بابت بار نبوت'' کی ہیڈنگ قائم کی گئی ہے اس کے بعد فرمایا ''اے ددانیوں کے قافلو! تم عرب کے جنگل میں رات کاٹو گے وہ پیاسے کے پاس پانی لائے، تیما کی سرزمین کے باشندے روٹی لے کر بھاگنے والے سے ملنے کو نکلے، کیونکہ وہ تلواروں کے سامنے سے ننگی تلواروں سے اور کھینچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں۔ کیونکہ خداوند نے مجھے یوں فرمایا کہ مزدوروں کے برسوں کے مطابق ایک برس کے اندر اندر قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی اور تیر اندازوں کی تعداد کا بقیہ یعنی بنی قیدار کے بہادر تھوڑے ہوں گے''۔

اس میں پہلے موقع ہجرت کا ذکر ہے کہ بنی قیدار یعنی قریش کے تمام قبیلے متحد ہو کر ننگی تلواروں اور تیر و کمان کے ساتھ بارادۂ قتل آپ کے گھر کو گھیرے ہوئے تھے لیکن آپ ان کے درمیان سے نکل کر غار ثور میں آئے اور وہاں تین دن چھپے رہنے کے بعد روٹی لے کر بھاگ نکلے۔

پھر بتایا گیا ہے کہ اس کے ایک سال کے اندر قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی اور ان کے بہادروں کی تعداد تھوڑی ہو جائے گی۔ چنانچہ ہجرت کے دوسرے ہی سنہ میں جب کہ ان کو پورے ہوئے ایک سال بمشکل پورا ہونے پایا تھا کہ رمضان ہی میں جنگ بدر پیش آئی جس میں قریش کے بڑے بڑے بہادر مارے گئے اور ان کی وہ وقعت جو ایک مدت سے لوگوں کے دلوں میں راسخ تھی چلی گئی۔

(۱) متی ب۱۱: ۱۱ تا ۱۶، ب۱۷: ۱۰ تا ۱۲، مرقس ب۹: ۱۳

Marfat.com

ظہورِ حق اور اس کا کتمان

مذکورہ بالا پیش گوئیوں اور تمام واقعات سے معلوم ہوا کہ انبیائے سابقین نے آنے والے نبی کا ذکر مختلف انداز سے کیا ہے۔ کسی نے آپ کا اسم مبارک احمد ﷺ تو کسی نے محمد ﷺ بتایا، کسی نے صادق وامین کے لقب سے یاد کیا تو کسی نے فتح مکہ اور اس میں دس ہزار قدوسیوں کے شامل ہونے کا ذکر کیا۔ کسی نے مقام ولادت مکہ معظمہ بتایا کسی نے جب فاران سے جلوہ گر ہونے کا ذکر کیا۔ کسی نے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچنے کی کہی تو کسی نے ہجرت کے وقت کا حال اور روٹی لے کر بھاگنے کا نقشہ پیش کیا۔ کسی نے آپ کی شکل وشباہت اور والدین ماجدین کا نام نامی واسم گرامی بتایا، تو کسی نے براق کی سواری اور ساتوں آسمانوں کی سیر وغیرہ کا ذکر فرمایا اور ان تفصیلات وصفات نے آپ ﷺ کو اس طرح ظاہر وباہر کر دیا کہ جویائے حق کے لئے کوئی خفا باقی نہیں رہ گیا، جو ایمان لائے وہ سچ مچ پہچان کر ایمان لائے اور جنہوں نے نہیں مانا وہ یا تو خاندانی عناد کے سبب یا اپنی سیادت وقیادت اور آبائی رسم وراہ کے بچانے کی خاطر کتمان حق کے مرتکب ہوئے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ ﴿وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (۱) ایک گروہ ان میں سے جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے۔

ایک پُر لطف واقعہ

بیہقی نے یہ واقعہ سنداً نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ادھر سے ایک پڑھے لکھے یہودی کا گزر ہوا، آپ نے اس کو بلایا تو قریب آتے ہی اس نے رسمی طور یارسول اللہ کہہ کر خطاب کیا، پھر یوں گفتگو شروع ہوئی۔

محمد ﷺ: کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

یہودی: خاموش ہو گیا پھر تھوڑے سے وقفہ کے بعد یارسول اللہ کہہ کر بات کرنے لگا۔

محمد ﷺ: زبان سے یارسول اللہ تو کہہ دیتے ہو لیکن کیا تم مجھے دل سے بھی اللہ کا رسول تسلیم کرتے ہو؟

یہودی: نہیں۔

---

(۱) سورۂ بقرہ: ۱۴۶

Marfat.com

محمد ﷺ: کیا تم تورات وانجیل کو پڑھ لیتے ہو؟

یہودی: ہاں رب محمد ﷺ کی قسم اگر چاہوں تو قرآن بھی پڑھ سکتا ہوں۔

محمد ﷺ: میں تمہیں اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے تورات وانجیل کو نازل کیا ہے کیا تم ان میں میری نعت پاتے ہو؟

یہودی: ہاں ہم تورات میں آپ ہی کی نعت کے مثل پاتے ہیں، وہ نبی وہیں سے خروج کرے گا جہاں سے آپ تشریف لائے ہیں، اب تک ہمیں امید تھی کہ وہ ہم میں سے ہوگا لیکن آپ کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی آپ ہی ہیں، پھر ہم نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ آپ نہیں ہیں۔

محمد ﷺ: تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ نبی میں نہیں ہوں؟

یہودی: اس نبی کی نعت میں لکھا ہوا کہ اس کی امت کے ستر (۷۰) ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے لیکن اس وقت آپ لوگ کل تعداد ملا کر بھی اتنے نہیں ہیں، پس وہ نبی آپ کیسے ہوں گے؟

محمد ﷺ: اللہ اکبر، سبحان اللہ!! میں اس ذات کی قسم کھا کے کہتا ہوں جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے، بلاشک میں وہی نبی ہوں اور میری امت ستر ہزار سے بڑھ کر اس سے کئی گنا زیادہ ہو جائے گی۔(۱)

باقی اسماء

محمد ﷺ واحمد ﷺ ہی آپ کا ذاتی علم ہے، ان دونوں اسماء کے علاوہ بھی آپ کے کئی صفاتی نام ہیں، یہاں تک کہ بعض لوگوں نے کم وبیش ایک ہزار نام تک بتائے ہیں۔(۲) ان میں چند مشہور نام درج کئے جاتے ہیں۔

ایک نام آپ کا (۱) مصطفےٰ ہے اسی کا ہم معنی (۲) (مجتبیٰ) بھی ہے یعنی ہمارے خالق سے برگزیدہ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل کو منتخب کیا اور حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے کنانہ کو اور کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو بنی ہاشم سے مجھ کو

(۱) البدایہ ۱۸۱/۲
(۲) زرقانی ۲۰۱/۲

منتخب فرمایا۔(۱)

ایک حدیث میں ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں، موسیٰ کلیم اللہ ہیں، عیسیٰ روح اللہ ہیں آدم صفی اللہ ہیں اور میں (۳) حبیب اللہ ہوں۔ یعنی اللہ کا محب ومحبوب جو تمام صفات انبیاء کا جامع ہے اور اس پر کسی قسم کا فخر نہیں کرتا۔ میں قیامت کے دن لواء الحمد کا اٹھانے والا ہوں گا جس کے نیچے حضرت آدمؑ اور ان کے علاوہ سبھی ہوں گے الخ اور میں (۴) اکرم الاولین وآخرین ہوں اور کوئی فخر نہیں۔(۲)

ایک حدیث میں آپ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سید (۵) (سردار) ہوں گا اور پہلا شافع (۶) اور مشفع (۷) بھی ہوں گا (۳) ایک روایت میں ہے کہ میں قائد المرسلین (۸) ہوں اور کوئی فخر نہیں، میں خاتم النبیین (۹) ہوں اور کوئی فخر نہیں (۴) ایک روایت میں ہے کہ میں امام النبیین (۱۰)، خطیب الانبیاء (۱۱)، اور صاحب شفاعت (۱۲) ہوں بغیر کسی فخر کے۔(۵)

ایک حدیث میں ہے کہ میں محمد (۱۳) واحمد (۱۴) ہوں، میں ماحی (۱۵) ہوں کہ اللہ میرے ذریعہ کفر کو مٹائے گا۔ میں حاشر (۱۶) ہوں کہ لوگ میرے پیچھے اٹھائے جائیں گے۔ میں عاقب (۱۷) ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔(۶) عاقب ہی کے ہم معنی ایک نام مقفی بھی ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ مقفی (۱۸) ہوں اور نبی التوبہ (۱۹) ہوں اور نبی الرحمۃ (۲۰) ہوں (۷) ایک روایت میں نبی التوبہ (۲۱)، نبی الملحمہ (۲۲) اور الفاتح (۲۳) بھی ہے۔(۸)

اسی طرح بعض دیگر روایات میں آپ کا نام متوکل (۲۴)، قاسم (۲۵)، معادی کائنات (۲۶) ساقی کوثر (۲۷)، صادق (۲۸)، مصدق (۲۹) امین (۳۰) مولی المومنین والمومنات (۳۱) بھی آیا ہے، ان کے علاوہ قرآن پاک نے آپ کو شاہد (۳۲) (گواہی دینے والا) مبشر (۳۳) (خوشخبری سنانے والا) نذیر (۳۴) (عذاب سے ڈرانے والا) نور (۳۵)، مبین (۳۶)، داعی الی اللہ (۳۷)، سراج منیر (۳۸) (روشن چراغ) رحمۃ للعالمین (۳۹)، عبداللہ (۴۰)، (بندۂ خدا) بشر (۴۱) (انسان) اور رؤف (۴۲) ورحیم (۴۳) اور طٰہٰ (۴۴) ویٰسین (۴۵) کا خطاب بھی عطا فرمایا ہے۔

---

(۱) صحیح مسلم ۲۴۵/۱ وترمذی ۲۰۱/۲ — (۲) سنن ترمذی ۲۰۲/۲

(۳) صحیح مسلم ۲۴۵/۲ — (۴) سنن دارمی ۳۰/۱

(۵) سنن ترمذی ۲۰۱/۲ — (۶) صحیح بخاری ۵۰۱/۱

(۷) مسلم ۱۸۲۸/۴ (۲۳۵۵) — (۸) البدایہ ۲۵۲/۲

Marfat.com

حسب ونسب

آپ ﷺ اپنے والد محترم عبداللہ (۱) بن عبدالمطلب (۲) بن ہاشم (۳) بن عبدمناف (۴) بن قصی (۵) بن کلاب (۶) بن مرہ (۷) بن کعب (۸) بن لوی (۹) بن غالب (۱۰) بن فہر (۱۱) بن مالک (۱۲) بن نضر بن کنانہ (۱۴) بن خزیمہ (۱۵) بن مدرکہ (۱۶) بن الیاس (۱۷) بن مضر (۱۸) بن نزار (۱۹) بن معد (۲۰) بن عدنان (۲۱) کے اکلوتے فرزند ہیں۔(۱)

آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ آمنہ بنت وہب بن زہرہ بن کلاب بن مرہ ہیں۔ان کا سلسلۂ نسب کلاب بن مرہ پر آپ سے مل جاتا ہے اور جس طرح آپ کا دادھیال شرافت ونجابت اور برتری میں یکتا تھا اسی طرح ننھیال بھی بڑائی وبزرگی میں مشہور تھا، آپ کے نانا وہب قبیلہ بنوزہرہ کے سردار تھے۔

فہر جو آپ کی گیارہویں پشت میں پڑتے ہیں، انہیں کی طرف نسب کرکے پورا قبیلہ اور پورا خاندان قریشی کہلاتا ہے، آپ کا شجرۂ نسب عدنان تک متفق علیہ ہے، عدنان آپ کی اکیسویں پشت میں پڑتے ہیں اور عدنان سے لے کر اسماعیل بن ابراہیم تک اٹھ پشتیں ہیں، اسماعیل علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے آپ کی والدہ ہاجرہ شاہ مصر کی لڑکی تھیں اور جیسا کہ مقدمہ میں بتاچکا ہوں شاہ مصر نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی پہلی بیوی حضرت سارہ کی بزرگی اور برتری معلوم کرکے اپنی لڑکی انہیں کے حوالے کردیا کہ ہاجرہ ان کے ساتھ رہ کر ان کی نیکی وسعادت میں شریک ہوں۔(۲)

یکتا موتی

ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے بیٹے اسحاق علیہ السلام حضرت سارہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ ابراہیم علیہ السلام کے دونوں بیٹے اسماعیل واسحٰق علیہما السلام نیکی وصلاحیت میں بے مثل وبے نظیر تھے۔ دونوں کی اولاد اتنی کثرت سے پھیلی کہ گنی نہیں جاسکتی۔ اللہ کی قدرت دیکھئے کہ اسحاق علیہ السلام کے بیٹوں اور پوتوں میں بکثرت نبی اور رسول ہوئے لیکن اسماعیل علیہ السلام جو بڑے بیٹے تھے اور فضل وبزرگی میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے ان کے بیٹوں پوتوں میں آں حضرت ﷺ کے سوا کوئی نبی نہیں ہوا اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ ایک سیپ میں بہت سے موتی ہوں اور ایک سیپ میں صرف ایک موتی ہو جو قدر وقیمت میں سب پر فوقیت لے جائے۔(۳)

---

(۱) صحیح بخاری ۵۴۳/۱ (۲) رحمۃ للعالمین (۳) شمامۃ العنبر

Marfat.com

ایک لطیف واقعہ

ہمارے پڑوس کے ایک گاؤں پٹنہ میں ایک اچھوت مسیحی ہو گیا، مسیحیوں نے اسے اپنی آغوش تربیت میں رکھ کر خوب پختہ کرلیا اور اس کے گھر کو عیسائیت کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا، بڑے بڑے پادری ہر سال اس کے یہاں آتے ہیں اور لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک دن اس اچھوت مسیحی نے مجھے بھی گفتگو کی دعوت دی، اس وقت اس کے یہاں لندن کا ایک پادری آیا ہوا تھا۔ پادری صرف انگلش جانتا تھا اس لئے میرے سوالات کو وہ مسیحی ہندی تورات وانجیل کی آیات پڑھ کر پادری کو انگلش میں سمجھاتا تھا اور اس کے جوابات کا ترجمہ کر کے مجھے بتاتا تھا۔ اسی دوران جب ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں انبیاء کا ذکر آیا تو میں نے کہا ہمارے نبی محمد ﷺ بھی ابراہیمؑ کی اولاد میں سے ہیں اور آپ حضرت اسماعیلؑ کی شاخ کے اکلوتے نبی ہیں، آپ کے علاوہ اس شاخ میں کوئی نبی نہیں ہوا۔ اس پر وہ متعجب سا ہو گیا۔ اس کو یہ بات بڑی اہم معلوم ہوئی کہ مسلمانوں کے نبی بھی اسی خاندان سے ہیں جن کی عظمت کے واقعات ہم تورات وانجیل میں پڑھتے ہیں، میں نے اس سے کہا کہ اگر تمہیں یقین نہ ہو تو اپنے پادری سے پوچھو وہ اس بات کی تصدیق کرے گا چنانچہ پادری نے اس کے پوچھنے پر تصدیق کی اور اقرار کیا کہ محمد ﷺ بھی اسی خاندان سے ہیں۔

رضاعت، طفولیت اور جوانی

شرفائے مکہ کا یہ دستور تھا کہ ولادت کے چند ہی دنوں بعد بچے کو دیہات میں رہنے والی کسی دایہ کے سپرد کردیتے تھے تاکہ بچہ کھلی آب وہوا میں پرورش پاکر صحت منداور توانا ہونے کے ساتھ بدویوں کی فصیح زبان کا عادی ہو جائے۔

چنانچہ آپ نے سات یا ۳ یوم تک اپنی والدہ مکرمہ کا دودھ پیا پھر سات دن تک ثویبہ کا دودھ نوش فرمایا پھر ام ایمن نے پلایا پھر حلیمہ سعدیہ نے دو سال تک۔ اس درمیان خولہ بنت المنذر نیز ایک زن سعدیہ اور مزید تین عورتوں نے ہر ایک کا نام عاتکہ تھا۔ ثویبہ ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی تھیں اور حلیمہ سعدیہ بنوسعد بن بکر کی وہ باقسمت بی بی ہیں جو چند دایوں کے ساتھ بچوں کی تلاش میں آئی تھیں، آپ کو بڑی عزت وبرکت کے ساتھ اپنے گھر لے گئیں...... جس کا واقعہ وہ خود بیان فرماتی ہیں کہ: میں نہایت خشک سالی کے زمانہ میں اپنے شوہر حارث بن عبدالعزی اور اپنے شیر خوار بیٹے عبداللہ کو لے کر اپنے قبیلے کی عورتوں کے

Marfat.com

ہمراہ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں ایک سفید گدھی پر سوار ہو کر نکلی، ہمارے ساتھ ایک بوڑھی اونٹنی بھی تھی۔ بخدا اس کا تھن ایسا خشک تھا کہ ہمیں اس کا ایک قطرہ دودھ بھی میسر نہ ہوتا اور ہم پوری رات اپنے بچے کے بھوک اور اس کے چلانے کے سبب نہ سوتے تھے۔ خود میری چھاتی میں اتنا دودھ نہ ہوتا تھا کہ اس بچے کو کفایت کر سکے، میری سواری بھی کمزور و لاغر تھی، میرے ساتھ کی عورتیں اس کی سست رفتاری سے تنگ دل ہو رہی تھیں، بمشکل تمام ہم اس کے ذریعہ مکہ پہنچ سکے اور بچوں کی تلاش میں لگ گئے۔

رسول اللہ ﷺ تمام عورتوں پر پیش کئے گئے لیکن جو دایہ آپ کو دیکھتی آپ کی یتیمی کے سبب لینے سے انکار کر دیتی اس لئے کہ بن باپ کے بچے سے انعام و اکرام کی امید کم ہی ہوتی ہے۔ دھیرے دھیرے تمام عورتوں نے مالدار گھرانے کے بچوں کو پا لیا اور مکہ سے کوچ کا ارادہ کرنے لگیں، میں اکیلی اپنی کمزوری کے سبب کوئی بچہ نہیں پا سکی تو اپنے شوہر سے کہنے لگی کہ خالی ہاتھ جانے سے بہتر ہے کہ اسی یتیم بچے کو لے آؤں، انہوں نے تسلیم کر لیا اور کہا کہ ہو سکتا ہے اللہ اسی میں برکت دے چنانچہ میں آپ کو لے کر اپنے کجاوے پر آئی اور دودھ پلانے کے ارادہ سے بیٹھی تو خلاف معمول دودھ اس قدر اترا کہ آپ اور آپ کے رضاعی بھائی دونوں نے خوب سیر ہو کر پیا اور آرام سے سو گئے اس کے بعد میرے شوہر اونٹنی کے پاس گئے تو اس کی چھاتی بھی دودھ سے بھری ہوئی تھی فوراً اس کو دوہ کر لائے جسے ہم دونوں نے پی کر رات بڑی خیر و برکت سے گزاری۔

صبح میرے شوہر نے کہا حلیمہ! تو بڑا مبارک بچہ لائی ہے، میں نے کہا ہاں میں بھی یہی کہہ رہی ہوں۔ پھر ہم آپ کو لے کر مکہ سے روانہ ہوئے تو میری وہی دبلی سواری اتنی تیز چلنے لگی کہ کوئی سواری اس کا پیچھا نہیں کر سکتی تھی، کیوں نہ ہو آج خاتم المرسلین ہونے والا بچہ اس کی پشت پر تھا۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ میرے ساتھ کی تمام عورتیں حیران تھیں وہ مجھ سے کہتی تھیں کہ اے ابو ذویب کی بیٹی (حلیمہ) آہستہ چلو! کیا یہ تمہاری وہی سواری نہیں ہے جو پہلے چلنے سے عاجز تھی، میں نے کہا، واللہ وہی ہے۔ عورتوں نے کہا یقیناً اس میں کوئی خاص بات پیدا ہو گئی۔ اس کے بعد جب ہم اپنے گھر پہنچے تو وہاں خشک سالی سے جانوروں کے چرنے کے لئے کوئی چیز نہیں ملتی تھی، پھر بھی شام کو میری بکریاں آسودہ اور دودھ سے بھری ہوئی آتیں اور دوسروں کی بکریاں خالی پیٹ اور خشک تھن رہتیں۔ لوگ تعجب کرتے اور اپنے چرواہوں سے کہتے کہ تم اپنے جانوروں کو وہیں چراؤ جہاں حلیمہ کے جانور چرتے ہیں لیکن ایسا کرنے سے بھی ان کے جانور خالی پیٹ

Marfat.com

آتے کیونکہ چراگاہ میں کچھ نہ تھا، ہمارے جانوروں میں صرف آنحضرت ﷺ کی وجہ سے خیر و برکت ہو رہی تھی، ہم اسی طرح اس کا مشاہدہ برابر دو سال تک کرتے رہے، یہاں تک کہ دودھ چھڑانے کا وقت آ گیا اور بادل نخواستہ ہم آپ کو لے کر آپ کی والدہ مکرمہ کے پاس آئے۔ آپ کی جدائی ہمیں گوارا نہیں تھی، ہم چاہتے تھے کہ کسی صورت سے پھر آپ کو اپنے ہی گھر واپس لے چلیں۔

اس وقت مکہ میں وبا پھیلی ہوئی تھی، ہمیں اس کا اچھا بہانہ مل گیا، ہم نے آپ کی والدہ سے اصرار کیا کہ اپنے لاڈلے کو ہمارے ساتھ واپس کر دیجئے، کچھ دنوں میں اور موٹے تازے ہو جائیں گے۔ یہاں رکھنے سے پھیلی ہوئی وبا کا خطرہ ہے۔ جب اس طرح سے وہ راضی ہو گئیں تو ہم آپ کو دوبارہ اپنے یہاں واپس لے آئے۔

دو سال کی مدت میں آپ کافی بڑھ چکے تھے، دوسرے بچوں کے مقابلے میں آپ کا نشو و نما بہت زیادہ تھا، دوبارہ لانے کے بعد آپ بنو سعد میں کچھ دنوں تک رہے یہاں تک کہ شق صدر کا واقعہ پیش آیا۔ (۱)

شق صدر

حضرت حلیمہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دن آپ کا رضاعی بھائی دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا میرے قریشی بھائی کو دو سفید پوش آدمیوں نے پکڑ کر سینہ چاک کر دیا ہے۔ یہ سن کر ہم بہت گھبرائے اور فوراً جا کر دیکھا اس وقت آپ ﷺ کھڑے تھے، آپ کا چہرہ متغیر تھا، ہم نے آپ کو گلے سے چمٹا لیا اور حال پوچھا تو وہی بات آپ نے بھی کہی جو آپ کے رضاعی بھائی نے بیان کی تھی لیکن زخم وغیرہ کا کوئی نشان نہ تھا اس لئے ہمیں آسیب کا اندیشہ ہوا اور دوبارہ پھر آپ کی والدہ کے پاس لے آئے۔ آپ کی والدہ نے حالات سننے کے بعد فرمایا۔ واللہ میرے بیٹے پر آسیب وغیرہ کا کوئی اثر نہیں ہے بلکہ اس کی ایک خاص شان ہو گی جو میں نے حالت حمل اور بوقت ولادت دیکھی ہے۔ (۲)

شق صدر کی تعداد و حکمت

سینۂ مبارکہ کو چاک کر کے قلب اطہر کے دھلنے کا واقعہ ۴ مرتبہ ہوا۔ پہلی بار بنو سعد میں حضرت حلیمہ

(۱) البدایہ ۲/۲۷۳،۲۷۴،۲۷ (۲) ابن ہشام ۱/۱۶۴

Marfat.com

کے یہاں جب کہ آپ ۴ یا ۵ سال کے تھے۔ اس کی حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ آپ کے قلب سے لہو ولعب اور بے فائدہ کھیل کود کی رغبت نکال دی جائے جو عام بچوں میں پائی جاتی ہے، دوسری بار دس سال کی عمر میں صحرا کے اندر تاکہ جوانی کی غیر مرضی خواہشات سے سینہ مبارک پاک کر دیا جائے۔ تیسری بار بعثت کے موقع پر غار حرا میں تاکہ دل میں وحی الٰہی کی حفاظت اور نبوت کے فرائض کی ادائیگی کی قوت پیدا ہو جائے چوتھی بار بوقت معراج تاکہ عالم بالا کے مشاہدہ اور انوار الٰہیہ کے دیکھنے کی طاقت حاصل ہو جائے۔ (۱)

شیر خواری سے ۹ سال کی عمر تک

شیر خواری کے عالم میں بھی آپ پیشاب پاخانہ اور ہر قسم کی گندگی و آلائش سے پاک رہتے اور جب تک ننگا نہ ہو جاتے نہ روتے نہ چیختے، خیمے سے باہر لائے جاتے تو نیند آنے سے قبل آپ کی نظر ستاروں پر جمی رہتی اور بڑے غور سے دیکھتے رہتے۔

فصاحت کلام

۹ سال کی عمر سے قبل ہی ایسے عمدہ اور شیریں لہجہ میں گفتگو کرنے لگے کہ سن کر لوگوں کو تعجب ہوتا۔ (۲)

بول و براز

بچپن میں کبھی آپ نے اپنے کپڑے یا بستر پر بول و براز نہیں کیا، بلکہ اس کے لئے وقت مقرر تھا جب وہ وقت آجاتا تو آپ کو اٹھا کر پیشاب و پاخانہ کرایا جاتا۔ عام بچوں کی طرح آپ کا ستر بھی برہنہ نہیں ہوتا تھا اگر اتفاق سے کپڑا کھل جاتا تو فرشتے اس کو ڈھانک دیتے۔ (۳)

پہلا کلام

حضرت حلیمہ سے مروی ہے کہ میں نے دودھ چھڑایا تو سب سے پہلے آپ کی زبان سے یہ کلمات نکلے: "الله اکبر کبیرا والحمد لله کثیرا وسبحان الله بکرة واصیلا" اور جب آپ بڑے ہو کر باہر نکلنے لگے تو کھیلنے والے بچوں کے بے فائدہ کھیل میں شریک نہ ہوتے۔ (۴)

---

(۱) نشر الطیب بحوالہ الشمامۃ العنبریہ

(۲) [illegible]

(۳) نشر الطیب مولانا اشرف علی

(۴) [illegible]

Marfat.com

آغوش عاطفت

جن عورتوں نے آپ کو گود میں کھلایا پانچ ہیں: (۱) آپ کی والدہ ماجدہ (۲) ثویبہ خادمہ ابولہب (۳) حلیمہ سعدیہ (۴) آپ کی رضاعی بہن شیما (۵) ام ایمن حبشیہ جو آپ کے والد کی طرف سے میراث میں ملی تھیں۔(۱)

خانۂ حلیمہ کے افراد

حضرت حلیمہ کے شوہر کا نام حارث بن عبدالعزیٰ اور کنیت ابوکبشہ تھی ان کے صاحبزادے کا نام جنہوں نے آپ کے ساتھ دودھ پیا عبداللہ تھا۔عبداللہ کی دو حقیقی بہنیں تھیں ایک کا نام انیسہ دوسری کا نام حذافہ یا جذامہ تھا یہی جذامہ شیماء کے لقب سے مشہور ہوئیں جو آپ کو گود کھلایا کرتی تھیں،بعض اہل علم نے ان سب کے ایمان کا ذکر کیا ہے۔(۲)

بادل کا سایہ

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت حلیمہ آپ کو دور نہیں جانے دیتی تھیں،ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ اپنی رضاعی بہن شیماء کے ساتھ دوپہر کی دھوپ میں مویشیوں میں چلے گئے حضرت حلیمہ خبر پاتے ہی آپ کی تلاش میں نکلیں اور شیماء نے کہا دھوپ میں ان کو کیوں لائی ہو،شیماء نے کہا گرمی کی سختی میں میرے بھائی کو دھوپ کہاں لگتی ہے میں نے دیکھا ہے کہ ایسے وقت میں بادل کا ایک ٹکڑا ان پر سایہ کیے رہتا ہے جب وہ ٹھہرتے ہیں تو بادل ٹھہر جاتا ہے اور چلتے ہیں تو ان کے ساتھ وہ بھی چلتا ہے۔(۳)

نصاریٰ حبشہ کا آپ کو پہچاننا

ابن اسحاق نے بعض اہل علم سے روایت کی ہے کہ جس وقت آپ کی رضاعی ماں حضرت حلیمہ آپ کو لے کر مکہ کی طرف آرہی تھیں تو حبشہ کے چند نصاریٰ نے آپ کو غور سے دیکھا اور حلیمہ سے آپ کے حالات پوچھنے لگے۔پھر کہا ہم اس لڑکے کو اپنے ملک لے جائیں گے کیونکہ اس کی ایک شان ہے جسے ہم پہچانتے ہیں لیکن حلیمہ آپ کو چھوڑنے والی نہ تھیں (۴)

---

(۱)زادالمعاد ۱/۱۹
(۲)زادالمعاد ۱/۱۹
(۳)البدایہ ۲/۲۷۵،ونشر الطیب بحوالہ ابن عساکر
(۴)وابن سعد والبدایہ ۲/۲۷۷

Marfat.com

آپ ﷺ کی گمشدگی

ابن اسحاق نے یہ واقعہ بھی نقل کیا ہے جس وقت حضرت حلیمہ آپ کو آپ کی والدہ کے پاس لا رہی تھیں اور مکہ کے بالائی حصہ میں پہنچیں تو اچانک آپ غائب ہو گئے، حلیمہ نے بہت تلاش کیا لیکن پتہ نہ چلا مجبور ہو کر آپ کے گھر آئیں اور بیان کیا کہ آج ہی کی رات میں آپ کو لے کر آئی ہوں لیکن اچانک مکہ کے بالائی حصہ میں غائب ہو گئے، بخدا میں نے بہت تلاش کیا لیکن نہ پا سکی۔ یہ سن کر آپ کے دادا عبدالمطلب خانۂ کعبہ میں گئے اور نہایت ہی الحاح وزاری سے دعا کرنے لگے، اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ورقہ بن نوفل ایک اور آدمی کے ہمراہ آپ کو لے کر آ گئے اور بیان کیا کہ مکہ کے بالائی حصہ میں ہم نے پایا ہے۔ عبدالمطلب نے آپ کو گلے سے لگایا اور کندھے پر سوار کر کے خانۂ کعبہ کا طواف کیا، دعا مانگی پھر آپ کو آپ کی والدہ کے پاس بھیج دیا۔(۱)

یتیمی اور مال موروث

ابھی آپ شکم مادری میں تھے کہ آپ کے والد حضرت عبداللہ بغرض تجارت شام کی طرف گئے تھے۔ وہاں سے لوٹتے ہوئے مدینہ پہنچے تو بیمار پڑ گئے اور وہیں ۲۵ سال کی جواں عمری میں انتقال فرما گئے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے لئے وراثت میں کل ۵ اونٹ ایک ریوڑ بکری اور ایک لونڈی ام ایمن کو چھوڑا جن کا نام برکۃ ہے۔(۲)

سفر مدینہ اور والدہ ماجدہ کا انتقال

آپ چھ(۶) سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو لے کر آپ کے دادا عبدالمطلب اور آپ کی خادمہ ام ایمن کی معیت میں مدینہ گئیں تا کہ اقارب سے ملاقات ہو جائے اور اپنے شوہر عبداللہ کی قبر کی زیارت بھی کر سکیں۔ مدینہ پہنچ کر بنو عدی بن نجار کے یہاں ایک ماہ تک قیام کیا۔ یہیں ایک تالاب تھا جس میں نبی ﷺ تیرنا سیکھتے تھے اور اسی محلہ کی ایک چھوٹی بچی کا نام انیسہ تھا، وہ بچی بھی کھیل کود میں آپ کے ساتھ شریک رہتی تھی۔

مدینہ میں دو یہودیوں کا دیکھنا

اسی درمیان مدینہ کے دو یہودی آئے آپ کی والدہ سے کہا ذرا اپنے لڑکے کو ہمیں دکھلاؤ ہم ان کا جائزہ لیں۔

(۱) البدایہ ۲: ۲۷۶
(۲) البدایہ ۲: ۲۶۳

Marfat.com

چاہتے ہیں آپ کو لایا گیا تو دونوں نے خوب غور سے دیکھا پھر آپس میں کہنے لگے یہ لڑکا اس امت کا نبی ہے، یثرب اس کا دارالہجرت ہے، یہاں اس کے آنے کے بعد قتل وقید کا عظیم واقعہ رونما ہوگا، آپ کی والدہ یہ سن کر ڈر گئیں اور ٹھیک ایک ماہ کے بعد آپ کو لے کر مدینہ سے واپس ہوئیں لیکن راستے ہی میں بیمار ہو کر مکہ و مدینہ کے درمیان مقام ابوا میں انتقال فرما گئیں۔ حضرت آمنہ کو اپنے اکلوتے فرزند سے جو الفت تھی اور آنحضرت ﷺ کو اس صغرسنی میں شفیق ماں کی جدائی کا جو غم لاحق ہوا ہوگا اس کا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے جس کو اس قسم کے حادثہ سے واسطہ پڑا ہو۔ یہ اچانک جدائی کا غم ایسا تھا کہ نبوت کے بعد بھی آپ کو والدہ کی یاد بے چین کر دیتی تھی۔ آپ نے اللہ جل شانہ سے والدہ ماجدہ کے قبر کی زیارت کی اجازت چاہی اور اسے حاصل ہو جانے کے بعد جب بھی ابوا میں گزر ہوتا قبر کے پاس ضرور تشریف لے جاتے اور دیکھتے ہی دل بھر آتا، آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔

بکری چرانا

بکری نازک جانوروں میں سے ہے اس کا چرانے والا مناسب جگہ تلاش کر کے لے جاتا ہے تا کہ ان کا پیٹ بھر سکے پھر وہاں سے وہ بکریوں کو دوسرے کے کھیتوں میں پڑنے گم ہونے اور بھیڑیوں کے خطرے سے بچاتا ہے۔ یہی ڈیوٹی تقریباً انبیاء کرام کی بھی ہوتی ہے کہ وہ امت کو گمراہ ہونے اور دنیا وآخرت کے خطرات سے بچائیں، شاید اسی مصلحت و مناسبت سے پہلے انہیں بکریوں کے چرانے کی ٹریننگ دی جاتی ہے تا کہ امت کے چرانے کا سبق حاصل کریں۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکری نہ چرائی ہو، صحابہ نے کہا یارسول اللہ! آپ نے بھی چرائی ہے؟ فرمایا ہاں میں نے بھی چرائی ہے۔ چنانچہ بنو سعد میں اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بکری چرانے میں شامل ہوتے تھے اسی طرح مکہ میں بھی چند قیراط پر آپ نے یہ کام انجام دیا ہے۔ (۱)

دادا کی پرورش میں

والدہ کے انتقال پُر ملال کے بعد عبدالمطلب آپ کو لے کر مکہ آئے اور بڑی محبت سے دیکھ بھال

(۱) ابن ہشام ۲/۱۶۷

Marfat.com

کرنے لگے اپنے بیٹوں سے زیادہ شفقت فرماتے۔ روایت ہے کہ عبدالمطلب کے لئے خانۂ کعبہ کے سائے میں فرش لگایا جاتا تھا، ان کے تمام بیٹے اس کے اردگرد جمع ہوتے اور عبدالمطلب کے احترام میں کوئی بھی بستر پر نہیں بیٹھتا تھا، اس وقت رسول اللہ ﷺ بڑے ہو چکے تھے، آپ تشریف لاتے اور بلا تکلف بستر پر بیٹھ جاتے آپ کے چچا اور دیگر خدام آپ کو پیچھے ہٹانے کی کوشش کرتے تو عبدالمطلب فرماتے میرے بیٹے کو رہنے دو، بخدا اس کی ایک شان ہے، پھر اپنے پاس بیٹھاتے اور آپ کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے اور آپ کے ہر کام اور ہر ادا کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور لوگوں سے کہتے یہ میرے بڑھاپے میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا اور عنقریب ایسے بلند مقام پر فائز ہوگا جہاں اب تک کوئی عربی نہیں پہنچ سکا۔(۱)

آشوب چشم

سات برس کی عمر میں آپ کو آشوب چشم ہو گیا جس سے سخت قسم کی تکلیف تھی، مکہ میں علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوا تو آپ کے دادا آپ کو سوق عکاظ میں ایک راہب کے پاس لے گئے اس نے جو دوا تجویز کی اس سے ایسا فائدہ ہوا کہ پھر کوئی تکلیف نہ ہوئی۔(۲)

خوش نصیبی و ذہانت

بچپن ہی سے آپ بڑے ذہین اور خوش ادا واقع ہوئے تھے، گھر میں کوئی چیز کھو جاتی اور کسی سے نہ ملتی تو اکثر آپ پا جاتے، ایک دفعہ عبدالمطلب کے کچھ اونٹ گم ہو گئے ملازموں نے بہت تلاش کیا لیکن کامیاب نہ ہوئے تو عبدالمطلب نے آپ کو بھیج دیا، آپ چلے گئے تو عبدالمطلب پچھتانے لگے کہ میرا عزیز پوتا بہت پریشان ہوگا ایسا نہ ہو کسی آفت میں پڑ جائے یہ سوچ کر سلامتی سے واپسی کی دعا کرنے لگے اتنے میں آپ آ پہنچے اور اونٹوں کے ملنے کی خوشخبری سنائی، عبدالمطلب کو بسلامتی واپس آنے کی بڑی خوشی ہوئی اور عہد کیا کہ اب ایسے مشکل کام پر ہرگز نہیں بھیجیں گے۔(۳)

قدم مبارک قدم ابراہیم کے مشابہ

عبدالمطلب کو آپ سے اتنی محبت تھی کہ اکثر اپنے قریب ہی رکھتے سوتے جاگتے آپ کا خاص خیال رکھتے اور دیکھتے تو کہتے، میرا یہ بیٹا ایک ملک کی بنیاد رکھے گا۔ جب کھانا کھاتے تو کہتے لاؤ میرے

---

(۱) التاریخ العربی القدیم والسیرۃ ص ۱۲۳   (ایضا) وابن ہشام ۱/۱۶۸، البدایہ ۲/۲۸۱
(۲) سیاسی زندگی   (۳) مستدرک حاکم ۲/۶۰۳

Marfat.com

بیٹے کو پھر اپنے ساتھ بیٹھا کر کھلاتے۔ ایک دفعہ بنو مدلج کی ایک قوم نے کہا، اے عبدالمطلب اپنے اس پوتے کا بہت خیال رکھیے، ہم اس کا قدم ابراہیم علیہ السلام کے اس قدم کے مشابہ پاتے ہیں جو مقام ابراہیم میں بنا ہوا ہے۔ عبدالمطلب نے یہ سنا تو ابو طالب سے کہا یہ لوگ جو کہتے ہیں غور سے سن لو اور خیال رکھو۔ پھر ام ایمن سے کہا اے برکہ میرے اس بیٹے سے غافل مت ہونا میں نے اسے چند لڑکوں کے ساتھ (خواب میں) سدرہ کے قریب دیکھا ہے اور اہل کتاب یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ میرا یہ بیٹا اس امت کا نبی ہوگا۔ (۱)

دادا کا انتقال

جب آپ کی عمر ۸ سال ۲ ماہ دس یوم کی ہوئی تو آپ کے دادا عبدالمطلب ۸۲ سال کی عمر میں وفات پا گئے اور مقام حجون میں دفن ہوئے۔ موت کا وقت آیا تو ابو طالب کو بلا کر نبی ﷺ کی کفالت اور نگرانی کی وصیت کی، ابو طالب آپ کے والد عبداللہ کے حقیقی بھائی تھے۔ (۲)

ابو طالب وزبیر کی کفالت

عبدالمطلب کے انتقال کے بعد آپ کے دو (۲) چچا ابو طالب وزبیر آپ کا خاص خیال رکھتے تھے، بالخصوص ابو طالب اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ پیار کرتے، چالیس سال بلکہ اس سے بھی زیادہ آپ کے ساتھ رہے آپ کی نبوت کا زمانہ بھی پایا، ہمیشہ ہر رنج و راحت میں آپ کا ساتھ دیتے اور مخالفین کی پروا کیے بغیر آپ کی مدد وحمایت کرتے۔ گھر میں غربت تھی لیکن آپ کے کھلانے پلانے کا پورا اہتمام رکھتے۔

کھانے میں برکت

ابو طالب کے تمام اہل وعیال آپ کے ساتھ مل کر کھاتے تو آپ کی برکت سے آسودہ ہو جاتے اور اگر علیحدہ کھاتے تو بھوکے رہ جاتے، اس لئے کھانا لایا جاتا تو ابو طالب کہتے جب تک میرا بیٹا (محمدؐ) نہ آجائے تم کھانا مت شروع کرو چنانچہ آپ آجاتے تو سب آسودہ ہو کر کھاتے پھر بھی کھانا بچ جاتا ابو طالب یہ دیکھ کر کہتے بیٹے! تم ہمارے لئے بہت ہی مبارک ہو۔ (۳)

عام بچوں سے فرق

عام بچوں اور آپ میں ایک فرق یہ بھی تھا کہ دوسرے بچے سو کر اٹھتے تو آنکھوں میں چیڑ یا کیچ لگی

---

(۱) البدایہ ۲/۲۸۲

(۳،۲) البدایہ ۲/۲۸۲

Marfat.com

ہوتی اور بال پراگندہ رہتا، لیکن آپ اٹھتے تو آنکھیں صاف اور سرگیں ہوتیں، بال بھی اچھی ہیئت میں نظر آتے جیسے کسی نے تیل لگا کر کنگھا کر دیا ہو، صبح کو ناشتے میں دوسرے بچے اگر چھینا جھپٹی کرتے تو آپ ہاتھ روک لیتے اور ان کے لوٹ میں شریک نہ ہوتے، ابو طالب اگر کبھی اس قسم کا معاملہ دیکھتے تو آپ کا حصہ علیحدہ کر دیتے۔(۱)

سفر یمن کی کرامت

جب آپ دس سال سے کچھ بڑے ہوئے تو آپ کے چچا زبیر اپنے ساتھ یمن کی طرف لے گئے ایک مقام پر انہوں نے دیکھا کہ ایک نر اونٹ سب کا راستہ روکے ہوئے کھڑا ہے اس کے ڈر سے کوئی گزرنے کی ہمت نہیں کرتا لیکن جب اس نے نبی ﷺ کو دیکھا تو بیٹھ گیا اور اپنے سینے سے زمین کو رگڑنے لگا، پس آپ اس کے پاس پہنچ کر سوار ہو گئے، دوسرا نشان یہ دیکھا کہ ایک جھیل کا پانی بڑی تیزی سے بہہ رہا تھا کسی کو گزرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی لیکن جونہی آپ نے پانی میں قدم رکھا اللہ نے اسے پایاب وخشک کر دیا جس سے آپ باآسانی نکل گئے۔ زبیر نے واپس آکر یہ کرشمہ لوگوں سے بیان کیا، اس کے بعد جب آپ ۱۴ سال کے ہوئے تو زبیر کا انتقال ہو گیا اور ابو طالب اکیلے آپ کی کفالت میں لگ گئے۔(۲)

تیموں اور مسکینوں کے لئے ابر رحمت

ابن عساکر نے جلہمہ بن عرفطہ سے روایت کی ہے کہ میں شدید قحط کے زمانہ میں مکہ معظمہ آیا، لوگوں نے ابو طالب سے قحط کی شکایت کی اس وقت آنحضرت ﷺ نوخیز بچے تھے ابو طالب آپ کو لے کر نکلے، ان کے ساتھ چند لڑکے اور بھی تھے لیکن نبی ﷺ ان میں ایسے خوبصورت تھے جیسے کہ بادلوں کے درمیان آفتاب دکھائی دیتا ہو، ابو طالب نے آپ کی پشت مبارک خانہ کعبہ سے لگا دی اور دعا کی، نبی ﷺ نے بھی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ فرمایا، اس وقت آسمان میں بادل کا ٹکڑا بھی نہ تھا لیکن آن کی آن میں ہر جانب سے بادل اٹھے اور جھوم جھوم کر برسنے لگا، ابو طالب نے اپنے قصیدہ میں ایک شعر میں یوں ذکر کیا ہے۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی عصمة للارامل

(۱) البدایہ ج۲، ۲۹۲، ۲۹۳

(۲) البدایہ ج۲ ص ۲۷۷

Marfat.com

آپ گورے جسم والے ہیں، آپ کے رخ زیبا سے بارش کی دعا مانگی جاتی ہے۔ آپ یتیموں کے فریادرس، راندوں اور مسکینوں کے نگہبان ہیں۔ (۱)

بحیرا راہب کا واقعہ

آنحضرت ﷺ ۹ یا ۱۲ سال کے تھے، کہ ابو طالب بغرض تجارت شام کی طرف جانے لگے، آپ نے ہمراہ چلنے کے لئے اصرار کیا، شفیق چچا بھتیجے کی تکلیف کے خیال سے اس نوعمری میں لے جانا نہیں چاہتے تھے لیکن دل شکنی کے ڈر سے ساتھ لے لیا جب بصریٰ علاقہ شام میں پہنچے وہاں ایک راہب بحیرا لقب جرجیس نام کا مدت دراز سے ایک گرجا میں رہتا تھا اس کی نگاہ آپ پر پڑی اور دیکھا کہ دھوپ کے وقت بادل آپ پر سایہ کئے رہتا ہے اور جس درخت کے نیچے اترے اس کی ڈالیاں خلاف معمول آپ پر جھکی ہوئی ہیں۔ اس نے یہ حیرت انگیز بات دیکھی تو پورے قافلے کو کھانے کی دعوت دی اور آپ کو خاص طور سے قریب بلا کر دیکھا، پھر عرب کے عقیدہ کے مطابق لات وعزیٰ کا واسطہ دے کر آپ سے کچھ سوالات کرنے لگا، آپؐ نے فرمایا، مجھے لات وعزیٰ سے سخت نفرت ہے۔ لہذا ان بتوں کا واسطہ دے کر مجھ سے کوئی بات نہ پوچھی جائے پس اس نے اللہ کا واسطہ دے کر آپ کے سونے وغیرہ کی کیفیت و دیگر حالات پوچھے، پھر پشت کی طرف مڑ کر خاتم نبوت کو دیکھا اور ابو طالب سے دریافت کیا یہ لڑکا تمہارا کون ہے، انہوں نے کہا میرا بیٹا ہے۔ راہب نے کہا، یہ تمہارا بیٹا نہیں ہوسکتا، اس وقت اس کے باپ کو زندہ نہیں رہنا چاہئے، ابو طالب نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے ان کے والد حالت حمل ہی میں انتقال کر چکے ہیں، راہب نے کہا تم سچ کہتے ہو اب جان لو کہ اس بچے کی ایک شان ہونے والی ہے۔ یہ سید العالمین ہوگا، اللہ اسے رحمۃ للعالمین بنائے گا۔ آپ اسے لے کر واپس چلے جایئے، ایسا نہ ہو کہ یہودی اسے پہچان کر کوئی گزند پہنچا دیں، ابو طالب یہ سن کر خود واپس لے آئے یا مسند بزار کی روایت کے مطابق ایک آدمی کے ساتھ واپس بھیج دیا اور اس سفر میں تھوڑی سی مدت کے اندر بہت نفع اٹھایا۔ (۲)

بحیرا راہب کے اس واقعہ اور اس کی روایت پر اکثر سیرت نگاروں نے اعتماد کیا ہے لیکن مولانا شبلی نے سیرۃ النبی میں اور بعض دیگر حضرات نے اس پر جرح بھی کی ہے۔ اول یہ کہ اس کے بیان کرنے والے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ واقعہ کے وقت موجود نہ تھے۔ دوم: عبدالرحمٰن بن غزوان راوی مجروح ہے۔ سوم: یہ

---

(۱) زرقانی ص ۱۹۰

(۲) ابن ہشام ۱/۱۸۲

Marfat.com

کہ اس کی بعض روایت میں حضرت بلال کے ساتھ واپس بھیجنا مذکور ہے حالانکہ اس وقت ان کا ہونا ممکن نہیں تھا .... جواب اول: یہ کہ مرسلِ صحابی بلا اختلاف حجت ہے۔ دوم: عبد الرحمٰن بن غزوان کی توثیق کرنے والے جارحین سے زیادہ ہیں۔ سوم: بلال کا ذکر اگر راوی کے وہم سے ہو گیا ہو تو قادح نہیں کیونکہ مسند بزار میں وارسل معہٗ رجلاً کا لفظ موجود ہے پس ممکن ہے کہ کسی کی غلطی سے رجلاً کی جگہ بلالاً ہو گیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حرب فجار

اس لڑائی کا سبب عکاظ میلے میں آپس کی مفاخرت چھیڑ چھاڑ پھر اچانک ایک شخص کا قتل ہے۔ فجار بمعنی مفاجرہ یعنی گناہ کا کام کرنا۔ اس کا نام فجار اس لئے رکھا گیا کہ یہ لڑائی حرمت والے مہینہ محرم میں شروع کی گئی تھی جس میں اہل عرب کے عقیدے کے مطابق جنگ کرنا گناہ تھا لیکن قریش کو مجبوراً اس میں ملوث ہونا پڑا۔

جنگ فجار میں ایک طرف قریش اور بنو کنانہ اور دوسری جانب قیس عیلان کے لوگ تھے۔ شروع میں قبیلہ قیس عیلان کو غلبہ حاصل ہوا لیکن بعد میں قریش و کنانہ نے جنگ جیت لی۔ اس وقت آنحضرت ﷺ کی عمر شریف ۱۴ یا ۱۵ سال تھی۔ یہ پہلی جنگ ہے جس میں آپ اپنے چچاؤں کے ساتھ شریک ہوئے اس میں آپ بذات خود جنگ تو نہیں کرتے تھے لیکن دشمنوں کا گرا ہوا تیر اٹھا کر دیتے تھے۔ (۱)

کچھ عجب نہیں کہ قریش کو اس جنگ مغلوبہ میں فتح آپ کی شرکت ہی کی برکت سے ہوئی ہو اور فتنہ ختم ہو گیا ہو۔ اس کے بعد کچھ لوگوں نے آئندہ سال کے لئے پھر جنگ کی دعوت دی لیکن عتبہ بن ربیعہ نے مداخلت کر کے مصالحت کرا دی۔ (۲)

حلف الفضول

یہ قریش کے مختلف قبائل کا باہمی معاہدہ تھا جو کمزوروں اور مظلوموں کی حمایت اور ان کا حق دلانے کے لئے عبداللہ بن جدعان کے گھر میں منعقد ہوا اور بہت دنوں تک اس پر عمل بھی ہوتا رہا۔ اس معاہدے میں آنحضرت ﷺ بنفس نفیس شریک تھے اور رسالت کے بعد بھی اس کی اہمیت و عظمت کا ذکر کرتے اور

---

(۱) ابن ہشام ۱/۱۸۶
(۲) البدایہ ۲/۲۹۰

Marfat.com

فرماتے تھے کہ اگر آج بھی کوئی مظلوم مجھے اس کے لئے بلائے تو میں اس کی دادرسی کو تیار ہوں۔(۱)

الصادق الامین

بچپن اور جوانی کے ایام میں کبھی آپ لہو ولعب اور رقص وسرور کی مجالس میں شریک نہیں ہوئے آپ کی زندگی بڑی باعزت اور پاکیزہ گزری، چاروں طرف آپ کی صداقت وامانت اور حسن معاملگی کا شہرہ ہو گیا، مکہ معظمہ اور اطراف کے لوگ آپ کو صادق (راست باز) اور امین کے لقب سے یاد کرنے لگے۔(۲)

حضرت خدیجہؓ کے مال سے تجارت

حضرت خدیجہ مکہ کی ایک مالدار اور شریف گھرانے کی خاتون تھیں، وہ تجارت کے لئے لوگوں کو اپنا مال دے کر شام وغیرہ کی طرف بھیجا کرتی تھیں، جب انہوں نے نبی ﷺ کی امانت ودیانت کا شہرہ سنا تو آپ کو بلا کر کہا کہ آپ بھی میرا مال لے کر میرے غلام میسرہ کے ساتھ ملک شام کی طرف تجارت کے لئے نکلیں، میں آپ کو دوسروں کی نسبت زیادہ نفع دوں گی۔ آپ نے ان کی یہ مخلصانہ درخواست قبول فرمالی اور شام کی طرف آپ کا یہ دوسرا سفر تھا جو جوانی میں پیش آیا۔

نسطورا راہب کا واقعہ

آپ حضرت خدیجہ کے غلام میسرہ کو ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر ایک راہب کے گرجا کے پاس ایک درخت کے نیچے اترے۔ بعض کتب سے پتہ چلتا ہے کہ اس راہب کا نام نسطورا تھا۔ نسطورا نے میسرہ سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ یہ کون صاحب ہیں۔

میسرہ نے بتایا یہ حرم کے پاس رہنے والے ایک قریشی ہیں، نسطورا نے آپ کے اندر بعض علامات نبوت کو دیکھ کر کہا کہ اس درخت کے نیچے بجز نبی کے اور کوئی نہیں ہے۔

میسرہ نے نسطورا کے اس قول کو سنا اور یہ بھی دیکھا کہ دھوپ سخت ہوتی ہے تو دو فرشتے آپ پر سایہ کرتے ہیں چنانچہ واپسی کے بعد اس نے حضرت خدیجہ سے بیان کیا پھر اس سفر میں نفع بھی ہر بار سے دوگنا حاصل ہوا یہ تمام باتیں سن کر اور دیکھ کر حضرت خدیجہ بہت متاثر ہوئیں۔

---

(۱) ابن ہشام ۱/۱۳۴ (۲) خصائص کبریٰ ۱/۹۱

Marfat.com

نسطورا راہب کا یہ واقعہ محمد بن اسحاق ابن ارسکن اور واقدی سے طبقات ابن سعد اور خصائص کبریٰ وغیرہ میں مذکور ہے۔ واقدی کو اگرچہ جمہور نے ضعیف و مجروح قرار دیا ہے، لیکن محمد ابن اسحاق کی روایت درجۂ حسن سے کم نہیں، کیونکہ ائمہ جرح و تعدیل ان کے حق میں مختلف ہیں۔

حضرت خدیجہؓ سے نکاح

حضرت خدیجہ نہایت ہی سنجیدہ، زیرک اور معاملہ فہم بیوہ تھیں، ان کے پاس مکہ کے بڑے بڑے سرداروں نے نکاح کا پیغام دیا تھا لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا۔ اس دفعہ آنحضرت ﷺ کی بزرگی اور کرامت کا حال دیکھ اور سن کر خود ہی آپ کے پاس شادی کا پیغام بھجوایا، آں حضرت ﷺ نے اپنے چچاؤں سے مشورہ کرنے کے بعد منظور فرمالیا، اور آپ کے چچا حضرت حمزہ نے حضرت خدیجہ کے متعلقین سے مل کر معاملہ پختہ کر دیا، ابوطالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور مہر میں بیس اونٹ طے پائے۔ اس وقت نبی ﷺ کی عمر ۲۵ اور مائی خدیجہ کی ۴۰ سال کی تھی۔ آپ رسول اکرم ﷺ کی پہلی بیوی ہیں جو ۲۵ سال تک آپ کے ہمراہ رہیں، آپ نے ان کی زندگی میں کوئی دوسری شادی نہیں کی اور آپ کے فرزند حضرت ابراہیمؑ کے سوا آپ کی تمام اولاد انہیں کے بطن سے ہوئیں۔ (۱)

بنائے کعبہ و تحکیم

کعبہ کی دیوار قد آدم سے کچھ بلند صرف پتھروں سے چنی ہوئی بارش اور سیلاب کی وجہ سے پھٹ گئی تھی اس کے اوپر باقاعدہ چھت بھی نہیں تھی۔ قریش نے سوچا کہ اسے نئے سرے سے بنا کر چھت دار کر دیں، ان کے ساتھ دوسرے قبائل کے لوگ بھی متفق ہو گئے اور تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا، لیکن حجر اسود کے قائم کرنے کا وقت آیا تو آپس میں سخت اختلاف رونما ہوا، ہر قبیلہ اور ہر خاندان یہی چاہتا تھا کہ یہ شرف ہمیں کو حاصل ہو۔ یہ جھگڑا چار پانچ دن تک جاری رہا قریب تھا تلواریں میان سے نکل آئیں اور حرم پاک میں خون خرابہ شروع ہو جائے۔ اتنے میں ابوامیہ بن مغیرہ مخزومی کو حل کی ایک صورت سمجھ میں آئی اس نے کہا اختلاف بند کر دو اور کل صبح سب سے پہلے جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو اسے حکم بنا دو وہ جو فیصلہ کر دے ہم سب منظور کریں۔ ابوامیہ عمر میں سب سے بڑا تھا اس کی یہ بات سب نے تسلیم کر لی۔ اللہ کی

---

(۱) ابن ہشام ۱/۹۰

Marfat.com

مشیت دیکھئے کہ دوسرے دن سب سے پہلے جو خانہ کعبہ میں داخل ہوا وہ آں حضرت ﷺ تھے۔

آپ بحیثیت حَکَم

جوں ہی لوگوں نے آپ کو دیکھا چیخ پڑے کہ هذا الأمين رضيناه هذا محمد ؐ یہ امین آ گئے یہ محمد (ﷺ) ہیں ہم ان کے فیصلے پر راضی ہیں۔

اس وقت نبی ﷺ کی عمر ۳۵ سال کی ہو چکی تھی، آپ نے ان کی بات بڑے غور سے سنی اور ایسا دانشمندانہ فیصلہ کیا کہ سب خوش ہو گئے فرمایا کہ ایک چادر لاؤ، چادر آ گئی تو اسے پھیلا دیا، پھر حجر اسود اٹھا کر اس کے بیچ میں رکھ کے فرمایا کہ تمام قبائل کے سردار چادر کا کنارہ پکڑ کر اٹھائیں اور اس مقام تک لے چلیں جہاں لگانا ہے۔ اس ڈھنگ سے حجر اسود کے اٹھانے میں سبھی شریک ہو گئے پھر آپ نے اس کو اپنے دست مبارک سے اس کی جگہ نصب فرما دیا۔(۱)

بے ستر ہونے کا واقعہ

بخاری و مسلم وغیرہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، قریش نے کعبہ کے تعمیر کا ارادہ کیا تو نبی ﷺ اور آپ کے چچا حضرت عباسؓ صحرا سے اپنے حصے کا پتھر اٹھا اٹھا کر لانے لگے۔ حضرت عباسؓ نے سہولت کی خاطر کہا کہ اپنا ازار شانے پر رکھ لیجئے لیکن ایسا کرتے ہی برہنگی کے تصور سے بے ہوش ہو کر گر پڑے اور آنکھیں آسمان کی طرف اٹھ گئیں، پس آپ نے تہبند مانگ کر باندھ لیا اور اس کے بعد کبھی ننگے نہیں دیکھے گئے۔ بعض روایات میں ہے۔ کہ اس وقت ایک غیبی آواز آئی یا محمد عورتك اے محمد ﷺ اپنا ستر ڈھانک لو۔ یہ پہلی غیبی آواز تھی جو آپ کو سنائی دی۔

جیسا کہ اوپر ذکر آ چکا ہے کہ بنائے کعبہ کے وقت آپ کی عمر شریف ۳۵ سال کی ہو چکی تھی، آپ بچپن میں بھی بے ستر ہونا گوارہ نہیں کرتے تھے، پس اس عمر میں تہبند اتار کر عریاں ہو جانا صحیح نہیں معلوم ہوتا البتہ اس صورت سے ممکن ہے کہ قمیص آپ کی دراز ہی ہو جیسا کہ اہل عرب عام طور سے پہنتے ہیں، لہذا تہبند اتارنے سے آپ عریاں تو نہیں ہوئے لیکن چونکہ شرم و حیا کے پیکر تھے اس لئے برہنگی کے تصور ہی سے آپ بیہوش ہو گئے ہوں گے۔ یا یہ کہ یہ واقعہ نہایت صغرسنی کا ہو جیسا کہ ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ابو طالب

---

(۱) ابن ہشام ۲/۲۹۹

Marfat.com

چاہ زمزم درست کر رہے تھے اور آپ اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ پتھر اٹھا کر لاتے تھے۔ سب کو دیکھ کر آپ نے بھی چچا عباس کے کہنے سے ازار شانے پر رکھ لیا یا اس کا ارادہ کیا تو منجانب اللہ ازار باندھ کر چلنے کی تاکید کی گئی۔(۱)

ابو طالب کے ساتھ ہمدردی

ابو طالب آپ کے محسن چچا تھے انہوں نے بچپن ہی سے کفالت کی تھی جب کہ مکہ میں قحط واقع ہونے اور اہل وعیال کی کثرت سے ابو طالب کچھ پریشان نظر آئے اور آنحضرت ﷺ اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر دوسروں کی مدد فرمایا کرتے تھے تو بھلا اپنے شفیق چچا کی عیالداری اور تکلیف کو دیکھ کر کیسے خاموش رہتے۔

آپ نے یہ احساس ہوتے ہی ایک دن چچا عباس کو بلا کر کہا کہ ہم دونوں مل کر چچا ابو طالب کا بوجھ ہلکا کر دیں اور ان کے ایک ایک بیٹوں کو اپنی کفالت میں لے لیں، حضرت عباسؓ نے آپ کا یہ مشورہ قبول کر لیا اور آپ کے ہمراہ ابو طالب کے پاس جا کر اپنی خواہش ظاہر کی۔ ابو طالب نے کہا اگر آپ لوگ ایسا کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، عقیل کو میرے پاس رہنے دو اور علیؓ و جعفرؓ کو لے جاؤ۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اور عباسؓ نے جعفرؓ کو اپنے تحویل میں لے لیا جس سے ابو طالب کی پریشانی بڑی حد تک دور ہو گئی۔(۲)

زید بن حارثہؓ متبنیٰ رسول اللہ ﷺ

زید بن حارثہؓ ایک آزاد خاندان کے مسلمان عیسائی تھے، ایک دفعہ ان کی والدہ ان کو اپنی قرابت میں لے کر جا رہی تھیں، راستے میں بنی قیس کے سواروں نے انہیں پکڑ کر عرب کے بازار عکاظ میں بیچ ڈالا۔ حکیم بن حزام جو حضرت خدیجہ کے بھتیجے تھے۔ خرید کر مکہ لے آئے اور اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ کو دے دیا۔ پھر حضرت خدیجہؓ نے اپنی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ زید بن حارثہ جب آنحضرت ﷺ کی ملکیت میں آ گئے تو آپ نے انہیں آزاد کر کے متبنیٰ بنا لیا اور بیٹے کی طرح محبت کرنے لگے۔ اس وقت زید کی عمر صرف ۸ سال کی تھی ان کے دل میں ماں باپ کی جدائی کا غم ضرور تازہ ہوگا لیکن آنحضرت ﷺ

---

(۱) فتح الباری (۲) ابن ہشام ج ۱ ص ۲۶۲

Marfat.com

کی شفقت ومحبت نے سارا غم بھلا دیا اور وہ آپ کے پاس گھر کے فرد کی طرح رہنے لگے۔ ادھر زید کے والد کو بیٹے کی جدائی کا غم کھائے جاتا تھا، وہ زاروقطار روتے اور ذیل کے اشعار جدائی کے غم میں اکثر پڑھا کرتے۔

بَکَیتُ عَلی زَیدٍ وَلَم اَدرِ مَا فَعَلَ — اَحَیٌّ فَیُرجٰی اَم اَتیٰ دُونَهُ الاَجَل
فَوَاللهِ مَا اَدرِی وَاِنِّی لَسَائِلٌ — اَغَالَكَ بَعدِی السَّهلُ اَم غَالَكَ الجَبَلُ
وَیَالَیتَ شِعرِی هَل لَكَ الدَّهرَ اَوبَةٌ — فَحَسبِیَ مِنَ الدُّنیَا رَجُوعَكَ لِیَ بَجَل
تُذَكِّرُنِیهِ الشَّمسُ عِندَ طُلُوعِهَا — وَتَعرِضُ ذِكرَاهُ اِذَا غَربَهَا اَفَلَ
وَاِن هَبَّتِ الاَروَاحُ هَیَّجنَ ذِكرَهُ — فَیَا طُولَ مَا حُزنِی عَلَیهِ وَمَا وَجَلُ

میں زید کے غم میں روتا ہوں اور نہیں جانتا کہ کس حال میں ہے۔ زندہ ہے کہ ملنے کی امید کی جائے یا موت نے اسے ختم کر دیا۔ بخدا مجھے علم تو نہیں لیکن پوچھتا رہتا ہوں کہ بیٹے تجھے نرم زمین نے ہلاک کیا یا ٹھوس پہاڑ نے۔ اے کاش میں جان لیتا کہ کسی وقت تیرے لوٹنے کی نوبت آئے گی، تو ساری دنیا کی نعمت سے تیری آمد مجھے پیاری ہوتی۔ سورج نکلتے وقت مجھے یاد دلاتا ہے۔ اور ڈوبتے وقت بھی اس کا ذکر سامنے لاتا ہے۔ ہوائیں چلتی ہیں تو اس کی یاد دل میں ہیجان پیدا کرتی ہے۔ افسوس کہ میرے غم وہراس کی مدت کتنی طویل ہوگی۔

باپ کے یہ اشعار کسی قافلہ کے ذریعہ زید کے کانوں تک پہنچ گئے تو انہوں نے بھی چند شعروں میں مکہ میں موجود ہونے اور اطمینان وسکون کے ساتھ رہنے کا حال لکھ بھیجا، چنانچہ خبر ملتے ہی حارثہ اپنے بھائی کعب کو لے کر زیدؓ کی تلاش میں مکہ پہنچ گئے، اور رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کر کے عرض کیا کہ ”یا حضرت! آپ سید قریش عبد المطلب کے بیٹے ہیں، اللہ کے گھر کے پڑوسی ہیں، غلاموں کو آزاد کرتے اور بھوکوں کو کھلاتے ہیں۔ لہذا ہماری گزارش ہے کہ ہمارا بیٹا جو آپ کی غلامی میں ہے، آزاد کر کے میرے اوپر احسان کیجئے ہم اسے گھر لے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے، ہم زیدؓ کو تمہارے سامنے بلا کر اختیار دیتے ہیں اگر وہ چاہے تو بخوشی جا سکتا ہے یہ کہہ کر آپ نے زید کو طلب کیا جب وہ آگئے تو پوچھا یہ دونوں کون ہیں؟ زید نے کہا یہ میرے والد اور چچا ہیں آپ نے فرمایا یہ دونوں تمہیں لینے آئے، لہذا میری طرف سے اجازت ہے، جانا چاہو تو بخوشی جا سکتے ہو۔ زید نے کہا میں تو آپ ہی کے پاس رہوں گا یہ سن کر زیدؓ کے

Marfat.com

والد حارثہ کہنے لگے بیٹے! کیا تو اپنے ماں باپ اور قوم و وطن پر اس غلامی کو ترجیح دیتا ہے؟ زید نے عرض کیا ابا جان! میں نے یہاں اپنے آقا میں وہ خوبی دیکھی اور جو فضل و کرم پایا ہے اس کے پیش نظر ان کی جدائی گوارا نہیں کر سکتا، یہ حال دیکھ کر نبی ﷺ نے زید کا ہاتھ پکڑا اور قریش کی جماعت میں لے جا کر اعلان کیا کہ تم لوگ گواہ ہو جاؤ، آج سے زیدؓ میرا بیٹا ہے، میں اس کا وارث ہوں گا اور یہ میرا وارث ہوگا۔ اس اعلان کے بعد زیدؓ کے والد کا دل مطمئن ہو گیا اور بخوشی و رضامندی زید کو آپ کے حوالے کر کے چلے گئے، اس وقت آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہیں تھا۔ (۱)

قرب زمانہ نبوت

نبوت کا زمانہ آہستہ آہستہ قریب آ گیا تو سب سے پہلے سچے خواب نظر آنے لگے جو آپ رات میں دیکھتے وہ صبح روشن کی طرح ظاہر ہو جاتا۔ دل میں اس کی لذت محسوس ہونے لگی تو خلوت نشینی کی رغبت بڑھ گئی اور غار حراء میں عبادت و ذکر الٰہی کے لئے جانے لگے، ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبوت سے سات سال قبل ہی سے آپ غیبی آواز سنتے اور روشنی و چمک دیکھتے لیکن اس میں کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔ (۲)

غار حراء

غار حراء جس پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے اب وہ جبل نور کہلاتا ہے۔ یہ مکہ معظمہ سے دو (۲) میل کے فاصلے پر منیٰ جاتے ہوئے بائیں جانب پڑتا ہے اس کی لمبائی ۴ گز اور چوڑائی پونے دو گز ہے اور قد آدم سے بلند ہے آنحضرت انوار الٰہی اور اس کے برکات و ثمرات سے فیض اٹھانے کے لئے پانی ستو وغیرہ توشہ وغیرہ جو اس وقت مکہ کی عام غذا تھی لے کر وہاں جاتے اور کئی دنوں تک ذکر و عبادت میں مشغول رہتے جب توشہ ختم ہو جاتا تو واپس آ کر دوبارہ گھر سے لے جاتے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں فأصل الخلوة قد عرفت مدتها وهي شهر وذلك كان شهر رمضان آپ کے اس خلوت کی مدت سال میں ایک ماہ تک رمضان میں ہوتی تھی۔ (۳)

اس غار کا انتخاب اس لئے عمل میں آیا کہ اس کے قیام خلوت کے ساتھ ساتھ اس کے اندر سے خانہ کعبہ کی رویت بھی ممکن تھی۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ اس میں اعتکاف کرنے سے ۳ فضیلت حاصل ہو جاتی

---

(۱) ابن ہشام ا ص ۲۰۲ (۲) متفق علیہ
(۳) فتح الباری پ ا ۲۰

Marfat.com

ہے ایک تنہائی دوسرے عبادت تیسرے بیت اللہ شریف کی رویت چنانچہ آپ سے پہلے بعض قریش بالخصوص آپ کے دادا عبدالمطلب بھی یہاں خلوت نشین ہوتے تھے اور بعد میں نبی ﷺ بطور میراث پا کر اس میں جانے لگے تو آپ کی کرامت کی وجہ سے قریش یا آپ کے اعمام نے کوئی مزاحمت نہیں کی، اس لئے آپ تنہا اس میں باطمینان گزار لیتے تھے اور کبھی کوئی مسکین یا صاحب ضرورت پہنچ جاتا تو اس کو کھلا پلا بھی دیتے تھے۔(۱)

(خاکسار ۱۴۰۶ھ میں سفر حج کے موقع پر اس غار کی زیارت کو گیا اور اس کے دہانے تک ۲ گھنٹہ کی شدید مشقت کے بعد چڑھ سکا، اب تو جگہ جگہ اس کے راستے ہموار کر دیئے گئے ہیں اور دو تین مقامات پر پانی و دیگر مشروبات کا اسٹال بھی لگا ہے پھر بھی بڑی محنت کے بعد لوگ وہاں تک پہنچتے ہیں۔ غار کے دہانے پر سرخ روشنائی سے وہ آیات لکھی ہوئی ہیں جو پہلی بار آپ پر نازل ہوئی تھیں۔)

وحی کی ابتدا

جب آپ کی عمر شریف چالیس سال سے آگے بڑھی تو سوموار کے دن رمضان شریف کی مبارک رات شب قدر میں اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام خدائی حکم لے کر نازل ہوئے اور فرمایا: اقـــراء (پڑھیئے) فرمایا مـا أنـا بقـاری — میں تو پڑھنے والا نہیں ہوں۔ یہ سن کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو پکڑ کر اس زور سے دبایا کہ مشقت میں پڑ گئے پھر چھوڑ کر فرمایا: اقـراء (پڑھیئے) آپ نے دوبارہ بھی یہی جواب دیا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا۔ جبرئیل علیہ السلام نے پھر زور سے دبایا اور چھوڑ کر فرمایا اقـــراء (پڑھیئے) آپ نے تیسری مرتبہ بھی یہی جواب دیا کہ میں قاری نہیں ہوں۔ جبرئیل علیہ السلام نے پھر زور سے دبایا اور چھوڑ کر فرمایا: ﴿اِقْـرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْأَكْـرَمُ، الَّـذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ﴾ اس اولین وحی میں پڑھنے کا حکم، اللہ کے نام سے شروع کرنا، اللہ کی خالقیت انسان کی تخلیق، رب کے اکرم یعنی لائق عبادت ہونے اور اسی کی تعلیم سے راہ نجات اور آخرت کی کامرانی کا اشارہ پایا جاتا ہے۔

حکمت واقعہ

یہی وہ آیات ہیں جو پہلی بار غار حرا میں نازل ہوئیں، ان کے نزول سے قبل تین مرتبہ پڑھنے کا حکم

(۱) فتح الباری پ ۲۸: ۴۷۲

Marfat.com

دینا اور معذرت کے بعد سینے سے لگا کر دبانا اور آپ کا تین مرتبہ امی ہونے کا اقرار اپنے اندر کئی فلسفہ رکھتا ہے، اول یہ کہ وحی الٰہی میں شوکت وعظمت کے ساتھ کلفت ومشقت بھی لاحق ہوئی اس کے لئے نبی کو حضور قلب، شدت احساس اور وزن ودباؤ کی زحمت بھی اٹھانی پڑے گی، دوم یہ کہ علم دین کا حاصل کرنا ہر حال میں ضروری ہے جس کی تاکید تین بار کی گئی۔ سوم یہ اس عظیم واقعہ سے دنیا جان لے گی کہ نبی آخر الزماں نے کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہیں کیا تھا، وہ بالکل امی تھے نہ لکھنا جانتے تھے نہ پڑھنا، اس لئے یہ معجزنما کلام ان کی تخلیق نہیں ہو سکتا بلکہ منجانب اللہ ہے۔ چہارم یہ کہ امی ہونے کے ساتھ اللہ نے آپ کو حکمت ودانائی کے جوہر سے نوازا تھا، آپ کے سامنے کوئی نوشتہ تو نہیں لایا گیا تھا کہ اسے دیکھ کر پڑھنا پڑے اور آپ ما أنا بقاری سے معذرت کریں، آپ سے تو ایک عام لفظ اقراء کہا گیا تھا اس وقت آپ چاہتے تو کوئی بھی اچھا کلمہ زبان سے پڑھ دیتے اور حکم کی تعمیل ہو جاتی لیکن چونکہ آپ کو تاج رسالت سے سرفراز کیا گیا تھا آپ کے پاس خدا کا فرستادہ فرشتہ وحی الٰہی لے کر آیا تھا اس لئے ضروری تھا کہ وحی الٰہی کے سوا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالتے۔ پس آپ کا ما أنا بقاری کہنا مشیت خداوندی کے ساتھ بڑی حکمت ودانائی لئے ہوئے تھا کہ اس سے حقیقت حال کا اظہار بھی ہو جائے گا اور یہ ایک سوالیہ جملہ بن جائے گا کہ کیا پڑھوں اور کیسے پڑھوں جیسا کہ ایک دوسری روایت میں اس کی تعبیر ما ذا اقرء اور کیف اقرأ سے کی گئی ہے، رسالت سے سرفرازی کے بعد آپ کی یہی شان بھی بتائی گئی ہے کہ ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی یعنی آپ امر دین ورسالت کے سلسلہ میں اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے آپ صرف وحی الٰہی سے کلام کرتے ہیں، یہی صفت آپ کی توارت میں بھی بتائی گئی ہے کہ "میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا جو کچھ اسے حکم دوں گا وہی ان سے کہے گا"۔ (۱)

یہی صفت آپ کی انجیل میں بھی آئی ہے کہ "وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا، جو کچھ سنے گا وہی کہے گا۔ (۲) پس اگر آپ اقرأ (پڑھئے) کا حکم پاکر غیر از کلام الٰہی کوئی چیز پڑھ دیتے تو آپ کی شان رسالت کے خلاف ہوتا اس لئے جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے محبت کے ساتھ بار بار خوب زور سے معانقہ کیا اور چھوڑ کر جو کلام لائے تھے اس کی تلقین فرمائی۔

مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے اپنی کتاب سیرۃ المصطفیٰ میں عبید بن عمیر کی مرسل روایت جو ...

---

(۱) استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ (۲) یوحنا باب ۱۶ آیت ۱۳

Marfat.com

جبرئیل بنمط من دیباج فیه کتاب سے ایک فائدہ جلیلہ مرتب کیا ہے لکھتے ہیں: ما أنا بقاری کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ میں پڑھا ہوا نہیں، امی ہوں، لیکن اس معنی میں اشکال یہ ہے کہ قرأت یعنی زبان سے پڑھنا امیت کے منافی نہیں، امی شخص بھی کسی کی تعلیم و تلقین سے قرأت اور تلفظ کر سکتا ہے، خصوصاً جب کہ فصاحت و بلاغت اس کی غلام ہو۔ امیت کتابت کے منافی ہے، امی شخص لکھی ہوئی تحریر کو نہیں پڑھ سکتا لیکن زبانی تعلیم و تلقین کردہ الفاظ کی قرأت کر سکتا ہے(۱) الخ'' مولانا کے اس بیان میں اولاً مشہور روایت کے لفظ کی تاویل کر کے ایک مرسل و شاذ روایت کو مدار علیہ بنانا پڑتا ہے۔ ثانیاً خود موصوف کا اقرار ہے کہ امی کسی کی تعلیم و تلقین سے قرأت کر سکتا ہے، پس قبل از تعلیم و تلقین ما أنا بقاری کہنا اور امی ہونے کا اظہار صحیح ثابت ہو گیا جس کی نفی کے ثبوت میں تحریری صحیفہ کا سہارا لیا گیا ہے۔ ثالثاً جبرئیل علیہ السلام کا اصل مقصد کوئی تحریری صحیفہ پڑھانا تو تھا نہیں جس کے لئے بار بار لفظ اقرأ سے تکلیف مالا یطاق کا حکم دیا جائے اصل مقصد تو ان آیات کا آپ کے لسان و قلب پر نزول و اجراء تھا جیسا کہ پورا قرآن اسی طرح بلا کسی صحیفہ کے زبانی طور سے آپ پر نازل کیا گیا۔ الا یہ کہ کہا جائے کہ صحیفہ کو دکھلا کر اقرأ کا حکم دینا اس لئے تھا کہ آپ اپنے امی ہونے کا اظہار کر دیں جس کا اظہار زبانی قرأت سے رکنے میں بھی ہو گیا۔ فلم تکن الی الصحیفة حاجة.

حافظ ابن حجر ما أنا بقاری کا اشکال دور کرنے کی ایک صورت اپنے شیخ بلقینیؒ سے یوں نقل کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ کا مقصد لفظ اقرأ کہنے سے یہ ہو سکتا ہے کہ نبی ﷺ لفظ اقرأ کا تلفظ کریں اور قل اقرأ اس لئے نہیں کہا کہ اس سے لفظ قل کا قرآن سے ہونے کا گمان ہو سکتا تھا اور بھید اس میں یہ تھا کہ اول الامر آپ کو ابتلاء میں ڈال کر دبانے وغیرہ کا واقعہ مرتب ہوا گر شروع میں قل اقرأ باسم ربك کہتے تو یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا۔ پھر لکھتے ہیں کہ شیخ نے کہا کہ اس کا بھی احتمال ہے کہ لفظ اقرأ سے اس تحریری صحیفہ کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہو جو ابن اسحاق نے عبید بن عمیر سے روایت کی ہے لیکن پہلا احتمال زیادہ ظاہر ہے کیونکہ عبید بن عمیر کی روایت کا تعلق منام (خواب) سے ہے اور حدیث عائشہ کا تعلق یقظہ (بیداری) سے ہے(۲)

---

(۱) سیرۃ المصطفیٰ مؤلفہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی
(۲) فتح الباری پ ۲۸ ص ۴۷۳

Marfat.com

کلام الٰہی کی عظمت

ان آیات کے نزول کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام غائب ہو گئے ان کے بار بار دیکھنے اور اچانک غائب ہو جانے سے آپ کلام الٰہی کی عظمت اور واقعہ کی شوکت وہیبت سے لرزہ براندام ہو گئے، کسی صورت سے گھر پہنچے، اب تک قلب مبارک کی حرکت تیز تھی اور جسم کا گوشت بھی کانپ رہا تھا۔ فوراً بی بی خدیجہؓ سے فرمایا زملونی زملونی (مجھے کمبل اوڑھاؤ، مجھے کمبل اوڑھاؤ) حضرت خدیجہؓ نے آپ کو کمبل اوڑھا دیا جب کچھ سکون ہوا تو پورا واقعہ بیان فرمایا اور کہا مجھے جان کا خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ بی بی خدیجہؓ نے کہا آپ خوش ہو جائیے اللہ آپ کو ہرگز رسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ کمزوروں یتیموں کا بار اٹھاتے ہیں، غریبوں محتاجوں کی خبر لیتے ہیں، ہمیشہ سچ بولتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق گویوں کی مدد کرتے ہیں (۱)

دلائل بیہقی میں اتنا اور زیادہ ہے: فاقبل الذی جاء من اللہ فانہ حق وابشر فانک رسول اللہ حقا آپ کے پاس اللہ کی طرف سے جو کچھ آیا ہے اسے قبول کیجئے وہ حق ہے اور خوش ہو جائیے اس لئے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں (۲)۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت خدیجہ سب سے پہلے ایمان لائیں۔

ورقہ بن نوفل کے پاس

پھر اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، وہ ایک نصرانی عالم تھے انہوں نے واقعہ سننے کے بعد کہا، یہ تو وہی فرشتہ معلوم ہوتا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا، کاش میں جوان ہوتا اور زندہ رہتا تو آپ کی مدد کرتا جبکہ آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔ آپ نے تعجب سے فرمایا کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟ انہوں نے کہا ہاں، آپ کی طرح جتنے بھی نبی حق وصداقت کی بات لائے ان سے دشمنی کی گئی ہے اگر میں اس وقت رہوں گا تو پوری حمایت کروں گا اس کے بعد علی اختلاف الاقوال تین سال یا ڈھائی سال یا کچھ دنوں کے لئے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اور ورقہ بن نوفل بھی انتقال کر گئے۔ (۳)

---

(۱) بخاری ج ۲ ص ۳۹ ۔ (۲) دلائل النبوۃ بیہقی ج ۲ ص ۱۰۳

(۳) بخاری ص ۳

تاریخ و ماہ کی تعیین

نزول وحی کی ابتدا کے بارے میں تمام مؤرخین متفق ہیں کہ وہ سوموار کا دن تھا۔صحیح حدیث سے اسی کی تائید بھی ہوتی ہے البتہ تعیین ماہ میں اختلاف ہے۔

حافظ ابن عبدالبر وغیرہ ماہ ربیع الاوّل کے قائل ہیں اس لحاظ سے آپ کی عمر شریف چالیس سال کی مکمل ہو جاتی ہے اس کے برخلاف ایک جماعت ماہ رجب اور ایک رمضان کہتی ہے اس لحاظ سے چالیس سال پر ۴ یا ۶ ماہ زائد ہو جاتے ہیں۔قرآن کریم کے اس بیان سے کہ ہم نے اسے لیلۃ القدر میں نازل کیا ہے رمضان ہی کا مہینہ قابل ترجیح ہے۔رمضان کی اصل تاریخ میں بھی اختلاف ہے کوئی ۱۴ر رمضان کوئی ۱۷ر اور کوئی بالکل آخری تاریخ بتاتا ہے۔(۱)

لیکن تقویم کے رو سے اس سال سوموار کا دن ۲۱ر تاریخ کے علاوہ کسی بھی شب قدر سے موافق نہیں پڑتا، اس لحاظ سے ۲۱ر رمضان مطابق ۱۰ اگست ۶۱۰ء متعین ہو جاتی ہے۔

دوبارہ وحی کا نزول

وحی کا سلسلہ بند ہونے کے بعد دوبارہ پھر جاری ہوا۔آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں غار حراء سے اتر کر آرہا تھا اچانک کسی نے مجھے آواز دی، میں نے دائیں بائیں آگے پیچھے دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا، پھر آسمان کی طرف سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہی فرشتہ جو غار حراء میں پہلے آیا تھا، آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے، میں خوفزدہ ہو کر زمین پر گر گیا، پھر گھر آکر بی بی خدیجہ سے کہا، مجھے کپڑا اڑھا دو اور پانی چھڑک دو، چنانچہ کپڑا اڑھا دیا اور میں لیٹا ہی تھا کہ تھوڑی دیر میں سورہ مدثر کی یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَٱلرُّجْزَ فَٱهْجُرْ وَلَا تَمْنُن تَسْتَكْثِرُ وَلِرَبِّكَ فَٱصْبِرْ﴾ اے کپڑا اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ، اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراؤ، اپنی رب کی بڑائی کرو، کپڑے کو پاک وصاف رکھو، بتوں سے دور رہو، احسان کر کے اجرت کی طلب میں نہ لگو اور اس راہ میں جو تکلیف ہو اللہ کے لئے صبر کرو۔(۲)

دعوت دین

یہ حکم ملتے ہی آپ نے دین کی دعوت شروع کر دی، شرک سے بچنے اور توحید کو اپنانے کی رغبت

---

(۱) فتح الباری ۳/۲۸-۴۷

(۲) بخاری ۲/۷۳۳

Marfat.com

دلائی، حضرت خدیجہؓ ایمان لا ہی چکی تھیں، اب رجال بالغین میں ابوبکر صدیقؓ بچوں میں حضرت علیؓ نیز آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہؓ ایمان لے آئے۔

سابقین اولین

مذکورہ بالا افراد کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ کی کوشش سے عثمان بن عفانؓ، طلحہ بن عبیداللہ، سعد بن ابی وقاصؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ اور زبیر بن عوامؓ وغیرہ ایمان لے آئے، پھر بلال حبشیؓ، ابوعبیدہ بن جراحؓ، ارقم بن ابوارقمؓ، عثمان بن مظعونؓ، ابوسلمہ بن عبدالاسدؓ، عبیدہ بن حارثؓ، سعید بن زیدؓ ان کی بیوی فاطمہؓ ہمشیرہ عمر فاروقؓ، خباب بن ارتؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت اسماء وحضرت عائشہ صدیقہ وغیرہم بھی ایمان لے آئے، یہ سب سابقین اولین کہلاتے ہیں۔(۱)

وضو اور نماز

اسی درمیان جبرئیل علیہ السلام نے مکہ کے بالائی جانب ایک پہاڑ کے دامن میں آں حضرت ﷺ سے ملاقات کی اور زمین پر ایڑی مار کر پانی کا چشمہ جاری کیا پھر وضو کر کے اس کا طریقہ بتایا اور نماز پڑھائی، رسول اللہ ﷺ نے وہاں سے واپس آکر حضرت خدیجہؓ کو اسی طرح وضو کر کے سکھایا اور نماز پڑھائی۔(۲)

اس روایت کو بعضوں نے سنداً ضعیف کہا ہے لیکن بعض طرق اس کے صحیح بھی ہیں۔

دعوت طعام و دعوت دین

اس کے بعد آیت کریمہ وأنذر عشيرتك الأقربين نازل ہوئی تو آپ نے مسلسل دو دن تک اپنے اہل قرابت کو کھانے پر مدعو کیا، انہیں دین کی دعوت دی اور توحید کی حقیقت سمجھائی لیکن ابولہب درمیان میں حائل ہو کر بیہودگی کی باتیں کرنے لگا جس سے کسی پر کوئی معقول اثر نہ ہوا البتہ حضرت علیؓ جو سب سے چھوٹے تھے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا اس معاملہ میں آپ کی مدد کروں گا۔

کوہ صفا پر اعلان

پھر عرب کے دستور کے مطابق ایک دن آپ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور تمام قبائل قریش کا نام لے

(۱) ابن ہشام ص ۲۵۲ (۲) ابن ہشام ص ۲۶۶

Marfat.com

لے کر بلانا شروع کیا جب لوگ اکٹھا ہو گئے تو آپ نے مخاطب ہو کر پوچھا، اے لوگو! اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس وادی کے پیچھے ایک لشکر تم پر حملہ کے لئے آ رہا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے، حاضرین نے یک زبان ہو کر جواب دیا کہ ہم آپ کی سچائی کا بارہا تجربہ کر چکے ہیں اس لئے ضرور تصدیق کریں گے آپ نے فرمایا، پس تم کان لگا کر سن لو، میں تمہیں خدا کے عذاب سے ڈرانے والا ہوں، تم اس پر ایمان لاؤ تا کہ اس کی پکڑ سے بچ سکو، اتنا کہنا تھا کہ ابولہب سامنے آ گیا اور کہنے لگا تجھے ہلاکت ہو کیا اسی لئے ہم کو بلایا تھا، اللہ نے اس کی شرارت پر ''سورۃ تبت یدا'' نازل فرمائی جس کے انجام میں ابولہب اور اس کی بیوی دونوں کی ہلاکت نہایت ہی عبرت خیز طریقہ پر ہوئی۔ (۱)

ایذا رسانی اور خفیہ تبلیغ

دعوت و تبلیغ کا یہ سلسلہ جاری تھا لوگ کھنچ کھنچ کر اسلام میں داخل ہو رہے تھے، اسلام کی یہ ترقی دیکھ کر کفار میں کھلبلی مچ گئی، انہوں نے مسلمانوں کو ستانا شروع کیا ہر گلی اور ہر کوچے میں مار پیٹ اور طنز و تعریض کی باتیں ہونے لگیں، آقا اپنے غلاموں کو، مال والے کمزوروں کو سخت تکلیف پہونچاتے، آنحضرت ﷺ کو گالیاں دیتے، راستے میں کانٹے بچھاتے، گندگی ڈالتے اور بدتہذیبی سے پیش آتے۔

حضرت بلالؓ کی گردن میں ان کا آقا امیہ رسی ڈال کر گھسیٹتا، بھوک اور پیاس کی حالت میں مشکیں باندھ کر مارتا اور گرم گرم ریت پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتا۔ حضرت عمارؓ ان کے والد یاسرؓ اور ان کے والدہ سمیہؓ کو سخت تکلیفیں دی جاتیں ان کی مصیبتوں کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ فرماتے: اصبروا آل یاسر فان موعدکم الجنة اے آل یاسر صبر کرو اس کے بدلے تمہارا مقام جنت ہے۔

ابوفکیہ افلحؓ کے پاؤں میں رسّی باندھ کر پتھریلی زمین میں گھسیٹا جاتا۔ خباب بن ارتؓ کے سر کا بال نوچا جاتا، گردن مروڑی جاتی، گرم پتھروں سے جسم کو داغا جاتا اور آگ کے انگاروں پر لٹایا جاتا تھا۔ حضرت صہیب رومیؓ کو اس قدر مارا جاتا کہ بے ہوش ہو کر گھنٹوں پڑے رہتے۔ حضرت عامر بن فہیرہؓ کو اس قدر مارا جاتا کہ سارا جسم دردناک ہو جاتا۔ حضرت ابوذر غفاری ایمان لائے تو کفار نے انہیں کئی دفعہ مار مار کر لہولہان کر دیا۔ حضرت نہدیہؓ، ام عبیسؓ، لبینہؓ، زنیرہؓ وغیرہ کو ان کے آقا اس قدر مارتے کہ کراہنے کی طاقت نہیں رہ جاتی۔ (۲)

---

(۱) بخاری ۲: ۷۴۳ (۲) رحمۃ للعالمین وابن ہشام ص ۳۱۹

Marfat.com

نماز دار ارقم میں

ان کے علاوہ جتنے لوگ بھی مسلمان ہوئے کوئی ایسا نہ تھا کہ جو کفار کے مظالم سے بچ سکے، ارقم بن ابی ارقم مخزومیؓ ایک باثر آدمی تھے۔ ایمان لانے کے بعد انہوں نے اپنا گھر مسلمانوں کے لئے پناہ گاہ بنا دیا اور عبادت خداوندی کے لئے وقف کر دیا ان کا گھر کفار کے دستبرد سے الگ کوہ صفا پر واقع تھا، مسلمان یہیں اکٹھا ہو کر نماز با جماعت ادا کرتے اور تقریباً تین سال تک چھپ چھپ کر تبلیغ کے فرائض انجام دیتے یہیں آ کر عمر بن خطاب نے ایمان قبول کیا اور مسلمانوں کی تقویت کے باعث بنے حضرت ارقم نے ۵۵ھ میں بزمانہ خلافت معاویہ وفات پائی آپ نبی ﷺ کے ساتھ بدر، احد، اور دیگر مشاہد میں برابر شریک رہے۔(۱)

آنحضرت ﷺ کی تبلیغی مساعی

کفار نے یہ سمجھا تھا کہ مسلمانوں کو طرح طرح سے ایذا پہونچا کر اسلام کی دعوت کا اثر ختم کر دیں گے اور توحید کی یہ صدا جو ابھی ابتدائی حالت میں اٹھی ہے مٹ جائے گی لیکن جتنا ہی انہوں نے اسے دبانے کی کوشش کی اتنا ہی ابھرتا گیا بقول کسے۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
جتنا ہی دباؤ گے اتنا ہی وہ ابھرے گا

یہ لچک کیا تھی، مخالفین کی گوناگوں سختی اور نبی ﷺ کی قوت برداشت، نرمی اور سچائی ادھر کفار کی طرف سے مظالم کی انتہا ہو رہی تھی، ادھر آنحضرت ﷺ بحکم الٰہی فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین حق کا اعلان کیجئے اور مشرکین سے اعراض کیجئے۔ نذر ہو کر توحید کی خوبیاں اور شرک کی برائیوں کو تمام قسم کی مجلسوں، بازاروں اور میلوں وغیرہ میں سمجھاتے رہے۔ بت پرستی کی مذمت اور ایک خدا کے حضور سر بسجود ہونے کی تعلیم فرماتے رہے، جھوٹ، چوری، زنا کاری، بد دیانتی، جوا بازی اور شراب نوشی سے بچنے، سچائی، امانت داری، مساوات و بھائی چارگی کا حکم دیتے رہے، غریبوں، یتیموں اور مسافروں کے ساتھ حسن سلوک کا سبق سکھاتے رہے، یہ چیزیں ایسی تھیں کہ دلوں میں اثر کرتیں اور انسانوں کو آپ کی طرف مائل کرتی رہیں۔

---

(۱) صحابہ ۴۹

Marfat.com

قریش کا وفد ابو طالب کے پاس

جب اسلام کے خلاف کفار کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوئی تو مجبور ہو کر ان کے بڑے بڑے سردار ابو طالب کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ آپ کا بھتیجا ہمارے بتوں کو گالی دیتا ہے، ہمارے دین میں عیب لگاتا ہے، ہمارے بڑوں کو بیوقوف بناتا ہے، ہمارے آباء واجداد کو گمراہ ٹھہراتا ہے۔ لہذا یا تو آپ ان کو ان کاموں سے روکئے یا ہمارے حوالے کر دیجئے تاکہ ہم خود نپٹ لیں کیونکہ ہمارا اور آپ کا دین ایک ہی ہے۔

ابو طالب نے یہ باتیں سن کر قوم کے اشراف کو اپنی نرم پالیسی سے واپس کر دیا اور رسول اللہ ﷺ اپنے حال پر تبلیغ وارشاد کا کام انجام دیتے رہے، نتیجہ یہ ہوا کہ محلّہ در محلّہ توحید کی صدا گونجنے لگی اور ہر گلی و کوچے میں آپ کا چرچا شروع ہو گیا۔ قریش کے لوگ یہ حال دیکھ کر پھر ابو طالب کے پاس آئے اور کہنے لگے، ہم نے آپ کے مقام و مرتبہ کا لحاظ کرتے ہوئے کہا تھا کہ اپنے بھتیجے کو ہمارے معبودوں کی مذمت سے روک دیجئے لیکن آپ نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی، بخدا اب ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے، اب یا تو آپ ان کو روکئے ورنہ ہماری اور آپ کی جنگ طول پکڑے گی اور دونوں فریق میں سے کسی ایک کی ہلاکت کا موجب ہوگی۔

ابو طالب کی فہمائش اور آنحضرت ﷺ کا جواب

ابو طالب نے قوم کی سختی کا یہ حال دیکھا تو آپ کو بلا کر کہنے لگے۔ ”بھتیجے آپ کی قوم سختی اور لڑائی پر آمادہ ہو گئی ہے، لہذا اس قسم کی باتوں سے باز آ جاؤ اور مجھ پر ایسا بوجھ نہ ڈالو جو میری طاقت سے باہر ہو“۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چچا جان اگر میری قوم کے لوگ میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند لا کر رکھ دیں تو بھی میں اپنے اس ارادے سے باز نہیں آ سکتا، یہاں تک کہ اللہ اسے غالب کرے یا میں ہلاک ہو جاؤں یہ کہتے ہوئے آپ ابو طالب کے پاس سے آبدیدہ ہو کر چل پڑے تو ابو طالب کی حمیت پدری غالب آئی اور آپ کو بلا کر کہنے لگے کہ بیٹا جاؤ جو کچھ پسند ہو کرو، بخدا ہم کبھی تمہیں چھوڑ کر دشمنوں کے حوالے نہ کریں گے۔ (۱)

---

(۱) ابن ہشام ۱: ۲۶۶

Marfat.com

بے تمیزی اور بدسلوکی کی انتہا

نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کے ساتھ کفار کی ایذا رسانی دن بدن بڑھتی جا رہی تھی اگر ابو طالب اور بنی ہاشم کا ڈر نہ ہوتا تو اب تک آپ کو قتل کر چکے ہوتے پھر بھی موقعہ ہاتھ آتے ہی انتہائی بدتمیزی سے پیش آتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے، وہاں ابوجہل اور اس کے کئی ساتھی موجود تھے، ان میں سے ایک نے کہا کون ہے جو بنو فلاں کے ذبح کیے ہوئے اونٹ کی اوجھڑی لا کر محمد ﷺ کی پیٹھ پر حالت سجدہ میں ڈال دے یہ سنتے ہی عقبہ بن ابی معیط گیا اور اوجھڑی لے آیا، اور جب آپ سجدہ میں گئے تو اسے آپ کی پشت مبارک پر ڈال دیا، اس وقت میں موجود تھا لیکن کافروں کی شرارت کے ڈر سے کوئی مدد نہیں کر سکا اور کفار ہنسی ٹھٹول میں ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے ادھر نبی ﷺ دیر تک سجدہ کی حالت میں رہ گئے، سر مبارک نہیں اٹھا سکے یہاں تک کہ حضرت فاطمہؓ آئیں اور ان کو سخت سست کہہ کر اوجھڑی اوپر سے ہٹا دیں۔

نبی ﷺ کو اس بدتمیزی سے بڑا صدمہ ہوا، سر اٹھا کر آپ نے اللہ سے التجا کی خدایا ابوجہل و عتبہ بن ربیعہ کو، شیبہ کو، ولید بن عتبہ کو اور عقبہ بن ابی معیط کو اپنی گرفت میں لے۔ بعض روایت میں امیہ کا نام بھی آیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم جن جن کا نام آپ نے لیا ان سب کو میں نے بدر کے دن دیکھا کہ قتل ہو کر بڑی ذلت کے ساتھ قلیب بدر میں ڈالے گئے، سوائے امیہ کے کہ اس کی لاش سڑ کر بکھر گئی تھی۔ (۱)

اسی قسم کا ایک دوسرا واقعہ عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے اچانک عقبہ بن ابی معیط آیا اور اپنی چادر آپ کے گلے میں ڈال کر بڑی سختی سے گھونٹنے لگا اتنے میں حضرت ابوبکرؓ پہنچ گئے اور عقبہ کو دھکا دے کر پیچھے ہٹا دیا۔ پھر فرمایا أتقتلون رجلا أن يقول ربي الله، کیا تم ایک آدمی کو قتل کر ڈالو گے جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ (۲)

ابولہب کی بیوی امِّ جمیل

ابولہب آپ کو لعن طعن کرنے میں پیش پیش رہتا اس کی بیوی ام جمیل کانٹوں کا گٹھا جمع کر کے آپ کی گذرگاہوں میں ڈالا کرتی تھی۔ جب اللہ نے ان دونوں کی مذمت میں سورۂ لہب نازل فرمائی تو ام

---

(۱) بخاری ۱ ۳۱ (۲) بخاری ۱ ۵۲۲

Marfat.com

جمیل ایک بڑا پتھر لے کر آپ کی تلاش میں نکلی، آنحضرت ﷺ اس وقت مسجد حرام میں حضرت ابو بکر کے ساتھ بیٹھے تھے لیکن اللہ نے اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا، وہ ابو بکرؓ کو تو دیکھتی تھی مگر حضور ﷺ پر اس کی نظر کام نہیں کر رہی تھی اس نے پوچھا تمہارا صاحب کہاں ہے۔ اگر ملتا تو میں آج اسی پتھر سے اس کا منہ توڑ دیتی، پھر آپ کا اسم مبارک محمدؐ کے بجائے مذمم کہہ کر یہ شعر کہتے ہوئے نامراد واپس گئی۔

مذمماً عصینا وامره ابینا ودینه قلینا

ہم نے مذمم کی نافرمانی کی اس کی بات کا انکار کیا اور اس کے دین سے بغض رکھا (۱)

عتیبہ بن ابی لہب

ایک دفعہ عتیبہ بن ابی لہب آیا اور کہا میں: والنجم اذا هوىٰ اور الذی دنا فتدلیٰ کا منکر ہوں پھر پکڑ کر آنحضرت ﷺ کی قمیص پھاڑ ڈالی اور چہرۂ انور پر تھوک دیا۔ تھوک تو رخ مبارک پر نہیں پڑ سکا لیکن اس کی اس کمینگی پر حضور ﷺ کی زبان مبارک سے یہ بد دعاء نکل گئی۔ اللهم سلط علیه کلبا من کلابک۔ اے اللہ اس پر اپنے کسی کتے کو مسلط کر دے آپ کی یہ دعا قبول ہوگئی، وہ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ ملک شام گیا وہاں رات کو بہ مقام زرقاء ایک شیر نے آکر گھیر لیا، اسے دیکھ کر عتیبہ کہنے لگا بخدا مجھے محمدؐ کی بد دعاء لگ گئی ہے وہ مکہ میں ہیں اور میں ملک شام میں لیکن اب ان کی گرفت سے بچ نہیں سکتا چنانچہ صبح کو سب کی موجودگی میں شیر نے اس کا سر پکڑ کر ذبح کر ڈالا۔ (۲)

ابوجہل کا خوف سے بھاگنا

ایک دن ابوجہل نے اپنے ساتھیوں سے کہا اب محمدؐ کی شرارت قابل برداشت نہیں رہ گئی ہے وہ ہمارے دین میں عیب لگاتا ہے، ہمارے بتوں کی مذمت کرتا ہے، آج میں اللہ سے معاہدہ کرتا ہوں کہ کل اگر وہ نماز کے لئے آیا تو حالت سجدہ میں اس کا سر پتھر سے کچل دوں گا، چاہے تم لوگ مجھے اس کی جماعت کے حوالے کر دو۔ لوگوں نے کہا ہم ہرگز حوالے نہ کریں گے۔ چنانچہ دوسرے دن جب آپ نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو وہ شقی ایک پتھر لے کر آپ کی طرف لپکا لیکن قریب پہونچا تو یکایک پیچھے کی طرف بھاگا، اس کا چہرہ فق اور متغیر تھا، لوگوں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا میں اس کا سر کچلنے کے لئے قریب پہنچا تو دیکھا کہ ایک نر اونٹ بڑا سر بڑی گردن بڑے بڑے دانتوں والا مجھے کاٹ کھانے کے لئے آگے بڑھ رہا

(۱) ابن ہشام ج ۱

(۲) مختصر السیرہ شیخ عبداللہ ص ۱۳۵

Marfat.com

ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ جبرئیل تھے اگر نہ بھاگتا تو پکڑ لیتے۔ (۱)

نضر بن حارث کا دعوی

جس مقام پر رسول اللہ ﷺ وعظ و تذکیر فرماتے نضر بن حارث پہنچ کر قصہ کہانی چھیڑ دیتا۔ پھر کہتا خدا کی قسم محمد مجھ سے بڑھ کر اچھی بات سنانے والے نہیں ہیں جس طرح میں واقعات سناتا ہوں وہ بھی گزرے لاتے ہیں اور دوسروں سے سیکھ کر اگلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں بیان کرتے ہیں۔ (۲)

حضرت خباب بن ارتؓ اور عاص بن وائل

حضرت خباب بن ارتؓ لوہاری کا کام کرتے تھے انہوں نے کچھ تلواریں بنا کر عاص بن وائل کو دی، جب قیمت کے لئے گئے تو اس نے کہا، کیا تمہارے صاحب محمد یہ نہیں کہتے کہ جنت میں جو چاہو ملے گا، انہوں نے کہا، ہاں ضرور کہتے ہیں، عاص نے کہا تو واپس جاؤ اپنا حق وہیں چل کر لے لینا پھر بولا خدا کی قسم تم اور تمہارے صاحب وہاں اللہ کے پاس مجھ سے بڑھ کر نہیں ہو سکتے وہاں جو مرتبہ مجھ کو ملے گا تم ہرگز نہیں پاؤ گے۔ (۳)

لایعنی سوالات

مذکورہ بالا قسم کے بے شمار واقعات ہیں جو روزمرہ نبی ﷺ اور مسلمانوں کے ساتھ پیش آتے تھے ان بدتمیزوں کے علاوہ کچھ ایسے بھی تھے جو لایعنی سوالات کرتے اور آپ کو عاجز و درماندہ کرنے کے لئے طرح طرح کی باتیں بناتے اور ناممکن مطالبات کرتے۔

چنانچہ ایک دفعہ عتبہ آیا اور کہنے لگا محمد ﷺ بتاؤ تم اس دعوائے نبوت سے کیا چاہتے ہو؟ مال کی خواہش ہو تو ہم جمع کر دیں، عزت کی تمنا ہے تو ہم اپنا سردار چن لیں، حکومت کی بھوک ہے تو ہم تم کو عرب کی سلطنت دلا دیں، دماغ میں خلل ہے تو اس کا علاج کرا دیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان میں سے کسی چیز کی خواہش ہے نہ دماغ میں کوئی خلل ہے، میں خداوند عالم کی طرف سے جو پیغام لایا ہوں اسے سن لو اس سے میری حقیقت کا اندازہ ہو جائے گا۔

پھر آپ نے حم سجدہ پ ۲۴ کی چند آیات سنائی جس سے عتبہ بہت متاثر ہوا اور قوم میں جا کر

---

(۱) ابن ہشام ۱، ۲۹۹ (۲) ابن ہشام ۱، ۳۲۰
(۳) ابن ہشام ۱، ۳۶۳

Marfat.com

تعریف کرنے لگا، قوم نے یہ سنا تو پھر آپ کو بلا کر اسی قسم کی باتیں کرنے لگے آپ نے فرمایا میں نے اپنی حد تک تمہیں خوب اچھی طرح سمجھا دیا ہے اگر میری باتیں قبول کرو گے تو دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی حاصل ہوگی، ورنہ اس کا انتظار رہے کہ آئندہ اللہ جو چاہے گا کرے گا۔

یہ سن کر کافروں نے کہا اگر آپ سچے ہیں تو ان پہاڑوں کو جو سامنے کھڑے ہیں ہٹا دو تا کہ میدان کھل جائے پھر شام و عراق کی طرح یہاں بھی چشمے جاری کر دو۔ اسی طرح ہمارے باپ دادوں اور خاص کر قصیّ بن کلاب کو زندہ کر دو تا کہ وہ آپ کی صداقت کی گواہی دیں تو ہم مان لیں گے کہ آپ کا دعویٰ صحیح ہے یا خود اپنے ساتھ فرشتوں کو لاؤ جو آپ کی سچائی کی شہادت دیتے پھریں یا خدا سے سوال کرو کہ تمہارے لئے باغ لگ جائے، عالیشان محل بن جائے اور سونا چاندی کا خزانہ جمع ہو جائے یا پھر ہم پر عذاب کے لئے آسمان سے ٹکڑا گرا دو جیسا کہ تمہارا دعوی ہے لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے، آپ نے سب کے جواب میں فرمایا کہ میں اللہ کی طرف سے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا ہوں جو سوالات تم نے کئے ہیں ان کے لانے اور کرنے کا ذمہ دار نہیں ہوں، البتہ اللہ اگر چاہے گا تو ایسا بھی کر سکتا ہے۔

اس پر کافروں نے کہا: ''کیا پہلے سے تمہیں تمہارے خدا نے یہ نہیں بتایا تھا کہ لوگ اس طرح کے سوالات کریں گے اور ان کا یہ جواب دینا۔ لہذا اب کان لگا کر سن لو، اگر ہمارے مطالبات پورے نہ کئے گئے تو ہم تمہیں ہرگز اس دین کی اشاعت کرنے نہیں دیں گے یہاں تک کہ ہم مر جائیں یا تم مر جاؤ ایک دوسرے نے کہا ہم تو ہرگز ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ خدا اور فرشتے ایک ساتھ آکر گواہی دیں۔ ایک اور بولا اگر تم میرے سامنے زینہ لگا کر آسمان پر چڑھ جاؤ اور پھر میرے سامنے ہی اسی سے اترو اور تمہارے ساتھ چار فرشتے بھی آکر گواہی دیں تو بھی ہم ایمان نہیں لائیں گے۔ (۱)

ہجرتِ حبشہ

تبلیغ رسالت سے اب تک ۵ سال کی مدت گذر گئی کفار مکہ کی شرارت اور ایذا رسانی ختم نہیں ہوتی تھی اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم دے دیا اور فرمایا وہاں کا بادشاہ عادل ہے وہ بلا وجہ کسی کو تکلیف نہیں دے گا۔

چنانچہ پہلی دفعہ ۱۲ مرد اور ۴ عورتوں نے اور دوسری دفعہ ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتوں نے ہجرت کی،

(۱) ابن ہشام ۱/۲۹۴، والبدایہ ۳/۵۰

Marfat.com

مہاجرین میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ اور آپ کے چچیرے بھائی حضرت جعفرؓ وغیرہ بھی تھے، کفار نے پہلے تو ان کا تعاقب کیا جب اس میں ناکام رہے تو حبش تک پیچھا کر گئے۔ حضرت عمرو بن عاص اس وقت کافر تھے یہ قریش کی طرف سے بہت سے تحفے لے کر نجاشی شاہ حبش کی خدمت میں گئے اور عرض کیا کہ مسلمانوں کا عقیدہ خراب ہے وہ ہمارے دین کے دشمن اور آپ کے دین کے بھی خلاف ہیں، لہذا انہیں اپنے ملک سے نکال کر ہمارے حوالے کر دیجئے۔

نجاشی عیسائی مذہب رکھتا تھا، اس نے مسلمانوں کو طلب کیا، آمنے سامنے گفتگو ہوئی حضرت جعفرؓ نے اپنے حالات اور کفار کے مظالم کی داستان پیش کر دی، پھر سورہ مریم کی آیات جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ہیں سنا کر اپنا عقیدہ صاف صاف رکھ دیا۔ بادشاہ قرآنی آیات سے حد درجہ متاثر ہوا اور کہا کہ یہی تعلیم تو حضرت عیسیٰ بھی لے کر آئے تھے، یہ بات اس کے پاس بیٹھنے والے افسران کو ناگوار گذری لیکن اس نے کوئی پرواہ نہیں کی اور مسلمانوں سے کہا جاؤ تم میرے ملک میں بے فکر ہو کر رہو، پھر اس نے کفار کے تمام تحائف کو واپس کر کے جھوٹی شکایت کرنے والوں کو دربار سے نکال دیا پس مسلمان اس کے ملک میں امن سے رہنے لگے۔ (۱)

اس بادشاہ کا نام اصحمہؓ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے صلح حدیبیہ کے بعد اس کے پاس دعوت اسلام کے لئے عمرو بن امیہ ضمریؓ کی معرفت نامہ مبارک بھیجا جسے پڑھتے ہی اس نے اپنی آنکھوں سے لگایا اور تخت شاہی سے اتر کر اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔ اس مجلس میں آپ کے عم زاد حضرت جعفرؓ موجود تھے، بادشاہ نے ان کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی۔ ادھر ہجرت مدینہ کے بعد نبی ﷺ نے شاہ حبش کو لکھا کہ کسی صورت سے سواری کا انتظام کر کے مہاجرین حبش کو واپس مدینہ بھیج دو اس نے حکم پاتے ہی تمام مسلمانوں کو دو بڑی کشتیوں پر سوار کر کے بڑی عزت کے ساتھ مدینہ روانہ کر دیا۔ (۲)

نجاشی کا جنازہ غائبانہ

شاہ حبش کا ایمان نہایت ہی پختہ تھا، ایمان لانے کے بعد کئی برس تک زندہ رہا۔ ام حبیبہ بنت ابی سفیان کا نکاح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خود اپنے دربار میں پڑھوا کے مہر ادا کر دیا اور آنجناب کی خدمت کے لئے پہلے اپنے بیٹے کو بھیجا جب وہ راستے میں شہید ہو گئے تو اپنے بھائی کو روانہ کیا اس سے

---

(۱) زاد المعاد ج ص ۲۴ (۲) ابن ہشام ج ۲ ص ۳۵۹

Marfat.com

کچھ دنوں بعد جب اس کا انتقال ہو گیا تو آپ نے صحابہ کو خبر دی اور فرمایا اپنے بھائی کی مغفرت کے لئے دعا کرو، پھر صحابہ کی صف بندی کرائی اور جنازے کی غائبانہ نماز پڑھائی۔(۱)

شعب ابی طالب میں محصوری

آپ ﷺ کی نبوت کو ٦ سال کا عرصہ گذر چکا تھا حضرت حمزہؓ و حضرت عمرؓ جیسے لوگ ایمان لا چکے تھے، اسلام کی تبلیغ جو ابھی تک پوشیدہ ہو رہی تھی اعلانیہ ہونے لگی، کفار اسلام کو مٹانے اور بانی اسلام کو ختم کرنے کی سوچ رہے تھے لیکن ابو طالب کفر کے باوجود آپ کی بھرپور حمایت کرتے تھے، ابولہب کے سوا بنو ہاشم و بنو مطلب کے جو لوگ اسلام نہیں لائے تھے وہ بھی قرابت کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کی ایذا رسانی کے مخالف تھے اس لئے ابو جہل و دیگر تمام معاندین نے خیف بنی کنانہ میں بیٹھ کر معاہدہ کیا کہ بنو ہاشم یا بنو مطلب چاہے مومن ہوں یا کافر سب سے بائیکاٹ کیا جائے، شادی بیاہ، خرید و فرخت کے تمام سلسلے منقطع کر لئے جائیں اور جب تک وہ محمدؐ کو ہمارے حوالے نہ کر دیں ان سب کا دانہ پانی بند کر دیا جائے۔

بغیض بن عامر یا منصور بن عکرمہ نے یہ عہد نامہ تحریر کیا اور تمام اہل مکہ اس پر سختی سے عمل پیرا ہو گئے، نتیجہ یہ ہوا کہ محرم الحرام ۷ھ نبوی کی پہلی تاریخ سے آنحضور ﷺ کے ساتھ آپ کا پورا خاندان شعب ابی طالب کے حدود میں محصور ہو گیا ہصرف ابولہب جو آپ کا شدید مخالف تھا اس محصوری سے بری رکھا گیا اس معاہدہ و مقاطعہ سے کافی دنوں تک لین دین کا سلسلہ بند رہا۔ محصورین کے کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا تو درختوں کے پتے تک کھا کر بسر کرنا پڑا، بھوک کی وجہ سے چھوٹے چھوٹے اور معصوم بچے بلک بلک کر روتے ان کے رونے کی آواز گھاٹی سے باہر سنائی دیتی، پھر بھی ظالموں کو ترس نہ آیا وہ تجارتی قافلوں کو ان کے پاس پہنچنے اور سامان فروخت کرنے تک سے روکتے یہاں تک کہ تین سال کی طویل مدت اسی حالت میں صرف ہو گئی۔

معاہدہ لکھنے والے پر قہر الٰہی

بے گناہوں، معصوم بچوں، یتیموں اور مظلوموں کی آہ و زاری ضائع نہیں گئی جس نے یہ معاہدہ لکھا تھا اس کا داہنا ہاتھ شل ہو کر بیکار ہو گیا، قریش کے بعض دیدہ وروں کی آنکھ کھلی، انہوں نے علی الاعلان اس

---

(۱) صحیح بخاری ۱/۵۴۸

Marfat.com

معاہدہ ومقاطعہ کی مخالفت شروع کردی، ہشام بن عمرو، زہیر بن ابی امیہ اور ابوالبختری نے کہا ہم بہت جلد یہ معاہدہ پھاڑ کر پھینک دیں گے، ابوجہل نے ان کو ٹوکا تو سب نے یک زبان ہو کر اس کو ڈانٹ دیا اور کہا ہم پہلے بھی اس ظلم وزیادتی سے راضی نہ تھے اور اب بھی اس سے خوش نہیں ہیں۔

معاہدہ کو دیمک نے کھالیا

کفار میں یہ بحث وتکرار آپس میں بڑھتی جارہی تھی کہ نبی ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب کو بلا کر کہا لوگ کیوں جھگڑتے ہیں آپ ان سے بلا کر کہہ دیجئے کہ معاہدہ کی پوری تحریر اللہ کے نام کے سوا دیمک نے کھا کر ختم کردیا ہے، یہ سن کر ابوطالب باہر نکلے اور قریش کے سرداروں سے مخاطب ہو کر کہا اے قریش کی جماعت سن لو میرا بھتیجا کہتا ہے کہ معاہدہ کی پوری تحریر خدا کے نام کے سوا دیمک نے کھا لیا ہے ذرا اسے کھول کر دیکھو اگر یہ بات صحیح نہ نکلی تو ہم خود اپنے بھتیجے کو تمہارے حوالے کردیں گے۔ پھر جو چاہو کر سکتے ہو۔

قریش نے کہا یہ بات تو بڑے انصاف کی ہے چنانچہ تحریر اتار کر کھولی گئی تو رسول اللہ ﷺ کی پیشینگوئی بالکل صحیح نکلی اگر انہیں اپنی مجبوری کا خوف نہ ہوتا تو ان کی اکثریت ایمان لے آتی پھر بھی اپنے اس فعل پر نہایت شرمندہ ہوئے، کوئی بات بنائے نہ بنتی تھی، مسلمان آزاد ہو کر شعب سے نکل آئے اور پہلے کی طرح پھر دین کی تبلیغ شروع کردی۔ (۱)

ابوطالب کی وفات کا واقعہ

شعب سے نکلنے کے بعد ابوطالب کی عمر ۸۰ برس سے متجاوز ہوچکی تھی، جسمانی کمزوری اور آلام وحوادث نے انہیں بہت کمزور کردیا تھا، اس قید سے آزادی کے بعد ابھی ۶ ماہ بھی نہیں گذرے تھے کہ وہ بیمار پڑ گئے جب ان کے جینے کی امید کم ہوگئی تو عتبہ، شیبہ، امیہ، ابوجہل اور ابوسفیان وغیرہ نے کہا کہ اب محمد ﷺ کا چرچا بہت عام ہوتا جارہا ہے، چلو ابوطالب سے مل کر کوئی فیصلہ کن بات کر لی جائے، چنانچہ کہنے لگے اے ابوطالب ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کی حالت نازک ہوتی جارہی ہے اگر آپ نہ رہے اور یہ معاملہ بڑھتا گیا تو اچھا نہ ہوگا پس آپ کی موجودگی میں ہمارے اور آپ کے بھتیجے کے درمیان مصالحت ہو جانی چاہئے ہماری خواہش ہے کہ وہ کچھ ہماری بات مان لیں اور ہم کچھ ان کی تسلیم کرلیں تا کہ آپ کے سامنے سارا معاملہ حل ہوجائے، ابوطالب نے یہ سن کر آنحضرت ﷺ کو اپنے پاس بلایا اور کہا بیٹے یہ لوگ تمہاری قوم

---

(۱) زاد المعاد ۲/۴۶، ابن ہشام ۱/۳۷۶-۳

Marfat.com

کے اشراف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ میرے سامنے بطور معاہدہ کچھ تمہاری باتیں قبول کرلیں اور کچھ تم ان کی مان لو تاکہ نزاع ختم ہو جائے آپ نے فرمایا کہ چچا جان! میری صرف ایک بات تسلیم کرلیں تو عرب وعجم دونوں کے مالک بن جائیں گے، ابو جہل یہ سنتے ہی بول اٹھا کہ ہاں تمہارے باپ کی قسم ہم ایسی دس باتیں ماننے کو تیار ہیں۔

آپ نے فرمایا بس دل سے لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلو اور ماسوا اللہ کی بندگی ترک کردو کافر یہ سن کر حیران رہ گئے اور بولے سارے خداؤں کو چھوڑ کر صرف ایک خدا کی دعوت دیتے ہیں یہ کتنی عجیب بات ہے پھر بولے خدا کی قسم محمد ﷺ سے اپنے مقصد کی امید رکھنی بیکار ہے۔ چلو اپنے آبائی دین پر قائم رہو یہاں تک کہ اللہ کچھ فیصلہ کرے۔

یہ کہہ کر سب چلے گئے تو ابو طالب نے کہا، بھتیجے! میں سمجھتا ہوں کہ تم نے ان سے کوئی غلط مطالبہ نہیں کیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ابو طالب کی یہ بات سنی تو ان کے ایمان کا لالچ پیدا ہوا اس لئے فوراً ارشاد فرمایا کہ پیارے چچا اگر میری بات درست ہے تو آپ ہی یہ کلمہ کہہ دیجئے تاکہ میں اللہ کے یہاں آپ کی شفاعت کرسکوں، ابو طالب نے جواب دیا کہ مجھے قوم کے گالی گلوج وطنز وتعریض کا ڈر ہے ورنہ تمہیں خوش کرنے کے لئے یہ کلمہ ضرور کہہ دیتا۔

کیا ابو طالب نے کلمہ پڑھ لیا تھا

پھر جب موت قریب آئی آپ کے چچا عباس نے دیکھا کہ ابو طالب کا ہونٹ ہل رہا ہے جیسے کچھ کہہ رہے ہوں، فوراً انہوں نے کان لگایا اور بولے کہ میرے بھائی نے وہ کلمہ کہہ دیا جس کا آپ نے حکم دیا تھا لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تو نہیں سن سکا، یہ روایت ابن ہشام ج ا ص ۴۱۸ کی ہے اس کے برخلاف صحیح بخاری ج ا/ ۵۴۸ میں ہے کہ موت کے وقت جب آپ نے لا الہ الا اللہ کے اقرار کی دعوت دی تو ابو جہل امیہ کے ساتھ موجود تھا، دونوں نے کہا ابو طالب کیا آپ آبائی دین سے پلٹ جائیں گے، انہوں نے کہا نہیں، میں تو اپنے باپ عبد المطلب ہی کے دین پر ہوں۔

آنحضرت ﷺ نے یہ سنا تو فرمایا، میں آپ کے لئے اس وقت تک استغفار کروں گا۔ جب تک اللہ تعالیٰ منع نہ فرمائے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾ نبی ﷺ

Marfat.com

اور مومنین کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کریں جب کہ انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ جہنم والوں میں سے ہیں۔(۱) پھر یہ آیت بھی نازل ہوئی ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ﴾ آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت سے نوازتا ہے۔(۲)

اسی طرح خود حضرت عباس سے بھی مروی ہے، انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ بھائی ابو طالب آپ کی محافظت کرتے تھے آپ کے لئے غیروں سے لڑتے تھے تو کیا آپ ان کے کچھ کام آسکیں گے؟ آپ نے فرمایا وہ جہنم کے ہلکے عذاب میں گرفتار ہوں گے، اگر میں نہ ہوتا تو وہ اس کے نچلے طبقے میں ڈالے جاتے۔(۳)

خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات

ابو طالب کی وفات کے ۲ ماہ یا صرف ۳ دن بعد ۶۵ سال کی عمر میں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا بھی انتقال ہو گیا یہ آنحضرت ﷺ کی پہلی اور غمگسار بیوی تھیں، ۲۵ سال تک آپ کے ساتھ رہیں، آپ کے فرزند ابراہیم کے سوا آپ کی ساری اولاد انہیں سے پیدا ہوئیں یہ ہر قسم کے رنج و غم میں آپ کا ساتھ دیتیں، مدد فرماتیں اور تسلی و تشفی سے خوش رکھتی تھیں۔

آنحضرت ﷺ نے دنیا کی ۴ پاکباز و بے مثل عورتوں میں ان کا نام بھی شمار فرمایا ہے۔ اللہ نے حضرت جبرئیل کی معرفت ان کو اپنا سلام بھیجا اور جنت کی خوشخبری دی ہے۔ حضور ﷺ ان سے بہت محبت کرتے تھے، ان کی زندگی میں کوئی دوسری شادی نہیں کی، ان کے مرنے سے آپ کو سخت صدمہ ہوا اور تا زندگی ان کا ذکر بڑی عزت سے کرتے اور فرماتے تھے کہ وہ مجھ پر ایمان لائیں۔ جب لوگوں نے کفر کیا، انہوں نے میری تصدیق کی جب لوگوں نے تکذیب کی انہوں نے مجھے اپنے مال میں شریک کیا جب لوگوں نے محروم کیا، اللہ نے مجھے ان سے اولاد دی جب کہ دوسری ازواج سے نہیں ہوئیں۔(۴)

ہجوم غموم

ابو طالب اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے انتقال اور کفار کی شرارت و مخالفت سے آپ کے قلب

---

(۱) سورۂ توبہ: ۱۱۳ (۲) سورۂ قصص ۵۶
(۳) صحیح بخاری/۱ ۲۲۶ (۴) مسند احمد ۶/ ۱۱۸

Marfat.com

مبارک پر غموں کا ہجوم ہو گیا یہاں تک کہ آپ نے اس سال کا نام ہی عام الحزن (غموں کا سال) رکھ دیا پھر بھی آپ نے بحکم الٰہی تبلیغ رسالت کا سلسلہ جاری رکھا اور جب اس کا اندازہ ہو گیا کہ اب اہل مکہ کوئی اثر نہیں لیں گے تو باہر نکل کر دوسری قوموں میں تبلیغ شروع کر دی اور زید بن حارثہؓ کو لے کر طائف کی طرف روانہ ہو گئے۔

بنو بکر و بنو قحطان و اہل طائف

طائف مکہ سے پورب ۶۰ میل پر واقع ہے، راستے میں بنو بکر و بنو قحطان پڑتے تھے، آپ نے ان کے کانوں میں بھی حق کی آواز پہنچائی لیکن انہوں نے کوئی اثر نہ لیا۔ پھر طائف تک پیدل تشریف لے گئے اور بنو ثقیف کے سردار عبد یالیل، مسعود اور حبیب سے ملے یہ تینوں عمرو بن عمیر ثقفی کے بیٹے تھے آپ نے ان کو اپنی رسالت اللہ کی طاعت اور دین کی دعوت دی، ان میں سے ایک بولا اگر آپ ہی جیسے نبی ہوں تو میں کعبہ کا پردہ نوچ ڈالوں، دوسرے نے کہا کیا خدا نے آپ کے سوا کسی کو نہ پایا تھا۔ اگر آپ رسول ہوتے تو کیا سواری بھی نصیب نہ ہوتی، تیسرے نے کہا، میں آپ سے کلام نہ کروں گا کیونکہ اگر سچے ہیں تو رد کرنا خطرے سے خالی نہیں اور اگر جھوٹے ہیں تو جھوٹے سے بات کرنا مناسب نہیں آپ نے فرمایا خیر اگر ایمان مطلوب نہیں ہے تو اپنی بات دوسروں پر ظاہر کر کے بددل نہ بناؤ۔

اس گفتگو کے بعد آپ نے طائف میں دس دن قیام فرمایا اور تمام اشراف سے مل کر اسلامی دعوت پہنچاتے رہے مگر کوئی قبول کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوا بلکہ کچھ بدمزاج آپ کو نکالنے پر تل گئے، آپ کے پیچھے بدمعاشوں اور اوباشوں کو لگا دیا، انہوں نے آپ کو گالیاں دیں اور پتھروں سے مار کر اس قدر لہولہان کیا کہ خون کے قطرے بہہ کر آپ کے جوتوں میں جم گئے، آپ کے بچانے میں حضرت زید بن حارثہؓ کا سر بھی زخمی ہوا اور مجبور ہو کر آپ نے طائف سے تین میل کے فاصلے پر ایک باغ کے احاطے میں پناہ لی پھر گڑ گڑا کر اللہ سے یہ دعا مانگی۔ اللهم اليك اشكو ضعف قوتي وقلة حيلتي وهواني على الناس يا ارحم الراحمين أنت رب المستضعفين وانت ربي، الى مَنْ تكلُنِي الى بعيدٍ يتجهمني أم الى عدوٍ ملكته امري ان لم يكن بك عَلَيَّ غَضَبٌ فلا أبالي، ولكن عافيتك هي اوسَعُ لي. أعوذ بنور وجهك الذي اشرقت له الظلمات وصلح عليه امر الدنيا والآخرة من أن تنزل بي غضبك أو يحل علي سخطك لك العقبىٰ حتى

Marfat.com

ترضی، ولا حول ولا قوہ الا بك. الٰہی میں اپنی کمزوری اور تدبیر کی کمی اور لوگوں کی ذلت نگاہی کی شکایت تجھی سے کرتا ہوں، اے ارحم الراحمین تو کمزوروں کا رب ہے تو ہی میرا بھی رب ہے، تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے، کسی اجنبی کی طرف جو بدمزاجی کرے یا دشمن کی طرف جو میرے امر کا مالک بنے، خدایا اگر تیرا غضب مجھ پر نہیں ہے تو مجھے کوئی فکر نہیں، لیکن تیری عافیت میرے لئے زیادہ وسیع ہے۔ میں تیری ذات کے نور سے جس نے تمام تاریکیوں کو منور کیا اور دنیا و آخرت کے کام درست ہوئے، پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ مجھ پر تیرا غضب اترے یا تیری ناراضی حاصل ہو۔ مجھے ہر حال میں تیری رضا مطلوب ہے، بغیر تیری مدد کے نہ کوئی نیکی کر سکتا ہوں اور نہ بدی سے بچ سکتا ہوں۔

عداس کا ایمان

یہ باغ جہاں آپ نے پناہ لی تھی، ربیعہ کے لڑکے عتبہ و شیبہ کا تھا، یہ قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ ان کے دل میں محض قریشی ہونے کے سبب آپ کے ساتھ تھوڑی سی ہمدردی پیدا ہوئی اس لئے باغ میں پناہ بھی دیا اور اپنے ایک نصرانی غلام عداس کی معرفت آپ کے لئے ایک طباق میں خوشہ انگور بھیج دیا۔ عداس لے کر حاضر ہوا تو آپ نے بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کیا۔ عداس نے کہا یہ چیز نئی ہے، یہاں کے لوگ بسم اللہ کبھی نہیں بولتے۔ آپ نے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو تمہارا مذہب کیا ہے؟ بولا میں نصرانی ہوں اور نینویٰ کا رہنے والا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تم مرد صالح یونس بن متی کی بستی کے ہو۔ اس نے کہا آپ کو یونس بن متی کے بارے میں کیسے علم ہوا؟ فرمایا وہ میرے بھائی ہیں، وہ بھی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔ یہ سنتے ہی عداس آپ پر جھک پڑا اور آپ کا ہاتھ پیر چومنے لگا۔

سلیمان التیمی نے اپنی کتاب سیرت میں لکھا ہے کہ عداس نے آپ کا ہاتھ پیر چومنے کے بعد کلمہ ایمان پڑھا اور آپ کی نبوت کی شہادت دی۔ عتبہ و شیبہ نے یہ حال دیکھا تو جب غلام [illegible] لوٹ کر ان کے پاس پہنچا تو کہنے لگے تجھے کیا ہو گیا تھا کہ ہاتھ پیر چومنے لگا؟ بولا جناب عالی اس آدمی سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی نہیں، اس نے مجھے ایسی بات بتائی جس کا علم نبی کے علاوہ کسی کو نہیں ہے۔ انہوں نے کہا تو اپنا مذہب ہرگز نہ چھوڑ کیونکہ تیرا دین اس کے دین سے اچھا ہے۔ (۱)

---

(۱) زادالمعاد ۳۰۲، ۴۶

Marfat.com

حضرت جبرئیل علیہ السلام اور پہاڑ کا فرشتہ

وہاں سے روانہ ہو کر آپ قرن منازل پر پہنچے تو ایک بادل نے آپ پر سایہ کیا اس سایہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام پہاڑ کے فرشتہ کے ساتھ نظر آئے، آپ سے سلام کیا اور کہا یہ پہاڑ کا فرشتہ ہے اللہ نے آپ کی تکالیف دیکھی اور قوم کا جواب سنا اب اگر آپ حکم دیں تو اہل طائف کو اس کے دونوں پہاڑوں کے درمیان کچل دیا جائے، آپ نے فرمایا نہیں، میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ مجھے امید ہے کہ اگر یہ نہیں تو ان کی نسل سے مؤحد اور اللہ کے عبادت گذار بندے پیدا ہوں گے۔(۱)

جنوں کی جماعت وادئ نخلہ میں

وہاں سے بڑھ کر آپ نے وادئ نخلہ میں قیام کیا، یہ وادی مکہ سے ایک دن کے فاصلہ پر ہے، یہاں آپ نے رات کو نماز میں قرأت فرمائی تو نصیبین اور نینوئ کے ۷-۸ جنوں کی ایک جماعت آئی وہ سب قرآنی آیات کو سن کر آپ پر ایمان لائے، یہ اہل طائف کی تکذیب وایذا رسانی کے بعد ایک طرح کی غیبی امداد تھی۔ آپ کو آگاہ کیا گیا کہ انسانوں کی طرح آپ ﷺ جنوں کے بھی نبی ہیں۔ قرآن کی دو سورتوں سورۂ جن وسورۂ احقاف میں بیان کیا گیا ہے کہ ان جنوں نے اپنی قوم میں جا کر تبلیغ کی اور کہا ہم اس کتاب پر جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل ہوئی ہے ایمان لائے ہیں، اب ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے، یہ کتاب صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتی ہے، تم بھی اس پر ایمان لاؤ۔ اللہ تعالی تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور عذاب الیم سے بچائے گا وغیر ذلک۔

مکہ کی طرف روانگی

وادی نخلہ سے کوچ کر کے آپ ﷺ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ زید بن حارثہؓ نے پوچھا۔ حضور! مکہ والوں نے آپ کو نکال دیا ہے تو وہاں کیسے داخل ہوں گے، فرمایا: اے زید! اس کے لئے اللہ کوئی سبیل نکالے گا، نبی کو غالب کرے گا اور اپنے دین کی ضرور مدد فرمائے گا۔

مطعم بن عدی کی پناہ

جس وقت آپ ﷺ مکہ کے قریب کوہ حرا کے پاس پہنچے تو وہاں سے بنو خزاعہ کے ایک آدمی کو

---

(۱) صحیح بخاری ۱/۴۵۸

Marfat.com

اخنس بن شریق سہیل بن عمرو اور مطعم بن عدی کے پاس بھیجا تاکہ پناہ کا سوال کرے اول کے دو آدمیوں نے تو انکار کر دیا۔ لیکن مطعم بن عدی تیار ہو گیا، اس نے خود ہتھیار پہنا اور اپنے بیٹوں کو بلایا، پھر اعلان کیا کہ میں نے محمدؐ کو پناہ دی ہے، لہذا خبردار کوئی میرے اس ذمہ کو توڑنے کی کوشش نہ کرے۔ ابوجہل نے کہا، تم مسلمان ہو گئے ہو یا صرف پناہ دے رہے ہو، اس نے کہا ہم نے صرف پناہ دی ہے۔

مطعم کے اس اعلان کے بعد رسول اللہ ﷺ زیدؓ بن حارثہ کے ہمراہ مکہ میں داخل ہوئے، پہلے کعبہ میں جا کر نماز پڑھی پھر اپنے گھر کی طرف اس حال میں تشریف لے گئے کہ مطعم اور اس کے بیٹے ہتھیار پہنے ہوئے حفاظت کر رہے تھے۔(۱)

حضرت سودہؓ و حضرت عائشہؓ سے نکاح

حضرت سودہ بنت زمعہ قدیم الاسلام عورتوں میں سے تھیں، انہوں نے اپنے پہلے شوہر سکران بن عمرو کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی جب ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا تو عدت ختم ہونے پر آنحضرت ﷺ نے ۱۰ھ نبوت میں ان سے نکاح کیا۔ حضرت خدیجہؓ کے بعد یہ آپ کی پہلی بیوی تھیں، پھر اس کے ایک سال کے بعد ۱۱ھ نبوت میں حضرت عائشہؓ سے نکاح ہوا اس وقت ان کی عمر صرف ۶ برس کی تھی اور مکہ سے ہجرت کے بعد مدینہ میں رخصتی ہوئی جب کہ ان کی عمر ۹ برس کی تھی۔(۲)

دعوت دین کے لئے معاونین کی تلاش

طائف کی روانگی سے پہلے اور اس کے بعد ۱۰ھ نبوت سے ۱۲ھ نبوت تک ان اشخاص اور ان قبائل سے جو موسم حج وغیرہ میں مکہ آتے تھے مل کر نبی ﷺ طرح طرح سے سمجھاتے اور فرماتے تھے کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، اللہ نے تمہیں حکم دیا کہ صرف اسی کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، بتوں کی پرستش چھوڑ کر ان سے الگ ہو جاؤ، پھر فرماتے تم میری تصدیق کرو اور میرے ساتھ ہو کر میری مدد کرو تاکہ میں لوگوں کو اللہ کے احکام قبول کروا سکوں۔

ابولہب کی مخالفت

اس دوران ابولہب آپ کے پیچھے لگا رہتا، جہاں جہاں آپ وعظ فرماتے وہ پہنچ کر آپ کی تردید

---

(۱) ابن ہشام ۲/۲۰ (۲) صحیح بخاری ۱/۵۵۱

Marfat.com

کرتا اور کہتا، اے لوگو! اس سے ہوشیار رہنا۔ یہ چاہتا ہے کہ لات وعزی کی اطاعت چھوڑ کر اس کے نئے دین کی پیروی کرو، یہ تمہیں گمراہ کر رہا ہے اس کی باتوں میں ہرگز نہیں آنا۔

مدعو قبائل کے نام

جن قبائل پر آپ ﷺ نے اسلام کو پیش کیا ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) بنو عامر بن صعصہ، (۲) محارب بن خصفہ، (۳) بنو فزارہ، (۴) بنو غسان، (۵) بنو مرہ، (۶) بنو حنیفہ، (۷) بنو سلیم، (۸) بنو عبس، (۹) بنو نصر، (۱۰) بنو بکاء، (۱۱) بنو کلب، (۱۲) بنو عذرہ، (۱۳) بنو حضارمہ وغیرہ، لیکن یہ سعادت چونکہ انصار مدینہ کے لئے ازل ہی سے مخصوص ہو چکی تھی۔ اس لئے ان میں سے کسی نے بھی آپ کی دعوت پر لبیک نہیں کہا۔

بنو کلب میں بنو عبد اللہ سے آپ نے فرمایا کہ اللہ نے تمہارے باپ کا نام بہترین رکھا ہے، لہذا اس بہترین دعوت کو قبول کرلو، لیکن انہوں نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ بنو حنیفہ کے قیام گاہ پر پہنچکر آپ نے دعوت دی تو وہ سب سے زیادہ بدخلقی سے پیش آئے، بنو عامر کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم آپ کی مدد کریں اور آپ کو غلبہ حاصل ہو جائے تو کیا اپنے بعد امر خلافت ہمارے لئے متعین کر دیں گے، آپ نے فرمایا یہ کام تو اللہ کا ہے وہ جس کو چاہے گا عطا کرے گا۔ کہنے لگے واہ صاحب! آج تو ہم آپ کے لئے خون بہائیں اور آپ کو کامیابی ہو تو مزہ دوسرے لوگ اٹھائیں، جایئے ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ بات یہیں تک ہو کر رہ گئی، لیکن لوگ لوٹ کر اپنے وطن گئے تو اپنے قبیلے کے ایک بوڑھے سے واقعہ بیان کیا کہ بنو مطلب کا ایک جوان کہتا تھا کہ میں نبی ہوں میری مدد کرو، میرا ساتھ دو تا کہ یہ دین غالب ہو، لیکن ہم لوگوں نے ایسا کہہ کر رد کر دیا۔

بنی اسماعیل علیہ السلام میں سے آپ کے سوا کسی نے نبوت کا دعوی نہیں کیا

اس بوڑھے نے کہا تمہیں اس کی بات مان لینی چاہئے کیونکہ بنی اسماعیل میں سے آج تک کسی نے نبوت کا دعوی نہیں کیا ہے۔ حالانکہ انہیں کے بھائی بنی اسحاق میں سے بہت سے نبی ہوئے پس اگر بنی اسماعیل جھوٹے یا فریبی ہوتے تو اپنے ہی گھرانے کا حال دیکھ کر خود بھی نبوت کا دعوی کر دیتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ سب سے آخر میں ان کے صرف ایک فرد نے اپنی نبوت کا اعلان کیا، بلاشک اس کی

Marfat.com

بات سچی معلوم ہوتی ہے لیکن تمہاری عقل ماری گئی۔ (۱)

بعض قبائل کے مؤمنین

ان میں بعض قبائل کے کچھ پاک نفوس ایسے بھی تھے جو ملاقات اور ہمکلامی کے بعد ایمان بھی لائے اور تا آخر ثابت قدم بھی رہے جیسے سوید بن صامتؓ قبیلہ اوس کے مشہور شاعر صاحب شرف ونسب ملقب بہ کامل یہ قرآن کریم کی چند آیتیں سن کر متاثر ہوگئے۔

ایاس بن معاذ (۳) اسی قبیلے کے باسعادت نوجوان چند باتیں سن کر قبول حق پر آمادہ ہوگئے۔ ضماد ازدی عرب کے مشہور افسوں گر نبی ﷺ کو منتر سنانے اور علاج کرنے کی غرض سے ملاقات کی لیکن آپ سے خطبۂ مسنونہ سن کر بے تابانہ اسلام قبول کر لیا۔ طفیل دوسی (۴) صاحب علم ودانش یہ مکہ میں داخل ہوئے تو کفار کے بہکانے سے کان میں روئی ڈال رکھتے تھے تاکہ آنحضرت ﷺ کی باتیں نہ سن سکیں لیکن صرف ایک مرتبہ نماز میں قرأت سن کر حق کے قائل ہوگئے۔

ابوذر غفاری (۵) صاحب عزم وہمت مکہ میں تحقیق حق کی خاطر آئے تھے اور آنحضرت ﷺ سے ملاقات ہوتے ہی اسلام قبول کر کے خانہ کعبہ میں اعلان حق کے لئے پہنچ گئے اور کئی مرتبہ اللہ کے نام پر مار کھا کر وطن واپس گئے۔ (۲)

مدینہ کے پاک نفوس

آنحضرت ﷺ نے دس سال کی طویل مدت میں مکہ اور اس کے نواح کے تمام قبائل اور بستیوں میں خدائی پیغام پہنچانے اور دین حق کے لئے نصرت طلب کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی لیکن اسلام پر جان ومال نثار کرنے کی ابدی سعادت اللہ نے انصار مدینہ کے حق میں لکھی تھی جس کا واقعہ اس طرح سے ہے کہ ۱۱ نبوت میں مدینہ سے قبیلہ خزرج کے چھ آدمی زیارت کعبہ کی غرض سے آکر مکہ سے باہر نزدیک عقبہ (منی میں جمرۃ العقبیٰ کے قریب ایک پہاڑی گھاٹی) میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ نبی ﷺ حسب عادت تبلیغ کی غرض سے نکلے اور کفار کی شرارت سے بچنے کے لئے رات کے وقت جا رہے تھے جب اس پہاڑی گھاٹی سے چھ آدمیوں کے بولنے کی آواز سنائی دی آپ نے بڑھ کر ان سے ملاقات کی اور قرآن کریم کی چند

---

(۱) ابن ہشام ۱، ۴۲۵ (۲) ابن ہشام ۱، ۴۲۶

Marfat.com

آیات پڑھ کر وعظ فرمایا اور توحید کی حقیقت سمجھا کر دین کی دعوت دی۔

یہ لوگ مدینہ کے یہودیوں سے سنا کرتے تھے کہ بہت جلد ایک آخری نبی مبعوث ہونے والے ہیں، جب انہوں نے آپ کا دل پسند بیان سنا تو علامات سے سمجھ گئے کہ وہ آخری نبی یہی ہیں۔ یہودی یہ بھی کہتے تھے کہ وہ آخری نبی آئے گا تو ہم لوگ اس کے ساتھ مل کر تم سے جنگ کریں گے اور اس کے ذریعہ تم پر غالب آئیں گے۔ پس اہل مدینہ نے آپس میں کہا، ایسا نہ ہو کہ یہودی ہم سے پہلے اگر ایمان لے آویں اور ہم پیچھے رہ جائیں، یہی سوچ کر ان لوگوں نے ایمان واسلام میں سبقت سے کام لیا۔

ان حضرات کے نام یہ ہیں: (۱) ابوامامہ اسعد بن زرارہؓ، (۲) عوف بن حارثؓ، (۳) رافع بن مالکؓ، (۴) قطبہ بن عامرؓ، (۵) عقبہ بن عامر، (۶) جابر بن عبداللہؓ، ان میں سے حضرت اسعد بن زرارہؓ آنحضرت ﷺ کے ننہال بنی نجار کے تھے۔ انہیں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی تھی، رافع بن مالکؓ کو نبی ﷺ نے نازل شدہ قرآن کا حصہ دیا۔ ان سب لوگوں نے آپ سے عہد کیا کہ مدینہ پہنچ کر ہم اسلام کی تبلیغ کریں گے۔ چنانچہ جاتے ہی یہ سلسلہ قائم کر دیا اور تھوڑے ہی دنوں میں وہاں اسلام کا چرچا ہونے لگا۔ (۱)

بیعت عقبۂ اولی

اس کے بعد دوسرے سال ۱۲ نبوت مطابق ۶۲۱ء کو مدینہ سے ۱۲ آدمی آئے اور اسی جگہ آنحضرت ﷺ سے ملاقات کی، ان میں جابر بن عبداللہؓ کو چھوڑ کر پانچ تو وہی تھے جو گذشتہ سال معاہدہ کر کے گئے۔ ان کے علاوہ سات آدمی یہ تھے۔ (۱) معاذ بن حارث، (۲) ذکوان بن عبدالقیس، (۳) عبادہ بن صامت، (۴) عباس بن عبادہؓ، (۵) یزید بن ثعلبہؓ، (۶) ابوالہیثم بن تیہانؓ، (۷) عویم بن ساعدہؓ۔ یہ کل ملا کر ۱۲ ہو گئے آپ نے اس دفعہ ان سے بیعت لی، بیعت کے الفاظ یہ تھے۔ (۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے (۲) چوری نہیں کریں گے (۳) زنا نہیں کریں گے۔ (۴) اولاد کو قتل نہیں کریں گے (۵) کسی پر بہتان نہیں باندھیں گے (۶) بھلائی کے کام میں رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گے۔

اس بیعت کا نام بیعت عقبۂ اولی ہے، یہ بیعت ہو چکی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ

---

(۱) ابن ہشام ۱/ ۲۲۸

Marfat.com

مصعب بن عمیرؓ کو مبلغ بنا کر بھیج دیا۔ مصعب بن عمیرؓ نہایت ہی شیریں کلام تھے، صورت میں حضور ﷺ کے مشابہ اور سیرت میں اچھے کردار کے حامل تھے، کفر کے زمانہ میں رئیسانہ زندگی گزارتے، قیمتی اور عمدہ لباس زیب تن کر کے باہر نکلتے تو ان کے آگے پیچھے غلام لگے رہتے لیکن اسلام لانے کے بعد یہ تمام رئیسانہ کروفر ترک کر دیا، مدینہ پہنچے تو بدن پر ایک کمبل کانٹوں کی گھنڈی لگا کر لٹکا رکھا تھا۔ (۱)

حضرت مصعب بن عمیرؓ کی تبلیغ

حضرت مصعب بن عمیرؓ نے مدینہ پہنچ کر حضرت اسعد بن زرارہؓ کے یہاں قیام کیا اور بڑی دانائی وحکمت سے تبلیغ کا فریضہ انجام دینے لگے، مدینہ کے مسلمان انہیں المقری (پڑھانے والا استاد) کہا کرتے تھے جوان کا وعظ سنتا دل سے عزت کرنے لگتا۔ ایک دفعہ اسعد بن زرارہؓ اور چند مسلمانوں کو لے کر بئر مرق (مرق نامی کوئیں) پر پہونچ گئے تاکہ بنی عبد الاشہل اور بنی ظفر میں تبلیغ کر سکیں۔

اس قبیلے کے دو سرداروں سعد بن معاذؓ اور اسید بن حضیرؓ کو خبر ہوئی یہ دونوں اس وقت کافر تھے اس لئے سعد نے اسید سے کہا کچھ مسلمان ہمارے محلے میں احمقوں کو پھانسنے کے لئے گھس آئے ہیں تم جا کر انہیں ڈانٹو اور نکال دو، اسعد میرا خالہ زاد بھائی لگتا ہے ورنہ میں خود جا کر انہیں مار بھگاتا۔ اسید نے ہتھیار پہنا اور آتے ہی مسلمانوں کو گالی دینے لگے اور کہا خیریت سمجھو تو یہاں سے نکل جاؤ، اس وقت حضرت اسعد نے حضرت مصعبؓ سے کہا یہ قبیلے کے سردار ہیں انہیں کسی صورت سے اللہ پر ایمان کی دعوت دو، چنانچہ حضرت مصعبؓ نے ان کے غصے اور گالی کی پرواہ کئے بغیر کہا، او قوم کے سردار! براہ کرم بیٹھ کر میری بات سن لیجئے اگر مفید مطلب ہو تو قبول فرمایئے ورنہ رد کر دیجئے۔ حضرت اسید ان کی نرمی وشیریں کلامی سے متاثر ہو کر بیٹھ گئے۔ حضرت مصعبؓ نے پہلے قرآن مجید کی تلاوت کی پھر سمجھانے لگے حضرت اسید پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ دوران تقریر ہی میں مرحبا وآفریں کہنے لگے اور آخر میں پوچھا کہ اسلام میں داخل ہونے کا کیا طریقہ ہے انہیں بتایا گیا تو فوراً کلمہ پڑھ کر ایمان لے آئے۔ اور کہا جا کر تم اپنے دوسرے سردار سعد بن معاذؓ کو بھیج دیتے ہیں، اگر وہ ایمان لے آئے تو تمہارا کوئی مخالف نہ رہے گا۔

حضرت اسیدؓ نے واپس جا کر بڑی حکمت عملی سے حضرت سعد بن معاذؓ کو بھیج دیا وہ پہنچے تو دیکھا کہ یہ دونوں بزرگ بیٹھے ہوئے اپنے دین کی اشاعت میں مصروف ہیں فوراً جھڑکی جمائی اور اپنے خالہ زاد

---

(۱) ابن ہشام ۱/ ۴۲۹

Marfat.com

بھائی حضرت اسعد بن زرارہؓ سے کہا اگر آپ سے میری قرابت نہ ہوتی تو تکلیف پہنچا دیتا لیکن بھلائی اسی میں ہے کہ آپ لوگ یہاں سے نکل جائیں۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ نے عرض کیا کہ اے قبیلے کے سردار! آپ فہم وفراست والے ہیں، ہم کوئی بری بات لے کر نہیں آئے ہیں، آپ ذرا دیر بیٹھ کر میری بات سن لیجئے اگر مفید اور پسندیدہ ہو تو ٹھیک ہے ورنہ ہم خود یہاں سے نکل جائیں گے یہ سنتے ہی حضرت سعد تلوار رکھ کر بیٹھ گئے اور حضرت مصعبؓ نے تلاوت کلام پاک کے بعد اپنی جادو بیانی سے انہیں بھی ہمنوا بنالیا اور وعظ کا سلسلہ بند ہوتے ہی دیکھا کہ حضرت سعد بن معاذ کے چہرے پر ایمان کی بشاشت ظاہر ہو رہی ہے اور پوچھ رہے ہیں کہ میں ایمان کس طرح سے قبول کر سکتا ہوں فرمایا آپ غسل کر کے پاک کپڑا پہن لیجئے اور کلمہ شہادت پڑھ کر دو رکعت نماز شکرانہ ادا کیجئے حضرت سعدؓ نے ایسا ہی کیا، پھر دل میں ایمان کا ایسا جذبہ پیدا ہوا کہ اپنی قوم کے پاس آئے اور سب کو جمع کر کے پوچھا، آپ لوگ مجھے کیا سمجھتے ہو؟ وہ بولے آپ ہمارے سردار اور ہم میں سب سے افضل ہیں آپ کا حکم ہمارے لئے واجب العمل ہے۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا میں نے اسلام قبول کر لیا ہے میری رائے ہے کہ تم بھی اس دین حق کو قبول کر لو، یاد رکھو جب تک تم لوگ ایمان نہیں لاؤ گے میرا تم سے کوئی واسطہ نہ ہوگا۔ حضرت سعد کا یہ کہنا تھا کہ لوگ جوق درجوق اسلام میں داخل ہونے لگے اور ایک ہی دن میں بنو عبد الاشہل کا پورا قبیلہ ایمان لے آیا اس کے بعد حضرت مصعب بن عمیرؓ کی تعلیم وتبلیغ نے ایسا اثر کیا کہ مدینہ کے گھر گھر میں اسلام کا چرچا ہونے لگا اور ان کے ساتھیوں کی جدوجہد سے ایک جم غفیر اسلام کا حامی بن گیا۔(۱)

بیعت عقبہ ثانیہ

۱۳ نبوت مطابق جون ۶۲۲ء کو مدینہ کے ۷۳ مرد آئے ان کے ساتھ دو عورتیں (۱) ام عمارہؓ اور (۲) اسماء بنت عمرو بھی تھیں ان لوگوں کو مدینہ کے نومسلموں نے اسی لئے بھیجا تھا کہ بیعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو مدینہ تشریف لانے کی دعوت بھی دیں چنانچہ انہوں نے اپنی آمد کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو بھیج دی اور خود مقام عقبہ میں ٹھہر کر آپ کا انتظار کرنے لگے۔

حسب وعدہ آپ ﷺ رات گئے تشریف لائے تو آپ کے ساتھ آپ کے چچا عباسؓ بھی تھے وہ

---

(۱) ابن ہشام ۱/۴۳۶-۴۳۸

Marfat.com

اس وقت اگرچہ مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن خونی رشتہ اور ہمدردی کی وجہ سے آپ نے ان کو ہمراہ لے لیا تھا۔ جب مدینہ والوں سے ملاقات ہوئی تو سب سے پہلے حضرت عباسؓ نے ان سے خطاب کیا کہ محمد ﷺ ہمارے گھر کے ایک فرد ہیں، ہم اہل خاندان ان کی حفاظت کرتے ہیں تم لوگ ان سے معاہدہ کرتے ہو اور اپنے یہاں لے جانا چاہتے ہو تو خوب سوچ سمجھ کر اقدام کرو، ان کا ساتھ دینے سے تمہیں خونریز لڑائیوں کا سامنا کرنا پڑے گا، اپنی جان و مال کو خطرے میں ڈالنا ہوگا۔ یہ منظور ہو تو لے جا سکتے ہو ورنہ اگر لے جا کر ساتھ چھوڑ دینا اور رسوا کرنا ہو تو اس سے بہتر یہ ہے کہ پہلے سے جواب دے دو اور انہیں اپنے خاندان اور اپنے شہر میں رہنے دو۔

یہ تقریر ختم ہوئی تو اہل مدینہ نے کہا ہم نے آپ کی بات سن لی اب رسول اللہ ﷺ کچھ فرمائیں اور اپنی ذات اور اپنے رب کے لئے جو معاہدہ پسند ہو ہم سے لے لیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حقوق اللہ وحقوق العباد اور ان ذمہ داریوں کو بیان کیا جو ان کے لے جانے کے بعد ان پر عائد ہوتی تھیں اس کے بعد جانبین سے معاہدہ ہوا۔ ابوہیثم بن تیہان وغیرہ نے کہا کیا آپ ہمیں چھوڑ تو نہیں دیں گے، فرمایا میرا مرنا اور میرا جینا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور اس خدمت دین کے بدلے تمہارے لئے جنت کی لازوال نعمت ہوگی۔ پھر اس بات پر بیعت ہوئی کہ (۱) خوشی اور غمی ہر حال میں ہم آپ کی اطاعت کریں گے (۲) امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں آپ کا ساتھ دیں گے۔ (۳) حق کے بارے میں کسی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے (۴) جان، مال، اولاد وازواج کی طرح سے آپ کی محافظت کریں گے۔

بارہ (۱۲) نقیب

بیعت تمام ہوئی تو آپ نے ان میں سے درج ذیل بارہ (۱۲) آدمیوں کو منتخب فرمایا: (۱) اسعد بن زرارہؓ، (۲) عبداللہ بن حرامؓ، (۳) سعد بن ربیعؓ، (۴) عبداللہ بن رواحہؓ، (۵) رافع بن مالکؓ، (۶) براء بن معرورؓ، (۷) عبادہ بن صامتؓ، (۸) سعد بن عبادہؓ، (۹) منذر بن عمروؓ (یہ سب خزرج سے تھے) (۱۰) اسید بن حضیرؓ، (۱۱) سعد بن خیثمہؓ، (۱۲) رفاعہ بن عبدالمنذر یا ابوالہیثم بن تیہان (یہ سب قبیلہ اوس کے تھے)

اس انتخاب کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کے ۱۲ حواری تھے اسی طرح تم میری طرف سے اپنی قوم پر ۱۲ نقیب ہو تمہیں اپنی قوم کی حفاظت ونگرانی کرنی ہے تاکہ میں دین کا

Marfat.com

کام سہولت اور حسن وخوبی سے انجام دے سکوں۔(۱)

شیطان کی آواز

یہ بیعت اور معاہدہ ختم ہونے کے قریب ہوا تو ایک شیطان نے پہاڑ کی چوٹی سے چیخ کر کہا اے اہل مکہ! سن لو محمد ﷺ اور مدینہ والے تمہارے خلاف مشورہ کر رہے ہیں، اس آواز کو نبی ﷺ اور مسلمانوں نے سنا تو کوئی پرواہ نہیں کی بلکہ اطمینان سے کارروائی جاری رکھی۔ اہل مدینہ نے آپ سے عرض کیا کہ آپ حکم دیں تو ہم ابھی سے مخالفین کو اپنی تلوار کا جوہر دکھادیں، لیکن آپ نے فرمایا مجھے ابھی جنگ کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ معاہدہ مکمل ہو گیا تو آپ کے حکم سے یہ جلسہ برخاست ہوا۔ نبی ﷺ اور حضرت عباسؓ مکہ چلے آئے اور مدینہ کے مومنین بھی اپنی قیام گاہوں میں جا کر سو گئے۔

مدینہ سے آنے والے کچھ مشرکین اور بت پرست بھی تھے ان کو اس بیعت اور معاہدہ میں شریک نہیں کیا گیا تھا اس لئے انہیں اس کی کوئی خبر نہیں ہوئی، صبح سویرے جب مکہ والے تفتیش میں نکلے تو سب سے پہلے عبداللہ بن ابی بن سلول سے ملے جو مدینہ کے مشرکین میں سے تھا اور بعد میں منافقوں کا سردار ہوا۔ اس نے قسم کھا کر کہا کہ ہم سے اس قسم کا کوئی معاہدہ نہیں ہوا ہے اگر کوئی بات ہوتی تو اس کا علم مجھے ضرور ہوتا کیونکہ ایسا اہم کام بغیر میرے مشورہ کے نہیں ہو سکتا۔ مسلمان جو وہاں موجود تھے خاموش رہے اس لئے کفار مکہ عبداللہ بن ابی کی بات پر یقین کر کے واپس چلے گئے اور ادھر جب مسلمانوں کو قریش کی حرکت کا علم ہوا تو خاموشی کے ساتھ ایک ایک کر کے کوچ کر گئے اور مکہ والوں کو واقعہ کا صحیح علم بعد میں ہوا لہٰذا دوسرے دن اس کی تلاش میں پھر آئے تو دیکھا مدینہ کا قافلہ جا چکا ہے، صرف دو آدمی رہ گئے تھے جن میں سعد بن عبادہؓ کو پکڑ لیا اور ان کا ہاتھ گردن کی طرف باندھ کر کس دیا سر کا بال نوچا اور مکہ لے جا کر مارا پیٹا، بالآخر مطعم بن عدی اور حارث بن امیہ کی سفارش سے بمشکل رہا کئے گئے۔(۲)

عمرو بن جموح کی بت پرستی اور اسلام

حضرت عمرو بن جموحؓ بنو سلمہ کے سادات اور اشراف میں شمار ہوتے تھے اسلام سے قبل لکڑی کا ایک بت منات کے نام سے خوب آراستہ کر کے رکھتے اور پوجتے تھے ان کے بیٹے معاذؓ بیعت عقبہ میں اسلام کی چاشنی اور توحید کی لذت سے آشنا ہو چکے تھے ان کے ذریعہ معاذ بن جبلؓ وغیرہ چند نوجوان اور بھی

---

(۱) ابن ہشام ۱/۴۴۱-۴۴۲

(۲) ابن ہشام ۲/۹۰

Marfat.com

اسلام کے قائل ہو گئے وہ چاہتے تھے کہ ہمارے والد جو قبیلے کے با اثر سردار ہیں اس نعمت سے محروم نہ رہیں اس لئے طرح طرح سے سمجھایا اور اسلام کی دعوت دی لیکن وہ برابر انکار کرتے رہے۔ بالآخر ان کے بیٹے کو ایک تدبیر سوجھی رات کو باپ سو گیا تو اٹھ کر منات بت کو گھر کے قریب ایک گندے نالے میں پھینک آئے مقصد یہ تھا کہ اپنے معبود کی درگت دیکھ کر شاید احساس بیدار ہو جائے کہ جو بت اپنی ذات کو ذلت سے نہیں بچا سکتا وہ ہمارے کس کام آئے گا۔

حضرت عمرو بن جموح صبح کو اٹھے منات کو گم پا کر ادھر ادھر تلاش کیا دیکھا کہ ایک گڑھے میں اوندھا پڑا ہے، پھینکنے والے کا پتہ نہیں چل سکا، اس لئے نہلا دھلا کر خوشبو سے معطر کیا اور ٹھکانے پر لا کر رکھ دیا لیکن دوسری رات پھر یہی واقعہ پیش آیا تو پورے محلے والوں پر بہت ناراض ہوئے ہر چھوٹے بڑے سے پوچھا لیکن کرنے والے گھر کے بھیدی تھے اس لئے پتہ نہیں لگ سکا، پھر صاف ستھرا کر کے استھان پر رکھ دیا تیسری رات ان کے بیٹے نے پھر یہی معاملہ کیا اس لئے حضرت عمرو بن جموح بہت پریشان ہوئے، مسلسل کئی روز یہی حرکت دیکھ کر ایک دن نہلایا دھلایا اور پوجا پاٹ کے بعد اس کی گردن میں تلوار لٹکا دی اور تھم کر کہنے لگے میں تو تیرے دشمن کو نہیں معلوم کر سکا لیکن اگر تجھ میں کچھ سکت اور بھلائی ہے تو اس تلوار سے اس کی گردن مار دینا، یہ کہہ کر رات کو سو گئے ان کو یقین تھا کہ اتنی درگت کے بعد اپنی قوت ضرور استعمال کرے گا لیکن تھوڑی دیر کے بعد ان کے بیٹے نے اٹھ کر تلوار اس کی گردن سے اتار دی اور منات کو اٹھا کر باہر لے گئے دیکھا کہ ایک کتا مرا ہوا پڑا ہے پس اسے اس مردہ کتے کے ساتھ باندھ کر ایک گندے کنوئیں میں ڈال دیا۔ جب عمرو بن جموح صبح کو بیدار ہوئے تو دیکھا کہ بت آج بھی غائب ہے۔ فوراً تلاش کے لئے نکلے معلوم ہوا کہ اس گندے کنوئیں میں ایک مردہ کتے کے ساتھ بندھا ہوا الٹا پڑا ہے یہ دیکھتے ہی دل میں اس سے نفرت پیدا ہوئی، توحید کا جذبہ بیدار ہوا، اپنے بیٹے معاذ اور دوسرے اعزہ کو بلایا اسلام کا کلمہ پڑھا اور فی البدیہہ درج ذیل اشعار کہے ۔

والله لو كنت الهاً لم تكن — أنت وكلب وسط بئر في قرن
الحمد لله العلیٰ ذی المنن — الواهب الرزاق ديان الدين
هو الذی أنقذنی من قبل أن — أكـــون فی ظلمة قبر مرتهن

واللہ اگر تو معبود ہوتا تو کتے کے ساتھ کنوئیں میں بندھا ہوا نہ رہتا۔ اللہ بزرگ احسان کرنے

Marfat.com

والے بخشنے والے روزی دینے والے روز جزا کے مالک کا شکر ہے کہ اس نے مجھ کو قبر کی ظلمت میں گرفتار ہونے سے بچالیا۔(۱)

معراج

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ، سُبحٰنَ الَّذِیٓ اَسرٰی بِعَبدِہٖ لَیلًا مِّنَ المَسجِدِ الحَرَامِ اِلَی المَسجِدِ الاَقصَی الَّذِی بٰرَکنَا حَولَہٗ لِنُرِیَہٗ مِن اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیعُ البَصِیرُ. (۲)

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے اردگرد ہم نے برکت دی ہے سیر کرائی تا کہ ہم اس کو اپنی نشانیاں دکھائیں، بلاشک اللہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

اسراء رات کے سیر کو کہتے ہیں لیــــلا کو نکرہ لا کر تھوڑی مدت کی طرف اشارہ فرمایا ہے یعنی یہ کہ معراج کا اتنا بڑا واقعہ رات کے تھوڑے ہی وقت میں مکمل ہوگیا، اور عبد کے لفظ سے واضح کیا گیا ہے کہ معراج روح مع جسم کے بیداری کی حالت میں ہوئی۔ کیونکہ عبد کا اطلاق عام طور پر روح مع الجسد ہی پر ہوتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ ہجرت میں اسراء، لیلا اور عبد کے یہی تینوں الفاظ آئے ہیں، فرمایا: ﴿فَاَسرِ بِعِبَادِی لَیلًا اِنَّکُم مُّتَّبَعُونَ﴾ یہاں روح مع الجسد سے کس کو انکار ہوسکتا ہے۔ اور رات کی اس سیر پر سبحٰن کا لفظ تنزیہ بھی اسی امر کی طرف مشیر ہے کہ یہ عجیب واقعہ خواب کا نہیں ہوسکتا بلکہ بیداری میں اہمیت کا حامل ہے۔ اور ﴿لِنُرِیَہٗ مِن آیٰتِنَا﴾ سے اشارہ کیا گیا ہے یہ سیر مسجد اقصیٰ سے آگے آسمانوں پر بھی ہوئی چنانچہ روح المعانی میں اس کی تفسیر لنرفعہ الی السماء سے کی گئی ہے اور حدیث صحیحین وغیرہ سے بصراحت یہ امر ثابت ہے۔ نیز سورۃ النجم میں ﴿وَلَقَد رَاٰہُ نَزلَۃً اُخرٰی عِندَ سِدرَۃِ المُنتَھٰی﴾ سے جبرئیل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس یعنی ساتویں آسمان پر اصلی شکل میں دیکھنے کا واقعہ مذکور ہے پس یہ آیت بھی ساتویں آسمان پر آپ کے بجسدہ الشریف جانے کو بصراحت ثابت کرتی ہے۔

بالفرض اگر معراج منام یعنی حالت خواب میں یا صرف روحانی طور پر ہوئی ہوتی تو کفار کا انکار اور بعض خام مسلمانوں کا مرتد ہونا عمل میں نہ آتا۔ اس لئے کہ خواب میں ایسا ہونا عجیب وغریب نہیں جس کا انکار کیا جائے۔

(۱) ابن ہشام ۲/۹۶

(۲) سورۂ اسراء:۱

Marfat.com

معراج کب ہوئی

معراج کس سن میں ہوئی اس میں شدید اختلاف ہے۔ بعضوں نے بعثت کے سال بعضوں نے ۵ نبوت، بعضوں نے رجب ۱۱ نبوت بعضوں نے رمضان ۱۲ نبوت اور بعضوں نے ۱۳ نبوت بھی لکھا ہے۔

لیکن یہ امر اپنی جگہ متعین ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا انتقال پانچوں نمازوں کی فرضیت سے قبل ۱۰ نبوت میں ہوا ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ نماز معراج کی رات میں فرض کی گئی ہے۔ پس ثابت ہے کہ معراج ۱۰ نبوت کے بعد ہی کسی سنہ میں واقعہ ہوئی ہے نہ کہ اس سے قبل۔

معراج اور اس کا واقعہ

معراج کی روایت کرنے والے حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ، ابوہریرہؓ اور انس رضی اللہ عنہ وغیرہ کل تیس (۳۰) صحابہ وصحابیات ہیں۔

واقعہ یوں ہے کہ حضرت ام ہانیؓ کے گھر سے جہاں آپ ﷺ سوئے تھے چھت کھول کر آپ کو نکالا گیا، پھر حطیم کعبہ میں لا کر نیند سے بیدار کر کے سب سے پہلے سینہ مبارک چاک کیا گیا پھر قلب اطہر کو سونے کی تشت میں رکھ کر آب زمزم سے دھویا گیا پھر اس میں ایمان وحکمت بھر کر اپنی جگہ درست کر دیا گیا۔

اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام براق لائے جس کا رنگ سفید قد گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا رفتار بجلی کی طرح تیز ایک قدم اپنی حد نگاہ پر رکھتا تھا۔ (۱)

ایک روایت میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے اس کی رکاب تھامی اور میکائیل علیہ السلام نے لگام ہاتھ میں لی۔ (۲)

جب آپ ﷺ نے براق پر سوار ہونے کا ارادہ کیا تو تیز طرار گھوڑے کی طرح شوخی کرنے لگا تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا: أ تفعل هذا بمحمد فوالله مبارك بك احد اكرم على الله منه قال فارفض منه عرقا۔ کیا تو محمد ﷺ کے ساتھ شوخی کرتا ہے قسم اللہ کی آج تک تیری پیٹھ پر ان سے بڑھ کر مرتبے والا کوئی سوار نہیں ہوا یہ سن کر براق ندامت سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ (۳)

---

(۱) صحیح بخاری ۱: ۵۴۸ (۲) صحیح بخاری ۱: ۵۴۸

(۳) سنن ترمذی ۲: ۱۴۱

Marfat.com

پھر آپ ﷺ اطمینان سے سوار ہو کر ایک ایسی زمین پر گزرے جہاں کھجوروں کے درخت کثرت سے تھے جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہاں اتر کر دو رکعت نفل پڑھئے اور بتایا کہ یہ یثرب یعنی مدینہ منورہ ہے۔ پھر چلے تو ایک سفید زمین پر گزرے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہاں بھی اتر کر نماز پڑھئے اور بتایا کہ یہ شعیب علیہ السلام کا مدین ہے۔ پھر بیت اللحم پر گزر ہوا، وہاں بھی نماز پڑھائی اور بتایا کہ یہ عیسی علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے۔ (۱)

ایک روایت میں ہے کہ طور سینا پر پہنچے اور وہاں بھی نماز پڑھوائی جہاں موسیٰ علیہ السلام اللہ سے کلام فرماتے تھے۔ (۲)

پھر مسجد اقصی پر پہنچے اور براق کو اس حلقے میں باندھا جس میں انبیاء علیہ السلام اپنی سواریاں باندھتے تھے پھر مسجد کے اندر تشریف لے گئے وہاں اللہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے انبیاء و رسل علیہم السلام کو حاضر کیا ملاقات اور سلام و کلام کے بعد ان سب نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی یہ عشاء اور فجر کے مابین رات کا وقت تھا اس لئے جو نماز پڑھی گئی وہ تہجد یا اور کوئی نفلی نماز رہی ہوگی پھر وہاں سے نکلے تو آپ کے سامنے دو پیالے دودھ اور شراب کے پیش کیے گئے آپ نے دودھ کو پیا اور شراب کو نہیں چھوا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا، کہ آپ فطرت اسلام کی طرف ہدایت دیئے گئے ہیں اگر شراب پی لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی پھر وہاں سے اوپر کو چلے تو یکے بعد دیگرے ساتوں آسمان پر تشریف لے گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا تو ہر آسمان پر اللہ کے مقرر کیے ہوئے نگہبان فرشتوں نے پوچھا کون ہو؟ کہا جبرئیل ہوں پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے بتایا کہ محمد ﷺ ہیں، پوچھا کیا بلائے گئے ہیں۔ فرمایا ہاں۔ پھر دروازہ کھولا گیا تو ہر آسمان کے ملائکہ نے آپ کو مرحبا و خوش آمدید کہا۔

پہلے آسمان پر آدم علیہ السلام دوسرے پر عیسی و یحیٰ علیہما السلام تیسرے پر یوسف علیہ السلام چوتھے پر ادریس علیہ السلام پانچویں پر ہارون علیہ السلام چھٹے پر موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں پر ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ان سب کو آپ ﷺ نے سلام کیا اور سب نے جواب دیا اور مرحبا کہتے ہوئے اچھے القاب و خطابات سے یاد کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے داہنے طرف جنت میں جانے والی ذریت تھی جسے دیکھ کر خوش ہوتے

---

(۱) دلائل النبوہ للبیہقی ۲/۳۵۵ (۲) سنن نسائی ۱/۲۲۲

Marfat.com

اور بائیں طرف جہنم میں جانے والی اولاد تھی جسے دیکھ کر غمگین ہوتے اسی طرح موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کر کے آگے بڑھے تو ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ تبلیغ رسالت میں جو کامیابی آپ کو ہوگی میں حاصل نہیں کر سکا اس لئے کہ آپ کی امت میری امت سے بہت زیادہ ہوگی۔

پھر آپ ﷺ کے سامنے بیت المعمور ظاہر کیا گیا پوچھنے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ وہ مقام ہے جہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے نماز کے لئے آتے ہیں اور دوبارہ تا قیامت ان کی باری بھی نہ آئے گی۔ پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ لے جائے گئے اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح اور پھل بڑے بڑے مٹکوں کے مانند تھے اس کے نیچے چار نہریں بہتی نظر آئیں، دو ظاہر اور دو باطن، ظاہر فرات و نیل ہیں اور باطن جنت کی وہ دو نہریں تھیں جن کی مثال بیان سے باہر ہے، زمین سے جو اعمال اٹھائے جاتے ہیں ان کی انتہا یہیں ہوتی ہے اور جو احکام اوپر سے آتے ہیں وہ بھی یہیں سے بھیجے جاتے ہیں اس لئے اس کا نام سدرۃ المنتہیٰ رکھا گیا۔ صحیحین وغیرہ میں ہے کہ سدرہ کو فرشتگان خدا سونے کے پروانوں اور پتنگوں کی شکل میں اس طرح گھیر لیتے ہیں کہ اس کی اصلی ہیئت بدل جاتی ہے اور خوبصورتی میں ایسا اضافہ ہو جاتا ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی اس کے بیان کی طاقت نہیں رکھتا۔

پھر آپ ﷺ کو وہاں سے اللہ جل جلالہ کی طرف اوپر چڑھایا گیا اور آپ خداوند قدوس سے اس قدر قریب ہوئے کہ دو کمان کے گوشوں کے برابر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم۔ وہاں آپ کو اللہ رب العالمین سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا اور مخصوص وحی کے ذریعہ پچاس وقت کی نمازوں کا تحفہ ملا۔ اس اعزاز و اکرام کے بعد رخصت ہو کر آپ واپس تشریف لائے، راستے میں موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے دریافت کیا کہ اللہ نے آپ پر کیا فریضہ عائد کیا۔ فرمایا پچاس وقت کی نماز۔ موسیٰ علیہ السلام بولے، میں نے ایک عرصہ تک بنی اسرائیل کا تجربہ کیا ہے لوگوں کے حال سے بخوبی واقف ہوں آپ کی امت اتنی نمازوں کی طاقت نہیں لا سکے گی، جائیے اس میں تخفیف کرائیے۔ چنانچہ آپ نے دوبارہ بارگاہ قدس میں حاضری کی سعادت حاصل کی اور تخفیف کی درخواست فرمائی۔ اللہ عزوجل نے منظور فرما کر پانچ وقت کی نماز کم کر دی۔ اور اسے تسلیم کر کے واپس لوٹے، موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو دوبارہ پھر تخفیف کا مشورہ دیا، چنانچہ تیسری بار پھر آپ عالم بالا میں پہنچے رب العالمین نے پھر آپ کی خواہش پوری کر دی اور پانچ وقت کی نماز وضع ہوگئی لیکن حضرت کلیم اللہ نے پھر آپ کو واپس جا کر تخفیف کرانے کا

Marfat.com

مشورہ دیا اور اس طرح سے کل ۹ مرتبہ آپ کو آنے جانے کی سعادت حاصل ہوئی، دسویں بار پھر موسیٰ علیہ السلام نے تخفیف کرانے کا مشورہ دیا لیکن آپ نے فرمایا کہ اب مجھے اس سے بھی کم کرانے اور مزید درخواست کرنے سے شرم آتی ہے لہذا اتنی نماز میں بخوشی منظور کر لیتا ہوں، آپ کی یہ رضامندی وتسلیم بالکل اللہ کی مرضی کے موافق تھی، فوراً اوپر سے آواز آئی ﴿لا یبدل القول لدی﴾ میرے یہاں بات بدلی نہیں جاتی، میں نے اپنا فریضہ نافذ کر دیا اور اجر ایک کا دس گنا رکھا۔ پس یہ پانچ وقت کی نمازیں پچاس ہی کے برابر ہیں۔ (۱)

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ساتھ کہاں چھوڑا

صاحب نشر الطیب نے بحوالہ شفاء الصدور بروایت ابن عباسؓ تحریر کیا ہے کہ آپ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے بڑھے تو ایک خاص مقام پر جبرئیل علیہ السلام ٹھہر گئے اور آپ کا ساتھ چھوڑ دیا آپ نے فرمایا یہاں تک ہم کاب رہنے کے بعد ساتھ کیوں چھوڑ رہے ہیں، عرض کیا کہ اگر میں یہاں سے ایک بال کے برابر بھی اوپر پرواز کروں تو اللہ کی تجلی کی روشنی مجھے جلا دیگی پس آپ وہاں سے آگے بڑھے تو آپ کو نور میں پیوست کر کے ستر ہزار حجاب طے کرائے گئے یہاں تک کہ تمام قسم کی آواز منقطع ہوگئی پھر اللہ کے حضور رحمت کا نزول ہوا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ قطع حجابات کے بعد رفرف یعنی سبز مسند لائی گئی اس پر سوار ہو کر عرش الٰہی تک پہنچے اور اس کی عظمت وشان ایسی دیکھی کہ زبان اس کے بیان سے قاصر ہے۔ ﴿وَغَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا لَا تَعْلَمُ صِحَّتَهٗ مِنْ سَقْمِهٖ﴾.

رویت الٰہی

اس باب میں صحابہ کے مابین اختلاف ہے کہ آنحضور ﷺ نے اللہ عز وجل کو دیکھا یا نہیں ابن عباس کہتے ہیں کہ آپ نے دیکھا لیکن حضرت عائشہ وابن مسعود اس کا انکار کرتے ہیں حضرت ابو ذرؓ سے مروی ہے کہ میں نے پوچھا کہ آپ نے رب تبارک وتعالی کو دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ نورانی ہے میری اور اس کی رویت میں نور حائل تھا، ایک دوسری روایت میں ہے کہ میں نے نور خداوندی کو دیکھا اس کے علاوہ بعض روایات میں بحالت منام دیکھنے کا ثبوت ملتا ہے لیکن وہ لیلۃ المعراج کے علاوہ ہے۔ (۲)

---

(۱) صحیح بخاری ۱/۵۴۸

(۲) زاد المعاد ۲/۴۸

Marfat.com

عبرت کی دیگر نشانیاں

مذکورہ بالا واقعات وآیات کے علاوہ معراج کی شب میں جن عجائبات قدرت کو مثالی طور پر آپ نے دیکھا ان میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) آپ کا گزر ایک بڑھیا پر ہوا جو سر راہ کھڑی تھی آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا، یہ کون ہے؟ فرمایا یہ دنیا کی مثال ہے اس کی اتنی ہی عمر رہ گئی ہے جیسے اس بڑھیا کی ہے۔

(۲) پھر اس راہ پر ایک بڈھا ملا اس نے آپ کو بلایا اے محمد ﷺ ادھر آیئے لیکن جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا آگے چلئے پھر بتایا یہ ابلیس ہے اگر آپ اس کے بلاوے پر چلے جاتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔

(۳) پھر ایک جماعت پر گزر ہوا جنہوں نے آپ کو السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا حاشر کہا۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا ان کو جواب دیجئے پھر بتایا کہ یہ ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ ہیں۔(۱)

(۴) پھر ایک قوم پر گزر ہوا جو ایک ہی دن میں فصل بوتی اور کاٹتی ہے اور کاٹنے کے بعد پہلے کی طرح پھر فصل تیار ہو جاتی ہے پوچھنے پر جبرئیل نے بتایا کہ یہ راہ خدا میں جہاد کرنے والے لوگ ہیں ان کی نیکی سات سو گنا تک بڑھتی ہے اور جو خرچ کرتے ہیں اس کا اچھا بدلہ پا جاتے ہیں۔

(۵) پھر ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے سر پتھر سے کچلے جاتے تھے اور ٹوٹ جانے کے بعد پہلے کی طرح درست ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ توڑنے اور کچلنے کا برابر جاری رہتا ہے۔ حضرت جبرئیل نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز سے لاپرواہی اور غفلت برتتے ہیں۔

(۶) پھر ایک قوم کو دیکھا جن کی شرمگاہوں پر آگے پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں اور جانوروں کی طرح چر رہے ہیں اور زقوم کا درخت جہنم کے پتھر کھا رہے ہیں، پوچھنے پر بتایا کہ یہ اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتے تھے۔

(۷) پھر ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے سامنے ایک ہنڈیا میں پکا ہوا ایک ہنڈیا میں کچا اور سڑا ہوا گوشت رکھا تھا لیکن وہ پکے ہوئے گوشت کو چھوڑ کر سڑا ہوا کچا گوشت کھاتے تھے۔ پوچھنے پر بتایا کہ یہ وہ مرد

---

(۱) دلائل النبوۃ للبیہقی ۲/ ۳۵۵، قال ابن کثیر فی الفاظہ نکارۃ

Marfat.com

اور عورتیں ہیں جو پاک اور حلال بیوی اور خاوند کو چھوڑ کر ناپاک مرد یا عورت کے پاس جاتے اور وہیں صبح کرتے ہیں۔

(۸) پھر ایک ایسے شخص پر گزر ہوا جو لکڑیوں کا ایک بڑا گٹھ جمع کیے ہوئے تھا کہ اس کا اٹھانا محال ہے لیکن وہ اس میں اور لا کر ملاتا ہے۔ پوچھنے پر بتایا کہ یہ آپ کی امت کا وہ انسان ہے جس کے ذمے لوگوں کے بہت سے حقوق اور امانتیں ہیں جنہیں ادا نہیں کر سکتا پھر بھی وہ اس سے زیادہ اپنے اوپر لادتا جاتا ہے۔

(۹) پھر ایسے لوگوں پر گزر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ پوچھنے پر بتایا کہ یہ آپ کی امت کے خطیب اور واعظ ہیں جن کا عمل ان کے قول کے خلاف ہے۔

(۱۰) پھر ایک چھوٹے پتھر کو دیکھا جس سے ایک بڑا بیل نکلا وہ بیل دوبارہ اس پتھر میں گھسنا چاہتا ہے لیکن ممکن نہیں ہوتا۔ پوچھنے پر بتایا کہ اس شخص کی مثال ہے جو ایک بڑی بات منہ سے نکالے پھر شرمندہ ہو لیکن وہ بات واپس نہیں ہو سکتی۔

(۱۱) پھر ایک پاکیزہ وادی پر گزر ہوا اس سے خوشبودار ٹھنڈی ہوا اور دل پسند آواز آ رہی تھی پوچھا یہ کیا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا یہ جنت کی آواز ہے وہ کہتی ہے خدایا میرے بالا خانے استبرق، حریر، سندس، عبقری، موتی، مونگے، چاندی سونے کے گلاس وتشتریاں اعلیٰ قسم کی سواریاں، شہد وشراب دودھ و مکھن وغیرہ جو بکثرت ہیں ان کے استعمال کرنے والوں کو دے تاکہ آرام سے فائدہ اٹھائیں۔ اللہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ تو ہر اس مسلم و مسلمہ کے لئے ہے جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لائے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، جو مجھ سے ڈرے گا امن میں رہے گا جو مجھ سے مانگے گا پائے گا جو مجھ کو قرض دے گا میں اس کو بدلہ دوں گا جو مجھ پر بھروسہ کرے گا میں اس کے لئے کافی ہوں گا، میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں وعدہ خلافی نہیں کرتا بلاشک مومنوں کے لئے فلاح ہے اور اللہ تعالیٰ احسن الخالقین بابرکت ہے۔ جنت یہ سن کر کہتی ہے میں راضی ہوگئی۔

(۱۲) پھر ایک ایسی وادی پر گزر ہوا جہاں سے خوفناک آواز اور سخت بدبو آئی، آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ جہنم کی آواز ہے وہ کہتی ہے، اے میرے رب میرا پیٹ جن جہنمیوں سے بھرنے کا تو نے وعدہ کیا ہے، پورا فرما کیونکہ میری زنجیریں اور طوق وسلاسل میرے شعلے اور گرم گرم خون و پیپ، عذاب کی سختی اور گہرائی بہت زیادہ ہوگئی ہے اللہ فرماتا ہے کہ تیرے لئے ہر مشرک

Marfat.com

ومشرک ہر کافر و متکبر کو جو قیامت پر ایمان نہیں رکھتا ہم نے تیار کر رکھا ہے جہنم یہ سن کر کہتی ہے میں راضی ہوگئی۔(۱)

(۱۳) پھر ایک ایسی جگہ سے گذرے جس کے داہنے طرف ایک شخص نے پکارا کہ میری طرف نظر کیجئے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن آپ نے کوئی جواب نہیں دیا پھر بائیں طرف سے ایک شخص نے پکارا لیکن آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر ایک عورت ہاتھ کھولے زینت سے آراستہ ملی اس نے پکارا اے محمد ﷺ میری طرف نظر کیجئے لیکن آپ اس پر بھی متوجہ نہ ہوئے، پوچھنے پر جبرئیل نے فرمایا کہ پہلا شخص یہود کا داعی تھا اگر اس کے کہنے میں آتے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی اور دوسرا انصاری کا داعی تھا اگر اس کے کہنے میں آتے تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی اور تیسری آراستہ کی ہوئی عورت دنیا کی مثال تھی اگر اس کی پکار کو قبول کرتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔(۲)

(۱۴) اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ کا گذر ایک ایسے قوم پر ہوا جن کا پیٹ کوٹھریوں کی طرح تھا جب ان میں سے کوئی اٹھتا تو گر پڑتا پوچھنے پر جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ سودخور لوگ ہیں۔

(۱۵) پھر ایک ایسی قوم پر گذر ہوا جن کے لب اونٹ کے لبوں کی طرح تھے وہ آگ کے انگارے نگلتے تھے پھر وہ انگارے ان کے دبر سے باہر خارج ہوتے، جبرئیل نے بتایا یہ یتیموں کا مال حرام طریقہ سے کھانے والے تھے۔

(۱۶) پھر ایسی عورتوں پر گذر ہوا جو اپنی بندھی ہوئی پستانوں پر لٹکی ہوئی تھیں پوچھنے پر بتایا کہ یہ زنا کرنے والی عورتیں ہیں جو دوسروں کے نطفوں کی اولاد لا کر اپنے شوہروں کے سر تھوپتی ہیں۔(۳)

(۱۷) پھر ایسے لوگوں پر گذر ہوا جن کے پہلو کے گوشت کاٹ کر انہیں کھلایا جاتا تھا۔ فرمایا کہ یہ چغلخوری کرنے والے اور دوسروں کا عیب نکالنے والے ہیں۔

(۱۸) پھر ایسے لوگوں پر گذر ہوا جو اپنے چہرے اور سینے کو تانبے کے ناخنوں سے نوچ رہے تھے۔ پوچھنے پر بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو دوسروں کا گوشت کھاتے تھے یعنی ان کی غیبت کرتے تھے۔(۴)

(۱۹) پھر بعض انبیاء علیہم السلام پر گذر ہوا جن کے ساتھ بڑا مجمع تھا اور بعض کے ساتھ کم اور بعض

---

(۱) نشر الطیب بحوالہ طبرانی و بزار
(۲) بیہقی بروایت ابو سعید خدری
(۳) سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۷
(۴) تفسیر ابن کثیر ۳/۲۵

Marfat.com

کے ساتھ کچھ بھی نہیں پھر ایک ایسی امت پر گذر ہوا جس کی تعداد بہت زیادہ تھی پوچھا یہ کون ہیں بتایا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے امتی ہیں پھر کہا گیا کہ سر اٹھایئے چنانچہ سر اٹھا کر دیکھا تو انسانوں کا ایک جم غفیر تھا جو سارے آفاق کو گھیرے ہوئے تھا بتایا گیا یہ آپ کی امت کے لوگ ہیں ان کے علاوہ ستر (۷۰۰۰۰) ہزار اور بھی ہیں جو بلا حساب جنت میں جائیں گے یہ وہ ہوں گے جو جھاڑ پھونک، فال وشگون اور داغ وغیرہ نہیں لگاتے بلکہ صرف اللہ پر توکل رکھتے ہیں۔(۱)

(۲۰) پھر ایک فرشتے سے ملے جس کے چہرے پر نہ مسکراہٹ تھی نہ بشاشت، جبریلؑ نے بتایا یہ خازن جہنم ہیں وہ آج تک نہ آپ سے پہلے کبھی ہنسے نہ آپ کے بعد ہنسیں گے اگر کسی کے سامنے ہنسے ہوتے تو آپ کے سامنے ضرور ہنستے، آپ نے فرمایا ان سے کہئے جہنم کو دکھا دیں پس انہوں نے جہنم کا ایک ڈھکن کھول دیا جس سے اس قدر جوش اور شعلہ بلند ہوا کہ ساری کائنات کو جلا دے، میں نے کہا بند کر دیجئے، انہوں نے فوراً بند کر دیا اور کہا ساکن ہو جا ~~بس ساکن ہو جا~~ پس وہ ساکن ہو کر اپنی جگہ لوٹ گئی۔(۲)

(۲۱) ابن ابی حاتم میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جب مجھے ساتویں آسمان کے سطح پر لے گئے وہاں ایک نہر پر پہنچے جس پر یاقوت، موتی، زبرجد اور سونے چاندی کے پیالے اور برتن بکثرت رکھے تھے میں نے اس کا پانی لے کر پیا تو دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ جبریلؑ نے فرمایا یہ آب کوثر ہے جو اللہ نے آپ کو دیا ہے اور بیہقی میں بروایت ابو سعید مذکور ہے کہ وہاں ایک چشمہ تھا جس کا نام سلسبیل ہے اس سے دو نہریں نکلتی ہیں ایک کا نام کوثر اور دوسرے کا نام نہر رحمت ہے۔(۳)

معراج سے واپسی کے بعد

معراج کی رات ان تمام عجائبات قدرت کو دیکھنے اور اللہ عزوجل کے انعام واکرام سے سرفراز ہونے کے بعد آپ کی واپسی بھی عمل میں آ گئی صبح کو آپ نے اپنی اس سفر کی روداد بیان کی مخالفین نے اس میں استحالہ پیدا کیا اور کہا کہ صرف بیت المقدس تک آنے جانے میں ایک ماہ سے زیادہ لگ جاتا ہے تو یہ لمبا

(۱) نشر الطیب بحوالہ ترمذی (۲) ابن ہشام ۱/۴۰۴
(۳) نشر الطیب ص ۲۷

Marfat.com

سفر رات کی اس قلیل مدت میں کیسے طے ہو گیا، ابو جہل کو بھی بھڑکانے اور بہکانے کا اچھا موقع مل گیا۔ کچھ خاص قسم کے مسلمان بھی یہ سن کر مرتد ہو گئے لیکن ابو بکرؓ نے سنا تو فوراً تصدیق فرمائی، کافروں نے کہا کیا تم اس دعوے کو تسلیم کرتے ہو کہ رات کے تھوڑے حصے میں یہ طول طویل سفر مکمل کر کے صبح ہونے سے پہلے ہی واپس آ گئے فرمایا میں تو اس سے بھی بڑھ کر اس امر کی تصدیق کرتا ہوں کہ اس آسمان کی خبریں آپ کے پاس منٹوں اور سکنڈوں میں آ جاتی ہیں اسی واقعہ سے آپ کو صدیق کا خطاب عطا کیا گیا۔(۱)

کفار حضرت ابو بکرؓ کا جواب سن کر پھر نبی ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر آپ کا یہ سفر صحیح ہے اور سچ مچ آپ بیت المقدس میں داخل ہوئے ہیں تو اس کا پورا نقشہ اور صحیح حالات بیان کیجئے تاکہ ہمیں یقین ہو جائے کہ آپ جھوٹ نہیں کہہ رہے ہیں ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے خود بھی آکر دریافت کیا تاکہ کفار کا تذبذب آپ کے بیان سے رفع ہو جائے۔

اس سوال سے تھوڑی دیر کے لئے آپ کو تردد لاحق ہو گیا اور ذہن میں گھبراہٹ پیدا ہوئی اس لئے کہ سفر کے دوران کسی مقام پر پہنچ کر اس کی بناوٹ اور در و دیوار کی کیفیت اچھی طرح یاد نہیں رہ جاتی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس گھبراہٹ کو دور کرنے کے لئے بیت المقدس کو پورا نقشہ آپ کے سامنے کر دیا آپ اسے دیکھتے جاتے اور کفار جو کچھ پوچھتے اس طرح صحیح صحیح بتاتے گئے کہ سارے مخالفین دم بخود رہ گئے اور حضرت ابو بکرؓ نے ان سب کے سامنے اعلان کر دیا کہ "أشهد أنك رسول الله" میں شہادت دیتا ہوں کہ بلاشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔(۲)

اس طرح کا صحیح جواب پا کر جب کسی شبہے کی گنجائش نہ رہ گئی تو کہنے لگے اچھا آپ اپنے سفر کا کوئی ایسا نشان بتایئے جس سے ہم باور کر سکیں کہ دراصل آپ آج ہی کی رات گئے اور آج ہی کی رات واپس آ گئے ہیں آپ نے فرمایا ٹھیک ہے یہ بھی سن لو آج کی رات جاتے ہوئے جس وقت میرا گذر فلاں وادی میں ہوا تو فلاں قافلے کا ایک اونٹ بھاگا جا رہا تھا میں نے اس کو پکار کر بتا دیا تھا پھر واپسی میں مقام ضجنان پر فلاں قافلہ سویا ہوا تھا انہوں نے تھوڑا سا پانی ڈھانک رکھا تھا میں نے پانی پی کر برتن اسی طرح ڈھانک دیا تھا اب وہ قافلہ بیضاء سے ثنیۃ التنعیم کو آ رہا ہے اس کے آگے ایک خاکستری رنگ کا اونٹ دو بوریوں سے لدا ہوا ملے گا ایک بوری کا رنگ سیاہ اور ایک دھاری دار ہے۔

---

(۱) نشر الطیب ص ۱۱ (۲) صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۱۲

Marfat.com

لوگ یہ سن کر دوڑے ہوئے ثنیۃ التنعیم تک پہنچے دیکھا تو سارا بیان صحیح نکلا پھر پانی کا قصہ پوچھا تو انہوں نے بتایا ہاں پانی ہم نے ڈھانک دیا تھا وہ برتن اسی طرح ڈھکا ہوا مل گیا لیکن اس کا پانی غائب تھا پھر وہ قافلہ جس کا اونٹ بھاگ جارہا تھا مکہ میں پہنچ گیا تو لوگوں نے اس سے بھی دریافت کیا انہوں نے بھی آپ کے بتانے کے مطابق بیان کیا کہ دراصل ہمارا اونٹ فلاں مقام پر بھاگ کر نکل گیا تھا تو ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز پر پہنچ کر اس کو پکڑ لیا۔(۱)

ہجرت مدینہ

بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد نبی ﷺ نے عام صحابہ کو اجازت دے دی کہ جس کو جب موقعہ میسر ہو مدینہ کی طرف ہجرت کر جائے۔ چنانچہ مسلمان اللہ ورسول اور دین وایمان کی محبت میں اپنا گھر بار چھوڑ کر یکے بعد دیگرے مدینہ کی طرف جانے لگے، کفار نے یہ حال دیکھا تو ان کی راہ میں طرح طرح کی دشواریاں پیدا کرنے لگے۔

حضرت ابوسلمہؓ اپنی بیوی و بچے کو لے کر نکلے تو ان کے سسرال والوں نے ان کی بیوی کو اور گھر والوں نے بچے کو چھین لیا وہ سمجھتے تھے کہ ایسا کرنے پر شاید ابوسلمہ اور ان کی بیوی اسلام سے پھر جائیں لیکن حضرت ابوسلمہؓ نے اس مصیبت پر بھی صبر کیا اور اکیلے مدینہ چلے گئے ان کی بیوی بہت پریشان تھیں کیونکہ کافروں نے ان سے ان کے بیٹے کو جدا کر رکھا تھا وہ بیٹے اور شوہر کی جدائی میں شہر کے باہر مقام ابطح میں روزانہ صبح کو جاتیں اور روتے روتے شام کر دیتیں یہاں تک کہ پورا سال گذر گیا، کافروں نے دیکھا کہ اتنی مصیبت جھیلنے کے بعد بھی وہ اسلام سے پھرنے کا نام نہیں لیتی ہیں تو مجبور ہو کر مدینہ جانے کی اجازت دے دی چنانچہ وہ اللہ کا نام لے کر اکیلے نکل پڑیں، چلتے چلتے مقام تنعیم میں عثمان بن ابوطلحہؓ سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ کو مدینہ لے جا کر قباء میں پہنچا دیا جہاں ان کے شوہر موجود تھے۔

اسی طرح عمر بن خطابؓ، عیاش بن ربیعہؓ اور ہشام بن عاصؓ نے مشورہ کر کے ایک ساتھ نکلنے کی تیاری کی دو اول الذکر تو مقام موعود پر پہنچ کر نکلنے میں کامیاب ہو گئے لیکن ہشامؓ کو پکڑ کر کفار نے قید کر دیا پھر عیاشؓ کو واپس لانے کے لئے ابوجہل و حارث جو ان کے اخیافی بھائی تھے مدینہ چلے گئے اور جھوٹا بہانہ کیا کہ تمہاری ماں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک عیاشؓ کو نہ دیکھ لوں گی نہ سر میں کنگھی کروں گی نہ سایہ میں

(۱) نشر الطیب ص ۸۸ و مدارج النبوۃ مترجم ۱/۳۱۱

Marfat.com

بیٹھوں گی چونکہ ان تینوں کی ماں ایک تھی اس لئے عیاشؓ ماں کی محبت میں ان کے ساتھ چلے آئے لیکن راستے میں ابوجہل وحارث نے دغا دیکر ان کی مشکیں باندھ دی اور مکہ میں لاکر مقید کر دیا پھر اہل مکہ سے کہنے لگے ہم نے اپنے سفیہوں کے ساتھ یہ حال کیا ہے تم بھی اپنے سفیہوں کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ کرو۔ مکہ میں حضرت عیاشؓ وحضرت ہشام کو ایک گھر میں بند کر دیا گیا تھا یہ دونوں مسلمان عرصہ دراز تک قید و بندکی مصیبت جھیلتے رہے یہاں تک کہ نبی ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو ان دونوں کی رہائی کی فکر ہوئی اور ایک دن صحابہ سے اس کا ذکر کیا کہ عیاشؓ وہشام کو غار کی قید سے رہائی دلانے کے لئے کون تیار ہوتا ہے؟ خالد بن ولید کے بھائی ولید بن ولیدؓ کھڑے ہو گئے اور کہا میں اس خدمت کے لئے تیار ہوں۔ آپ ﷺ نے ان کی اس تیاری پر خوشی کا اظہار کیا اور مکہ جانے کی اجازت دے دی، مکہ میں ان کا بڑا اثر تھا۔ پہلے انہوں نے قید خانے کی حالت معلوم کی اور ایک دن موقع پا کر چپکے سے نکال لائے۔(۱)

دارالندوہ میں مشورۂ قتل

آنحضرت ﷺ کی ہجرت سے پہلے اکثر وبیشتر مسلمان مکہ خالی کر کے مدینہ پہنچ چکے تھے صرف ابوبکرؓ، علیؓ، صہیب رومیؓ اور چند مجبور ومعذور قسم کے لوگ باقی رہ گئے تھے کفار یہ حال دیکھ کر بہت فکرمند ہوئے انہوں نے سوچا کہ ہمیں ملک شام تجارت کی غرض سے جانے کے لئے مدینہ کی راہ سے گذرنا پڑتا ہے اور مدینہ میں اوس وخزرج کے دو بڑے قبیلے مسلمان ہو چکے ہیں پھر یہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف جانے والے ابھی ان کے ساتھ اکٹھا جمع ہو رہے ہیں اگر ان کی جمعیت مضبوط ہو گئی تو اس راستے سے ہمارا گذر مشکل ہو جائے گا اور شام کی تجارت سے ہم محروم کر دیئے جائیں گے لہذا جلد از جلد اس عظیم مرحلہ سے نمٹنا ضروری ہے اور اب اس کی صرف ایک صورت باقی رہ گئی ہے کہ ان کے نبی محمد ﷺ کو قتل کر کے یہ جھگڑا ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ سرداران قریش میں سے نضر بن حارث، ابوسفیان، ابوالبختری، عتبہ بن ابی معیط، امیہ بن خلف، زمعہ بن اسود، حکیم بن حزام، جبیر بن مطعم، نبیہ ومنبہ، حارث بن عامر، عتبہ، شیبہ، ابوجہل وغیرہ دارالندوہ میں جمع ہو گئے۔

دارالندوہ کے نام سے قصی بن کلاب نے ایک خاص گھر اسی مقصد سے تعمیر کرایا تھا کہ اگر کوئی اہم معاملہ پیش آئے تو اسی گھر میں جمع ہو کر سب کے مشورہ سے طے کر لیا جائے، آج قریش نے اس گھر کا رخ

(۱) ابن ہشام ۱/۴۷۴

کیا تو ان سے پہلے ابلیس لعین بھی ایک فرشتہ صورت بنا کر وہاں کھڑا تھا لوگوں نے پوچھا تم کون ہو، بولا میں نجد کا رہنے والا شیخ ہوں، مجھے آپ لوگوں کے اس اہم مجلس کی خبر ملی تو بطور خیر خواہی حاضر ہو گیا تا کہ آپ لوگوں کی باتیں سن کر صحیح مشورہ دے سکوں۔

اہل نجد دانائی و بزرگی میں مشہور تھے لہذا شیطان نے فریب میں ڈالنے کے لئے اپنے کو انہیں میں سے ظاہر کیا اور بلا تکلف شوریٰ کا صدر مجلس بنالیا گیا اور اکٹھا بیٹھ کر گرما گرم بحث شروع کر دی، زمعہ بن اسود نے کہا کہ محمد ﷺ کو ایک سرکش اونٹ پر بیٹھا کر ملک سے باہر نکال دیا جائے وہ جہاں چاہے جائے پھر ہم سب مل کر اپنی اصلاح کر لیں گے اور محبت سے زندگی گزاریں گے۔

ابوالبختری نے کہا کہ اسے بیڑیوں میں باندھ کر ایک کوٹھری میں ڈال دو کہ وہ زہیر و نابغہ کی طرح اپنی موت آپ مر جائے۔ ابلیس نے ان دونوں رایوں کو دلیل سے رد کر دیا اور کہا کہ محمد ﷺ کی شیریں بیانی، اس کے خاندان کی حمایت اور متبعین کی فدا کاری ان دونوں باتوں کو کامیاب نہیں ہونے دے گی۔

ابو جہل نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ سے مضبوط اور طاقتور نوجوان منتخب کئے جائیں جو یکبارگی اپنی تیز تلوار سے حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیں اس طرح کرنے سے محمد ﷺ کا خون ہر قبیلے میں بٹ جائے گا اور اس کے خاندان کا کوئی فرد بھی ان تمام قبائل کا مقابلہ نہیں کر سکے گا مجبوراً دیت پر راضی ہوں گے اور ہم اسے ادا کر کے اس زحمت سے نجات پا جائیں گے۔

شیطان نے کہا یہ رائے نہایت ہی مناسب ہے چنانچہ اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا اور طے پایا کہ شام ہوتے ہی آپ کا گھر گھیر لیا جائے آپ ﷺ کو بذریعہ وحی اس کی اطلاع دے دی گئی آپ عین دوپہر کے وقت جب کہ لوگ تپش کی شدت سے گھروں میں آرام کر رہے تھے ابو بکرؓ کے پاس گئے اور فرمایا آج کی رات ہجرت کے لئے ساتھ ہو کر نکلنا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ صحبت کی خبر پا کر بہت خوش ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ میرے پاس سواری کے لئے دو اونٹنیاں فربہ اور تیز رفتار موجود ہیں آپ ایک قبول فرمالیں، آپ نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن شرط یہ ہے کہ بقیمت لوں گا۔

یہ کہہ کر آپ اپنے گھر واپس تشریف لائے اور حضرت علیؓ کو ساری امانتیں جو اہل مکہ نے آپ کے پاس آپ کی سچائی و امانت داری کی وجہ سے چھوڑ رکھی تھی سونپ دیا اور فرمایا کہ صبح سب کو ادا کر دینا پھر فرمایا کہ تم بلا خوف میرے بستر پر سو جاؤ اور میری چادر اوڑھ لو، اِن شاء اللہ تمہیں کوئی مکروہ بات پیش نہ آئے گی۔

Marfat.com

یہ تمام ہدایات آپ دے ہی رہے تھے کہ شام ہوتے ہوتے کفار نے آپ کا گھر گھیر لیا ابو جہل آج فخر و غرور سے پھولے نہیں سماتا تھا وہ لوگوں سے مٹک مٹک کر بیان کرتا تھا کہ محمد ﷺ اپنے متبعین سے کہتے ہیں کہ تم عرب و عجم کے مالک بن جاؤ گے اور موت کے بعد جنت میں داخل ہو گے، اور ہم نافرمانوں کو سناتے ہیں کہ تم میں قتل و خونریزی ہوگی، پھر موت کے بعد ہمیشہ جہنم میں جلتے رہو گے لیکن ان کو خود اپنے نتیجے کی خبر نہیں ہے۔

کفار بڑی مستعدی سے گھر کے دروازے پر زبردست پہرہ لگائے ہوئے طے کئے بیٹھے تھے کہ تہجد یا فجر کے وقت آپ گھر سے نکلیں تو آپ کا قیمہ کر دیا جائے لیکن جس کا محافظ اللہ تعالیٰ ہو اس کا کوئی کچھ نہیں کر سکتا، آپ ان پہرہ داروں کے درمیان ہی سے سورۂ یٰسین کی آیت ﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ﴾ پڑھتے ہوئے ایک مٹھی خاک سب کے سروں پر ڈال کر نکل گئے اور آپ کو کوئی دیکھ بھی نہ سکا۔ ابو جہل نے مذکورہ بالا باتیں جس کا مذاق اڑا رہا تھا وہ بات میں نے کہی ہے اور خدا نے چاہا تو تو انہیں جہنمیوں میں سے ہوگا۔ آپ کے نکل جانے کے بعد ایک دوسرا شخص جس نے آپ کو جاتے ہوئے دور سے دیکھا تھا قریب آیا اور پہرہ داروں سے کہا تم کس کا انتظار کر رہے ہو؟ واللہ! محمد ﷺ تو تمہارے درمیان ہی سے تمہارے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے نکل گئے، سب نے کہا ہم تو جاگ ہی رہے تھے وہ کب چلے گئے پھر سر سے مٹی جھاڑی تو بات صحیح نکلی لیکن مزید تصدیق کے لئے دروازے کے شگاف سے جھانکنے لگے۔ حضرت علیؓ ابھی تک آپ کے بستر پر آپ کی چادر مبارک اوڑھے ہوئے سو رہے تھے۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ نکلنے کی خبر غلط ہے وہ دیکھو محمد اپنے بستر پر سوئے ہیں۔ لیکن فجر میں حضرت علیؓ بیدار ہو کر باہر نکلے تو ان کو یقین ہوا کہ دراصل محمد ہمارے درمیان سے نکل گئے ہیں۔ مجبوراً انہوں نے حضرت علیؓ کو پکڑا اور تحقیق کرنا چاہا کہ کس طرف گئے آپ کو ذرا دھمکا کر پوچھا لیکن سراغ نہ لگ سکا تو ان کو چھوڑ کر حضرت ابو بکرؓ کے دروازہ پر پہنچے حضرت اسماءؓ باہر نکلیں ان سے حضرت ابو بکرؓ کا پتہ پوچھا بولیں نہ وہ گھر میں موجود ہیں نہ میں جانتی ہوں کہ اس وقت کہاں ہیں۔ ابو جہل یہ بات سن کر غصے سے بے قابو ہو گیا اور ان کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا کہ کان کی بالی کٹ کر گر گئی۔ (۱)

---

(۱) ابن ہشام ۱/ ۲۶۹

Marfat.com

ادھر آنحضرت ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکل کر عام راستہ چھوڑتے ہوئے مکہ سے ۵ میل دور جبل ثور پر پہنچ گئے۔ جبل ثور کی چڑھائی تقریباً ایک میل بلند تھی اس کی چوٹی سے سمندر کی سطح دکھائی دیتی تھی، چڑھتے وقت غار کے راستے میں نکیلے پتھر پڑے تھے۔ پاؤں میں ٹھوکر لگنے سے تکلیف کا اندیشہ تھا اس لئے حضرت ابوبکرؓ نے بکمال فداکاری آپ کو اپنے شانے پر اٹھالیا اور غار کے دہانے تک لے کر چڑھ گئے وہاں عرض کیا یا رسول اللہ! جب تک میں اندر داخل ہو کر صاف نہ کر دوں، آپ یہیں ٹھہریں میں چاہتا ہوں کہ اس کے اندر اگر کوئی تکلیف دینے والی چیز ہے تو میں اسے خود جھیل لوں اور آپ محفوظ رہ جائیں یہ کہہ کر اندر گئے اسے خوب صاف کیا اس میں جو سوراخ تھے بدن کا کپڑا پھاڑ پھاڑ کر بند کر دیا اس کے بعد بھی دو سوراخ رہ گئے تو وہاں اپنا پاؤں لگا دیا پھر آپ کو اندر بلایا۔ آپ کو پورے دن کی دوڑ دھوپ اور رات کے سفر کی تکان سے کچھ آرام کا موقع ملا تو حضرت ابوبکر کے گود میں سر مبارک رکھ کر سو گئے اللہ کی مرضی دیکھئے کہ حضرت ابوبکر کے پیر میں کسی موذی جانور نے کاٹ لیا اس کے زہر سے سخت تکلیف ہوئی لیکن نبی ﷺ کے آرام میں خلل کے ڈر سے حرکت تک نہیں کرتے تھے جب زہر کی شدت سے آنسو کے قطرے آپ کے رخ انور پر پڑے تو از خود بیدار ہو کر دریافت فرمایا ابوبکر کیا بات ہے؟ بولے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، مجھے کسی موذی جانور نے کاٹ لیا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ نے درد کے مقام پر اپنا ریق مبارک لگا دیا جس سے ساری تکلیف جاتی رہی، اور دونوں خادم و مخدوم تین رات تک اسی غار میں مقیم رہے، اس درمیان عبداللہ بن ابوبکرؓ وہیں جا کر رات گذارتے اور پچھلے پہر واپس آ کر مکہ کے حالات معلوم کر کے آپ تک پہنچاتے رہے۔ اسی طرح حضرت ابوبکر کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہؓ دن بھر بکریاں چراتے اور شام کو ان کا دودھ لا کر پلاتے رہے جس سے دونوں حضرات خوب آسودہ ہو جاتے اور موقع بموقع حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ رات کی تاریکی میں کھانا بھی پہنچا دیا کرتی تھیں۔

ادھر کفار مکہ آپ کی تلاش میں نشانات قدم کا پتہ لگاتے ہوئے غار ثور تک پہنچ گئے۔ سراغ رسانوں نے کہا یہاں تک تو محمد ﷺ کا نشان ملتا ہے اس سے آگے پتہ نہیں چلتا وہ یا تو یہیں کہیں چھپے ہیں یا آسمان پر اڑ گئے۔ ایک شخص نے کہا اس غار کے اندر دیکھنا چاہئے دوسرا بولا اس بھیانک غار میں کوئی انسان کیسے داخل ہوگا یہ تو مدت سے ویران پڑا ہے تیسرا بولا دیکھو اس کے منہ پر مکڑی نے جالا تن رکھا ہے کوئی اس میں گیا ہوتا تو جالا ٹوٹ جاتا یہ صورت حال دیکھ کر کفار اس کے ارد گرد گھومتے رہے اور اندر نگاہ نہیں ڈالی۔

Marfat.com

ابن کثیر نے بحوالہ ابن عساکر روایت کی ہے کہ اتنی دیر میں غار کے دہانے پر مکڑی نے جالا تن دیا تھا اور ایک جنگلی کبوتری انڈے دے کر وہیں سینے لگی تھی۔ لیکن اس کو بعضوں نے ضعیف بلکہ موضوع تک کہا ہے۔ بہر حال بات کچھ رہی ہو، کفار نے اس میں دیکھنے اور داخل ہونے کی ضرورت نہیں محسوس کی۔ اندر سے حضرت ابوبکرؓ ان کے قدموں کو دیکھ رہے تھے، ان کی آوازیں سن رہے تھے۔ وہ آنحضرت ﷺ سے کہنے لگے، یا رسول اللہ! اگر کفار ذرا بھی نظریں نیچی کریں گے تو ہمیں دیکھ لیں گے۔ آپ نے فرمایا: ما ظنك باثنين الله ثالثهما ان دو کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔ پھر فرمایا: ﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے، اسی کا ذکر قرآن کریم نے یوں کیا ہے: ﴿اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾۔(۱)

مسلمانو! اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے تو کچھ نہ بگڑے گا۔ اللہ نے آپ کی مدد اس وقت کی ہے جب آپ کو کافروں نے مکہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا اور آپ غار میں اپنے دوسرے ساتھی ابوبکرؓ کے ساتھ چھپے ہوئے تھے اور کہتے تھے گھبراؤ نہیں ہمارے ساتھ اللہ ہے۔ اسی کا ذکر حضرت حسان بن ثابتؓ نے اپنے دو شعروں میں کیا ہے ۔

ثانی اثنین فی الغار المنیف وقد   طاف العدو به اذ صاعد الجبلا

وکان حب رسول الله قد علموا   من الخلائق لم یعدل به بدلا

حضرت ابوبکر جبل ثور کے بلند غار میں دو کے دوسرے تھے جب کہ دشمن اس کے گرد چکر لگا رہے تھے۔ مخلوق جانتی ہے کہ ابوبکرؓ رسول پاک کے ایسے دوست تھے کہ آپ نے ان کا بدل کسی کو نہیں سمجھا۔

شیعہ بھی مذکورہ بالا آیت کو حضرت ابوبکر صدیق کے حق میں ہونے پر متفق ہیں۔ انہیں غور کرنا چاہئے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو ثانی اثنین کا خطاب عطا فرمایا۔ پھر غار کی صحبت کا ذکر کر کے لصاحبہ سے آپ کی صحبت وصحابیت کو واضح کر دیا اور جب غار کی جانب سے رفت کا غم لاحق ہوا تو ﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ کے ساتھ تسلی دی اور معیت میں بھی شریک کر کے محبوب رسول ہونے

(۱) سورۃ التوبہ:۴۰

Marfat.com

مشرح کر دیا۔ اگر شیعہ حضرات کے عقیدہ کے مطابق نعوذ باللہ حضرت ابو بکرؓ منافق ہوتے تو آپ کو صاحب کیوں کہا جاتا اور یار غار کیوں بنایا جاتا اور کفار کے مطلع ہونے پر خوشی کے بجائے غم کیوں لاحق ہوتا۔

غرض اس طرح سے تلاش کے بعد جب کفار ناکام و نامراد ہو کر واپس لوٹ گئے تو تیسرے دن طے شدہ پروگرام کے مطابق عبداللہ بن اریقط نہایت راز داری سے اونٹنیوں کو لے کر جبل ثور کے پاس حاضر ہوا یہ اگرچہ کافر تھا لیکن معتمد علیہ تھا، راستے کا ماہر تھا اسی لئے پہلے ہی سے اجرت پر طے کر لیا گیا تھا۔ (۱)

ذات النطاقین

اس وقت زاد سفر کے لئے حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ ایک تھیلے میں ستو وغیرہ لے کر آئیں، تھیلے کو اونٹ کے کجاوے میں لٹکانے کے لئے ڈوری لگانا بھول گئی تھیں اس لئے اپنے کمر بند کا نصف حصہ کا ٹکڑا تھیلے میں لگا دیا اور دوسرا نصف کمر میں باندھ لیا اسی وجہ سے ان کا لقب ذات النطاقین پڑ گیا۔ بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعہ پہلے ہی دن کا ہے۔ جب کہ آپ حضرت ابو بکرؓ کے ہمراہ ان کے گھر سے روانہ ہوئے تھے۔ (۲)

آغاز ہجرت و کیفیت

ربیع الاول کا مہینہ سوموار کی چاندنی رات ۱۶ ستمبر ۶۲۲ء کی تاریخ تھی کہ غار ثور سے نکل کر چار آدمیوں پر مشتمل یہ نورانی قافلہ مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ جس اونٹنی پر سوار ہوئے اس کا نام قصویٰ تھی۔ دوسری اونٹنی پر حضرت ابو بکرؓ سوار ہوئے اور اپنے پیچھے عامر بن فہیرہؓ کو بیٹھایا اور عبداللہ بن اریقط اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر تعاقب سے بچنے کے لئے ساحلی راستے سے لے چلا۔

پندرہ گھنٹے کے بعد آرام

ایک رات مکمل اور دن کو دوپہر تک سفر کے بعد دھوپ کی سختی سے آرام کی ضرورت محسوس ہوئی حضرت ابو بکرؓ نے ایک بھاری اور لمبے پتھر کے سائے میں زمین صاف کر کے کمبل بچھا دیا اور آنحضرت ﷺ اس پر آرام فرمانے لگے پھر حضرت ابو بکرؓ نے تعاقب کرنے والوں سے بچنے اور حالات کا جائزہ

(۱) زاد المعاد ۲/۵۲/۵۳
(۲) بخاری ۱/۵۵۳

Marfat.com

لینے کے لئے چاروں طرف نظر دوڑائی، تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ ایک چرواہا بکریوں کا جائزہ لینے اسی سائے کی طرف آرہا ہے، اس سے پوچھا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے؟ کہا ہاں، پوچھا مالک کی طرف سے مسافروں کو دودھ پلانے کی اجازت ہے؟ بولا ہاں، حضرت ابو بکرؓ نے کہا ذرا ایک بکری کا تھن اور اپنا ہاتھ خوب صاف کر کے میرے برتن میں نکالو، چرواہے نے حکم کی تعمیل کی، حضرت ابو بکرؓ وہ تازہ اور ستھرا دودھ کپڑے سے ڈھانک کر آپ کی خدمت میں لائے اس وقت آپ سو رہے تھے تھوڑی دیر میں بیدار ہوئے تو وہ دودھ پانی سے ٹھنڈا کر کے بڑے ادب کے ساتھ پیش کیا جسے نوش فرما کر نبی کو کافی فرحت محسوس ہوئی، حضرت ابو بکرؓ کا بیان ہے کہ اس معمولی سی خدمت سے مجھے جو مسرت حاصل ہوئی حد بیان سے باہر ہے، پھر تھوڑی دیر کے بعد آپ نے پوچھا کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں آیا ہے؟ عرض کیا حضور! سورج ڈھل چکا ہے، اب تشریف لے چلیں آپ فوراً تیار ہو گئے اور قافلہ چل پڑا (۱)

سراقہ کا تعاقب

مکہ میں کافروں نے اعلان کر دیا تھا کہ جو شخص محمد ﷺ اور ابو بکرؓ کو گرفتار کر کے لائے یا انہیں قتل کر دے اس کو سو اونٹ انعام دیئے جائیں گے۔ اس انعام کے لالچ میں کئی قریشی نوجوان تعاقب کے لئے نکل چکے تھے لیکن سراقہ بن مالک کے سوا کوئی بھی صحیح سراغ نہیں پا سکا ابھی سورج ڈھلنے کے بعد آپ نے کوچ کیا ہی تھا کہ سراقہ کی نظر آپ پر پڑ گئی وہ سر پر خود لگائے نیزہ اور دوسرے ہتھیاروں سے لیس ہو کر عود نامی گھوڑے پر بڑی تیزی سے آپ کی طرف آ رہا تھا۔ اچانک گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ دونوں گھٹنوں کے بل زمین پر ایسا گرا کہ سراقہ اس کی پشت سے نیچے آ گیا۔ چوٹ کافی آئی تھی لیکن انہیں گھوڑے واپس لیا اور ترکش کے تیر سے فال نکالا تا کہ معلوم کرے کہ میرا یہ تعاقب درست ہے یا نہیں۔ جواب نفی میں آیا لیکن انعام کے لالچ میں پرواہ نہ کرتے ہوئے آگے بڑھا۔ آنحضرت ﷺ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے بلا کسی تردد کے آگے بڑھ رہے تھے اور سراقہ اتنے قریب پہنچ گیا کہ تلاوت کی آواز اس کے کانوں تک آنے لگی۔ حضرت ابو بکرؓ نے خطرے کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ سے دعا کی یہاں تک کہ گھوڑے کے اگلے دو پاؤں زمین میں دھنس گئے اب سراقہ کو یقین ہو گیا کہ معاملہ قدرت کی طرف سے ہے بلاشک محمد ﷺ کا نگہبان ان کا خدا ہے، فوراً اس نے آپ کو بڑی لجاجت سے

---

(۱) بخاری ۱/۵۱۰ تا ۵۱۵

پکارا اور درخواست کی کہ مجھے اس بلا سے نجات دلایئے میں اس کے بدلے دوسرے تعاقب کرنے والوں کو بھی روک دوں گا، آپ نے اس کی نجات کے لئے دعاء فرمائی۔ پس آزاد ہوتے ہی اس نے عرض کیا کہ حضور ﷺ میرے لئے اپنی طرف سے معافی کا ایک امان نامہ لکھوا دیجئے میں اسے حرز جان بنا کر رکھوں گا، آپ ﷺ نے اس کی یہ التجا بھی قبول فرمالی۔(۱)

امان نامہ

حضرت ابو بکرؓ یا عامر بن فہیرہ کو حکم دیا کہ میری طرف سے ایک تحریر لکھ کر دے دو، انہوں نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر ایک مہر شدہ امان نامہ لکھ کر دیدیا جو فتح مکہ کے وقت سراقہ کے کام آیا۔(۲)

شاہ ایران کا کنگن سراقہ بدوی کے ہاتھ میں

سراقہ امان نامہ لے کر واپس جانے لگا تو آپ نے فرمایا: اے سراقہ! آج تم میرے تعاقب میں آئے تھے لیکن ایک دن وہ بھی آنے والا ہے کہ تم خود مسلمان ہو گے اور اس کے کچھ دنوں بعد میری امت کے لوگ ایران کا دارالسلطنت مدائن فتح کریں گے تو اس کے مال غنیمت میں کسریٰ کے سونے کا کنگن بھی آئے گا میں اس کو تمہارے ہاتھوں میں دیکھتا ہوں: کیف بک اذا لبست اے سراقہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ وہ سونے کا کنگن اپنے ہاتھوں میں پہنو گے۔ خدا کی قدرت دیکھئے کہ فتح مکہ کے بعد سراقہ ایمان لائے اور اس کے ایک مدت کے بعد خلافت فاروقی میں مدائن فتح ہوا۔ کسریٰ کا شاہی خزانہ مدینہ لایا گیا اس میں سے سونے کا کنگن کسی نے علیحدہ کر لیا تھا۔ حضرت عمرؓ کو نبی ﷺ کی پیشگوئی یاد تھی انہوں نے کہا، اے لوگو! سونے کا کنگن تلاش کرو، وہ مال غنیمت میں ضرور آیا ہوگا۔ اتنے میں جس نے الگ کر لیا تھا لا کر حاضر کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے وہ کنگن پاتے ہی سراقہ کو بلایا اور تمام حاضرین کے سامنے ان کے ہاتھوں میں پہنا دیا اور فرمایا کہ اللہ اکبر الحمد للہ الذی سلبھما من کسریٰ بن ھرمز والبسھما سراقۃ الاعرابی۔ اللہ اکبر! تمام تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے یہ کنگن شاہ ایران سے چھین کر سراقہ بدوی کو پہنایا۔ پھر نبی ﷺ کی پیش گوئی والی حدیث پڑھ کر سنائی اور بتایا کہ سونے کا استعمال اگرچہ مردوں کے لئے حلال نہیں لیکن اس پیشگوئی کے اظہار کے لئے بحکم نبی ﷺ تھوڑی دیر کے لئے حلال ہے۔(۳)

---

(۱) ابن ہشام ص ۴۸۹ و بخاری ص ۵۱۰ (۲) بخاری ۱/۵۵۴، فتح الباری ۱۵/۴۷۴، وزادالمعاد ۲/۵۳

(۳) استیعاب لابن عبدالبر ۲/۱۲۰ و زرقانی / ۳۴۸

Marfat.com

سراقہ سے ابوجہل کا سوال وجواب

سراقہ تعاقب سے تائب ہو کر مکہ پہنچا، ابوجہل نے خالی ہاتھ دیکھتے ہی پوچھا کیوں کیا بات ہے کہ تم ناکام ونامراد واپس لوٹ آئے؟ سراقہ نے ابوجہل کو ایسا ایمان افروز جواب دیا کہ اگر اس میں ذرا بھی حق پسندی ہوتی تو ایمان لے آتا۔ سراقہ نے ابوجہل سے جو کچھ بیان کیا اس کا ذکر ذیل کے دو بیت میں ہے ۔

اباحکم واللہ لوکنت شاھدا ‏ لامر جوادی حین ساخت قوایمہ

علمت ولم تشکک بانّ محمد ‏ نبی ببرھان ولا حت شواھدہ

اے ابوالحکم (یہ ابوجہل کی کنیت تھی) بخدا اگر تم وہاں موجود ہوتے جب کہ میرے گھوڑے کے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے تھے، تو تم یقین کر لیتے اور کوئی شبہ نہ رہ جاتا کہ محمد نبی ہیں۔ اور ان کے شواہد روز روشن کی طرح چمک رہے ہیں۔(۱)

خیمہ ام معبد کا واقعہ

سراقہ کے واپس جانے کے بعد آپ ایک بوڑھی عورت عاتکہ بنت خالد کے خیمے پر پہنچے جس کا لقب ام معبد تھا وہ عورت قبیلہ خزاعہ کی تھی، فضل وکمال ومہمان نوازی میں اس کا بڑا شہرہ تھا وہ گذرنے والے مسافروں اور مہمانوں کو کھلاتی و پلاتی اور آرام کے لئے جگہ دیتی تھی۔ اللہ کی مرضی دیکھئے آنحضور ﷺ پہنچے تو اس کے پاس مہمان نوازی کے لئے کچھ نہ تھا اس کا شوہر ابو معبد بھی بکریاں چرانے کے لئے صحرا تک باہر چلا گیا تھا وہ کوئی چیز پیش نہ کر سکی تو حضرت ابوبکرؓ نے تعجب سے پوچھا کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے؟ اس نے کہا اگر کچھ ہوتا تو اب تک میں خود حاضر کر دیتی۔

اس وقت اس کے خیمے میں ایک نہایت ہی دبلی کمزور بکری کھڑی تھی آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا یہ بکری کیسی ہے، ام معبد بولی یہ کمزوری کی وجہ سے ریوڑ میں نہیں جا سکی آپ نے فرمایا کیا اس کو دودھ ہوتا ہے؟ بولی یہ تو اس سے نہایت ہی قاصر ہے۔ فرمایا اگر اجازت ہو تو دودھ دوہ لیں۔ بولی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اگر آپ کو دودھ معلوم ہوتا ہو تو دوہ لیجئے۔ آپ نے اس کے تھن پر دست مبارک پھیرا اور بسم اللہ کر کے دعا فرمائی دودھ اترنے لگا تو آپ نے برتن لے کر دوہنا شروع کیا یہاں تک کہ پیالہ کل

---

(۱) ابن ہشام ۱/۴۹۰، رحمۃ للعالمین

Marfat.com

بھر گیا۔ پہلے آپ نے ام معبد کو پلایا پھر اپنے ساتھیوں کو دیا سب سیراب ہوگئے تو خود بھی نوش فرمایا اور دودھ ختم ہوا تو پھر دوہنا شروع کیا یہاں تک کہ برتن دوبارہ لبریز ہوگیا اسے آپ نے ام معبد کے حوالے کر کے فرمایا اسے حفاظت سے رکھو۔ ام معبد نے دودھ سے بھرا ہوا چھاگل محفوظ کرلیا اور نبی اس کے خیمہ سے رخصت ہوکر روانہ ہو گئے۔

اس کے کچھ دیر بعد ام معبد کا شوہر بکریوں کا ریوڑ لے کر آیا اس نے اپنے گھر میں دودھ کا بھرا ہوا چھاگل دیکھ کر تعجب سے پوچھا۔ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے، ام معبد نے کہا، ابھی کچھ دیر پہلے ایک مبارک شخص گھر میں آئے تھے۔ ان کی باتیں عجیب اور حالات قابل تعریف تھیں یہ دودھ انہیں کی برکت سے حاصل ہوا ہے، ابو معبد نے کہا واللہ! وہ قریش کے صاحب معلوم ہوتے ہیں جن سے ملاقات کی تمنا تھی تم ذرا وضاحت سے ان کی صفتیں بیان کرو۔

ام معبد نے کہا: ظاهِرُ الوضاءَةِ أبلجُ الوجهِ، حَسَنُ الخَلْقِ، لم تعبه ثُجْلَةٌ ولم تزر به صَعلة وسيم قسيم في عينَيهِ دَعَجٌ وفي أشعارهِ وطَفٌ وفي صوتِه صَحَلٌ، وفي عنقِهِ سَطع، أحورُ أكحلَ ازجُ أقرنُ شديدُ سوادِ الشعر اذا صمت علاه الوقارُ وان تكلم علاه البهاءُ أجمل للناسِ وأبهاهم منْ بعيد وأحسنه وأحلاه من قريب حلو المنطق . فصلٌ لا نذرٌ ولا هذر كأنَ منطقه خرزات نظمٍ يتحدَّرنَ ربعةٌ لا تقحمة عين من قصر ولا تشنئوه من طولٍ غصنٌ بين غُصنين فهو أنضر الثلاثةِ منظراً وأحسنهم قدراً له رفقاء يحفون به اذا قال استمعوا القوله واذا أمر تبادر و الى امره محفود محشود لا عابس ولا مفندٌ . (۱)

پاکیزگی و خوبصورتی میں غالب، کشادہ چہرے والے، اچھی خصلت والے، نہ توند نکلنے کا عیب ہے نہ سر چھوٹا ہونے کی خرابی، ہر لحاظ سے حسین وخوبرو، آنکھیں سیاہ اور بڑی، بال گھنے اور کالے، آواز میں قوت، گردن ہموار وشفاف، آنکھوں کی سیاہی وسفیدی تیز وسرمگیں، بھویں باریک اور ملی ہوئی، بال نہایت ہی سیاہ، خاموشی کی حالت میں باوقار، کلام کرتے وقت خوبی سے آراستہ، دور سے دیکھنے میں روشن اور صاحب جمال، قریب سے احسن اور شیریں، گفتگو میٹھی، انداز نرالا کہ ہر بات واضح ہو جائے الفاظ کی بیش

---

(۱) زاد المعاد ۲/۵۴

Marfat.com

سے پاک، بات موتیوں سے پروئی ہوئی لڑی کی طرح نکلتی تھی، قد ایسا درمیانہ کہ کوئی آنکھ اسے کوتاہ تصور نہ کرے اور نہ درازی سے متنفر ہو جیسے دو شاخوں کے درمیان کی تازہ شاخ، پس آپ تینوں شاخوں میں سب سے شاداب شاخ کی طرح تھے، بلند رتبہ والے، آپ کے رفقاء آپ کو گھیرے میں لئے رہتے، جب آپ کوئی بات کہتے تو کان لگا کر سنتے اور جب کوئی حکم فرماتے تو اس کی تعمیل میں جلدی کرتے، ایسے مخدوم کہ چستی سے آپ کی اطاعت کی جاتی، نہ ترش رو تھے نہ ضعیف العقل۔

یہ صفتیں ابو معبد نے سنی تو قسم کھا کر کہا یہ تو صاحب قریش ہی معلوم ہوتے ہیں اگر میں نے موقع پایا تو ضرور ملاقات کروں گا۔ (۱)

کسی جن کی آواز مکہ میں

حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ جس شام کو ام معبد کے خیمہ میں یہ واقعہ پیش آیا اس کی صبح کو ایک جن اسفل مکہ میں داخل ہو کر چند اشعار پڑھتے ہوئے مکہ کے بالائی حصہ سے نکل گیا لوگ اس کی آواز سنتے تھے، اس کے پیچھے لگتے تھے لیکن دیکھ نہیں سکے اس کے دو تین اشعار یہ ہیں۔

جزى الله رب العرش خير جزائه	رفيقين حلا خيمتى ام معبد
هما نزلا بالبر وارتحلا بـه	وافلح من امسى رفيق محمد
سلوا اختكم عن شاتها وانائها	فانكم ان تسئلو الشاة تشهد

اللہ رب العرش ان دو رفیقوں کو بہترین بدلہ دے جو ام معبد کے خیمے میں اترے، وہ دونوں بھلائی کے ساتھ نازل ہوئے پھر وہاں سے کوچ کیا۔ اور جو محمد ﷺ کا رفیق ہوا وہ کامیاب ہو گیا۔ تم اپنی بہن ام معبد سے اس کی بکری اور برتن کا حال پوچھو۔ تم بکری سے سوال کرو گے تو وہ بھی شہادت دے گی۔ (۲)

بعض روایت میں ہے کہ ام معبد کی یہ بکری ۱۸ ہجری تک دودھ دیتی رہی اور کبھی اس کا دودھ ختم نہ ہوا اور خلافت فاروقی میں عام الرمادہ کا قحط پڑا تو بھی یہ صبح و شام دونوں وقت دودھ دیتی تھی۔ (۳)

بریدہ اسلمی کا ستر آدمیوں کے ساتھ مسلمان ہونا

قریش کے اعلان گرفتاری و انعام کی خبر پا کر جن لوگوں نے تعاقب کیا ان میں بریدہ اسلمی بھی

---

(۱) ابن ہشام ۱/۴۹۸ (۲) ابن ہشام ۱/۴۹۸
(۳) زرقانی علی المواہب ۱/۳۴۶

Marfat.com

بھی تھے۔ سراقہ بن مالک نے اپنی واپسی کے وقت جن لوگوں کو پایا لوٹا دیا۔ لیکن بریدہ اسلمی ستر آدمیوں سمیت کسی دوسرے راستے سے پہونچ گئے جب آنحضرت ﷺ کے سامنے آئے اور بات ہونے لگی تو متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے چونکہ یہ اپنی قوم کے سردار تھے اس لئے ان کے اسلام لانے سے ان کے تمام ساتھیوں نے بھی کلمہ پڑھ لیا اور سب میں ایسا جوش وخروش پیدا ہوا کہ بریدہؓ نے اپنی پگڑی اتار کر نیزے کے نوک سے باندھا اور اسے جھنڈے کی طرح لہراتے ہوئے اعلان کرتے جا رہے تھے کہ اے لوگو! امن وسلامتی کے بادشاہ (محمد ﷺ) آ گئے تا کہ دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں۔ (۱)

سفید کپڑے کا تحفہ

ابھی آپ سفر ہی میں تھے کہ حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ کے بیٹے زبیر بن عوامؓ شام سے تجارتی قافلہ کے ساتھ واپس آتے ہوئے مل گئے انہوں نے آپ ﷺ کو اور حضرت ابو بکرؓ کو پہننے کے لئے سفید کپڑے کا تحفہ پیش کیا جسے بطیب خاطر قبول فرمایا گیا۔ (۲)

مقامات سفر

ہجرت کا سفر فرماتے ہوئے جن مقامات سے آپ گذرتے تھے اگر چہ ان میں سے اکثر کے نام ونشان علی حالہ باقی نہیں رہ گئے، لیکن رحمت عالم ﷺ کی گذرگاہ ہونے کے شرف نے انہیں دوام بخشا ہے اور مورخین نے ان کو انہیں ناموں کے ساتھ تاریخ کی کتابوں میں ثبت فرما دیا ہے لہذا ہم بھی ان مقامات کو خیر وبرکت کے طور پر ذکر کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔

عبداللہ بن اریقط آپ کو غار ثور سے مکہ کے نشیبی حصہ کی طرف لے کر سمندر کے کنارے لے چلا پھر مقام عسفان کے نشیب سے کچھ دور عام راستہ طے کر کے اَمَج کے نشیب پر گذرا پھر قُدَید پھر خَرَّار پھر ثنیۃ المرہ پھر لقف پھر مدلجہ یقف پھر مدلجہ مَجَاح کی وادی میں، پھر مَرْجَح مجاح پھر وادی مرجح ذی الغضوین پھر وادی ذی کشر پھر جَداجد پھر اَجْرد پھر رابغ پھر صحراء ذی سَلَم پھر عبابید پھر فاجّہ پھر عَرْج میں داخل ہوا۔ یہاں پہنچ تو قافلے کا ایک اونٹ تھک کر عاجز ہو گیا تھا لیکن قبیلہ اسلم کے ایک آدمی اوس نے اپنا اونٹ دے دیا اور ایک غلام مسعود بن ھُنیدہ نامی کو آپ کے ساتھ کر دیا پس وہاں سے چل کر ثنیۃ العائر سے گذرتے ہوئے

(۱) رحمۃ للعالمین ۱/۹۰ و مدارج النبوۃ ۲/۶۲
(۲) بخاری ۱/۵۵۴

Marfat.com

وادی رئم میں اور وہاں سے دوپہر کے وقت مدینہ کے قریب قباء میں پہنچایا۔(۱)

قبا میں ورود مسعود

مسلمانان مدینہ کو جب یہ خبر ملی کہ سرور عالم ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف چل پڑے ہیں تو روزانہ صبح کو آپ کے استقبال میں نکل کر دوپہر تک انتظار کرتے اور جب تک دھوپ سخت نہ ہو جاتی واپس نہ آتے تھے۔ مسلسل کئی روز ایسا کرنے سے غیر مسلموں میں بھی آپ کی آمد کا شہرہ ہو چکا تھا۔ مسلمان ایک دن دیر تک انتظار کے بعد واپس ہوئے ہی تھے کہ ایک یہودی نے اپنے قلعہ کی بلندی سے دیکھا کہ چند لوگ سفید کپڑوں میں ملبوس مدینہ کی طرف آ رہے ہیں۔ فوراً وہ سمجھ گیا کہ جن کا انتظار اتنی شدت سے ہو رہا ہے یہی ہوں گے۔ اس نے بلند آواز سے پکارا یا معشر العرب یا بنی قیلة هذا جاء کم قد جاء اے اہل عرب اے بنو قیلہ دوڑو تمہارا مطلوب جن کا انتظار کرتے تھے آ گیا، اتنا سننا تھا کہ انصار مدینہ ہتھیاروں سے سج دھج کر لوٹ پڑے اور جوش مسرت میں نعرہ لگاتے ہوئے استقبال میں پہنچ گئے۔

بنو عبدالاشہل کے سردار سعد بن معاذ نے بڑھ کر سلام کیا اور آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لی۔ آپ نے فرمایا اے سعد! تم قبیلہ کے سردار ہو، میری اونٹنی کی نکیل چھوڑ کر کسی سواری پر سوار ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ! اس سے بڑھ کر قسمت کیا ہوگی کہ میں آپ کا رکاب تھاموں یا آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑوں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن ایسا کرنے سے مجھے فخر کا اندیشہ ہے۔ غرض وہ سوار ہو گئے اور آہستہ آہستہ آپ قبا کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کی آمد سے قبا کی بستی تکبیر کی صداؤں سے گونج اٹھی اور انتہائی مسرت کا سماں پیدا ہو گیا۔ آپ پر سکون و وقار کا عالم طاری تھا اسی وقت یہ وحی نازل ہوئی۔ ﴿فان الله هو مولاه وجبريل وصالح المؤمنين والملئكة بعد ذلك ظهير﴾ اللہ تعالیٰ آپ کا مولیٰ ہے اور جبرئیل اور نیک مومن آپ سے محبت کرتے ہیں اور ان کے ساتھ فرشتے بھی مددگار ہیں۔(۲)

۸ ربیع الاول ۱۳ نبوت مطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء کی مبارک تاریخ تھی کہ سرکار دو عالم ﷺ پر مسرت استقبال اور تکبیر کی صداؤں کے ساتھ سوموار کے دن دوپہر کو قبا کی بستی میں داخل ہوئے۔ قبا ۳ میل کے فاصلے پر مدینہ ہی کا ایک محلہ ہے۔ وہاں خاندان انصار بنی عمرو بن عوف کے لوگ آباد تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان میں سے کلثوم بن ہدم کے یہاں قیام فرمایا اور عام طور پر لوگوں سے ملنے

---

(۱) ابن ہشام ۲: ۴۹۱، ۴۹۲

(۲) التحریم ۶۶: ۴، ابن ہشام ۲: ۴۹۲

Marfat.com

کے لئے سعد بن خیثمہؓ کے مکان کا انتخاب کیا کیونکہ وہ مجرد تھے۔

اب تک آنے والوں کا تانتا بندھا تھا۔ جن لوگوں نے آپ کو نہیں دیکھا تھا شوق زیارت میں بے قرار ہو کر دوڑے، اس وقت آپ ایک کھجور کے سائے میں خاموش بیٹھے تھے۔ نئے آنے والوں میں سے بعضے لوگ آپ سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کی طرف بیٹھ کر سلام کرنے لگے۔ حضرت ابوبکرؓ کو یہ بات کیوں کر گوارہ ہو سکتی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ جس جگہ حضور والا تشریف فرما ہیں کچھ دھوپ سی آرہی ہے، فوراً اپنی چادر لے کر سایہ کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اس طرح کرنے سے لوگوں نے آپ کو پہچان لیا اور چاند کے ہالے کی طرح گھیرے میں لینے لگے۔ (۱)

قباء میں مسجد کی بنیاد

قباء میں پہنچتے ہی آپ نے کلثوم بن ہدمؓ کی زمین میں ایک مسجد کی بنیا رکھی اور نماز پڑھی اس کا ذکر قرآن پاک میں ﴿لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ﴾ (۲) سے کیا گیا ہے۔

اس مسجد کی تعمیر میں آں حضرت ﷺ خود بنفس نفیس بڑے بڑے پتھر اٹھا کر مزدوروں کی طرح لاتے تھے ہر چند صحابہ آپ کے ہاتھوں سے پتھر لے لیتے اور عرض کرتے تھے کہ ہمارے موجودگی میں آپ ہرگز تکالیف نہ فرمائیں لیکن پھر آپ دوسرا پتھر اٹھا لیتے اور برابر کام میں شریک رہتے تھے، اس وقت حضرت عبداللہ بن رواحہؓ خوشی میں یہ اشعار پڑھ کر لوگوں کو کام پر جوش دلا رہے تھے۔

افلح من یعمر المساجدا ویقرء القرآن فیھا قاعدا

ولا یبیت اللیل عنہ راقدا

وہ شخص کامیاب ہو گیا جو مساجد کی تعمیر میں لگا ہے اس میں کھڑے بیٹھے قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے، اور نیند میں غافل ہو کر رات نہیں گذارتا ہے۔

یہود بنی نضیر وغیرہ کی آمد

ام المؤمنین حضرت صفیہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میرے والد حی بن اخطب اور چچا ابو یاسر مجھ سے

---

(۱) بخاری ۱/۵۵۵، ابن ہشام ۱/۴۹۲ (۲) سورۃ التوبہ: ۱۰۸

Marfat.com

از حد پیار کرتے تھے اگر میں ان کو دوسری اولاد کے ساتھ ملتی تو سب کو چھوڑ کر مجھ کو گلے سے چمٹا لیتے ان دونوں کو جب خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے قباء میں بنی عمرو بن عوف کے یہاں تشریف لائے ہیں تو دوسرے دن صبح کو غلس ہی میں آپ کو دیکھنے کے لئے گئے اور صبح سے شام تک پورا دن وہیں گذارا، آپ کو خوب دیکھا اور پرکھا جب شام کو سورج ڈوبتے ہوئے لوٹے تو دونوں بھائی نہایت تھکے ہارے سست اور دھیمی چال چل رہے تھے، میں اپنی عادت کے مطابق قریب گئی اور خوشی سے جھوم کر لپکی لیکن دونوں میں سے کوئی بھی میری طرف متوجہ نہ ہوا۔ اتنے میں میرے چچا ابو یاسر نے والد سے کہا کیا دراصل یہ وہی نبی ہیں؟ والد نے جواب دیا ہاں بخدا وہی معلوم ہوتے ہیں۔ چچا نے کہا کیا آپ نے خوب اچھی طرح پہچان لیا ہے بولے ہاں، چچا نے پوچھا پھر آپ کے دل میں کیا ہے؟ کہا عداوته والله ما بقيت، بخدا میں تا زندگی عداوت و مخالفت کروں گا۔ (۱)

اللہ کی مرضی دیکھئے کہ یہی یہود آپ سے پہلے آپ کی آمد کے منتظر تھے اور مشرکین سے کہتے تھے کہ ہماری کتابوں میں اس نبی کی آمد کا ذکر ہے وہ مبعوث ہوں گے تو ہم ان پر ایمان لا کر تم سے جنگ کریں گے اور غالب ہوں گے لیکن جب وہ نبی آ گیا تو مکر گئے اور اچھی طرح پہچان لینے کے بعد بھی چند نفوس کے سوا سب کفر پر اڑے رہ گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہجرت

اوپر آپ نے پڑھا ہے کہ آں حضور حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلا کر ہجرت کے ارادے سے نکلے تھے اور حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر تین دن غار ثور میں چھپے رہے۔ اسی دوران میں حضرت علیؓ تمام لوگوں کی امانتیں واپس کر کے فارغ ہو گئے اور جس دن نبی ﷺ نے غار ثور سے نکل کر مدینہ کا رخ فرمایا اسی دن حضرت علیؓ بھی مکہ سے پیدل چل پڑے، حضور ﷺ سواری سے تھے اور اعداء سے بچنے کے لئے غیر معروف راستے سے گذرتے ہوئے ۸ یوم میں قبا پہنچ گئے اور حضرت علیؓ پیادہ عام راستے سے بچتے ہوئے دن میں چھپ چھپا کر چلتے ہوئے آئے اس لئے آپ سے چار یوم بعد پہنچے ابھی تک نبی ﷺ قبا ہی میں موجود تھے اس سے آپ کو بڑی مسرت ہوئی۔ (۲)

---

(۱) ابن ہشام ج ۱ ص ۵۱۸ (۲) تاریخ اسلام ج ۱ ص ۱۰۶، ... ج ۱ ص ۶۹۳

Marfat.com

صہیب رومی رضی اللہ عنہ کی ہجرت

حضرت صہیبؓ کا خیال تھا کہ ہجرت کا شرف آنحضرت ﷺ کی معیت میں حاصل کریں گے، کاشانۂ نبوی سے تعلق خاص کے بنا پر ان کو اس کا سہارا بھی مل گیا تھا لیکن حضور ﷺ کے اچانک اور خفیہ نکلنے کے سبب سے اس کا موقع نہیں پا سکے لہذا ان کو جب اس کا علم ہوا کہ نبی ﷺ وابو بکرؓ مکہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے تو بڑی بے قراری لاحق ہوئی اور جھٹ پٹ تیاری کر کے مکہ سے باہر نکلنا چاہا لیکن ابو جہل نے پکڑ کر قید کر لیا ہر چند کہ اپنا مال دے کر اس سے چھٹکارا لینا چاہتے تھے لیکن وہ راضی نہ ہوتا تھا۔ حضرت صہیبؓ اسی حزن و ملال کے سبب کھانا پینا تک ترک کئے تھے صرف جان بچنے کے مقدار میں تھوڑا سا کھا لیتے تھے، ایک دن کسی صورت سے موقع ملا تو قید خانہ سے نکل کر بھاگ پڑے کفار کو جب اس کا علم ہوا تو ان کی گرفتاری کے لئے سامنے آئے، حضرت صہیبؓ نے ان کو دیکھتے ہی ترکش سے تیر نکالا اور فرمایا تم جانتے ہو کہ میں سب سے زیادہ تیر انداز ہوں ان تیروں سے تمہاری خبر لوں گا اور تیر ختم ہو جائیں گے تو تلوار سے مقابلہ کروں گا۔ البتہ اگر میری جان کے بدلے مال چاہتے ہو تو میں مکہ میں اس کا پتہ بتا دوں اس کے ساتھ میری دو باندیاں بھی ہیں وہ بھی لے لو، کفار نے کہا تم مکہ میں آئے تھے تو محتاج تھے، اب یہاں جو مال تم نے کمایا ہے وہ سارا ہمیں دے دو اس کے بعد آزاد ہو جہاں چاہو جا سکتے ہو، یہ سنتے ہی حضرت صہیبؓ نے اپنا سارا مال فدیہ میں دے کر چھٹکارا لے لیا اور خالی ہاتھ مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے، ساتھ میں دو خوراک ستو کے سوا کچھ نہ تھا اسی پر گذر کرتے ہوئے ۱۲ دن میں قبا پہنچے، دھوپ میں چلنے کی وجہ سے آنکھ میں سرخی آ گئی تھی، دکھائی کم دیتا تھا، آں حضرت ﷺ کے پاس پہنچتے ہی سلام کیا اور بھوک و پیاس کی شدت سے زمین پر گر پڑے آپ کے پاس ایک طباق میں تازہ کھجور رکھی تھی جسے آپ اور حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ تناول فرما رہے تھے۔ حضرت صہیبؓ نے آنکھ کھولی تو اس کو دیکھتے ہی لپک پڑے اور بلا توقف کھانے لگے بھوک کی شدت تھی اس لئے تیزی سے کھاتے رہے۔ حضرت عمرؓ نے خوش طبعی میں کہا یا رسول اللہ صہیبؓ کی آنکھ آئی ہوئی ہے اور وہ بے تحاشہ تر کھجور کھائے جا رہے ہیں، چونکہ تر کھجور آنکھ کی سرخی میں مضر ہوتی ہے اس لئے آپ نے فرمایا کہ آنکھ آئی ہوئی ہے تو اتنی کھجور کیوں کھاتے ہو؟ بولے یا رسول اللہ! میں اس جانب سے کھاتا ہوں جدھر کی آنکھ صحتمند ہے یہ سن کر سب لوگ ہنس پڑے۔ حضرت صہیبؓ کو جب کچھ سکون ہوا اور بھوک و پیاس کے بے تابی میں کمی آئی تو اپنا کل مال فدیہ میں دے کر چھوٹنے اور بھوک و پیاس کی

Marfat.com

شدت میں سفر کرنے کا سارا واقعہ بیان کیا جسے سن کر آپ نے فرمایا کہ اس سودے میں صہیبؓ نے بہت نفع اٹھایا ہے۔(۱)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت

حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ ہجرت کے وقت میرے حمل کی مدت پوری ہو چکی تھی، قبا میں پہونچتے ہی میرے بیٹے عبداللہ بن زبیرؓ کی ولادت ہوئی، میں نے بچے کو حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے ان کو گود مبارک میں لیا اور ایک کھجور چبا کر اس کا لعاب بچے کے منہ میں ڈالا پس سب سے پہلی غذا جو عبداللہ بن زبیرؓ کے پیٹ میں پہنچی وہ آپ کا ریق مبارک تھا۔ پھر آپ نے برکت کی دعا فرمائی یہ ہجرت نبوی کے بعد اسلام میں سب سے پہلے مولود تھے۔(۲)

قباء میں قیام

نبی ﷺ نے قبا میں کتنے دن قیام فرمایا اس میں اختلاف ہے بخاری وغیرہ کتب سے پتہ چلتا ہے کہ آپ سوموار کے دن قباء میں داخل ہوئے اور جمعہ کو کوچ فرمایا اس لحاظ سے اگر دخول کے بعد پہلے ہی جمعہ کو نکلنا تسلیم کر لیا جائے تو دخول وخروج کل ملا کر ۵ یوم ہوتے ہیں اور اگر دوسرے جمعہ کو مانا جائے تو کل ۱۲ یوم ہو جاتے ہیں، چنانچہ بخاری کی اسی روایت میں بضع عشرۃ کا لفظ موجود ہے یعنی آپ نے دس دن سے کچھ اوپر قیام فرمایا تھا۔

رہ گئی ۱۴ رات والی روایت تو ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ تعمیر مسجد کے دوران مدینہ سے تشریف لا کر مزید دو دن بنی عمرو بن عوف میں قیام فرمایا ہو جس کو ملا کر ۱۴ دن ہو جاتے ہیں، لیکن ۲۴ رات والی روایت تو وہ کسی راوی کی بھول معلوم ہوتی ہے کیونکہ اسی روایت کے ایک نسخے میں ۱۴ دن کا بھی ذکر ہے اور حافظ ابن حجر نے اسی کو درست کہا ہے اور ابوداؤد نے بھی بخاری کے شیخ مسدد سے اسی طرح ۱۴ یوم ذکر کیا ہے۔(۳)

مدینہ منورہ میں داخلہ

قباء میں ۵ یا ۱۲ یوم قیام فرما کر جمعۃ المبارک کو اپنی ناقہ کی سواری سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے،

---

(۱) ابن ہشام ۱/ ۷۷ (۲) بخاری ۱/ ۵۵۵

(۳) فتح الباری ۲/ ۲۶۱

Marfat.com

بنی سالم کے محلہ میں پہنچے تو جمعہ کا وقت آ گیا۔ آپ نے وہیں وادی رانونا میں سو آدمیوں کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھائی اور خطبہ دیا مدینہ میں یہ آپ کا پہلا جمعہ اور پہلا خطبہ تھا۔

اس خطبے میں چند مخصوص باتیں یہ تھیں (۱) حمد وثنا اور استعانت واستغفار من اللہ کے بعد فرمایا کہ میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں، اس کی نافرمانی نہیں کرتا بلکہ اس کے نافرمانوں سے عداوت رکھتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

(۲) اللہ نے مجھے ہدایت ونور اور موعظت کے ساتھ بھیجا ہے، میرا آنا رسولوں کے انقطاع، قلت علم، لوگوں کی گمراہی اور قیامت کے قرب میں ہوا ہے: من یطع اللہ ورسولہٗ فقد رشد ومن یعصھما فقد غوی جس نے اللہ ورسول کی اطاعت کی وہ ہدایت پایا اور جس نے نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔

(۳) میں تمہیں اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں، یہی بہترین نصیحت ہے جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کر سکتا ہے کہ اسے آخرت کے کاموں پر آمادہ کرے اور اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرے پس تم اس چیز سے بچو جس سے اللہ تعالیٰ نے بچنے کا حکم دیا ہے اس سے افضل کوئی ذکر نہیں۔

(۴) جو شخص اپنے اور خدا کے درمیان ہر معاملے کو درست کر لے گا تو یہی اس کے لئے ذخیرۂ آخرت بن جائے گا اسی سے اللہ کی ناراضی دور ہوگی، اس کی خوشنودی حاصل ہوگی اور قیامت کے دن چہرہ روشن ہوگا۔ ﴿فَاِنَّهٗ مَنْ یَّتَقِ اللّٰهَ یُكَفِّرْ عَنْهُ سَیِّئَاتِهٖ وَیُعْظِمْ لَهٗ اَجْرًا وَمَنْ یَّتَقِ اللّٰهَ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا﴾ جو اللہ سے ڈرا اللہ اس کے گناہوں کو مٹا دے گا، اور اس کا اجر بھاری کر دے گا۔ جو اللہ سے خشیت اختیار کرے گا اس کو بہت بڑی کامیابی حاصل ہوگی۔

(۵) اللہ نے جس طرح تمہارے ساتھ نیکی فرمائی ہے تم بھی اسی طرح نیکی کرو، اللہ کے دشمنوں کو دشمن سمجھو اور راہ خدا میں جان ومال سے جہاد کرو اسی نے تم کو چنا ہے اور تمہارا نام مسلمان رکھا ہے: لیھلك من ھلك عن بینة ویحی من حیّ عن بینة ولا قوة الا باللہ۔ تاکہ ہلاک ہونے والا روشن دلیل سے ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ روشن دلیل کی زندگی پائے اور نیکی کی طاقت اللہ ہی کے حکم سے ملتی ہے۔

(۶) کثرت سے اللہ کو یاد کرو، آئندہ کے لئے عمل کرو، جو اپنے اور اللہ کے مابین معاملہ کو درست کر لے گا اللہ اس کے اور بندوں کے درمیان کا معاملہ درست کر دے گا۔ اللہ فیصلہ کرتا ہے اور اس کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں چلتا اللہ لوگوں کا مالک ہے اور لوگ اس پر کوئی ملکیت نہیں رکھتے اللہ سب سے بڑا ہے

Marfat.com

ہر نیک کام کی توفیق اسی سے ملتی ہے۔(۱)

خطبہ اور نماز جمعہ سے فراغت کے بعد آگے بڑھے تو بنی سالم بن مالک اور عباس بن عبادہؓ نے آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لی اور عرض کیا کہ حضور علیہ السلام ہمارے ہی یہاں قیام فرمائیں ہم ہر طرح سے خدمت وحفاظت کا حق ادا کریں گے۔ آپ نے فرمایا، اونٹنی اللہ کی طرف سے محکوم ہے اسے چھوڑ دو، وہ جہاں نہیں از خود بیٹھ جائے گی میں اتر پڑوں گا۔ وہاں سے آگے بڑھ کر بنو بیاضہ کے محلہ میں پہنچے تو زید بن لبیدؓ اور فروہ بن عمروؓ نے اپنے یہاں قیام پر اصرار کیا۔ آپ نے انہیں بھی یہی جواب دیا پھر بنو ساعدہ کے محلے میں پہنچے تو سعد بن عبادہؓ اور منذر بن عمروؓ نے اپنے یہاں قیام کی گزارش کی لیکن انہیں بھی یہی جواب ملا پھر بنو حارث بن خزرج کے محلے میں پہنچے تو سعد بن ربیع اور خارجہ بن زید اور عبداللہ بن رواحہ نے قیام کی درخواست کی حضور علیہ السلام نے ان کو بھی یہی جواب دیا پھر بنو عدی بن نجار کے محلے میں پہنچے یہ محلہ نبی علیہ السلام کے دادا عبدالمطلب کا ننہال تھا کیونکہ عبدالمطلب کی والدہ سلمی بنت عمرو یہیں کی لڑکی تھیں لہذا اس محلہ میں سلیط بن قیس اور ان کے والد قیسؓ اور اسیرہ بن ابو خارجہؓ وغیرہ نے آپ کو روکنے کے لئے گھیر لیا اور کہا کہ ہمارے رشتے کا لحاظ فرمائیں، ہم ہر خدمت کے واسطے تیار ہیں آپ نے ان کو بھی یہی جواب دیا کہ یہ اونٹنی اللہ کے حکم سے چل رہی ہے، جہاں از خود بیٹھ جائے گی ہم وہیں قیام کریں گے۔ غرض اس طرح سے لوگ آگے پیچھے دائیں بائیں بڑی شان وشوکت سے استقبال میں چل رہے تھے اور محلہ در محلہ قیام و نزول کی دعوت دیتے رہے قبا سے مدینہ تک ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نیچے سے اوپر تک فضا جھوم رہی ہے اور رحمدوشی سے پوری بستی معمور ہے اور جیسا کہ مجموعہ بائبل کی کتاب یسعیاہ کے ب ۴۲ درس ۱۱ میں ہے کہ سلع (مدینہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے) کے بسنے والے گیت گائیں گے۔ انصار کی معصوم بچیاں یہ اشعار گاتی ہوئی سنائی دے رہی تھیں ۔

اشرق البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکـــر علینا ما دعی للہ داع
ایھـــا المبعوث فینا، جئت بالامر المطاع
انت شرفت المدینۃ مرحبا یا خیر الـداع

---

(۱) ملخص از رحمۃ للعالمین

Marfat.com

ثنیۃ الوداع پہاڑی سے ہم پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا ہے۔ ہمارے اوپر شکر یہ ادا کرنا واجب ہے، جب تک کہ اللہ کے دین کی دعوت دینے والا دعوت دے۔ اے ہم میں مبعوث ہونے والے نبی! جو کچھ آپ لائے ہیں قابل اطاعت ہیں، آپ نے مدینہ کو شرف بخشا اے بہترین دعوت دینے والے آپ کو مرحبا ہو۔

استقبالی ترانوں اور چہل پہل کی اس خوش گوار فضا میں آپ کی اونٹنی اس مقام پر پہنچی جہاں مسجد نبوی ہے۔ وہیں بیٹھی اور پھر اٹھ کر چند قدم آگے بڑھی اور واپس ہو کر اسی مقام پر دوبارہ بیٹھی یہ گویا مسجد کے اولین حدود اور ریاض الجنۃ کی طرف اشارہ تھا یہاں دوبارہ بیٹھتے ہی اونٹنی نے جھرجھری لی اور منہ زمین پر رکھ کر دم ہلانے لگی پس آپ سمجھ گئے کہ قیام کے لئے یہیں اللہ کا حکم ہے چنانچہ اسی مقام پر نزول اجلال فرمایا۔

یہ محلّہ بنو مالک بن نجار کا تھا جو رشتے میں آپ کے اعمام میں سے تھے، آپ کی خواہش بھی تھی کہ میرے نزول و قیام کا شرف انہیں لوگوں کو حاصل ہو جسے اللہ نے پورا فرما دیا۔ (۱)

یہاں کی معصوم بچیوں نے آپ کے پہنچتے ہی خوشی و مسرت میں دف بجا بجا کر یہ شعر پڑھا۔

نحن بنات من بنی النجار — یا حبذا محمد من جار

ہم بنونجار کی لڑکیاں ہیں، کیا خوب کہ محمدؐ ہمارے پڑوسی ہوئے ہیں

یہ شعر سن کر اور ان کی والہانہ محبت کو دیکھ کر آپ نے پوچھا کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟ بولیں جی ہاں، فرمایا مجھے بھی تم سے محبت و الفت ہے۔ (۲)

آپ ﷺ کے نزول فرماتے ہی حضرت ابو ایوب انصاری نے اونٹنی کا کجاوہ اتارا اور اپنے گھر لے گئے آپ ﷺ نے فرمایا قیام وہیں ہوگا جہاں کجاوہ ہے پھر اسعد بن زرارہؓ آئے اور اونٹنی کی نکیل پکڑ لی اور اونٹنی کو اپنے پاس رکھا اور قیس بن صرمہ انصاریؓ نے درج ذیل اشعار کہے جنہیں بعد میں حضرت ابن عباسؓ نے مختلف مواقع پر ان کے گھر جا کر حفظ فرمایا۔

ثَوَیٰ فی قریشٍ بِضعَ عشرةَ حِجَّةً — یـذکّرُ لو یلقی حبیباً مُواتِیا
ویعرضُ فی أهل المواسمِ نفسه — فلم یَرَ من یووی ولم یَرَ دَاعِیـا
فلمّا أتانا واستَقَرت بـه الـنَـوی — وأصبح مسرورا بطَیِّبَةَ راضیـا

(۱) ابن ہشام ۱/۴۹۴

(۲) زرقانی علی المواہب ۱/۳۵۹، ۳۶۰

Marfat.com

وأصبح لا يخشىٰ ظُلامةَ ظالمٍ بَعيدٍ ولا يخشى من الناس باغيا
بذلنا له الأموال من حُلَّ مالنا وأنفسنا عند الوغى والتآسيا
نُعادِي الذي عادى من الناس كلهم جميعا وان كان الحبيب المصافيا
ونعلم أن الله لا ربَّ غيره وأن كتابَ الله أصبح هاديا

آپ ﷺ نے قریش میں ۱۳ سال تک قیام فرمایا اور نصیحت کرتے رہے کہ کاش کسی موافقت کرنے والے حبیب سے ملاقات ہو۔ اور مواسم حج میں اپنی ذات کو لوگوں پر پیش فرماتے رہے لیکن کسی کو جگہ دینے والا اور بلانے والا نہیں پایا۔ پس جب آپ ہم میں تشریف لائے اور اقامت فرمائی تو طیبہ کی اقامت پر خوش اور راضی ہوگئے۔ یہاں کسی ظالم کے ظلم کا خوف اور کسی باغی کا ڈر باقی نہیں رہ گیا۔ ہم نے آپ کے لئے اپنے مال کا بڑا حصہ خرچ کیا اور لڑائی کے وقت اپنی جانیں بھی دیں۔ ہم ان تمام لوگوں سے عداوت رکھتے ہیں جنہوں نے آپ سے عداوت کی اگرچہ وہ ہمارا مخلص دوست رہا ہو۔ اور ہم یہ یقین جانتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں اور اللہ کی کتاب قرآن ہمارا رہنما ہے۔ (۱)

اہل مدینہ کی فرحت وخوشی

حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ کی ہجرت سے قبل مدینہ میں مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتومؓ تشریف لاکر لوگوں کو قرآن پاک اور دین کی باتیں سکھاتے رہے، پھر حضرت عمارؓ و بلالؓ وسعد وغیرہ آئے پھر حضرت عمر بن خطابؓ بیس سواروں کے ساتھ آئے پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو اس وقت ایسی خوشی حاصل ہوئی کہ کبھی دیکھنے میں نہیں آئی مرد عورت بچے بوڑھے غلام اور لونڈیاں سبھی کہتے پھرتے تھے کہ ھذا رسول الله قد جاء نا یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں جو ہم میں تشریف لائے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جس روز رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے اس سے بہتر اور روشن دن میں نے کبھی نہیں دیکھا اور جس روز آپ کا انتقال ہوا اس سے برا اور تاریک دن کبھی نظر نہ آیا۔ (۲)

حضرت ابوایوبؓ کے یہاں قیام

سواری سے اترنے کے بعد آپ نے دریافت فرمایا کہ ہمارے اہل میں سے کون سا گھر زیادہ

---

(۱) زاد المعاد ۲/ ۵۵
(۲) بخاری ۱/ ۵۵۸، زاد المعاد ۲/ ۵۵

Marfat.com

قریب ہے۔ حضرت ابوایوبؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں یہ میرا گھر ہے اور یہ دروازہ ہے آپ نے فرمایا، اچھا چلو ٹھہرنے کا انتظام کرو، بولے اللہ کی برکت سے سب انتظام ہے آپ تشریف لے چلیں۔(۱)

حضرت ابوایوبؓ کا گھر دو منزلہ تھا، حضور ﷺ وہاں پہنچے تو نیچے والی منزل میں رہنا پسند فرمایا۔ حضرت ابوایوبؓ اور ان کی اہلیہ نے کہا، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ ممکن نہیں کہ آپ نیچے رہیں اور ہم اوپر کی منزل میں قیام کریں، براہ کرم آپ اوپر ہی تشریف رکھیں، آپ نے فرمایا اسی میں بہتری ہے۔ نیچے رہنے میں میرے لئے سہولت ہوگی اور تمام زائرین کے لئے بھی آسانی رہے گی، حضرت ابوایوبؓ نے مجبور ہو کر تسلیم کرلیا اور خود اوپر کی منزل میں رہنے لگے، اتفاق سے ایک دن پانی کا گھڑا ٹوٹ گیا اور خطرہ ہوا کہ پانی ٹپکنے سے حضور ﷺ کو تکلیف ہوگی، فوراً انہوں نے اپنی چادر اٹھائی اور اس پر ڈال کر سارا پانی جذب کرلیا اس چادر کے سوا ان کے پاس اوڑھنے کے لئے نہ دوسری چادر تھی نہ لحاف لیکن اس تدبیر سے وہ خوش تھے، کہ ہم نے تھوڑی سی مصیبت اٹھا کر اللہ کے محبوب ﷺ کو تکلیف سے بچالیا۔ اس واقعہ سے حضرت ابوایوبؓ کی فدا کاری اور پاس ادب کا اندازہ بخوبی لگ سکتا ہے یہی خوبی اور حسن عمل ان کی ہر ادا میں پایا جاتا تھا۔ ان کی اہلیہ کھانا تیار کرتیں تو سب سے پہلے حضور ﷺ کی خدمت میں لاتے، آپ ﷺ تناول فرما کر چھوڑ دیتے تو وہ اور ان کی اہلیہ حصول برکت کے لئے اسی جگہ سے کھاتے جہاں آپ ﷺ کی انگلیوں کے نشان بنے ہوتے۔

ایک دن شام کے کھانے میں پیاز یا لہسن پڑ گیا اس کی بو آپ کو ناگوار تھی آپ نے وہ کھانا لوٹا دیا۔ حضرت ابوایوبؓ نے دیکھا تو دوڑے ہوئے آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا وجہ ہے کہ کھانا آپ نے ترک فرمادیا ارشاد ہوا کہ اس میں لہسن یا پیاز کی بو پائی جاتی تھی اور اللہ اور اس کے فرشتوں سے ہمکلامی کے سبب اس سے احتیاط کرتا ہوں لہذا تم اس کی کوئی فکر نہ کرو۔ حضرت ابوایوبؓ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے بعد آپ کے کھانے میں لہسن اور پیاز کبھی نہیں ملایا۔(۲)

دیگر اصحاب کی خدمات

حضرت ابوایوبؓ کے علاوہ حضرت سعد بن عبادہؓ حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت عمارہ بن حزمؓ وغیرہ بھی آپ کے کھانے پینے کا بہت خیال رکھتے تھے اور اکثر اوقات دودھ، گھی، سالن اور دیگر اشیاء

---

(۱) بخاری ۱/۵۵۶

(۲) ابن ہشام ۱/۴۹۸

Marfat.com

بالالتزام بھیج دیا کرتے تھے۔(۱)

عبداللہ بن سلام کا اسلام

عبداللہ بن سلام قوم یہود کے بڑے عالم اور معززین میں سے تھے۔ وہ آسمانی کتابوں میں آں حضرت ﷺ کا اسم مبارک آپ کی بعض صفات اور زمانہ بعثت وغیرہ پڑھ کر پہلے سے منتظر تھے جس وقت آپ ﷺ قباء میں بنی عمرو بن عوف کے یہاں تشریف لائے تو کھجور کے ایک درخت پر چڑھے ہوئے تازہ کھجوریں توڑ رہے تھے اور نیچے ان کی پھوپھی خالدہ بنت حارث بیٹھی تھیں جونہی آنحضرت ﷺ کی آمد کی خبر ملی انہوں نے درخت کے اوپر ہی سے اللہ اکبر کی صدا بلند کی ان کی پھوپھی نے سن کر کہا اللہ تجھے غارت کرے اگر آج موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے آنے کی خبر ملتی تو بھی تو اس سے زیادہ خوش نہ ہوتا۔ انہوں نے کہا پھوپھی جان خدا کی قسم یہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے بھائی اور انہیں کے مانند اللہ کے نبی و رسول ہیں، بولیں بھتیجے! کیا یہ وہی نبی ہیں جن کے بارے میں ایک عرصہ سے سنتی آئی ہوں کہ قیامت کے قریب مبعوث ہوں گے انہوں نے کہا ہاں پھوپھی جان یہ وہی ہیں، کہنے لگیں پھر تو ان کا آنا ہمارے لئے مبارک ہے۔(۲)

عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور جونہی رخ انور دیکھا دل میں یقین کرلیا کہ یہ چہرہ کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ ترمذی شریف میں مروی ہے کہ سب سے پہلا کلام جو آپ نے ارشاد فرمایا یہ ہے: یا ایھا الناس افشوا السلام واطعموا الطعام وصلوا الارحام وصلوا باللیل والناس نیام.تدخلوا الجنة بسلام اے لوگو! آپس میں سلام پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ اور باہمی رشتے کو ملاؤ اور پچھلے پہر کو نماز (تہجد) پڑھو جب کہ لوگ سورہے ہوں۔ جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوجاؤ گے۔

صحیح بخاری ج ا ص ۵۵۶ وص ۶۶۹ کے سیاق وسباق سے پتہ چلتا ہے کہ عبداللہ بن سلام آپ کے پاس اس وقت بھی آئے جب آپ مدینہ میں بنونجار کے یہاں پہنچ چکے تھے اور حضرت ابوایوب کے گھر میں قیام کی تیاری کررہے تھے وہاں انہوں نے آپ کی رسالت کی شہادت دی اور آپ سے تین سوالات کئے اور کہا اس کو نبی کے سوا کوئی نہیں بتاسکتا اول یہ کہ قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے۔ دوم یہ کہ اہل جنت کو پہلا کھانا کیا ملے گا۔ سوم یہ کہ لڑکا کبھی باپ کے مشابہ اور کبھی ماں اور ننھیال کے مشابہ کیوں ہوتا ہے آپ نے

---

(۱) سیرۃ النبی ا/۲۸۲ بحوالہ طبقات ابن سعد (۲) ابن ہشام ج ا ص ۵۱۶

Marfat.com

فرمایا کہ ابھی ابھی حضرت جبرئیل نے خبر دی ہے کہ قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی اور جنت کا پہلا کھانا مچھلی کی کلیجی ہو گی۔ اور جب باپ کی منی غالب آتی ہے تو لڑکا باپ کے مشابہ ہوتا ہے ورنہ ماں کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ عبداللہ بن سلام نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ اللہ کی طرف سے حق لے کر آئے ہیں پھر کہا کہ حضور علیہ السلام! ابھی میرا اسلام پوشیدہ رکھئے کیونکہ میری قوم یہود بہت بہتان تراش اور مکار ہے۔ پہلے انہیں بلا کر میرے بارے میں پوچھئے، اگر میرا اسلام وہ پہلے سے جان لیں گے تو طرح طرح کا عیب لگائیں گے۔ یہ سننے کے بعد آپ نے یہود کو طلب کیا جب وہ آ گئے تو فرمایا اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں اور حق لے کر آیا ہوں، لہذا اسلام قبول کر لو اسی میں عافیت ہے انہوں نے کہا ہمیں آپ کی صداقت کی خبر نہیں، آپ نے فرمایا، اچھا بتاؤ تم میں عبداللہ بن سلام کیسے ہیں؟ بولے وہ تو ہمارے سردار اور سردار زادے ہیں۔ وہ خود عالم اور عالم زادے بھی ہیں اور ہم میں سب سے افضل ہیں آپ نے فرمایا اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو کیا کرو گے بولے ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ نے تین مرتبہ یہی بات کہی اور ہر دفعہ یہی جواب دیتے رہے کہ حاشاللہ وہ کبھی ایسا نہ کریں گے۔

اس وقت عبداللہ بن سلامؓ گھر کے اندر چھپے تھے آپ نے انہیں بلایا اور فرمایا جو حق جانتے ہو کہو۔ انہوں نے کہا اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو، بخدا تم جانتے ہو کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں، میں بھی آج برملا اس کی شہادت دیتا ہوں اور آپ علیہ السلام پر ایمان لاتا ہوں، آپ کی تصدیق کرتا ہوں آپ کو آپ کی ان صفات سے پہچانتا ہوں جو آسمانی کتابوں میں موجود ہے خود توریت میں آپ کا نام اور آپ کی صفت پائی جاتی ہے۔ جسے تم جانتے ہو۔

یہودیوں نے کہا تم جھوٹے ہو تم ہم میں سب سے برے ہو اور برے کی اولاد ہو۔ یہ کہہ کر وہ اپنے اقرار سے مکر گئے اور عبداللہ بن سلامؓ میں طرح طرح کا عیب نکالنے لگے۔ عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میرے اسلام کا شہرہ ہو گیا۔ میرے ساتھ میرے گھر والے بھی ایمان لے آئے اور میری پھوپھی خالدہ بنت حارث بھی مسلمان ہو گئیں۔ (۱)

مکہ سے حضور علیہ السلام کے اہل و عیال کی آمد

حضرت ابوایوبؓ کے گھر میں اقامت بعد آپ نے زید بن حارثہؓ اور ابورافعؓ کو دو اونٹ اور پانچ

---

(۱) بخاری /۵۱۶-۵۱۷ وابن ہشام

Marfat.com

سو درہم دیکر مکہ روانہ کیا تا کہ آپ کے اہل وعیال کو لے آویں۔ چنانچہ وہ دنوں حضرات جا کر ام المؤمنین حضرت سودہؓ اور آپ کی دونوں صاحبزادیوں فاطمہؓ وام کلثومؓ نیز اسامہ بن زیدؓ اور ان کی والدہ ام ایمن کو لے آئے۔

آپ کی تیسری صاحبزادی حضرت زینبؓ اپنے شوہر ابوالعاص کے پاس سے نہیں آسکیں وہ غزوۂ بدر کے بعد تشریف لائیں اور حضرت ابوبکرؓ کے اہل وعیال حضرت عائشہؓ وغیرہ کو بھی عبداللہ بن ابوبکرؓ اسی قافلہ کے ساتھ مدینہ لے آئے۔(۱)

مسجد نبوی کی تعمیر

جس مقام پر رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی بیٹھی تھی وہ زمین دو (۲) یتیم سہل و سہیل کی تھی، یہ دونوں بچے حضرت اسعد بن زرارہؓ اور معاذ بن عفراءؓ کی پرورش میں تھے آپ نے دونوں سے فرمایا کہ میں اس زمین میں خدا کا گھر بنانا چاہتا ہوں لہذا جو اس کی قیمت ہو لے لو۔ عرض کیا یا رسول اللہ ہم اسے بلا قیمت دینا چاہتے ہیں۔ آپ نے انکار فرمایا اتنے میں اس کے اصل مالک سہل و سہیل بلا لئے گئے، انہوں نے بھی کہا ہم آپ سے اس کی قیمت نہیں لیں گے بلکہ فی سبیل اللہ ہبہ کرتے ہیں۔ آپ نے ان کی یتیمی کا لحاظ کرتے ہوئے فرمایا ہم اسے بلا قیمت لینا مناسب نہیں سمجھتے چنانچہ دس دینار اس کی قیمت ادا کر دی گئی۔(۲)

مشرکین کی قبریں

اس زمین میں کچھ قبریں تھیں، کچھ حصہ ویران تھا، جہاں کھجوریں سکھائی جاتی تھیں۔ بعض مقام پر کھجور اور غرقد نامی کانٹے دار درخت کے پودے تھے، خریدنے کے بعد آپ نے حکم دیا تو قبریں کھود کر صاف کر دی گئیں، درخت کاٹ ڈالے گئے اور زمین ہموار کر دی گئی۔ حضرت اسعد بن زرارہؓ اور دیگر مسلمان آپ کے آنے سے پہلے بھی اس میں نماز پڑھا کرتے تھے اب باقاعدہ مسجد کی تعمیر شروع ہوگئی۔ صحابہ کے ساتھ خود نبی ﷺ اینٹ گارے اور پتھر ڈھو ڈھو کر لاتے تھے اور عبداللہ بن رواحہؓ کا کہا ہوا یہ شعر پڑھتے تھے۔

اللهم لا عيش الا عيش الآخرة   فاغفر الانصار والمهاجرة

اے اللہ زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے، اے اللہ انصار و مہاجرین کو بخش دے۔

---

(۱) زادالمعاد ۲/۵۵   (۲) بخاری ۱/۵۵۵، ۵۵۶

Marfat.com

اس کے علاوہ یہ شعر بھی بطور رجز دہراتے تھے۔

هذا الحمال لا حمال خيبر
هذا أبَرُّ ربنـــا واطهر

یہ خیبر کے کھجوروں اور انگوروں کے بوجھ کی طرح صرف دنیا ہی میں نفع بخش نہیں ہے۔ بخدا یہ تو نیکی اور پاکیزگی کا بوجھ ہے۔ (۱)

آنحضرت ﷺ کی محنت اور کام کو دیکھ کر صحابہ یہ رجز بھی پڑھا کرتے تھے۔

لان قعدنا والرسول يعمل
لذاك منا العمل المذلل

رسول اکرم ﷺ کام پر لگے ہوں اور ہم بیٹھے رہیں یہ تو بہت بڑی گمراہی ہوگی۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ تعمیر مسجد میں

مسجد نبوی کی تعمیر میں انصار و مہاجرین کے ساتھ حضرت عمار بن یاسر بھی لگے تھے لوگ ان پر اینٹوں کا بھاری بوجھ لاد دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! لوگوں نے مجھے قتل کر ڈالا، مجھ پر بڑا بوجھ رکھ دیتے ہیں، جو خود نہیں اٹھاتے، ام سلمہؓ فرماتی ہیں اس وقت میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ شفقت کے ساتھ ان کے گھونگھریالے بال سے غبار جھاڑتے ہوئے فرماتے تھے، اے ابن سمیہؓ یہ لوگ تمہارے قتل کرنے والے نہیں ہیں تمہیں تو باغی جماعت قتل کرے گی۔

حضرت عمارؓ کو غبار میں لت پت دیکھ کر حضرت علیؓ نے ان کی شان میں یہ شعر کہا۔

لا يستوى من يعمر المساجـدا
يداب فيه قائما وساجـــدا
ومن يراعن عن الغبار حايدا

وہ شخص جو مسجد کی تعمیر میں لت پت اور قیام و سجود میں مشغول رہتا ہو اور وہ شخص جو اس کے غبار تک سے دور رہتا ہو دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ حضرت عمارؓ نے یہ شعر سنا تو خوشی سے دہرانے لگے تاکہ دوسروں میں بھی کام کا شوق پیدا ہو مگر ایک صاحب جو کام سے کتراتے تھے انہوں نے سمجھا کہ عمارؓ میرے بارے میں تعریض کر رہے ہیں ان صاحب کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اسی سے اشارہ کر کے کہا کہ اسی سے تمہاری ناک میں ماریں گے، آں حضرت ﷺ یہ سن کر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ انہیں عمارؓ سے کیا واسطہ، عمارؓ

(۱) بخاری ۱/۵۵۵

Marfat.com

ان کو جنت کی طرف بلاتے ہیں اور وہ انہیں جہنم کی طرف لے جانا چاہتے ہیں پھر فرمایا کہ عمار میری آنکھ اور ناک کے مابین میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہیں۔(۱)

کیفیت تعمیر مسجد

مسجد نبوی کی دیوار کچی اینٹ اور گارے کی تھی، دروازے کے بازو پتھر کے تھے لمبائی قبلہ کی دیوار سے پیچھے تک سو ہاتھ اور دائیں بائیں دونوں کنارے بھی اسی قدر یا کچھ کم۔ بنیاد تین ہاتھ کے قریب قبلہ بیت المقدس کی طرف، دروازے تین تھے۔ ایک پچھلے حصے میں ایک باب الرحمۃ کے نام سے اور ایک وہ جس سے آنحضرت ﷺ داخل ہوتے تھے۔

فرش ریت اور سنگ ریزوں کا تھا تاکہ پانی گرنے سے کیچڑ نہ ہو سکے، بیچ کے ستون سب کھجور کے تنوں کے اور چھت کھجور کی ٹہنیوں اور پتیوں کی آپ سے عرض کیا گیا کہ چھت پختہ کیوں نہیں کرا دیتے فرمایا کہ بس موسیٰ علیہ السلام کی طرح پھونس کی جھونپڑی کافی ہے۔(۲)

اصحاب صُفہ کی رہائش گاہ

صفہ کے معنی سایہ دار چبوترہ کے ہیں نبی ﷺ نے اس مسجد کے شمال مشرق کے گوشہ میں ایک چبوترہ بنوا کر سایہ کے لئے پھونس کا سائبان کھڑا کر دیا تھا، یہ چبوترہ ان مسلمانوں کے لئے رہائش کا کام دیتا تھا جو علم دین حاصل کرنے کے واسطے گھر بار چھوڑ کر حضور ﷺ کی خدمت میں رہتے تھے گویا دین کا پہلا مدرسہ تھا، اصحاب صفہ اکثر سادی زندگی گزارتے تھے کھانے پینے اور پہننے میں بڑی تنگی تھی ان میں سے بعض لوگ لکڑیاں چن کر لاتے اور انہیں بیچ کر اپنی ضرورت پوری کر لیتے تھے، صحابہ میں سے اصحاب خیر اور خود آنحضرت ﷺ ان کا بہت خیال رکھتے تھے۔(۳)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کے حجرے

آپ مسجد کی تعمیر سے فارغ ہو چکے تو مسجد کے متصل ہی پوربی جانب حضرت عائشہ کا حجرہ تعمیر فرمایا اور حضرت سودہ کے رہنے کے لئے الگ کمرہ بنایا اور تقریباً سات ماہ رہنے کے بعد حضرت ابوایوب کے یہاں سے ان کمروں میں منتقل ہوئے۔(۴)

---

(۱) ابن ہشام ۱/ ۴۹۶
(۲) التاریخ الاسلامی القدیم ص ۱۲۶ [illegible] قاضی
(۳) بخاری ۱/ ۵۸۲
(۴) زادالمعاد ۱/ ۲۶

Marfat.com

یہ حجرے بھی کچی اینٹوں کے تھے باقی ازواج مثلاً ام سلمہؓ، ام حبیبہؓ، زینبؓ، جویریہؓ، میمونہؓ، زینب بنت جحشؓ اور صفیہؓ وغیرہ تو ان کے حجرے بھی کھجوروں کی ٹٹیوں وغیرہ سے بنے، یہ حجرے چھ(۶) سات (۷) ہاتھ چوڑے اور دس دس ہاتھ لمبے تھے، چھت اتنی نیچی تھی کہ آدمی کھڑا ہو کر چھو لیتا۔ یہ ٹٹیاں مٹی سے لیپ دی گئی تھیں، دروازوں پر کمبل کا پردہ لگا رہتا تھا اور قلت کی وجہ سے راتوں کو چراغ نہیں جلتا تھا۔(۱)

آپ ﷺ کی چارپائی اور حجروں کی منتقلی

آپ ﷺ کی مبارک چارپائی کھجور کی چھال کی رسی کی بنی ہوئی تھی وہ بنو امیہ کے زمانہ میں بیچ ڈالی گئی اسے ایک آدمی نے چار ہزار درہم میں خرید لیا۔ اور ازواج مطہرات کا انتقال ہو گیا تو عبدالملک کے زمانہ خلافت میں ان تمام حجروں کو توڑ کر مسجد نبوی میں شامل کر دیا گیا۔ ان کمروں کے نشانات مٹتے ہوئے دیکھ کر اہل مدینہ رونے لگے جیسے آپ کی وفات کے وقت روئے تھے۔(۲)

مدینہ کی آب وہوا

شروع میں مہاجرین کو مدینہ کی آب وہوا موافق نہیں پڑتی تھی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو ابو بکرؓ و بلال کو سخت قسم کا بخار ہوا۔ میرے والد ابو بکرؓ بخار کی حالت میں یہ شعر پڑھتے تھے ۔

كُلُّ امْرءٍ مُصَبَّحٌ فِي اهله وَالْمَوْتُ اَدْنىٰ مِنْ شُرَاكِ نَعْلِهِ

ہر آدمی کے لئے اس کے اہل میں خیر و عافیت کی دعا کی جاتی ہے۔ حالانکہ موت ان کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہوتی ہے۔

اسی طرح حضرت بلالؓ کو جب بخار سے کچھ افاقہ ہوتا تو مکہ کے آس پاس کی وادیوں کو یاد کر کے اپنی آواز بلند کرتے اور کہتے ۔

الا ليت شعری هل ابيتن ليلة بـــواد وحولی اذخر وجليل

وهل اردن يوما مياه مجنـــة وهل يبدون لی شامة وطفيل

کاش میں جان سکتا کہ کوئی رات مکہ کی وادی میں گزاروں گا جہاں اذخر (ایک خوشبودار گھاس

(۱) طبقات ابن سعد ۸/ ۱۱۷ (۲) حاشیہ ابن ہشام ۱/ ۴۹۸

Marfat.com

ہے)اور جلیل (نرم گھاس) کی ہریالی ہو۔اور کیا کبھی مجنہ کے پانی پر وارد ہوں گا اور کیا کبھی شامہ و طفیل (دو چشمے) بھی ظاہر ہوں گے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس کا ذکر میں نے حضرت ﷺ سے کیا تو آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! مدینہ کو ہمارے لئے محبوب بنا دے جیسے مکہ کو محبوب بنایا بلکہ اس سے بھی زیادہ اور مدینہ کی آب و ہوا کو صحت بخش بنا دے، اس کے صاع اور مد میں برکت عطا کر اور اس کے بخاروں کو منتقل کر کے جحفہ کی طرف بھیج دے۔(۱)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا انتقال

ابو امامہ اسعد بن زرارہؓ کی کنیت تھی۔مدینہ کے چھ پاک نفوس جو مکہ جا کر سب سے پہلے ایمان لائے تھے اور بیعت عقبہ اولیٰ و عقبہ ثانیہ کی بیعت میں شریک رہے، ان میں سب سے پہلے انہیں نے بیعت کی تھی، نیز آنحضرت ﷺ نے جن بارہ آدمیوں کو اپنا نقیب مقرر کیا تھا ان میں بھی حضرت اسعد بن زرارہ کا نام سرفہرست ملتا ہے مدینہ میں اسلام کو پھیلانے میں ان کا بڑا ہاتھ تھا وہ حضرت مصعب بن عمیر اور ام مکتومؓ کے ساتھ ہمہ وقت تبلیغ اسلام میں لگے رہتے تھے اور حضور ﷺ ہجرت کر کے جب مدینہ میں بنو نجار کے یہاں اترے تو بھی اسعد بن زرارہ آپ کے خاص معین و مددگار رہے لیکن اللہ کی مرضی کہ ابھی مسجد نبوی مکمل بھی نہیں ہونے پائی تھی کہ اچانک ان کے حلق میں درد شروع ہوا اور بعد میں خناق کی قسم کی بیماری پیدا ہوگئی۔رسول اللہ ﷺ نے داغنے کا علاج کیا تاکہ مادہ جل کر دب جائے۔لیکن یہ پھوڑا پیغام اجل بن گیا اور آپ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

نبی ﷺ کو ان کی موت کا بڑا غم تھا، آپ فرماتے تھے کہ یہود اور منافقین کی نگاہ میں ان کی موت بری ہے۔وہ کہتے ہیں کہ اگر محمد ﷺ نبی ہوتے تو ان کا صاحب نہ مرتا۔ ﴿ولا املك لنفسي ولا لصاحبي من الله شيئا﴾ حالانکہ میں اللہ کی جانب سے نہ اپنے نفس کا مالک ہوں اور نہ اپنے صاحب کے نفس کے لئے کوئی اختیار رکھتا ہوں۔

ان کے انتقال کے بعد بنو نجار کے لوگ مجتمع ہو کر آپ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ اسعد بن زرارہ کے بعد اب ہمارا کوئی سردار نہیں رہ گیا۔لہذا آپ ہم میں سے کسی کو مقرر کر دیجئے آپ نے فرمایا کہ تم

---

(۱) بخاری ۱/ ۵۵۱

Marfat.com

لوگ میرے ماموں ہو اس حیثیت سے میں تمہیں میں کا ایک فرد ہوں لہٰذا ان کی جگہ میں خود تمہارا نقیب و سردار ہوں یہ سن کر سب راضی ہو گئے اور کسی کو ایک دوسرے پر ترجیح کی ضرورت نہیں پیدا ہوئی۔(۱)

بعض مہاجرین کے گھروں کا حال

آنحضرت ﷺ کی ہجرت کے بعد جتنے مسلمان مکہ میں بچے تھے مجبور و محبوس لوگوں کے علاوہ سب مکہ خالی کر کے چلے آئے۔ بنو مظعون، بنو جحش بن رباب اور بنو بکیر وغیرہ اپنا پورا گھر بند کر کے اس طرح چلے آئے کہ اس میں کوئی سکونت کرنے والا نہیں رہ گیا، ان میں سے بنو جحش کا گھر خالی دیکھ کر ابوسفیان نے قبضہ جمالیا اور اسے بنو عمر بن علقمہ کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ عبداللہ بن جحش نے سنا تو اس کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی۔ آپ نے فرمایا، اے عبداللہ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ اللہ اس کے بدلے میں تمہیں جنت میں اس سے بہتر گھر عنایت فرمائے انہوں نے کہا بے شک ہم اس پر راضی ہیں۔ اس کے بعد مکہ فتح ہو گیا تو ابواحمدؓ نے بھی اپنے گھر کی بازیابی کے لئے عرض کی لیکن آپ خاموش رہے پھر صحابہؓ نے ان کو سمجھایا کہ رسول اللہ ﷺ ان گھروں اور مالوں کی بازیابی کی کوشش ناپسند فرماتے ہیں جو ہجرت کے بعد غصب کر لئے گئے۔(۲)

مدینہ کا پہلا خطبہ

مدینہ پہنچنے کے بعد آپ نے شروع شروع میں جو خطبے دیئے ان میں سے دو (۲) کا ذکر مختصراً یوں آیا ہے۔

(۱) تمام حمد و ثنا اللہ کے لئے ہے میں اس کی ستائش کرتا ہوں اسی سے مدد طلب کرتا ہوں، اسی کے ذریعہ اپنے نفس کی برائی اور اعمال کی بدی سے پناہ مانگتا ہوں، جس کو اللہ ہدایت دے دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے، بہترین حدیث اللہ کی کتاب ہے، وہ کامیاب ہو گیا جس کے دل میں اللہ نے اپنے کلام کو مزین کر دیا اور کفر کے بعد اسلام میں داخل کر لیا اسے اپنے ماسوئی کے قیل و قال سے نجات دے دی اللہ کا کلام ابلغ و احسن ہے تم اس چیز کو پسند کرو جو اللہ کو پسند ہے، تم اپنے دل کی گہرائی سے

---

(۱) ابن ہشام ۱/۴۲۹، ۵۰۷

(۲) ابن ہشام ۱/۴۹۹

Marfat.com

اللہ کو محبوب رکھو، اس کے کلام اور اس کے فرمان سے تنگی نہ محسوس کرو، تمہارا دل اس سے سخت نہ ہو۔ بلاشک اللہ تعالیٰ اپنے جملہ مخلوق میں سے بہتر لوگوں کو منتخب کرتا ہے، اس نے بہترین اعمال منتخب بندگان اور صالح بیانات کو متعین فرما دیا ہے، انسان جو کچھ دیا گیا بعض اس میں سے حلال اور بعض حرام ہیں جس کا فیصلہ اللہ کے کلام نے کر دیا ہے، پس اللہ کی بندگی کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اس سے ما حقہ ڈرتے رہو جو بات منہ سے نکالو سچی اور کھری ہو، آپس میں محض اللہ کی خوشنودی کے لئے محبت رکھو، نقض عہد سے اللہ بہت ناراض ہوتا ہے۔

(۲) اے لوگو! آخرت کی فکر کرو، ایک دن وہ آنے والا ہے کہ اپنے ریوڑ کو چھوڑ کر چل دو گے اس کا کوئی نگہبان نہ ہوگا، پھر اللہ کے سامنے حاضر کیے جاؤ گے اس حال میں کہ تمہارے اور اس کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا وہ تم سے پوچھے گا کیا تمہارے پاس ہمارے رسول نہیں گئے تھے کیا تم کو میری باتیں جا کر نہیں بتائی گئیں، کیا میں نے تم کو مال دے کر اپنا فضل نہیں کیا تھا۔ پس بتاؤ تم میرے پاس کیا لے کر آئے ہو؟ اس وقت آدمی اپنے دائیں بائیں دیکھے گا لیکن کوئی عمل نہیں پائے گا پھر سامنے نظر کرے گا تو جہنم کے سوا کوئی چیز نہیں دکھائی دے گی لہذا جو شخص اپنے کو جہنم سے بچانا چاہتا ہے وہ راہ خدا میں کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر یا اچھی بات کہہ کر دس گنے سے سات سو گنے تک اجر حاصل کرے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ (۱)

مدینہ میں اسلام اور کفر

رسول اللہ ﷺ کو تشریف لانے کے بعد ربیع الاول سے صفر تک قیام کیا۔ رہ مہینے میں آپ کی مسجد اور حجرے مکمل ہو گئے اور انصار کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں جو مسلمان نہ ہوا ہو، البتہ قبیلہ اوس میں خطمہ، واقف، وائل اور امیہ نام کے چند لوگ اپنے شرک اور کفر پر قائم رہ گئے لیکن ان پر کوئی جبر و اکراہ نہیں کیا گیا۔ (۲)

مدینہ کے باقی احوال وظروف

قبائل انصار کے علاوہ ایک جماعت مشرکین و بت پرستوں کی اور ایک بڑی جماعت یہودیوں کی بھی تھی، یہود کے تین قبیلے بنو قینقاع، بنو نضیر، اور بنو قریظہ مشہور تھے اور یہ اپنے قلعے، خیبر اور سود خواری اور تجارت کی وجہ سے مال و دولت میں سب سے بڑھ کر تھے لیکن طاقت و قوت کے لحاظ سے انصار

---

(۱) ابن ہشام ۱/ ۵۰۱ (۲) ابن ہشام ۱/ ۵۰۰

Marfat.com

کو فوقیت حاصل تھی۔

یہ یہودی توراۃ کی پیشگوئی کے مطابق عرصہ سے ایک نبی مبعوث کے منتظر تھے اور مشرکین سے ذکر کیا کرتے تھے کہ وہ نبی جب آئے گا تو ہم اس پر ایمان لا کر تم سے جنگ کریں گے اور غالب آئیں گے پس جب آپ کی تشریف آوری ہوگئی اور ملاقات کر کے انہوں نے اچھی طرح پہچان لیا تو محض اس وجہ سے کہ آپ بنی اسرائیل کے بجائے بنی اسمٰعیل میں سے ہیں۔ اور سود خوری وغیرہ ناجائز کمائی سے روکتے ہیں، آپ کے دشمن بن گئے، یہی وجہ تھی کہ ان میں سے معدودے چند کے سوا کوئی بھی ایمان نہیں لایا۔

تیسری جماعت مسلمانوں کی تھی ان میں زیادہ مخلص اور کچھ منافقین بھی تھے جو مسلمان سے مل کر ایمان کا دعویٰ کرتے لیکن باطن میں کفر و نفاق سے ان کا دل بھرا ہوا تھا وہ کافروں اور یہودیوں سے مل کر مسلمانوں کو زک پہونچانے میں سرگرداں رہتے تھے۔

مخلص مسلمانوں میں بھی دو گروہ تھے ایک انصار دوسرے مہاجرین انصار کے دو بڑے قبیلے اوس وخزرج میں عرصہ دراز سے جنگ اور عداوت چلی آرہی تھی جسے رسول اللہ ﷺ کی تعلیم و تربیت نے ختم کر دیا تھا اور ایمان لانے کے بعد وہ آپس میں شیر و شکر ہو گئے یہاں تک کہ پرانی عداوت کا احساس بھی باقی نہیں رہ گیا۔

مسلمانوں میں مواخات

مسلمانوں میں نبی ﷺ نے مواخاۃ و بھائی چارے کا رشتہ دو مرتبہ قائم فرمایا۔ اول ہجرت سے قبل مکہ میں حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے درمیان حمزہؓ و زید بن حارثہؓ کے درمیان، عثمان و عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے درمیان زبیرؓ و عبداللہ بن مسعودؓ کے درمیان عبیدہ بن حارثؓ اور حضرت بلالؓ کے درمیان، مصعب بن عمیرؓ و سعد بن ابی وقاصؓ کے درمیان، ابو عبیدہ بن جراح و سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ کے درمیان، سعید بن زیدؓ و طلحہ بن عبید اللہؓ کے درمیان اپنی ذات پاک و علی بن ابی طالبؓ کے درمیان تا کہ یہ اور دیگر مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے غمخوار اور حق پر ثابت رہنے پر تعاون کرتے رہیں۔

دوم ہجرت کے بعد مدینہ میں تا کہ جو لوگ اللہ و رسول کی محبت میں اپنا گھر بار اور مال و اسباب چھوڑ کر فاقہ مستوں کی طرح خالی ہاتھ چلے آئے ہیں، ان کے کھانے پینے اور رہنے سہنے کا ٹھکانا ہو جائے اس کے لئے آپ نے انصار و مہاجرین کو حضرت انس بن مالکؓ کے گھر میں جمع کیا اور باہمی ہمدردی و اخوۃ کا ایسا

Marfat.com

سبق دیا کہ وہ خونی رشتہ سے بھی بالا ہو گیا آپ نے سلمان فارسیؓ و ابو درداءؓ کے درمیان، عبدالرحمن بن عوفؓ وسعد بن ربیعؓ کے درمیان، جعفر بن ابی طالبؓ و معاذ بن جبلؓ کے درمیان، ابوبکر صدیقؓ و خارجہ بن زیدؓ کے درمیان، عمر فاروقؓ و عتبان بن مالکؓ کے درمیان، مصعب بن عمیرؓ و ابو ایوبؓ کے درمیان، ابو حذیفہؓ بن عتبہ و عباد بن بشرؓ کے درمیان، عمار بن یاسرؓ و ثابت بن قیسؓ کے درمیان، ابو ذرؓ و منذر بن عمروؓ کے درمیان، حاطب بن ابی بلتعہؓ و عویم بن ساعدہؓ کے درمیان ان کے علاوہ ابو عبیدہ بن جراحؓ و سعد بن معاذؓ کے درمیان، زبیر بن العوامؓ و سلامہ بن سلامہؓ کے درمیان، عثمان بن عفانؓ و اوس بن ثابتؓ کے درمیان، طلحہ بن عبید اللہؓ و کعب بن مالکؓ کے درمیان، سعید بن زیدؓ و ابی بن کعبؓ کے درمیان، بلال بن رباحؓ و ابو رویحہؓ کے درمیان، ابو مرثد غنویؓ و عبادہ بن صامتؓ کے درمیان، عبداللہ بن جحشؓ و عاصم بن ثابتؓ کے درمیان ابو سلمہؓ و سعد بن خیثمہؓ کے درمیان، عتبہ بن غزوانؓ و ابو دجانہؓ کے درمیان، عثمان بن مظعونؓ و ابو الہیثم بن تیہانؓ کے درمیان، عبیدہ بن حارثؓ و عمیر بن حمامؓ کے درمیان، عامر بن فہیرہؓ وحارث بن صمہؓ کے درمیان، مہجع مولیٰ عمرؓ و سراقہ بن عمروؓ کے درمیان، مقدادؓ و عبداللہ بن رواحہؓ کے درمیان اسی طرح اور بھی تمام رشتے جوڑ دیئے جس کے سبب انصار نے محبت و مودت کا ایسا نظارہ پیش کیا جس کی مثال ملنی مشکل ہے انصار مدینہ نے اپنے مہاجر بھائیوں سے کہا یہ ہمارا مال ہے یہ ہماری جائیداد ہے اس میں سے آدھا آپ لے لیجئے یہ ہماری دو بیویاں ہیں ان میں سے جس کو آپ پسند کیجئے میں طلاق دے دیتا ہوں آپ عدت گزار کر اس سے شادی کر لیجئے۔(۱)

اسی بے مثال مواخات و بھائی چارے کا نقشہ شاعر نے اس طرح پیش کیا ہے

مواخات کی بزم آراستہ ہے — یہ دیکھو مہاجر یہ انصار دیکھو
نگاہوں میں الفت ہوئی ہے محبت — دلوں میں چھپا ہوا پیار دیکھو
ہر اک نے ہر اک چیز تقسیم کر دی — یہ اخلاص و الفت یہ ایثار دیکھو
ابوبکرؓ و عثمانؓ کے پہلو بہ پہلو — یہ بیٹھے ہیں اصحاب نادار دیکھو
مقام بلالؓ و صہیبؓ اللہ اللہ — غلام و مخدوم ہم دار دیکھو
یہ رشتہ ہوا سارے رشتوں سے اعلیٰ — ان آنکھوں سے دل کی یہ سرکار دیکھو

---

(۱) بخاری مع الفتح، باب کیف آخی النبی ﷺ

Marfat.com

اخوت کی مدح وثنا پڑھنے والو
ذرا یہ اخوت کا معیار دیکھو

تجارت ومحنت کی برکت

انصار مدینہ کی بے پناہ ایثار وقربانی سے مہاجرین کافی مطمئن ہوگئے تھے لیکن سہل انگاری اور مفت خوری اسلام کے قطعی منافی تھی اس لئے وہ لوگ کلیتاً اسی پر قانع ہوکر نہیں بیٹھے بلکہ روز اول ہی سے محنت وتجارت میں حصہ لے کر بہت جلد اپنے قدموں پر کھڑے ہوگئے اور انصار بھائیوں پر بوجھ بننے کے بجائے ان کی تقویت وسرفرازی کے باعث بن گئے، پھر دونوں میں یگانگت ومحبت اور دین کی خدمت کا ایسا جذبہ پیدا ہوا کہ جو بھی ان کی حالات کو دیکھتا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔

اہل مدینہ سے تحریری معاہدہ

مسلمانوں کی تربیت واصلاح کے ساتھ مدینہ میں امن وامان برقرار رکھنے اور قریش کے فتنوں اور شرانگیزیوں سے بچنے کے لئے ہجرت کے پہلے ہی سال آپ نے اہل مدینہ اور اس کے گردونواح میں بسنے والے مسلمانوں، یہودیوں، مشرکین اور دیگر قوموں سے متفقہ طور پر ایک تحریری معاہدہ طے کرا کے دستخط لے لیا تاکہ سب مل جل کر ایک طاقت بن جائیں اور مذہبی آزادی کے ساتھ پیش آمدہ خطرات میں ایک دوسرے کی مدد کر کے اپنی عزت وحرمت برقرار رکھ سکیں۔

ذیل میں اس معاہدہ کی اہم دفعات نقل کی جاتی ہیں جو نمبر ا سے نمبر ۶ تک صرف مسلمانوں کے لئے اور اس کے بعد کی مسلم وغیر مسلم سب کے لئے تھیں۔

(۱) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ تحریر محمد ﷺ کی جانب سے قریش ویثرب کے مسلمانوں اور ان کے جملہ متبعین کے لئے ہے جو ان سے مل جل کر کام کرتے ہیں ان کا شمار ایک ہی قوم میں ہے۔

(۲) مہاجرین وانصار کے تمام قبائل اپنی پہلی حالت کے مطابق مقتولین کی دیت اور قیدیوں کا فدیہ عدل وانصاف سے ادا کریں گے۔

(۳) کوئی مومن کسی مومن کو کافر کے بدلے قتل نہیں کرے گا، نہ کسی مومن کے خلاف مدد کرے گا۔

(۴) جو مسلمانوں پر ظلم وزیادتی کرے گا سب اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ خواہ ان کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

Marfat.com

(۵) کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ کسی ملحد یا مبتدع کو پناہ دے یا اس کی مدد کرے۔

(۶) جس کسی معاملے میں اختلاف ہوگا اس کے فیصلہ کے لئے اللہ و رسول کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

(۷) مدینہ کا کوئی مشرک قریش کے کسی مال یا شخص کو پناہ نہیں دے گا۔

(۸) بنوعوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم ہیں۔

(۹) بنونجار، بنوساعدہ، بنوجشم، بنواوس، بنوثعلبہ، بنوشطیبہ وغیرہ کے یہود کے لئے وہی حقوق ہیں جو بنوعوف کے یہود کے لئے ہوں گے۔

(۱۰) ان سب کے لئے ان کا دین ہے اور مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کا دین ہے۔

(۱۱) جو اس معاہدہ میں شریک ہونے والوں سے جنگ کرے گا تو اس کے خلاف سب ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔

(۱۲) مظلوم کی مدد سب پر ضروری ہوگی۔

(۱۳) یہودیوں کے حلیف اور دوستدار مسلمانوں کے بھی دوستدار ہوں گے۔

(۱۴) اپنے ذاتی و قومی معاملے میں یہودی اپنے مصارف اور مسلمان اپنے مصارف برداشت کریں گے۔

(۱۵) جنگ کے ایام میں یہودی مسلمانوں کے ساتھ مصارف میں شریک ہوں گے۔

(۱۶) قریش اور اس کے مددگاروں کو کوئی پناہ نہیں دے گا۔

(۱۷) جو مدینہ پر حملہ کرے گا اس کی مدافعت سب مل کر کریں گے۔

(۱۸) جو یہودی مسلمانوں کے ساتھ ہیں ان کی مدد اور خیر خواہی ضروری ہے ان پر ظلم یا ان کے خلاف کسی کی مدد نہیں کی جائے گی۔

(۱۹) جو اس معاہدے کی خلاف ورزی کرے گا وہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ہلاکت کا موجب ہوگا۔

(۲۰) اس معاہدے میں شریک ہونے والوں کے لئے مدینہ میں کشت و خون حرام ہوگا۔

(۲۱) اس معاہدے میں شریک ہونے والوں کے درمیان کوئی اختلاف یا جھگڑا کھڑا ہو جائے تو اس کا فیصلہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول محمد ﷺ کے ذریعہ ہوگا۔

Marfat.com

کفار مکہ کا تہدید آمیز خط

ادھر تو رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کی سیاسی، سماجی، معاشی، اخلاقی اور روحانی تربیت سے اسلام کی جڑیں مضبوط فرما رہے تھے اور مشرکین و یہود سے دوستانہ معاہدہ کر کے ہر طرح سے امن و آمان اور باہمی مودت و محبت کی خوشگوار فضا بنانے میں مصروف تھے۔ ادھر کفار مکہ جن کی آتش حسد مسلسل ۱۳ سال تک ستانے اور ظلم وستم ڈھانے سے ٹھنڈی نہیں ہوئی تھی۔ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے نام یہ تہدید آمیز خط لکھا۔

انکم آویتم صاحبنا وانا لنقسم باللہ لتقاتلنہ او لتخرجنہ او لنسیرن الیکم باجمعنا حتی نقتل مقاتلتکم او نستبیح نساء کم . تم نے ہمارے صاحب (محمد) کو ٹھکانا دے رکھا ہے اس لئے ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یا تو تم سب مل کر ان سے جنگ کرو یا اپنے یہاں سے نکال دو ورنہ پوری جمعیۃ کے ساتھ آ کر تمہارے لڑنے والوں کو قتل کریں گے اور تمہاری عورتوں کی بے حرمتی کریں گے۔

عبداللہ بن ابی کا حال اور اس کا ردعمل

جنگ بعاث میں اوس اور خزرج کے لوگ آپس میں اس قدر لڑے اور اتنے قتل کیے گئے کہ کوئی با صلاحیت آدمی ان کی قیادت کرنے والا نہ بچا۔ عبداللہ بن ابی اس موقع کو غنیمت جان کر اپنی شاطرانہ چالوں سے دونوں میں مقبول ہو گیا یہاں تک کہ وہ لوگ اس کی تاج پوشی کا جشن منا کر اپنا بادشاہ اور سردار بنانے والے تھے، اتنے میں اسلام آ گیا اور رسول اللہ ﷺ کے مدینہ میں تشریف لانے سے اس کی یہ تمنا پوری نہ ہوئی بلکہ قیادت کی رہی سہی امید بھی خاک میں مل گئی۔

یہی وجہ تھی کہ وہ آپ سے سخت کینہ رکھتا تھا اور منافقین کا سردار بن کر مسلمانوں کو زک پہنچانے کے لئے ہمیشہ تاک میں لگا رہتا۔ (۱)

چنانچہ قریش کا یہ تہدید آمیز خط آیا تو اس نے مشرکین اور اپنے منافقین بھائیوں کو اکٹھا کر کے خوب بھڑ کایا اور قریش کا خوف دلا کر مسلمانوں سے لڑنے پر آمادہ کرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ خود اس مجمع میں تشریف لے گئے اور فرمایا۔ اے لوگو! قریش نے تم کو دھمکی دے کر بہت بڑے دھوکے

---

(۲) بخاری ۲/۹۲۴

Marfat.com

میں ڈالا ہے، یاد رکھو اگر تم ان کے فریب میں آ گئے اور باہمی جنگ و جدال کر بیٹھے تو خود نقصان اٹھاؤ گے اور نتیجہ یہ ہوگا کہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے بیٹوں اور بھائیوں کو جو مسلمان ہو گئے ہیں قتل کر دو گے پھر دشمن تمہیں کمزور پا کر جب چاہے گا دبا لے گا۔ یہ سننا تھا کہ بات سمجھ میں آ گئی اور عبداللہ بن ابی کے بہکائے ہوئے ساتھی متفرق ہو گئے۔ (۱)

قریش کی دھمکی مسلمانوں کے نام

جب ان کی پہلی دھمکی کارگر نہ ہوئی تو قریش نے خفیہ طور پر مدینہ کے یہودیوں سے ساز باز شروع کی۔ یہودی اگرچہ ظاہر میں مسلمانوں سے تعاون کا معاہدہ کر چکے تھے لیکن دل سے شدید مخالف تھے اور چاہتے تھے مسلمانوں پر کوئی ناگہانی آفت آ کر ان کی متحدہ قوت ختم کر دے چنانچہ انہوں نے کفار مکہ سے ہمنوائی کا وعدہ کیا اور اسی وعدے کی بنیاد پر کفار مکہ نے براہ راست مسلمانوں کو دھمکی دینی شروع کی اور لکھ بھیجا کہ

تم لوگ یہاں سے بھاگ کر مدینہ چلے گئے ہو تو مغرور مت ہونا ہم بہت جلد وہیں آ کر تمہیں نیست و نابود کر دیں گے۔ (۲)

مویشیوں کی لوٹ

قریش کی یہ خالی خولی دھمکی ہی نہ تھی بلکہ ان کا ایک سردار کرز بن جابر الفہری ایک دن اپنے ہمنواؤں کو لے کر مدینہ کے قریب پہنچ گیا اور مسلمانوں کے چراگاہ پر حملہ کر کے ان کے جانوروں کو ہانک کر لے گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ اس کا تعاقب فرمایا لیکن وہ نکلنے میں کامیاب ہو گیا اور ثابت کر دیا کہ مسلمان اتنی دور رہتے ہوئے بھی ہماری زد سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

کرز بن جابر کا اسلام

یہ اسلام کی حقانیت و صداقت کی بین دلیل ہے کہ اس کے بڑے سے بڑے مخالف کو جنہیں ٹھنڈے دل سے سوچنے سمجھنے کا موقع ملا ایک نہ ایک دن مسلمان ہو گئے، انہیں خوش نصیبوں میں سے کرز بن جابر الفہری بھی ہیں جو اس وقت مسلمانوں کی ضد میں اتنی دور سے آ کر ان کے مویشیوں کو ہانک لے گئے تھے لیکن چند ہی

---

(۱) ابوداؤد باب خبر النضیر (۲) زرقانی [illegible] ۱۰۳

دنوں کے بعد نہ صرف یہ کہ مسلمان ہو گئے بلکہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمانوں کے ساتھ رہ کر اسلام کی خاطر اپنی جان بھی دے دی اور شہادت کے رتبہ بلند پر فائز ہوئے۔(۱)

مسلمانوں میں خوف وہراس

یہودیوں کی غدارانہ ذہنیت، مخالفین سے خفیہ سازش اور قریش کی متواتر دھمکی کے سبب مسلمان مدینہ میں ہر وقت خوف وہراس کی زندگی گزارتے، حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے، انصار نے آپ کو ٹھکانا دیا تو عرب کے تمام کفار آپ کے دشمن ہو گئے اسی لئے مسلمان ہمیشہ چوکنا رہتے اور پوری رات شام سے صبح تک ہتھیار بند ہو کر سوتے تھے۔

اصحاب صفہ کا المناک حادثہ

غزوہ احد کے بعد کفار ہر طرح سے مسلمانوں کو زک پہچانے پر تلے تھے ایک دفعہ انہوں نے قبیلہ عضل وقارہ سے ایک وفد آپ کے پاس بھیجا ان لوگوں نے آکر آپ ﷺ سے کہا کہ ہمارے یہاں اسلام پھیل چکا ہے۔آپ ہمارے ساتھ کچھ مبلغین کو بھیج دیجئے تا کہ وہ ہماری قوم کو اسلام کے احکام کی تعلیم دیں، آپ ﷺ نے ان کے ساتھ دس صحابہ کو روانہ کر دیا۔لیکن جب وہ عسفان ومکہ کے درمیان مقام رجیع کے قریب ھداۃ پر پہنچے تو بلانے والوں نے غدر کر کے بنولحیان کے دوسو آدمیوں کے ساتھ گھیر کر آٹھ کو قتل کر دیا اور دو (حضرت خبیبؓ بن عدی وزیدؓ بن دثنہ) کو گرفتار کر کے مکہ میں فروخت کر دیا جہاں وہ بڑی سزاؤں کے بعد سولی پر چڑھائے گئے۔

اسی طرح قبیلہ بنوسلیم میں سے رعل وذکوان اور عصیہ جنہوں نے نبی ﷺ سے امن کا معاہدہ کر رکھا تھا، دغابازی کر کے آپ سے مبلغین کی امداد طلب کی، ابو براء عامر بن مالک ان کا پیش رو تھا اس نے بھی آپ کو اپنی حمایت اور امن کا یقین دلایا اور کہا کہ امید ہے کہ اہل نجد سب ایمان لے آئیں گے۔آپ نے ان کے ساتھ ستر قراء وحفاظ کو بھیج دیا یہ سب اصحاب صفہ میں سے وہ اہل اللہ تھے، جو دن میں لکڑیاں چن کر اپنے رزق کے لئے بیچتے اور دین کی باتیں سیکھتے تھے جب بیر معونہ پر پہنچے تو مذکورہ قبائل کے لوگوں نے سب کو گھیر کر قتل کر دیا صرف حضرت کعب بن زیدؓ کسی صورت سے بچ نکلے، ان دونوں واقعہ کی اطلاع نبی ﷺ کو

---

(۱) سیرۃ النبی ۳۱۲/۱

Marfat.com

ایک ہی رات بذریعہ وحی ملی تو آپ کو سخت صدمہ ہوا، اور ان قبائل کا نام لے کر ایک ماہ تک دعائے قنوت میں بددعا فرمائی۔(۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات خطرے کے سبب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی دیر تک نیند نہیں آئی آپ نے فرمایا کاش میرے اصحاب میں سے کوئی صالح مرد میری حفاظت کے لئے آجاتا۔ اتنے میں ہتھیار کے کھنکھنے کی آواز آئی، آپ نے پوچھا کون ہے؟ بولے میں سعد بن ابی وقاص ہوں۔ فرمایا کیسے چلے۔ کہنے لگے میرے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ خطرہ محسوس ہوا اس لئے پہرہ داری کے خیال سے نکل پڑا، آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور اطمینان سے سو گئے۔(۲)

اللہ کی طرف سے حفاظت کا وعدہ

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ اسی خطرے کے سبب روزانہ آپ کی نگرانی کا کام انجام دیا جاتا رہا یہاں تک کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ﴿والله یعصمک من الناس﴾ اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا اس کے نزول کے فوراً بعد آپ نے اپنا سر مبارک قبے سے باہر نکالا اور فرمایا اے لوگو! جاکر آرام سے اپنے گھروں میں سوؤ، اب میری نگرانی اور پہرے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ اللہ نے خود میری حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے۔(۳)

جنگ کی اجازت

مسلمان ۱۳ سال سے مسلسل کفار کی اذیتیں اور بڑے مظالم برداشت کرتے رہے اور اب جب کہ مدینہ میں بھی رہنا دوبھر ہو گیا اور ہر طرف سے جنگ کا بادل منڈلانے لگا تو اللہ نے انہیں بھی جنگ کی اجازت دے دی اور اس کے لئے سب سے پہلے یہ آیت نازل فرمائی ﴿اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان الله علی نصرھم لقدیر﴾ جن مسلمانوں سے جنگ کی جاتی ہے اب انہیں بھی لڑائی کی اجازت دے دی گئی کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور بلاشبہ اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔

---

(۱) بخاری مع فتح پ ۱۶ ص [illegible] ج ۵ (۲) مسلم ج ۲ ص ۲۸۰

(۳) ترمذی ۱۳۰

Marfat.com

اذان کی مشروعیت

شروع میں مسلمان تھوڑے تھے تو اعلان کے بغیر ہی نماز کے وقت حاضر ہو جاتے لیکن ۱ھ کے اواخر اور بقول بعض ۲ھ کے شروع میں مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی اور کاروبار میں مشغول حضرات کی جماعت چھوٹنے کا اندیشہ پیدا ہو گیا تو ایک دن آپ نے صحابہؓ کے سامنے اس مسئلہ کو رکھا اور پوچھا کہ اس کے لئے کیا صورت بہتر ہوگی؟

ایک صحابی نے عرض کیا کہ وقت آنے پر ایک بڑا سا جھنڈا کھڑا کر دیا جائے جسے دیکھ کر لوگ ایک دوسرے کو آگاہ کر دیں گے۔ دوسرے نے کہا کہ یہودی کی طرح بوق یعنی نرسنگھا بجا دیا جائے، تیسرے نے فرمایا کہ نصاریٰ کی طرح ناقوس۔ یعنی لکڑی یا لوہے کے چھوٹے ٹکڑے سے بڑے ٹکڑے پر مار کر آواز پیدا کی جائے، اس پر بعضوں نے کہا کہ مجوس کی طرح آگ روشن کر دیا جائے تا کہ لوگ اس کا دھواں دیکھ کر مطلع ہو جائیں، لیکن نبی علیہ السلام نے ان میں سے کوئی رائے پسند نہیں فرمائی تو حضرت عمرؓ نے کہا میری رائے یہ ہے کہ وقت مقرر پر کسی کو بھیج کر نماز کی اطلاع کر دی جائے۔

یہ سب کچھ سننے کے بعد آپ علیہ السلام نے فرمایا، اے بلال تم کھڑے ہو کر نماز کے لئے پکار دیا کرو چنانچہ انہوں نے کھڑے ہو کر الصلوۃ جامعۃ کے الفاظ سے لوگوں کو آگاہ کرنا شروع کیا۔

اس دفعہ کے بعد ایک صحابی عبداللہ بن زید بن عبد ربہؓ نے خواب میں ایک شخص کو ناقوس لئے ہوئے دیکھا تو پوچھا کیا آپ اسے بیچتے ہیں اس نے کہا ناقوس کیا کرو گے؟ بولے کہ اس سے نماز کی اطلاع کروں گا اس شخص نے کہا کیا میں اس سے بہتر چیز نہ بتا دوں عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا ضرور بتا دیجئے چنانچہ وہ شخص خواب ہی میں اللہ اکبر اللہ اکبر سے آخر تک پوری اذان کے کلمات بتا کر رخصت ہو گیا۔ جب عبداللہ بن زیدؓ بیدار ہوئے تو اس کا ذکر رسول اللہ علیہ السلام سے کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ خواب حق ہے، تم کھڑے ہو کر بلال کو یہ کلمات بتاؤ کیونکہ ان کی آواز تم سے بلند ہے، انہوں نے اسی طرح کیا، اور جب یہ آواز حضرت عمرؓ کے کان میں پہنچی تو اپنے گھر سے دوڑے ہوئے آئے اور آنحضرت علیہ السلام سے کہنے لگے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے بھی آج بعینہٖ یہی خواب دیکھا ہے۔ (۱)

---

(۱) فتح الباری ۳/۱۳۴، ۱۳۵

Marfat.com

اسی وقت سے یہ اذان مشروع ہوگئی جو دشت وصحرا سے لے کر کائنات ارضی کے گوشے گوشے میں اپنی دلنوازی اور سحر آفرینی سے رات اور دن میں پانچ مرتبہ اہل دل کو مسحور و مست کرتی رہتی ہے۔ فللہ الحمد۔

غزوات وسرایا

غزوہ اس مہم کو کہتے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے خود شرکت فرمائی ہو اور سریہ اس کو کہتے ہیں جس میں آپ تشریف نہ لے گئے ہوں بلکہ صحابہ کی کوئی جماعت بھیجی گئی ہو۔

جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے مسلمانوں کو لڑائی کی اجازت قریش مکہ کی چھیڑ چھاڑ اور لوٹ مار کی وجہ سے ملی تھی پھر اس اجازت کے بعد یہ ہدایت بھی کر دی گئی ﴿وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ راہ خدا میں انہیں لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو اس لئے کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ اسلام بلا وجہ قتل وقتال کو پسند نہیں کرتا بلکہ جب مخالف اسی پر تل جائے اور حق کو دبانے کی کوشش میں مصروف ہو تو طاقت سے مقابلہ کرنا اور اس کے ظلم وعدوان کو دفع کرنا اس شرط کے ساتھ ضروری ہے کہ دشمن کے ساتھ زیادتی اور حدود الٰہیہ سے تجاوز نہ کیا جائے۔

۱۔ سریہ حمزہؓ یا سیف البحر

یہ مہاجرین کے کل تیس (۳۰) آدمیوں کا ایک چھوٹا سا دستہ تھا۔ جو رمضان ۱ھ مطابق مارچ ۶۲۳ء میں بھیجا گیا اس کا جھنڈا سفید تھا جسے ابو مرثد کناز بن حصین غنوی رضی اللہ عنہ اٹھائے ہوئے تھے اور امیر لشکر حضرت حمزہ ابن عبد المطلبؓ تھے۔

یہ سریہ قریش کے ایک تجارتی قافلہ کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے بھیجا گیا تھا جو شام سے واپس آ رہا تھا اس قافلہ میں ابو جہل تین سو (۳۰۰) آدمیوں کے ساتھ موجود تھا جب ساحل سمندر کے پاس مقام عیص اور مروہ کے درمیان جانبین کی ملاقات ہوئی اور مقابلہ کے لئے صف بندی کی گئی لیکن اس سریہ سے پہلے نبی ﷺ قبیلہ جہینہ کے ساتھ معاہدہ کر چکے تھے اور اہل جہینہ مسلمانوں کے ساتھ قریش کے بھی حلیف تھے اسی لئے مجدی بن عمرو جہنی نے بیچ میں پڑ کر مصالحت کرا دی اور جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ (۱)

---

(۱) ابن ہشام ۵۹۵/۱، ۱۳

Marfat.com

۲-سریہ عبیدہ بن حارث یا سریہ رابغ رضی اللہ عنہ

یہ دستہ مہاجرین کے ساٹھ (۶۰) یا اسی آدمیوں پر مشتمل شوال ۱ھ مطابق اپریل ۶۲۳ء میں بھیجا گیا اس کے امیر عبیدہ بن حارث بن مطلب تھے، جھنڈے کا رنگ سفید اور علمبردار مسطح بن اثاثہ بن مطلب بن عبد مناف تھے، کفار کی تعداد دو سو تھی، ان کا سردار ابوسفیان یا عکرمہ بن ابوجہل یا مکرز بن حفص تھا، بطن رابغ میں فریقین سے ملاقات ہوئی اور دونوں طرف سے تیر اندازی ہونے لگی جس سے سعد بن وقاصؓ کو دشمن کا ایک تیر آلگا اور یہ جہاد اسلامی میں تیر کا پہلا زخم تھا اس کے علاوہ کوئی کشت وخون نہیں ہوا۔

اس جنگ میں کفار کے دو آدمی مقداد بن عمرو بہرانی اور عتبہ بن عمرو بن غزوان مازنی مسلمان ہوکر سلامی لشکر میں چلے آئے اور کہنے لگے ہم مکہ ہی سے یہ ارادہ کر کے چلے تھے کہ وہاں مسلمانوں سے مل کر اسلام قبول کرلیں گے۔(۱)

۳-سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ یا سریہ خرار

یہ دستہ بیس (۲۰) آدمیوں پر مشتمل قریش کے ایک قافلے کو چھیڑنے کے لئے ذیقعدہ ۱ھ مطابق ۶۲۳ء میں بھیجا گیا۔ اس دستہ کو نبی ﷺ نے ہدایت فرمائی تھی کہ خرار سے آگے نہ بڑھے یہ لوگ دن میں پوشیدہ رہ کر رات کو پیدل چلتے ہوئے پانچویں دن صبح کو خرار تک پہنچ گئے لیکن قریش کا قافلہ ایک دن پہلے ہی نکل چکا تھا اس لئے ملاقات نہیں ہوئی اس سریہ کے امیر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور علمبردار مقداد بن عمروؓ تھے۔(۲)

۴-غزوۂ ابواء یا ودان

یہ غزوہ ۲ھ ماہ صفر مطابق اگست ۶۲۳ء میں واقع ہوا، اس میں نبی ﷺ نے مدینہ پر حضرت سعد بن عبادہؓ کو عامل بنا کر خود بنفس نفیس مہاجرین کے ستر (۷۰) آدمیوں کے ہمراہ قریش کے ایک قافلے کو چھیڑنے کے لئے مقام ودان تک تشریف لے گئے ودان مکہ و مدینہ کے درمیان مدینہ سے اسی (۸۰) میل کے فاصلے پر واقع ہے اس کو غزوۂ ابواء بھی کہتے ہیں اس لئے کہ ابواء ودان کے مضافات میں سے ایک بستی ہے جہاں آں حضرت ﷺ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئیں۔

---

(۱) ابن ہشام / ۵۹۱، زاد المعاد/۲/۸۳ (۲) ابن ہشام ص ۶۰۰

Marfat.com

یہ پہلا غزوہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ پندرہ دنوں تک مدینہ منورہ سے غائب رہے۔ جھنڈا سفید اور علمبردار حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ تھے، یہاں بھی کسی قسم کی جنگ نہیں ہوئی، اس غزوہ میں آپ نے بنوضمرہ بن بکر بن عبد مناف سے جنگ نہ کرنے، آپس میں امن وامان قائم رکھنے اور باہمی تعاون کا تحریری معاہدہ کیا جسے منظور کر کے بنوضمرہ کے سردار عمرو بن مخشی الضمری نے دستخط کیا۔ (۱)

۵ - غزوہ بواط یا رضوی

یہ غزوہ ربیع الاول ۲ھ مطابق ستمبر ۶۲۳ء میں واقع ہوا، اس غزوہ میں رسول اللہ ﷺ مدینہ پر حضرت سعد بن معاذؓ یا سائب بن عثمان بن مظعونؓ کو عامل بنا کر دو سو صحابہ کے ساتھ قریش کو چھیڑنے کے لئے نکلے اور بواط و رضوی کی وادی میں پہنچے جہاں کفار کے ایک سو (۱۰۰) آدمی امیہ بن خلف کی قیادت میں ڈھائی سو (۲۵۰) اونٹوں کے ساتھ موجود تھے، بواط و رضوی مدینہ سے تقریباً ۴۸ میل کے فاصلے پر شام کے راستے میں جبال جہینہ کی شاخوں میں سے دو پہاڑیاں ہیں۔ یہاں بھی کوئی جنگ نہیں ہوئی، اسدی جھنڈا سفید اور علمبردار سعد بن وقاصؓ تھے واپسی سے قبل رسول اللہ ﷺ نے کوہ بواط کے لوگوں سے باہمی تعاون وتناصر کا معاہدہ کیا۔ (۲)

۶ - غزوہ سفوان یا بدر اولی

یہ غزوہ ربیع الاول ۲ھ مطابق ستمبر ۶۲۳ء میں اس وقت واقع ہوا جب کہ کرز بن جابر الفہری نے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کر کے چرنے والے جانوروں کو ہانک لے گئے تھے اس غزوہ میں نبی ﷺ نے مدینہ پر زید بن حارثہ کو عامل بنا کر صحابہ میں سے ستر (۷۰) آدمیوں کے ساتھ ان کا تعاقب فرمایا اور بدر کے قریب وادی سفوان میں پہنچے، علم کا رنگ سفید اور علمبردار حضرت علی بن ابوطالب تھے یہاں بھی کرز کے نکل بھاگنے کے سبب لڑائی نہیں ہوئی، نام غزوہ بدر اولی بھی ہے۔ (۳)

۷ - غزوہ ذی العشیرہ

یہ غزوہ اواخر جمادی الاولی ۲ھ مطابق نومبر ۶۲۳ء میں پیش آیا اس میں بھی جھنڈے کا رنگ سفید اور علمبردار حمزہ بن عبدالمطلبؓ تھے، آنحضرت ﷺ کو خبر ملی کہ قریش کا ایک قافلہ اموال تجارت کے ساتھ شام

(۱) ابن ہشام ص ۵۹۱ (۲) ابن ہشام ص ۵۹۱

(۳) ابن ہشام ص ۶۰۱

Marfat.com

جانے کے لئے مکہ سے نکل چکا ہے پس آپ اس قافلے کو چھیڑنے کے لئے مہاجرین کے ڈیڑھ سو (۱۵۰) یا دو سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے اور کسی کو نکلنے پر مجبور نہیں کیا۔

اس سفر میں مسلمانوں کے ساتھ کل تیس اونٹ تھے جن پر لوگ باری باری سوار ہوتے ابن اسحاق کہتے ہیں کہ آپ ﷺ مدینہ سے چل کر بنو دینار اور خبار کے پہاڑی راستوں سے ہوتے ہوئے بطحائے ابن ازہر پر ایک درخت کے نیچے اترے اور وہیں نماز پڑھی جہاں اب مسجد بنادی گئی ہے پھر وہیں آپ نے کھانا بنوا کر کھایا، کھلایا اور وہیں مقام مشترب سے پانی لاکر آپ کو پلایا گیا پھر آپ آگے بڑھے اور مقام خلائق کو بائیں جانب چھوڑ کر ایک گھاٹی سے گذرے جسے شعبۃ عبداللہ کہتے ہیں پھر مقام نناد سے گذرتے ہوئے یلیل کی بستی اور ضبوعہ کی سرحد اتصال پر اترے پھر فرش ملل سے گذر کر صحیرات سمام کا راستہ لیا پھر معتدل راستے سے ہو کر ذوالعشیرہ میں پہنچے جو وادی ینبوع کے جوار میں واقع ہے۔ یہاں پہونچنے کے بعد معلوم ہوا کہ قریش کا قافلہ چند یوم قبل ہی نکل چکا ہے اس لئے کوئی جنگ نہیں ہوئی البتہ آپ نے آخری جمادی الاولیٰ اور چند راتیں جمادی الاخریٰ میں قیام فرما کر بنو مدلج سے باہمی تعاون و تناصر کا معاہدہ فرمایا پھر واپس تشریف لائے۔ (۱)

۸۔ سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ یا سریہ نخلہ

نبی ﷺ نے یہ سریہ مہاجرین کے ۱۲ آدمیوں پر مشتمل رجب ۲ھ مطابق جنوری ۶۲۴ء میں عبداللہ بن جحش کو امیر بنا کر نخلہ کی طرف روانہ کیا اور ایک خط دے کر ہدایت فرمائی کہ دو یوم سفر کرنے کے بعد کھول کر پڑھیں چنانچہ دو دن کے بعد پڑھا گیا تو اس میں لکھا تھا کہ یہ خط پڑھ کر مکہ و طائف کے درمیان نخلہ پہنچ کر اور وہیں غار مکہ کی حرکت معلوم کر کے ہمیں مطلع کرو۔

والا نامہ پڑھنے کے بعد حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے حکم کی تعمیل کی اور سمع و طاعت کا اظہار کیا اور کہا کہ حضور ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ کسی پر چلنے کے لئے جبر نہ کروں، لہٰذا جسے شہادت کی خواہش ہو وہ ساتھ چلے ورنہ لوٹ جائے یہ سن کر سب چلنے کے لئے آمادہ ہو گئے البتہ اثنائے راہ مقام معدن پر جسے بحران بھی کہا جاتا ہے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور عتبہ بن غزوان کا اونٹ غائب ہو گیا اور یہ دونوں حضرات ان کی تلاش میں نکلنے کے سبب پیچھے رہ گئے اس لئے مقام معہود تک صرف دس آدمی پہنچے وہاں دیکھا کہ

---

(۱) ابن ہشام ص ۵۹۹

Marfat.com

قریش کا ایک قافلہ جس میں عمرو بن حضرمی اور عبداللہ بن مغیرہ کے بیٹے عثمان و نوفل اور حکم بن کیسان وغیرہ اہم لوگ تھے، پس مسلمانوں نے مشورہ کیا اور کہا کہ آج رجب کی آخری تاریخ ہے اگر ہم جنگ کرتے ہیں تو اس حرمت والے مہینے کی بے حرمتی ہوتی ہے اور اگر چھوڑ دیتے ہیں تو قریش کا یہ قافلہ بچ کر حرم میں داخل ہو جائے گا پھر متفق الرائے ہوئے کہ یہ رجب کی آخری تاریخ شام تک ختم ہو جانے والی ہے لہذا حملہ کرنے میں چنداں حرج نہیں، چنانچہ واقد بن عبداللہ نے عمرو بن حضرمی کو تیر مار کر ہلاک کر دیا اور عثمان و حکم کو مقید کر لیا گیا اور نوفل چھوٹ کر نکل گیا باقی قافلہ دونوں قیدیوں کو لے کر حضور کے پاس مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے، امیر سریہ حضرت عبداللہ بن جحش نے مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر کے ایک خمس حضور کے لئے الگ کر لیا تھا حالانکہ ابھی خمس فرض نہیں ہوا تھا۔

عہد جاہلیت میں رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم الحرام ان چاروں مہینوں کو حرمت والا کہتے تھے اور ان میں جنگ کرنا حرام قرار دیتے تھے، شروع میں اسلام نے بھی اسے برقرار رکھا تھا اس لئے حضور ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے اس قتال کو ناپسند فرمایا اور کہا میں نے تم کو جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ پھر آپ نے خمس غنیمت اور قیدیوں کی تقسیم کو روک دیا اور لینے سے انکار فرمایا۔ اس کی وجہ سے ان مجاہدین کو جو حملہ میں شریک تھے، بڑا غم ہوا اور کفار مکہ اور یہود ان مدینہ نے بھی طعنہ دینا شروع کر دیا کہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب نے شہر حرام کی بے حرمتی کی اور اللہ کی حرام کردہ چیز کو حلال کر دیا اس پر قرآن کریم کی یہ آیات نازل ہوئیں۔

﴿یسئلونك عن الشهر الحرام قتالٍ فيه قل قتالٌ فيه كبيرٌ وصدٌ عن سبيل اللّٰهِ وكفرٌ به والمسجد الحرامِ واخراج اهله منه اكبر عند الله والفتنة اكبر من القتلِ﴾ آپ سے شہر حرام کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس میں قتال کرنا کیسا ہے۔ کہہ دیجئے کہ اس میں قتال کرنا بھاری ہے لیکن راہ خدا سے روکنا اور خدا کا انکار کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے اہل کو نکالنا جس کا ارتکاب یہ کفار کرتے ہیں یہ نزد اللہ اس سے بھی بڑا گناہ ہے اور فتنہ قتل سے بھی بڑا ہے (پھر آگے فرمایا) کہ جن لوگوں نے ہجرت کی اور راہ خدا میں جہاد کیا وہ اللہ کے رحمت کی امید رکھتے ہیں، اللہ ان کو بخشنے والا مہربان ہے۔(۱)

اس آیت کے نازل ہونے سے مسلمانوں کو بڑی تشفی ہوئی کہ ان کا یہ فعل ایسا گناہ نہیں ہے۔

---

(۱) سورۂ بقرہ، ۲۱۷

Marfat.com

قابل عفو نہ ہو بلکہ اس کے خلاف کافروں کی فتنہ انگیزی اور خانۂ کعبہ میں عبادت سے روکنا اور نکالنا اس سے بدرجہا بدتر ہے، اس فیصلہ کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لائے ہوئے قیدیوں کو روک لیا اور قریش کے لوگ انہیں فدیہ دے کر چھڑانے کے لئے آئے تو فرمایا کہ جب تک ہمارے دو آدمی سعد بن وقاصؓ اور عتبہ بن غزوان نہیں آجاتے ہیں ہم ان کو فدیہ سے رہا نہیں کریں گے اگر تم نے ان دونوں کو قتل کیا تو ہم تمہارے ان دونوں کو قتل کردیں گے لیکن بعد میں حضرت سعد و حضرت عتبہ آگئے تو آپ نے فدیہ لے کر کفار کے قیدیوں کو رہا کردیا اس کے برخلاف صاحب الرحیق نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دونوں قیدیوں کو یونہی رہا کردیا اور مقتول کا فدیہ دیا یہی بات علامہ منصور پوری نے رحمۃ للعالمین ج ۲ میں نقشہ سرایا وغزوات کے اندر تحریر فرمائی ہے لیکن ابن ہشام نے وہی بات لکھی ہے جو میں نے ذکر کیا بہرحال کفار کے قیدیوں میں حکم بن کیسان رہا ہونے کے بعد از خود مسلمان ہو گئے اور عثمان بن عبداللہ نے مکہ جا کر حالت کفر میں انتقال کیا۔(۱)

جنگ بدر سے قبل یہ آٹھ دستے جن کے بعض میں خود نبی ﷺ شریک تھے، اور بعض میں صرف مہاجرین تھے ان میں کسی انصاری کو نہیں بھیجا گیا اس لئے کہ جن لوگوں کو اہل مکہ نے براہ راست ستایا اور گھروں سے نکالا تھا ان کو زیادہ حق پہنچتا تھا کہ جواب میں ان سے کڑی کارروائی کریں تاکہ فتنہ فرو ہو اور شرارت کرنے والے انہیں کے ہاتھوں اپنے کیے کی سزا پاویں۔

اگرچہ اسلامی دستوں کی اس جھڑپ اور چھاپہ زنی سے دیگر مشرکین پر رعب داب قائم ہو جاتا تھا لیکن مسلمان راستے میں جس بستی یا قبیلے سے گذرے کسی کو نہیں ستایا۔ لوٹنا اور مارنا تو درکنار کوئی ادنی تکلیف بھی نہیں پہنچائی بلکہ جو قابل ذکر قبیلے ملے ان سے مصالحت اور امن وامان قائم رکھنے کے لئے باہمی معاہدہ کرتے رہے۔

پس ان لوگوں کو شرم آنی چاہئے جو آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کو یہ الزام دیتے ہیں کہ یہ لٹیروں کی جماعت تھی اور انہوں نے اسلام کو بزور شمشیر پھیلایا ہے یہ الزام اکثر اہل یورپ یا ان سے متاثر لوگ دیا کرتے ہیں جن کا عمل وکردار ہمیشہ دوسروں کے ساتھ غیر منصفانہ اور سفاکانہ رہا ہے اور تیغ کے بجائے اپنی باتیں توپ کے دہانوں سے منوانے کے عادی رہے ہیں اگر تیغ یا اس سے بڑھ کر توپ سے کوئی عقیدہ منوایا

---

(۱) ابن ہشام ۶۰۱، زاد المعاد ۴۸

Marfat.com

جا سکتا تو یورپ اب تک ساری دنیا کو اپنا ہمنوا بنا لیتا اسی کو اکبر الہ آبادی نے ایک لطیف پیرایہ میں کہا ہے۔

یہی فرماتے رہے تیغ سے پھیلا اسلام
یہ نہ ارشاد ہوا توپ سے کیا پھیلا ہے

تحویل قبلہ شعبان ۲ھ

اللہ کی عبادت کے لئے قبلہ کا مشرق یا مغرب، شمال یا جنوب میں ہونا اصل نیکی نہیں بلکہ یہ وحدت ملت کا ایک نشان ہے تاکہ ایک خدا کے بندے ایک ہی طرف رخ کر کے اس کی عبادت میں لگ جائیں۔

ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بڑے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا قبلہ خانہ کعبہ ہی تھا نبی ﷺ بھی مکی زندگی میں اپنا رخ خانہ کعبہ کی طرف کر کے نماز پڑھتے تھے، ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے صاحبزادے حضرت اسحاق علیہ السلام اور جملہ انبیائے بنی اسرائیل اللہ کے حکم کے مطابق اپنا قبلہ بیت المقدس کو مانتے تھے۔ نبی ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو آپ نے بحکم الٰہی سولہ یا سترہ ماہ تک اپنا پرانا قبلہ چھوڑ کر بیت المقدس کو قبلہ بنایا۔ مشرکین عرب پہلے اپنا قبلہ خانہ کعبہ کو مانتے تھے لیکن آپ پر ایمان لائے تو آپ کی اتباع میں خانہ کعبہ کو چھوڑ کر بیت المقدس کی طرف رخ کرنے لگے اس درمیان نبی ﷺ کے دل میں یہ خواہش تھی کہ خانہ کعبہ کو جو اولیت حاصل ہے اس کے لحاظ سے سارے عالم کا قبلہ وہی ہو جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا اس کے لئے آپ اپنا چہرہ بار بار آسمان کی طرف اٹھا کر وحی الٰہی کا انتظار کرتے رہے۔ چنانچہ بنو سلمہ کے محلہ کی مسجد میں ظہر کی نماز پڑھنے کی حالت ہی میں تحویل کا حکم آیا اور آپ نے اسی حالت میں اپنا رخ بیت المقدس سے پلٹ کر خانہ کعبہ کی طرف کر لیا وہ مسجد مسجد القبلتین کے نام سے اب بھی موجود ہے۔

یہود و نصاریٰ جن کا قبلہ پہلے ہی سے بیت المقدس تھا ان میں سے چند لوگ نبی ﷺ پر سچے دل سے ایمان لائے تھے اور کچھ لوگ بطور نفاق کے اپنے کو مومن ظاہر کرتے تھے لیکن حقیقت میں ان کا دل آپ کے کینہ سے بھرا تھا وہ محض دھوکا دینے کے لئے آپ کے ساتھ مل گئے تھے۔ اور بیت المقدس جو ان کا پرانا قبلہ تھا اس کو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے مقدم سمجھتے تھے اس لئے اللہ کی مرضی ہوئی کہ بیت المقدس کو بدل کر مسلمانان عالم کا قبلہ خانہ کعبہ کو بنا دیا جائے۔ کیونکہ اس میں چند خوبیاں مخصوص تھیں۔

پہلی یہ کہ خانہ کعبہ ام القریٰ یعنی مکہ معظمہ میں واقع ہے جو آبادی کے لحاظ سے دنیا کے وسط میں پڑتا ہے۔ دوسری یہ کہ ساری دنیا میں عبادت الٰہی کے لئے جتنے گھر بنائے گئے ان میں سب سے پہلے خانہ کعبہ ہی کا تعمیر ہوا ہے۔ تیسری یہ کہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام نے اسے مل کر تعمیر

Marfat.com

کیا اور حضرت محمد ﷺ انہیں کی اولاد میں سے ہیں جو سارے عالم کے آخری نبی بنائے گئے اور یہیں پیدا ہوئے، لہذا خانہ کعبہ کو سارے عالم کا قبلہ قرار دینا ہر طرح سے موزوں تھا۔ پھر اس میں منافقین یہود ونصاریٰ کا سخت امتحان تھا کہ اگر دعوائے ایمان میں سچے ہیں تو جس طرح مشرکین مکہ ومدینہ نے ایمان لانے کے بعد اپنا پہلا قبلہ چھوڑ دیا تھا یہ بھی آپ کی اتباع میں اپنا پہلا قبلہ چھوڑ دیں گے ورنہ الگ ہو کر اپنے ایمان کا کھوٹ ظاہر کر دیں گے۔

قرآن کریم نے بھی یہی بتایا ہے: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ﴾ (۱۴۳) ہم نے کعبہ کو جس کی خواہش آپ کے دل میں بھی تھی اس لئے قبلہ بنا دیا تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ رسول کا حقیقی پیرو کون ہے اور کون ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے، بلا شک قبلہ کی تبدیلی مومنین صادقین کے سوا دوسروں پر نہایت ہی گراں ہے۔

خلاصۂ کلام

خلاصہ یہ کہ قبلہ کی تبدیلی میں منجانب اللہ کئی حکمتیں تھیں اول یہ کہ بیت المقدس بعض جماعتوں اور قوموں کا قبلہ تھا۔ اب یہ کعبہ سارے جہان کے نبی کی طرف سے سارے عالم کا قبلہ مقرر ہو گیا۔

دوم یہ کہ تحویل قبلہ نے ثابت کر دیا کہ اصل نیکی پورب، پچھم رخ کرنے کا نام نہیں بلکہ اصل نیکی اللہ، یوم آخرت، اللہ کے فرشتوں، کتابوں اور نبیوں پر ایمان اور اسی کے مطابق عمل کرنے کا نام ہے۔

سوم یہ کہ اس میں مومن ومنافق کی پہچان ہو گئی اور جو یہود بطور نفاق ایمان کا اظہار کرتے تھے وہ پلٹ گئے۔ وہ بیت المقدس کو چھوڑ کر خانۂ کعبہ کی طرف رخ کرنا بہت گراں سمجھنے لگے اس لئے ان کے دعوائے ایمان کا ڈھونگ کھل کر سامنے آ گیا۔

فرضیت روزۂ رمضان

تحویل قبلہ کے بعد ابھی رمضان بھی نہ آنے پایا تھا کہ پورے ماہ کا روزہ فرض کر دیا گیا۔ یہ اللہ کی طرف سے اپنے بندوں پر امتحان کے ساتھ بہت بڑا انعام بھی تھا، اسی میں قرآن کا نزول شروع ہوا تھا۔ اسی ماہ میں ایک ہزار مہینہ کی عبادت سے افضل شب قدر بھی ہے، اگلی امتیں جو لمبی لمبی عمریں پاتی تھیں، اللہ نے اس کے عوض امت محمدیہ پر روزۂ رمضان فرض فرما کر اور قیام وشب قدر کی عظمت سے مالا مال

Marfat.com

کر کے بھی عبادتوں کا اجر تھوڑے وقت کی عبادت میں کر دیا۔ نیز روزہ دار کے لئے تقویٰ وطہارت کی فضا پیدا کر کے اسے نیکی کے اعلیٰ مقام پر کھڑا کر دیا، پھر غزوہ بدر بھی اسی ماہ مبارک میں واقع ہوا جو حق و باطل میں فرق کے لئے ایک امتیازی شان رکھتا ہے۔ فنعم الوفاق۔

فرضیت زکوۃ

روزہ کی فرضیت کے ساتھ زکوۃ، فطرہ کا بھی حکم دے دیا گیا اور یہ اموال کی زکوۃ کی فرضیت کے لئے بنیاد تھی تاکہ فقراء و مساکین اور اہل ضرورت کی امداد کے ساتھ دیگر تمام دینی و دنیاوی ضرورتوں کو بآسانی رفع کیا جا سکے اور بخل و امساک کو ختم کر کے مسلمانوں میں سخاوت و ہمدردی کا جذبہ بیدار کر دیا جائے۔

غزوۂ بدر سترہ رمضان ۲ھ

غزوہ ذی العشیرہ میں رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے جس تجارتی قافلہ کو روکنے کے لئے اقدام فرمایا تھا اور وہ آپ کے پہنچنے سے قبل شام کی طرف نکل گیا تھا اس قافلے کی واپسی کے قریب آپ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہما کو شمال کی جانب روانہ کیا تاکہ واپسی کے صحیح حالات سے آگاہ کریں۔

چنانچہ ان دونوں حضرات کو مقام حوراء کے قریب واپسی کا علم ہوا تو فوراً مدینہ آکر آگاہ کیا اور بتایا کہ مکہ کا یہ قافلہ ابوسفیان کی سرکردگی میں صرف ۴۰ آدمیوں پر مشتمل ایک ہزار اونٹوں پر لدا ہوا مال جس کی قیمت پچاس ہزار دینار سے کم نہیں گزر رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے معلوم کرنے کے بعد اسے پکڑنے اور روکنے کے لئے مہاجرین وانصار کے سب لوگوں میں باقاعدہ اعلان فرمایا لیکن کسی پر نکلنا ضروری نہیں قرار دیا کیونکہ آپ کو اس کا علم نہیں تھا کہ قافلے کو گرفت میں لانے کے بجائے ایک فیصلہ کن جنگ سے واسطہ پڑے گا، اس لئے بہت سے صحابہ اس خروج کو غیر اہم سمجھ کر مدینہ ہی میں رہ گئے اور مشہور روایت کے مطابق مہاجرین اور انصار میں قبیلہ اوس کے ۶۱ اور خزرج کے ۱۷۰ کل ۳۱۳ آدمی آپ کے ہمراہ نکلے۔ صرف ان کے ساتھ دو گھوڑے ایک حضرت زبیر بن عوامؓ کا دوسرا مقداد بن اسودؓ کا اور ستر اونٹ تھے ان پر دو دو اور تین تین آدمی فی اونٹ سوار ہوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے جو اونٹ تھا اس پر حضرت علیؓ اور مرثد بن ابومرثد غنویؓ بھی سواری کرتے تھے۔

چلتے وقت آپ نے امیر مدینہ اور امام نماز حضرت عمرو بن ام مکتومؓ کو بنا دیا تھا لیکن مقام روحاء پر

Marfat.com

پہنچے تو اہمیت کے پیش نظر مدینہ کا امیر عام بنا کر حضرت لبابہ بن عبدالمنذر کو بھی بھیجدیا۔

اس غزوہ کے علمبردار اعلیٰ حضرت مصعب بن عمیرؓ تھے ان کا جھنڈا سفید تھا، چونکہ اس میں انصار بھی شریک تھے اس لئے آپ نے فوج کو دو حصوں میں کر کے ایک کا علم حضرت علی بن ابو طالبؓ کو دیا ان کے جھنڈے کا نام عقاب تھا اور دوسرا دستہ انصار کا تھا اس کا علم حضرت سعد بن معاذؓ کو دیا یہ دونوں جھنڈے کالے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے چلتے تھے کیونکہ فوج کے امیر عام اور قائد اعلیٰ آپؐ ہی تھے۔

آپ ﷺ نے امیر میمنہ زبیر بن عوامؓ کو اور امیر میسرہ مقداد بن اسودؓ کو اور ساقہ پر قیس بن ابو صعصعہؓ کو مقرر فرمایا ادھر ابو سفیان بڑی ہوشمندی سے خطرات کا اندازہ کر کے آنے جانے والے راہیوں اور سواروں سے پوچھا کرتا تھا چنانچہ اسے کچھ سواروں نے بتایا کہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب قافلہ سے جنگ کے لئے نکل چکے ہیں پس فوراً اس نے ضمضم بن عدی غفاری کو اجرت پر طے کر کے مکہ کی طرف روانہ کر دیا اور کہا وہاں جلد پہنچ کر خبر دے دو کہ مسلمانوں نے ان کے تجارتی قافلے پر دھاوا بول دیا ہے اگر تمہیں اہل قافلہ اور اپنے اموال کی حفاظت درکار ہے تو فوراً مدد کے لئے نکل پڑو۔

اتنا کرنے کے بعد ابو سفیان تمام راستہ جو بدر سے ہو کر جاتا تھا چھوڑ کر قافلہ کو جنوبی ساحل کی طرف موڑ دیا تاکہ مسلمانوں کی زد سے بچ جائے چنانچہ اس میں وہ کامیاب ہو گیا، اور ضمضم بن عدی نے مکہ جا کر اپنے اونٹ کی ناک کاٹ دی، کجاوہ الٹ دیا اور اپنا قمیص پھاڑ کر زور زور سے چیخنے لگا کہ اے قریش کی جماعت تمہارے قافلے کے اونٹوں پر لدا ہوا سامان کپڑا، غلہ اور مال سب لٹ جانے والا ہے۔ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب نے اسے گھیر رکھا ہے لہٰذا تم جلد سے جلد جنگ کے لئے نکل پڑو ورنہ سارا اثاثہ لٹ جائے گا۔

قریش کی طرف سے جنگ کی تیاری

یہ سن کر قریش نے بڑی سرعت کے ساتھ جنگ کی تیاری کی اور کہنے لگے کہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو یہ گمان ہو چکا ہے کہ ابن الحضرمی والے قافلے کا معاملہ کریں گے، خدا کی قسم اب ایسا نہیں ہو سکتا اس دفعہ ہم ان کو ان کی جرأت کا مزہ چکھا دینگے۔

پھر مکہ کے تمام اشراف اور نامی گرامی لوگ نکل پڑے ابولہب نہیں نکل سکا تو اپنی جگہ اپنے ایک پرانے قرض کے بدلے عاص بن وائل کو روانہ کیا۔ امیہ بن خلف بھی اپنی ثقالت اور بڑھاپے کے سبب جانا نہیں چاہتا تھا تو عقبہ بن ابی معیط نے بھری مجلس میں اس کے سامنے عود کی انگیٹھی رکھ دی اور کہا لو گھر میں

Marfat.com

بیٹھ کر عورتوں کی طرح خوشبو حاصل کرو، تم مرد نہیں بلکہ عورت ہی ہو، یہ سن کر اس نے عقبہ کو برا بھلا کہا اور چلنے کی تیاری کر دی۔ پھر اطراف کے تمام قبائل کو بھی تیار کیا گیا اور بنو عدی کے سوا کوئی قبیلہ شرکت سے الگ نہ رہا۔

اس لشکر کا سردار اور قائد ابوجہل تھا۔ پوری فوج ایک ہزار تین سو افراد پر مشتمل تھی، ایک سو گھوڑے، چھ سو زرہیں اور لاتعداد اونٹ ذبح و سواری کے لئے ہمراہ تھے۔ اشراف قریش میں نو آدمیوں نے پوری فوج کو کھلانے پلانے کی ذمہ داری لے لی۔ سفر میں ایک دن نو اونٹ تو دوسرے دن دس اونٹ ذبح کئے جاتے اس طرح سے وہ کھاتے پیتے نہایت ہی فخر و غرور کے ساتھ بدر کی طرف چل پڑے۔

ابوسفیان کی طرف سے خیریت کی اطلاع

ادھر ابوسفیان اپنے قافلے کو مسلمانوں کی زد سے بچا کر مقام جحفہ میں پہنچا تو کفار کے اس لشکر کو اپنی خیریت کی اطلاع بھیج دی اور کہا اب جنگ کے لئے تمہارے اقدام کی ضرورت نہیں لیکن ابوجہل کی شامت اسے گھیرے تھی وہ تکبر اور گھمنڈ سے بولا کہ ہم مسلمانوں کو ان کے کرتوت کا مزہ چکھائے بغیر ہرگز نہیں لوٹیں گے۔ علاوہ بریں بدر میں پہنچ کر تین دن قیام کریں گے وہاں اونٹوں کو ذبح کر کے کھانا کھلائیں گے پھر شراب پی کر گانے والیوں کا گانا سنیں گے تاکہ تمام قبائل عرب پر ہماری دھاک بیٹھ جائے۔

اس کے برخلاف اخنس بن شریق جو بنوزہرہ کا حلیف اور سردار تھا۔ ابوجہل کی بات کاٹ کر کہنے لگا اب ہم کو آگے بڑھنے اور جنگ کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہمارا مقصد قافلے کو بچانا تھا وہ پورا ہو گیا پھر وہ زہرہ کے تین سو آدمیوں کو لے کر واپس ہو گیا۔ اس کے بعد بنوہاشم کے لوگوں نے بھی لوٹنا چاہا لیکن ابوجہل کے دباؤ سے بادل ناخواستہ شریک رہے اور کفار کی کل فوج ایک ہزار تک برقرار رہی۔

نبی ﷺ نے کفار کے حالات کو معلوم کرنے کے لئے پہلے ہی سے بسیس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء الجہنی کو بدر کی طرف بھیج دیا تھا ان دونوں نے آ کر بتایا کہ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ بچ کر نکل گیا البتہ ان کے ایک ہزار مقاتلین بڑے جوش و خروش کے ساتھ جنگی ساز و سامان سے لیس ہو کر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے آ رہے ہیں۔ جنگ کی خبر سن کر آپ ﷺ نے سوچا کہ اگر ہم مقابلہ چھوڑ کر واپس چلے جائیں تو کفار کا تکبر و گھمنڈ حد سے بڑھ جائے گا اور کچھ عجب نہیں کہ وہ آس پاس کے قبائل پر رعب جما کر مدینہ پر حملہ کر دیں پھر کفار کے اس اقدام سے یہودی بھی دشمنی پر آمادہ ہو جائیں گے کیونکہ وہ پہلے ہی سے

Marfat.com

مسلمانوں کے دار و گیر کے لئے موقع کی تلاش میں لگے ہیں۔ پھر اگر جنگ کی جائے تو دونوں فوجوں میں کوئی برابری نہیں ایک طرف ساز و سامان اور جنگ جوؤں کی کثرت ہے تو دوسری طرف تعداد میں ۳/۱ سے بھی کم اور وہ بھی نہتے و کمزور کہ انہیں ایسا زبردست معرکہ کبھی پیش نہیں آیا تھا اسی حالت میں آپ نے مناسب سمجھا کہ مسلمانوں کو اکٹھا کر کے مشورہ کر لیا جائے۔

مسلمانوں میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اپنی کمزوری و کفار کی قوت کو دیکھ کر ڈر رہے تھے ان کا دل خونی معرکہ کے تصور سے دہل رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر یوں فرمایا ہے: ﴿کما اخرجك ربك من بيتك بالحق وَاِنَّ فريقًا مِنَ الْمُؤمِنِيْنَ لَكَارِهُوْنَ يُجَادِلُوْنَكَ فِى الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كأنما يساقون اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وتودون ان غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تكون لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِيْنَ﴾ آپ کو آپ کے رب نے گھر یعنی مدینہ سے حق کے ساتھ نکلنے پر آمادہ کیا حالانکہ مسلمانوں کی ایک جماعت اسے ناپسند کر رہی تھی، آپ سے وہ حق کے واضح ہونے کے بعد اختلاف کر رہی تھی اسے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا موت کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔ جسے وہ بچشم خود دیکھ رہے ہیں لیکن اللہ نے تم سے کفار کی دو جماعتوں یعنی تجارتی قافلہ اور کفار کے مقاتلین میں سے ایک پر کامیابی کا وعدہ فرمایا تھا۔ تم چاہتے تھے کہ تجارتی قافلے سے مڈبھیڑ ہوتا کہ آسانی سے نپٹ لیں اور اللہ چاہتا تھا کہ مقاتلین سے مقابلہ ہوتا کہ اپنے حکم سے حق کو غالب کر دے اور کافروں کی جڑ کاٹ کر رکھ دے۔ (۱)

ایسی حالت میں حضور ﷺ کے مشورہ طلب سوال پر حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ نے کھڑے ہو کر پُر جوش تقریر کے ساتھ اپنے تعاون کا بھرپور وعدہ کیا پھر حضرت مقداد بن عمروؓ نے بھی کہا۔ ''یا رسول اللہ! ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں ہیں کہ کہہ دیں کہ آپ ﷺ جائیے اور آپ ﷺ کا رب جا کر جنگ کر لیں ہم یہیں بیٹھے رہیں گے۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ آپ جو مناسب سمجھیں کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ برک الغماد تک چلیں گے تو بھی ہم آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔

یہ تینوں حضرات مہاجرین میں سے تھے، جب بول چکے تو آپ نے مزید لوگوں کی رائے معلوم کرنی چاہی، اتنے میں انصار کی طرف سے حضرت سعد بن معاذؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ!

(۱) سورۂ انفال: ۵-۷

Marfat.com

آپ کا رجحان ہم سے پوچھنے کا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ بولے ہم آپ پر ایمان لائے ہیں، آپ کی اور آپ کے لائے ہوئے احکام کی تصدیق کی ہے اور سمع و طاعت کا عہد کیا ہے، لہذا آپ جو چاہیں اقدام فرمائیں، ہم میں سے کوئی بھی پیچھے ہٹنے والا نہیں ہے آپ سمندر میں کود پڑیں گے تو ہم اس میں بھی چھلانگ لگادیں گے، آپ جس سے علاقہ قائم کریں گے اسی سے ہمارا علاقہ ہوگا اور جس سے تعلق توڑ لیں گے اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ ہمارا سارا مال آپ کا ہے جتنا چاہیں لیں اور جتنا چاہیں ہمیں دے دیں لیکن جو آپ لے لیں گے وہ ہمیں اس سے زیادہ محبوب ہے جو چھوڑ دیں گے، ہم جنگ میں صابر و شاکر رہیں گے اور وہی کریں گے جس سے آپ راضی اور خوش ہوں اور آپ کی آنکھوں میں ٹھنڈک آئے۔

حضرت سعدؓ کی یہ باتیں سن کر آپ کو بڑی مسرت ہوئی آپ نے فرمایا، اے لوگو! آگے بڑھو اور خوش ہو جاؤ، اللہ نے مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے۔ بخدا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میں قوم کفار کی قتل گاہوں کو دیکھ رہا ہوں۔

غیبی بات پوچھنے کا ایک واقعہ

وادی بدر کی طرف جاتے ہوئے مقام عرق الظبیہ میں پہنچے تو ایک بدوی ملا اس سے لوگوں نے قریش کا حال پوچھا جب وہ کچھ نہ بتا سکا تو کسی نے کہا تم رسول اللہ ﷺ سے مل کر سلام کرو، اس نے کہا کیا وہ رسول اللہ ﷺ ہیں بولے ہاں، اس نے جا کر سلام کیا اور کہا کہ اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو بتائیے کہ ہماری اس اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟

بدوی کو نہیں معلوم تھا کہ ایسی غیب کی باتیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اسی وجہ سے سلمہ بن سلامہ کو غصہ آیا اور بدوی کا ہاتھ پکڑ کر کہا، میں تجھے بتاتا ہوں تو نے خود اس کے ساتھ جفتی کی ہے اس کے پیٹ میں تیرے ہی نطفے کا بچہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے سنا تو ان کو ڈانٹا اور فرمایا تم نے اس سے فحش بات کہہ دی پھر آپ نے ناراض ہو کر منہ پھیر لیا۔

جنگ کے موقع پر دشمن کے حالات معلوم کرنا اور خود کو چھپانا

آپ ﷺ وادی بدر کے قریب پہنچے تو کفار کے حالات معلوم کرنے کے لئے ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ خود نکلے اور لشکر قریش کے ارد گرد چکر لگانے لگے اچانک ایک بوڑھے سے ملاقات ہوئی آپ نے خود کو چھپانے کے لئے اس سے پوچھا تمہیں قریش اور محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کے بارے میں کچھ علم ہے؟

Marfat.com

بوڑھے نے کہا تم دونوں کس قسم سے ہو آپ نے فرمایا پہلے تم بتاؤ اس کے بعد ہم سے پوچھو، بوڑھے نے کہا خبر ملی ہے کہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب فلاں دن نکلے ہیں اگر یہ بات صحیح ہے تو فلاں مقام پر ہوں گے اور قریش کے بارے خبر پہونچی ہے کہ فلاں روز نکلے ہیں اگر صحیح ہے تو فلاں مقام پر ہوں گے۔

بوڑھے کا یہ اندازہ بالکل صحیح تھا دونوں فریق وہیں تھے جہاں اس نے بتایا تھا پھر اس نے پوچھا کہ آپ کن لوگوں میں سے ہیں؟ آپ نے بطور توریہ کے فرمایا "نحن من ماء" ہم پانی والوں میں سے ہیں یہ کہہ کر آپ چلے گئے لیکن بوڑھا بات سمجھ نہ سکا اور وہ ماء بدر کو چھوڑ کر سوچنے لگا کہ ماء عراق سے ہوں گے اس لئے کہ عراق میں بنی ماء السماء ایک قبیلہ تھا۔

مزید حالات کی دریافت

بدر میں پہنچنے کے بعد مزید حالات کی دریافت کے لئے آپ نے مہاجرین میں سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، زبیر بن عوامؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ کو بھیجا ان حضرات نے ماء بدر پر دو حضرات کو پانی لیتے دیکھا تو پکڑ لائے اس وقت آں حضرت ﷺ حالت نماز میں تھے لوگوں نے ان دونوں سے سوال کرنا شروع کیا کہ تم کس کی طرف سے آئے ہو۔ بولے ہم قریش کے آدمی ہیں، انہیں کے لئے پانی لینے آئے تھے، صحابہ نے اس جواب کو پسند نہیں کیا، وہ چاہتے تھے کہ ابوسفیان کے قافلے کی خبر دیویں، اسی لیے مارنے لگے۔ دونوں غلاموں نے مار کے ڈر سے کہہ دیا کہ ہم ابوسفیان کی طرف سے آئے ہیں تو مارنا بند کر دیا، حالانکہ یہ بات جھوٹ تھی۔

رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ جب یہ سچ بولتے ہیں تو تم انھیں مارتے ہو اور جب جھوٹ بولتے ہیں تو مارنا بند کر دیتے ہو، حالانکہ ابوسفیان حقیقتاً جا چکا ہے اور یہ مقاتلین قریش ہی کے آدمی ہیں۔

پھر آپ نے ان سے قریشی فوج کی تعداد پوچھی اور دریافت کیا کہ اشراف قریش میں سے کون کون آئے ہیں، انہوں نے عتبہ، شیبہ، ابوالبختری، حکیم بن حزام، نوفل، حارث، طعیمہ، نضر بن حارث زمعہ، ابوجہل اور امیہ کو بتایا تو آپ نے فرمایا کہ مکہ نے اپنے کلیجے کے ٹکڑوں (بڑے بڑے سرداروں) کو بھیج دیا ہے۔

بناء العریش

حضرت سعد بن معاذؓ نے قریشی فوج کی کثرت اور ساز و سامان کو دیکھ کر آپ سے عرض کیا کہ

Marfat.com

مناسب ہے کہ آپ کی حفاظت اور آرام کے لئے ایک جھونپڑا تیار کر دیں وہیں آپ کی سواری بھی موجود رہے گی۔ اگر اللہ نے فتح دی تو بہتر ہے ورنہ آپ مدینہ اپنے فدا کاروں میں پہونچ کر رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دیں گے وہ ہماری طرح آپ کے چاہنے والے ہیں اگر جانتے کہ یہ جنگ پیش آئے گی تو ہرگز آپ کا ساتھ نہ چھوڑتے۔ یہ رائے آپ نے منظور فرمائی چنانچہ میدان قتال کے شرقی جانب ایک بلند ٹیلے پر جہاں سے پورا میدان نظر آتا تھا پھوس کا ایک خیمہ تیار کر دیا گیا، آپ اس میں داخل ہوئے تو حضرت سعد بن معاذؓ اور ان کے ساتھ انصار کے چند نوجوان حفاظت کے لئے پہرہ دینے لگے۔ (۱)

نزول باراں

قریش نے وادی بدر میں پہلے سے پہنچ کر اس کے ٹھوس اور معتدل حصے پر قبضہ کر لیا تھا اور نبی ﷺ جس مقام پر اترے وہاں کی زمین ریتلی اور ناہموار تھی اس پر پاؤں جمانا مشکل تھا لیکن اللہ کے فضل سے اسی رات بارش ہوئی جس کی وجہ سے کفار کی طرف کیچڑ اور پھسلن پیدا ہوگئی اور مسلمانوں کی جانب ریت جم جانے سے زمین ٹھوس اور عمدہ ہوگئی۔ بارش کے پانی کا چشمہ بھی تیار ہو گیا جس سے مسلمانوں نے غسل، وضو اور پینے کا کام لیا۔

پانی کے حوض پر قبضہ

مسلمانوں کا پڑاؤ چشمے سے کچھ فاصلے پر تھا اس لئے حباب بن منذرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ جگہ آپ نے حکم الٰہی سے منتخب کیا ہے جس سے آگے نہیں بڑھ سکتے یا محض جنگی تدبیر و مصلحت مطلوب ہے آپ نے فرمایا یہاں صرف جنگی تدبیر مطلوب ہے لہذا اس سے آگے بڑھنا مفید ہو تو کوئی حرج نہیں انہوں نے کہا پھر آگے بڑھ کر بڑے چشمے کے قریب چلئے تاکہ ہم اس پر قبضہ کر لیں اور اس کے علاوہ جتنے کوئیں اور گڑھے ہوں سب کو توڑ کر پانی ایک ہی حوض میں بھر لیں پھر جنگ ہو تو ہم سیراب ہو کر پئیں اور قریش کو پانی نہ ملے، حضور ﷺ نے فرمایا تمہاری رائے صائب ہے پھر آگے بڑھ کر اس کے مطابق عمل فرمایا اور نصف شب تک پانی پر مکمل قبضہ ہو گیا۔ اس کامیابی کے بعد اللہ نے صحابہ کے دلوں سے خوف و ہراس کو نکال دیا وہ سب خوب آرام سے سوئے البتہ نبی ﷺ رات بھر نماز دعا میں مشغول رہے۔ (۲)

---

(۱) ابن ہشام ۶۲۱ (۲) ابن ہشام ۶۳

Marfat.com

پانی پینے کی اجازت اور قتل کی خبر

حوض پر قبضے کے بعد قریش کی ایک جماعت پانی کے لئے آئی اس میں حکیم بن حزام بھی تھے صحابہ نے ان کو روکنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا چھوڑ دو آج کے دن جو بھی پانی پئے گا حکیم بن حزام کے سوا سب قتل ہو جائیں گے چنانچہ جنگ ہوئی تو سب مارے گئے اور حکیم بن حزام بچ گئے پھر کچھ دن کے بعد اسلام لے آئے انہیں جب کوئی گاڑھی قسم کھانی ہوتی تو کہتے: لا والذی نجانی من یوم بدر اس ذات کی قسم جس نے مجھے بدر کے دن قتل ہونے سے نجات دی۔(۱)

کافر مقتولین کی نشاندہی

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ معرکہ بدر سے پیشتر ہی رسول اللہ ﷺ نے دست مبارک سے اشارہ کر کے بتایا کہ ان شاء اللہ کل فلاں شخص یہاں مارا جائے گا اور فلاں یہاں مقتول ہوگا۔ حضرت عمرؓ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کوئی کافر اس حد سے نہ بڑھ سکا جو آپ نے مقرر فرمائی تھی۔(۲)

قریشی فوج میں مسلمانوں کا جائزہ اور اختلاف

قریشی فوج وادی بدر کے دور والے سرے کے ایک ٹیلے پر اتری تھی وہیں سے اس نے عمیر بن وہب جمحی کو مسلمانوں کے حالات معلوم کرنے لئے بھیجا اس نے مسلمانوں کے اردگرد چکر لگانے کے بعد بتایا کہ کم وبیش تین سو آدمی معلوم ہوتے ہیں لیکن اے گروہ قریش مصیبتیں پیغام اجل لئے کھڑی ہیں، یثرب کے اونٹ موت کا پیغام لے کر آئے ہیں، مسلمانوں کے پاس ان کی تلواروں کے سوا نہ تو کوئی قلعہ ہے نہ جائے پناہ بخدا وہ جب تک اپنی جگہ تم میں سے کسی کو قتل نہیں کر دیں گے خود قتل نہ ہوں گے۔ پس اگر اپنے برابر ہی تمہیں قتل کر لے گئے تو زندگی میں کیا مزہ رہ جائے گا لہذا جو رائے ہو کرو۔

یہ باتیں سن کر حکیم بن حزام نے جا کر عتبہ سے کہا اے ابوالولید! آپ قوم میں سب سے بڑے سب کے سردار اور مطاع ہیں اگر چاہ لیں تو جنگ نہ ہو اور یہ آپ کی زندگی کا آخری کارنامہ بن جائے۔

عتبہ بولا کیسے؟ حکیم نے کہا آپ جنگ بندی کا اعلان کر دیں اور سریہ نخلہ میں عمر بن حضرمی کے قتل

---

(۱) ابن ہشام ۶۲۲ (۲) مسلم ۵۴۳

Marfat.com

کی دیت اور مالی نقصان کے لئے جو لوگ بچھڑے ہوئے ہیں اس کو آپ اپنے ذمہ لے لیں عتبہ نے کہا تمہارا مشورہ ہمیں قبول ہے جھگڑا ختم کرنے کے لئے میں اپنے حلیف عمرو بن حضرمی کی دیت اور مالی نقصان ادا کردوں گا پھر کھڑے ہو کر کہا، اے قریش کی جماعت! محمد ﷺ سے لڑنے میں کوئی بھلائی نظر نہیں آتی اس جنگ میں خود ہی تمہیں اپنے بیٹے، بھتیجے اور اہل قبیلہ کو قتل کرنا ہوگا لہذا ان کا راستہ چھوڑ دو تمہارے علاوہ باقی اہل عرب جو کچھ کریں گے اگر محمد ﷺ مغلوب ہو گئے تو تمہاری مراد پوری ہو جائے گی اور اگر غالب آ گئے تو تمہیں کچھ مضر نہ ہوگا۔

پھر عتبہ نے حکیم بن حزام سے کہا کہ تم ابن الحنظلیہ (ابوجہل) کے پاس جاؤ مجھے اسی سے اختلاف کا ڈر ہے چنانچہ حکیم گئے تو دیکھا کہ وہ اپنی ایک زرہ نکال کر صاف کر رہا ہے، اس سے کہا اے ابو الحکم (ابوجہل کی کنیت) مجھے عتبہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور کہا ہے کہ ایک جنگ سے جس میں اپنے ہی بھائی بندوں کو قتل کرنا پڑے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

ابوجہل نے کہا واللہ اسے تو بزدلی نے گھیر لیا ہے وہ ڈرتا ہے کہ کہیں محمد ﷺ کے ساتھ اس کا بیٹا حذیفہ بھی نہ قتل کر دیا جائے جو مسلمان ہو کر چلا گیا ہے، یہ کہتے ہوئے اس نے عمرو بن حضرمی کے وارثین کو خبر کیا کہ تمہارے بھائی کے قاتلوں کا بدلہ ابھی ملنے والا ہے، لیکن تمہارا حلیف عتبہ اپنی بزدلی سے انتقام چھوڑ کرا دینا چاہتا ہے، یہ کہنا تھا کہ وہ سب بھڑک اٹھے اور عمرو بن حضرمی کا نام لے لے کر فریاد کرنے لگے جس کی وجہ سے عتبہ کی کوشش رائیگاں گئی عتبہ کو بھی غصہ آیا اور کہنے لگا آج عورتوں کی طرح رنگ و خوشبو میں مچلنے والے ابوجہل کی مردانگی دیکھنی ہے کہ میدان جنگ میں وہ بزدلی کرتا ہے یا میں کرتا ہوں۔ (۱)

دونوں فوجیں آمنے سامنے

۱۷ رمضان جمعہ کے دن علی الصباح دونوں طرف کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابل آئیں نبی ﷺ کو مسلمانوں کی کمزوری و بے سروسامانی کا پھر شدید احساس ہوا آپ نے اللہ سے مدد مانگی فرمایا اے خدا یہ قریشی فخر و غرور کے ساتھ سامنے آ گئے ہیں، یہ تجھ سے عداوت رکھتے ہیں تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں ان کو انہیں ہلاک کر کے اپنا وعدہ وفا فرما دے۔

---

(۲۳۶) ابن ہشام ۲۲۳

Marfat.com

درستیٔ صفوف کے وقت ایک عجیب واقعہ

دعا سے فارغ ہو کر آپ ﷺ مسلمانوں کی صفیں درست فرمانے لگے، ایک انصاری صحابی سواد بن غزیہ صف سے کچھ آگے نکلے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے تیر سے ان کے پیٹ میں چونکا لگا کر فرمایا، برابر ہو جاؤ، سواد نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے مجھے تکلیف پہنچائی اس کا قصاص چاہئے آپ ﷺ نے اپنا پیٹ کھول دیا اور فرمایا بدلہ لے لو، اتنا کہنا تھا کہ سواد آپ سے چمٹ کر شکم مبارک چومنے لگے، فرمایا! سواد یہ کیا بات ہے، بولے یا رسول اللہ جو حالت ہے آپ دیکھ رہے ہیں پتہ نہیں موت کب آجائے پس میں نے چاہا کہ آخری عہد آپ سے ہو جائے اور میرا جسم آپ کے مبارک جسم سے مل جائے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ (۱)

ایفائے عہد کا ایک نادر واقعہ

دونوں فوجوں میں مڈبھیڑ ہونے والی تھی کہ کسی طرف سے آتے ہوئے دو مسلمان حذیفہؓ اور ان کے والد یمان کفار کے ہاتھ لگ گئے انہوں نے کہا تم محمد ﷺ کی مدد میں جا رہے ہو۔ اگر اللہ کے نام پر اس کا عہد کرو کہ ہم مسلمان کی طرف سے جنگ میں شامل نہ ہوں گے تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے، مجبوراً ان دونوں نے وعدہ کر لیا کفار یہ جانتے تھے کہ مسلمان وعدے کا پکا ہوتا ہے اس لئے چھوڑ دیا۔ چنانچہ چھوٹ کر آئے تو رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: نفی لھم عھدھم ونستعین اللہ علیھم ہم ان سے کئے ہوئے عہد کو پورا کریں گے اور مدد اللہ سے مانگیں گے پھر ان کو مدینہ لوٹا دیا اور ضرورت کے باوجود جنگ میں شرکت کی اجازت نہیں دی۔ (۲)

خصوصی ہدایات و مناجات

مسلمان کفار کے مقابلے کے لئے صف بستہ ہو گئے تو آپ ﷺ نے انہیں ہدایت فرمائی کہ تم لوگ جنگ میں پہل نہ کرنا اور کفار حملہ کریں تو پہلے تیروں سے خبر لینا اور جب تک قریب نہ پہونچ جائیں تلوار مت چلانا۔

اس کے بعد آپ حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ خیمے میں تشریف لے گئے۔ حضرت سعد بن معاذؓ بھی

---

(۱) ابن ہشام ۲/۶۲۶ (۲) مسلم ۲/۱۰۶

Marfat.com

اپنے دستہ کے ساتھ حفاظت میں لگے تھے ابھی جنگ شروع نہیں ہوئی تھی اس لئے اپنی جگہ تمام مسلمان اور خیمہ میں خود رسول اللہ ﷺ دعا و مناجات میں مشغول ہو گئے، آپ نے التجا کی کہ خدایا آج اپنا وعدہ پورا فرما دے، اے اللہ! اگر آج مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو تیری خالص بندگی کرنے والے نہ رہیں گے۔ الٰہی! اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری بندگی کبھی نہ ہو پھر گڑگڑا کر دعا میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ بے خودی میں چادر شانہ مبارک سے سرک گئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اسے اوٹا کر کہا یا رسول اللہ! بس کیجئے اتنی دعا کافی ہے اس کے بعد وحی الٰہی کا نزول ہوا۔ ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ﴾ جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری دعا سن لی اور فرمایا۔ میں ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا جو پے در پے آئیں گے۔ (الانفال ۹)

جنگ کا پہلا وقوعہ اور کفار کی زیادتی

جنگ کے انتظار میں دونوں طرف کی فوجیں صف بستہ کھڑی تھیں سب سے پہلے کفار کی طرف سے ایک تیر آیا جس سے حضرت عمرؓ کے غلام مہجع شہید ہو گئے، اسی طرح حارثہ بن سراقہ حوض سے پانی پی رہے تھے ان کو بھی کفار نے تیر سے چھلنی کر دیا۔

کفار کی اس زیادتی سے مسلمانوں کو سخت صدمہ ہوا کیونکہ اب تک نبی ﷺ نے کفار کو پانی پینے کی عام اجازت دے رکھی تھی لیکن مسلمانوں نے اب ان کی اس زیادتی سے مجبور ہو کر حوض کی نگرانی شدید کر دی۔

کفار کو حوض سے پانی لینے کی ممانعت کر دی گئی تو اسود بن عبدالاسد مخزومی جو نہایت شریر اور بد خلق تھا غرور سے کہنے لگا۔ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ جا کر ان کے حوض پر پہنچ کر پانی پیوں گا یا اسے ڈھا دوں گا یا مر جاؤں گا۔ حضرت حمزہؓ دور کھڑے ہوئے اس کی باتیں سن رہے تھے اسے آتا دیکھ کر بجلی کی طرح جھپٹے اور آن کی آن میں اس کے پاس پہنچ گئے، اس مغرور نے آپ کو دیکھتے ہی تلوار اٹھائی لیکن اس سے پہلے حضرت حمزہؓ نے ایسی ضرب لگائی کہ اس کا پاؤں نصف پنڈلی سے کٹ کر علیحدہ ہو گیا۔ اسود پشت کے بل گر گیا اور کٹے ہوئے پاؤں سے خون کا فوارہ اس کی فوج کی طرف جانے لگا پھر بھی وہ اپنی قسم پوری کرنے کے لئے گھسٹتے ہوئے حوض میں گھس پڑا لیکن حضرت حمزہؓ نے دوسرا وار کر کے اسے ٹھنڈا کر دیا۔

Marfat.com

کفار کی طرف سے مبارزت کی طلبی

اس کے بعد عتبہ جو ابوجہل کی طعنہ زنی سے غصہ میں بھرا بیٹھا تھا اپنی بہادری کا ثبوت دینے کے لئے اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کو لے کر صف سے آگے نکل پڑا اور بولا! کون ہے جو میرے مقابلے میں آوے۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں کی طرف سے تین انصاری عوفؓ، معوذؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ سامنے آگئے، عتبہ نے پوچھا تم کون ہو؟

بولے ہم مدینہ کے انصار ہیں، عتبہ نے کہا ہمیں تم سے کوئی حاجت نہیں، ہمارے مقابلے میں ہمارے ہی بنی عم کو آنا چاہئے جو رتبے میں برابر ہیں، پھر پکارنے لگا اے محمد ﷺ! ہمارے مقابلے میں غیروں کو نہیں بلکہ ہمارے ہی بنی عم کو بھیجئے۔ یہ سن کر آپ نے انصار کو واپس بلالیا اور ان کی جگہ حضرت حمزہؓ علیؓ اور عبیدہ بن حارثؓ کو روانہ کیا۔ عتبہ نے دیکھا تو کہا ہاں اب تم ہمارے جوڑ کے ہو۔ اس کے بعد حسب روایت احمد وابوداؤد عتبہ کے مقابلے میں حمزہؓ، شیبہ کے مقابلے میں علیؓ، اور ولید کے مقابلہ میں عبیدہؓ حاضر ہوئے۔

لیکن بروایت ابن اسحٰق، عتبہ کے مقابلے میں عبیدہؓ، شیبہ کے مقابلے میں حمزہؓ اور ولید کے مقابلے میں حضرت علیؓ آئے۔

ان تینوں مبارزین کے اکٹھا ہوتے ہی ایک دوسرے کے خلاف جھڑپ اور شمشیر زنی ہونے لگی، دونوں طرف کی فوجیں نتیجے کے انتظار میں نظریں جمائے کھڑی تھیں، ابھی جانبین میں دو دو ہاتھ بھی نہ ہونے پائے تھے کہ حضرت حمزہؓ و حضرت علیؓ نے اپنے اپنے حریف کو قتل کر دیا البتہ حضرت عبیدہؓ اور ان کے حریف کے درمیان خونریز جنگ جاری تھی اور دونوں نے ایک دوسرے کو اس طرح سے گھائل کر دیا تھا کہ کسی کے بچنے کی امید نہ رہ گئی۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت حمزہؓ و علیؓ نے جو اپنے مدمقابل سے فارغ ہو چکے تھے بڑھ کر حضرت عبیدہؓ کے حریف کو ٹھنڈا کر دیا۔ اور ان کو زخمی حالت میں اپنے کندھے پر اٹھالائے، نبی علیہ السلام نے ان کا سر اپنے پائے مبارک پر رکھ کر زمین پر لٹا دیا اور تسلی دینے لگے عبیدہؓ نے کہا یا رسول اللہ! کیا اب بھی میری شہادت میں کلام ہے؟ فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ کے راہ میں شہید ہو، ان کا پاؤں کٹ چکا تھا۔ خون کا رسنا بند نہ ہوتا تھا چنانچہ میدان سے واپسی کے چوتھے یا پانچویں روز مقام صفرا میں جام شہادت سے سرفراز ہوئے۔

Marfat.com

عام حملہ

کافروں نے جب دیکھا کہ آن کی آن میں ان کے تین سردار مارے گئے تو غیظ وغضب سے بے قابو ہوکر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے، مسلمان بھی ان کا جواب بڑی پامردی سے دینے لگے۔ نبی ﷺ دعاؤں سے فارغ ہو کر نصرت الٰہی اور ملائکہ کی امداد کی خوشخبری پا چکے تھے، آپ نے اپنی زرہ میں اچھل کر فرمایا: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ﴾ عنقریب کفار کی جماعت شکست کھا کر پیٹھ پھیر لے گی۔

ایک مٹھی خاک کا معجزہ

پھر آپ ﷺ نے ایک مٹھی کنکری لی اور فوج اعداء کی طرف پھینک کر فرمایا: شاهت الوجوه چہرے بدشکل ہو جائیں، نتیجہ یہ ہوا کہ مشرکین میں سے کوئی نہ بچا، ان کی آنکھوں، نتھنے اور حلق تک میں خاک کے ذرے گھس گئے اس کا ذکر اللہ نے اس آیت میں فرمایا ﴿وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی﴾ یہ سنگریزے آپ نے نہیں پھینکے بلکہ اللہ نے پھینکے ہیں۔

جنت کی خوشخبری

دونوں طرف سے گھمسان کی جنگ جاری تھی، سرور عالم ﷺ نے اپنے اصحاب کو جوش دلاتے ہمت دلائی اور قسم کھا کر فرمایا کہ آج کے دن جس نے پیٹھ نہ پھیری اور صبر و اخلاص کے ساتھ لڑ کر شہید ہوا وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ پھر فرمایا کھڑے ہو جاؤ اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے، یہ سن کر ایک صحابی عمیر بن ہمام بولے واہ کیا خوب! آپ نے پوچھا کیوں؟ کہنے لگے اللہ کی قسم یا رسول اللہ جنت کی تمنا میں، تاکہ میں اس کے اہل میں سے ہو جاؤں، آپ نے فرمایا تم اس کے اہل میں سے ہو پھر وہ اپنے ترکش سے چند کھجوریں نکال کر کھانے لگے لیکن جلد ہی انہیں ڈال دیا اور کہا اس کے کھانے تک تو زندگی بڑی لمبی ہو جائے گی پھر فوج اعداء میں گھس پڑے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے (یہ انصار کے سب سے پہلے شہداء میں سے ہیں۔)(۱)

اسی طرح عوف بن حارث نے کہا یا رسول اللہ! اللہ کس چیز سے خوش ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا بندہ ننگے بدن دشمن کے درمیان گھس کر جہاد کرنے سے۔ پھر انہوں نے بدن سے زرہ نکال دی اور تلوار لے کر

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۳۳۱

Marfat.com

پڑے اور داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔

مسلمانوں کی شجاعت اور فرشتوں کی مدد

رسول اللہ ﷺ کے جوش دلانے سے مسلمانوں کی شجاعت حد سے زیادہ بڑھ گئی وہ بے تحاشا کافروں کی گردنیں اڑانے لگے، بڑے سے بڑا بہادر اور جنگجو بھی ان کے مقابلے میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا تھا۔

ابو کرش کا قتل

سعید بن عاص کا بیٹا لوہے کی زرہ اور خود سے سارا بدن ڈھانکے ہوئے باہر آیا اور کہا میں ابو کرش ہوں، کون ہے جو میرے سامنے آسکے اس کا یہ چیلنج سن کر حضرت زبیر بن عوامؓ آگے بڑھے دیکھا کہ آنکھ کے سوا اس کے بدن کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا آپ نے اس کی آنکھ کو نشانہ بنا کر اتنے زور سے برچھی ماری کہ دماغ کے خانہ تک گھس گئی ابو کرش بیتاب ہو کر گرا اور تڑپنے لگا حضرت زبیرؓ نے اس کے سر پر پاؤں رکھ کر برچھی کھینچی تو ٹیڑھی ہو کر بمشکل نکل سکی۔

ملائکہ کی آمد

ابن سعد نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ فرشتوں کی مدد آئی تو لوگ دیکھتے تھے کہ کافروں کا سر اور ہاتھ کٹ کٹ کر گرتا ہے لیکن قاتل کا پتہ نہیں چلتا ابو داؤد مازنیؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک کافر کا پیچھا کیا تاکہ اس کی گردن ماروں لیکن اچانک دیکھا کہ اس کا سر میری تلوار پہنچنے سے قبل ہی کٹ کر گر گیا اس سے میں نے سمجھ لیا کہ میرے علاوہ کسی غیبی تلوار نے اس کا سر قلم کیا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ بنو غفار کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور میرا ایک چچیرا بھائی پہاڑ کی ایک چوٹی پر چڑھا تھا وہاں سے بدر کی وادی نظر آتی تھی ہمارا ارادہ تھا کہ جس کی فتح ہو گی اس کے ساتھ مل کر گرا پڑا مال لوٹیں گے اسی درمیان ایک بدلی قریب آئی اس میں ہم نے ایک گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز سنی ایک کہنے والا کہتا تھا اَقْدِمْ حَیْزُوْم اے حیزوم آگے بڑھ (حیزوم جبرئیلؑ کے گھوڑے کا نام تھا)

یہ آواز اتنی سخت تھی کہ میرے بھائی کے دل کا پردہ پھٹ گیا اور وہیں گر کر ہلاک ہو گیا میں کچھ فاصلے پر تھا میرا دل بھی خوف سے تھرتھرانے لگا لیکن کسی صورت سے بچ گیا۔

انہیں سے مروی ہے کہ ایک مسلمان ایک کافر کے پیچھے دوڑ رہا تھا اچانک ایک سوار اور اس کے

Marfat.com

کوڑے کی آواز اوپر سے سنی وہ کہتا تھا۔ ”اقدم حیزوم“ (اے حیزوم آگے بڑھ) تھوڑی دیر میں مسلمانوں نے دیکھا کہ کافر چت پڑا ہے اس کی ناک پر کوڑے کا نشان تھا جس سے چہرہ پھٹ کر سبزی مائل ہو گیا تھا، اس واقعہ کو انصاری مسلمان نے جا کر نبی ﷺ سے کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تیسرے آسمان سے فرشتہ کی مدد تھی۔(۱)

ابوسید مالک ابن ربیعہؓ بدری صحابی سے مروی ہے وہ اپنی آنکھ کی روشنی زائل ہونے کے بعد کہتے تھے کہ اگر میری آنکھ درست ہوتی اور بدر کی وادی میں پہنچتا تو آپ لوگوں کو بلاشبہ وہ گھاٹی دکھا دیتا جس سے فرشتے آتے تھے۔ اسی طرح ایک انصاری صحابی حضرت عباسؓ عم رسول اللہ کو قید کر کے لائے انہوں نے کہا بخدا اس انصاری نے مجھے قید نہیں کیا ہے مجھے ایک نہایت خوبصورت آدمی نے قید کیا ہے جس کے سامنے کے بال گرے ہوئے تھے اور وہ ایک چتکبرے گھوڑے پر سوار تھا۔ انصاری نے کہا نہیں یا رسول اللہ! میں نے قید کیا ہے، آپ نے فرمایا، خاموش رہو، ایک بزرگ فرشتے نے قید کرنے میں تمہاری مدد کی ہے۔ حضرت علیؓ و ابن عباسؓ فرماتے ہیں، کہ بدر کے فرشتوں کا نشان سفید عمامہ تھا۔ سوا حضرت جبرئیل کے کہ ان کی پگڑی کا رنگ زرد تھا۔

ابلیس کا فریب و فرار

اس جنگ میں قریش نے مکہ سے نکلنے کا ارادہ کیا تو انہیں بنو بکر کی عداوت و دشمنی یاد آئی اور کہا کہ ہم آگے بڑھیں گے تو ڈر ہے کہ بنو بکر پیچھے سے حملہ کر دیں گے اور ہم دو طرف سے جنگ میں پھنس جائیں گے۔ تب ابلیس بنو کنانہ کے سردار سراقہ بن مالک کی شکل میں نمودار ہوا اور کہا: ”لا غالب لکم الیوم وانی جار لکم“ آج تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور میں تمہارا حمایتی ہوں پھر ساتھ میں رہ کر اپنی قوم کی طرف سے اطمینان دلاتا رہا۔ لیکن جب لڑائی کا آغاز ہوا، فرشتوں کی مدد آئی اور کافر شکست کھانے لگے تو ساتھ چھوڑ کر بھاگ پڑا۔

حارث بن ہشام نے اسے بھاگتے ہوئے دیکھا تو دوڑ کر چمٹ گیا اور کہا اے سراقہ! آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں۔ ابلیس نے ایک مکا اس کے سینے پر مارا اور دھکا دے کر گرا دیا یہ حال جب مشرکوں نے دیکھا تو کہا آپ نے حمایت کا وعدہ کیا تھا اب کیوں بھاگتے ہیں ابلیس بولا انی اری مالا

(۱) مسلم ۲/۹۳

Marfat.com

تَـرَوْنَ اِنِّی اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ﴾ میں جو کچھ دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔

لکڑی کی تلوار کا معجزہ

جنگ کے دوران حضرت عکاشہ بن محصن ؓ کی تلوار ٹوٹ گئی تو دوڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور بیان کیا کہ میری تلوار ٹوٹ کر بیکار ہوگئی۔ آپ ؐ نے ان کو لکڑی کا ایک تنا دے دیا اور فرمایا جا کر اسی سے جنگ کرو۔ انہوں نے اسے لے کر ہلایا تو ایک لمبی اور مضبوط لوہے کی سفید و چمکدار تلوار بن گئی اسی سے انہوں نے جنگ بدر اور دوسری بہت سی لڑائیوں میں کام لیا۔ اور اس تلوار کا نام عون رکھا۔ حضرت عکاشہ ؓ ایک مدت کے بعد فتنہ ارتداد کی لڑائی میں شہید ہوئے اس وقت یہ تلوار موجود تھی۔

ابوجہل کا جوش دلانا

ابلیس کے (بصورتِ سراقہ) بھاگ جانے اور عتبہ وغیرہ کے قتل ہو جانے کے بعد جب کافروں کی لاشیں گرنے لگیں اور پوری فوج سراسیمہ و متزلزل ہوگئی تو ابوجہل لوگوں کو ہمت و جوش دلانے لگا وہ بے حیائی اور دیدہ دلیری سے کہتا تھا کہ اے لوگو! سراقہ کے بھاگ جانے سے ہمت نہ ہارو اس لئے کہ وہ محمد ؐ سے ساز باز کئے ہوئے تھا اور عتبہ و شیبہ اور ولید کے قتل ہونے سے خوف نہ کھاؤ اس لئے کہ انہوں نے جلد بازی کی تھی، لات وعزیٰ کی قسم! جب تک ہم مسلمان کو ایک ایک کر کے رسیوں میں نہ جکڑ لیں گے یہاں سے نہیں لوٹیں گے پس تم قتل کرنے سے زیادہ پکڑنے کی کوشش کرو تا کہ انہیں انکے کرتوت کا مزہ چکھایا جائے۔

ابوجہل کا قتل

ابوجہل کی یہ گیدڑ بھبکی کچھ دیر بھی نہ چل سکی اس کے ارد گرد جو محافظ گھیرا ڈالے ہوئے تھے، وہ بھی مسلمانوں کے حملے کی شدت سے کھسکنے لگے ابھی تک وہ تلواروں اور نیزوں کے درمیان اپنے جانبازوں میں چھپا ہوا تھا، لیکن اب وہ گھیرا بھی ٹوٹنے لگا اور دو نوجوان انصاری پیکر اجل بن کر اس کے قریب آ گئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں صف میں مصروف جنگ تھا، کہ اچانک میرے دائیں اور بائیں دو کمسن نوجوان پہنچ گئے اور یکے بعد دیگرے رازداری سے پوچھنے لگے ''چچا جان! ابوجہل کون ہے؟ ہمیں دکھا دیجئے، میں نے کہا ابوجہل کو کیا کرو گے؟ بولے ہم نے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو

Marfat.com

گالی دیتا ہے، بخدا اگر ہم دیکھ لیں تو ہرگز نہ چھوڑیں خواہ وہ مرے گا یا ہم ہی جاں بحق ہوں گے۔

حضرت عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ دونوں کی اس جرأت سے مجھے سخت تعجب ہوا، میں نے اشارہ سے بتایا وہ دیکھو ابوجہل اپنے محافظوں کے درمیان چکر کاٹ رہا ہے۔ جونہی ان کی نظر پڑی دونوں نوجوان شہباز کی طرح جھپٹ پڑے اور چشم زدن میں اسے مار گرایا، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ کر خوشخبری سنائی، آپ نے پوچھا کس نے قتل کیا دونوں نے کہا ہم نے قتل کیا ہے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا۔ کیا تم نے تلوار تو نہیں پونچھی؟ کہا نہیں، آپ ﷺ نے دونوں کی تلوار دیکھی خون سے تر تھی تو فیصلہ فرمایا کہ بیشک تم دونوں قتل میں شریک تھے۔ یہ دونوں نوجوان معاذ بن عمرو بن جموحؓ اور معاذ بن عفراء تھے۔(۱)

معاذ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ میں نے پہنچتے ہی اس کے پاؤں پر تلوار ماردی تو پیر کٹ کر اس طرح اڑا جیسے کوٹنے والے پتھر کے نیچے سے کھجور کی گٹھلی چھٹک جائے پھر دوسرا وار کرنے لگا تو اس کے بیٹے عکرمہ نے اپنی تلوار میرے شانے پر چلائی جس سے میرا بایاں ہاتھ کٹ کر صرف ایک کنارے ذرا سا لٹکا رہ گیا پھر بھی میں اس ہاتھ کو اپنے پیچھے گھسیٹتا ہوا جنگ کرتا رہا۔ بالآخر تکلیف بڑھی تو لٹکے ہوئے ہاتھ کو اپنے پیر کے نیچے دبا کر کھینچ دیا تاکہ شانے سے الگ ہو جائے۔

ابوجہل ابھی تڑپ ہی رہا تھا کہ معوذ بن عفراءؓ پہونچ گئے اور اتنا حملہ کر دیا کہ اس کے بچنے کی امید ختم ہو گئی، پھر یہ دونوں بھائی یعنی معاذ بن عفراءؓ و معوذؓ لڑتے لڑتے اسی جنگ میں شہید ہو گئے اور حضرت معاذ بن عمروؓ ہاتھ کٹ جانے کے باوجود خلافت عثمانی تک زندہ رہے اور جنگ بدر میں ابوجہل کا قاتل مسلوب انہیں کو ملا۔

جنگ کے اختتام پر رسول اللہ ﷺ نے ابوجہل کی لاش کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔ لوگ ڈھونڈنے لگے تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایسے حال میں پایا کہ تھوڑی سی رمق باقی تھی فوراً اس کی گردن پر پاؤں رکھا اور داڑھی پکڑ کے حرکت دی اور کہا اے دشمن خدا کیا تجھے خدا نے رسوا نہیں کیا؟ بولا کیسی رسوائی؟ کیا مجھ سے بھی بڑا آدمی تم نے قتل کیا ہے؟ پھر کہا کاش مجھے کسی کسان نے قتل نہ کیا ہوتا (انصار مدینہ کاشتکار تھے اور اہل مکہ کاشتکاری کو ذلت کا پیشہ سمجھتے تھے یہ اشارہ انہیں کی طرف تھا) پھر اس نے عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا کس کی فتح ہوئی؟ بولے اللہ و رسول کی۔ پھر گردن پر پیر رکھ کر سر جدا کرنے چلے تو کہنے لگا اے بکری کے

(۱) بخاری ۱/۴۴۴۰۲/۵۶۵

Marfat.com

چرواہے، دیکھ تو کتنے اہم مقام پر چڑھا ہے (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مکہ میں بکری چرایا کرتے تھے) میرا سر حلق کے نیچے سے کاٹنا تاکہ بڑے سردار کا معلوم ہو۔ غرض اس کا سر کاٹ کر حضور ﷺ کے پاس لائے اور کہا یا رسول اللہ! دیکھئے!! یہ اللہ کے دشمن ابوجہل کا سر ہے، آپ ﷺ نے دیکھتے ہی تین مرتبہ "اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ" کہا پھر اللہ اکبر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ" پڑھا اور فرمایا، چلو مجھے اس کی لاش کے پاس لے چلو، لوگ آپ کے ہمراہ اس کی لاش کے پاس گئے، دیکھتے ہی آپ ﷺ نے فرمایا: هذا فرعون هذه الامة یہ اس امت کا فرعون تھا۔

شکست فاش

حق و باطل کا یہ پہلا معرکہ تھا جس میں قریش کے بڑے بڑے بہادر اور نامور افراد کام آئے، انہوں نے شروع میں اپنا رنگ جمانے کی بھرپور کوشش کی، لیکن کچھ دیر بھی نہ چل سکے، ابوجہل کے قتل کے بعد ان کی رہی سہی ہمت بھی پست ہوگئی اور مسلمانوں کے مقابلہ میں بھیڑ بکری سے بھی زیادہ بزدل ہوگئے۔ ستر (۷۰) کے قریب قتل کئے گئے جو بھاگ سکے وہ ایسا بھاگے کہ ابوجہل کی زندہ لاش بھی نہیں لے جا سکے۔ معرکہ کے اختتام کے وقت مسلمانوں نے ان کے سرداروں اور بچے کھچے لوگوں کو گھیر کر باندھنا شروع کیا اور جس کو جس طرح چاہا مقید کر لیا ان قیدیوں کی تعداد بھی ستر (۷۰) تک پہنچ گئی تھی۔

قید کی ناپسندیدگی

مسلمان کافروں کو پکڑ پکڑ باندھنے لگے تو حضرت سعد بن معاذؓ کے رخ پر ناپسندیدگی کے آثار نمودار ہوئے اس وقت آپ عریشہ رسول ﷺ کے پاس پہرہ داری کر رہے تھے آپ ﷺ نے پوچھا سعد! کیا بات ہے کہنے لگے، یارسول اللہ! اہل شرک کے ساتھ یہ پہلا معرکہ تھا اس لئے انہیں قید کرنے کے بجائے خوب اچھی طرح قتل کرنا ہی بہتر تھا۔

چند لوگوں کے قتل کی ممانعت

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جنگ ہونے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی ہاشم کے لوگ جنگ کی نیت سے نہیں آئے ہیں بلکہ زبردستی لائے گئے ہیں لہٰذا ان میں سے کسی کو پاؤ تو قتل مت کرنا۔

ابوالبختری مکہ میں آپ کے ستانے میں شریک نہیں ہوتا تھا جب نبی ﷺ اور بنی ہاشم کے لوگ

Marfat.com

شعب ابی طالب میں مقید کئے گئے تو معاہدہ کا صحیفہ پھاڑنے والوں کی بھرپور مدد کی اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوالبختری ملے تو اس کو بھی قتل مت کرنا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میرے چچا عباس کو پائے تو ان کو بھی قتل نہ کرے کیونکہ وہ مجبور کر کے لائے گئے ہیں، یہ سن کر عتبہ کے بیٹے حضرت حذیفہؓ جو پختہ مسلمان ہو چکے تھے، بے ساختہ بول اٹھے کیا ہم اپنے باپ، بیٹوں بھائیوں اور خاندان والوں کو قتل کریں اور عباسؓ کو چھوڑ دیں، قسم اللہ کی اگر میں ان کو پاؤں گا تو تلوار کا نشانہ بناؤں گا۔

رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر ملی تو حضرت عمرؓ سے فرمایا۔ اے ابوحفص کیا میرے چچا کا چہرہ خون آلود کیا جائے گا؟ بولے یا رسول اللہ حکم دیجئے تو حذیفہؓ کی گردن ماردوں بخدا وہ منافق ہو گیا ہے۔

حضرت حذیفہؓ کے والد چچا اور بھائی اس جنگ میں بحالت کفر مارے گئے تھے، اسی کا خیال دل کے خانے میں موجود تھا۔ پس بے ساختہ یہ کلمہ ان کی زبان سے نکل گیا تھا اس پر وہ سخت نادم ہوئے اور کہا کرتے تھے کہ اچانک یہ بات میری زبان پر آگئی اب میری اس جرأت اور گناہ کا کفارہ شہادت کے سوا کچھ نہیں چنانچہ وہ اپنی اس خواہش کے مطابق حضرت صدیقؓ کے دور خلافت میں جنگ یمامہ کے اندر شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

ابوالبختری کا قتل

اسی دوران حضرت مجذر بن زیاد بلویؓ ابوالبختری سے ملے اور بتایا کہ تمہارے قتل سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے لہذا تم مجھ سے جنگ مت کرو، ابوالبختری نے کہا کہ میرے شریک و ساتھی جنادہ بن ملیحہ کو بھی چھوڑ دو مجذرؓ نے کہا میں اس کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے صرف تمہارے لئے فرمایا ہے۔ ابوالبختری بولا، پھر میں اپنے اس رفیق کے ساتھ لڑ کر ہی جان دوں گا ورنہ مکہ کی عورتیں مجھے طعنہ دیں گی کہ اپنی جان بچانے کے لئے اپنے رفیق کو چھوڑ دیا، پھر جنگ میں مشغول ہو گیا اور حضرت مجذرؓ نے مجبوراً دونوں کو ایک ساتھ قتل کر دیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ! آپ کے حکم کے مطابق میں نے بڑی کوشش کی کہ ابوالبختری قتل نہ کیا جائے لیکن اس نے لڑ کر موت کو زندگی پر ترجیح دی۔

امیہ بن خلف کا قتل

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ اور امیہ کے درمیان زمانہ جاہلیت میں دوستی تھی۔ حضرت عبدالرحمن کو

Marfat.com

جنگ کے اختتام کے قریب غنیمت میں کچھ زرہیں ملی تھیں، وہی لے کر آ رہے تھے راستے میں امیہ سے ملاقات ہوگئی وہ اپنے بیٹے علی کا ہاتھ پکڑے ہوئے سراسیمہ کھڑا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کو دیکھا تو کہنے لگا آج جیسا کٹھن دن میں نے کبھی نہیں پایا۔ میرے دوست ان زرہوں سے بہتر میری ذات ہے لہذا انہیں پھینک کر مجھے بچا لو میں فدیہ میں بہت دودھ دینے والی اونٹنیاں دوں گا۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ کو ترس آیا اپنی مقبوضہ زرہیں پھینک کر باپ بیٹے دونوں کا ہاتھ پکڑا اور آگے بڑھے امیہ کو ذرا اطمینان ہوا تو پوچھنے لگا کہ تم میں کون شخص اپنے سینے پر شتر مرغ کا پر لگائے تھا، بولے وہ حضرت حمزہؓ تھے، کہنے لگا انہیں نے ہم سب کو گھیر کر اس طرح سے مجبور کر دیا ہے۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ حضرت بلالؓ کی نگاہ امیہ پر پڑ گئی (یہی امیہ بلالؓ کو مکہ میں ستایا کرتا تھا اور چلچلاتی دھوپ میں گرم ریت پر سلا کر سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتا اور کہتا تھا۔ محمدؐ کا دین چھوڑ دو ورنہ یہی حال روزانہ کروں گا) آج اس کو دیکھتے ہی حضرت بلال چیخ اٹھے کہ امیہ کفر کا سرغنہ ہے اگر یہ بچ گیا تو گویا میں نہیں بچا۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت بلالؓ کو ہر چند روکا اور سمجھایا کہ میرے قیدی کے ساتھ ایسا مت کرو لیکن وہ کسی صورت سے امیہ پر ترس نہ کھاتے تھے حضرت عبدالرحمٰنؓ کو غصہ آیا انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اے حبشیہ کے بیٹے! میری بات کیوں نہیں سنتا۔ حضرتؓ بلالؓ نے اس کی بھی پرواہ نہیں کی بلکہ انصار کو بلند آواز سے اپنی مدد کے لئے پکارا اور فرمایا، دوڑو یہ کفر کا سرغنہ بچا جا رہا ہے، انصار نے یہ سنتے ہی آ کر گھیر لیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ سب کو دفع کرنے لگے لیکن کسی نے تلوار کھینچ کر اس کے بیٹے کا پیر کاٹ دیا جسے دیکھتے ہی امیہ نے ایک بھیانک آواز نکالی، حضرت عبدالرحمٰن نے کہا بیٹے کی فکر مت کرو وہ تو قتل ہوا اپنی جان بچاؤ پھر اس کو بیٹھا کر اوپر سے ڈھانپ لیا لیکن انصار نے ان کے پیر کے نیچے سے تلوار ڈال کر قتل کر ڈالا اور باپ بیٹے دونوں ڈھیر ہو کر وہیں رہ گئے، بعد میں آپؓ کہتے تھے کہ بلال پر اللہ رحم کرے انہیں کی وجہ سے میری زرہیں بھی گئیں اور قیدی بھی مارا گیا۔

حضرت رفاعہؓ کی آنکھ کا معجزہ

حضرت رفاعہ بن رافعؓ بیان کرتے ہیں کہ میری آنکھ پر ایک تیر لگا جس سے آنکھ پھٹ گئی میں دوڑا ہوا نبی ﷺ کے پاس آیا آپ نے اس میں تھوک دیا اور دعا فرمائی پس آنکھ درست ہوگئی اور ساری تکلیف جاتی رہی یہ آپ کا معجزہ تھا۔

Marfat.com

فتح مبین

اس جنگ میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کو فتح مبین عطا فرمائی ان کے صرف ۱۴-آدمی کام آئے جن میں ۶ مہاجرین باقی انصار تھے اس کے برخلاف کفار کے بڑے سرداروں میں عتبہ، شیبہ، ابوجہل، ابو البختری، منبہ بن حجاج، زمعہ بن اسود، امیہ بن خلف اور عاص بن ہشام وغیرہ کل ۷۰ آدمی قتل ہوئے اور اسی قدر قید کئے گئے۔ قید ہونے والوں میں بھی اکثر ان کے معززین ہی تھے۔ اب میدان بدر کفار سے خالی ہو گیا، باقی ماندہ لوگ اس طرح سے بھاگ گئے کہ کوئی ماتم کرنے والا بھی نہ بچا وہاں قیدیوں اور مسلمانوں کے سوا کوئی دکھائی نہیں دیتا تھا۔

عاص بن ہشام

یہ عاص حضرت عمرؓ کا ماموں تھا۔ حضرت عمرؓ نے خود اسے قتل کیا اس جنگ میں سعید بن عاص کا باپ عاص بھی مارا گیا تھا نام کے توافق سے سعید کو شبہ تھا کہ میرے باپ کو حضرت عمرؓ ہی نے مارا ہے لیکن حضرت عمرؓ سے تو کہنے لگے کہ اگر میں نے مارا ہوتا تو معذرت نہ کرتا۔ میں نے تمہارے والد کو نہیں بلکہ اپنے ماموں کو مارا ہے، میں تمہارے والد کے پاس سے گذرا تو وہ زمین کو کرید رہا تھا جیسے بیل اپنے سینگ سے کریدے اسی اثناء میں حضرت علیؓ نے اسے قتل کر دیا۔

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ان کا بھائی ابو عزیز

اختتام معرکہ کے وقت حضرت مصعب بن عمیرؓ نے دیکھا کہ ایک انصاری صحابی ان کے بھائی ابو عزیز کو گرفتار کر رہے ہیں، بولے خوب اچھی طرح باندھنا اس کی ماں بہت مالدار ہے اچھا فدیہ دے گی۔ ابو عزیز نے کہا آپ میرے بھائی ہو کر ایسی بات کہتے ہیں، بولے تم میرے بھائی نہیں ہو بلکہ اسلام کی وجہ سے میرا اصل بھائی انصاری ہے جو تمہیں گرفتار کر رہا ہے۔

شہدائے بدر

غزوہ بدر میں ۱۴ مسلمان شہید ہوئے ان میں ۶ مہاجرین اور ۸ انصاری تھے انصاریوں میں ۶ قبیلہ خزرج اور ۲ اوس کے تھے۔ اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

اول حضرت عمرؓ کے غلام مہجعؓ باقاعدہ جنگ شروع ہونے سے قبل ہی عامر بن حضرمی کے تیر سے

Marfat.com

شہید ہوئے۔

دوم: حضرت عبیدہ بن حارثؓ بن عبدالمطلب ولید یا عتبہ سے مقابلہ کے وقت زخمی ہوئے اور جنگ کے چوتھے یا پانچویں دن بمقام صفراء شہادت پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

سوم: حضرت عمیر بن ابی وقاصؓ، آپ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے چھوٹے بھائی تھے، جنگ بدر میں ۱۶ سال کی عمر تھی۔حضور ﷺ نے شرکت کی اجازت نہیں دی تھی تو رونے لگے اور کہا مجھے شہادت کی از حد تمنا ہے بالآخر اجازت مل گئی اور عمرو بن عبدود یا عاص بن سعید کے ہاتھوں شہید کیے گئے۔

چہارم: حضرت حارث بن سراقہؓ۔آپ حوض سے پانی پیتے ہوئے کسی کے تیر سے شہید کیے گئے۔مروی ہے کہ ان کی والدہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئیں اور کہا یا رسول اللہ اگر میرا بیٹا جنت میں گیا ہو تو صبر کروں ورنہ اس قدر روؤں کہ آپ دیکھ لیں کہ کیا کرتی ہوں آپ نے فرمایا اے ام الربیع جنت میں بہت سے درجے ہیں اور تمہارا بیٹا اس کے اعلیٰ درجہ کی جنت الفردوس میں ہے۔

پنجم: حضرت عاقل بن ابی البکریؓ۔آپ کا نام پہلے غافل تھا لیکن حضور ﷺ نے بدل کر عاقل رکھ دیا۔

ششم: حضرت صفوان بن بیجاء فہریؓ آپ کو طعیمہ بن عدی نے شہید کیا۔بعضوں نے لکھا ہے کہ طاعون عمواس میں وفات پائی لیکن اول صحیح ہے۔

ہفتم: حضرت ذوالشمالینؓ آپ کے نام میں اختلاف ہے لیکن اسی لقب سے مشہور ہوئے۔

ہشتم: حضرت عوف بن حارث انصاری خزرجی آپ کا ذکر شروع میں آچکا ہے کہ جنت اور شہادت کے لالچ میں بدن سے زرہ نکال کر میدان جنگ میں کود پڑے اور شہید کر دیئے گئے ان کی والدہ کا نام عفراء تھا، اسی لئے عوف بن عفراء بھی کہا جاتا ہے، بعضوں نے معاذ بن عفراء بھی کہا ہے۔

نہم: حضرت معوذ بن عفراء ابوجہل کے قتل میں آپ بھی شریک تھے بعد میں شہید ہوئے۔

دہم: حضرت رفاعہ بن المعلیٰؓ آپ کو عکرمہ بن ابوجہل نے شہید کیا۔

یازدہم: حضرت عمیر بن الحمامؓ آپ کو خالد ابن الاعلم نے شہید کیا۔

دوازدہم: حضرت سعد بن خیثمہ اویسیؓ آپ انصار کے بارہ نقیبوں سے تھے۔

سیزدہم: حضرت مبشر بن المنذرؓ آپ بھی قبیلہ اوس سے تھے۔

Marfat.com

چہاردہم: حضرت یزید بن حارثؓ، یہ تمام پاک نفوس حضرت عبیدہ بن حارثؓ کے علاوہ میدان بدر ہی میں دفن کیے گئے، بعضوں نے لکھا ہے کہ اصحاب بدر اور ان کے شہداء کے نام موجب برکت ہیں۔ جہاں ان کا تذکرہ ہوا اور دعا کی جائے تو تجربہ ہوا ہے کہ دعا مستجاب ہوتی ہے۔

مشرکین کی لاشیں

نبی ﷺ کا یہ دستور تھا کہ مسلمان شہداء کے دفن کے بعد کفار کی لاشیں بھی حتی الامکان چھپا دیتے تھے۔ چنانچہ بدر کے دن قریش کے ۲۴- آدمیوں کو جوان کے لیڈر اور سرغنہ تھے گھسٹوا کر ایک خستہ کوئیں میں ڈلوادیا۔ البتہ امیہ کی لاش زرہ کے اندر پھول گئی تھی۔ کھینچنے سے بدن کٹنے پھٹنے لگتا تھا اس لئے جہاں تھا وہیں چھپا دیا گیا۔

ان کاموں سے فراغت کے بعد تیسرے دن جب وادئ بدر سے کوچ کرنا ہوا تو آپ ﷺ کنوئیں کے کنارے جہاں لاشیں ڈالی گئی تھیں آکر کھڑے ہوئے اور ایک ایک کا نام لے کر پکارا اور فرمایا کیا تم لوگوں کو اب اچھا لگتا ہے کہ اللہ ورسول کا کہا مانا ہوتا؟ ہم نے تو اپنے رب کا وعدہ حق اور سچ پایا۔ کیا تم نے بھی اپنے معبودوں کا وعدہ سچا پایا ہے؟ اس وقت آپ کے اصحاب بھی وہاں موجود تھے، حضرت عمرؓ کہنے لگے یا رسول اللہ! کیا آپ ان اجسام سے سوال کرتے ہیں جن کی روحیں نکل چکیں؟ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو، لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے۔ قتادہ کہتے ہیں اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کو حسرت وندامت اور تحقیر کے لئے زندہ کر دیا تھا۔ (۱)

ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ کا غم

رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی لاشوں کو قلیب بدر میں ڈالنے کا حکم دیا تو عتبہ کے بیٹے حضرت ابوحذیفہؓ بھی موجود تھے، جب لوگ ان کے باپ کو گھسیٹنے لگے تو ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے دیکھا تو فرمایا۔ ابوحذیفہؓ! شاید تمہارے دل میں اپنے باپ کے بارے میں کوئی بات پیدا ہوئی ہے کہنے لگے نہیں بخدا یا رسول اللہ! مجھے اپنے باپ کے حالت کفر مقتول ہونے میں کوئی شبہ

---

(۱) متفق علیہ

Marfat.com

نہیں، البتہ ان کی عقل و بردباری سے مجھے امید تھی کہ وہ ہدایت سے بہرہ ور ہوں گے لیکن جب میں نے اپنی امیدوں کے خلاف ان کی یہ حالت دیکھی تو بڑا غم ہوا، یہ سن کر آپ نے ان کے لئے خیر اور بھلائی کی دعا فرمائی۔

مکہ میں ہزیمت کی خبر

مشرکین مکہ کے بچے کھچے لوگ ذلت آمیز شکست کے بعد انتشار و پراگندگی کی حالت میں اس طرح بھاگے کہ مکہ میں منہ دکھانے کی ہمت نہیں پاتے تھے۔ وہاں سب سے پہلے حیسمان بن عبداللہ خزاعی پہونچا اس سے لوگوں نے حالت دریافت کی تو کہنے لگا کچھ نہ پوچھو ہمارے بڑے بڑے سردار اور لیڈر سب قتل کر دیئے گئے، عتبہ، شیبہ، ابوالحکم بن ہشام اور امیہ وغیرہ میں سے کوئی نہ بچا، اس وقت صفوان بن امیہ جو کعبہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ ان زعمائے قریش کا نام سن کر دم بخود رہ گیا، اسے یقین نہ آتا تھا اس نے کہا کہ اگر اس مرد خزاعی کا ہوش و حواس درست ہے تو میرے بارے میں پوچھو کہ کس حال میں ہے لوگوں نے پوچھا تو کہنے لگا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ مجھے دیوانہ سمجھتے ہو دیکھتے نہیں یہ صفوان تمہارے پاس بیٹھا ہوا ہے، خدا کی قسم میں نے اس کے باپ اور بھائی کو خود قتل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

ابولہب کی شرارت اور موت

ابورافعؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عباسؓ کا غلام تھا، ہمارے گھروں میں اسلام داخل ہو چکا تھا۔ حضرت عباسؓ اور ان کی اہلیہ ام الفضلؓ کے ساتھ میں بھی اسلام قبول کر چکا تھا، صرف کفار کے ڈر سے اس کا اظہار نہیں کرتے تھے، جب مکہ میں کفار کی ہزیمت کی خبر آئی تو ہمیں بڑی خوشی حاصل ہوئی لیکن ابولہب غم سے نڈھال ہو گیا، وہ بدر میں خود تو نہیں گیا تھا بلکہ اپنی جگہ عاص بن ہشام کو بھیج دیا تھا اور کفار کی شاندار فتح کی امید رکھتا تھا۔ جب وہاں سے شکست کھا کر بھاگنے والوں میں ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کے آنے کی خبر ہوئی تو حال پوچھنے کے لئے لنگڑاتا ہوا ان کے پاس پہنچا اور کہا بھتیجے ذرا بتاؤ کہ اتنی بڑی شکست کس طرح اٹھانی پڑی۔ ابورافعؓ کہتے ہیں کہ اس وقت میں بھی وہیں حجرۂ زمزم میں تیر بنانے کا کام کر رہا تھا، ام الفضل بھی موجود تھیں، حال سننے کے لئے اور لوگ بھی جمع ہو گئے تھے۔ ابوسفیان بن حارث نے بیان کیا کہ ہماری ملاقات مسلمانوں سے ہوئی تو ہمارے لوگوں نے اپنے شانے ان کے حوالے کر دیا وہ پکڑ کر جہاں چاہتے لے جاتے تھے اور جس طرح چاہتے قید کر لیتے ہمارا کوئی بس نہیں چلتا تھا

Marfat.com

نہ ہم نے اس بزدلی پر کسی کو ملامت کی۔ ہم نے آسمان وزمین کے درمیان گورے خوبصورت آدمیوں کو چتکبرے گھوڑوں پر سوار ہوکر اترتے دیکھا، انہوں نے کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی نہ ان کے سامنے کوئی چیز حائل ہوسکتی تھی۔

ابورافع کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی میں نے کہا۔ واللہ یہ فرشتگان خدا تھے، ابولہب کو یہ سن کر سخت غصہ آیا اس نے ایک زوردار طمانچہ میرے منہ پر مارا، میں کمزور آدمی تھا اسی کی طرف جھک پڑا اس نے مجھے اٹھا کر زمین پر دے مارا اور میرے اوپر بیٹھ کر زدوکوب کرنے لگا یہ دیکھ کر ام الفضل کو برداشت نہیں ہوا اس نے حجرے سے ایک لکڑی نکالی اور اس سے ابولہب کے سر میں زور سے مار کر کے کہا اس کا مالک موجود نہیں ہے اس لئے کمزور سمجھ کر ستاتے ہو۔ ابولہب کا سر زخمی ہوگیا تھا وہ شرمندہ ہوکر وہاں سے لوٹا اسی ذلت وغم میں اس کو طاعون کی گلٹی کی طرح ایک پھوڑا نکل آیا جس سے وہ صرف سات راتیں زندہ رہ کر کرب وتکلیف کی حالت میں مرگیا۔

چونکہ اس کی موت چھوت کی بیماری سے ہوئی تھی اس لئے اس کا کوئی بیٹا قریب نہیں آیا۔ تین دن تک لاش پڑی رہی، پھر عار اور ملامت کے ڈر سے قریب ہی ایک گڑھا کھود کر ایک لکڑی کے ذریعہ اس میں دھکیل دیا اور اوپر سے پتھر ڈال کر چھپا دیا۔

مکہ میں نوحہ کی ممانعت

مکہ والوں کو اس ہزیمت سے سخت شرمندگی لاحق ہوئی انہوں نے مقتولین کے ورثہ پر لازم کردیا کہ کوئی شخص کسی پر گریہ وزاری اور نوحہ وماتم نہ کرے کیونکہ اس سے ہماری ذلت واہانت کا چرچا ہوگا، اور مسلمان اسے سن کر بہت خوش ہوں گے۔

اسود بن مطلب کے تین بیٹے عقیل، ابوحکیمہ اور حارث بدر میں مارے گئے تھے وہ بڑھاپے سے اندھا ہوچکا تھا، چاہتا تھا کہ موقع ملے تو بیٹوں پر نوحہ کر کے دل کو سکون پہنچے۔ ایک رات کسی عورت کے رونے کی آواز آئی تو سمجھا کہ شاید نوحہ کی اجازت مل گئی ہے۔ اپنے غلام کو تحقیق کے لئے بھیجا تا کہ رو رو کر دل کی بھڑاس نکال لیوے کیونکہ صبر کرتے کرتے دل میں آگ سی لگی تھی۔ غلام لوٹ کر آیا تو کہا اس عورت کا اونٹ گم ہوگیا ہے اسی وجہ سے روتی ہے۔

اسود یہ سن کر بے قابو ہوگیا اور نوحہ کے یہ اشعار اس کی زبان پر جاری ہوگئے

Marfat.com

اَتَبکِی اَن یّضِلّ لَھَا بَعِیرٌ — وَیمْنَعُھَا مِنَ النَّوم السّھُوْدَ
فَلا تَبکِی عَلی بَکرٍ ولٰکِنَ — عَلی بَدرٍ تَقَاصَرَتِ الجدوْدَ
علی بدرِ سراۃِ بَنِی ھُصَیصِ — وَمخزومٍ ورھطِ ابی الولید
وَبکِی اِنّ بَکیتِ علی عقیلٍ — وَبکّی حارثاً اَسَد الاسود
وبکیھِم ولا تسمی جمیعاً — وما لاَبی حکیمۃ من ندید
اَلا قد ساد بعدھم رجال — ولو لا یوم بدر لم یَسُودُوا

کیا وہ اونٹ کے گم ہونے پر روتی ہے۔ اور اس پر اچاٹ نے اس کی نیند اڑا دی۔ اسے چاہئے کہ اونٹ پر نہ روئے بلکہ بدر کے مقتولین پر روئے جس میں قسمتیں بگڑ گئی تھیں۔ بدر کے مقتولین میں بنی ھصیص، بنی مخزوم اور قبیلہ ابوالولید کے سرداروں پر روئے اگر تو رونا چاہتی ہے تو عقیل پر رو اور حارث پر رو جو شیروں کا شیر تھا ان پر خوب رو اور سب کو برابر نہ سمجھ، ابوحکیمہ کا تو کوئی ہم مثل نہ تھا ان مقتولین کے بعد دوسرے لوگ سردار بن گئے۔ اگر بدر کی جنگ نہ ہوئی ہوتی تو ان بڑوں کو چھوڑ کر چھوٹوں کو سرداری نہ ملتی۔

مدینہ میں فتح وظفر کی بشارت

بدر میں مسلمانوں کو فتح ونصرت حاصل ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اور زید بن حارثہؓ کو مدینہ اور اس کے اطراف میں خوشخبری پہنچانے کے لئے پہلے سے بھیج دیا، کیونکہ یہود ومنافقین مسلمانوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے جھوٹی اور وحشتناک خبریں پھیلایا کرتے تھے، انہوں نے نبی ﷺ کے قتل کی خبریں گڑھ کر اڑا رکھی تھی، حضرت زید بن حارثہؓ کو آپ نے اپنی اونٹنی قصواء پر سوار کر کے بھیجا تھا اس لئے انہیں اور بھی اس خبر کی اشاعت کا موقع مل گیا وہ کہنے لگے محمد ﷺ ضرور مقتول ہو گئے ہیں۔ یہ ان کی قصواء اونٹنی ہے جسے ہم پہچانتے ہیں اگر وہ زندہ ہوتے تو یہ اونٹنی زید لے کر نہ آتے۔ یہ فتح کی خوشخبری، بدحواسی اور دھوکا دھڑی کے طور پر سنا رہے ہیں۔

ادھر جب نبی ﷺ کے دونوں قاصد بدر کا حال بیان کرنے لگے تو مسلمانوں نے ان کو گھیر لیا اور حقیقت واقعہ کے جانچنے میں لگ گئے جب انہیں یقین ہوگیا کہ اللہ نے عظیم الشان فتح عنایت فرمائی ہے تو عام طور سے خوشی کی لہر دوڑ گئی اور مدینہ کی گلی گلی تکبیر وتہلیل سے گونج اٹھی، بہت سے مسلمان نبی ﷺ کو مبارکباد دینے کے لئے استقبال کو نکل پڑے۔

Marfat.com

حضرت اسامہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فتح بدر کی خوشخبری اس وقت پہنچی جب ہم رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کو جو حضرت عثمانؓ کی زوجیت میں تھیں دفن کر کے مٹی برابر کر رہے تھے۔ میرے والد زید عیدگاہ میں کھڑے ہوئے بیان کر رہے تھے، عتبہ، شیبہ، ابوجہل، زمعہ، ابوالبختری، عاص بن ہشام، امیہ بن خلف اور حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ، ومنبہ وغیرہ مارے گئے تو میں نے تعجب سے کہا کہ ابا جان! یہ خوشخبری جو آپ سنا رہے ہیں کیا بالکل صحیح ہے؟ انہوں نے قسم کھا کر فرمایا کہ بیٹے! میں جو کچھ کہہ رہا ہوں بالکل حق اور سچ ہے۔

مال غنیمت کی تقسیم میں اختلاف

جنگ بدر ختم کے قریب ہوئی تو صحابہ میں سے کچھ لوگ بھاگنے والوں کے قتل وقید میں مشغول ہو گئے اور کچھ لوگ مال غنیمت کے جمع کرنے میں لگ گئے اور کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت میں پہرہ دے رہے تھے، جب رات ہوئی اور یہ سبھی حضرات اپنے کاموں سے فارغ ہو کر اکٹھا ہوئے تو جن لوگوں نے مال جمع کیا تھا کہنے لگے کہ جس نے جو جمع کیا ہے اس میں کسی دوسرے کا حق نہیں ہے، اور جنہوں نے دشمن کا پیچھا کیا تھا، کہنے لگے کہ دشمن کو ہمیں لوگوں نے پست و پامال کیا ہے، اگر یہ بات نہ ہوتی تو تم مال جمع نہ کر سکتے تھے اور جو لوگ پہرہ دے رہے تھے انہوں نے کہا اگر ہم اس میں مشغول نہ ہوئے ہوتے تو تم مال جمع نہ کرتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرّسول فاتّقوا اللّٰہ واصلحوا ذات بینکم واطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم مؤمنین﴾ آپ سے لوگ مال غنیمت کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دیجئے کہ غنیمت اللہ و رسول کے لئے ہے۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور آپس میں متفق ہو کر رہو اور اگر سچے مومن ہو تو اللہ و رسول کا حکم مانو۔ یہ آیت اتری تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ جس کے پاس ہے سب جمع کردے۔ جب سارا مال اکٹھا ہو گیا تو آپ نے عبداللہ بن کعبؓ کے حوالے کر کے وہاں سے کوچ فرمایا یہاں تک کہ مضیق الصفراء اور نازیہ کے درمیان ایک ٹیلے پر آئے اور وہیں کل غنیمت سے ایک خمس بیت المال میں رکھ کر باقی سب مسلمانوں میں برابر تقسیم کر دیا۔

نضر بن حارث اور عقبہ کا قتل

بدر سے لوٹتے ہوئے رسول اللہ ﷺ قیدیوں کو اپنے ساتھ لے کر مقام صفراء پہنچے تو نضر بن

Marfat.com

حارث کے قتل کا حکم دیا، یہ شخص بدر میں مشرکین کا علمبردار، اسلام کا شدید ترین دشمن اور رسول اللہ ﷺ کو سخت ایذاء پہنچانے والوں میں سے تھا۔ لہذا حکم ملتے ہی حضرت علیؓ نے اسے قتل کر دیا، اس کے بعد عرق الظبیہ میں پہنچے تو عقبہ بن ابی معیط کے قتل کا حکم دیا یہ بھی رسول اللہ ﷺ کا کٹر مخالف تھا، اسی نے خانہ کعبہ میں بحالت سجدہ آپ کے اوپر اونٹ کی اوجھ لا کر ڈالا تھا اور ایک دفعہ نماز کی حالت میں چادر سے پھانس کر آپ کا گلا گھونٹ دیا تھا۔ اگر حضرت ابو بکرؓ بیچ میں حائل نہ ہو گئے ہوتے تو قتل میں کوئی کسر نہ لگا تا۔ آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا تو کہنے لگا، اے محمد ﷺ میرے بچوں کے لئے کون ہوگا۔ فرمایا وہ بھی تمہاری طرح نار میں ہوں گے۔ اس کو عاصم بن ثابت انصاریؓ نے قتل کیا اور بقول بعضے حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

ابو ہند کے لئے وصیت

عرق الظبیہ میں پہنچنے کے بعد ابو ہند نے کھجور، گھی اور پنیر کا مخلوط کھانا وافر مقدار میں پیش کیا، ابو ہند پچھنا لگانے کا پیشہ کرتے تھے اور اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے خاص خادم تھے، آپ نے ان کا کھانا بطیب خاطر قبول فرمایا اور صحابہؓ کو وصیت کی کہ ابو ہند انصار میں سے ایک فرد ہیں، ان کے اس پیشہ کے سبب ان کو کمتر نہ سمجھو اور ان کے ساتھ رشتہ ومناکحت کا تعلق قائم رکھو۔ چنانچہ صحابہ کرام نے ان سے برادری کا تعلق برابر جاری رکھا۔

مقام روحاء میں مبارکبادی

جب وہاں سے کوچ کر کے آپ مقام روحاء پر پہنچے تو مسلمانوں کی جو جماعت مدینہ سے استقبال کے لئے گئی تھی آپ سے ملی اور اس فتح وظفر پر مبارکبادی دینے لگی، حضرت سلمہ بن سلامہؓ نے سنا تو کہا آپ لوگ ہمیں کس چیز کی مبارکبادی دیتے ہیں، ہماری ملاقات تو کھوسٹ بوڑھوں سے ہوئی تھی انہیں ہم نے قربانی کے جانور کی طرح آسانی سے ذبح کر دیا، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرا اٹھے اور فرمایا، اے بھتیجے وہ سب اشراف قریش اور روٴسائے قوم تھے۔

حضرت اسید رضی اللہ عنہ کی معذرت

حضرت اسید بن حضیرؓ آنحضرت ﷺ کے بارہ نقیبوں میں سے تھے، انہوں نے مصعب بن عمیرؓ کے ساتھ مدینہ میں اسلام کی اشاعت کے لئے بڑی محنت کی تھی۔ کہنے لگے یا رسول اللہ! تمام قسم کی حمد اللہ ہی کے لئے ہے جس نے آپ کو فتح مبین عطا فرمائی اور آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک بخشی، بخدا میرا بدر سے پیچھے رہ

Marfat.com

جانا جنگ سے کترانے کے لئے نہیں ہوا، میں سمجھتا تھا کہ صرف قریشی قافلہ کو چھیڑنا ہے اگر جانتا کہ دشمن سے لڑائی ہوگی تو ہرگز پیچھے نہ رہتا، آپ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔

مدینہ میں داخلہ

پھر آپ فتح مندی کی پُر بہار مسرت اور تکبیر و تہلیل کی صداؤں کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوئے یہاں آنے کے بعد اللہ کی ایسی مہربانی ہوئی کہ سارے دشمن اور مخالف آپ سے ڈرنے لگے بہت سے لوگ جو ابھی تک مذبذب تھے ایمان لے آئے اور عبداللہ بن ابی بھی آپ سے مل کر مسلمانوں میں شامل ہو گیا جو بعد میں رأس المنافقین کہلایا۔

قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک

آپ کے پہنچنے کے بعد قیدی بھی مدینہ آ گئے ان کو آرام سے رکھنے اور کھلانے پلانے کے لئے تمام مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرمائی پس صحابہ کرام خود تو کھجور کھا کر رہ جاتے لیکن قیدیوں کو روٹی سالن کھلاتے تھے۔

ابو عزیز کہتے ہیں کہ میں چند انصاریوں کی حفاظت میں مقید تھا وہ لوگ صبح و شام کے کھانے میں میرا خاص لحاظ رکھتے تھے خود کھجور کھاتے اور مجھے روٹی پیش کرتے۔ میں بھی شرم و ندامت سے انہیں واپس کر دیتا تو وہ اسے چھوئے بغیر پھر مجھے دے دیتے۔

حضرت سودہؓ کا ایک تاثر

قیدیوں میں ابو یزید سہیل بن عمرو آں حضرت ﷺ کے حجرے کے ایک گوشے میں لے گئے۔ ان کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے تھے، ام المومنین حضرت سودہ نے دیکھا تو کہنے لگیں اے ابو یزید! ذلت سے ہاتھ بندھوا لیا، عزت کی موت کیوں نہیں مر گئے، یہ کہنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ سودہ! کیا تم اللہ و رسول کے خلاف برانگیختہ کرتی ہو، کہنے لگیں یا رسول اللہ! میں ابو یزید کو اس طرح بندھا ہوا دیکھ کر اپنے نفس پر قابو نہیں پا سکی اور بے ساختہ یہ بات زبان سے نکل گئی۔

قیدیوں کا معاملہ شوریٰ میں

قیدی مدینہ میں آ گئے ان کا انتظام ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا معاملہ صحابہ میں پیش کیا اور

Marfat.com

مشورہ چاہا حضرت ابوبکرؓ نے کہا یہ سب اپنے ہی رشتہ دار اور خاندان کے لوگ ہیں ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے اس سے ہمیں قوت بھی حاصل ہوگی اور ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کو ہدایت دے تو ہمارے لئے مفید ہی ہوں گے۔

اس کے برخلاف حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا یہ سب صنادید قریش اور ان کے سرغنہ لوگ ہیں اس لئے انہیں قتل کرنا ہی بہتر ہوگا۔ آپ حکم دیجئے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے عزیز اور رشتہ والوں کی گردن مارے تاکہ اللہ جان لے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کی رائے پسند فرمائی اور ۴-۴ ہزار درہم فدیہ کے لئے مقرر کر دیا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ایک دن میں خدمت اقدس میں آیا تو دیکھا کہ آپؐ اور ابوبکرؓ صدیق رو رہے ہیں، میں نے پوچھا کہ رونے کا سبب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے اصحاب نے بغرض فدیہ قیدی بنانے میں جو عجلت کی ہے اس پر منجانب اللہ عتاب آیا ہے، اللہ نے فرمایا: ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اسریٰ حتی يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ الاية﴾ نبی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ حالت جنگ میں اچھی طرح خونریزی کئے بغیر (فدیہ یا حصول غنیمت کے لئے) قیدی بنائے تم دنیا کی دولت چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔]

اس آیت میں نہ تو فدیہ لے کر چھوڑنے کی ممانعت ہے نہ مال غنیمت کی حرمت، صرف مال غنیمت اور فدیہ کے خیال سے جنگی مجرموں کے قیدی بنانے کی عجلت پر عتاب کیا گیا ہے جس کی فرو گذاشت سے نبی ﷺ اور صدیق اکبر رو رہے تھے۔

قیدیوں میں عدل و مساوات

جنگ بدر سے پہلے ہی نبی ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کا گھرانہ اندرونی طور پر اسلام کا قائل ہو چکا تھا لیکن مشرکین کے خوف سے اس کا اظہار نہیں کرتے تھے پھر جنگ میں ان کی شرکت برضا و رغبت نہیں ہوئی تھی بلکہ مجبور کر کے لائے گئے تھے لیکن مشرکین کے ساتھ ان کو قید کر لیا گیا اور سب کی مشکیں باندھی گئیں تو حضرت عباس بھی اس سے بری نہیں کئے گئے اور رات میں تکلیف سے ان کے کراہنے کی آواز آئی تو نبی ﷺ کی نیند اچاٹ ہوگئی۔ صحابۂ کرامؓ نے آپ کی بے قراری دیکھ کر عرض کیا کہ آپ حکم دیں تو ہم حضرت عباسؓ کی مشکیں تھوڑی سی ڈھیلی کر دیں لیکن انصاف کے تقاضے سے آپ نے فرمایا کہ اگر سارے قیدیوں

Marfat.com

کی مشکیں ڈھیلی کی جائیں تو چچا عباسؓ کی بھی مشکیں اسی قدر ڈھیلی کردو۔

اسی طرح عام فدیہ ۴-۴ ہزار درہم طے پا گیا تو حضرت عباسؓ سے اوران کی طرح جولوگ صاحب وسعت تھے کچھ زیادہ ہی لیا گیا اور جس وقت انصار نے کہا کہ حضرت عباسؓ رشتہ میں ہمارے بھانجے لگتے ہیں اس لئے حکم دیجئے کہ ان کا فدیہ چھوڑ دیا جائے تو آپ نے محض انصاف ہی کے خیال سے فرمایا کہ اس میں ایک درہم بھی نہیں چھوڑا جائے گا۔(۱)

احسان وتعلیم

اس کے برخلاف بعض قیدی جو قرابت دار نہ تھے۔ مثلاً مطلب بن حنطب صیفی بن ابورفاعہ اور ابوعزہ جمحی یہ فدیہ دینے کی طاقت نہیں رکھتے تھے آپ نے ان کے ساتھ احسان فرمایا کہ بلا فدیہ رہا کردیا۔ بعض قیدی کو لکھنا پڑھنا ان کے ذمہ لگادیا کہ انصار کے دس بچوں کو لکھنا سکھادیں۔ اس کے بعد آزاد ہیں۔

ظلم سے انکار

قیدیوں میں سہیل بن عمرو تیز بولنے والا اور فصیح و بلیغ تھا۔ وہ آنحضرت ﷺ کے خلاف تقریریں کیا کرتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! حکم دیجئے تو اس کے اگلے دو دانت نکال دوں تا کہ فصاحت ختم ہو جائے اور آپ کے خلاف بولنے کی عادت چھوٹ جائے آپ نے فرمایا میں مثلہ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا اگر ایسا کروں تو نبی ہونے کے باوجود ڈر ہے کہ اللہ مجھے بھی ایسا کردے گا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کا ہار فدیہ میں

قیدیوں میں آنحضرت ﷺ کے داماد ابوالعاص بھی تھے۔ ان کے فدیہ میں آپ کی صاحبزادی نے اپنا ہار بھیج دیا۔ یہ ہار ام المومنین حضرت خدیجہؓ کا تھا جو انہوں نے اپنی بیٹی زینب کو پہننے کے لئے دی تھی۔ نبی ﷺ نے اس کو دیکھا تو بڑی رقت طاری ہوئی آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے ابوالعاص کو بلا معاوضہ آزاد کرنے کی اجازت طلب کی، صحابہ سب راضی ہوگئے، آپ ﷺ نے وہ ہار واپس فرمادیا۔ یہ ہار ابوالعاص کا نہیں بلکہ حضرت زینبؓ کا تھا اور ابوالعاص کو اس شرط پر رہائی دی کہ حضرت زینبؓ کو مکہ سے مدینہ بھیج دیں، ابوالعاص اس پر راضی ہوگئے۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ زید بن حارثہ اور ایک اور انصاری کو روانہ کردیا اور فرمایا کہ تم دونوں بطن یاجج میں (جو مکہ سے ۸ میل پر ہے) ٹھہر جانا جب زینب وہاں پہنچ جائیں تو ساتھ لیتے آنا۔

---

(۱) بخاری ۲/۲۔۵

Marfat.com

ابوالعاص نے مکہ جا کر وعدہ کے مطابق حضرت زینبؓ کو اپنے بھائی کے ساتھ ایک اونٹ کے ہودج پر سوار کر کے دن میں روانہ کر دیا لیکن مکہ والوں کو معلوم ہوا تو اس پر بڑی شورش کی اور ھبار بن اسود نے اچانک پہنچ کر نیزے سے حملہ کر کے اس قدر ڈرایا کہ خوف سے حضرت زینبؓ کا حمل ساقط ہو گیا۔

ابوالعاص کے بھائی کو اس پر سخت غصہ آیا انہوں نے ترکش سے تیر نکالا کہ ھبار کو قتل کر دیں لیکن ابوسفیان بیچ میں حائل ہو کر بڑی لجاجت کرنے لگا اور کہا آپ جنگ نہ کریں اس طرح علانیہ لے جانے میں ہماری بڑی توہین ہوتی ہے، ایک دو روز میں یہ شورش ختم ہو جائے گی تو چپکے سے بھیج دیجئے گا۔ بات اسی پر طے پا گئی اور اس کے دوسرے یا تیسرے دن حضرت زینبؓ کو بطن یاجج تک پہنچا کر زید بن حارثہ کے ساتھ مدینہ روانہ کر دیا گیا۔

ابوالعاصؓ اس واقعہ کے ۶ سال بعد از خود ایمان لا کر مدینہ چلے آئے تو آپ نے اسی نکاح اول پر حضرت زینبؓ کو پھر انہیں کے حوالے کر دیا۔

کلمۂ اسلام کی اہمیت

مقداد بن عمروؓ کندی بدری صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اگر میں کافروں میں سے کسی آدمی سے جنگ کروں اور وہ میرا ایک ہاتھ کاٹ کر درخت کے پیچھے ہو جائے اور کہے میں اللہ کے لئے اسلام قبول کرتا ہوں، کیا میں اس کو قتل کر دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹنے کے بعد ایسا کہا ہے، آپ فرمایا، پھر بھی قتل نہ کرو۔ اگر قتل کر دو گے تو تم اس درجے میں مجرم ہو گے جس میں وہ اسلام سے قبل تھا اور وہ تمہارے اس درجے میں ہو گا جس میں قتل سے پہلے تم تھے (۱)

عمیر کا اسلام

صفوان بن امیہ اور عمیر بن وہب حطیم کعبہ میں بیٹھے ہوئے بدر کے مقتولین اور قیدیوں کا ماتم کر رہے تھے۔ عمیر اسلام کا سخت دشمن اور شیطنت میں مشہور تھا، اس کا بیٹا بھی بدر کے قیدیوں کے ساتھ مدینہ میں گرفتار تھا اس نے صفوان سے کہا خدا کی قسم اگر مجھ پر قرض کا اور بچوں کی محتاجی کا ڈر نہ ہوتا تو میں اکیلا یہاں سے مدینہ جا کر محمد ﷺ کو قتل کر دیتا۔ صفوان نے کہا تمہارا قرض میں ادا کروں گا اور تمہارے بچے میرے بچوں کے ساتھ

(۱) بخاری ۲/۳/۵۷

Marfat.com

رہیں گے، میں زندگی بھر ان کی نگرانی وغم خواری کروں گا۔ عمیر نے کہا پھر میں تیار ہوں، آپ یہ راز کسی پر ظاہر نہ کریں پھر اس نے تلوار زہر میں بجھائی اور اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ پہنچ گیا۔ اس وقت نبی ﷺ مسجد میں موجود تھے، عمیر تلوار حمائل کیے ہوئے مسجد کے دروازے پر اترا حضرت عمرؓ کی نظر اس پر پڑ گئی۔ فوراً حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ دشمن خدا عمیر بن وہب تلوار حمائل کیے ہوئے مسجد کے دروازے پر کھڑا ہے، یہاں اس کا آنا خطرے سے خالی نہیں ہے آپ نے فرمایا اس کو اندر لے آؤ، حضرت عمرؓ چند انصاریوں کے ساتھ اس کے پاس گئے اور اس کی تلوار اس کی گردن میں پھانس کر حضور ﷺ کے پاس حاضر کر دیا آپ نے فرمایا عمر! اس کو چھوڑ دو۔ پھر عمیر کو قریب بلایا آکر اس نے "انعموا صباحا" سے سلام کیا (آپ کی صبح بخیر ہو یہ زمانہ جاہلیت کا سلام تھا) آپ نے فرمایا عمیر! اللہ نے ہم کو اس سے بہتر اہل جنت کے سلام سے نوازا ہے۔ عمیر نے کہا ابھی ہم اس نئے سلام سے مانوس نہیں ہیں۔ آپ نے پوچھا کس نیت سے آئے ہو؟ بولے اپنے قیدی بیٹے کو چھڑانے کے لئے، آپ نے فرمایا۔ پھر تلوار کیوں حمائل کیے تھے۔ اس نے کہا اللہ اس کا برا کرے، یہ آپ کے مقابلے میں کچھ کام بھی تو نہیں کر سکی، آپ نے فرمایا، سچ سچ بتا دو تلوار کس نیت سے لائے ہو؟ بولے کوئی نیت نہیں تھی، آپ نے فرمایا تم اور صفوان حجر میں بیٹھ کر کیا باتیں کر رہے تھے، پھر آپ نے وہ ساری باتیں بیان کر دیں جو صفوان اور عمیر کے درمیان ہوئی تھی۔ عمیر یہ سن کر سخت متعجب ہوا اور کہا اس وقت میرے اور صفوان کے درمیان حجر میں کوئی نہ تھا۔ بلاشک آپ اللہ کے رسول ہیں پھر ایمان قبول کر کے بولا: الحمد لله الذی هدانی الی الاسلام وساقنی لهذا المساق اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے ہدایت دی اور یہاں تک لے آیا۔

آپ نے صحابہ سے فرمایا اپنے بھائی کو دین کی باتیں سکھاؤ، قرآن پڑھاؤ اور اس کے قیدی کو چھوڑ دو۔ عمیر نے کہا یا رسول اللہ! میں نور خدا کے بجھانے میں پیش تھا، مسلمانوں کو سخت ایذا پہنچاتا تھا اب آپ حکم دیں تو مکہ جا کر اللہ و رسول کی دعوت دوں اور دین حق کی سربلندی کی کوشش کروں۔

ادھر صفوان منتظر تھا کہ عمیر کے ہاتھوں مدینہ میں جلد کوئی حادثہ پیش آنے کی خبر آئے کہ لوگ بدر کی مصیبت بھول جائیں گے لیکن اس کے زعم کے برخلاف عمیر نے مکہ پہنچ کر اسلام کی تبلیغ کرنے لگے اور بہت سے لوگوں کی ہدایت کا سبب بنے۔(۱)

---

(۱) ابن ہشام ۱/ ۶۰۶ تا ۶۶۳

غزوۂ بدر کے بعد مکہ کے حالات

غزوۂ بدر کی شکست فاش کے بعد اہل مکہ اپنی ذلت ورسوائی کا داغ دھلنے کے لئے انتقام کی تیاری میں دیوانہ وار مصروف ہو گئے، ابوسفیان نے قسم کھالی کہ جب تک بدر کا بدلہ نہ چکالیں گے نہ غسل جنابت کریں گے نہ سر میں تیل ڈالیں گے۔

مدینہ کے مخالفین

ادھر مدینہ اور اس کے گردونواح کے یہودیوں کا شیوہ ہی غدر و بے وفائی تھا وہ اگر چہ شروع میں امن وامان کے معاہدہ پر دستخط کر چکے تھے لیکن بدر میں مسلمانوں کی قوت اور غلبے کو دیکھ کر شدید خطرہ محسوس کرنے لگے اور پہلے سے زیادہ وہ غیض وغضب میں جلنے لگے۔

یہودی جو آنحضرت ﷺ کی عداوت میں آگے تھے

یہودی سارے کے سارے آپ ﷺ کے دشمن تھے لیکن خاص طور پر بنونضیر میں سے (۱) حی بن اخطب، اس کے دونوں بھائی (۲) ابو یاسر اور (۳) جدی، (۴) سلام بن مشکم، (۵) کنانہ بن ربیع، (۶) سلام بن ابی الحقیق، (۷) ابورافع اعور، (۸) ربیع بن ربیع، (۹) عمرو بن جحاش، (۱۰) کعب بن اشرف، (۱۱) حجاج بن عمرو اور (۱۲) کروم بن قیس۔

اسی طرح بنوثعلبہ میں سے (۱۳) عبداللہ بن صوریا اعور، (یہ تورات کا بڑا عالم تھا) (۱۴) ابن صلوبا اور (۱۵) مخیریق (یہ بعد میں اسلام لے آئے)۔

اسی طرح بنوقینقاع میں (۱۶) زید بن لصیت، (۱۷) سعد بن حنیف، (۱۸) محمود بن سیحان، (۱۹) عزیز بن عزیز، اور (۲۰) عبداللہ بن صیف وغیرہ، حضرت عبداللہ بن سلام اسی سے تھے ان کا نام حصین تھا، اسلام لائے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا۔

اسی طرح بنوقریظہ میں سے (۲۱) زبیر بن باطا، (۲۲) عزال بن شمویل، اور (۲۳) کعب بن اسد وغیرہ اسی طرح بنوزریق میں (۲۴) لبید بن اعصم اور بنوحارثہ میں سے (۲۵) کنانہ بن صوریا اور بنوعمرو بن عوف میں سے (۲۶) قردم بن عمرو اور بنونجار میں سے (۲۷) سلسلہ بن برھام یہ سب کے سب عبداللہ بن سلام اور مخیریق کے سوا یہود کے علماء اور اشراف میں سے تھے یہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب سے سخت

Marfat.com

عداوت رکھتے تھے اور اسلام کو مٹانے کے لئے ایڑی سے چوٹی تک زور لگاتے رہے۔

ان کے علاوہ وہاں ایک گروہ منافقین کا تھا ان میں عبداللہ بن ابی اب تک آس لگائے بیٹھا تھا کہ اگر مسلمانوں کو قریش مکہ نے لوٹ مار کر تباہ کر دیا تو پھر سے مدینہ کی سرداری کا تاج میرے سر پر رکھا جائے گا۔ لیکن بدر کے بعد جب اس کی اس امید پر پانی پھر گیا تو ظاہر میں مسلمان ہو کر باطن میں منافقین کا سرغنہ بن گیا۔

قبائل انصار کے منافقین

انصار کے قبائل اکثر و بیشتر مسلمان ہو چکے تھے لیکن اوس و خزرج اور بنو عمرو بن عوف وغیرہ میں سے کچھ منافقین جو ظاہر میں مسلمان اور باطن میں یہود سے مل کر ریشہ دوانی کرتے تھے ان کے نام یہ ہیں۔(۱) زوی بن حارث، (۲) جلاس بن سوید (بعضوں نے کہا کہ یہ بعد میں تائب ہو گیا)(۳) بجاد بن عثمان، نبی (۴) نبتل بن حارث (یہ نبی ﷺ کی باتیں سن کر منافقین سے بیان کرتا تھا) آپ نے اس کے بارے میں فرمایا جو شخص شیطان کو دیکھنا چاہے، نبتل کو دیکھ لے یہ اپنا عیب چھپانے کے لئے کہا کرتا تھا کہ محمد سراپا کان ہیں جس سے جو سن لیا یقین کر لیتے ہیں۔(۵) ابوحبیبہ بن ازعر، (۶) عباد بن حنیف، (۷) بحزج، (۸) جاریہ بن عامر اور (۹) ودیعہ بن ثابت وغیرہ (یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے مسجد ضرار بنایا)۔

اسی طرح بنو نبیت میں سے (۱۰) مربع بن قیظی (اس نے نبی ﷺ کو جنگ احد کے موقع پر اپنے باغ میں گزرنے سے روکا تھا اور کہا تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو میں آپ کے لئے باغ میں گزرنا حلال نہیں کرتا پھر اس نے ایک لپ مٹی لی اور کہا اگر میں جانتا کہ آپ کے سوا دوسرے پر نہیں پڑے گی تو اس سے مار دیتا۔(حضرت سعد نے اس کو قتل کرنا چاہا لیکن آپ نے فرمایا اسے جانے دو یہ آنکھ اور دل دونوں کا اندھا ہے) اور (۱۱) حاطب بن امیہ، (۱۲) بشیر بن ابیرق، (۱۳) قزمان، (۱۴) معتب بن قشیر، (۱۵) رافع بن زید اور (۱۶) بشر۔

اسی طرح بنونجار میں (۱۷) رافع بن ودیعہ، (۱۸) زید بن عمرو، (۱۹) عمرو بن قیس اور (۲۰) قیس بن عمرو اسی طرح بنوجشم میں سے (۲۱) جد بن قیس اور بنوعوف بن خزرج میں سے (۲۲) عبداللہ بن ابی بن سلول یہ منافقین کا سردار تھا، اس کے پاس تمام مشرکین جمع ہو کر میٹنگ کرتے تھے اس نے غزوہ بنی مصطلق کے موقع پر کہا تھا کہ اس دفعہ مدینہ لوٹیں گے تو ہم معززین اپنے یہاں سے ذلیلوں کو باہر نکال دیں

Marfat.com

گئے۔اس کے ساتھ (۲۳) مالک بن قوقل، (۲۴) سوید و (۲۵) داعس اور ودیعہ کا نام بھی آتا ہے یہ سب یہودیوں کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف بھڑکاتے تھے اور محاصرہ بنونضیر کے موقع پر کہتے تھے کہ ہرگز نہ گھبرانا ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور اگر تم نکالے گئے تو ہم بھی نکل چلیں گے اور تمہارے معاملے میں کسی کی بات نہ مانیں گے۔ (۱)

احبار یہود جو بطور نفاق اسلام میں داخل ہو کر نقصان پہنچاتے تھے

بنوقینقاع میں سے سعد بن حنیف نعمان بن اوفی، عثمان بن اوفی، زید بن لصیت، (اسی نے سوق بنی قینقاع میں حضرت عمرؓ سے جنگ کی اور ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی گم ہوگئی تھی تو اسی نے کہا تھا کہ محمد ﷺ گمان کرتے ہیں کہ ان کے پاس آسمان سے خبریں آتی ہیں حالانکہ یہ بھی نہیں جانتے کہ ان کی ناقہ کہاں ہے، اس کی یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی تو آپ نے فرمایا کہ بخدا میں کچھ نہیں جانتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ بتادے اور آج اللہ نے مجھے خبر دے دی ہے کہ میری اونٹنی اس گھاٹی میں ہے اور اس کی نکیل ایک درخت میں پھنس گئی ہے، یہ سن کر لوگ گئے تو اسی جگہ اور اسی صورت میں ملی جو آپ نے بتایا تھا) اور رافع بن حریملہ (اسی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے اس کے مرنے سے قبل فرمایا تھا کہ آج ایک بڑے منافق کی موت ہوگی) اور رفاعہ بن زید بن تابوت (اسی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ غزوہ بنی مصطلق سے لوٹتے ہوئے جب تیز و تند ہوا چلنے لگی تو فرمایا تھا کہ اس ہوا سے نہ ڈرو یہ ایک بڑے کافر کی موت کے لئے چلی ہے اور جب لوگ مدینہ پہنچے تو دیکھا کہ رفاعہ اسی وقت مرا جب یہ ہوا چلی تھی) اور سلسلہ بن برھام، و کنانہ بن صوریا بھی انہیں منافقین میں سے ہے۔

مسجد نبوی سے منافقین کا اخراج

یہ منافقین مسجد نبوی میں حاضر ہو کر مسلمانوں کی باتیں سنتے اور ان کے دین و مذہب کا مذاق اڑاتے اور بے جا ہنسی کرتے تھے ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ان میں سے چند آدمی بیٹھ کر کانا پھوسی کر رہے تھے اور ہنسی و دل لگی میں ایک دوسرے سے چمٹے جا رہے تھے آنحضرت ﷺ کو یہ بات نہایت ہی ناگوار گزری اور آپ نے ان کے اخراج کا حکم دے دیا، یہ سنتے ہی حضرت ابوایوب خالد بن زیدؓ نے آگے بڑھ کر عمرو بن

---

(۱) ابن ہشام ۱/۵۱۹تا۵۲۶

Marfat.com

قیس کی ٹانگ پکڑ لی اور گھسیٹ کر مسجد سے باہر کر دیا (یہ زمانۂ جاہلیت میں بت خانے کا رکھوالا تھا) پھر انہیں نے جا کر رافع بن ودیعہ کو پکڑ کر اور گردن میں چادر ڈال کر نہایت سختی سے کھینچا پھر ایک طمانچہ مار کر مسجد سے باہر کر دیا اور فرمایا، اے خبیث تو رسول اللہ ﷺ کی مسجد کو چھوڑ دے اور جہاں سے آیا ہے چلا جا۔

اسی طرح حضرت عمارہ بن حزمؓ نے زید بن عمرو منافق کی طرف بڑھ کر اس کی لمبی ڈاڑھی پکڑ لی اور کھینچتے ہوئے باہر کر دیا، پھر دونوں ہاتھ سے اس کے سینے پر ایسا ٹھوکر دیا کہ وہ گر پڑا اور کہنے لگا: اے عمارہ آپ نے مجھ کو سخت خراش لگائی۔ فرمایا اے منافق! اللہ نے تیرے لئے جو عذاب مقرر کیا ہے وہ اس سے زیادہ سخت ہے، آج سے مسجد رسول کے قریب ہرگز مت آنا اسی طرح ابو محمد مسعود بن اوسؓ، قیس بن عمرو منافق کے پاس گئے یہ نوجوان تھا، انہوں نے اس کی گدی پر ٹھوکر لگاتے ہوئے مسجد سے باہر کر دیا۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن حارث خدریؓ کھڑے ہوئے اور حارث بن عمرو منافق کے سر کا بال پکڑ کر کھینچتے ہوئے مسجد سے باہر کر دیا، وہ کہتا تھا اے عبداللہ آپ نے میرے ساتھ بڑی سختی کی، فرمایا اے دشمن خدا تو اسی لائق ہے اب مسجد رسول کے قریب ہرگز مت آنا اس لئے کہ تجھ میں کفر کی نجاست ہے۔ اسی طرح بنو عمرو بن عوف میں سے ایک صحابی نے زوی بن حارث منافق کو پکڑا اور سختی سے نکال کر کہا کہ تجھ پر شیطان غالب آچکا ہے، جا مسجد نبوی سے نکل جا۔(۱)

غزوۂ بنو سُلیم

اوپر کے واقعات سے واضح ہو گیا ہے کہ غزوۂ بدر کے بعد مسلمانوں کے فتح کی مسرت کے ساتھ منافقین و مشرکین اور یہود کی جانب سے ہر قسم کے فتنوں کا اندیشہ اور جنگ کا شدید خطرہ لاحق تھا، ایسی حالت میں اگر آنحضرت ﷺ ذرا سی غفلت کرتے تو فتح کی مسرت غم سے بدل سکتی تھی چنانچہ جب آپ کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ بنو سلیم کے لوگ مدینہ پر چڑھائی کی زبردست تیاری کر رہے ہیں تو ان کے اس اقدام سے قبل بدر سے لوٹنے کے ساتویں دن شوال ۲ھ کو مدینہ پر حضرت سباع بن عرفطہ یا ابن ام مکتوم کو عامل بنا کر دو سو سواروں کے ساتھ اچانک ان کے موضع کدر پر حملہ آور ہوئے۔ جب بنو سلیم کو آپ کے اس اقدام کی خبر ہوئی تو وادی میں دو سو اونٹ چھوڑ کر بلا کسی مقابلے کے بھاگ گئے آپ نے وہاں پہنچنے کے بعد تین دن تک قیام کیا اور مال غنیمت سے خمس نکالنے کے بعد فی کس دو دو اونٹ تقسیم کر دیئے

(۱) ابن ہشام ۱/ ۵۲۹

Marfat.com

واپس تشریف لائے۔

یہود کے بیت المدراس میں

اسی دوران رسول اللہ ﷺ یہود کے بیت المدراس میں جہاں وہ اپنی کتاب پڑھتے پڑھاتے تھے، داخل ہوئے اس کا نام بیت المِدراس بھی ہے۔ آپ نے وہاں پہنچ کر اللہ کی طرف دعوت دی تو نعمان بن عمرو اور حارث بن زید نے پوچھا آپ کس دین پر ہیں؟ فرمایا! میں دین ابراہیم علیہ السلام پر ہوں، انہوں نے کہا ابراہیم تو یہودی تھے، آپ نے فرمایا تورات سے ثابت کرو وہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصل ہے۔ انہوں نے اس سے انکار کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴾ آپ نے ان کی حالت نہیں دیکھی جو کتاب اللہ کا ایک حصہ دیئے گئے۔ پھر وہ اللہ ہی کی کتاب کی طرف بلائے جاتے ہیں تا کہ ان کے مابین فیصلہ ہو تو ایک جماعت ان میں سے اعراض کرتی ہے۔

نجران کے یہود و نصاریٰ کا دعویٰ

ایک دفعہ نجران کے یہود و نصاریٰ حضور ﷺ کے پاس آئے اور باتوں باتوں میں یہود نے دعویٰ کیا کہ ابراہیم یہودی تھے اور نصاریٰ نے کہا کہ نصرانی تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِىْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (الی) مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (اے اہل کتاب! تم ابراہیمؑ کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو۔ تورات و انجیل تو ان کے بعد اتاری گئی ہے کیا تمہیں اتنا بھی شعور نہیں ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھی اور نہ نصرانی تھے وہ تو تمام باطل ادیان سے کٹ کر صرف اللہ کی طرف جھکنے والے مسلم تھے وہ تمہاری طرح مشرک نہیں تھے۔

صبح کو مسلم شام کو کافر

ایک دفعہ قوم یہود میں سے عبداللہ بن صیف، عدی بن زید، اور حارث بن عوف نے کہا کہ چلو ہم

Marfat.com

لوگ صبح کو محمد ﷺ پر ایمان لائیں اور شام کو کافر ہو جائیں تاکہ ان کا دین مشتبہ ہو جائے اور ہمیں دیکھ کر دوسرے لوگ بھی پھر جائیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿یـا اَهلَ الكِتـابِ لِمَ تَلبِسُونَ الحَقَّ بِـالبَـاطِلِ وَتَـكتُمُونَ الحَقَّ وَاَنتُم تَعلَمُونَ﴾ اے اہل کتاب! کیوں حق کو باطل کے ساتھ ملتبس کرتے ہو اور جان بوجھ کر حق کو چھپاتے ہو۔

غیر اللہ کی بندگی سے اللہ کی پناہ

اسی طرح ایک دفعہ یہود ونصاری کے علماء حضور ﷺ کے پاس آئے آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو ابورافع قرظی نے کہا کہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی بندگی کریں جیسے کہ نصاری عیسیٰ بن مریم کی بندگی کرتے ہیں، اسی طرح کی بات نصاری میں سے رئیس نے الٹ کر یہود کو کہا تو آپ نے فرمایا میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر میری بندگی کریں، نہ اللہ نے مجھے ایسا کرنے کے لئے بھیجا ہے نہ حکم دیا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿مَـا كَـانَ لِبَشَـرٍ اَن يُّؤتِيَهُ اللّٰهُ الكِتَابَ وَالحُكمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُـمَّ يَـقُولُـونَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِن دُونِ اللّٰهِ﴾ الآیۃ کسی بشر کے لئے یہ جائز نہیں کہ اللہ اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا کرے، پھر وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ کے سوا میرے عباد ہو جاؤ۔

شاش بن قیس یہودی کی شرارت

یہودیوں کی حالت ان کی اسلام دشمنی اور مخالفت کا بیان اوپر آ چکا ہے یہ معاہدہ امن وامان کے باوجود ہمیشہ کوئی نہ کوئی فتنہ رچا کرتے اور مسلمانوں کی باہمی الفت ویکجہتی سے آتش حسد میں جلا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ بنو قینقاع کا ایک یہودی شاش بن قیس اوس وخزرج کے مسلمانوں کو باہم محبت کی باتیں کرتے دیکھ کر برداشت نہیں کر سکا اور اپنے میں سے ایک شاطر نوجوان کو بھیج دیا کہ تم جا کر ان کی پرانی جنگ کا قصہ یاد دلاؤ اور ایک دوسرے کے خلاف جو اشعار انہوں نے کہے ہیں پڑھ کر سناؤ تاکہ اپنے مقتولین کی یاد سے ان کا زخم تازہ ہو جائے اور عداوت کی بجھی ہوئی آگ پھر سے بھڑک اٹھے چنانچہ وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا اور دونوں قبیلوں کے بعض نوجوان آپس میں بڑھ بڑھ کر باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ تلواریں میان سے نکل پڑیں اور قریب تھا کہ آپس کے خون سے زمین رنگین ہو جائے۔ اتنے میں نبی ﷺ کو خبر ہو گئی آپ مہاجرین کی ایک جماعت کو لے کر وہاں پہنچ گئے اور فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت

Marfat.com

اللہ کو یاد کیا کرو تم میری موجودگی میں جاہلیت پر تُل گئے اور بھول گئے کہ اللہ نے تم کو اسلام کی عزت وہدایت سے سرفراز کیا ہے۔ اور جاہلیت وکفر کی ہلاکت سے بچا کر تمہارے دلوں میں محبت والفت پیدا کر دی ہے۔ اتنا آپ کا فرمانا تھا کہ مسلمانوں کو ہوش آ گیا۔ اور وہ ندامت کی وجہ سے اپنے کئے پر پچھتانے اور رونے لگے، اور سمجھ گئے یہ شیطانی وسوسہ تھا۔ پھر آپس میں مصافحہ ومعانقہ کر کے بھائی بھائی بن گئے اور رسول اللہ ﷺ کی معیت میں سامع ومطیع ہو کر دوبارہ یہودیوں کے مکر وفریب میں آنے سے تائب ہو گئے۔ (۱)

غزوہ بنی قینقاع

مدینہ میں بنی قینقاع کے یہودی شرارت اور نقض عہد میں سب سے آگے تھے، بات بات میں نبی ﷺ کو برا بھلا کہتے، اور السلام علیکم کے بجائے السام علیکم کہتے۔ یعنی آپ پر موت طاری ہو، اسی طرح راعنا کے بجائے راعینا، بمعنی چرواہا یا احمق کہتے۔ آں حضرت ﷺ باہمی معاہدہ کا لحاظ فرماتے ہوئے کچھ تعارض نہ کرتے اور چاہتے تھے کہ آپس میں کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو، لیکن غزوہ بدر کے بعد آپ کی نرمی کی وجہ سے ان کی شرارت میں اضافہ ہو گیا۔ ابن سعد نے لکھا ہے: فلما كانت وقعة بدر ظهروا البغى والحسد ونبذوا العهد یعنی جنگ بدر کے بعد بنو قینقاع کے یہود نے سرکشی اور حسد ظاہر کیا اور معاہدہ کو پھاڑ کر پھینک دیا۔ (۲)

ان کی یہ حالت دیکھ کر خود نبیؐ ان کے محلہ میں تشریف لے گئے، اور فرمایا! اے یہود کی جماعت تم قریش کی حالت تک پہونچنے سے قبل سیدھے راستے پر آ جاؤ، ایسا نہ ہو کہ تمہیں بھی کوئی مصیبت پیش آ جائے، انہوں نے کہا۔ اے محمدؐ! آپ نے قریش کی ایک ناتجربہ کار جماعت کو شکست دے کر قتل کرا دیا۔ تو مغرور نہ ہوں۔ اگر ہم سے واسطہ پڑے گا تو معلوم ہو جائے گا کہ جنگ کیسی ہوتی ہے۔

یہ بنو قینقاع کے طرف سے ایک طرح کا اعلان جنگ تھا۔ لیکن اس کی اس ڈینگ پر نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب نے صبر سے کام لیا۔ اور وقت کا انتظار فرماتے رہے بنو قینقاع کے پاس سات سو مقاتلین میں سے تین سو زرہ پوش تھے، اس لئے ان کو بڑا ناز تھا وہ نبی کریم ﷺ کے عفو ودرگذر کو کمزوری پر محمول کر کے روزانہ اپنی شرارت میں اضافہ کرتے جاتے اور چھیڑ خانی کرتے رہتے تھے۔

---

(۱) ابن ہشام ۱/ ۵۵۵ (۲) سیرۃ النبی بحوالہ زرقانی

Marfat.com

ایک مسلمان عورت کو چھیڑنے کا واقعہ اور جنگ

انصار کی ایک مسلمان عورت بنو قینقاع کے بازار میں دودھ بیچنے آئی اور ایک یہودی سنار کے یہاں کسی ضرورت سے بیٹھ گئی۔ یہودیوں نے اسے چھیڑنا شروع کر دیا۔ اور نقاب منہ سے ہٹانے لگے۔ عورت نے سختی سے جواب دیا۔ تو یہودی سنار نے پیچھے سے اس کے کپڑے کا کنارہ پشت کے اوپر والے حصے پر باندھ دیا۔ جب وہ کھڑی ہوئی تو کپڑا اتنا تنگ ہو جانے سے برہنہ ہوگئی۔ اور لوگ ٹھٹھا مار کر ہنسنے لگے، عورت شرم کے مارے بیٹھ گئی اور فریاد کر کے رونے لگی۔ ایک انصاری مسلمان نے سنا تو فرط غیرت سے اس شریر پر حملہ کر دیا۔ اس نے بھی جوابی حملہ کیا، اور جان سے مارا گیا، یہ دیکھ کر محلہ کے سارے یہودی ٹوٹ پڑے اور انصاری مسلمان کو قتل کر کے اعلان جنگ کر دیا۔ مقتول مسلمان کے وارثوں نے مسلمانوں سے مدد چاہی، اور یہی فتنہ بڑی جنگ کا باعث بن گیا۔ (۱)

بنو قینقاع کے نقض عہد، اعلان جنگ اور اس چھیڑ خانی اور خونریزی نے مدینہ میں ہلچل مچا دی، اب نبی ﷺ کے لئے جنگ کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ آپ نے ۱۵ شوال سنیچر کے دن مدینہ پر ابو لبابہ بن المنذر رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا۔ اور علم حضرت حمزہؓ کو عنایت فرما کر اسلامی لشکر کے ساتھ بنو قینقاع کی طرف تشریف لے گئے۔ بنو قینقاع جو اپنی طاقت کے نشہ میں چور تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی قلعہ بند ہو گئے۔ آپ نے مسلسل پندرہ دنوں تک ان کا محاصرہ فرمایا، یہاں تک کہ ذی قعدہ کا چاند نکل آیا۔ اور محاصرہ سے تنگ آکر انہوں نے ہمت توڑ دی، اور مجبور ہو کر اپنے آپ کو مال و متاع کے ساتھ نبی کے حوالے کر دیا۔ آپ نے سب کو گرفتار کرنے کا حکم فرمایا۔ ان کا جرم نا قابل معافی تھا لیکن عبد اللہ بن ابی منافق جو نیا نیا اسلام میں داخل ہوا تھا۔ اصرار کرنے لگا کہ یہ سب میرے حلیف ہیں۔ انہیں قتل کے بجائے معاف فرما دیا جائے۔ آپ نے اس کو کچھ جواب نہیں دیا۔ لیکن وہ بار بار کہتا رہا۔ اور آپ کے گریبان مبارک میں ہاتھ ڈال کر معافی کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو، اس وقت غصے سے آپ کے رخ انور پر جلال کے آثار نمودار ہوئے۔ پھر بھی اس نے قسم کھا کر کہا۔ جب تک آپ معاف نہ کریں گے میں باز نہ آؤں گا۔ کیونکہ مجھے اس کے بعد سخت خونریزی کا ڈر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خیر تمہیں ان کی رہائی پر اصرار ہے۔ تو ان کی جان بخشی اس شرط پر منظور کرتا ہوں کہ یہ لوگ مدینہ اور اس کے اطراف سے نکل کر شام کے علاقے میں

(۱) ابن ہشام ۴۷/۲ (۲) البدایہ ۳/۴

Marfat.com

چلے جائیں آپ کا یہ آخری اور قطعی فیصلہ تھا۔ جس سے بنی قینقاع کی جلاوطنی ذی قعدہ ۲ھ میں زیر قلم آ گئی اور ان پر اللہ کا غضب ایسا ہوا کہ وہ بہت جلد ہلاک ہو کر ختم ہو گئے، آپؐ نے ان کے اموال سے ایک خمس میں تین تلواریں تین نیزے دو زرہیں اور تین کمان لے کر باقی مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔(۱)

غزوہ سویق یا قرقرۃ الکدر

بدر میں مکہ کے سرداروں کے قتل کے بعد سیادت کا تاج ابوسفیان کے سر پر رکھا گیا۔ اس نے قسم کھائی تھی کہ جب تک بدر کے مقتولین کا بدلہ نہ لے لوں گا۔ نہ سر پر تیل ڈالوں گا نہ غسل جنابت کروں گا۔ اسی قسم کو پورا کرنے کے لئے چاہتا تھا کہ جلد کوئی اہم قدم اٹھائے۔ چنانچہ بدر کے دو ہی مہینے کے بعد ذی الحجہ ۲ھ میں دو سو سواروں کو لے کر مدینہ کی طرف چل پڑا، اور جبل نیب سے ہوتے ہوئے، ساتھیوں کو چھوڑ کر پہلے خود ہی رات کی تاریکی میں حی بن اخطب یہودی کے گھر پہونچا تاکہ اس سے مدد طلب کرے، لیکن اس نے ڈر کی وجہ سے دروازہ نہیں کھولا۔ پھر سلام بن مشکم کے یہاں گیا، یہ بنو نظیر کا سردار اور خزانے کا مالک تھا، اس نے بڑی آؤ بھگت کے ساتھ شراب کی ضیافت کی اور مسلمانوں کے راز سے آگاہ کیا۔ وہ وہاں سے رخصت ہو کر رات کے پچھلے پہر اپنے ساتھیوں کے پاس گیا۔ اور مدینہ کے باہر تین میل کے فاصلے پر بمقام عریض حملہ آور ہوا وہاں ایک انصاری مسلمان عمرو بن سعدؓ اور ان کے ایک حلیف کو جو کھیت میں کام کر رہے تھے قتل کر دیا اور کھجور کے درخت وغیرہ جلا کر چلتا بنا۔ آنحضرت ﷺ کو خبر ہوئی تو مدینہ پر ابولبابہ بن منذرؓ کو عامل بنا کر ان کا تعاقب فرمایا۔ وہ بھاگتے ہوئے اپنا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے کثرت سے ستوؤں کا تھیلا پھینکتے گئے۔ جسے مسلمانوں نے غنیمت میں پایا۔ عربی میں ستو کو سویق کہتے ہیں، اس لیے غزوہ کا نام غزوۂ سویق پڑ گیا اور چونکہ مقام قرقرۃ الکدر تک تعاقب کیا گیا تھا اس لیے اس کو غزوہ قرقرۃ الکدر بھی کہتے ہیں۔

حضرت فاطمہؓ الزہراء کی شادی

آں حضرت ﷺ کی صاحبزادیوں میں حضرت فاطمہؓ سب سے چھوٹی تھیں، ذی الحجہ ۲ھ میں ان کی عمر ۱۸ برس کو پہونچ گئی۔ تو حضرت علیؓ کے ساتھ منسوب ہوئیں۔ نسائی میں ہے کہ سب سے پہلے ابوبکرؓ، پھر عمرؓ نے یکے بعد دیگرے پیغام دیا، تو آپؐ نے فرمایا وہ چھوٹی ہیں۔ بعد میں حضرت علیؓ

Marfat.com

نے پیغام دیا تو آپ ﷺ نے نکاح کر دیا۔

شراح حدیث نے اس کا دو مطلب لیا ہے، کہ یا تو وہ شیخین کے پیغام کے وقت دراصل چھوٹی تھیں اور بعد میں جب حضرت علیؓ نے پیغام دیا تو بالغ ہو چکی تھیں، یا یہ کہ ان دونوں حضرات کے عمر کے اعتبار سے چھوٹی تھیں۔ اور حضرت علیؓ کے عمر کے اعتبار سے مناسب ٹھہریں، اس لئے آپ نے منظور فرمایا اور نکاح کا وقت آیا تو آپ نے علیؓ سے پوچھا کہ تمہارے پاس مہر کے لئے کیا ہے؟ انہوں نے کہا کچھ نہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا وہ حطمیہ زرہ جو غزوۂ بدر میں حاصل ہوئی تھی کیا ہوئی، بولے وہ تو موجود ہے، فرمایا بس وہی کافی ہے، اس زرہ کی قیمت صاحب سیرۃ النبی نے سوا سو روپے بتائی ہے اور لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس اس کے علاوہ ایک بھیڑ کی کھال اور ایک یمنی چادر جو بوسیدہ ہو گئی تھی۔ شادی کے بعد حضرت فاطمہؓ کے نذر کیا۔

چوں کہ حضرت علیؓ ابھی تک حضور ہی کے پاس رہتے تھے، اس لئے شادی کے بعد الگ سے گھر کی ضرورت کا احساس ہوا۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ حارثہ بن نعمان انصاری کے پاس مکان موجود ہے، ان سے کہئے تو مل جائے گا چونکہ وہ اپنا کئی مکان حضور ﷺ کی نذر کر چکے تھے اس لئے آپ نے فرمایا کہ مجھے ان سے کہتے ہوئے ندامت محسوس ہوتی ہے، یہ بات حضرت حارثہؓ نے سنی تو دوڑے ہوئے آپ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب آپ کا ہے۔ خدا کی قسم جو آپ لے لیتے ہیں وہ مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے جو چھوڑ دیتے ہیں، پھر ایک مکان خالی کر کے آپ کے حوالے کر دیا۔ اس طرح مکان کا مسئلہ حل ہو جانے کے بعد دونوں میاں بیوی کی ضروریات کے لئے بان کی ایک چارپائی کھجور کی پتیوں سے بھرا ہوا چمڑے کا ایک گدہ، ایک چھاگل، ایک مشک، دو چکیاں اور مٹی کے دو گھڑے دے کر آپ ﷺ نے رخصت فرمایا۔ اس کے بعد آپ ایک دن خود بیٹی کے گھر تشریف لے گئے اور اجازت لے کر اندر داخل ہوئے۔ برتن میں پانی منگایا اور دونوں ہاتھ اس میں ڈال کر حضرت علیؓ کے سینہ اور بازو پر چھڑکا، پھر صاحبزادی کو بلایا، وہ ادب سے لڑکھڑاتی ہوئی تشریف لائیں، آپ نے ان پر بھی پانی چھڑکا اور فرمایا میں نے تمہارا نکاح اپنے خاندان کے افضل ترین شخص سے کر دیا ہے۔ (۱)

آپ ﷺ کی لخت جگر کی شادی کا یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ دنیا شاد ہو کر آپ کے

---

(۱) زرقانی ۲/۵۲۳

Marfat.com

طرف دوڑ رہی تھی اور فتوحات کے خزانوں کا انبار لگا رہتا تھا۔ لیکن آپ نے جس سادگی سے یہ کام کر دیا۔ وہ امت کی عبرت کے لئے ایک نمونہ ہے۔

غزوۂ ذی امر

محرم الحرام ۳ھ میں آپ کو خبر ملی کہ بنو محارب اور بنو ثعلبہ کے لوگ ایک بڑی تعداد میں جمع ہو کر مدینہ کو لوٹنے کا ارادہ رکھتے ہیں پس مدینہ پر حضرت عثمان بن عفانؓ کو عامل بنا کر خود پیدل و سوار ملا کر ساڑھے چار سو (۴۵۰) کی جمعیت کے ساتھ نکل پڑے۔ راستے میں بنو ثعلبہ کا ایک شخص جبار نامی گرفتار ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے اسے بلا کر اسلام کی دعوت دی، اس نے فوراً قبول کر لیا۔ آپؐ نے ان کو حضرت بلالؓ کے ساتھ کر دیا۔ پھر وہ بنو ثعلبہ تک پہونچنے کے لئے مسلمانوں کی رہبری کرنے لگے۔

دشمنوں کو جب نبیؐ کے آنے کی خبر ہوئی تو پہاڑ کی چوٹیوں میں متفرق ہو گئے۔ آپؐ نے بعض مصالح کے پیش نظر وہاں صفر کا پورا مہینہ گذارا۔ اور بلا کسی جنگ و جدال کے واپس تشریف لے گئے۔ ذی امر پانی کا ایک چشمہ تھا جہاں آپ ٹھہرے تھے، اسی لئے اس کو غزوۂ ذی امر کہتے ہیں بعض مورخ اس کا نام غزوۂ غطفان اور غزوۂ انمار بھی کہتے ہیں۔ (۱)

کعب بن اشرف کا قتل

بعض کہتے ہیں کہ کعب اشرف یہود ان بنو قریظہ میں سے تھا۔ اور بعضوں کا بیان ہے کہ وہ بنو نبہان کے قبیلہ طے میں سے تھا۔ اور اس کی ماں بنو نضیر میں سے تھی۔ وہ شاعری اور حسن و جمال میں مشہور تھا، اور نبی ﷺ اور مسلمانوں سے سخت کینہ رکھتا تھا، ایک مرتبہ دعوت دے کر نبی ﷺ کو قتل کی تیاری کی اور آپ کو طلب کر لیا لیکن جبریل علیہ السلام نے نازل ہو کر اس کے مکر سے آگاہ کر دیا اور آپ بسلامتی واپس تشریف لے آئے، اس کے بعد جب اس نے سنا کہ غزوۂ بدر میں قریش کے تمام سردار مارے گئے تو کہنے لگا کہ اگر یہ صحیح ہے تو اس زندگی سے موت ہی بہتر ہے۔ پھر وہ اپنے اشعار میں نبی ﷺ کا ہجو اور دشمنان اسلام کی تعریف کرتا۔ اور انہیں اسلام کے خلاف بھڑکاتا رہتا۔ پھر مکہ جا کر ان کے مقتولین کا مرثیہ پڑھ کر سنایا اور لوگوں کو ان کا بدلہ لینے پر برانگیختہ کیا۔ اہل کتاب ہونے کے باوجود کافروں سے کہتا تھا کہ تمہارا دین مسلمانوں کے دین سے بہتر ہے، پھر مدینہ آ کر مسلمانوں کی پاکباز بیویوں کے نام عشقیہ اشعار کہتا۔ اور

(۱) البدایہ ۴/۳، زاد المعاد

Marfat.com

زبان درازی سے سخت تکلیف پہونچاتا۔ جب اس کی فحش کلامیاں حد برداشت سے باہر ہوگئیں، تو آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: من لکعب بن الاشرف فانه قد اذی الله ورسوله کعب بن اشرف کے لئے کون تیار ہوتا ہے۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو سخت تکلیف پہنچائی ہے۔ آپ کا ارادہ قتل کا تھا۔

یہ سنتے ہی محمد بن مسلمہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں تیار ہوں، پھر ان کے ساتھ ابو نائلہ سلکان بن سلامہؓ جو کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔ اور حارث بن اوسؓ، عباد بن بشرؓ اور ابو عبس بن جبیر بھی تیار ہو گئے، محمد بن سلمہؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے خلاف کوئی ایسی بات کہہ دوں جس سے وہ ہمارے ساتھ خوش اعتقاد ہو جائے، آپ نے اس کی اجازت دے دی چنانچہ انہوں نے جا کر کہا، اس آدمی نے بار بار ہم سے صدقہ طلب کر کے بڑی تنگدستی میں ڈال دیا ہے۔ اس نے کہا ابھی کیا ہے، کچھ اور انتظار کرو، پھر خود ہی ملول ہو کر ساتھ چھوڑ دو گے، کہنے لگے اب تو ہم نے بیعت کر لی ہے اس لئے چارو ناچار انجام کا انتظار کریں گے۔ سردست آپ ہمیں گذارے کے لئے ایک دو وسق غلہ دید یجئے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے لیکن اس کے عوض آپ اپنے گھر والی کو گروی رکھ دیں، انہوں نے کہا تم سارے عرب میں صاحب جمال ہو، اس لیے عورتوں کو گروی رکھنا مناسب نہیں ہے۔ اس نے کہا پھر اپنے بیٹوں کو رکھ دو، انہوں نے کہا یہ بڑی عار کی بات ہوگی کہ ایک دو وسق غلہ کے لئے ہم اپنے بیٹوں کو گروی رکھیں دنیا ہمیں طعنہ دے گی بہتر یہ ہے کہ آپ ہمارے جنگی ہتھیار رکھ لیں، کعب بن اشرف اس پر راضی ہو گیا تاریخ مقرر ہوگئی ان حضرات نے وعدہ کے مطابق ۱۴ ربیع الاول ۳ھ کو چاندنی رات میں اس کے دروازے پر پہنچکر آواز دی، آواز سنتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا، اس کی بیوی نے کہا جاتے ہو یہ آواز تو خون ٹپکانے والی ہے۔ اس نے کہا نہیں یہ تو میرے بھائی محمد بن مسلمہ اور ابو نائلہ ہیں۔ غرض وہ خوشبو سے معطر ہو کر گھر سے نکلا اور بات کرتے ہوئے شعب العجوز تک لے گئے اس کے رضاعی بھائی ابو نائلہ نے اس کے سر کا بال پکڑ کر سونگھا اور کہا یہ تو بڑی عمدہ خوشبو آ رہی ہے اس نے کہا میری بیوی [illegible] ہے۔ ابو نائلہ نے کہا ذرا ایک بار پھر سونگھ لوں، اس نے سر جھکا دیا۔ ابو نائلہ نے [illegible] تیسری مرتبہ اس کی چوٹی خوب مضبوط پکڑ لی اور ساتھیوں کو قتل کا حکم دیا لیکن تلوار اچٹ گئی اور وہ زور سے چیخا، یہودیوں نے اس کی آواز سنتے ہی آگ روشن کی اور دوڑے حضرت محمد بن مسلمہ نے فوراً خنجر نکال کر پیٹ پھاڑ دیا اور سر تن سے جدا کر کے تیزی سے چل پڑے، حارث بن عوفؓ کے پاؤں میں اپنے ساتھیوں میں سے کسی کی تلوار لگ گئی

Marfat.com

تھی۔اس لئے ان کے چلنے میں قدرے دشواری ہوئی،لیکن ان کو لے کر سب باطمینان ایک ساتھ ہوکر آئے اور بقیع غرقد کے پاس پہنچکر تکبیر کہی حضورﷺ نے تکبیر کی آواز سنی تو خود بھی تکبیر کہی اور مبارکبادی دی ان لوگوں نے آپ کو کامیابی کی خوشخبری سنائی اور سر آپ کے سامنے ڈال دیا۔حضرت حارثؓ زخم سے بے چین تھے آپ نے زخم پر اپنا ریق مبارک لگایا جس سے وہ جلد صحت یاب ہوگئے۔اس واقعہ سے یہودی دہشت زدہ ہوکر کچھ دنوں کے لئے اپنی شرارتوں سے باز آگئے۔(۱)

غزوۃ الفرع

یہ غزوہ قریش کے تعاقب میں پیش آیا۔نبی ﷺ مدینہ پر ابن ام مکتوم کو عامل بنا کر فُرع کے معدنی علاقہ بحران میں دس یوم تک مقیم رہے،یہ واقعہ ابتداء ربیع الآخر ۳ھ کا ہے۔(۲)

سریہ زید بن حارثہ یا سریہ قردہ

قریش مکہ گرمی میں شام کی طرف اور جاڑے میں حبش کی طرف تجارت کے لئے نکلتے تھے انہیں دو سفروں پر ان کے گذر اوقات کا مدار تھا۔اگر یہ سفر بند ہو جاتا تو مکہ میں ان کی زندگی دشوار ہو جاتی مسلمانوں کی مخالفت اور جنگ کی وجہ سے ان کے شام کا سفر مخدوش ہو چکا تھا اس لئے ان کو بڑی فکر لاحق تھی۔جمادی الاخری ۳ھ کا واقعہ ہے اس وقت گرمی کا زمانہ آچکا تھا۔قریش پریشانی واضطراب کی حالت میں کہنے لگے کہ محمدﷺ اور ان کے اصحاب نے ہماری تجارت کا راستہ منقطع کر دیا ہے۔وہ ہمیشہ ہمارے قافلوں کو روکنے کے لئے ساحلی راستوں پر لگے رہتے ہیں۔اہل ساحل سب ان کے ساتھ معاہدہ کر چکے ہیں اس لئے ہم نہیں جانتے کہ اس سفر کو کامیاب بنانے کے لئے کون سی صورت اختیار کریں۔اسود بن مطلب نے صفوان سے کہا کہ ساحلی راستہ چھوڑ کر عراق کا راستہ اختیار کیا جائے یہ راستہ طویل تو پڑے گا لیکن مدینہ کے پورب بڑی لمبی مسافت سے گذرے گا اور مسلمان یہاں چھیڑنے کے لئے نہ پہنچ سکیں گے۔

صفوان یا بروایت دیگر ابو سفیان اس قافلہ کا سردار تھا وہ آمادہ تو ہو گیا لیکن اس جدید راستہ سے ناواقف تھا۔اسود نے کہا کہ فرات بن حیان کو جو بنو بکر بن وائل سے ہے رہنما مقرر کرلو،بات اسی پر طے ہوگئی

---

(۱) بخاری ۲/۵۷۶ مع فتح والبدایہ ۶/۴، البدایہ ۳/۴

(۲) بخاری ۲/۵۷۶ مع فتح والبدایہ ۶/۴، البدایہ ۳/۴

Marfat.com

اور قافلہ خفیہ طور پر بڑے ساز و سامان کے ساتھ اس نئے راستے سے چل پڑا اگرچہ یہ سفر نہایت خفیہ کیا گیا تھا لیکن نعیم بن مسعود اشجعی کی معرفت اس کی خبر حضرت سلیط بن نعمانؓ تو خبر مل گئی اور انہوں نے بڑی تیزی سے مدینہ پہنچ کر نبی ﷺ کو مطلع کر دیا پس آپ نے فوراً ایک سو سواروں کا ایک دستہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کلبی کی قیادت میں بھیج دیا۔ حضرت زیدؓ نے سرزمین نجد کے ایک چشمہ پر جس کا نام قردہ تھا اچانک پہنچ کر اس قافلہ کو گھیر لیا اب ان کو سارا اثاثہ چھوڑ کر بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ مسلمانوں نے قافلہ کے رہنما فرات بن حیان اور مزید دو آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور برتن و چاندی وغیرہ ملا کر ایک لاکھ کی مالیت کا سامان مال غنیمت میں پایا جسے رسول اللہ ﷺ نے خمس بیس ہزار نکالنے کے بعد باقی اہل سریہ میں تقسیم کر دیا اور فرات بن حیانؓ آپ کے ہاتھوں مسلمان ہو گئے۔ (۱)

غزوۂ احد ۱۵؍ شوال ۳ھ

اوپر ہم بتا چکے ہیں کہ قریش شکست بدر کے بعد ہی سے بدلے کی تیاری میں لگ گئے تھے، انہوں نے اس مال تجارت کا نفع جو بدر کے زمانہ میں ایک ہزار اونٹوں پر پچاس ہزار دینار کی مالیت کا سامان ابو سفیان کی حکمت عملی سے بچ گیا تھا، محض انتقام کے لئے علیحدہ کر لیا۔

اس کے علاوہ سریہ زید بن حارثہؓ کے ہاتھوں ان کو جو تازہ نقصان پہنچا اس نے ان کے جوش انتقام کو اور بھی دوبالا کر دیا، وہ عام طور سے مختلف امدادی رقوم اکٹھا کرنے لگے اور آس پاس کے قبائل بنو کنانہ اور اہل تہامہ کو بھی آمادہ کر لیا، اس زمانہ میں لوگوں کے اندر جوش و جذبہ پیدا کرنے کے لئے شاعری بہت بڑا ذریعہ تھی اس کے واسطے ابو عزہ جمحی اور مسافع بن عبد مناف جمحی کو تیار کیا گیا۔ ابو عزہ بدر کے قیدیوں میں سے تھا، اس کو رسول اللہ ﷺ نے اس شرط پر بلا فدیہ رہا کر دیا تھا کہ آئندہ مسلمانوں کے خلاف کسی معرکہ میں حصہ نہیں لے گا۔ لیکن صفوان بن امیہ نے اسے یہ کہہ کر راضی کر لیا کہ اگر تم جنگ میں مارے گئے تو تمہاری لڑکیوں کی کفالت میں کروں گا اور اگر بچ کر لوٹ کر آئے تو غنی کر دوں گا۔ بس یہ دونوں شعراء تمام قبائل میں گھوم گھوم کر اپنی شاعری اور زور بیان سے جذبات کو ابھارنے لگے جس کی وجہ سے سب کے زخم تازہ ہو گئے اور دلوں میں آگ سی لگ گئی۔ (۲)

---

(۱) ابن ہشام ۲/ ۵۰، ۵۱، والبدایہ ۴/ ۴ (۲) البدایہ ۴/ ۱۰

Marfat.com

لشکر کفار کی تعداد اور عورتوں کی شرکت

اس طرح تیاری اور آمادگی سے تین ہزار اور بقول بعض پانچ ہزار کا لشکر جمع ہو گیا جس میں تین ہزار اونٹ، دو سو گھوڑے اور سات سو زرہ پوش تھے ان کے ساتھ ابو سفیان کے مشورہ کے مطابق بڑے گھرانے کی پندرہ عورتیں بھی شامل کر لی گئیں جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ ہند بنت عتبہ، سلافہ بنت سعد، عمرو بنت علقمہ حارثیہ، فاطمہ بنت ولید اخت خالد سیف اللہ، خناس بنت مالک ام مصعب بن عمیرؓ، ام حکیم بنت الحارث زوجہ عکرمہ بن ابی جہل، ریطہ بنت منبہ زوجہ عمرو بن عاصؓ، برزہ بنت مسعود ثقفی رئیس الطائف وغیرہا ان کو اس لئے شریک کیا گیا تھا تاکہ عزت وحرمت کے خیال سے مردوں کے استقامت وجرأت میں اضافہ ہو۔(۱)

حضرت عباسؓ کا اطلاعی خط

آپ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ مکہ میں قریش کی تیاریوں کا حال معلوم کیا کرتے تھے جب ان کا لشکر چل پڑا تو تمام حالات لکھ کر ایک تیز رو قاصد کی معرفت آنحضرت ﷺ کے پاس بھیج دیا۔ وہ قاصد پانچ سو کیلو میٹر کا راستہ صرف تین دنوں میں طے کر کے پہنچ گیا اس وقت آپ قبا میں تھے، حضرت ابی بن کعبؓ نے خط پڑھ کر سنایا تو آپ نے اس راز کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا اور فوراً وہاں سے مدینہ روانہ ہو گئے۔

حالات کی جانچ اور مدینہ کی ناکہ بندی

آپ ﷺ نے مدینہ پہنچ کر تمام اہل الرائے کو خبردار کیا پھر لشکر قریش کی حالات اور ان کی تعداد معلوم کرنے کے لئے جاسوس بھیجے اور مدینہ کے راستوں پر پہرہ بیٹھا دیا تاکہ اچانک کوئی حملہ نہ کر سکے۔ صحابہ میں آنحضرت ﷺ کی حفاظت کے لئے سعد بن معاذؓ، اسید بن حضیرؓ اور سعد بن عبادہؓ ہتھیار سے لیس ہو کر آپ کے دروازے کے سامنے حاضری دینے لگے۔

ہند بنت عتبہ اور حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ کی قبر

جب قریش کا لشکر مقام ابواء پر پہنچا تو ابو سفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے چاہا کہ حضور ﷺ کی والدہ آمنہ کی قبر کھود کر بے حرمتی کی جائے لیکن اشراف قریش نے اس کے انجام بد سے ڈرا کر روک دیا اور کہا

---

(۱) ابن ہشام ۲/۸۲ و فتح پ ۱۶/ص ۳۷

Marfat.com

کہ ایسا کرنے سے بہت بڑے فتنہ کا دروازہ کھل جائے گا۔

کفار کا لشکر جبل احد کے پاس

کفار کا لشکر ابواء سے آگے بڑھ کر ۱۲ رشوال جمعہ کے دن جبل احد کے پاس پہنچ گیا اور جبل عینین جس کو اب جبل رماۃ کہتے ہیں کے پچھم وادیٔ قناۃ کے کنارے ایک بنجر زمین میں پڑاؤ ڈال دیا۔(۱)

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب اور مجلس مشاورت

قریشی فوج کے پڑاؤ ڈالنے کی خبر ملی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار کو جمع کر کے پوچھا کہ جنگ کہاں سے کی جائے اور آپ نے اپنا ایک خواب بھی بیان کیا کہ میں نے ایک گائے ذبح ہوتے دیکھا ہے اور یہ بھی دیکھا ہے کہ میری تلوار کی دھار میں شگاف ہو گیا اور یہ بھی دیکھا ہے کہ میں نے ایک مضبوط زرہ میں ہاتھ ڈالا ہے پھر تعبیر بتائی کہ گائے کے ذبح سے مراد میرے اصحاب کی ایک جماعت کا مقتول ہونا ہے اور تلوار کے شگاف کا مطلب میرے اہل بیت میں سے کسی کا قتل ہونا ہے اور مضبوط زرہ سے مراد مدینہ ہے پھر آپ نے اپنی رائے ظاہر کی کہ مدینہ سے باہر نہ نکلا جائے بلکہ اندر ہی رہ کر جنگ کیا جائے۔ جس اگر مشرک وہیں ٹھہرے رہے تو بے فائدہ پریشان ہوں گے اور اگر مدینہ میں داخل ہوئے تو مسلمان گلیوں سے مرد اور عورتیں اوپر سے مقابلہ کریں گی۔ عبداللہ بن ابی منافق نے بھی اسی رائے کی تائید کی اس کا مقصد یہ تھا کہ مدینہ کے اندر رہ کر جنگ سے برطرف ہونے کی صورت میں بھی ہم اپنا نفاق چھپا سکیں گے اور اگر باہر نکلنا پڑا تو جنگ میں شریک نہ ہونے سے نفاق کھل کر سامنے آ جائے گا۔(۲)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کا باہر نکلنے پر اصرار

اللہ کی مرضی یہی تھی کہ منافقین کا نفاق ظاہر ہو جائے۔ اس لئے اکثریت نے باہر نکل کر لڑنے پر اصرار کیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب اتاری ہے جب تک میں باہر نکل کر جنگ نہیں کروں گا کھانا نہیں کھا سکتا بعض وہ نوجوان جو بدر میں کسی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے تھے۔ انہوں نے بھی اس کی تائید کی اور کہنے لگے یا رسول اللہ! بہت دنوں سے ہم اس کی تمنا کرتے تھے اور اللہ سے دعا کرتے رہے کہ جہاد کا موقع ملے تو اپنی تلوار کا جوہر دکھائیں اب دشمن کو اللہ نے ہمارے قریب بھیج دیا ہے اگر ہم باہر نکل کر نہ لڑے تو وہ ہمیں بزدل سمجھیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کا یہ جوش

---

(۱) البدایہ ج ۴، ۱۱ (۲) ابن ہشام ۶۳،۶۴

Marfat.com

ولولہ اور کثرت رائے کو دیکھ کر باہر نکلنے کا فیصلہ کر دیا اس کے بعد جمعہ کا وقت آ گیا۔

خطبہ جمعہ

آپ ﷺ نے خطبہ جمعہ میں لوگوں کو نصیحت فرمائی اور ہر حال میں صبر وشکر سے کام لینے کی تلقین کی پھر پوری طرح سے تیاری کا حکم دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا مسلح ہونا

پھر عصر کی نماز کا وقت آ گیا لوگ ہر طرف سے تیار ہو کر جمع ہونے لگے اطراف مدینہ کے باشندے بھی آ گئے آپ سب کو عصر کی نماز پڑھا کر گھر کے اندر تشریف لے گئے ابو بکرؓ وعمرؓ بھی ساتھ تھے، دونوں نے آپ کے سر پر یہ عمامہ باندھا اور جنگی لباس پہنایا، تھوڑی دیر میں آپ دوہری زرہ اور ہتھیار سے لیس ہو کر تلوار حمائل کئے ہوئے باہر نکلے، صحابہ پہلے ہی سے منتظر تھے، آپ کی یہ حالت دیکھ کر سعد بن معاذؓ اور اسید بن حضیرؓ نے صحابہ سے کہا تم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نکلنے پر مجبور کر کے بہت تکلیف پہنچائی ہے۔

ہتھیار اتار دینے کی گزارش

جن لوگوں نے آپ سے باہر نکل کر جنگ کرنے پر اصرار کیا تھا، آپ کو مسلح دیکھ کر بہت نادم ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! اگر آپ کو مدینہ میں رہ کر لڑنا پسند ہے تو یہی کیجئے، ہم آپ کے حکم کی مخالفت ہرگز نہیں کریں گے۔ آپ ہمارے ہوتے ہوئے تکلیف نہ فرمائیں، ہتھیار اتار دیں، ہم آپ کی خاطر اپنی جانیں نثار کرنے کے لئے کافی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔ اللہ کے نبی لوگ جب ہتھیار پہن لیتے ہیں تو جب تک دشمنان خدا سے جنگ ہو کر فیصلہ نہ ہو جائے، نہیں اتارتے۔(۱)

لشکر اسلام کی تعداد اور روانگی

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مدینہ پر ابن ام مکتوم کو امام نماز بنا کر فوج کو تین حصوں میں تقسیم

---

(۱) البدایہ ۴/۱۳

Marfat.com

کیا ایک دستہ مہاجرین کا جس کے علمبردار مصعب بن عمیرؓ تھے دوسرا دستہ قبیلہ اوس کا اس کے علمبردار اسید بن حضیرؓ تھے، تیسرا دستہ بنوخزرج کا اس کے علمبردار حباب بن منذرؓ تھے، پوری فوج ایک ہزار افراد پر مشتمل تھی اس میں ایک سو زرہ پوش تھے اور بقول ابن قیم پچاس اسپ سوار تھے لیکن ابن حجر وغیرہ نے اسے غلط قرار دیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ پوری فوج میں کوئی اسپ سوار نہیں تھا۔ البتہ واقدی نے کہا ہے کہ ایک گھوڑا رسول اللہ ﷺ کا اور ایک ابو بردہؓ کے پاس تھا۔ (۱)

پھر آپ نے کوچ کا حکم دیا اور اسلامی لشکر مدینہ سے شمال کی جانب روانہ ہو گیا، اس وقت آپ کے آگے آگے حضرت سعد بن معاذؓ اور سعد بن عبادہؓ زرہ پہنے ہوئے دوڑ رہے تھے۔

اہل کفر سے استعانت

ابن سعد نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ثنیۃ الوداع سے آگے بڑھے تو دیکھا کہ فوج کا ایک دستہ ہتھیاروں سے لیس ہو کر اسلامی لشکر سے الگ کھڑا ہے آپ نے پوچھا۔ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ بنوخزرج کے حلیف بنوقینقاع کے یہودی ہیں یہ مشرکین کی مخالفت میں اسلامی لشکر کے ساتھ مل کر لڑنا چاہتے ہیں آپ نے پوچھا، انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے؟ بولے انہیں تو آپ نے فرمایا ہم اہل شرک کے خلاف اہل کفر سے استعانت نہیں چاہتے، لیکن یہ روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ بنوقینقاع کے یہودی اس سے پہلے ہی جلاوطن کر دیئے گئے تھے البتہ ابن ہشام نے یہاں صرف اتنا ذکر کیا ہے کہ انصار نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو واپس چلے جانے کے بعد حضورؐ سے عرض کیا کہ اگر آنجناب کی رائے ہو تو ہم اپنے حلیف یہود سے مدد لیں تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں اس کی کوئی حاجت نہیں۔ (۲)

کمسن افراد کی واپسی

جب مسلمان مقام شیخین پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فوج کے افراد پر ایک نظر ڈالی جو لوگ ان میں کم عمر اور جہاد کے قابل نہ تھے واپس فرما دیا۔ واپس ہونے والوں میں عبداللہ بن عمرؓ، اسامہ بن زیدؓ، اسید بن ظہیرؓ، زید بن ثابتؓ، زید بن ارقمؓ، عرابہ بن اوسؓ، عمرو بن حزمؓ، ابوسعید خدریؓ، زید بن حارثہ انصاریؓ

---

(۱) فتح الباری پ ۲/۶ ۳ (۲) ابن ہشام ۲/۶۴

Marfat.com

اور سعد بن حبیہؓ تھے۔ رافع بن خدیجؓ بھی کمسن تھے۔ لیکن انہیں تیراندازی میں مہارت کے سبب اجازت مل گئی، بعض لوگوں نے ذکر کیا کہ انہیں واپس ہونے کا خطرہ ہوا تو اپنے ساتھیوں کے درمیان انگوٹھے اور انگلیوں کے بل کھڑے ہو گئے تاکہ قد اونچا معلوم ہو، اس طرح سے اجازت مل گئی تو انہیں کے ہم عمر سمرہ بن جندبؓ نے کہا کہ میں رافعؓ سے قوی ہوں انہیں کشتی میں پچھاڑ دیتا ہوں اس لئے مجھے بھی اجازت ملنی چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے دونوں میں کشتی کرائی تو دراصل سمرہؓ نے پچھاڑ دیا اس لئے انہیں بھی اجازت مل گئی۔ (۱)

مغرب وعشا کی نماز وشب باشی

وہیں مقام شیخین پر شام ہو گئی، تو آپ نے مغرب وعشاء کی نماز پڑھائی اور رات گزارنے کا انتظام فرمایا۔ محمد بن مسلمہؓ کی قیادت میں پچاس آدمی فوج کے اردگرد پہرہ دینے لگے اور خصوصی طور پر آنحضرت ﷺ کی حفاظت کے لئے ذکوان بن عبد قیسؓ مقرر ہو گئے۔

عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کا انحراف

شیخان سے صبح صادق سے قبل ہی رسول اللہ ﷺ نے کوچ فرمادیا، جب مقام شوط پر پہنچے تو فجر کی نماز پڑھی، وہ مقام اتنا قریب تھا کہ دونوں فوجیں آمنے سامنے نظر آنے لگیں، اس وقت عبداللہ بن ابی منافق نے دغابازی کی اور کہنے لگا کہ محمد ﷺ نے چند نوجوانوں کے کہے سے ہماری بات نہیں مانی پھر کیوں ہم اپنی جان ہلاکت میں ڈالیں۔ یہ کہہ کر اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ پیچھے کھسک گیا۔ حضرت جابرؓ کے والد عبداللہؓ نے اسے بہت سمجھایا لیکن ایک نہ مانا اگر اس کا یہ احتجاج صحیح ہوتا تو اس کو مدینہ ہی سے نہ نکلنا چاہئے لیکن اس کا مقصد اس دغابازی سے صرف یہی تھا کہ ہمارے علیحدہ ہو جانے سے مسلمانوں کی پوری فوج متزلزل ہو جائے گی اور مشرکین مکہ کی ہمت میں اضافہ ہوگا چنانچہ اس کے نکلنے کے بعد قبیلہ اوس کے بنو حارثہ اور خزرج کے بنو سلمہ بھی پھسلنے کے قریب تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا اضطراب ختم کر کے مطمئن کر دیا، جیسا کہ فرمایا ہے: ﴿إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

(۱) البدایہ ۴/۱۵

Marfat.com

الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ (۱)

حضرت مخیّریق کا اسلام و جہاد

حضرت مخریق یہود کے اچھے عالم، مال و دولت اور باغ والے تھے وہ رسول اللہ ﷺ کو تورات کی بیان کی ہوئی صفات سے پہچانتے تھے لیکن اپنے پرانے مذہب کی محبت و عقیدت کے باعث ایمان کا اظہار نہیں کرتے تھے لیکن اللہ کی مرضی دیکھیے احد کا دن آیا تو اپنی قوم یہود سے کہنے لگے تم لوگ خوب جانتے ہو کہ محمد ﷺ کی مدد ہم پر فرض ہے انہوں نے کہا آج سنیچر کا دن ہے ان کی مدد کیسے کی جائے؟ بولے تمہارے لئے سنیچر کوئی چیز نہیں پھر مسلح ہو کر نکل پڑے اور اعلان کر دیا کہ اگر آج میں قتل کر دیا جاؤں تو میرا سارا مال محمد ﷺ کے لئے ہے وہ اس میں اللہ کے حکم کے مطابق جو چاہیں گے کریں گے پھر نبی ﷺ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے اور شہید کر دیئے گئے اور موت سے قبل اپنی اس وصیت کو میدان جنگ میں بھی دہرایا

حضرت مخیریق کے اس اقدام اور وصیت سے ان کے ایمان و اسلام کا پتہ چلتا ہے ان کے اموال میں سات باغ (۱) مثیب، (۲) صافیہ، (۳) دلال، (۴) حسنی، (۵) برقہ، (۶) اعواف اور (۷) مہروز نام کے تھے۔ نبی ﷺ نے مدینہ واپس ہونے کے بعد ان کے سارے مال پر قبضہ کر کے فی سبیل اللہ صدقہ کر دیا، آپ کے اکثر صدقات انہیں کے مال سے تقسیم ہوتے تھے آپ نے ان کے حق میں فرمایا کہ مخیریق قوم یہود میں بہترین آدمی تھے۔

اس جملہ سے ابن سعد نے ان کے خالص یہودی ہونے پر استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ نبی ﷺ نے مخیریق کو مسلمانوں کے مقبرہ کے ایک ناحیہ میں دفن کیا اور ان کے حق میں اس جملہ سے ما قبل و بعد کبھی بھی کوئی ترحم کا کلمہ نہیں کہا۔ (الطبقات الکبریٰ ۱؍ ۵۰۲) لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ایک حدیث میں مذکور ہے کہ مخیریق سابق یہود و سلمان سابق فارس و بلال سابق الحبشۃ مخیریق یہود میں جنت کرنے والے اور سلمان فارس میں سابق الایمان اور بلال اہل حبشہ میں سبقت کرنے والے ہیں۔ ان کا نام پیام زرکلی لکھتے ہیں مـخـریـق النضری صحابی کان من علماء الیہود واغنیائھم نیز واقدی نے

(۱) آل عمران ۱۲۲

ذکر کیا ہے انہ اسلم واستشھد باحد۔(۱)

اسلامی لشکر جبل احد کے پاس

عبداللہ بن ابی منافق اور ان کے ساتھیوں کے نکل جانے کے بعد اسلامی لشکر صرف سات سو کی تعداد میں رہ گیا، دشمن پہلے سے سامنے کھڑے تھے آپ نے فرمایا کون ایسا آدمی ہے جو کسی قریبی راستے سے گزار کر ہمیں دشمن کے اتر جانب لے چلے، حضرت ابوخیثمہؓ اس کے لئے تیار ہو گئے اور مشرکین کی فوج سے پورب طرف بنوحارثہ کی پتھریلی زمین اور ان کے کھیتیوں سے ہوتے ہوئے لے گئے کیونکہ اس راستے میں گھماؤ کم تھا، پھر مربع بن قیس منافق کے باغ سے گزرے یہ اندھا تھا اسے جب اسلامی فوج گزرنے کی آہٹ سنائی دی تو مٹی پھینکنے لگا اور کہنے لگا، اگر تم رسول ہو تو میں اپنے باغ سے گزرنا حلال نہیں کرتا۔ صحابہؓ نے اس کی گستاخی پر قتل کرنا چاہا لیکن آپ نے یہ کہہ کر منع فرمادیا کہ یہ آنکھ کے ساتھ دل کا بھی اندھا ہے۔

یہاں سے گزرنے کے بعد آپ آسانی سے احد کی گھاٹی میں وادی کے کنارے پہنچ گئے، اب اس طرح گھوم کے آنے کے بعد آپ کا رخ مدینہ کی طرف، پشت جبل احد کی جانب اور دشمن سامنے تھے نقشہ سے معلوم کریں۔

صف آرائی اور ہدایات

یہاں پہنچنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لشکر کی صف بندی فرمائی ان میں سے پچاس ماہر تیراندازوں کو منتخب کر کے حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کی قیادت میں وادی قنات کی جنوبی کنارے کی ایک پہاڑی پر مقرر کر دیا۔ یہ پہاڑی اسلامی لشکر کی قیامگاہ سے ۱۵۰ میٹر کی دوری پر واقع تھی بعد میں اسے جبل رماۃ کہا جانے لگا۔

ان تیراندازوں کو مقرر فرمانے کے بعد آپ نے عبداللہ بن جبیرؓ کو ہدایت فرمائی کہ کافروں کا رسالہ ادھر سے گزرنے نہ پائے تم تیروں سے ان کی خبر لینا، گھوڑے تیروں کی بارش سے نہ ٹھہر سکیں گے، پھر فرمایا کہ دشمن ہمیں قتل کر دیں یا پرندے اچک لے جائیں تو بھی ہماری مدد کو مت آنا، ہماری فتح و شکست سے تمہیں کوئی سروکار نہیں، بلا اجازت کسی حال میں بھی اپنی جگہ مت چھوڑنا۔ (۲)

اس ہدایت و انتظام کے بعد آپ نے مقدمہ فوج پر اپنے اصحاب میں سے منتخب افراد کو جو شجاعت و بسالت میں یکتا تھے مقرر کر کے میمنہ پر منذر بن عمروؓ کو میسرہ پر زبیر بن العوامؓ کو اور ان کی مدد میں مقداد

---

(۱) الاعلام للزرکلی ۸/۵۷ و الاصابہ ۳/۳۹۳ و فتوح البلدان للبلاذری ص ۳۱ (۲) بخاری ۱/۴۲۶، البدایہ ۴/۱۴، ۱۵

Marfat.com

بن اسود کندیؓ کو لگا دیا اور حضرت زبیرؓ کو ہدایت کر دی، کہ خالد بن ولید کے رسالہ کی تاک میں رہنا تا کہ ادھر سے گذرنے نہ پائے چنانچہ انہوں نے اس فریضہ کو بخوبی انجام دیا اور کئی بار خالد کی دستے پر حملہ کر کے پیچھے ہٹا دیا۔

قریشی فوج کا نظم واہتمام

قریشی فوج کا امیر عام ابوسفیان بن حرب تھا اس نے میمنہ پر خالد بن ولید میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل، پیدل فوج پر صفوان بن امیہ اور تیر اندازوں پر عبداللہ بن ربیعہ کو مقرر کیا۔

علم برداری کا منصب پہلے سے بنوعبدالدار کے سپرد رہتا تھا اس دفعہ ان کو جوش دلانے کے لئے ابوسفیان نے کہا کہ بدر میں تم نے جھنڈے کی حرمت برقرار نہیں رکھی تھی اس وجہ سے ہماری حالت ابتر ہوگئی تھی، جنگ میں علمبرداری کا معاملہ سب سے اہم ہوتا ہے، جھنڈا گر گیا تو سمجھ لو کہ شکست لازمی ہے لہذا ہمت سے کام لو تو بہتر ہے ورنہ ہم یہ منصب کسی دوسرے کو سونپ دیں، ابوسفیان نے جس مصلحت سے یہ کہا تھا اس کی حکمت کارگر ہوگئی، بنوعبدالدار یہ سن کر نہایت غضبناک ہوئے اور کہا ہم ہرگز اپنا یہ منصب کسی دوسرے کو نہیں دے سکتے، کل جنگ کے موقع پر دیکھ لینا کہ ہم کیا کرتے ہیں، پھر وقت آیا تو انہوں نے جانیں گنوادیں اور جب تک ایک ایک کر کے ہلاک نہ ہو گئے جھنڈا گرنے نہیں دیا۔

ابوسفیان کی ایک سیاسی چال

قریشی فوج اگرچہ مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ تھی لیکن بدر کی شکست نے اسے خوفزدہ کر رکھا تھا، اسی لئے ابوسفیان نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا چاہا اور انصار کو کہلا بھیجا کہ ہمیں تم سے جنگ کی ضرورت نہیں ہے، تم الگ ہو جاؤ اور ہماری قوم قریش کو چھوڑ دو وہ آکر ہم سے نپٹ لیں، انصار نے یہ سنا تو نہایت سختی سے جھڑک دیا جس سے ابوسفیان نے سمجھ لیا کہ اس مقصد میں کامیابی مشکل ہے، پھر اس نے خود انصار میں تفرقہ پیدا کرنے کے لئے ابو عامر راہب کو کھڑا کیا۔

ابو عامر کی چال بازی

ابو عامر راہب ایام جاہلیت میں قبیلہ اوس کا سردار تھا، ظاہری زہد و ورع کے سبب لوگ اس کی عزت کرتے تھے لیکن باطن میں نہایت مکار و دغا باز تھا اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام ابو عامر فاسق رکھا تھا وہ مدینہ سے نکل کر قریش کو اسلام کے خلاف بھڑکاتا رہا اور نبی ﷺ کی عداوت و دشمنی کا مظاہرہ کیا کرتا تھا، اس دفعہ جنگ کے موقع پر

Marfat.com

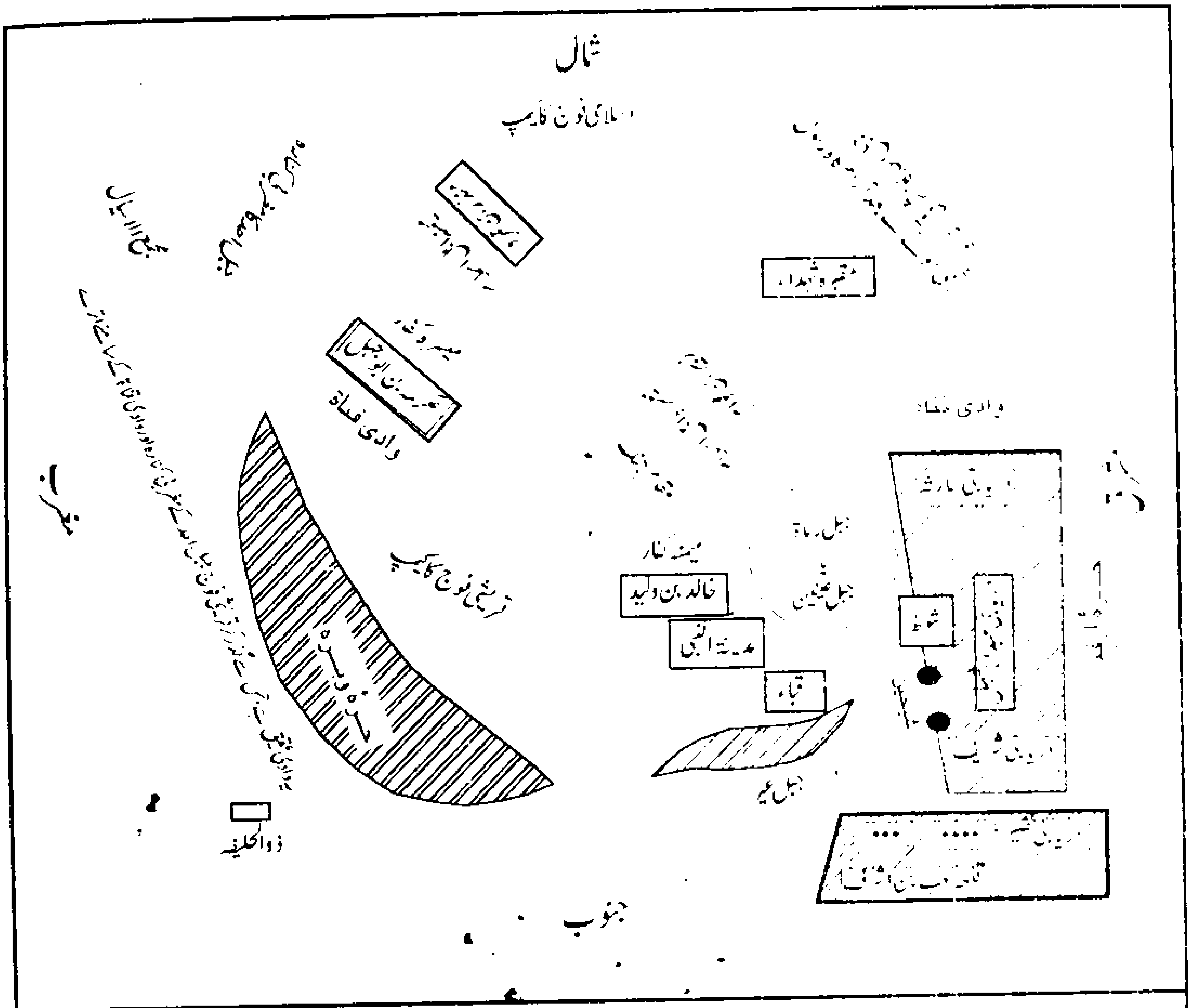

(۱) جبل احد کے شرقی کنارہ اور اس کے جنوب میں رماۃ کے درمیان کا راستہ جنگ کے وقت مسلمانوں کے عقب میں پڑتا تھا اسی واسطے نبی ﷺ نے اس طرف سے بچاؤ کے لئے سامنے والی چھوٹی پہاڑی جبل رماۃ پر پچاس (۵۰) تیراندازوں کو لیس کر کے کھڑا کر دیا تھا تاکہ پیچھے سے حملہ نہ ہو سکے۔

(۲) جیسا کہ نقشہ سے ظاہر ہے حضرت خالد کفار کے میمنہ پر تھے جو جبل رماۃ کے قریب پڑتا تھا اور جنگ کے دوران اسی طرف سے حملہ کے لئے درہ عقب پر بار بار آتے رہے لیکن تیراندازوں کی ضرب اور حضرت زبیر بن عوامؓ کے حملہ کی شدت سے انہیں لوٹنا پڑتا تھا۔

(۳) آخر میں جب کفار شکست کھا کر بھاگ پڑے اور مسلمان ان کے کیمپوں میں گھس کر مال غنیمت کی لوٹ میں مشغول ہو گئے تو ان کو دیکھ کر جبل رماۃ کے تیرانداز بھی ٹیلہ خالی کر کے کفار کے کیمپ کی طرف چلے آئے، پس حضرت خالد موقع پاتے ہی چشم زدن میں اسی درہ عقب سے اچانک حملہ کر دیا جس سے ستر (۷۰) مسلمان کام آئے۔

(۴) بعضوں نے لکھا ہے کہ حضرت خالد جبل احد کے مغربی کنارے سے شمال میں پورے پہاڑ کا چکر کاٹ کر مشرقی کنارے پر پہنچے اور درہ عقب سے گھسے لیکن یہ عمل میمنہ سے میسرہ کی طرف جانے پھر پہاڑ کے پیچھے سے چکر لگا کر آنے میں کافی دیر تک جبل رماۃ کی حالت سے بےخبر رہنے کے سبب بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے۔ .... البتہ جس طرح وہ بار بار جبل رماۃ کے جنوب سے درہ عقب پر پہنچتے رہے عین ممکن ہے کہ لشکر کفار کے فرار کے وقت بھی اسی جانب کسی باغ وغیرہ کے اوٹ سے ٹیلہ خالی ہونے اور غنیمت کی لوٹ میں مشغولیت کا منظر دیکھ کر فی الفور حملہ کے لئے ٹوٹ پڑے ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

اسلام کے خلاف قریشی فوج کا معاون ہو کر آیا اور دعوی کرتا تھا کہ مجھ دیکھتے ہی مدینہ کے لوگ میری طرف آ کر محمد ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں گے چنانچہ تقریبا ۱-۲/۱ سو آدمیوں کے ساتھ میدان میں آیا اور قبیلہ اوس والوں کو پکار کر کہنے لگا کہ میں تمہارا سردار ابو عامر ہوں، میرا مشورہ قبول کر کے محمد ﷺ کا ساتھ چھوڑ دو اور میرے پاس چلے آؤ۔ انصار نے کہا، او فاسق بدکار! ہم تجھے خوب جانتے ہیں، خدا تجھے غارت کرے جا سامنے سے دور ہو جا، اس مکار نے یہ کھرا جواب پایا تو ندامت سے منہ چھپا کر کہنے لگا، میری قوم میرے چلے آنے سے بگڑ گئی ہے۔ پھر کافروں کے ساتھ مل کر جنگ کرنے اور پتھر پھینکنے لگا۔ اس مکار راہب نے رات کو میدان جنگ میں کچھ خندقیں کھودوا کر خس پوش کرا دیا تھا۔ اور ان میں نوکیلے ہتھیار ڈال دیئے تھے تاکہ مسلمان دھوکہ سے گر کر زخمی ہوں۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ بن ابو عامر غسیل الملائکہ

حضرت حنظلہؓ ابو عامر راہب کے بیٹے تھے وہ اپنے باپ کے خلاف پکے مومن اور اللہ والے تھے۔ ابھی ان کی نئی شادی ہوئی تھی، احد کی رات ان کی بیوی گھر میں آئی تھی اسی وجہ سے شام کو اسلامی فوج کے ساتھ نہیں نکل سکے لیکن صبح صادق میں خبر ملی کہ مسلمان معرکہ جہاد میں کافروں کے بالمقابل ہو گئے تو جب تابی سے غسل کا خیال نہیں رہ گیا اور بڑی تیزی کے ساتھ جا کر صف جہاد میں شامل ہو گئے پھر نبی ﷺ سے ملکر اپنے باپ کے قتل کی اجازت چاہی لیکن آپ نے بتقاضائے رحم منع فرما دیا پھر وہ معرکہ کارزار میں دوڑتے اور صفوں کو چیرتے ہوئے سالار فوج ابو سفیان کے پاس پہنچ گئے اور تلوار اٹھا دی تلوار سر پر پڑنے والی ہی تھی کہ شداد بن اسود نے پیچھے سے وار کر کے شہید کر دیا۔ آخر میں لاشوں کی تدفین ہونے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ فرشتے انہیں غسل دے رہے ہیں آپ نے تعجب کیا اور فرمایا کتنی بڑی بات ہے کہ سارے شہداء میں یہ تنہا غسیل الملائکہ ہیں، ذرا ان کے اہل بیت سے پوچھو کیا بات ہے ان کی بیوی جمیلہ بنت ابی بن سلول تھی اس نے واقعہ بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا اسی وجہ سے ملائکہ نے انہیں غسل دیا ہے۔ (۱)

جنگ کی ابتداء

دونوں طرف کی فوجیں صف بستہ کھڑی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے ابتدا کرنے سے منع فرما دیا اور

---

(۱) البدایہ ۴/۲۱

Marfat.com

اصحاب کو صبر وثبات کی تقلین کی پھر اپنی تلوار میان سے نکال کر فرمایا کون اس کا حق ادا کرسکتا ہے اصحاب میں سے حضرت علیؓ، زبیر بن العوامؓ اور عمر بن الخطابؓ نے اس کے لینے کے لئے پیش قدمی کی لیکن یہ سعادت کسی دوسرے کے حق میں مقدر تھی حضرت ابو دجانہؓ نے بڑھ کر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اس کا حق کیا ہے آپ نے فرمایا جب تک یہ ٹوٹ نہ جائے دشمنوں میں گھس کر مقابلہ کرو، بولے میں اس کا حق ادا کروں گا۔ پس آپ نے انہیں عطا کر دیا۔

ابو دجانہؓ نہایت ہی دلیر اور شجاع تھے، سر پر سرخ پٹی باندھ کر نکلتے تو لوگ سمجھ لیتے کہ اب موت کا مقابلہ ہے چنانچہ حضور ﷺ سے تلوار پانے کے بعد انہوں نے وہی لال پٹی باندھی اور دونوں صفوں کے درمیان ناز سے اکڑ کر چلے، آپ نے فرمایا جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ یہ چال خدا کو ناپسند ہے۔

رجزی اشعار و دف

جنگ شروع ہونے والی تھی کہ قریشی عورتوں نے دف بجانا شروع کر دیا اور مردوں کے صفوں کے سامنے جوش دلانے کے لئے رجزیہ اشعار پڑھنے لگی۔

نَحنُ بَناتُ طَارِق · نمشی عَلَی النَّمَارِق

اِنْ تُقبِلُوا نُعَانِق · وَنُفْـــرِشُ النَّمَارِق

وَتُدْبِرُوا نُفَـــــارِق

فِـــــرَاقَ غَيرِ وَامِق

ہم ستاروں کی بیٹیاں ہیں، ہم قالینوں پر چلتی ہیں۔ اگر تم آگے بڑھ کر لڑو گے، تو گلے سے لگا لیں گی اور تمہارے لئے قالین بچھائیں گی۔ اور اگر پیٹھ پھیرو گے تو دشمن کی طرح جدا کر دیں گے۔

بنو عبد الدار علمبردار تھے یہ عورتیں ان کے پاس بھی جاتیں اور اس طرح سے مخاطب ہوتیں۔

وَيُهَا بنی عَبْدِ الدارِ · وَيُهاً حُمَاةَ الأدبَارِ

ضَرباً بِكُلِّ تَبَارِ (۱)

اے بنو عبد الدار خوب جم کر لڑو۔ اے عقب کے حامیو ڈٹے رہو،

اے بہادرو! شمشیر براں سے دشمنوں کو ٹکڑے کر دو۔

---

(۱) البدایہ ۴/۱۶

Marfat.com

طلحہ کا مبارز طلب کرنا

طلحہ بن ابو طلحہ مشرکین کا علمبردار شجاعت و بہادری میں مشہور تھا اس وجہ سے لوگ اسے فوج کا مینڈھا کہتے تھے، سب سے پہلے اس نے بڑھ کر مبارز طلب کیا اور کہنے لگا، اصحاب محمد ﷺ گمان کرتے ہیں کہ ان کے مقتولین جنت میں اور ہمارے جہنم میں جائیں گے۔ قسم ہے لات کی یہ سراسر کذب وفریب ہے جو اسے سچ سمجھتا ہے وہ میرے مقابلے میں آئے اور مجھے قتل کر کے دوزخ میں پہنچا دے یا خود جنت میں چلا جائے۔

طلحہ فن شمشیر زنی میں یکتا اور جسمانی ساخت میں قوی ہیکل تھا اس لئے کوئی شخص اس کے مقابلے میں نکلنے کی ہمت نہیں کرتا تھا لیکن حضرت علیؓ نے اس کی یہ طعن آمیز بات سنی تو برداشت نہ کر سکے، فوراً صف سے نکل کر اس کے سامنے پہنچ گئے اور فرمایا، میں ہوں تجھے دوزخ میں پہنچانے والا، طلحہ نے آپ کی یہ جرأت دیکھی تو غصے سے بے قابو ہو کر وار پر وار کرنے لگا۔ حضرت شیر خداؓ اس کا ایک ایک وار بڑی حکمت و دانائی سے روکتے اور خالی کرتے چلے گئے اور جب آپ کی باری آئی تو پوری قوت سے ایسا بھرپور وار کیا کہ طلحہ گھائل ہو کر زمین پر گرا اور تڑپنے لگا۔ اسی حال میں آپ اسے نیم مردہ چھوڑ کر واپس چلے آئے اصحاب نے پوچھا آپ نے اسے زندہ کیوں چھوڑ دیا، بولے گرتے ہی اس نے اپنی شرمگاہ کھول دی جس سے مجھے شرم بھی محسوس ہوئی اور اس کی حالت زار پر رحم بھی آیا اور اب وہ اس قدر زخمی ہو گیا ہے کہ زندہ بچ نہیں سکتا۔ (۱)

اس کے برخلاف دوسری روایت میں ہے کہ طلحہ اونٹ پر سوار تھا، دینی عقیدے پر اس کا تمسخر سن کر حضرت زبیر بن العوامؓ شیر کی طرح جھپٹے اور کود کر اس کے اونٹ پر سوار ہو گئے پھر اسے لے کر زمین پر گرے اور پچھاڑ کر تلوار سے ذبح کر دیا۔ زبیرؓ کا یہ کمال دیکھ کر خود رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی اور ان کی بہادری کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر نبی کے لئے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر بن العوامؓ ہیں۔ (۲)

طلحہ کے قتل ہوتے ہی اس کے بھائی ابو شیبہ عثمان بن ابو طلحہ نے علم اٹھایا اور یہ شعر پڑھتے ہوئے آگے بڑھا۔

ان علی اهل اللواء حقا   ان یخضبوا الصعدة او تندقا

بیشک علم برداروں کا یہ حق ہے کہ نیزہ سے خون رنگین کر دیں یا وہ ٹوٹ جائے۔ حضرت حمزہؓ نے

---

(۱) ابن ہشام ۲/۷۳   (۲) سیرت حلبیہ ۲/۲۲۲، البدایہ ۴/۲۰

Marfat.com

اس کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر فوراً حملہ کر دیا اور تلوار ایسی دانائی اور قوت سے ماری کہ گردن، سینہ اور پیٹ کو کاٹتی ہوئی ناف کے نیچے سے نکل گئی اور وہ اس طرح دو ٹوک ہو کر گرا کہ پھیپھڑا کلیجہ اور آنت سب باہر آ گئے۔

گھمسان کی رن اور علم برداران کفار کا قتل

طلحہ اور ابو شیبہ کے قتل ہوتے ہوئے معرکہ ہر سو گرم ہو گیا۔ دونوں طرف کی فوجیں ایک دوسرے پر پل پڑیں، حمزہؓ، علی المرتضیٰؓ، ابو دجانہؓ اور زبیر بن العوامؓ وغیرہ بہادران اسلام اپنی اپنی جگہ داد شجاعت دینے لگے، حضرت سعد بن وقاصؓ بڑے ہی تیر انداز تھے، ابو شیبہ کے بعد ابو سعد نے علم ہاتھ میں لیا تو انہوں نے تیر سے اس کے گلے کا نشانہ بنایا۔ تیر حلق پر پڑتے ہی اس کی زبان نکل آئی اور فی الفور مر گیا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ اس نے بھی مبارزت طلب کیا تو حضرت علیؓ آگے بڑھے دونوں کے مابین دو دو وار بھی نہ ہونے پائے تھے کہ شیر خدا نے ڈھیر کر کے رکھ دیا۔ اس کے مرتے ہی طلحہ کے بیٹے مسافع نے جھنڈا اٹھایا تو اس کو عاصم بن ثابت بن ابو الافلحؓ نے تیر سے ہلاک کر دیا۔ پھر طلحہ کے دوسرے بیٹے کلاب نے علم اٹھایا تو اس پر حضرت زبیرؓ نے حملہ کر کے قتل کر دیا پھر طلحہ کے تیسرے بیٹے جلاس نے جھنڈا اٹھایا تو حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ نے نیزے سے اس کا کام تمام کر دیا، لیکن بعض کہتے ہیں کہ اس کو بھی عاصم بن ثابتؓ ہی نے ہلاک کیا۔

مشرکین کے علمبرداروں میں طلحہ کے بھائی اور بیٹوں کو ملا کر کل ۶ افراد ہلاک ہوئے۔ تو بنو عبد الدار میں سے ارطاط بن شرحبیل نے علم ہاتھ میں لیا، اس کے اٹھاتے ہی حضرت علیؓ یا حمزہؓ نے قتل کر دیا پھر شرحبیل بن قارہ نے اٹھایا تو قزمان نے قتل کر دیا۔ (یہ قزمان منافق تھا اس نے اسلام کی محبت سے نہیں بلکہ حمیت جاہلیت کے سبب جنگ میں شرکت کی تھی۔) پھر علم کو زید بن عمرو بن عبد مناف نے اٹھایا اس کو بھی قزمان ہی نے قتل کیا پھر شرحبیل بن ہاشم کے ایک لڑکے نے اٹھایا وہ بھی قزمان ہی کے ہاتھوں مارا گیا۔ یہ کل ملا کر بنو عبد الدار کے دس آدمی ہوئے جو یکے بعد دیگرے موت کے گھاٹ اتارے گئے جب ان میں علم اٹھانے کے لائق کوئی نہیں بچا تو ان کے ایک حبشی غلام صواب نامی نے اٹھایا اور بڑی شجاعت دکھائی، اپنے تمام آقاؤں سے بڑھ کر ثابت قدم رہا یہاں تک کہ جنگ کرتے کرتے اس کے دونوں ہاتھ کٹ گئے تو گر کر جھنڈے کو سینے اور گردن سے تھام لیا پھر قتل کیا گیا تو یہ کہتے ہوئے جان دی کہ خدایا کیا میں نے جھنڈے کی توقیر قائم نہیں رکھی ہے؟

اس غلام کے قتل کے بعد جھنڈا زمین پر گرا رہ گیا آخر تک کوئی اٹھانے والا نہ تھا البتہ درۂ کوہ سے خالد

Marfat.com

کے حملے کے بعد دوسرے کفار لوٹ کر آئے تو ایک عورت عمرہ بنت علقمہ حارثیہ نے بڑھ کر گرا ہوا جھنڈا اٹھالیا جس کی وجہ سے کفار کے اکھڑے ہوئے قدم جم گئے اور علم کے گرد اگرد جمع ہو کر پھر سے قتال کرنے لگے۔

ابودجانہؓ کی تلوار ہند کے سر پر

ایک طرف قریش کے سردار کٹتے اور مرتے رہے دوسری طرف جنگ برابر جاری تھی اصحاب رسول ہر طرف اپنی شجاعت و بسالت کے جوہر دکھاتے رہے۔ حضرت ابودجانہؓ نے لال پٹی باندھی تو جس طرف گئے ہلچل مچادی، وہ کافروں کو ساگ مولی کی طرح کاٹتے ہوئے اندر گھس گئے دیکھا تو ایک شخص کافروں کو بڑی تیزی سے ابھار رہا ہے اس کی طرف لپکے تاکہ تلوار سے دو ٹکڑے کر دیں وہ مردانہ لباس میں ہند بنت عتبہ تھی، حضرت ابودجانہؓ کی تلوار دیکھ کر چیخ پڑی تو معلوم ہوا کہ یہ مرد نہیں بلکہ عورت ہے۔ حضرت زبیر بن العوامؓ یہ تماشہ دیکھ رہے تھے، فرماتے ہیں وہ عورت ہند بنت عتبہ تھی قریب تھا کہ ابودجانہؓ کی تلوار اس کے سر پر پڑ جاتی لیکن رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی تلوار کی عزت کے خیال سے انہوں نے منہ پھیر لیا اور عورت سمجھ کر چھوڑ دیا۔(۱)

حضرت حمزہؓ کی شجاعت و شہادت

کافروں کی تعداد بہت زیادہ تھی مسلمانوں کے باوجود وہ بھی بڑی بے جگری سے لڑ رہے تھے لیکن حضرت حمزہؓ کے سامنے آتے ہی ان کی ہوائی اڑ جاتی تھی۔ آپ حمزہؓ دونوں ہاتھ سے تیر کی طرح جدھر بھی جھپٹتے میدان کا میدان صاف کر دیتے کسی کی مجال نہیں کہ ذرا دیر بھی ان کے مقابلے میں ٹھہر سکے۔ وہ دونوں ہاتھ سے تلوار چلانے میں پوری مہارت رکھتے تھے وہ لڑتے لڑتے قلب فوج میں پہنچ گئے وہاں سباع بن عبدالعزیٰ نے مبارزت کی دعوت دی، آپ نے شیر ببر کی طرح جھپٹ کر ایک ہی وار میں قتل کر دیا۔ ادھر وحشی ایک پتھر کی آڑ لے کر آپ کی تاک میں بیٹھا ہوا تھا جوں ہی آپ اس کے قریب سے گزرے اس نے حربہ پھینک کر وار کر دیا۔

حضرت حمزہؓ کی شہادت کا واقعہ وحشی کی زبانی

وحشی بیان کرتے ہیں کہ میں جبیر بن مطعم کا غلام تھا، حمزہؓ نے اس کے چچا طعیمہ کو بدر میں قتل کیا تھا

---

(۱) البدایہ ۴/۱۷

Marfat.com

اس لئے اس نے مجھ سے کہا کہ اگر تم محمد ﷺ کے چچا حمزہؓ کو قتل کر دو تو تمہیں آزاد کر دوں گا۔ وحشی کہتے ہیں کہ میں حبشی تھا اور حبشیوں کی طرح چھوٹا نیزہ جسے حربہ کہتے ہیں پھینک کر مارنے میں مہارت رکھتا تھا بہت کم ایسا ہوتا کہ وار خالی جائے احد کی جنگ شروع ہوئی تو میں اسی وقت سے حمزہؓ کی تاک میں لگا تھا میں نے ان کو دیکھا کہ لوگوں کو کاٹتے بھگاتے اور ہانکتے ہوئے چلے آ رہے ہیں پس میں ایک پتھر کے آڑ میں چھپ گیا۔ اچانک سباع بن عبد العزی غبشانی ان کے سامنے آیا اور مقابلے کی دعوت دی جب اس کو حمزہؓ نے دیکھا تو ڈپٹ کر بولے اے ختانہ کے بیٹے ادھر آ، تو اللہ و رسول سے دشمنی رکھتا ہے۔ پھر بڑھے اور ایک ہی وار میں قتل کر دیا۔

ادھر میں نے اپنا حربہ ہلا کر درست کیا جب وہ میرے قریب سے گزرنے لگے تو نشانہ صحیح کر کے پھینکا وہ جا کر سیدھے پیڑوں پر پڑا اور دونوں پیر کے درمیان کاٹ کر پار ہو گیا اتنے میں وہ میری طرف مڑے لیکن زخم کی تاب نہ لا کر گر پڑے پھر میں رکا رہا تھوڑی دیر کے بعد جسم کی حرکت ختم ہوئی تو قریب پہنچ کر اپنا حربہ نکالا اور جا کر آرام سے بیٹھا کیونکہ اب مجھے کسی دوسرے سے حاجت نہیں تھی پھر میں مکہ آیا تو وعدہ کے مطابق آزاد کر دیا گیا اور جب اسلام مکہ میں پھیلا تو میں بھاگ کر طائف چلا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد وہاں کے لوگوں نے مجھے چند اشخاص کے ساتھ قاصد بنا کر حضور ﷺ کے پاس بھیجا اور کہا وہ قاصد کو کوئی تکلیف نہیں پہونچاتے۔ لہذا میں لوگوں کے ہمراہ مدینہ آیا اور پہنچتے ہی کلمہ شہادت کا اقرار کر کے مسلمان ہو گیا، مجھے دیکھ کر آپ نے پوچھا تم وحشی ہو، میں نے کہا جی ہاں، فرمایا! تمہیں نے میرے چچا حمزہؓ کو قتل کیا تھا، میں نے کہا جو خبر آپ کو ملی ہے صحیح ہے، آپ نے فرمایا کیا تم سے ہو سکتا ہے کہ میرے سامنے نہ آیا کرو، پس میں آپ کے رنج و قلق کے سبب آپ کے سامنے جانے سے بچتا رہا یہاں تک کہ کچھ ہی دنوں کے بعد مدینہ سے باہر چلا گیا پھر آپ کی وفات کے بعد یمامہ کی جنگ ہوئی تو مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے قتل کے لئے نکلا تا کہ حمزہؓ کا بدل پورا کر دوں، چنانچہ وہاں پہنچنے کے بعد اسی حربہ سے اس کافر کے سینے پر مارا جو شانے کو کاٹ کر پار ہو گیا۔ اس طرح سے اگر میں نے اپنے زمانۂ کفر میں بہترین انسان حمزہؓ کو قتل کیا تو زمانۂ اسلام میں ایک بدترین انسان مسیلمہ کذاب کو بھی قتل کیا تا کہ ان کی مکافات ہو سکے۔(۱)

(۱) بخاری ۲/۵۸۳ و ابن ہشام ۲/۷۲

Marfat.com

قتال کی شدت اور کفار کی شکست

حضرت حمزہؓ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر تھے ان کی اچانک شہادت کے بعد مسلمانوں میں سخت ہیجان پیدا ہوا، انہوں نے بڑے جوش و خروش سے قتال شروع کر دیا حضرت علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ اور ابو دجانہؓ وغیرہم نے آگے بڑھ کر کافروں کے چھکے چھڑا دیئے ابو بکرؓ و عمرؓ، سعد بن معاذؓ، سعد بن وقاصؓ، اور مصعب بن عمیرؓ وغیرہم بھی ان کے ساتھ فوج اعداء میں گھس پڑے اور اس قدر جم کر لڑے کہ تھوڑی ہی دیر میں دشمنوں میں بھگدڑ مچ گئی، ان کی عورتیں جو رجزیہ اشعار پڑھ پڑھ کر آگے بڑھاتی تھیں اس طرح کپڑے اٹھا کر بھاگیں، کہ پازیب اور پنڈلی نظر آنے لگی اور دوپہر ہوتے ہوتے میدان کافروں سے صاف ہو گیا۔

مال غنیمت کے لالچ میں رسول اللہ ﷺ کا تاکیدی فرمان بھول گئے

کافر بھاگتے بھاگتے اپنے خیموں تک پہنچ گئے، صحابہ نے ان کا تعاقب کر کے وہاں سے بھی نکال دیا۔ یہاں تک کہ ان کے لوٹنے کی کوئی امید نہ رہی اس وقت مسلمان جو ابھی نئے نئے اسلام میں آئے تھے ان کے خیموں کے وسط میں داخل ہو کر مال غنیمت کے لوٹنے میں مشغول ہو گئے۔ یہ دیکھ کر پیچھے کے تیر اندازوں میں اختلاف ہو گیا ان کی اکثریت نے شور مچایا کہ غنیمت غنیمت، عبداللہ بن جبیرؓ نے ہر چند ان کو ڈانٹا اور روکا، لیکن ایک نہ مانے اور مال غنیمت کے لالچ میں اللہ کے رسول کا تاکیدی فرمان بھول گئے جس کے پاداش میں لڑائی سے ان کے رخ موڑ دیئے گئے اور خالد نے جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے موقع پاکر باقی ماندہ ۹ تیر اندازوں کو مع عبداللہ بن جبیرؓ کے قتل کر دیا۔ پھر عقب سے پرزور حملہ کیا جس سے بہت سے مسلمان کام آئے۔(۱)

فتح کے بعد شکست

مال غنیمت کے لوٹنے والوں کی فہرست میں بڑے بڑے مہاجرین و انصار میں سے کسی کا نام نہیں ملتا، وہ یا کافروں کے تعاقب میں گئے تھے اور بعد میں آکر بدحال مسلمانوں کی امداد میں مصروف ہو گئے یا جگہ پر قائم تھے اور کچھ حضور ﷺ کی خدمت میں اور خیمے کی حفاظت میں تھے البتہ متوسط طبقہ اور نو آموز مسلمان مال

---

(۱) البدایہ ج ۴ ص ۲۵

Marfat.com

غنیمت کے لوٹنے میں مشغول ہو گئے، انہیں کوئی خبر نہیں تھی کہ پیچھے سے کیا ہونے والا ہے۔

ادھر جب خالد نے ٹیلے کو خالی پایا تو ایک سکنڈ بھی ضائع کئے بغیر ان کے سروں پر پہنچ گئے اور تلواریں برسانے لگے، مسلمان حیران و پریشان ہو گئے کہ الٰہی یہ کون سی قیامت آ گئی، کچھ سنبھلنا چاہتے تھے لیکن کافروں کا یہ دھاوا سیلاب کی طرح آ کر سروں پر چڑھ گیا کچھ لوگوں نے جام شہادت نوش کیا تو کچھ لوگ آنحضرت ﷺ کے قتل کی جھوٹی خبر سن کر مدینہ کی طرف بھاگے کچھ افراد پناہ لینے کے لئے پہاڑ پر چڑھ گئے، کچھ لوگوں کے دلوں میں شیطان نے یہ وسوسہ ڈالا کہ عبداللہ بن ابی منافق سے مل کر ابوسفیان سے امان طلب کرنا چاہئے کچھ مسلمان ایسے بھی تھے جو کافروں کے لشکر میں ایسے مختلط ہو گئے کہ آپس کی تمیز باقی نہ رہی۔

حذیفہؓ کے والد یمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جنگ احد کے پہلے وہلے میں کافروں کو شکست فاش ہو گئی تھی لیکن آخر میں مسلمان کچھ سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ ابلیس نے دھوکے میں ڈالنے کے لئے آواز دی کہ اللہ کے بندو! اپنے پچھلوں سے بچو، اس وقت حضرت یمانؓ بچاؤ کے لئے اپنے پیچھے والوں کی طرف مڑ گئے حالانکہ ان کے پیچھے سب مسلمان ہی لڑ رہے تھے پس وہ تمیز نہ کر سکے اور حضرت یمانؓ پر تلوار چلا دی، حضرت حذیفہؓ اپنے والد کو پہچان کر چلائے کہ یہ تو میرے والد ہیں مگر کسی نے نہ سنا ان کی شہادت سے حضرت حذیفہؓ کو بڑا رنج ہوا لیکن تقدیر الٰہی کے سامنے کوئی چارہ نہ تھا، انہوں نے سب کے حق میں دعا کی اور کہا اللہ تمہیں معاف فرمائے۔(۱)

جنگ ختم ہونے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی دیت دینی چاہی لیکن حضرت حذیفہؓ نے کہا یا رسول اللہ! میں اپنے باپ کی دیت مسلمانوں کے حق میں صدقہ کرتا ہوں حضور پاک ﷺ ان کے اس ایثار سے بہت خوش ہوئے اور اور ان کے لئے دعا فرمائی۔(۲)

حضور ﷺ کا پکارنا اور قتل کی افواہ

مسلمانوں کی اکثریت جب بھاگ پڑی تو رسول اللہ ﷺ اپنے چند اصحاب کے ساتھ پیچھے موجود تھے۔ اگر آپ بھی اپنے ساتھیوں کو لے کر پہاڑ کی چوٹی کی طرف کھسک جاتے تو بالکل محفوظ بچ جاتے

(۱) بخاری ۱/۵۳۹ (۲) زاد المعاد ۲/۹۶

Marfat.com

لیکن یہ چیز آپ کی شجاعت و بسالت اور مرتبہ و مقام کے خلاف تھی آپ نے وہیں سے بھاگنے والوں کو پکارنا شروع کیا۔ اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ یَکُرَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ، اللہ کے بندو! میری طرف آؤ، اللہ کے بندو! میری طرف آؤ، میں اللہ کا رسول ہوں جو لوٹ کر آئے گا اس کے لئے جنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پکار کا ذکر قرآن مجید میں یوں فرمایا ہے: ﴿اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰۤی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ فِیْۤ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ﴾ اس وقت کو یاد کرو جب تم ایسے بھاگ رہے تھے کہ کسی کو مڑ کر دیکھتے بھی نہ تھے، حالانکہ رسول ﷺ تم کو تمہارے پیچھے سے پکار رہے تھے، پس تمہیں تمہاری اس نافرمانی کے سبب غم پر غم لاحق ہوا (پ ۴/۷) غم پر غم کا مطلب یہ کہ مال غنیمت بھی گیا، فتح کے بعد شکست بھی ہوئی، ستر (۷۰) آدمی شہید بھی کیے گئے اور کل غموں سے بڑا غم یہ کہ اس بھاگ دوڑ میں ابلیس یا کسی اس کے چیلے نے چیخ کر یہ جھوٹی بات اڑا دی کہ محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے اس غم نے بعض جمے ہوئے مسلمانوں کا قدم بھی اکھاڑ دیا۔ حضرت عمرؓ جیسے لوگوں نے مایوس ہو کر تلوار رکھ دی کہ اب لڑ کر کیا کریں گے۔

ترتیب واقعات

خالدی حملے کے بعد مسلمانوں کی بھاگ دوڑ اور قتل کی افواہ کے وقت ایسی ہنگامی حالت ہوگئی تھی کہ واقعات کی صحیح ترتیب مشکل ہی ہے۔ بعضوں نے قتل کی افواہ کا ذکر صرف ایک مرتبہ بعضوں نے شروع اور بیچ میں دو مرتبہ ذکر کیا اسی طرح بعض اصحاب رسول کی شہادت، تلاش کرنے والوں کا حضور ﷺ تک پہنچنے اور زخم داری وغیرہ کی حالت کا بیان آگے پیچھے کر دیا۔ لہذا ان تمام واقعات میں تیقن کے ساتھ کچھ کہا نہیں جا سکتا، بس اتنا سمجھ لینا چاہئے کہ یہ باتیں وقوع پذیر ہوئیں لیکن اصل ترتیب میں تقدیم و تاخیر ممکن ہے۔

حضرت انس بن نضرؓ کی شجاعت و شہادت

حضرت انس بن نضرؓ کسی وجہ سے بدر میں شریک نہ ہو سکے تو ان کو اس کا بڑا صدمہ تھا اس لئے انہوں نے عہد کیا کہ اگر اب کہیں جہاد کا موقعہ ملا تو اللہ دیکھ لے گا میں کیا کرتا ہوں۔ پس جب مسلمان بھاگ پڑے تو انہوں نے کہا الٰہی! میں مسلمانوں کے اس فعل سے معذرت خواہ ہوں اور مشرکین کے کام سے بری ہوں۔ پس حضرت عمرؓ سے جو تلوار رکھ کر بیٹھ گئے تھے کہا کیا انتظار کرتے ہو۔ بولے اب کس کے لئے جنگ کریں، رسول اللہ ﷺ تو قتل کر دیئے گئے۔ انس بن نضرؓ نے کہا پھر آپ کے بعد زندہ رہ

Marfat.com

کرو گے چلو اسی دین پر مرمٹو جس پر اللہ کے رسول ﷺ نے جان دی ہے۔پھر آگے بڑھے تو حضرت سعد بن معاذؓ ملے انہوں نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ فرمایا اے سعد! بخدا میں احد پہاڑ سے جنت کی بو پا رہا ہوں، پھر فوج اعداء میں گھس کر لڑے یہاں تک کہ شہید کر دیئے گئے، اس وقت ان کے جسم پر تلوار، نیزے اور تیر کے اسی (۸۰) زخم سے بھی زیادہ تھے ان کو مثلہ بھی کر دیا گیا تھا، یہاں تک کہ ان کی لاش ان کی بہن کے سوا کوئی نہ پہچان۔ کا صرف ایک تل یا انگلی کے پور سے پہچانے گئے۔(۱)

حضرت ثابت بن وحداحؓ

حضرت ثابت بن وحداحؓ نے اپنی قوم انصار کو پکار کر کہا کہ اگر اللہ کے رسول ﷺ قتل کر دیئے گئے تو اللہ زندہ ہے اس پر کبھی موت نہیں ہوگی، لہذا تم اپنے دین کی حمایت میں لڑو، خدا تمہیں کامیاب و بامراد کرے گا یہ کہہ کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ خالد کے دستے پر حملہ کر دیا۔اس دستے میں عمرو بن العاص عکرمہ بن ابو جہل اور ضرار بن خطاب وغیرہ جیسے بہادر موجود تھے ان سب کے بیچ میں کود کر اپنی ایمانی غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے حضرت خالد کے ہاتھوں شہید کر دیئے گئے۔(۲)

خون میں لتھڑے ہوئے ایک انصاری کا واقعہ

میدان جنگ میں خاک وخون سے لتھڑے ہوئے ایک انصاری صحابی دم توڑ رہے تھے، ایک مہاجر نے ان سے کہا اے بھائی کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ قتل کر دیئے گئے انہوں نے کہا اگر محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے۔تو خدا کے دین کی تبلیغ کر گئے ہیں۔تم اپنے دین کی طرف سے جہاد کرو اس کی تائید میں یہ آیت نازل ہوئی۔﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ الآية﴾ محمد ﷺ بھی اللہ کے رسول ہی تو ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے، پس وہ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم دین سے پھر جاؤ گے۔(۳)

نبی ﷺ کی ذات خاص پر یورش

جس وقت آپ نے بھاگنے والے اصحاب کو پکارا، آپ کے پاس سات انصاری اور دو مہاجر کے

---

(۱) بخاری ۱/۳۹۳،۲/۵۷۹، سیرت حلبیہ ۲/۴۲ (۲) سیرت حلبیہ ۲/۴۲
(۳) زاد المعاد ۲/۹۶، البدایہ ۴/۳۱

Marfat.com

سوا کوئی نہ تھا۔ حضرت علیؓ، ابوبکر صدیقؓ، سعد بن معاذؓ ابودجانہؓ اور زبیر بن عوامؓ وغیرہ اصحاب کبار دشمنوں سے جنگ کرتے ہوئے یا ان کے تعاقب میں آپ سے دور نکل چکے تھے اس لئے کافروں نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر اک بارگی آپ پر حملہ کر دیا وہ آپ کے قتل کے لئے باہم معاہدہ کر کے آئے تھے، ساری عداوتوں اور مخالفتوں کا تعلق صرف آپ کی ذات سے تھا اس لئے آپ ہی کو ختم کرنا ان کا بنیادی مقصد ٹھہرا۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ احد کی جنگ میں جب رسول اللہ ﷺ صرف سات انصاریوں اور دو مہاجرین کے درمیان رہ گئے تو کافروں نے قریب آ کر سخت ہجوم کیا، ان کی یورش کو دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا جو مدافعت کر کے ان کو ہٹا دے وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا، یہ سنا تو انصار بڑی دلیری کے ساتھ آگے بڑھ کر انہیں ہٹانے لگے، یہاں تک کہ ساتوں یکے بعد دیگرے شہید کر دیئے گئے اور دونوں مہاجر بچے رہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ما انصفنا اصحابنا ہم اپنے انصاری بھائیوں کی برابری نہیں کر سکے مطلب یہ کہ انہوں نے سبقت کر کے اپنی جان کی قربانی پیش کر دی اور تم بچ کر ان سے پیچھے رہ گئے، یہاں بعض شارحین نے انصفنا کے فاء کو فتحہ دیکر مطلب یہ بیان کیا ہے کہ بھاگنے والے اصحاب نے انصاف سے کام نہیں لیا۔(۱)

حضرت زیاد بن سکنؓ کی شہادت وسعادت

ان ساتوں انصاریوں کے آخر میں حضرت زیاد بن سکنؓ نے بڑی جانبازی سے جنگ کی اور کاری زخم کھا کر گر گئے، جب رسول اللہ ﷺ کو کافروں کے اژدحام سے کچھ فرصت ملی تو فرمایا ان کو میرے قریب لاؤ لوگ قریب لے گئے تو آپ نے اپنا قدم مبارک ان کے سر کے نیچے تکیہ بنا دیا اسی حال میں انہوں نے اپنا رخسار آپ کے قدم مبارک سے مس کرتے ہوئے جان دے دی، بعضوں نے ان کا نام زیاد کے بجائے عمارہ بن یزید بن سکن بتایا ہے۔ (ابن ہشام ۳/۱۸) صاحب زمزمہ حقیقت نے اس جانباز مجاہد کی شان میں درج ذیل شعر نذر کیا ہے

سر بوقت ذبح اپنا ان کے زیر پائے ہے　　　یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

رسول اللہ ﷺ پر حملہ کی شدت وزخمداری

جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت طلحہؓ وسعدؓ کے سوا کوئی نہ رہ گیا تو کافروں نے آپ پر نرغہ کیا

---

(۱) مسلم ۲/۱۰۷

Marfat.com

قتل کر دینے کا بڑا لالچ پیدا ہوا۔ چنانچہ عتبہ بن ابی وقاص نے آگے بڑھ کر ایک بھاری پتھر سے مارا جس کی وجہ سے آپ پہلو کے بل گر گئے۔ آپ کے داہنے طرف کا نچلا رباعی دانت ٹوٹ گیا، اور لب مبارک بھی زخمی ہوا۔ قتادہؓ نے ذکر کیا ہے کہ آپ پہلو کے بل گر کر بے ہوش ہو گئے تو سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ نے اٹھا کر بٹھایا اور رخ مبارک سے خون صاف کیا۔ جب آپ ہوش میں آئے تو فرمایا وہ قوم کیوں کر فلاح پائے گی جو اپنے نبی کے ساتھ یہ سلوک کرے حالانکہ وہ انہیں اللہ کی طرف بلاتا ہے۔ (۱)

عبداللہ بن شہاب زہری نے آپ کی پیشانی زخم آلود کر دی، عبداللہ بن قمیہ نے بڑھ کر آپ کے شانے پر تلوار سے اس زور کا وار کیا کہ ایک مہینہ سے زیادہ اس کا درد باقی رہا چونکہ آپ دہری زرہ پہنے تھے اس لئے شانہ مبارک کٹنے سے بچ گیا پھر اس نے دوسرا وار اسی زور کا رخسار مبارک پر کیا جس کی وجہ سے خَود کی دو کڑیاں رخسار کے اندر چبھ گئیں، ابن قمیہ نے کہا یہ لو میں ابن قمیہ ہوں، آپ نے فرمایا: مالك اقماك الله، تیرے لئے کیا ہو اللہ تجھے ذلت کے ساتھ ہلاک کرے، آپ کے اس کلمہ کا اثر اس پر ایسا ہوا کہ ایک دن وہ گھر سے اپنی بکریوں میں پہاڑ کی ایک چوٹی پر گیا تو اسے ایک پہاڑی بکرے نے مار مار کر نیچے گرا دیا جس سے ابن قمیہ قیمہ ہو کر ذلت و خواری سے مر گیا۔ (۲)

صحیحین میں ہے کہ نبی ﷺ کے داہنے طرف کا رباعی دانت توڑ دیا گیا اور خود ٹوٹ کر سر میں بھی زخم آیا تو خون ہاتھ سے پوچھتے تھے اور فرماتے تھے کہ وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جو اپنے نبی کا چہرہ خون آلود کرے حالانکہ وہ انہیں اللہ کی طرف بلاتا ہے اس پر اللہ نے فرمایا ﴿لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ، الآیة﴾ آپ کو اس معاملے میں کوئی اختیار نہیں، اللہ تعالیٰ ان سے توبہ قبول فرمائے گا یا عذاب دے گا کیونکہ وہ ظالم ہیں، اس کے بعد آپ نے فرمایا: اللھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون. اے اللہ! میری قوم کو بخش دے اس لئے کہ وہ نہیں جانتی، دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے ان کے لئے ہدایت کی دعا فرمائی۔

رُباعی کی تحقیق

سامنے کے دو اوپر والے دانت اور دو نیچے والے ثنیہ کہلاتے ہیں پھر ان کے دائیں اور بائیں اوپر اور نیچے ایک ایک دانت رَباعی (بفتح را) کہلاتے ہیں جو کل مل کر ۴ ہو جاتے ہیں پھر ان رباعی دانتوں کے دائیں بائیں کے نکیلے دانت ناب (کچلی کے دانت) کہلاتے ہیں، یہ بھی اوپر نیچے ملا کر ۴ ہیں

(۱) البدایہ ۴/۲۳، ۲۴

(۲) فتح الباری پ ۱۶ ص ۴۴، ۴۵

Marfat.com

آنحضرت ﷺ کا رباعی دانت ٹوٹا تھا وہ بھی جڑ سے نہیں بلکہ اس کا ایک ٹکڑا ٹوٹا تھا۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:
والمراد بکسر الرباعية وهي السن التي بين الثنية والناب انها كسرت فذهب منها فلقة ولم تقلع من اصلها (فتح الباری ۱۶/ ۴۵) بعض سیرت نگاروں نے لکھ دیا ہے کہ آپ کے ۴ دانت ٹوٹ گئے تھے حالانکہ یہ غلط ہے۔

اس دانت کو عتبہ بن ابی وقاص نے پتھر مار کر توڑا تھا چنانچہ محشی نے تحریر کیا ہے کہ اس کی وجہ سے ان کی نسل میں جو بالغ ہوتا تھا اس کے سامنے کے دانت ٹوٹے ہوئے رہتے تھے جس سے پہنچان لیا جاتا تھا کہ یہ عتبہ کی نسل سے ہے۔(۱)

حضرت سعدؓ کی بسالت وفضیلت

سات انصاریوں کی شہادت کے بعد آنحضرت ﷺ کے معیت میں صرف طلحہؓ وسعدؓ رہ گئے تھے یہ دونوں مہاجر بڑے ہی تیر انداز تھے انہوں نے دشمنوں کی کثرت کے باوجود بار بار انہیں ہٹنے پر مجبور کیا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ترکش سعد بن ابی وقاصؓ کے سامنے پھیلا دیا اور فرمایا اے سعدؓ تیر چلاؤ تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سعدؓ کے علاوہ کسی کے لئے ماں باپ کو جمع نہیں کیا یہ ان کے واسطے باعث سعادت ہے۔(۲)

ان میں حضرت سعدؓ کا بھائی عتبہ بن ابی وقاص تھا جس نے پتھر مار کر آپ کا دندان مبارک توڑا تھا۔ سعدؓ کی بڑی تمنا تھی کہ کسی صورت سے اپنے شقی بھائی کو پائیں تو قتل کردیں لیکن قابو نہیں پا سکے، البتہ حاطب بن ابی بلتعہؓ نے اس کا پیچھا کرکے سرتن سے جدا کردیا اور اس کے گھوڑے وتلوار پر قابض ہو کر ہی واپس آئے۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ

حضرت طلحہؓ کا حال یہ تھا کہ حضور ﷺ کو بچانے کے لئے اپنا ہاتھ ڈھال بنا دیا جس سے انگلیاں کٹ گئیں اور ہاتھ خون بہنے سے شل ہوگیا، انگلیاں کٹیں تو انہوں نے حس کہا اچھا ہوا آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے بسم اللہ کہا ہوتا تو فرشتے تمہیں لوگوں کے سامنے ہی آسمان کی فضا میں اٹھا لیتے۔(۳)

---

(۱) حاشیہ بخاری ۲/ ۵۸۳ (۲) بخاری ۲/ ۵۸۱
(۳) البدایہ ۴/ ۲۶

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیقؓ جب جنگ احد کا ذکر کرتے تو کہتے وہ دن کل کا کل حضرت طلحہؓ کا تھا۔ ترمذی نے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو کسی شہید کو زمین پر چلتا ہوا دیکھنا چاہے تو طلحہ بن عبیداللہؓ کو دیکھ لے۔(۱)

بعض صحابہ کا آپ ﷺ کے گرد جمع ہونا

لڑائی کی شدت اور نبی ﷺ کی ذات پر حملہ جاری تھا کہ ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ ابودجانہؓ اور ابوعبیدہ بن جراحؓ وغیرہ بھی آپ کو تلاش کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے پہنچ گئے اور ہر چہار جانب سے حملوں کا بچاؤ کرنے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ آپ کی طرف لوٹ کر آنے والوں میں سب سے پہلے میں پہنچا تو دیکھا طلحہؓ آپ کے آگے سے بچاؤ کر رہے ہیں، میں نے کہا طلحہ تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں اسی طرح جمے رہو پھر بڑی تیزی کے ساتھ ابوعبیدہؓ بن جراح بھی پہنچ گئے، اتنے میں حضرت طلحہؓ بے تاب ہو کر گر گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کو اٹھاؤ، انہوں نے جنت واجب کر لی، پھر ہم نے ان کی مرہم پٹی کی تو دیکھا کہ جسم پر تلوار کے دس بڑے زخم تھے، ویسے دوسری روایت میں ہے کہ تیر، تلوار اور نیزے کے ستر (۷۰) گھاؤ سے بھی زائد تھے۔(۲)

خس پوش خندق میں گرنا

اسی درمیان جب کہ آپ ﷺ پر پے در پے حملے ہو رہے تھے ایک جانب مڑے اور اچانک اس خندق میں گر گئے جو ابو عامر فاسق نے رات میں کھودوا کر خس پوش کر دیا تھا، اس کے اندر نکیلے ہتھیار چھپائے ہوئے تھے جن سے آپ کا زانوئے مبارک زخمی ہو گیا، فوراً حضرت طلحہؓ نے اندر گھس کر آپ کو گود میں اٹھالیا اور حضرت علیؓ باہر سے آپ کا دست مبارک تھام کر اوپر لے آئے۔(۳)

حضرت ابوطلحہؓ انصاری

اسی طرح حضرت ابوطلحہؓ انصاری نے بھی اپنے نفس کو حضور ﷺ کے لئے ڈھال بنا دیا۔ وہ اپنا سینہ اٹھاتے تھے تا کہ تیر آنحضرت ﷺ کے اوپر نہ آئے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب لوگ احد کے دن شکست کھا گئے تو ابوطلحہؓ ایک چمڑے کے ڈھال سے آپ کو بچاتے تھے، وہ خود تیر اندازی میں ماہر تھے، تیر

---

(۱) ابن ہشام ۳/۸۰ والبدایہ ۴/۲۹ (۲) ابن ہشام ۳/۸۰، والبدایہ ۴/۲۹، ۳۰

(۳) البدایہ ۴/۲۳، ۲۴، وابن ہشام ۳/

Marfat.com

چلاتے چلاتے ان کے ہاتھ سے ۲-۳ کمان ٹوٹ گئے لوگ ترکش لے کر گذرتے تو آپ ﷺ فرماتے اسے ابوطلحہ کے لئے پھیلا دو، کبھی آپ دشمنوں کی طرف جھانکتے تو ابوطلحہؓ کہتے میرے ماں باپ قربان ہوں آپ جھانکیں نہیں ایسا نہ ہو کوئی تیر لگ جائے اس کے لئے میرا سینہ حاضر ہے۔(۱)

اونگھ کا طاری ہونا

اسی حال میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کاملین پر امن واطمینان قلب کے لئے نیند بھی طاری فرمائی تاکہ اس خونی معرکہ کا خوف ان کے دل سے نکل جائے۔حضرت ابوطلحہؓ فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جنہیں حالت جنگ میں نیند ڈھانپ لیتی تھی چنانچہ کئی دفعہ میرے ہاتھ سے تلوار گری اور میں اٹھاتا رہا۔(۲)

منجانب اللہ حمایت

صحابہ کرام میں سے کچھ لوگ جب آپ کے ارد گرد جمع ہوگئے تو آپ کے بچانے اور دشمنوں کو ہٹانے میں کوئی کسر نہیں لگائی جیسا کہ اوپر کے بیان سے ظاہر ہے لیکن کافروں کا ازدحام ہوتا نظر نہیں آتا تھا ہر طرف سے تیروں اور پتھروں کی بارش تھی تلوار اور نیزوں سے وار کرنے والوں کا تانتا بندھا تھا ایسی حالت میں اللہ نے غیبی امداد بھی فرمائی۔

حضرت نافع بن جبیر ایک مہاجر کا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ کے اوپر جب ہر طرف سے تیر آنے لگے تو حضور ﷺ وسط میں کھڑے تھے لیکن ہر ایک تیر آپ کے قبل ہو کر دائیں بائیں سے نکل جاتا اسی طرح ایک دفعہ عبداللہ بن شہاب زہری آپ کے قریب آکر کہنے لگا بتاؤ محمد ﷺ کہاں ہیں اگر وہ بچ کر نکل گئے تو سمجھو میں نہیں بچا یہ کہہ کر چلا گیا حالانکہ آپ اس کے پہلو میں تھے صفوان نے بعد میں اس کو ملامت کی تو کہنے لگا واللہ میں نے ان کو دیکھا ہی نہیں میں قسم کھاتا ہوں کہ وہ خدا کی طرف سے محفوظ کر دیئے گئے ہیں۔ہم چار آدمیوں نے قسم کھا کر معاہدہ کیا تھا کہ قتل کر کے ہی دم لیں گے لیکن کسی صورت سے کامیاب نہ ہو سکے۔(۳)

---

(۱) بخاری ۲/ ۵۸۲، البدایہ ۴/ ۲۵   (۲) بخاری ۲/ ۵۸۲

(۳) البدایہ ۴/ ۳۰، زرقانی ۲/ ۴۰، ۲۹

Marfat.com

دو فرشتوں کا جنگ کرنا

حضرت سعدؓ سے مروی ہے کہ میں نے احد کے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے ساتھ دو آدمی دائیں بائیں سفید کپڑوں میں ملبوس بڑی سخت جنگ کر رہے تھے نہ میں نے ان کو اس سے پہلے دیکھا تھا نہ اس کے بعد، وہ دونوں جبرئیل و میکائیل علیہما السلام تھے۔(۱)

امام زہری بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ کے رخسار مبارک پر تقریباً ستر بار حملے کئے گئے لیکن اللہ نے آپ کو ان سب کے شر سے محفوظ رکھا۔(۲)

سہل بن حنیفؓ

آپ تیر اندازی میں مہارت رکھتے تھے جنگ احد میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ سے موت پر بیعت کی اور جب مشرکین اس جنگ میں آپ پر یورش کرنے لگے تو اس طرح مقابلہ کیا کہ کوئی بھی ان کی جانب سے آپ ﷺ کے قریب آنے کی ہمت نہیں کرتا تھا۔

عبد الرحمن بن عوفؓ

آپ بھی جنگ احد میں بڑی پامردی سے لڑتے اور دشمنوں کو دفع کرتے رہے یہاں تک کہ آگے کے دانت ٹوٹ گئے اور جسم پر بیس سے زیادہ کاری زخم آئے اور پاؤں ایسا زخمی ہوا کہ ہمیشہ کے لئے لنگڑے ہو گئے۔(۳)

مالک بن سنانؓ

حضرت ابو سعید خدریؓ کے والد مالک بن سنانؓ بھی بڑی بہادری سے دشمنوں کا مقابلہ کرتے رہے اور نبی ﷺ کے رخسار مبارک پر زخم سے خون بہنے لگا تو اسے چوس کر صاف کر دیا۔ آپ نے فرمایا اسے کلی کر دو لیکن وہ نگل گئے اور کہا واللہ میں آپ کے دم مبارک کو کبھی کلی نہ کروں گا۔ یہ کہہ کر جنگ میں مشغول ہو گئے تو آپ نے فرمایا جس کے خون سے میرا خون مل گیا اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی۔ نیز فرمایا جسے جنتی آدمی دیکھنا ہو وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے پھر وہ اسی جنگ میں شہید ہوئے۔(۴)

---

(۱) بخاری ۲/۵۸۰ و مسلم والبدایہ ۴/ ۲۷
(۲) فتح الباری پ ۱۶/ص ۴۸
(۳) ابن ہشام ۳/ ۸۳
(۴) ابن ہشام ۳/ ۸۰

Marfat.com

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اعتراض و جواب

ایک آدمی موسم حج میں مکہ معظمہ آیا اور دیکھا کہ قریش کے چند لوگ اکٹھا بیٹھے ہیں ان میں حضرت ابن عمرؓ بھی تھے، اس آدمی نے آپ سے کہا میں آپ کو حرمت کعبہ کی قسم دیتا ہوں، سچ بتایئے کیا حضرت عثمانؓ احد کی جنگ سے بھاگے نہیں تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں ضرور بھاگ پڑے تھے، اس نے کہا کیا وہ غزوۂ بدر سے غائب نہیں تھے؟ فرمایا ہاں وہاں بھی موجود نہیں تھے، اس نے کہا کیا وہ بیعۃ الرضوان سے پیچھے نہیں رہ گئے تھے؟ فرمایا ہاں اس میں بھی موجود نہیں تھے چونکہ وہ آدمی حضرت عثمانؓ کے باغیوں میں سے تھا اس لئے بہت خوش ہوا اور اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر چل پڑا۔

حضرت ابن عمرؓ نے اسے جاتے دیکھا تو فرمایا ادھر آ تا کہ میں جواب کی وضاحت کردوں۔ پہلی بات میدان احد سے ان کا بھاگنا اس کے لئے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے بالصراحت قرآن کریم میں تمام بھاگنے والوں کی غلطی معاف کردی ہے، دوسری بات بدر سے غائب ہونا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہ زوجۂ عثمان غنیؓ اس وقت سخت بیمار تھیں اس لئے ان کی تیمارداری میں روک دیئے گئے تھے اور حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے بدر میں حاضر ہونے والوں کے برابر اجر ہوگا اور غنیمت کا حصہ بھی دیا جائے گا۔ تیسری بات بیعت الرضوان میں نہ حاضر ہونا تو حضرت عثمان کو رسول اللہ ﷺ نے خود ہی مکہ بھیجا تھا اگر ان سے بڑھ کر آپ کی نظر میں کوئی اور ہوتا تو آپ اسی کو بھیجتے پھر بیعت الرضوان آپ کے جانے کے بعد آپ ہی کے لئے واقع ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے اور اپنے دوسرے ہاتھ پر اسے مار کر فرمایا کہ عثمانؓ کی بیعت ہے، پس اس سے بڑھ کر فضیلت اور کیا ہوسکتی ہے۔(۱)

ابوعبیدہ بن جراحؓ

حضرت صدیقؓ فرماتے ہیں کہ خود کی جوکڑی رسول اللہ ﷺ کے رخ انور میں چبھ گئی تھی اس کو ابوعبیدہ بن جراحؓ نے دانت سے پکڑ کر کھینچا تو ان کا سامنے والا دانت ٹوٹ گیا پھر دوسرا حلقہ پکڑ کے کھینچا تو ان کا دوسرا دانت بھی ٹوٹ گیا۔(۲)

---

(۱) بخاری ۲/۵۸۴ (۲) ابن ہشام ۳/۸۰

Marfat.com

قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ

عاصم بن عمرو بن قتادہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ان کے دادا قتادہ بن نعمان ؓ کے کمان سے رسول اللہ ﷺ خود بنفس نفیس تیر اندازی کرتے تھے یہاں تک کہ اس کا ایک کنارہ ٹوٹ گیا تو قتادہ ؓ نے اسے بطور یادگار اپنے پاس رکھ لیا جو بہت دنوں تک ان کے پاس رہا اسی طرح جنگ احد میں ان کی ایک آنکھ نکل کر رخسار پر آ گئی انہوں نے آ کر آپ کو دکھایا تو آپ نے اسے لوٹا کر اسی کی جگہ پر لگا دیا یہ آپ کا معجزہ تھا کہ ان کی وہ آنکھ پہلے سے بھی زیادہ تیز اور روشن ہو گئی اور کبھی دوسری آنکھ میں آشوب چشم اور سرخی کی تکلیف ہوتی تو یہ آنکھ محفوظ رہتی تھی۔ (۱)

ام عمارہ ؓ

حضرت ام عمارہ نسیبہ بنت کعب مازینہ بیان کرتی ہیں کہ جنگ احد میں ابن قمیہ کہنے لگا مجھے بتاؤ محمد ﷺ کہاں ہیں اگر وہ بچ گئے تو گویا میں نہیں بچا، پس میں اور حضرت مصعب بن عمیر ؓ نے اس کا پیچھا کیا اچانک ابن قمیہ نے میرے شانے پر تلوار سے گہرا زخم کر دیا، پھر بھی میں نے سنبھل کر اس پر پے در پے کئی وار کیے اگر وہ دوہری زرہ نہ پہنے ہوتا تو میں اسے قتل کر دیتی۔ (۲)

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت اور ابن قمیہ کا دعویٰ

حضرت مصعب بن عمیر ؓ جنہوں نے مدینہ میں گھر گھر اسلام کی اشاعت کی تھی آج لشکر اسلام کی علمبرداری کا فریضہ انجام دیتے ہوئے نبی ﷺ کی حفاظت اور دفاع میں بڑی جانبازی سے کام کیا اور پہلی مرتبہ جب ابی ابن خلف نے کہا مجھے بتاؤ، محمد ﷺ کہاں ہیں اگر وہ بچ گئے تو میں نہ بچا۔ حضرت مصعب بن عمیر ؓ نے اس پر حملہ کر دیا اور پچھاڑتے ہوئے اس کے ساتھیوں تک لے گئے وہاں ابن قمیہ نے موقع پا کر آپ کے داہنے ہاتھ پر وار کیا جب وہ کٹ گیا تو آپ نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا تو اس نے دوسرا وار کر کے بایاں ہاتھ بھی کاٹ دیا، آپ نے کٹے ہوئے ہاتھ سے جھنڈے کو سینے و گردن سے چمٹا لیا تا کہ حیات کے آخری لمحے تک اسلامی علم گرنے نہ پائے بالآخر بے ہاتھ و بے قابو پا کر اس نے آپ کو شہید کر دیا۔

---

(۱) ابن ہشام ۳/۸۲، البدایہ ۴/۳۳ (۲) ابن ہشام ۳/۸۲، البدایہ ۴/۳۴

Marfat.com

چونکہ آپ کی شکل وصورت رسول اللہ ﷺ سے ملتی جلتی تھی اسی لئے اس نے شور مچا دیا کہ میں نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا اس کی یہ آواز گونجی تو صحابہ کرام جو آپ سے دور ادھر ادھر جنگ میں مصروف تھے بے قرار ہو گئے ان کی رہی سہی طاقت پھر سے جواب دینے لگی۔ (۱)

علم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں

حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت کی خبر پاتے ہی رسول اللہ ﷺ نے علم حضرت علیؓ کو عنایت فرمایا۔ انہوں نے صحابہ کے ساتھ مل کر جو اس وقت رسول پاک کے گرد موجود تھے بڑی بہادری سے جنگ کی اور دشمنوں کو دفع کرنے میں بڑی حد تک کامیاب ہو گئے، نبی ﷺ کو تھوڑا سا موقع ملا تو ازدحام کو چیر کر اسلامی خیمے کی طرف بڑھے اس وقت سب سے پہلے آپ ﷺ کو کعب بن مالکؓ نے دیکھا خود کے نیچے آپ کی دونوں آنکھیں چمک رہی تھیں۔ فوراً بلند آواز سے پکار اٹھے کہ لوگو! خوش ہو جاؤ یہ ہیں اللہ کے رسول ﷺ۔ آپ نے ان کو اشارۃً منع فرمایا تا کہ دشمن اس طرف یورش نہ کر بیٹھیں۔ اس وقت آپ کے ہمراہ ابوبکر صدیقؓ، عمر بن خطابؓ، علی بن ابی طالبؓ، طلحہ بن عبیداللہؓ، زبیر بن العوامؓ اور حارث بن صمہؓ وغیرہ موجود تھے۔ اب گھاٹی کی طرف سے دوسرے مسلمان بھی آ کر جمع ہونے لگے۔ (۲)

عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ کا قتل

نبی ﷺ گھاٹی کی طرف بڑھنے لگے تو عثمان بن عبداللہ جو مشہور شہسوار تھا آپ کی طرف یہ کہتے ہوئے بڑھنے لگا اگر یہ بچ کر نکل گئے تو میں نہیں بچا۔ حضور ﷺ نے آگے بڑھ کر اس کا مقابلہ کرنا چاہا لیکن اللہ کی مشیت کہ اس کافر کا گھوڑا مقابلہ سے قبل ہی ایک خندق میں پھسل کر گر گیا اس کے گرتے ہی حارث بن صمہ نے تلوار سے اس کا پاؤں کاٹ کر بیٹھا دیا پھر قتل کر کے اس کے ہتھیار پر قابض ہو گئے لیکن دوسرے ہی لمحے ایک دوسرے کافر عبداللہ بن جابر نے وار کر کے ان کا شانہ زخمی کر دیا۔ مسلمان حضرت حارث بن صمہ کی مدد کو دوڑے اپنے زخمی بھائی کو اٹھایا اور حضرت ابودجانہ نے آگے بڑھ کر اس کافر کا کام بھی تمام کر دیا۔ (۳)

ابی بن خلف کا قتل

ابی بن خلف عوذ نام کا ایک گھوڑا رکھتا تھا ایک دفعہ مکہ میں نبی ﷺ سے ملا اور کہنے لگا اسے میں دانہ

(۱) ابن ہشام ۳/۳۰، وزاد المعاد ۲/۹۵

(۲) ابن ہشام ۳/۸۳، البدایہ ۴/۲۵

(۳) ابن ہشام ۳/۸۳، البدایہ ۴/۲۵

Marfat.com

پانی کھلاتا ہوں تاکہ اسی پر سوار ہو کر آپ کو قتل کروں آپ نے فرمایا اگر خدا نے چاہا تو میں ہی تجھے قتل کروں گا۔ آج احد میں ابی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اسی نیت سے آیا تھا۔ لیکن مصعب بن عمیرؓ نے اس کا تعاقب کر کے پیچھے دھکیل دیا۔ اب جب کہ آنحضرت ﷺ کفار کے ازدحام سے نکل کر گھاٹی میں پہنچ گئے اور آرام کرنے کے لئے ٹیک لگانا چاہا تو یہ شقی پھر پہنچ گیا اور کہنے لگا اے محمد ﷺ! اگر تو بچ گیا تو میں نہیں بچا، اس کا مقصد آپ سے مقابلہ کرنا تھا۔ لیکن صحابہ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ! ہم میں سے کسی کو حکم دے دیں آپ خود تکلیف نہ فرمائیں، آپ نے فرمایا اسے مجھ ہی سے مقابلے کی خواہش ہے لہذا آنے دو۔ جب وہ آپ کے قریب پہنچ گیا تو آپ نے حضرت حارث بن صمہؓ سے ایک چھوٹا سا نیزہ لے کر ایسی حرکت دی کہ لوگ خوف ودہشت سے ادھر ادھر چھنٹ گئے جیسے جھاڑتے وقت اونٹ کی پشت سے کاٹنے والی مکھیاں اڑ کر بھاگتی ہیں۔ پھر آپ ﷺ ابی کی طرف متوجہ ہوئے اس کا سارا بدن لوہے کی زرہ سے ڈھکا ہوا تھا آپ نے ایک چھوٹا سا سوراخ دیکھ کر اس کی گردن پر نیزے کی نوک سے معمولی سا چرکا لگایا۔ جس سے خراش آ کر خون کا سرخ نشان بن گیا۔ یہ خراش لگتے ہی ابی بن خلف لڑکھڑا کر گھوڑے سے گرا اور بیل کی مانند ڈکارنے لگا اس کے چلانے کی آواز سن کر اس کے ساتھی قریب آئے اور کہنے لگے گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے یہ معمولی سی خراش آئی ہے تم بہت جلد اچھے ہو جاؤ گے اس نے کہا ہرگز نہیں محمد ﷺ نے مجھ سے مکہ ہی میں کہا تھا کہ ان شاء اللہ میں تجھے قتل کر دوں گا، خدا کی قسم اگر وہ آج مجھ پر تھوک دیتے تو بھی میں مر کر ہی چھٹی پاتا چنانچہ وہ لوٹتے ہوئے مکہ کے راستہ میں بمقام سرف یا بطن رابغ میں چیخ چیخ کر مر گیا۔ (۱)

حضرت عائشہؓ، ام سلیمؓ اور ام سلیطؓ کی خدمات

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جنگ احد میں ام المومنین حضرت عائشہؓ اور ام سلیمؓ کو دیکھا کہ اپنی پشت پر مشک کا بھرا ہوا پانی لاتیں اور زخمیوں کو پلاتی تھیں اور پانی ختم ہو جاتا تو دوبارہ بھر کر لاتیں حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ام سلیطؓ بھی جنگ احد میں یہی خدمت انجام دے رہی تھیں۔ (۲)

ام ایمنؓ

ام ایمنؓ رسول اللہ ﷺ کی موروثی خادمہ تھیں انہوں نے بھاگنے والے مسلمانوں کو مدینہ میں

(۱) ابن ہشام ۲/۸۴، البدایہ ۴/۳۲

(۲) بخاری ۲/۵۸۱، ۵۸۲

Marfat.com

داخل ہوتے دیکھا تو ان پر مٹی پھینکنے لگیں اور کہا تلوار ہمیں دے دو اور تم گھروں میں بیٹھ کر تکلہ چلاؤ پھر میدان جنگ میں پہنچ کر زخمیوں کو پانی وغیرہ پلانے لگیں اسی دوران حبان ابن العرقہ نے ایک تیر مارا جس سے بے قابو ہو کر گریں اور بدن کا بعض حصہ کھل گیا، کافر یہ دیکھ کر ہنسنے لگا، نبی ﷺ کو یہ بات بہت شاق گذری، آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو بے پھل کا ایک تیر دیا اور فرمایا اسی سے مارو۔ انہوں نے ایسا نشانہ کیا کہ تیر حبان کے حلق میں لگا جس سے الٹ کر وہ بھی برہنہ ہو گیا اس کو فوری طور پر اس طرح بدلہ پاتے ہوئے دیکھ کر سب کو بڑی خوشی ہوئی اور نبی ﷺ بھی مسکرا اٹھے۔ (۱)

زخمی طلحہؓ کے شانے پر رسول ﷺ اللہ کا سوار ہونا

نبی ﷺ جنگ سے فرصت پا کر پہاڑ کی بلندی پر جانے لگے تو راستے میں ایک بڑا پتھر حائل ہونے سے چڑھنا دشوار ہو گیا۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ اگر چہ اس سے پہلے آپ کی حفاظت میں کافی زخمی ہو چکے تھے لیکن آپ کی پریشانی دیکھتے ہی فوراً نیچے بیٹھ گئے اور اپنے شانے پر سوار کر کے اوپر اٹھا دیا آپ نے ان کی اس فداکاری پر فرمایا: اوجب طلحة طلحہؓ نے اپنے اوپر جنت واجب کر لی۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ کے پینے کا پانی اور زخم کی صفائی

رسول اللہ ﷺ گھاٹی کے دہانے پر پہنچ گئے تو حضرت علیؓ چشمہ مہراس سے ڈھال میں بھر کر پینے کا پانی لائے لیکن اس میں کریہہ بو پائے جانے سے آپ نے ناپسند فرمایا اور اس سے صرف چہرے اور سر کا خون دھل کر چھوڑ دیا۔ (۳)

پھر محمد بن مسلمہ تلاش کر کے عمدہ اور میٹھا پانی لائے تو آپ نے نوش فرمایا اور ان کے لئے دعائے خیر کی۔ (۴)

سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ آپ کا زخم دھلتی تھیں اور حضرت علیؓ ڈھال سے پانی ڈالتے تھے جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ خون دھلنے سے بند نہیں ہوتا تو چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر اس میں چپکا دیا جس سے خون کا آنا بند ہو گیا۔ (۵)

---

(۱) سیرت حلبیہ ۲/۲۲ — (۲) ابن ہشام ۳/۱۶

(۲) ابن ہشام ۳/۱۵ — (۳) سیرت حلبیہ ۲/۳۰

(۵) بخاری / ۵۸۷

Marfat.com

پہاڑ پر حملے کی کوشش اور دفاع

رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ گئے تو وہاں بھی خالد بن ولید اور ان کے کافر ساتھیوں کی ایک ٹولی حملے کے لئے چڑھنے لگی اس وقت آپ نے دعا فرمائی کہ خدایا اب تیرے سوا کوئی سہارا نہیں ہے، اے اللہ مناسب نہیں ہے، کہ کفار یہاں بھی چڑھ کر آویں یہ سن کر عمر بن خطابؓ اور دیگر مہاجرین نے حملہ کر کے انہیں نیچے اتار دیا، ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو حکم دیا کہ انہیں نیچے اتار دو چنانچہ انہوں نے ترکش سے ایک تیر لے کر مارا تو ایک کافر زخمی ہو کر گرا پھر وہ تیر لوٹ آیا پس اسی سے دوسرے کو مار کر ہلاک کیا اسی طرح چار مرتبہ کیا اور تیر ہر مرتبہ لوٹ آتا تھا یہاں تک کہ دشمن واپس جانے پر مجبور ہو گئے۔

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ ایک فرشتہ خوبصورت انسان کی شکل میں بار بار وہی تیر میرے ترکش میں لا کر رکھ دیتا تھا اب یہ تیر برکت کے طور پر ہمیشہ میرے ترکش میں رہتا ہے، میں نے کبھی جدا نہیں کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت سعدؓ کی وفات کے بعد بھی یہ تیر ان کے ترکش میں موجود تھا جو ان کی اولاد کی وراثت میں آیا۔ (۱)

ظہر کی نماز بیٹھ کر

خون وغیرہ کی صفائی ہو گئی تو اس وقت نقاہت اور زخموں کے سبب رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز بیٹھ کر پڑھائی اور تمام مسلمانوں نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر پڑھی۔ (۲)

شہدائے کرام کا مثلہ

عام جنگ ختم ہوئی تو کفار کی عورتوں نے مسلمان شہداء کے کان، ناک انگلیاں اور عضو تناسل تک کاٹ کر مثلہ کیا اور ان کا پیٹ چاک کر کے دل و جگر نکال کر گلے کا ہار اور پازیب بنا کر ناچنے کودنے لگیں۔

ہند نے حضرت حمزہ کا کلیجہ نکال کر چبا ڈالا لیکن نگل نہ سکی۔ پھر وحشی قاتل حمزہؓ کو بلا کر اپنا زیور، کان کی بالی اور پازیب وغیرہ انعام میں دے دیا پھر پہاڑ کی ایک چوٹی پر چڑھ کر یہ اشعار پڑھنے لگی۔

نحن جزيناكم بيوم بـــدر والحرب بعد الحرب ذات سعر

---

(۱) سیرت حلبیہ ۲/۵۶ (۲) ابن ہشام ۲/۵۶

Marfat.com

ما کان عن عتبة لی من صبر — ولا أخی وعمه وبکـــــــر
شفیت نفسی وقضیت نذری — شفیت وحشی غلیل صــدری
فشکر وحشی علی عمـــری — حتی تـــرم اعظمی فی قبری

ہم نے تمہیں بدر کا بدلہ چکا دیا۔ جنگ کے بعد جنگ آگ بھڑکانے والی ہوتی ہے۔ مجھے اپنے باپ عتبہ اور اپنے بھائی اور اس کے چچا اور بکر کا بدلہ لئے بغیر صبر و قرار نہیں تھا آج میں نے اپنی نذر پوری کر کے دل کی بھڑاس نکال لی۔ اے وحشی تو نے میرے سینے کی جلن دور کر دی، میں عمر بھر وحشی کا شکر گزار رہوں گی۔ یہاں تک کہ میری ہڈیاں قبر میں بوسیدہ ہو جائیں۔ ان اشعار کا جواب ہند بنت اثاثہؓ اور حضرت حسانؓ نے اسی بحر و قافیہ میں دیا ہے۔ (۱)

ابوسفیان حضرت حمزہؓ کی لاش کے پاس

حلیس ابن زبان کہتے ہیں کہ اختتام جنگ کے وقت ابوسفیان نے حضرت حمزہؓ کی لاش کے پاس پہنچ کر ان کی کنپٹی پر نیزے سے چوکا لگایا اور کہا اے آبائی مذہب ترک کرنے والے مزہ چکھ۔ اس وقت میں برداشت نہ کر سکا اور بنو کنانہ کے لوگوں کو آواز دے کر کہا، یہ قریش کا سردار اپنے مردہ بھتیجے کے ساتھ جو کچھ کرتا ہے دیکھ لو، یہ سن کر ابوسفیان شرمندہ ہو گیا اور کہا خدا را کسی سے مت کہو یہ میری لغزش ہے۔ (۲)

حضرت ابودجانہؓ

کعب بن مالک کہتے ہیں کہ جس وقت کفار قریش مسلمان شہداء کا مثلہ کر رہے تھے میں تھوڑے ہی فاصلے پر کھڑا دیکھ رہا تھا اس وقت ایک مشرک کامل زرہ پوش شہداء کے درمیان سے جا رہا تھا اور کہتا تھا ذبح کی ہوئی بکریوں کی طرح پڑے رہو اور ایک زرہ پوش مسلمان جو اس کا انتظار کر رہا تھا وہ اگرچہ اس سے اچھے ہتھیاروں میں تھا لیکن جب دونوں آمنے سامنے ہوئے تو مسلمان نے بڑھ کر اس کے شانے پر ایسا زبردست وار کیا کہ تلوار کاٹتی ہوئی سرین تک پہنچ گئی اور اس کے جسم کے دو حصے ہو گئے، پھر مسلمان نے میری طرف متوجہ ہو کر منہ کھولا اور کہا اے کعب آپ نے دیکھا میں ابودجانہؓ ہوں۔ (۳)

---

(۱) ابن ہشام ج ۲ ص ۹۱ — (۲) ابن ہشام ج ۲ ص ۹۳

(۳) البدایہ ج ۴ ص ۱۷

Marfat.com

ابوسفیان کی شماتت

جنگ ختم ہوگئی اور کفار نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو ابوسفیان نے پہاڑ کی بلندی پر جھانک کر تین مرتبہ پکارا کیا تم میں محمد ﷺ ہیں؟ لوگوں نے کوئی جواب نہ دیا، پھر دو مرتبہ پکارا کیا تم میں ابوبکرؓ ہیں؟ اس دفعہ بھی کوئی جواب نہیں ملا، پھر دو مرتبہ پکارا کیا تم میں عمر بن خطابؓ ہیں؟ کسی نے کچھ جواب نہیں دیا کیونکہ حضورؐ نے منع فرما دیا تھا، جب اس نے تینوں اہم شخصیتوں کے بارے میں جواب نہیں پایا تو خوشی میں جھوم کر بولا یہ سب قتل ہو چکے چلو کافی ہے۔

اس کا یہ کہنا تھا کہ حضرت عمرؓ بے قابو ہو کر بول اٹھے، اے دشمنِ خدا تو جھوٹا ہے، یہ سب زندہ موجود ہیں اور تیری سرزنش کے لئے باقی ہیں، ابوسفیان نے کہا یہ دن بدر کے بدلے کا دن ہے اور لڑائی میں اسی طرح کبھی فتح اور کبھی شکست ہوتی ہے، آج ہماری سربلندی کا دن ہے۔ آج ہماری قوم نے تمہارے مقتولین کے ناک کان وغیرہ کاٹ کر مثلہ کیا ہے نہ میں نے اس کا حکم دیا تھا اور نہ یہ مجھے برا ہی لگا ہے پھر بطور رجز کے کہنے لگا۔ اُعلُ ھُبَل اُعلُ ھُبَل۔ اے ہبل تو بلند ہو، اے ہبل تو بلند ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جواب دو۔ اللہ اعلی واجل اللہ سب سے بلند و برتر ہے۔ اس نے کہا: لنا العزی ولا عزی لکم ہمارے لئے عزیٰ بت ہے تمہارا کوئی عزی نہیں۔ آپ ؐنے فرمایا جواب دو۔ اللہ مولانا و لامولا لکم اللہ ہمارا مالک ہے اور تمہارا کوئی مالک نہیں ہے۔ پھر فرمایا کی ہمارے اور تمہارے مقتولین برابر نہیں، ہمارے مقتولین جنت میں ہوں گے اور تمہارے مقتولین جہنم میں۔ (۱)

ابن قمیہ جھوٹا ہے

اس کے بعد ابوسفیان نے حضرت عمرؓ سے کہا ذرا قریب آجاؤ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جا کر معلوم کرو کیا بات ہے، حضرت عمرؓ قریب گئے تو اس نے قسم دلا کر پوچھا کیا ہمارے ساتھیوں نے دراصل محمد ﷺ کو قتل کر دیا ہے؟ بولے اللہ شاہد ہے کہ یہ بات غلط ہے نبی ﷺ زندہ ہیں اور تمہاری یہ باتیں سن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا تم میرے نزدیک ابن قمیہ سے سچے ہو، معلوم ہوا کہ اس کی بات غلط اور دعویٰ جھوٹا ہے۔ پھر ابوسفیان نے آواز دی کہ آئندہ سال ہمارا اور تمہارا مقابلہ مقام بدر میں پھر ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہہ دو ہمیں قبول ہے۔ یہ ہمارے اور تمہارے درمیان عہد و پیمان ہے۔ (۲)

---

(۱) بخاری ۲/۵۷۹ (۲) ابن ہشام ۲/۹۴، البدایہ ۴/۲۶

Marfat.com

تحقیق حال کے لئے حضرت علیؓ کی روانگی

ابوسفیان اپنے لشکر سمیت میدان احد سے لوٹا تو نبی ﷺ نے ان کے پیچھے حضرت علیؓ کو روانہ کر دیا تا کہ پتہ لگائیں کہ ان کا ارادہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر وہ گھوڑوں کو پہلو میں ایک جانب کر کے اونٹوں پر سوار ہو گئے ہوں تو ان کا ارادہ مکہ جانے کا ہوگا اور اگر گھوڑوں پر سوار ہو کر اونٹوں کو چرانے کے لئے ہانکا ہو تو ان کا ارادہ مدینہ پر حملے کا ہوگا۔ واللہ اگر انہوں نے مدینہ کی طرف رخ کیا تو ہرگز ہم انہیں ان کے مقصد میں کامیاب نہ ہونے دیں گے بلکہ اس زخمداری کی حالت میں ابھی فی الفور چل کر ان کا مقابلہ کریں گے۔ لیکن حضرت علیؓ نے واپس آ کر بتایا کہ ان کا ارادہ مدینہ پر حملے کا نہیں ہے کیونکہ سب کے سب مکہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ (۱)

حضرت سعد بن ربیعؓ

مسلمانوں کو تھوڑا سا اطمینان ہوا تو اپنے شہیدوں اور زخمیوں کی تلاش شروع کر دی۔ آنحضرت ﷺ خود بھی بہت زخمی تھے لیکن فرمایا کہ دیکھو سعد بن ربیعؓ کا کیا حال ہے وہ زندہ ہیں یا مر گئے اگر ہیں تو میرا اسلام کہنا اور حال پوچھنا، آپ کے اس حکم کے مطابق محمد بن مسلمہ، ابی بن کعب اور زید بن ثابت نے ان کو تلاش کیا اور پکار کر کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ آپ کو یاد کرتے ہیں اس وقت وہ جانکنی کے عالم میں تھے ان کے جسم پر نیزے، تلوار اور تیروں کے ستر زخم تھے لیکن نبی ﷺ کا نام سن کر خفیف سی آواز میں بول اٹھے اور کہا اب میرا شمار مردوں ہی میں کرو۔ جا کر رسول پاک سے میرا اسلام کہنا اور بتا دینا کہ میں جنت کی بو محسوس کرتا ہوں پھر فرمایا کہ اللہ اپنے رسول کو ہم سب کی طرف سے وہ بہترین بدلہ عنایت فرمائے جو کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے ملا ہو، پھر اپنی قوم انصار کو پیغام دیا اور کہا ان سے بھی میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ تمہاری آنکھ میں ذرا بھی طاقت رہی اور تمہارے دیکھتے ہوئے دشمن اللہ کے رسول ﷺ تک پہنچ گئے تو اللہ کے یہاں تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔ (۲)

حضرت سعد بن ربیعؓ کی یتیم بچی

حضرت سعد بن ربیعؓ کی ایک چھوٹی بچی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سینے پر کھیل رہی تھی وہ اسے

---

(۱) ابن ہشام ۲/ ۹۴

(۲) ابن ہشام ۲/ ۹۴، ۱۰۰، ۴/ ۹۶

Marfat.com

چمکارتے اور بوسہ دیتے تھے ایک آدمی نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرمایا یہ سعد بن ربیعؓ کی بچی ہے۔ جو مجھ سے بہتر تھے بیعت عقبہ کے ۱۲ نقیبوں میں سے تھے، بدر میں شریک ہوئے اور غزوۂ احد میں شہادت پائی۔ (۱)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی حالت اور حزن رسول ﷺ

حضرت حمزہؓ کی تلاش میں حضور ﷺ خود نکلے انہیں بطن وادی میں دیکھا کہ پیٹ پھاڑ کر کلیجہ نکالا گیا اور ناک کان وغیرہ کاٹ کر صورت بگاڑ دی گئی ہے اس وقت آپ شدت غم سے اس قدر روئے کہ سسکیاں بندھ گئیں۔ آپ نے فرمایا اگر میری پھوپھی صفیہؓ کے غمگین ہونے کا خوف اور یہ ڈر نہ ہوتا کہ یہ چیز میرے بعد سنت بن جائے گی تو چچا کی لاش کو یونہی چھوڑ دیتا تاکہ درندوں اور چڑیوں کے پیٹ میں چلے جاتے اور اگر اللہ نے مجھے قریش پر کبھی غلبہ دیا تو ان کے بدلے میں ان کے تیس آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔ یہ بات شدت غم میں آپ کی زبان مبارک سے نکل گئی تھی جسے بعد میں اللہ عزوجل نے بذریعہ وحی منع فرمادیا۔ چنانچہ کبھی آپ نے کسی کا مثلہ نہیں کیا اور تمام مسلمانوں کو بھی اس سے روک دیا۔ (۲)

اسد اللہ والرسول کا خطاب

ابن ہشام نے ذکر کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت حمزہؓ کی لاش پر آئے اور ان کی حالت دیکھی تو فرمایا اے چچا! آپ کی طرح کسی کے ساتھ یہ معاملہ نہیں کیا گیا، نہ میرے لئے کبھی اس سے بڑھ کر رنج دہ بات پیش آئی ہے، پھر فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ ساتویں آسمان پر لکھا ہوا ہے کہ حضرت حمزہ بن عبد المطلبؓ اسد اللہ واسد الرسول ہیں۔ (۳)

صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبد المطلب اپنے بھائی کی لاش کے پاس

صفیہ بنت عبد المطلب اپنے بھائی حمزہؓ کو دیکھنے کے لئے آنا چاہتی تھیں تو نبی ﷺ نے زبیر سے فرمایا کہ پھوپھی جان کو لاش کے پاس آنے سے روک دو ایسا نہ ہو کہ دیکھ کر بے قابو ہو جائیں۔ حضرت زبیرؓ نے جا کر روکا تو انہوں نے کہا مجھے معلوم ہے کہ مثلہ کر کے میرے بھائی کی لاش بگاڑ دی گئی ہے لیکن یہ سب اللہ کے واسطے کیا گیا ہے لہذا میں ان شاء اللہ صبر واحتساب سے کام لوں گی اور جزع وفزع نہیں کروں گی یہ

---

(۱) ابن ہشام ۲/۹۵
(۲) ابن ہشام ۲/۹۵
(۳) ابن ہشام ۲/۹۶

Marfat.com

سن کر نبی ﷺ نے انہیں اجازت دے دی وہ تشریف لائیں اور رحمت و استغفار کی دعا کرتے ہوئے انا لله وانا اليه راجعون پڑھ کے رخصت ہو گئیں۔(۱)

جنازہ اور دفن و کفن

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہؓ کو ایک چادر سے ڈھنکوا دیا پھر ان پر سات تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھی پھر باقی شہیدوں کو باری باری لایا گیا اور حمزہؓ کے سامنے لا کر ان پر بھی نماز جنازہ پڑھی گئی اس طرح سے سب کے ساتھ حضرت حمزہؓ کی نماز جنازہ بہتر (۷۲) مرتبہ ہو جاتی ہے۔ لیکن اس حدیث کی سند میں حسن بن عمارہ راوی نہایت ہی ضعیف ہے۔ محدثین ان کو نا قابل اعتبار قرار دیتے ہیں۔ اس کے برخلاف صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ شہداء پر نماز جنازہ اور غسل وغیرہ نہیں ہے بلکہ ان کو خاک و خون میں لتھڑا ہوا اسی کپڑے میں دفن کر دینا چاہئے جس میں شہید ہوتے ہیں البتہ جنگی ہتھیاروں کو اتار دینا چاہئے اور اگر کسی شہید کا کپڑا دشمنوں نے اتار لیا ہو تو اسے دوسرا کفن دینا جائز ہے جیسا کہ حضرت حمزہؓ کے ساتھ کیا گیا چنانچہ مسند احمد و ترمذی میں آیا ہے کہ حضرت حمزہؓ کے کفن میں ایک دھاری دار چادر تھی اس سے ان کا سر ڈھانکا جاتا تو پیر کھل جاتا اور پیر ڈھانکا جاتا تو سر کھل جاتا اس لئے سر ڈھانک کر پیر کو اذخر گھاس سے چھپا دیا گیا اور ان کو عبداللہ بن جحشؓ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ یہ بھی حضرت حمزہؓ کے بھانجے اور رضاعی بھائی بھی تھے اور آپ ہی کی طرح ان کا بھی مثلہ کیا گیا تھا سوا اس کے کہ ان کا پیٹ چاک نہیں کیا گیا تھا۔(۲)

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی شہادت اور تلوار کا معجزہ

جنگ احد میں لڑتے لڑتے عبداللہ بن جحشؓ کی تلوار ٹوٹ گئی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو آپ نے ان کو تلوار کی جگہ ایک کھجور کی شاخ عنایت فرمائی وہ شاخ ان کے ہاتھ میں آتے ہی تلوار کی شکل میں ہو گئی یہ تلوار بعد میں ان کے اولاد کے ورثہ میں آئی۔ اور دو سو دینار میں بکی اسی طرح کا واقعہ جنگ بدر میں حضرت عکاشہؓ کی تلوار کا مذکور ہو چکا ہے۔(۳)

---

(۱) ابن ہشام ۲/۹۵

(۲) البدایہ ۴/۴۰–۴۱، البدایہ ۴/۴۲

(۳) البدایہ ۴/۴۲

Marfat.com

المجدع فی سبیل اللہ

حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے میدان احد میں مسلمانوں کی شہادت دیکھی تو اللہ سے دعا کی کہ خدایا مجھے بھی یہ سعادت عطا فرما دے کہ تیرے راستے میں شہید کیا جاؤں اور کافر آ کر میرا بھی مثلہ کر دیں اللہ نے ان کی یہ دعا قبول فرمالی اور شہادت کے بعد ان کا بھی مثلہ کیا گیا جس سے ان کو المجدع فی سبیل اللہ کا لقب دیا گیا اور حضرت حمزہؓ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے۔(۱)

شہدائے احد پر ایک نظر

عبداللہ بن ثعلبہ عذریؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے احد کے شہیدوں پر ایک نظر ڈالی اور فرمایا میں قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گا جو لوگ اللہ کی راہ میں زخمی ہوئے وہ قیامت کے دن اسی حال میں اٹھائے جائیں گے ان کا زخم تازہ ہو جائے گا رنگ خون کا ہوگا اور اس کی بو مشک جیسی ہوگی، پھر فرمایا کہ ان میں سے جو قرآن زیادہ یاد رکھنے والے ہیں قبر میں مقدم کرو اور دو دو تین تین کو ایک ہی قبر میں دفن کر دو، ایک روایت میں ہے کہ عمرو بن جموحؓ اور عبداللہ بن حرام کو ایک قبر میں کر دو اس لئے کہ وہ دونوں آپس میں رفیق تھے، ایک روایت میں ہے کہ کچھ لوگ اپنے مقتولین کو مدینہ میں اٹھالے گئے تو آپ نے ان کو منع فرمایا اور حکم دیا کہ جہاں شہید ہوئے ہیں وہیں لا کر دفن کر دو۔(۲)

عمرو بن جموحؓ کی شہادت

حضرت عمرو بن جموحؓ سخت لنگڑے تھے ان کے ۴ بیٹے تھے جو شیروں کی طرح ہر معرکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے جب جنگ احد کا دن ہوا تو ان کے بیٹوں نے ان کی معذوری کی وجہ سے غزوہ میں شرکت سے روک دیا لیکن وہ شوق شہادت میں حضور ﷺ کے پاس پہنچے اور کہا کہ میرے بیٹوں نے اس مبارک کام میں شریک ہونے سے روک دیا ہے حالانکہ مجھے شوق ہے کہ اسی لنگڑے پاؤں سے جنت کی سرزمین کو روندوں، آپ نے فرمایا کہ تمہیں اللہ نے معذور کر دیا ہے اس لئے تمہارے اوپر جہاد فرض نہیں پھر ان کے بیٹوں سے فرمایا کہ ان کو جہاد کی تمنا ہے تو روکنا بھی کچھ ضروری نہیں، پس نکلے اور اللہ سے دعا کی کہ الہ العالمین مجھے یہاں سے واپس نہ ہونا پڑے، پس وہ اپنی خواہش کے مطابق وہیں شہید کر

---

(۱) ابن ہشام ۴/۴۲

(۲) ابن ہشام ۲/۹۸

Marfat.com

دیئے گئے شہادت کے بعد ان کے بیٹوں نے ان کی لاش اونٹ پر لاد کر مدینہ لے جانا چاہا لیکن اونٹ اس کی طرف رخ کر کے ایک قدم بھی نہیں چلتا تھا۔ لہذا ان کو بھی تمام شہداء کے ساتھ وہیں دفن کیا گیا۔(۱)

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

حضرت خبابؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے اللہ کی رضا کے لئے ہجرت کی تو اللہ نے ہمیں اس کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیا لیکن ہم سے بعض لوگ پہلے ہی چلے گئے، انہیں میں حضرت مصعب بن عمیرؓ بھی تھے ان کے کفن میں ایک چادر تھی اگر ہم سر ڈھانک دیتے تو پیر کھل جاتا اور اگر پیر ڈھانک دیتے تو سر کھل جاتا پس نبی علیہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کا سر ڈھانک دو اور پیر پر اذخر گھاس رکھ دو۔

اسی طرح عبدالرحمن بن عوفؓ کے سامنے کھانا لایا گیا تو کہنے لگے کہ مصعب بن عمیرؓ ہم سے بہتر تھے لیکن ان کو ایک چھوٹی چادر کے سوا کفن بھی میسر نہیں ہوا اور ہمارے لئے دنیا کشادہ کر دی گئی ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ ہماری نیکیوں کا بدلہ دنیا ہی میں مل کر ختم نہ ہو جائے پھر رونے لگے اور کھانا چھوڑ دیا۔(۲)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ احد سے لوٹتے ہوئے مصعب بن عمیرؓ کے پاس سے گزرے تو ٹھہر کر ان کے لئے دعا فرمائی پھر یہ آیت پڑھی ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾ مومنین میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے کئے ہوئے عہد کو سچ کر دکھایا۔(۳)

اصیرم رضی اللہ عنہ کا واقعۂ شہادت

اصیرمؓ بنو عبدالاشہل میں سے تھے ان کا نام عمرو بن ثابت بن وقش تھا پہلے وہ اسلام سے منحرف تھے لیکن احد کے دن اچانک ان کے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوئی وہ تلوار لے کر نکل پڑے۔ جہاد کیا اور شہید ہو گئے، لوگوں نے انہیں جان کنی کے عالم میں پایا، پوچھا گیا قومی حمیت میں آئے یا اسلام کی رغبت ہوئی تھی؟ بولے میرے دل میں اسلام کی رغبت پیدا ہوئی، میں اللہ و رسول پر ایمان لایا ہوں تلوار لی اور حضور ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا، یہاں تک کہ میرا یہ حال ہے پھر وفات پا گئے۔ صحابہ نے حضور ﷺ سے بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا وہ اہل جنت میں سے ہیں۔ (حالانکہ ایک وقت کی نماز بھی نہیں پڑھی تھی)(۴)

---

(۱) ابن ہشام ۲/۹۰، ۹۱ (۲) بخاری ۲/۵۷۹
(۳) البدایہ ۴/۴۵ (۴) ابن ہشام ۲/۹۰

Marfat.com

یزید بن حاطب رضی اللہ عنہ کا واقعہ

عاصم بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص حاطب بن امیہ تھا، اس کا بیٹا یزید جنگ میں شریک ہو کر سخت زخمی ہوا لوگ اسے اٹھا کر اپنی قوم میں لائے اس پر نزع کا عالم طاری ہوا تو مسلمان اسے باغ جنت کی بشارت دینے لگے، اس کا باپ بوڑھا اور کفر و نفاق پر قائم تھا اس نے مسلمانوں کی بات سنی تو اپنا نفاق ظاہر کر دیا اور بولا تم اسے کس باغ کی خوشخبری دیتے ہو کیا اس کے مدفن میں اگنے والے جنت حرمل (کالے دانے کا ایک پودا تھا) کی بشارت دیتے ہو، خدا کی قسم تم نے اس لڑکے کو دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ یہ یزیدؓ اپنے باپ کے عقیدے کے خلاف مومنین میں سے تھے جو اہل سیرت کے بیان کے مطابق درجۂ شہادت سے مشرف ہوئے۔(۱)

قُزمان کا واقعہ

عاصم بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک اجنبی آدمی قزمان کے نام سے پکارا جاتا تھا، پتہ نہیں وہ کس خاندان کا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ وہ اہل نار سے ہے، جب احد کا دن آیا تو اس نے بڑی بہادری سے جنگ کی اس نے اکیلے ۷-۸ مشرکین کو قتل کیا، بڑا جنگجو تھا اس لڑائی میں وہ خود بھی بہت زخمی ہوا، لوگ اسے بنو ظفر کے یہاں اٹھا لائے۔ مسلمانوں نے اس کی بہادری کی تعریف کی اور خوشخبری سنائی اس نے کہا تم مجھے کس چیز کی بشارت دیتے ہو، میں نے صرف قومی حمیت کے تحت جنگ کی ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں جنگ نہ کرتا پھر جب اس کا زخم تکلیف دینے لگا تو اس نے اپنے ترکش سے ایک تیر لیا اور اسی سے اپنے آپ کو قتل کر ڈالا۔(۲)

شہدائے احد کی تعداد

جن حضرات کا مختصر ذکر اوپر کیا گیا ہے وہ اور ان کے علاوہ دیگر شہدائے کرام جنہوں نے اسلام کی حمایت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں اپنی عزیز جانیں قربان کیں اور بڑھ کر جام شہادت نوش فرمایا ان کی تعداد ستر بلکہ اس سے بھی متجاوز ہو جاتی ہے ان میں چار مہاجرین حمزہ بن عبد المطلبؓ، عبد اللہ بن جحشؓ، مصعب بن عمیرؓ، اور شماس بن عثمانؓ تھے ان کے علاوہ باقی سب انصار میں سے-۴۱- بنو خزرج کے اور ۲۴ بنو اوس

---

(۱) ابن ہشام ۲/۸۸، استیعاب ۲/۶۱۱

(۲) ابن ہشام ۲/۸۸

Marfat.com

کے اور باقی دیگر قبائل کے تھے جن کے اسماء گرامی ابن ہشام ج ۲ ص ۱۲۲-۱۲۷ میں بروایت ابن اسحاق مفصل درج ہے۔من شاء الاطلاع فلیطالعھا۔

مقتولین کفار

کفار کے مقتولین جو اصل مقابلے کے وقت مارے گئے حسب بیان ابن ہشام صرف ۲۲ اور بعض دیگر محققین کے نزدیک ۳۷ تک پہنچتے ہیں۔

جنگ کے اختتام پر بدرگاہ رب العزت دعاء وتضرع

مسند احمد میں رفاعہ زرقی سے مروی ہے کہ احد کے دن جب مشرکین واپس لوٹ گئے تو آپ نے فرمایا کہ سیدھے ہو جاؤ تا کہ میں اپنے رب عزوجل کی حمد وثنا کروں پس لوگ آپ کے پیچھے کئی صفوں میں کھڑے ہو گئے اور آپ نے یہ دعا پڑھی: اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ اَللّٰھُمَّ لا قابِضَ لِما بسطتَ ولا باسِطَ لِمَا قَبَضْتَ وَلَا ھَادِیَ لِمَنْ اَضْلَلْتَ وَلَا مُضِلَ لِمَنْ ھدیتَ ولا مُعطِی لِما منعتَ وَلَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا بَاعَدْتَ وَلَا مُبعِدَ لِما قَرَّبتَ اللّٰھُمَ ابسط علینا من بَرَکَاتِکَ وَرَحْمَتِکَ وَفَضْلِکَ وَرِزْقِکَ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْاَلُکَ النَّعِیْمَ الْمُقِیمَ الَّذِیْ لا یَحُوْلُ ولا یَزُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اسألک النَّعِمَ یومَ الْعَلِیْلَۃِ، والامنَ یوم الخوفِ اللّٰھُمَ اِنِّی عائذٌ بِکَ مِن شَرِّ مَا اَعْطَیْتَنَا وَمِنْ شَرِّ ما مَنَعْتَنَا اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الایمان وزَیِّنْہُ فِی قُلُوبنا وکَرِّہْ اِلَیْنَا الْکُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْیَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ۔اللّٰھُمَ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَحْیِنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا مَفْتُوْنِیْنَ اللّٰھُمَ قَاتِلِ الْکَفَرَۃَ الَّذِیْنَ یُکَذِّبُوْنَ رُسُلَکَ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ عَلَیْھِمْ رِجْزَکَ وَعَذَابَکَ اَللّٰھُمَ قَاتِلِ الْکَفَرَۃَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اِلٰہَ الْحَقِّ۔

اے اللہ تیرے ہی لئے ساری تعریف ہے الٰہی جو تو کشادہ کر دے اسے کوئی تنگ کرنے والا نہیں اور جو چیز تو تنگ کر دے اسے کوئی کشادہ کرنے والا نہیں اور جس کو تو گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جسے تو ہدایت دے دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جو چیز تو روک دے اسے کوئی دینے والا نہیں اور جو چیز دیدے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو چیز تو دور کر دے اسے کوئی قریب کرنے والا نہیں اور

Marfat.com

جوتو قریب کردے اسے کوئی دور کرنے والا نہیں، اے اللہ اپنی برکتوں اور رحمتوں اور فضل ورزق کو ہم پر کشادہ کردے، اے اللہ! میں تجھ سے اس دائمی نعمت کا سوال کرتا ہوں جو نہ کبھی ہٹے اور نہ زائل ہو، اے اللہ! میں تجھ سے محتاجی کے دن نعمت اور خوف کے دن امن کا سوال کرتا ہوں اے اللہ! میں تیرے ذریعہ اس چیز کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں جو تو نے دیا ہے اور اس چیز کی برائی سے بھی پناہ چاہتا ہوں جو تو نے نہیں دیا ہے۔ اے اللہ! ہمارے لئے ایمان کو محبوب بنادے اور اسے ہمارے دلوں میں آراستہ کردے اور کفر اور فسق اور عصیان کو ناپسند بنادے اور ہم کو راشدین میں سے کردے، اے اللہ! ہمیں اسلام کی حالت میں وفات دے اور اسلام ہی کی حالت میں زندہ رکھ اور صالحین سے ملا دے درانحالیکہ نہ رسوائی وشرمندگی ہو، نہ فتنے میں ڈالے جائیں، اے اللہ! ان کافروں کو ہلاک کردے جو تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں اور تیرے راستے سے روکتے ہیں اور ان پر اپنی پکڑ اور عذاب نازل کردے، الٰہ الحق ان کافروں کو بھی ہلاک کردے، جو کتاب دیئے جانے کے بعد بھی کفر پر اڑے ہیں۔ (۱)

حمنہ بنت جحشؓ کا واقعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہدا کی تجہیز وتکفین اور دعاء وتضرع سے فارغ ہو کر مدینہ کی طرف لوٹے تو راستے میں حضرت حمنہ بنت جحشؓ ملیں ان کو سب سے پہلے ان کے بھائی عبداللہ بن جحشؓ کی شہادت کی خبر دی گئی تو انا للہ پڑھ کر دعائے مغفرت کی پھر ان کے ماموں حضرت حمزہؓ کی شہادت کی خبر دی گئی تو ان کے لئے بھی انا للہ پڑھا اور دعائے مغفرت کی پھر ان کے شوہر حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت بتائی گئی تو چیخ کر رو پڑیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا کہ عورت کے دل میں شوہر کا ایک مقام ہوتا ہے۔ (۲)

بنو دینار کی ایک صاحبِ دل عورت

حضرت سعد بن وقاصؓ سے مروی ہے کہ انہیں راستے میں بنو دینار کی ایک عورت ملی، اس کا بھائی باپ اور شوہر سب شہید کر دیئے گئے تھے جب اس سے ان تینوں کی شہادت کا واقعہ بیان کیا گیا تو کہنے لگی، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بتاؤ لوگوں نے کہا، اے فلاں کی ماں! جیسا تم چاہتی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیریت سے موجود ہیں، انہوں نے کہا مجھے دکھا دو تاکہ اطمینان ہو جائے لوگوں نے آپ کی طرف

---

(۱) البدایہ ۴/ ۳۸

(۲) ابن ہشام ۲/ ۹۸

Marfat.com

اشارہ کیا جب اس نے دیکھ لیا تو بول اٹھی ۔ کل مصیبة بعد جلل ۔ آپ موجود ہیں تو ساری مصیبت کمتر ہے ۔ (۱)

اے شہ دین ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم　　　میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہؓ مکرمہ سے ملاقات

اسی راستے میں حضرت سعد بن معاذؓ کی والدہؓ بھی تیزی سے آتی ہوئی دکھائی دیں اس وقت حضرت سعدؓ رسول اللہ ﷺ کے گھوڑے کا لگام پکڑے ہوئے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میری والدہ ہیں، آپ نے ان کو مرحبا کہا اور ان کے اعزاز میں سواری روک دی جب وہ قریب ہوئیں تو ان کے دوسرے بیٹے عمرو بن معاذؓ کی شہادت پر آپ نے تعزیت وتسلی کی بات فرمائی، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو زندہ با سلامت دیکھ کر سارا غم جاتا رہا اس کے بعد مدینہ پہنچے تو آپ نے شہدائے احد کے اولیاء کو بلایا اور فرمایا اے سعد کی ماں! تم بھی خوش ہو جاؤ اور سب کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے تمام مقتولین جنت میں ایک دوسرے کے ساتھی اور دوست بن گئے ہیں اور سب نے اپنے اہل وعیال کی شفاعت کی ہے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ان کے پسماندگان کے لئے دعاء خیر فرما دیجئے، آپ نے دعا کی الٰہ العالمین ان سب کے دلوں کا غم نکال دے ان کی مصیبتوں کو دور فرما دے اور ان کے پسماندگان کو اچھا جانشین بنا دے ۔ (۲)

تلوار کی دھلائی وصفائی اور بعض اصحاب کی مدح

احد کی جنگ دوپہر تک ختم ہوگئی تھی بعد نماز ظہر مسلمانوں نے شہداء کی تجہیز وتدفین فرمائی اور وہاں سے لوٹ کر اسی دن شام کو مدینہ پہنچ گئے آنحضرت ﷺ نے اپنی تلوار حضرت فاطمہؓ کو دی اور فرمایا بیٹی اس کا خون صاف کر دو یہ تلوار بڑی کارگر ثابت ہوئی ۔ پھر حضرت علیؓ نے بھی اپنی تلوار دی اور کہا اس کا خون بھی صاف کر دو ۔ بخدا یہ بھی بڑی عمدہ اور کارگر ثابت ہوئی، نبی ﷺ نے سنا تو فرمایا اگر تم نے تلوار خوبی اور بہادری سے چلائی ہے تو تمہاری طرح سہل بن حنیف، ابودجانہؓ، عاصم بن ثابت اور حارث بن صمہؓ نے بھی خوب چلائی ہے، نبی ﷺ کی اس تلوار کا نام ذوالفقار تھا، اسی دن کسی منادی نے آواز دی کہ لا سیف الا

---

(۱) ابن ہشام ۲/۹۹　　　(۲) سیرت حلبیہ ۲/۲

ذو الفقار ذوالفقار کے مثل کوئی تلوار نہیں ہے۔(۱)

نوحہ اور اس کی ممانعت

میت کی خوبیوں کو بیان کر کے رونے اور واویلا کرنے کو نوحہ کہتے ہیں، مدینہ میں پہنچنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کا گزر بنی عبدالاشہل کے محلہ میں ہوا تو وہاں رونے اور نوحہ کرنے والی عورتوں کی آواز سن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آیا اور فرمایا: لکن حمزة فلا بواکی علیه واستغفر له لیکن حمزہؓ پر کوئی رونے والا نہیں، پھر ان کے لئے دعائے مغفرت کی آپ کے اس قول سے حضرت سعد بن معاذؓ، سعد بن عبادہؓ، اسید بن حضیرؓ، معاذ بن جبلؓ اور عبداللہ بن زواحہؓ نے سمجھا کہ شاید رسول اللہ ﷺ نوحہ کو پسند کرتے ہیں اس لئے تمام گھروں سے نوحہ کرنے والیوں کو جمع کیا اور کہا جب تک رسول اللہ ﷺ کے گھر جا کر آپ کے چچا پر نوحہ نہ کرلو اپنے مقتولین پر نوحہ مت کرو، چنانچہ وہ عورتیں آپ کے گھر اس وقت پہنچیں جب کہ آپ سو رہے تھے، اسی حال میں حضرت حمزہؓ کا ذکر کر کے رونے لگیں آپ نیند سے بیدار ہوئے تو فرمایا لوٹ جاؤ، اللہ تم پر رحم فرمائے تم نے یہ غمخواری اپنی طبیعت سے کی ہے، پھر آپ نے اسی وقت نوحہ کی ممانعت فرمادی۔ ایک دوسری روایت میں ہے فلینقلبن ولا یبکین علی هالك بعد الیوم یہ عورتیں اپنے گھروں کو لوٹ جائیں اور آج سے کسی مرنے والے پر نوحہ نہ کریں۔ ایک تیسری روایت میں ہے کہ نوحہ کرنے والیوں کو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ آپ کے گھر تک لائے جب وہ حمزہؓ پر رونے لگیں تو آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ آپ کو بتایا گیا یہ انصار کی عورتیں ہیں، حضرت حمزہؓ پر نوحہ کرنے کے لئے آئی ہیں، آپ نے فرمایا: ما هذا اردت وما احب البکاء نہ میں نے اس کا ارادہ کیا تھا نہ میں رونا پسند کرتا ہوں پھر آپ نے اس سے ہمیشہ کے لئے منع فرمادیا۔(۲)

منافقین و یہود کی شرارت

مسلمانوں پر رونے اور شہداء پر غم کرنے سے منافقین کو مکر و شورش کا موقع مل گیا وہ نبی ﷺ اور آپ کے جانثاروں میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرنے لگے ان کی بات مدینہ میں اس طرح گونج رہی تھی جیسے پکنے والی ہانڈی جوش مار رہی ہو یہودیوں نے بھی اپنا چھپا ہوا کینہ اور نفاق اگلنا شروع کردیا وہ کہنے لگے اگر

(۱) البدایہ ۴/۴۷
(۲) ،، ۴/۴۷، ۴۸

Marfat.com

یہ سچے نبی ہوتے تو کفار ان پر غالب نہ آتے اور ان کو اتنی تکلیف نہ پہنچتی، یہ نبی نہیں بلکہ ملک و دولت کے خواہاں ہیں۔ منافقین مسلمانوں سے مل مل کر کہتے تھے اگر تم نے ہماری بات مانی ہوتی تو تمہیں یہ مصیبت پیش نہ آتی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے متعدد آیتیں نازل فرما کر تابعداروں کی اطاعت اور منافقین کے نفاق کو واضح کیا۔ اور شہداء کے فضائل بیان کر کے ان کے ورثہ کو تسلی دی۔(۱)

شہدائے کرام کی روحیں

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو تمہارے بھائی احد میں شہید ہوئے، اللہ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے جوف میں کر دیا۔ وہ جنت کی نہروں پر وارد ہوتے ہیں اس کے پھلوں کو کھاتے اور عرش کے سائے میں لٹکے ہوئے سونے کے قندیلوں میں پناہ لیتے ہیں۔ جب انہوں نے اپنے کھانے پینے کی خوشبو اور آرام کو پایا تو کہنے لگے کہ دنیا میں ہمارے بھائیوں کو کون بتائے گا کہ ہم یہاں زندہ ہیں، جنت میں روزی کھاتے ہیں تاکہ یہ معلوم کرنے کے بعد وہ جہاد فی سبیل اللہ سے پیچھے نہ رہیں، اللہ عزوجل کا ارشاد ہوا کہ میں تمہاری طرف سے خبر کئے دیتا ہوں پھر یہ وحی نازل ہوئی۔ ﴿ولا تحسبنّ الذین قتلوا فی سبیل اللہ أمواتا بل أحیاءٌ عند ربهم یرزقون﴾ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے انہیں ہرگز مردہ نہ گمان کرو وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس روزی دیئے جاتے ہیں۔(۲)

اسی طرح ایک روایت مسلم وغیرہ میں ہے کہ شہداء کی روحیں جنت کے سبز پرندوں کے جوف میں ہو کر جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں اور آسودہ ہو کر عرش الٰہی کے قندیلوں میں لٹک پڑتی ہیں۔ اچانک اللہ رب العالمین ان کے سامنے ظاہر ہوا اور پوچھا تمہاری اور کوئی خواہش ہو تو بیان کرو میں دوں گا۔ انہوں نے کہا اے ہمارے رب ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں گھومتے پھرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں کھاتے ہیں اس سے بڑھ کر اور کون سی نعمت ہوگی، اللہ نے دوبارہ اور سہ بارہ فرمایا اگر تمہاری کوئی اور خواہش ہو تو بیان کرو، انہوں نے کہا خداوندا اگر ہماری کوئی تمنا ہے تو صرف یہی کہ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دے اور ہمیں دنیا میں بھیج دے تاکہ ہم پھر جہاد کر کے تیری راہ میں قتل کئے جائیں۔ اسی طرح حضرت جابر کی روایت میں ہے کہ ان کے والد سے اللہ نے براہ راست کلام فرمایا کہ جو چاہو سوال کرو تو انہوں نے بھی یہی

(۱) ابن ہشام ۴/۴۶ (۲) آل عمران ۱۶۹

Marfat.com

کہا کہ ہمیں دنیا میں لوٹا دے تاکہ ہم تیری راہ میں جہاد کر کے دوبارہ قتل کیے جائیں لیکن اللہ نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ تو ایسی چیز ہے جس کا فیصلہ میں پہلے سے کر چکا ہوں کہ دوبارہ دنیا میں کوئی نہیں لوٹایا جائے گا۔(۱)

جسموں کی حفاظت کے بعض واقعات

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو دوسرے کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا تھا۔ پھر ۶ ماہ کے بعد دل میں آیا کہ انہیں علاحدہ کر دوں جا کر کھودا تو دیکھا کہ کان کے علاوہ باقی سارا جسم ایسا محفوظ ہے جیسے آج ہی دفن کیے گئے ہوں، انہیں سے یہ بھی روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے زمانہ میں جبل احد کے قریب سے ایک نہر جاری کرنی چاہی تو ان کے منادی نے اعلان کیا کہ جن لوگوں کے مقتولین یہاں مدفون ہوں حاضر ہو جائیں۔ پس ہم لوگوں نے وہاں پہنچ کر کھدائی کی تو اپنے والد کو سونے والے انسان کی طرح ایسی ہیئت میں پایا جیسے کل ہی دفن کیے گئے ہوں پھر ہم نے ان کے پڑوس میں حضرت عمرو بن جموحؓ کو پایا ان کا ہاتھ ان کے ایک زخم پر رکھا ہوا تھا ہم نے اسے ہٹایا تو خون تیزی سے نکلنے لگا، اسی طرح حضرت حمزہؓ کے پیر میں پھاوڑہ لگ جانے سے خون تیزی سے پھوٹ کر بہنے لگا ان کی قبروں سے مشک کی طرح خوشبو آرہی تھی یہ واقعہ دفن کے چھیالیس (۴۶) سال کے بعد کا تھا۔(۲)

غزوہ احد کا مآل ونتیجہ

اس امر میں لوگوں نے بڑی بحث کی ہے کہ جنگ احد میں کس کی فتح ہوئی اور کس کی شکست اور مآل وانجام کے اعتبار سے کس فریق کے لئے یہ جنگ مفید ثابت ہوئی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ابتداء میں جب آمنے سامنے مقابلے کی نوبت آئی تو کفار ایک گھنٹہ بھی جم کر نہیں لڑ سکے ان کے تمام علمبردار اور مبارز طلب کرنے والے مشہور بہادر ایک ایک کر کے مارے گئے یہاں تک کہ سات سو کے مقابلے میں تین ہزار سے زائد فوج کو میدان چھوڑ کر بھاگنا پڑا لیکن جب مسلمانوں کے دل میں غنیمت کا لالچ ہو گیا، ان کے تیر اندازوں نے فرمان رسول کو بھلا کر اپنے قائد کی حکم عدولی کر کے اپنے موقف کو چھوڑ دیا تو اچانک ان پر ایسی بلا آئی کہ کوئی بات بنائے نہ بنتی تھی بالآخر اس دوسرے ریلے میں وہ سب کچھ ہو گیا جس کی امید نہیں تھی۔ ستر

(۱) البدایہ ۴/۴۴، ۴۵
(۲) ابن ہشام ۴/۴۳

Marfat.com

(۷۰) مسلمان شہید کیے گئے، آں حضرت ﷺ بھی زخمی ہوئے، کچھ لوگ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور کچھ آخری دم تک جانبازی اور بہادری کے ساتھ دین کی حفاظت ونصرت میں لگے رہے، اس دوسرے وہلے میں کفار کو تھوڑی دیر کے لئے غلبہ ضرور ہو گیا لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے ان کی خواہش تھی کہ مسلمانوں کے نبیؐ کو ختم کر دیں کیونکہ یہ ساری تگ ودو اور حرب وضرب انہیں کے دم سے ہے۔ لیکن اس میں بھی وہ ناکام رہے پھر وہ اس ظاہری فتح کے ساتھ نہ تو کسی ایک فرد کو قیدی بنا سکے نہ کوئی مال غنیمت ہاتھ آیا نہ فتح پانے کے بعد ایک آدھ یوم میدان میں ٹھہر سکے۔

ان کی یہ فتح ہنگامی حالات کے بنا پر ظہور میں آئی تھی جس کے لئے کوئی قرار وثبات نہ تھا اس فتح میں ان کی شکست مضمر تھی وہ بہت جلد میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اس وقت اگر چاہتے تو شہیدوں اور زخمی مسلمانوں کو چھوڑ کر مدینہ میں اودھم مچا دیتے لیکن اس کی بھی ہمت نہیں کر سکے بلکہ بہت دور مدینہ سے ۳۶ میل کے فاصلہ پر جا کر انہیں ہوش آیا کہ ہماری فتح فتح نہیں بلکہ شکست ہے، مسلمانوں کے سردار سب زندہ موجود ہیں اور اب بھی ہماری خبر لے سکتے ہیں۔

اس کے برخلاف باقی ماندہ مسلمان زخمی اور پریشان ہونے کے باوجود آخر دم تک میدان میں ڈٹے رہے اور اطمینان سے زخمیوں کی مرہم پٹی اور شہیدوں کی تجہیز وتکفین کے بعد شام کو مدینہ واپس آئے اور پھر صبح ہی ان کے نئے ارادے اور نئی اسکیم کی خبر پا کر ایک نئے غزوہ کے نام حمراء الاسد کی طرف دھاوا بول دیا اور وہاں پہنچ کر تین دن تک قیام کیا اور جب انہیں اچھی طرح سے اطمینان ہو گیا کہ کفار مقابلہ پر آنے کی ہمت توڑ چکے ہیں تو خوشی خوشی واپس آ گئے۔

عبرت وموعظت

اس جنگ میں ظاہری پریشانی وشکست سے مسلمانوں کو کئی طرح کا سبق حاصل ہوا۔ (۱) منافقین جو مسلمانوں سے ملے جلے رہتے تھے کھل کر سامنے آ گئے (۲) قائد اعلیٰ کی نافرمانی کی سزا ملنے سے تنبیہ ہو گئی اور سمجھ گئے کہ لالچ اور نافرمانی کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ (۳) یہ بھی سمجھ گئے کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ اور ان کے ماننے والوں پر بھی ابتلاء وآزمائش ضروری ہے، ان کو شہادت کا مقام ملتا ہے اور جان ومال کا نقصان بھی اٹھانا پڑے گا۔ بغیر امتحان وابتلاء کے کامیابی وکامرانی ناممکن ہے۔ (۴) اللہ اس ابتلاء وآزمائش میں ڈال کر ثابت قدم بندوں کو روحانی قوت ونصرت بھی عطا فرماتا ہے یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جو فوج بھی اس

Marfat.com

جنگ میں کسی ممتاز حیثیت کا مالک تھا۔ مثلاً ابوسفیان ان کی زوجہ ہند بنت عتبہؓ خالد بن ولیدؓ صفوان بن امیہؓ اور وحشی وغیرہ یہ سب ایک ایک کر کے ایمان لے آئے اور اسلام کی خدمت میں زندگی بسر کر دی۔

غزوۂ حمراء الاسد

احد سے واپسی کے بعد خود نبی ﷺ اور مسلمان حد سے زیادہ زخمی اور تھکے ماندے تھے اوپر سے منافقین اور یہودیوں کی ریشہ دوانی اور دیگر خطرات کے پیش نظر رات میں بھی آرام نہیں کر سکے مقتولین کا غم، مدینہ کے راستوں اور گلیوں کی پہرہ داری اور رسول اکرم ﷺ کی حفاظت کے واسطے انہیں جاگنا پڑا۔

صبح ہوتے ہی رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے آنے والے ایک آدمی کے ذریعہ معلوم ہوا کہ ابوسفیان اور اس کے ساتھی مدینہ سے ۳۶ میل دو مقام روحا تک جانے کے بعد آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کر رہے ہیں کہ ہم نے شوکت اور غلبہ پانے کے باوجود کچھ نہیں کیا مسلمانوں کے بڑے بڑے سردار سب باقی ہیں، وہ دوبارہ اپنی جمعیت قائم کر کے ہم پر حملہ کر سکتے ہیں لہذا لوٹ چلو تا کہ ہم انہیں بیخ و بن سے ختم کر دیں۔

یہ رائے صفوان بن امیہ کے سامنے رکھی گئی تو اس نے سخت مخالفت کی اور کہا اب لوٹنا ہرگز مناسب نہیں ہے میں ڈرتا ہوں کہ ہنگامی حالت میں جو غلبہ ہمیں حاصل ہوا ہے کہیں وہ شکست سے نہ بدل جائے اور مسلمانوں کے وہ ساتھی جو احد میں نہیں آئے تھے اگر مقابلے کے لئے نکل پڑے تو ہمارا رہا سہا بھرم پھر سے ختم ہو جائے گا۔

صفوان کی اس رائے کو ابوسفیان اور فوج کی اکثریت نے نہیں مانا بلکہ مدینہ پر دوبارہ چڑھائی کی تیاری کرنے لگے ادھر نبی ﷺ نے بھی خبر ملتے ہی دشمن کی طرف کوچ کا اعلان کر دیا اور فرمایا جو لوگ احد کی جنگ میں شریک نہیں ہوئے ہیں وہ ہمارے ساتھ نہ نکلیں، عبداللہ بن ابی جو تین سو جمعیۃ کو لے کر احد کی جنگ سے لوٹ آیا تھا اس نے کہا کہ میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا لیکن آپ نے فرمایا کہ کوئی ضرورت نہیں، البتہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے والد نے اپنی لڑکیوں کو دیکھ بھال کے لئے مجھے احد میں جانے سے روک دیا تھا اور خود شریک ہو کر شہید بھی ہو گئے، اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ تمام مشاہد میں شریک رہوں آپ نے ان کے اس صحیح عذر اور سچی خواہش پر اجازت دیدی۔

Marfat.com

اسلامی فوج کی روانگی

۸ یا ۱۶ شوال کو اتوار کے دن نبی ﷺ نے اسی پریشانی و غمخواری کی حالت میں جہاد فی سبیل اللہ کے واسطے نکلنے کا اعلان کر دیا مسلمانوں کے لئے بڑے امتحان کا وقت تھا لیکن سب نے آمنا وصدقنا کہا اور آپ نے مدینہ پر ابن ام مکتوم کو عامل بنا کر کوچ کر دیا۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ کا اشارہ پاتے ہی ستر صحابہ جن میں ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ اور زبیر وغیرہ تھے، نکل پڑے۔ اور دیگر اہل مغازی کا بیان ہے کہ سات سو میں سے ستر شہداء کے علاوہ جو بچے تھے وہ سب اس غزوہ میں شریک ہوئے انہیں کے حق میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے ﴿الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ جن لوگوں نے پریشانی و زخم میں مبتلا ہونے کے باوجود اللہ و رسول کی آواز پر لبیک کہا ایسے نیکوکاروں اور پرہیزگاروں کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔ (۱)

بنو عبدالاشہل کے دو بھائیوں کی جانبازی

بنو عبدالاشہل میں سے ایک انصاری کا بیان ہے کہ میں اور میرا ایک بھائی جنگ احد سے زخمی ہو کر لوٹا تھا۔ دوسرے دن جب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے نکلنے کا حکم ہوا تو میں نے اپنے بھائی سے کہا کیا اللہ کے رسول کے ساتھ اس میں شریک ہونا ہم سے چھوٹ جائے گا۔ خدا کی قسم ہمارے پاس کوئی سواری بھی نہیں کہ اس پر چلے چلیں اور ہم دونوں زخمی بھی ہیں، پس ہمت کر کے ہم پیدل ہی نکل پڑے۔ میرا زخم میرے بھائی کی نسبت کم تھا جب وہ پریشان اور مغلوب ہو جاتا تو میں تھوڑی دور اٹھا لیتا اور تھوڑی دور وہ پیدل چلتے یہاں تک کہ اس مقام تک پہنچ گئے جہاں رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمان ٹھہرے ہوئے تھے۔ (۲)

حمراء الاسد میں معبد خزاعی سے ملاقات

حمراء الاسد مدینہ سے ۸ میل کے فاصلہ پر ہے وہیں آپ نے قیام کیا یہیں معبد بن ابو معبد خزاعی آیا اور مسلمان ہو گیا۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ مسلمان تو نہیں ہوا تھا لیکن وہ اور ان کے قبیلے کے سبھی مسلم و کافر نبی ﷺ کے بہی خواہ اور راز دار تھے، معبد نے کہا یا محمد ﷺ آپ کی تکلیف کی حالت معلوم کر کے ہمیں

---

(۱) ابن ہشام ۲/۱۰۵، ۱۰۱ (۲) ابن ہشام ۲/۱۰۹، ابن سعد ۲/۴۸، ۴۹

Marfat.com

سخت صدمہ ہوا ہے اللہ آپ کو بسلامت رکھے پھر وہ حمراء الاسد سے کوچ کرکے ابوسفیان کے پاس روحاء میں پہنچا۔ ابوسفیان مسلمانوں پر حملہ کا عزم کر چکا تھا۔ معبد سے ملاقات ہوئی، تو حالات دریافت کرنے لگا۔ معبد نے کہا وہاں تمہارا جانا ٹھیک نہیں ہے اس لئے کہ نبی ﷺ ایک بڑی جمعیت کے ساتھ تمہاری تلاش میں نکلے ہیں وہ سب تمہارے خلاف غیظ وغضب میں بھرے ہوئے ہیں۔ یہ سن کر ابو سفیان اور اس کے ساتھیوں نے وہیں سے الٹے پاؤں لوٹ جانے میں عافیت سمجھی۔ ایک روایت میں ہے کہ بنوعبدالقیس کے چند سواروں سے ابوسفیان نے آپ کو پیغام دیا کہ ہم پوری تیاری کے ساتھ نیست ونابود کرنے کے لئے واپس آرہے ہیں، آپ نے سنا تو فرمایا: حسبنا اللہ ونعم الوکیل اللہ ہمیں کافی ہے، اور اچھا کارساز ہے پھر کفار واپس لوٹ گئے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کی طرف سے اس دفعہ ان کے لئے نشان کیا ہوا عذاب کا پتھر مقدر تھا اگر آتے تو سب قتل ہو جاتے۔ (۱)

ابوعزہ جمحی کی گرفتاری اور قتل

ابوعزہ جمحی ایک شعلہ بیان شاعر تھا، یہ اپنی شاعری کے ذریعہ مسلمانوں کو آزار پہنچاتا اور کافروں کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کیا کرتا تھا، بدر کے قیدیوں میں پکڑا گیا تو نبی ﷺ نے اس کی غربت پر رحم فرماتے ہوئے اس شرط پر آزاد کر دیا کہ آئندہ مسلمانوں کے خلاف کسی قسم کا خروج نہیں کرے گا لیکن اس نے اس احسان کا بدلہ غداری سے دیا اور صفوان بن امیہ کے کہنے سے جنگ احد کے موقع پر پھر اپنے اشعار کے ذریعہ مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے لگا اور خود بھی آکر جنگ میں شریک ہوا۔ اللہ کی مشیت کہ نبی ﷺ اتوار کو حمراء الاسد پہنچے اور سوموار، منگل اور بدھ کو قیام فرمایا پھر چوتھے دن واپس ہوئے تو راستے میں ابوعزہ گرفتار ہو گیا اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی اس غداری کے پاداش میں قتل کا حکم دے دیا تو کہنے لگا، اس دفعہ پھر معاف کر دیجئے، آئندہ میں آپ کے خلاف خروج نہیں کروں گا، آپ نے فرمایا تو پھر مکہ پہنچ کر اپنے منہ پر ہاتھ پھیرے گا اور کہے گا میں نے محمد ﷺ کو دو مرتبہ دھوکا دیا حالانکہ مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں کاٹا جاتا پھر حضرت زبیرؓ یا عاصم بن ثابتؓ نے اسے کیفر کردار تک پہنچا دیا۔ (۲)

حمراء الاسد ایک اہم غزوہ

حمراء الاسد کا غزوہ ان تمام چھوٹے چھوٹے غزوات وسرایا سے زیادہ اہم ہے، جن میں جنگ

(۱) ابن ہشام ۲/۱۰۲، البدایہ ۴/۴۹، ۵۱

(۲) البدایہ ۴/۵۱

Marfat.com

وجدال کی نوبت نہیں آئی کیونکہ اس کے متصل ہی غزوۂ احد میں ستر صحابہؓ جام شہادت نوش کر چکے تھے اور جو باقی بچے تھے ان میں خود نبی کریم ﷺ اور اکثر مسلمان زخموں سے پریشان اور غموں سے نڈھال تھے۔ لیکن اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کا حکم ملتے ہی اسی زخمداری کی حالت میں بتوکل علی اللہ کسی غیر کا سہارا لئے بغیر گھروں سے نکل پڑے اور ایسے عزم وحوصلہ کے ساتھ نکلے کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔

یہاں صاحب سیرۃ النبی نے تحریر فرمایا ہے کہ مؤرخین نے تکثیر غزوات کے شوق میں اسے ایک نیا غزوہ بنالیا اور حمراء الاسد کا ایک نیا عنوان قائم کیا۔(۱)

لیکن یہ امر اپنی جگہ مسلم ہے کہ حمراء الاسد کا غزوۂ احد کے ختم ہو جانے کے ایک دن بعد عمل میں آیا جب کہ ہر قسم کے ہتھیار اتار دیئے گئے اور تلواریں ڈھل ڈالی گئی تھیں، پھر احد سے دور ایک نئے میدان کی طرف اقدام کرکے قیام کرنا پڑا، واپسی میں قیدی اور جاسوس بھی پکڑے گئے جس کی وجہ سے مسلمانوں کا رعب ووقار جو احد کی عارضی شکست سے کفار ومنافقین کے دلوں سے نکل گیا تھا پھر قائم ہو گیا پس اس کے لئے نیا نام اور نیا عنوان قائم کرنا کوئی قباحت نہیں رکھتا۔ تکثیر غزوات اگر عیب ہے تو کثرت غزوات کوئی عیب نہیں ہے۔

عبداللہ بن ابی منافق کی تذلیل

عبداللہ بن ابی کے سلسلے میں بتایا گیا تھا کہ غزوہ بدر کے دن وہ ظاہر میں مسلمان ہو گیا تھا لیکن احد کے عین موقعہ جنگ سے واپس ہونے کے سبب اس کا اور اس کے ہمراہیوں کا نفاق کھل کر سامنے آگیا اب سارے مسلمان سمجھ گئے تھے کہ اس کے ایمان واسلام کا دعویٰ سراسر جھوٹ اور فریب ہے۔

غزوۂ احد سے قبل جب بھی نبی ﷺ جمعہ کا خطبہ دیتے تو عبداللہ بن ابی آپ کی تائید میں کھڑا ہو کر کہتا، اے لوگو! یہ اللہ کے رسول ہیں اللہ نے ان کے ذریعہ تمہیں عزت وشوکت عطا فرمائی ہے اس لئے تم آپ کی عزت کرو اور جو کچھ فرمائیں اسے سنو اور اطاعت کرو۔ اب غزوہ حمراء الاسد کے بعد پہلا جمعہ پڑا تو حسب عادت پھر یہی باتیں دہرانے لگا۔ پس مسلمانوں نے بڑھ کر چاروں طرف سے اس کا دامن پکڑ لیا اور کہا اے دشمن خدا بیٹھ جا، احد کے موقع پر جو کچھ تو نے کیا ہے اس سے ظاہر ہو گیا کہ تو اس کا اہل نہیں، پس وہ ذلیل ہو کر لوگوں کی گردنیں پھاندتا ہوا نکلنے لگا۔ ایک انصاری باہر ملے، پوچھا کیا بات ہے اس نے کہا میں

---

(۱) سیرۃ النبی ۳۶۶

Marfat.com

کھڑا ہوکر آپ کے خطبے کی تائید کرنے لگا تو ان کے اصحاب میرے اوپر ٹوٹ پڑے اور میرا کپڑا پکڑ کر کھینچنے لگے جیسے میں نے کوئی خلاف بات کہہ دی ہو، انصاری نے کہا لوٹ چل اور نبی ﷺ سے اپنی غلطی کی معافی مانگ لے تاکہ آپ ﷺ تیرے لئے دعاء مغفرت کردیں اس نے کہا خدا کی قسم میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے لئے مغفرت کی دعا کریں۔(۱)

سریہ ابوسلمہؓ

اوپر ذکر آچکا ہے کہ جنگ احد کی عارضی شکست وریخت سے منافقین و یہود نے مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانی شروع کردی تھی اگرچہ غزدۂ حمراء الاسد کی دوڑ سے مسلمانوں کا گیا ہوا وقار پھر سے قائم ہو گیا تھا لیکن وہ طرح طرح سے اپنی چھپی ہوئی عداوتیں ظاہر کرتے رہتے تھے، ان کے علاوہ مدینہ سے باہر رہنے والے قبائل کے دلوں سے بھی مسلمانوں کا رعب جاتا رہا اور ہر طرف سے خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔

چنانچہ ابھی دو ماہ بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ یہ خبر گرم ہوگئی کہ بنو اسد کے لوگ مدینہ پر حملہ بولنا چاہتے ہیں۔ طلیحہ اسدی اور اس کے بھائی سلمہ بن خویلد اس میں پیش پیش ہیں، خود بنو اسد کا ایک خاص آدمی نبی ﷺ کے پاس اس کی مصدقہ خبر لے کر آیا اس لئے آپ نے حضرت ابوسلمہ مخزومیؓ کی سرکردگی میں ۱ ۱/۲ (ڈیڑھ) سو آدمیوں پر مشتمل ایک سریہ تیار کرکے بھیجا انہیں بھلائی اور تقوی کی وصیت فرمائی پھر حکم دیا کہ جو آدمی خبر لایا ہے اسی کی رہنمائی میں جاکر بنو اسد کی سازشوں کا جواب دو۔

آپ کا حکم پاتے ہی حضرت ابوسلمہؓ روانہ ہوکر قطن کے قریب جو بنو اسد کا چشمہ یا تالاب تھا پڑاؤ ڈال دیا۔ بنو اسد کو معلوم ہوا تو بہت سارا مال اونٹ اور بکریاں چھوڑ کر بھاگ گئے حضرت ابوسلمہؓ نے وہ سارا مال، مال غنیمت میں لے لیا اور ہفتہ عشرہ کے اندر بلا کسی مزاحمت کے مدینہ واپس آگئے، یہاں مال غنیمت کا خمس اور ایک غلام نبی ﷺ کے لئے نکالنے کے بعد باقی اہل سریہ میں تقسیم کردیا اور بنو اسد کے اس آدمی کو جس نے رہنمائی کی تھی ایک حصہ وافر عنایت کیا۔

حضرت ابوسلمہؓ کی وفات

حضرت ابوسلمہؓ کا بازو احد میں زخمی ہوگیا تھا۔ جب آپ سریہ سے واپس آئے تو زخم بھر آیا اور اس کی تکلیف سے جمادی الاولی ۴ھ میں انتقال فرماگئے، آپ کی اہلیہ حضرت ام سلمہؓ نہایت ہی نیک اور

(۱) ابن ہشام ۲/۱۰۵

Marfat.com

صالح خاتون تھیں۔ نبی ﷺ نے ان کی تنہائی اور رنج وغم کا حال دیکھ کر چار ماہ دس یوم کی عدت گذارنے کے بعد شوال میں شادی کر لی جس سے وہ ازواج مطہرات میں داخل ہو کر ام المومنین کے شرف سے مشرف ہوئیں۔(۱)

خالد بن سفیان ھذلی کا قتل

حافظ بیہقی نے ''دلائل'' میں سند انقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن انیس ؓ کو بلا کر فرمایا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ خالد بن سفیان بن نبیح ہذلی لوگوں کو جمع کر کے جنگ کی تیاری کر رہا ہے تم اسے مقام عرنہ میں پاؤ گے جا کر قتل کر دو، انہوں نے کہا یا رسول اللہ اس کی کچھ علامت بتلا دیجئے تاکہ پہچان میں غلطی نہ ہو، آپ نے فرمایا جب تم اس کو دیکھو گے تو اس کے بدن میں کپکپی ہوگی۔ یہ واقعہ محرم ۴ھ کا ہے۔

عبداللہ بن انیس ؓ کہتے ہیں میں تلوار حمائل کر کے اس کی طرف روانہ ہو گیا اور عصر کے وقت عرنہ میں اس کو اسی صفت کے ساتھ پایا۔ اس نے پوچھا تم کون ہو، میں نے کہا، میں ایک عربی آدمی ہوں، سنا ہے کہ تم محمد نبی ﷺ سے جنگ کی تیاری کر رہے ہو اسی لئے آیا ہوں اس نے کہا ہاں میں اسی تیاری میں ہوں پھر اس کے ساتھ چند ہی قدم چل کر قدرت پاتے ہی میں نے قتل کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کا سر لا کر نبی ﷺ کے سامنے ڈال دیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ گھر تشریف لے گئے اور اندر سے ایک عصا لا کر عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ اسے اپنے پاس رکھو، لوگوں نے عصا دیکھا تو کہا جا کر دریافت کرو کہ کس لئے دیا ہے میں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ قیامت میں یہ میرے اور تمہارے درمیان ایک نشان ہوگا۔ پس انہوں نے وہ لاٹھی زندگی بھر اپنی تلوار کے ساتھ رکھی اور وصیت فرمائی کہ میرے مرنے کے بعد میرے کفن سے لپیٹ دینا چنانچہ انہیں کے ساتھ وہ لاٹھی دفن کر دی گئی۔ (۲)

حادثہ رجیع

صاحب مغازی محمد بن اسحاق نے روایت کی ہے کہ صفر ۴ھ میں بنو عضل اور قارہ کی ایک جماعت نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ اسلام ہماری قوم میں پھیل گیا ہے۔ لہذا آپ اپنے اصحاب میں سے چند لوگوں کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے جو ہمیں دین کی باتیں سکھا دیں اور قرآن پڑھا دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ چھ (۶) آدمیوں کو کر دیا اور مرثد بن ابو مرثد الغنوی کو ان کا امیر بنا دیا۔

---

(۱) البدایہ ۴/۶۱، ۶۲ (۲) البدایہ ۴/۱۴۰

Marfat.com

اس کے برخلاف بخاری میں ہے کہ آپ نے دس آدمیوں کو جاسوس بنا کر بھیجا ان کے امیر عاصم بن ثابتؓ تھے، دونوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ چھ آدمیوں کو آپ نے ان کے مطالبہ پر معلم بنا کر اور چار کو بطور جاسوس الگ سے روانہ کیا اور امیر دونوں کے الگ الگ منتخب ہوئے وہ سب مل کر دس ہو جاتے ہیں جو ایک ساتھ نکلے اور مقام رجیع پر پہنچے جو بنو ھذیل کا تالاب یا چشمہ تھا، وہاں ان کو بلا کر لے جانے والوں نے غداری کی اور ان کی گرفتاری کے لئے قبیلہ ھذیل سے بنولحیان کو مدد کے لئے بلایا چنانچہ ان کے سو تیراندازوں نے آ کر گھیر لیا۔ صحابہ کو ان کی غداری کا علم ہوا تو ایک پہاڑ کے اوپر چڑھ گئے اور مقابلہ کرنے لگے انہوں نے کہا تم اتر آؤ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہیں قتل نہیں کریں گے لیکن حضرت عاصم بن ثابتؓ نے کہا کہ ان کافروں کا کوئی اعتبار نہیں ہم مقابلہ کر کے مر جائیں گے وہ بہتر ہے چنانچہ عاصم بن ثابتؓ اپنے چھ آدمیوں کے ساتھ لڑ کر شہید ہو گئے اور اللہ سے دعا کی کہ خدایا مجھے کوئی مشرک نہ زندگی میں چھو سکے نہ بعد الموت چنانچہ قتل کے بعد بنو ھذیل نے چاہا کہ آپ کا سر تن سے جدا کر کے بیچ ڈالیں کیونکہ سلافہ بنت سعد نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر عاصم کا سر ملے گا تو اس میں شراب بھر کر پیئے گی اس لئے کہ بدر میں انہوں نے اس کے ایک عظیم سردار کو مارا تھا پس سر کاٹنے چلے تو شہد کی مکھیوں اور بھڑوں نے ان کی لاش کو گھیر لیا لہذا ڈر کی وجہ سے قریب بھی نہیں جا سکے پھر سوچا کہ رات میں بھڑیں چلی جائیں گی تو سر کاٹا جائے گا لیکن وقت آنے سے پہلے ہی وادی کا سیلاب آپ کی لاش کو بہا لے گیا۔

حضرت خبیبؓ کا حال

حضرت عاصم اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کے بعد حضرت خبیبؓ، زید بن دثنہؓ اور عبداللہ بن طارقؓ بچ گئے اور ان کے دوبارہ عہد و میثاق کے بعد اتر آئے، جب کافر انہیں باندھنے لگے تو عبداللہ بن طارقؓ نے کہا یہ تمہاری پہلی بے وفائی ہے لہذا میں تمہارے ساتھ ہرگز نہ جاؤں گا، کافر انہیں گھسیٹنے لگے جب وہ کسی طرح قابو میں نہ آئے تو قتل کر دیا اور خبیبؓ کو مکہ لے جا کر بنو حارث بن عامر کے ہاتھ بیچ ڈالا کیونکہ انہوں نے بدر میں حارث کو قتل کیا تھا اور زیدؓ کو صفوان بن امیہ کے ہاتھ بیچ ڈالا تا کہ اپنے باپ امیہ کے بدلے قتل کریں۔

حضرت خبیبؓ کی کرامت

حضرت خبیبؓ کچھ دنوں تک مقید رکھے گئے پھر قتل کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حارث کی بعض

Marfat.com

لڑکیوں سے بدن صاف کرنے کے لئے استرہ مانگا اس نے ان کی شرافت اور بزرگی کو دیکھ کر دے دیا۔ اسی دن اچانک غفلت کی حالت میں اس کا ایک چھوٹا بچہ حضرت خبیبؓ کی گود میں چلا گیا تو اس کی ماں ڈر کر چیخ پڑی کہ قیدی کے ہاتھ میں استرہ ہے، کہیں اپنے بدلے بچے کو قتل نہ کر دے، حضرت خبیبؓ سمجھ گئے اور فرمایا میں اس معصوم بچے کو کیسے کوئی تکلیف دے سکتا ہوں حارث کی لڑکی ان سے بہت متاثر ہو کر کہتی تھی کہ خبیبؓ بڑے ہی نیک اور بزرگ تھے ان کی طرح میں نے کسی کو نہیں دیکھا، لوہے کی زنجیر میں جکڑے ہوئے تھے۔ مکہ میں پھل کا کوئی موسم بھی نہیں تھا۔ لیکن میں نے ان کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ میں انگور کا خوشہ لئے ہوئے کھا رہے ہیں، یہ اللہ کی طرف سے ان کو روزی پہنچائی جاتی تھی۔

قتل کے وقت دو رکعت نماز کی سنت

کفار جب انہیں قتل کرنے کے لئے لے جانے لگے تو انہوں نے کہا ہمیں دو رکعت نماز پڑھ لینے دو، کافروں نے اس کی اجازت دے دی، نماز پڑھ چکے تو کہنے لگے، میں اس سے زیادہ لمبی نماز پڑھتا لیکن یہ سوچ کر ہلکی کر دی تاکہ یہ نہ سمجھو کہ موت کی گھبراہٹ سے دیر کر رہے ہیں۔ بخاری شریف ج ۲ ص ۵۶۹ و ۵۸۲ میں مذکور ہے کہ قتل کے وقت دو رکعت سنت کو سب سے پہلے حضرت خبیبؓ نے جاری کی تھی۔ جسے معلوم کرنے کے بعد نبی ﷺ نے پسند فرمایا اس لئے وہ سنت ثابتہ ہوئی۔ اس کے بعد حضرت خبیبؓ نے یہ دعا کی اللھم انا قد بلغنا رسالة رسولك فبلغه غداة ما یصنع بنا اے اللہ ہم نے تیرے رسول کی رسالت پہنچا دی، پس جو کچھ ہمارے ساتھ کیا جاتا ہے تو بھی اپنے رسول کو صبح تک اس کی خبر دے۔ پھر یہ دعا فرمائی اللھم احصھم عددا واقتلھم بددا ولا تبق منھم احدا اے اللہ انہیں گن گن کر متفرق طور پر ہلاک فرما اور کسی کو نہ چھوڑ۔ چنانچہ ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور قاتلین میں سے جو کافر رہ گئے تھے کوئی بھی قتل سے نہ بچ سکا پھر سولی پر چڑھائے گئے تو چند اشعار ان کی زبان پر جاری ہوئے۔ جن میں سے دو یہ ہیں۔

فلست ابالی حین اقتل مسلما — علی ای شق کان للہ مصرعی

وذلك في ذات الاله وان یشاء — یبارك علی اوصال شلو ممزع

میں مسلمان ہو کر قتل کیا جا رہا ہوں تو کوئی غم نہیں خواہ کسی بھی پہلو پر پچھاڑا جاؤں، یہ قتل اللہ کی ذات کے بارے میں ہے اگر وہ چاہے گا تو کٹے ہوئے اعضاء میں برکت دے گا

ابوسفیان کا سوال اور ایمان افروز جواب

حضرت خبیبؓ سولی پر چڑھائے گئے تو ابوسفیان نے کہا اے خبیب !اس وقت تو تمہیں اچھا لگتا ہوگا کہ تمہاری جگہ محمد ﷺ قتل کئے جاتے اور تم زندہ بچ کر اپنے اہل وعیال میں چلے جاتے۔حضرت خبیبؓ نے کہا، واللہ میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میں بچ جاؤں اور محمد ﷺ کے پائے مبارک میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے ، پھر عتبہ بن حارث نے جس کے باپ کو خبیبؓ نے بدر میں قتل کر دیا تھا سولی پر نیزہ مار کر شہید کیا۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ عتبہ بن حارث قسم کھا کر کہتا تھا کہ میں نے خبیبؓ کو قتل نہیں کیا میں تو اس وقت بچہ تھا، البتہ میرے ہاتھ میں بنوعبدالدار میں سے ابومیسرہ نے نیزہ پکڑا کے خود ہی چونکے لگا کر قتل کیا تھا۔

حضرت زید بن دثنہؓ کا حال

حضرت زید بن دثنہؓ کے واقعہ میں ذکر ہے کہ ان کو قتل اور سولی کے لئے مقام تنعیم میں لے گئے تو قریش کی ایک جماعت ساتھ تھی انہیں سولی پر چڑھا کر تیر سے مارنے لگے اور دین سے برگشتہ کرنے کے لئے ابوسفیان وغیرہ نے پکار کر کہا کہ اے زیدؓ تم پسند کرتے ہو کہ تمہاری جگہ محمدؐ کی گردن ماری جائے اور تم چھوٹ کر اپنے اہل وعیال میں رہو؟ انہوں نے بھی مثل خبیبؓ کے جواب دیا کہ واللہ مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ میری جان کے بدلے محمد ﷺ کے پائے مبارک میں ایک کانٹا بھی چبھ کر تکلیف پہنچائے ،ابوسفیان یہ سن کر بولا جس طرح اصحاب نبی ﷺ اپنے نبی ﷺ کے ساتھ محبت کرتے ہیں، میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔پھر صفوان بن امیہ کے غلام فسطاس نے آپ کو قتل کر دیا۔(۱)

سریہ عمرو بن امیہ ضمریؓ اور حضرت خبیبؓ کی لاش

ایک مرتبہ ابوسفیان نے قریش کی ایک جماعت میں ذکر کیا کہ مسلمانوں کے نبی محمد ﷺ بازاروں میں گھومتے ہیں لیکن کوئی ایسا جری آدمی نہیں جو جا کر انہیں اچانک قتل کر دے تا کہ ہم آسانی سے مقتولین بدر کا بدلہ پا جائیں یہ سن کر ایک اعرابی ان کے گھر پہنچا اور بولا کہ اگر میرے ساتھ حسن وسلوک کا عہد کریں تو میں آپ کا مقصد پورا کر سکتا ہوں کیونکہ میں راستے کا ماہر ہوں، میرے ساتھ گدھ کے پر کی طرح ایک خنجر

---

(۱) البدایہ ۶۲/۴ تا ۶۴،صحیح بخاری ۵۶۸/۲

Marfat.com

ہے، ابوسفیان نے کہا تم میرے ساتھی اور دوست ہو پھر سواری کے لئے ایک اونٹ اور پورا سفر خرچ دیا اور کہا دیکھنا یہ راز کسی پر ظاہر نہ ہونے پائے کیونکہ اگر کوئی سنے گا تو ممکن ہے محمد ﷺ کو مطلع کر دے اس نے کہا مطمئن رہئے، میرے سوا اس کو کوئی نہیں جان سکتا، پھر وہ مسلسل پانچ دن سفر کر کے چھٹے روز مدینہ پہنچ گیا اس وقت نبی ﷺ مسجد میں اپنے اصحاب کے ساتھ بات کر رہے تھے آپ نے اس اعرابی کو دیکھتے ہی صحابہ سے فرمایا کہ یہ میرے قتل کی نیت سے آ رہا ہے۔ لیکن اللہ میرے اور اس کے درمیان حائل ہے، اتنے میں اس نے کھڑے ہو کر پوچھا تم میں عبدالمطلب کا پوتا کون ہے آپ نے فرمایا میں ہوں پس وہ آپ پر جھکا جیسے کوئی پوشیدہ بات کرنا چاہتا ہو لیکن حضرت اسید بن حضیرؓ نے فوراً اس کا ازار پکڑ کر کھینچا اور کہا رسول اللہ ﷺ سے دور ہو، یہ کہنا تھا کہ خنجر اس کے ہاتھ سے گر پڑا، اس نے دہشت زدہ ہو کر کہا۔ اے محمد ﷺ! میرا خون۔ حضرت اسیدؓ کہنے لگے یا رسول اللہ! یہ آدمی بدنیت معلوم ہوتا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سچ بتاؤ تم کون ہو، کس نیت سے آئے ہو، اگر سچ کہو گے تو سچائی تمہیں نفع دے گی اور اگر جھوٹ بولو گے تو سمجھ لو میں تمہارے مقصد سے مطلع کر دیا گیا ہوں اس نے کہا کیا میری جان بخشی کی ذمہ داری ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے ابوسفیان کا سارا ماجرا اور جو کچھ اسے انعام دینے کا وعدہ کیا تھا کہہ سنایا پس آنحضرت ﷺ نے اسے اسید بن حضیرؓ کی محافظت میں دے دیا۔ جب صبح ہوئی تو بلا کر فرمایا تم میری طرف سے امن میں ہو جہاں چاہو جا سکتے ہو یا اس سے بھی ایک چیز بہتر ہے وہ تسلیم کر لو اس نے کہا وہ بہتر چیز کیا ہے آپ نے فرمایا کہ تم شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اس نے فوراً کلمہ پڑھ لیا اور کہا میں کبھی کسی سے ڈرتا نہیں تھا لیکن آپ کو دیکھ کر عقل چلی گئی اور میں کمزور ہو گیا پھر آپ پر میرا مقصد کھل گیا حالانکہ کوئی سوار نہ تو مجھ سے آگے آیا کہ کسی کو میرے ارادے کی خبر تھی لہذا میں نے جان لیا کہ آپ اللہ کی طرف سے مامون ہیں اور حق پر ہیں اور ابوسفیان کا گروہ شیطانی ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرانے لگے اس کے بعد اعرابی نے آپ کے پاس چند روز قیام کیا پھر واپس جانے کی اجازت طلب کی آپ نے اسے بخوشی اجازت دے دی، لیکن واپس جانے کے بعد اس کا کوئی ذکر سننے میں نہیں آیا۔

اعرابی کے چلے جانے کے بعد رسول ﷺ نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری اور سلمہ بن اسلم بن حریش کو بلایا اور فرمایا کہ تم دونوں اگر ابوسفیان کو اکیلا پاؤ تو جا کر قتل کر دو، عمرو بن امیہؓ بیان کرتے ہیں کہ حکم ملنے کے بعد میں اپنے ساتھی کے ہمراہ چلا اور مقام یاجج میں پہنچ کر اپنا اونٹ باندھ دیا تو میرے ساتھی نے کہا

Marfat.com

کہ پہلے چل کر ہم خانۂ کعبہ کا طواف کریں اور دو رکعت نماز پڑھ لیں، میں نے کہا مکہ والے شام ہوتے ہی گھر کے باہر پانی چھڑک کر دیر تک بیٹھتے ہیں وہ ہمیں دیکھتے ہی پہنچان لیں گے کیونکہ وہ مجھ سے اچھی طرح واقف ہیں لیکن میرے ساتھی نے نہیں مانا۔ مجبوراً میں اس کے ساتھ نماز وطواف کی نیت سے مکہ میں داخل ہوا اور طواف وغیرہ سے فارغ ہو کر لوٹا تو معاویہ بن ابوسفیان مجھے دیکھ کر پہچان گیا اور مکہ والوں کو ہمارے آنے کی خبر دیکر چوکنا کر دیا۔

چونکہ حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ جاہلیت کے زمانہ میں بہت دلیر تھے اس لئے مکہ والوں کو خوف لاحق ہوا پس انہوں نے کہا کہ عمرو بن امیہ کسی اچھی نیت سے نہیں آیا ہے لہذا سب اکٹھا تعاقب میں نکل پڑے اور ہم دونوں بھاگ کر ایک پہاڑ کے غار میں چھپ گئے، مکہ والوں نے پہاڑ کے گوشے گوشے میں تلاش کیا لیکن سراغ نہ لگا سکے۔ حضرت عمرو بن امیہؓ فرماتے ہیں کہ صبح ہوئی تو عثمان بن مالک تیمی اپنے گھوڑے کے لئے گھاس کاٹنے آیا، میں نے حضرت سلمہؓ سے کہا اگر یہ ہمیں دیکھ لے گا تو مکہ والوں کو خبر دیدے گا چنانچہ بات ایسی ہی ہوئی وہ غار کے قریب آ کر جھانکنے لگا مجھے خطرہ محسوس ہوا تو میں نے غار سے باہر نکل کر اس کے سینے پر خنجر سے وار کیا وہ گر کر زور سے چیخا اس کی آواز سن کر اہل مکہ جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے کہ تم کو کس نے قتل کیا ہے اس نے دھیمی آواز میں میرا نام لیا، ابوسفیان نے میرا نام سنا تو کہنے لگا میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ عمرو بن امیہ کسی اچھی نیت سے نہیں آیا ہے، مقتول جانکنی کے عالم میں تھا اس لئے میرے چھپنے کی جگہ نہ بتا سکا حالانکہ ہم پہلے ہی جگہ غار میں چھپے ہوئے تھے، میں نے حضرت سلمہؓ سے کہا کہ قطعی کوئی حرکت نہ کیجئے۔ اللہ کی مصلحت دیکھئے کہ وہ سب اپنے مقتول کو اٹھا کر لے جانے میں مشغول ہو گئے اور ہم لوگ دو رات وہیں چھپے رہ گئے۔ جب ہماری تلاش ختم ہوگئی تو ہم لوگ مقام تنعیم کی طرف نکلے جہاں آج ہی حضرت خبیبؓ کو سولی دی گئی تھی، حضرت سلمہؓ نے ان کی نعش مبارک کو لٹکی ہوئی دیکھا تو کہا کیا تم خبیبؓ کو اتار نہیں سکتے؟ میں نے پوچھا وہ کہاں ہیں، انہوں نے بتلایا دیکھو وہ مصلوب ہیں اور ان کے اردگرد پہرہ دار لگے ہیں، میں نے حضرت سلمہؓ سے کہا آپ مجھے یہیں چھوڑ کر دور ہو جایئے، میں جا کر یہ کارروائی کرتا ہوں۔ اس درمیان اگر آپ کو خطرہ لاحق ہو تو اپنے اونٹ پر بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ چلے جایئے اور واقعہ کی خبر کر دیجئے گا۔ یہ کہہ کر میں پہرہ داروں کے اردگرد گھوما، رات کا وقت تھا ان کو ذرا غافل پا کر میں نے لاش اتاری اور اپنی پشت پر رکھ کر چل دیا، ابھی دس بیس قدم گیا تھا کہ لوگ بیدار ہو گئے اور میرے پیچھے

Marfat.com

دوڑے، مجبوراً میں نے سولی کی لکڑی مع لاش کے وہیں گرادی، لاش کے گرنے سے جو آواز آئی میں بھول نہیں سکتا میں نے عجلت میں پیر سے مٹی اڑائی اور مقام صفراء کی طرف اس تیزی سے نکل گیا کہ اپنے وجود کی بھی خبر نہ تھی چنانچہ وہ لوگ مجھے پکڑنے سے عاجز ہو کر لوٹ گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت خبیبؓ کی لاش گرانے کے بعد ان کے جسم کا کوئی حصہ دیکھا نہیں گیا بلکہ ان کو اسی جگہ زمین شق ہو کر نگل گئی اور خدا کے حکم سے وہیں مدفون ہو گئے۔

ادھر حضرت سلمہؓ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر حضور ﷺ کے پاس پہنچے اور واقعہ سے باخبر کردیا اور میں یہاں سے نکل کر غلیل وضجنان کے ایک غار میں چھپ گیا، میرے ساتھ میرا کمان، خنجر اور تیر موجود تھا اچانک اسی غار میں بنو دیل بن بکر کا ایک آدمی داخل ہوا اور پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا بنو بکر کا ایک آدمی ہوں اس نے کہا میں بھی بنو بکر ہی کا ہوں، پھر ٹیک لگا کر بلند آواز سے یہ شعر گانے لگا۔

فلست بمسلم ما دمت حیا ۔۔۔ ولست ادین دین المسلمینا

میں عمر بھر اسلام قبول کرنے والا نہیں ہوں، نہ مسلمانوں کا دین اختیار کر سکتا ہوں۔

میں نے یہ سن کر اپنے جی میں کہا، امید ہے کہ میں ہی تجھے قتل کروں گا۔ چنانچہ اس کے سوتے ہی موقعہ پا کر میں نے اسے قتل کردیا پھر پہاڑ کے غار سے نیچے اتر کر رزم زمین پر آیا تو دو آدمی ملے جنہیں قریش نے جاسوسی کے لئے بھیجا تھا میں نے ان دونوں سے کہا تم میرے قید میں آجاؤ ان میں سے ایک نے انکار کیا تو میں نے اسے تیر مار کر ہلاک کردیا یہ حال دوسرے نے دیکھا تو فوراً میرے قید میں آگیا میں نے اسے مضبوطی سے باندھا اور حضور ﷺ کے پاس لے کر مدینہ پہنچا تو انصار کے بچے کھیلتے ہوئے ملے ان کے بزرگوں نے مجھے دیکھا تو کہا یہ عمرو بن امیہ ضمریؓ ہیں، بچوں نے میرا نام سنا تو دوڑتے ہوئے حضور ﷺ کے پاس گئے اور میری آمد کی خبر دی میں اس آدمی کو اپنے کمان کے تانت سے باندھے ہوئے لا رہا تھا، آنحضرت ﷺ یہ حال دیکھ کر ہنس پڑے اور میرے لئے دعائے خیر فرمائی حضرت سلمہ مجھ سے تین دن قبل پہنچ چکے تھے۔(۱)

بئر معونہ کا غمناک واقعہ

صفر ۴ھ ابو براء عامر بن مالک بن جعفر جس کا لقب ملاعب الاسنۃ (نیزوں سے کھیلنے والا) تھا،

---

(۱) ابن ہشام ۲/ ۱۶۹ تا ۱۷۰

Marfat.com

مدینہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی لیکن اس نے نہ تو انکار کیا اور نہ ہی کلمہ پڑھا، البتہ آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ اگر آپ اپنے اصحاب کو اہل نجد کی طرف بھیجدیں اور ان کے ذریعہ اسلام کی دعوت پہنچائیں تو مجھے امید ہے کہ وہ لوگ قبول کرلیں گے آپ نے فرمایا کہ میں اہل نجد سے ڈرتا ہوں کہ کہیں تکالیف نہ پہنچائیں، ابو براء نے کہا میں اس کا ذمہ لیتا ہوں، چنانچہ آپ نے اپنے اصحاب میں سے ایسے ستر حافظوں اور قاریوں کو بھیج دیا جو مدینہ میں جنگل سے لکڑیاں چن کر لاتے اور اسے بیچ کر اپنے کھانے پینے کا سامان کرتے اور باقی اوقات میں دین کی باتیں سیکھتے پڑھتے اور اللہ کی عبادت کرتے تھے، یہ اللہ کے سیدھے سادے بندے کسی جنگ کے ارادے سے نہیں بلکہ ابو براء کے مطالبہ پر محض دین کی تبلیغ واشاعت کی غرض سے نکلے تھے۔

جب یہ لوگ بئر معونہ پر پہنچے جو بنو عامر اور بنو سلیم کا علاقہ تھا تو سب سے پہلے حرام بن ملحانؓ کو رسول اللہ ﷺ کا خط دے کر اس علاقے کے حاکم ابو براء کے بھتیجے عامر بن طفیل کے پاس بھیجا اس دشمن خدا نے نامہ مبارک پڑھے بغیر جبار بن سلمیٰ کلابی کو حکم دیا کہ پیچھے سے قتل کردے چنانچہ اس نے نیزے سے ایسا حملہ کیا کہ اس کی انی پشت سے سینے تک پار کر گئی اس وقت حضرت حرام بن ملحانؓ نے خون کی دھارا اپنے ہاتھ میں لے کر سر اور چہرے پر ملتے ہوئے فرمایا: اللہ اکبر فزت ورب الکعبۃ۔ اللہ بڑا ہے کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہوگیا، اس کے بعد عامر بن طفیل نے بنو عامر کو باقی اصحاب کے قتل کے لئے بھڑکایا لیکن ان لوگوں نے انکار کردیا اور کہا ہم ابوالبراء کا ذمہ نہیں توڑیں گے پھر اس نے بنو سلیم کو بھڑکایا تو ان میں عصیہ، رعل، ذکوان اور بنولحیان کے لوگوں نے آکر تمام صحابہ کو گھیر لیا اور قابو میں پاکر سب کو بڑی بے دردی سے قتل کردیا۔ صرف کعب بن زیدؓ مقتول شہداء کے درمیان زخمی حالت میں پڑے رہ گئے جو بعد میں اٹھالائے گئے اور زندہ بچ رہے۔

بئر معونہ سے کچھ فاصلہ پر حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ اور ایک انصاری قوم کے جانوروں کو چرانے میں مشغول تھے جب انہوں نے موقعہ واردات پر پرندوں کو اڑتے ہوئے دیکھا تو کہا یہاں ضرور کوئی حادثہ ہوگیا ہے۔ جب قریب آئے تو مسلمان شہداء اور ان کے قاتلین کو دیکھ کر آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ کیا کیا جائے، عمرو بن امیہؓ نے کہا کہ چل کر نبی ﷺ کو اس جانکاہ حادثے کی خبر دی جائے لیکن انصاری نے کہا، ہم اپنے مقتول بھائیوں کو جن میں حضرت منذر بن عمروؓ جیسے پاکباز لوگ ہیں، یونہی چھوڑ کر نہیں جائیں گے پس

Marfat.com

دونوں حضرات نے متفق ہوکر دشمنوں سے جنگ شروع کردی جس کے نتیجہ میں انصاری صحابی بھی وہیں شہید کردیئے گئے اور حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ گرفتار ہوکر عامر بن طفیل کے سامنے لائے گئے۔ جب انہوں نے بتلایا کہ قبیلہ مضر کا ہوں تو اس نے ان کی پیشانی کا بال کاٹ کر آزاد کردیا کیونکہ اس کی ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی نذر مانی تھی۔

تین عبرت خیز واقعات

حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ گرفتار ہوئے تو عامر بن طفیل نے ان سے مسلمان شہداء میں سے ایک کے بارے میں پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے بتایا کہ یہ عامر بن فہیرہؓ ہیں تو اس نے کہا کہ ان کے قتل کے بعد میں نے دیکھا کہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے پھر اتار کر زمین پر بڑی عزت سے رکھے گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ پہلے قتل ہوتے ہی ان کے جسم سے ایک نور نکلا، دوسری روایت میں ہے کہ بعد میں ان کی لاش مبارک تلاش کی گئی تو نہیں پائی گئی بلکہ فرشتوں نے ان کو زمین میں دفن کردیا۔ (۱)

(۲) حضرت حرام بن ملحان کو جبار بن سلمی نے قتل کیا تو انہوں نے کہا کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہوگیا، قاتل نے لوگوں سے پوچھا یہ کیسی کامیابی ہے کیا میں نے ان کو قتل نہیں کردیا۔ لوگوں نے بتایا، یہ جنت کی کامیابی ہے اس لئے کہ خدا کی راہ میں بلا کسی جرم کے انہیں قتل کیا گیا ہے۔ جبار بن سلمی نے یہ بات سنی تو اس کے دل پر اتنا اثر پڑا کہ تھوڑے سے غور وفکر کے بعد مسلمان ہوگیا۔ (۲)

(۳) حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ آزاد ہوکر لوٹے اور مقام قرقرہ میں پہنچے تو بنو عامر یا بنو سلیم کے دو آدمی ملے جن کے قبیلہ والوں نے ستر صحابہ کو شہید کیا تھا۔ عمرو بن امیہ نے ان سے پوچھا تم کون ہو بولے ہم دونوں عامری ہیں یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور سوچا کہ ان دونوں کو قتل کرکے اپنے مقتولین کا بدلہ لے لوں گا۔

چنانچہ وہ دونوں ایک درخت کے نیچے سوگئے اور قتل کردیئے گئے ان دونوں کے پاس رسول اللہ ﷺ کا دیا ہوا امان نامہ تھا جب وہ مدینہ پہنچے اور بئر معونہ کا سارا واقعہ بیان کیا تو نبی ﷺ کو اتنا صدمہ [illegible] ایک مہینہ تک قاتلین پر لعنت کی بددعا فرماتے رہے اور ساتھ ہی انصاف سے [illegible]

(۱) حاشیہ بخاری ج ۲ ص ۵۸۶ (۲) ابن ہشام ج ۲ ص ۱۸۶

Marfat.com

میں نے ان کے جن دو آدمیوں کو امان دے دیا تھا اور غلطی سے قتل کر دیئے گئے دیت دوں گا چنانچہ آپ نے ان کی پوری دیت ادا فرمائی۔(۱)

غزوہ بنی نضیر ربیع الاول ۴ھ

یہودی بنی نضیر وغیرہ جو مدینہ کے آس پاس آباد تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہمی تعاون کا معاہدہ ہو چکا تھا اسی طرح بنو نضیر اور بنو عامر بھی آپس میں ایک دوسرے کے حلیف تھے جب حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ نے غلطی سے بنو عامر کے دو آدمیوں کو قتل کر دیا، اور نبی ﷺ نے ان دونوں کو امان دینے کے سبب خون بہا ادا کرنے کا اعلان فرمایا تو اسی معاملہ میں تعاون کے لئے آپ بنو نضیر کے پاس تشریف لے گئے ان یہودان بد باطن نے ظاہر میں بہت ہی اخلاق اور نرمی سے کلام کیا اور آپ کو ایک دیوار کے سائے میں بٹھا کر بولے اے ابو القاسم ﷺ ہم ضرور آپ کی مدد کریں گے پھر آپس میں اکٹھا ہو کر کہنے لگے کہ آج جس حال میں مسلمانوں کے نبی محمد ﷺ بیٹھے ہیں کبھی نہ پاؤ گے، لہٰذا کسی کو چاہئے کی دیوار کی چھت پر چڑھ کر ایک بھاری پتھر ان کے سر پر ڈال دے تاکہ وہ کچل کر ختم ہو جائیں اور ہمیشہ کا خرخشہ مٹ جائے۔

سلام بن مشکم یہودی نے ان کی یہ بات سنی تو مخالفت کی اور کہا کہ یہ نقض عہد ہے۔خدانخواستہ اگر ان کو تمہاری سازش کی خبر ہوگئی تو بہتر نہ ہوگا۔پھر بھی نہ مانے اور عمرو بن جحاش یہودی تیار ہو کر چھت پر چڑھ گیا۔فوراً جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آپ ﷺ کو ان کے اس ناپاک ارادے سے مطلع کر دیا اس وقت آپ کے ساتھ ابو بکرؓ، عمرؓ، علیؓ، اور دیگر صحابہ موجود تھے، آپ اچانک ان کے درمیان سے اٹھ کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے، صحابہؓ نے لوٹنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے بنو نضیر کے اس خطرناک اسکیم کی خبر دی اور جنگ کا ارادہ ظاہر فرمایا۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ پہلے آپ نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کی معرفت بنو نضیر کو خبردار کیا کہ اب تم سے میرا کوئی معاہدہ نہیں ہے، تمہیں مہلت دی جاتی ہے کہ دس دن کے اندر اپنا مال و اسباب لے کر مدینہ کی آبادی سے نکل جاؤ اس کے بعد اگر تم میں سے کوئی پایا گیا تو قتل کر دیا جائے گا۔

بنو نضیر نے اپنی غداری اور بدعہدی کے صلہ میں مجبوراً نکلنے کا ارادہ کیا لیکن عبداللہ بن ابی منافق نے ان کے پاس خبر بھیجی کہ تم ہرگز نہ نکلو ہم دو ہزار آدمیوں سے تمہاری مدد کریں گے اور اگر تم سے جنگ کی

(۱) البدایہ ۴/۱۷۱ تا ۱۷۳ و ابن ہشام ۳/۱۸۲

Marfat.com

گئی تو ہم بھی تمہارا طرف سے جنگ کریں گے اور اگر تم نکالے گئے تو ہم بھی نکل چلیں گے۔ بنو قریظہ کے یہود اور بنو غطفان کے لوگ بھی جو تمہارے حلیف ہیں تمہاری مدد کریں گے۔

بنو نضیر خود بھی بہت طاقتور اور مضبوط تھے اب امداد ملنے کی خبر پا کر ان کے دل میں غرور پیدا ہوا۔ لہذا جنگ اور مقابلہ پر آمادہ ہو گئے ان کے سردار حی بن اخطب نے کہلا بھیجا کہ ہم اپنے گھروں سے ہرگز نہیں نکلیں گے آپ کو جو کرنا ہو کر لیجئے۔ نبی ﷺ کو یہ تہدید آمیز خبر ملی تو آپ نے اور آپ کے اصحاب نے تکبیر کی صدا بلند کی اور مدینہ پر عبداللہ بن ام مکتوم کو عامل بنایا۔ جھنڈا حضرت علیؓ کو دیا اسی دن جا کر ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔

بنو نضیر اپنے قلعوں میں پناہ لے کر چھتوں سے تیر اور پتھر برسانے لگے، ان کے باغ اور کھجور کے درخت ان کے لئے کمین گاہ کا کام دیتے تھے۔ آں حضرت ﷺ نے انہیں کاٹنے اور جلانے کا حکم دیا۔ یہود نے یہ حال دیکھا تو پکار کر بولے، اے محمد ﷺ! اب تک آپ فساد اور تخریب سے منع کرتے تھے اور آج خود ہی کر رہے ہیں؟ چونکہ ان درختوں کا کاٹنا اور جلانا جنگی مصلحت کے لئے ضروری تھا اس لئے اللہ عزوجل نے فرمایا

﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ﴾ جو درخت تم نے کاٹ ڈالے ہیں یا ان کو اپنی جڑوں پر قائم رہنے دیا یہ سب اللہ کے حکم سے تھا تاکہ اللہ فاسقوں کو شکست دے کر رسوا کر دے۔ (١)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اللہ کے حکم سے بنو نضیر کے نخلی درختوں کو کاٹنے اور جلانے کا حکم دے دیا تھا اسی کا ذکر حضرت حسان نے اس شعر میں کیا ہے

وهان على سراة بنى لوئ — حريق بالبويرة مستطير

بنی لوی (قریش) کے سرداروں پر (جو بنو قریظہ کے مددگار تھے) بویرہ میں آگ کے شعلوں کا منتشر ہونا ذلت برداشت کرنے کے لئے آسان ہو گیا اور وہ ان کی کوئی مدد نہ کر سکے۔ بنو نضیر عبداللہ بن ابی اور بنو قریظہ وغیرہ کی مدد کا انتظار کر رہے تھے لیکن کوئی قریب بھی نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے حمایتیوں کو شیطان کے فریب سے تشبیہ دی ہے فرماتا ہے: ﴿كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ

---

(١) سورۂ حشر: ٥

Marfat.com

﴿قَالَ اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنْکَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ ان کے وعدوں کی مثال شیطان کے فریب کی طرح ہے، پہلے وہ انسان سے کہتا ہے کہ کفر کر لیکن جب وہ بہکاوے میں آکر کفر کر بیٹھتا ہے تو کہتا ہے میں تجھ سے بری ہوں، میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔(۱)

یہ محاصرہ صرف چھ دن یا بقول بعضے مسلسل پندرہ دنوں تک جاری رہا، یہودی اندر ہی اندر پریشان تھے اللہ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا، انہوں نے خود ہی کہلا بھیجا کہ ہماری جانوں کو بچا دیجئے، ہم مدینہ سے نکل جائیں گے، آپ نے اسے منظور فرمالیا اور اجازت دی کہ تین دن کے اندر ہتھیار کے علاوہ جو مال واسباب اونٹوں پر لاد سکیں لے کر اپنے بال بچوں سمیت نکل جائیں۔

یہ حکم پاتے ہی وہ اپنے قلعوں سے باہر آئے اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو گراتے ہوئے اجاڑ کر دروازے، کھڑکیاں اور دوسرے ساز وسامان چھ سو اونٹوں پر لاد کر گاتے، بجاتے خوشی خوشی نکل گئے اور یہاں سے جا کر کچھ لوگ تو خیبر میں اور زیادہ تر اذرعات شام میں آباد ہو گئے۔

صاحب مغازی ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ بنونضیر میں سے صرف دو آدمی ایک یامین بن عمیرؓ بن کعب جو عمرو بن جحاش کے ابن عم تھے اور دوسرے ابوسعد بن وہبؓ ایمان لے آئے اور اپنے مال پر قابض رہے باقی کوئی بھی ایمان نہیں لایا۔ ابن اسحاق نے بعض آل یامین سے یہ بھی روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے یامین بن عمیرؓ سے ان کے ابن عم عمرو بن جحاش کا حال بیان کیا کہ اسی نے دیوار پر چڑھ کر میرے اوپر پتھر گرانے اور قتل کرنے کا عزم کیا تھا تو حضرت یامینؓ نے غیرت ایمانی سے ایک شخص کو اجرت پر مقرر کر کے اس ملعون کو قتل کرادیا۔

بنونضیر کے کوچ کر جانے کے بعد نبی ﷺ نے ان کی زمین، ان کے گھروں، نخلستان اور ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا ہتھیاروں میں پچاس زرہیں، پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں تھیں چونکہ وہاں مسلمانوں کو جنگ نہیں کرنی پڑی تھی اس لئے اللہ نے ان کی ساری جائداد آنحضرت ﷺ کے لئے خاص کر دی کہ جہاں چاہیں خرچ فرمائیں، چنانچہ آپ نے ہتھیاروں کو فی سبیل اللہ جہاد کے لئے وقف کر دیا اور مال کا زیادہ حصہ مہاجرین اولین میں تقسیم فرمایا انصار میں سے صرف ابودجانہؓ اور سہل بن حنیفؓ کو دیا کیونکہ یہ دونوں حضرات ضرورت مند تھے انصار کے بقیہ افراد نے بطیب خاطر اس تقسیم کو قبول کر لیا اس لئے کہ اس سے ان

---

(۱) ابن ہشام: ۱۶۰

Marfat.com

کا وہ بوجھ بھی ہلکا ہو رہا تھا جو وہ اپنے مال سے مہاجرین پر خرچ کرتے تھے، ان کے اس ایثار پر آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ اللھم ارحم الانصار و ابناء الانصار اے اللہ انصار پر اور ان کے بیٹے پوتوں پر رحم فرما۔

اسی مال فے میں سے نبی ﷺ اپنے اہل و عیال پر بھی خرچ کرتے تھے، اللہ نے سورۂ حشر میں انہیں تمام واقعات و احکام کو بیان فرمایا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ سورۂ حشر کل کا کل سورہ بنو نضیر ہے۔ (۳۵۷)

غزوۂ نجد

جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے کہ ستر مسلمان غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے اس کے بعد چھ یا دس صحابہ مقام رجیع میں اور ستر صحابہ بئر معونہ کے پاس دھوکے سے قتل کیے گئے اسی وجہ سے کافروں کو چاروں طرف سے مسلمانوں کے خلاف شورش اور ہنگامہ کرنے کی جرأت بڑھ گئی چنانچہ بنو غطفان میں سے بنو محارب اور بنو ثعلبہ کے بارے میں بھی یہ خبریں برابر مل رہی تھیں کہ مسلمانوں سے باقاعدہ جنگ کی تیاری کر رہے ہیں لہذا آنحضرت ﷺ جب بنو نضیر کے محاصرہ اور جلاوطنی سے فارغ ہو گئے تو ان قبائل کی گوشمالی بھی ضروری سمجھی اور نجد کے علاقہ میں بھی فوجی کارروائی فرمائی ان قبائل کے لوگوں نے اسلامی لشکر کو دیکھا تو پہاڑ کی چوٹیوں اور مختلف وادیوں میں بھاگ کر چھپ گئے اس طرح سے بلا جنگ و جدال کے مسلمان اپنا رعب داب قائم کر کے آرام سے ساتھ مدینہ واپس آ گئے اور اس جنگ کی تیاری میں لگ گئے جس کا اعلان ابو سفیان نے احد میں کیا تھا کہ آئندہ سال ہمارا تمہارا مقابلہ پھر مقام بدر میں ہوگا۔

بعض سیرت نگاروں نے علاقہ نجد کے مذکورہ فوجی نقل و حرکت و غزوۂ ذات الرقاع سے تعبیر فرمایا ہے حالانکہ وہ غزوہ امام بخاری و دیگر محققین کے لکھنے کے مطابق خیبر کے بعد ۷ھ میں واقع ہوا ہے کیونکہ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ غزوۂ ذات الرقاع میں شریک تھے اور ان کا اسلام غزوۂ خیبر سے پہلے نہیں بلکہ اس کے موقع پر متحقق ہے۔ واللہ اعلم۔

غزوۂ بدر صغریٰ

یہ وہی بدر کی وادی ہے جہاں ۲ھ میں ستر کافر اپنے سرداروں سمیت مارے گئے اور ستر قید

---

(۱) البدایہ ۴/۷۵ تا ۷۷۔ ابن ہشام ۲/۱۹۰

Marfat.com

کئے گئے جب ابوسفیان کو جنگ احد میں تھوڑی سی شوکت حاصل ہوگئی تو بدر کی جھینپ کو دور کرنے کے لئے اعلان کر دیا، کہ آئندہ سال پھر ہمارا تمہارا مقابلہ بدر میں ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے اسے منظور فرمالیا تھا لہذا شعبان ۴ھ میں آپ نے مدینہ پر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو یا بقول بعضے عبداللہ بن ابی منافق کے بیٹے عبداللہؓ کو جو پختہ مومن تھے عامل بنا کر ۱ ۱/۲ ہزار صحابہ کے ساتھ بدر کی طرف روانہ ہوگئے، اس دفعہ مسلمانوں کے ساتھ اونٹوں کے علاوہ دس گھوڑے بھی تھے اسلامی علَم حضرت علیؓ کو دیا گیا پھر بدر میں پہنچ کر لشکر کفار کا انتظار کرنے لگے۔

مکہ سے کفار بھی دو ہزار کی جمعیۃ کے ساتھ نکل چکے تھے ان کے پاس پچاس گھوڑے تھے جب وہ ظہران کے پاس جو مکہ سے ایک منزل پر ہے۔ مجنہ کے چشمے پر اترے اور جنگ کا انجام سوچنے لگے تو ابوسفیان کو مسلمانوں کی متحدہ قوت کا حال معلوم کر کے سخت خطرہ لاحق ہوا، اور دل پر ایسا رعب چھایا کہ لوٹنے کا بہانہ بنا کر کہنے لگا۔ اے قریش کی جماعت! اس سال قحط کی وجہ سے نہ جانوروں کے چرنے کی گھاس ہے نہ پینے کے لئے دودھ، لہذا جنگ بالکل مناسب نہیں ہے، میں لوٹنے کا عزم کر چکا ہوں لہذا تم بھی لوٹ چلو اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابوسفیان نے سب کے دل کی بات کہہ دی پس بلا بحث وتکرار سب کے سب لوٹنے پر آمادہ ہو گئے۔

ادھر مسلمان ان کے انتظار میں آٹھ دن تک مقیم رہے جب کفار کے آنے کی توقع نہ رہی تو جو مال اپنے ساتھ لے گئے تھے، تجارت میں لگا کر کافی نفع اٹھایا اور با آرام مدینہ واپس چلے آئے۔(۱)

۴ھ کے بعض دیگر واقعات

اسی سال آنحضرت ﷺ کے نواسے حضرت عبداللہ بن عثمان بن عفانؓ نے جو رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کے بطن سے تھے وفات پائی، وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ آپ کی آنکھ میں ایک مرغ نے چونچ یا پنجہ مار دیا تھا جس کے صدمہ سے جانبر نہ ہو سکے، اسی سال برہؓ بنت عبدالمطلب جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھیں وفات پائیں نیز حضرت ابوسلمہ مخزومیؓ جو ثویبہ کا دودھ پینے کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کے رضاعی بھائی تھے انتقال کیا، اسی سال حضرت علیؓ کی والدہ نبی ﷺ کی چچی فاطمہ بنت اسد نے بھی انتقال فرمایا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۱) ابن ہشام ۲/ ۸۷، ابن ہشام ۲/ ۲۰۹

Marfat.com

اسی سال رمضان شریف میں نبی ﷺ نے زینب بنت خزیمہؓ سے شادی کی جو آپ کے ساتھ صرف دو ماہ رہ کر انتقال کر گئیں، اسی سال شوال میں آپ نے حضرت ام سلمہؓ سے بھی شادی کی، اسی سال شعبان المعظم میں آپ کے نواسے حضرت حسین بن علیؓ کی ولادت ہوئی، اسی سال شراب کی حرمت بھی نازل ہوئی اور اسی سال نبی ﷺ نے حضرت زید بن ثابتؓ کو حکم دیا کہ کتاب یہود کا علم سیکھیں جو انہوں نے صرف پندرہ دن میں سیکھ لیا۔(۱)

غزوۂ دومۃ الجندل

بدر صغریٰ سے واپسی کے چھ ماہ کے بعد کوئی قابل ذکر واقعہ پیش نہ آیا، آنحضرت ﷺ صحابہؓ کی تعلیم و تربیت و اصلاح میں لگے رہے، البتہ ربیع الاول ۵ھ میں یہ خبر گرم ہوئی کہ دومۃ الجندل میں جو مدینہ سے ۱۵ رات کی مسافت پر شام کا سرحدی علاقہ ہے ایک بہت بڑی جمعیت اکٹھا ہو کر مدینہ پر حملہ کی تیاری کر رہی ہے اور مدینہ کی جانب سے جو قافلے بغرض تجارت شام کی طرف جاتے ہیں ان کو لوٹ لیتی ہے۔

چونکہ مدینہ کے منافق اور یہودی اس تاک میں تھے کہ کوئی نئی مصیبت مسلمانوں کے سر آجائے تو ہم بھی اپنا بدلہ چکا لیتے اس لئے نبی ﷺ نے بلا تاخیر مدینہ پر حضرت سباع بن عرفطہؓ کو عامل بنایا اور خود ایک ہزار صحابہ کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لئے نکل پڑے۔ رہبری میں بنو عذرہ کا ایک آدمی ساتھ تھا، مسلمان اچانک حملہ کرنے کی غرض سے رات کو سفر کرتے اور دن کو کہیں ٹھہر جاتے۔ دومہ کے قریب پہنچے اور دشمنوں کو خبر ہوئی تو اپنی مویشیوں کو چھوڑ کر بھاگ نکلے، آنحضرت ﷺ نے پہنچتے ہی ان پر قبضہ کر لیا اور چند روز قیام کر کے اطراف و جوانب میں کئی دستے بھیجے لیکن کہیں کوئی بھی مقابلہ کے لئے نہ نکلا۔ البتہ محمد بن مسلمہؓ نے ان کا ایک آدمی گرفتار کر کے حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا تو اس نے بیان دیا کہ آپ کے آنے کی خبر پا کر کل ہی سب لوگ بھاگ گئے ہیں لہذا بلا کسی جنگ کے مسلمان واپس آئے اور آنے جانے میں تقریباً ایک ماہ کی مدت صرف ہوگئی۔(۲)

غزوۂ بنی مصطلق یا غزوۂ مریسیع شعبان ۵ھ

اس غزوہ کی تاریخ اور وقت میں اصحاب سیر کی رائیں مختلف ہیں۔ صاحب مغازی محمد بن اسحاق

---

(۱) ابن ہشام ج ۲ ص ۱۹۱ (۲) ابن ہشام ج ۳ ص ۹۲

Marfat.com

نے اسے غزوۂ خندق کے بعد ۶ھ میں بتایا ہے لیکن بیہقی نے قتادہ اور عروہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ یہ شعبان ۵ھ میں واقع ہوئی ہے، اسی طرح ابو معشر نے بھی اسے غزوۂ خندق سے پہلے ذکر کیا ہے۔

امام بخاری نے موسیٰ بن عقبہ سے ۴ھ نقل کیا ہے لیکن اسے سبقت قلم بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ۵ھ ہی صحیح ہے کیونکہ حاکم نے اسے اپنے مغازی میں موسیٰ بن عقبہ سے کئی طرق کے ساتھ بیان کیا ہے اور ابو سعید نیساپوری اور بیہقی نے دلائل میں اور ان کے سوا کئی لوگوں نے ۵ھ کی روایت کی ہے اس کی تائید بروایت بخاری ابن عمرؓ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ انہوں نے بنی مصطلق کے غزوہ میں شرکت کی لیکن قتال کی اجازت نہیں ملی اور اس کے بعد خندق میں اجازت مل گئی اسی طرح حضرت سعد بن معاذؓ کے بحث و تکرار سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ بنی مصطلق میں باحیات تھے جس کا ذکر کئی جگہ متن بخاری میں موجود ہے پس بعض لوگوں کا اسے وہم کہنا صحیح نہیں کیونکہ حضرت اسید بن حضیرؓ کی تکرار انہیں کی تائید میں ہوئی تھی دونوں حضرات کا ذکر اور حضرت سعد بن عبادہؓ سے اختلاف و تکرار کا بیان متعدد طرق سے آیا ہے اسی لئے حاکم نے اکلیل میں لکھا ہے کہ قول عروہ وغیرہ انما كانت فی سنة خمس اشبه من قول ابن اسحاق۔

رہ گیا نزول حجاب سے استدلال کہ یہ ذیقعدہ ۵ھ میں ہوا، حافظ ابن حجر نے اسے مردود بتایا ہے اور لکھا ہے کہ نزول حجاب کے متعلق تین اقوال ہیں اور ان میں زیادہ مشہور ۴ھ ہے۔(۱)

علامہ ابن قیم نے بھی ان تمام ابحاث کے باوجود اس غزوہ کا ذکر ۵ھ میں کیا ہے۔ لہذا یہی صحیح اور راجح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

اس غزوہ کا سبب

سبب اس کا یہ ہے کہ بنی مصطلق کے سردار حرث بن ابی ضرار نے اپنی قوم اور دیگر قبائل میں جن پر اثر رکھتا تھا، گھوم کر رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ پر آمادہ کیا جب آپ کو اس کی خبر ملی تو آپ نے تصدیق کے لئے بریدہ بن حصیبؓ اسلمی کو بھیجا۔ انہوں نے جا کر خود حرث بن ابی ضرار سے معاملے کی تحقیق کی، جب اسے ہر طرح سے لڑائی پر آمادہ پایا تو آکر نبی ﷺ کو خبر دی پس آپ نے مدینہ پر علی اختلاف الاقوال زید بن حارثہؓ یا ابو ذر غفاریؓ یا غیلہ بن عبد اللہ لیثیؓ کو عامل بنایا اور مہاجرین کا جھنڈا حضرت ابو بکرؓ کو

(۱) فتح الباری ۶/ ۷۷

Marfat.com

اور انصار کا سعد بن عبادہؓ کو دے کر سات سو اصحاب کے ساتھ بڑی تیزی سے نکلے، راستے میں حرث کی طرف سے بھیجا ہوا ایک جاسوس ملا اسے جنگی قانون کے مطابق گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا، حرث کو جب آپ کے اچانک پہنچنے اور اپنے جاسوس کے قتل ہونے کی خبر ہوئی تو بہت گھبرایا حتیٰ کہ اس کے پاس مدد کے لئے جو دوسرے قبائل کے لوگ آئے تھے وہ بھی خوفزدہ ہو کر متفرق ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے وہاں پہنچ کر مقام مریسیع پر جو پانی کا چشمہ تھا پڑاؤ ڈالا ام المومنین حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہ بھی ہمراہ تھیں ان کے لئے خیمہ لگایا گیا پھر آپ نے حضرت عمرؓ کو بنو مصطلق کے پاس بھیجا کہ پہلے اسلام کی دعوت دیں۔ حضرت عمرؓ نے جا کر پکارا اور کہا تم لوگ لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لو تمہارے جان و مال کی حفاظت کی جائے گی انہوں نے بڑی سختی سے انکار کیا اور جنگ پر آمادہ ہو گئے تھوڑی دیر تک جانبین سے تیر اندازی ہوئی لیکن بعد میں مسلمانوں نے اس زور کا حملہ کیا کہ جلد ہی سارے دشمن پسپا ہو گئے اس جنگ میں ان کے دس (۱۰) آدمی مارے گئے اور مسلمانوں میں صرف ہشام بن صبابہؓ شہید ہوئے جو ایک مسلمان انصاری کے ہاتھوں غلطی سے مارے گئے تھے۔

مسلمانوں نے بڑھ کر بنو مصطلق کے مردوں، عورتوں اور بچوں کو مقید کر لیا اور ان کے کئی ہزار جانوروں پر بھی قابض ہو گئے، بعضوں نے لکھا ہے کہ جنگ باقاعدہ نہیں ہوئی بلکہ مسلمانوں نے ان کے پانی کے چشمے پر چھاپہ مار کر ان کے مقاتلین کو قتل کیا اور جو باقی بچے ان پر اور ان کے مالوں، جانوروں پر قبضہ کر لیا۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح اور قیدیوں کی رہائی

قیدیوں میں بنی مصطلق کے سردار حرث کی لڑکی حضرت جویریہ بھی تھیں۔ پہلے آپ ثابت بن قیسؓ کے حصے میں آئیں پھر مکاتبہ کر کے آزاد ہوئیں اور نبی ﷺ نے ان کی طرف سے ساری رقم ادا کر کے نکاح کر لیا۔ اس رشتے کا لحاظ کرتے ہوئے تمام صحابہؓ نے اپنے اپنے قیدیوں کو جو تقریباً ایک سو تھے آزاد کر دیا اور کہا جس خاندان میں رسول اللہ ﷺ سے شادی کا رشتہ ہو گیا ہم ان کے مردوں اور عورتوں کو غلام نہیں بنا سکتے پھر بنو مصطلق کے لوگ بھی اسی رشتے کی کشش سے اسلام میں دھیرے دھیرے داخل ہو گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت جویریہؓ کے والد حرث بن ابی ضرار اپنی بیٹی کو آزاد کرانے کے لئے اونٹوں کا فدیہ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے جب وہ مقام عقیق پر پہنچے تو دو عمدہ قسم کے اونٹوں کو دو ہیں

Marfat.com

چھپا دیا کہ اگر یہ بچ جائیں گے تو اپنے کام میں لے لوں گا۔ جب نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے اور حضرت جویریہؓ کے بارے میں فدیہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تم نے وہ دونوں اونٹ جو عقیق کی فلاں گھاٹی میں چھپا دیا ہے کیوں نہیں لائے، یہ سن کر حضرت حرث کے دل میں آپ کی صداقت کا خیال جم گیا کیونکہ آپ کو اس کی خبر بالکل نہیں تھی، صرف وحی کے ذریعہ اس کا علم ہوا۔ پس حضرت حرث ان کے دونوں بیٹے اور ان کی قوم کے کچھ دیگر لوگ وہیں فوراً ایمان لے آئے اور حضرت جویریہؓ نے بھی اسلام قبول کر لیا پھر ان کے والد نے چار سو درہم مہر پر آپ ﷺ سے ان کا نکاح کر دیا۔ (۱)

مدینہ کا چاند

واقدی نے عروہ کے واسطے سے بیان کیا ہے کہ حضرت جویریہؓ فرماتی تھیں کہ نبی ﷺ کے آنے سے تین رات پہلے ہی میں نے خواب دیکھا تھا کہ چاند مدینہ سے چل کر میری گود میں واقع ہو گیا ہے، پس میں نے کسی سے اس کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہم مقید کر لئے گئے تو مجھے اس خواب کی تعبیر کی اس طرح امید ہوئی کہ نبی ﷺ کی زوجیت کا شرف حاصل ہو جائے گا، چنانچہ آپ نے مجھے آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا۔ (۲)

منافقین کی شرکت اور شر و فساد

منافقین ظاہری اسلام کی وجہ سے مسلمانوں میں گھلے ملے رہتے تھے جب کوئی فائدہ دیکھتے تو شریک رہتے ورنہ کٹ جاتے، منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی نے جنگ احد کے موقعہ پر یہی گھناؤنا کردار ادا کیا تھا۔ غزوہ بنی مصطلق میں انہیں کچھ فائدہ نظر آیا تو مال غنیمت کے لالچ میں مسلمانوں کے ساتھ ہو لئے چونکہ ظاہر میں ان کا دعویٰ تھا کہ ہم بھی مسلمان ہیں اس لئے شرکت سے منع نہیں کئے گئے اور وہاں پہنچنے کے بعد جنگ ختم ہوئی تو حضرت عمر بن خطابؓ کے ایک مزدور جہجاہ بن مسعود اور سنان بن وبر نامی ایک انصاری میں پانی لینے پر تھوڑی سی تکرار ہو گئی۔ جہجاہ نے یا معشر المہاجرین کہہ کر اور سنان نے یا معشر الانصار کہہ کر فریاد کی، یہ سن کر دونوں گروہ کے لوگ دوڑ پڑے اور بات میں بات بڑھنے لگی، اس سے عبداللہ ابن ابی منافق کو شرارت اور فساد کا موقع مل گیا اس نے خوب اچھالا اور کہا یہ مہاجرین ہمارے شہر میں

---

(۱) ابن ہشام ۲/ ۲۹۵

(۲) البدایہ ۴/ ۵۹، زاد المعاد / ۱۱۳

Marfat.com

ہمارے ہی رحم وکرم پر رہ رہے ہیں اور ہمیں پر غلبہ کرنا چاہتے ہیں، یہ تو وہی مثل ہوگئی کہ سمن کلبك یأکلك اپنے کتے کو موٹا کرتا کہ وہ تجھے کھالے، پھر کہا قسم اللہ کی اگر مدینہ لوٹے تو ہم عزت والے ان ذلیلوں کو نکال دیں گے پھر اپنی قوم سے کہا یہ سب کچھ تمہارا خود کردہ وبال ہے تم نے ان کو اپنے شہر میں بسایا، اپنا مال ان میں تقسیم کیا، اگر اب سے دبالینا بند کردو تو یہ خود نکل جائیں گے۔

ان کی یہ بات نوجوان صحابی زید بن ارقمؓ نے سنی اور جاکر رسول اللہ ﷺ سے بعینہ بیان کردیا اس وقت حضرت عمرؓ موجود تھے بولے یا رسول اللہ! عباد بن بشرؓ کو حکم دیجئے کہ اس منافق کی گردن ماردیں آپ نے فرمایا نہیں ایسا کرنے سے لوگ کہیں گے کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو بھی قتل کرنے لگے اس کے بعد فوراً آپ نے کوچ کا حکم دے دیا تاکہ لوگ سفر میں مشغول ہوکر بھول جائیں۔ راستے میں عبداللہ بن ابی آکر آپ سے ملا اور قسم کھانے لگا کہ میں نے ایسی بات زبان سے نہیں نکالی ہے چونکہ وہ اپنی قوم میں شریف اور عظیم مانا جاتا تھا اس لئے بعض صحابہ نے بھی اس کی طرف سے صفائی کرادی اور کہا یا رسول اللہ! ہوسکتا ہے کہ زید بن ارقمؓ کے سننے اور سمجھنے میں غلطی ہوگئی ہو اس لئے کہ ابھی نوجوان ہیں۔

کچھ آگے چل کر اسید بن حضیرؓ ملے تو آپ سے بلا وقت کوچ کرنے کا سبب پوچھا آپ نے عبداللہ بن ابی کی سرگزشت سنادی تو کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ عزت والے ہیں ان شاء اللہ وہ خود ہی ذلیل ہوکر نکلے گا۔ پھر کہا آپ اس منافق کے ساتھ نرمی کیجئے کیونکہ آپ کے مدینہ آنے سے قبل لوگ اسے اپنا سردار بنانے والے تھے اس کے لئے بادشاہی کا تاج بنا رکھا تھا اس رسم تاج پوشی منعقد ہونے والی تھی کہ آپ تشریف لے آئے اور اس کی ساری تمنا خاک میں مل گئی اس لئے وہ آپ سے حسد رکھتا ہے۔(۱)

تیز ہوا اور ایک بڑے کافر کی موت

بنی مصطلق سے واپسی کے بعد آپ کا یہ سفر اس دن اور شام ہونے کے بعد پوری رات اور دوسرے دن کچھ دیر تک جاری رہا یہاں تک کہ دھوپ لگی اور لوگوں نے تکان محسوس کیا تو آپ نے آرام کرنے کا حکم دیا لوگ سوکر اٹھے تو پھر سفر شروع ہوگیا اس وقت ایک تیز و تند ہوا چلنے لگی مسلمان اس سے گھبرا اٹھے آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں یہ ہوا ایک بڑے کافر کی موت کے لئے چلی ہے، چنانچہ لوگ مدینہ پہنچے تو دیکھا کہ رفاعہ بن زید بن تابوت کی میت پڑی ہوئی ہے یہ یہودیوں کا ایک بڑا سردار اور منافقین کے لئے

(۱) البدایہ ۴/ ۱۵۷

Marfat.com

جائے پناہ تھا۔(۱)

عبداللہ بن ابی کا پول

اس سفر میں اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے منافق ساتھیوں کی نقاب کشائی کے لئے سورہ منافقون کی یہ آیت نازل فرمائی: ﴿هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنفَضُّوا وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ، يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ منافقین کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں پر خرچ نہ کرو تاکہ مجبور ہو کر مدینہ سے نکل جائیں حالانکہ آسمان وزمین کا خزانہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے لیکن منافقین نہیں سمجھتے کہ وہ کہتے ہیں اگر ہم مدینہ لوٹے تو عزت والے ان ذلیلوں کو نکال دیں گے حالانکہ عزت اللہ اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے لیکن منافقین نہیں جانتے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو اللہ کے رسول نے زید بن ارقم کا کان پکڑ کر فرمایا: اللہ نے تمہارے اس کان کی سنی ہوئی بات کی لاج رکھ لی اور اس کی تصدیق اپنے کلام سے کردی۔

عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہؓ کی غیرت ایمانی

اللہ کی شان دیکھئے کہ باپ اگر کٹر منافق تھا تو بیٹا کامل الایمان تھا، بیٹے نے جب باپ کی یہ داستان سنی تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! قبیلہ خزرج کے لوگ جانتے ہیں کہ میں اپنے باپ کا خدمت گذار ہوں اس لئے اگر اسے کوئی غیر قتل کرے گا تو ایسا نہ ہو کہ میں باپ کی حمایت میں بے خود ہو کر ایک مومن کو اس کافر کے بدلے قتل کر کے داخل جہنم ہو جاؤں۔ لہٰذا اگر آپ میرے باپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں تو مجھے حکم دیجئے میں اس کا سر آپ کے قدموں میں لا کر ڈال دوں گا، آپ نے فرمایا نہیں میں تو ہمیشہ اس کے ساتھ نرمی ہی کا سلوک کروں گا پھر بھی اس نیک دل فرزند کو تسلی نہ ہوئی بلکہ مدینہ کے ایک تنگ گذرگاہ پر پہنچ کر اپنے باپ کے سامنے تلوار کھینچ لی اور کہا تم نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے، یاد رکھو! تم ذلیل ہو اور حضور اکرم ﷺ عزت والے ہیں جب تک وہ حکم نہیں دیں گے میں تمہیں مدینہ میں گھسنے نہیں دوں گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور داخل ہونے کی اجازت دی تو وہ داخل ہوسکا۔(۲)

(۱) ابن ہشام ۴/ ۱۵۸

(۲) ابن ہشام/ ۲۹۲، البدایہ ۴/ ۱۵۸

Marfat.com

منافقین کی دوسری شرارت واقعہ افک

رسول اللہ ﷺ کی عادت پاک تھی کہ کسی غزوہ میں جاتے اور بیویوں میں سے کسی کو لے جانے کی حاجت ہوتی تو ان کے درمیان قرعہ ڈالتے جس کا نام قرعہ میں آتا ساتھ لے جاتے، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ اس غزوہ میں قرعہ میرے نام نکلا اس لئے میں شریک تھی، واپسی میں مدینہ سے ایک منزل کے فاصلے پر شام کو پڑاؤ ڈالا گیا اور پھر آخری شب میں کوچ کی تیاری ہوئی تو میں ہودج سے نکل کر کچھ دور قضائے حاجت کے لئے چلی گئی وہاں سے لوٹی تو دیکھا کہ میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا میں اس کی تلاش میں واپس گئی تو اتنی دیر ہوگئی کہ لشکر کے لوگ میرے ہودج کو اونٹ پر سوار کر کے کوچ کر گئے اس وقت میں اتنی ہلکی پھلکی تھی کہ اٹھانے والوں کو میری عدم موجودگی کا احساس نہیں ہوا، میں لشکر گاہ پر پہنچی تو وہاں پر کوئی نہ تھا، میں اس گمان میں تھی کہ لوگ مجھے گم پائیں گے تو تلاش میں یہاں تک آئیں گے، مجبوراً بیٹھی اور سوگئی، صبح کے قریب صفوان بن معطلؓ نے جو لشکر کے پیچھے پیچھے آتے تھے مجھے دیکھ کر انا للہ پڑھا۔ اس آواز کو سن کر میں جاگ پڑی انہوں نے اپنی سواری میرے قریب کر کے بیٹھایا میں اس پر سوار ہوگئی۔ کلمۂ انا للہ کے سوا نہ انہوں نے کوئی کلام کیا، نہ میں ہی کچھ بولی، وہ اونٹنی کی نکیل تھامے پیدل چل رہے تھے۔ یہاں تک کہ دوپہر کے وقت جہاں لشکر ٹھہرا ہوا تھا آملے پس اسی واقعہ کو عبداللہ بن ابی اور دوسرے منافقین نے گڑھ کر طومار بنا دیا، بعض سیدھے سادے مسلمان مثلاً حضرت حسانؓ، حضرت مسطحؓ اور حضرت حمنہ بنت جحشؓ بھی ان کے دام تزویر میں آکر بصورت اتہام اس واقعہ کو پھیلانے میں شریک ہوگئے۔

حضرت ام المومنین فرماتی ہیں کہ اس سفر سے مدینہ آنے کے بعد میں ایک مہینہ تک بیمار پڑگئی، مجھے اس الزام تراشی کی کوئی خبر نہ تھی، مدینہ میں ہر جگہ اس کا چرچا ہونے لگا۔ منافقین اسے اچھالتے پھرتے تھے اور نبی ﷺ ساکت اور خاموش رہتے، آپ کا وہ لطف جو پہلے میرے ساتھ تھا باقی نہ رہا، گھر میں تشریف لاتے تو سلام کر کے معمولی سا حال پوچھ کر چلے جاتے یہی چیز مجھے شبہے میں ڈالتی کہ کوئی بات ضرور ہوئی ہے ایک دن جب بیماری سے کچھ افاقہ ہوا تو مسطح کی والدہ کے ساتھ قضائے حاجت کے لئے باہر گئی، اچانک مسطح کی ماں اپنے دوپٹے میں پھنس کر پھسل گئی اور بولی مسطح ہلاک ہو، میں نے کہا ان کو کیوں بد دعا دیتی ہو وہ تو بدری صحابی ہیں، بولی اے بھولی بھالی خاتون! تم نہیں جانتی ہو کہ اس نے تمہارے بارے میں کیا کہا ہے۔ پھر اس معاملے کی پوری داستان انھوں نے سنادی، جسے سنتے ہی میرے غم اور بیماری میں اضافہ

Marfat.com

ہو گیا میں فوراً گھر میں آ کر پڑ گئی۔ اس دن پھر رسول اللہ ﷺ اسی بے لطفی سے ملے تو میں نے آپ سے اپنے ماں باپ کے گھر جانے کی اجازت طلب کی تا کہ اصلیت دریافت کروں آپ نے اجازت دے دی، میں نے وہاں جا کر تمام واقعات کی خبر پائی اور دو دن اور دو رات مسلسل روتی رہی نہ نیند آئی اور نہ آنسو بند ہوا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے کلیجہ پھٹ جائے گا۔

وحی رکی ہوئی تھی، رسول اللہ ﷺ نے اس معاملہ میں حضرت علیؓ اور اسامہ بن زیدؓ سے مشورہ طلب کیا۔ حضرت اسامہؓ نے کہا یا رسول اللہ! وہ آپ کے اہل بیت سے ہیں میں ان کے بارے میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا خدا نے آپ پر کوئی تنگی نہیں ڈالی ہے۔ عورتیں آپ کو بہت ملیں گے لیکن آپ لونڈی سے پوچھئے وہ صحیح حال آپ سے بتا دیگی چنانچہ آپ نے بریرہؓ سے پوچھا تو اس نے بھی یہی بات کہی کہ میں عائشہؓ میں اس کے سوا کوئی عیب نہیں جانتی کہ کمسن ہونے کے وجہ سے بسا اوقات آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں تو بکری آ کر کھا لیتی ہے۔

ام المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ جو حسن و جمال میں حضرت عائشہؓ کے مماثل تھیں اور ان کی بہن حضرت حمنہؓ نے انہیں کی حمایت کی خاطر اس واقعہ کو پھیلانے میں حصہ لیا تھا، جب آپؐ نے ان سے پوچھا تو کہنے لگیں۔ احمی سمعی وبصری واللہ ماعلمت الا خیرا میں اپنے کان اور آنکھ کی حفاظت کرتے ہوئے کہتی ہوں بخدا میں نے بھلائی کے سوا کچھ نہیں پایا۔

رسول اللہ ﷺ کو حضرت عائشہؓ کی بھلائی و صداقت کا علم تیقن کے درجے تک تھا لیکن خاموش تھے اس لئے کہ غیب کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ ایک دن آپ برسر منبر کھڑے ہوئے اور فرمایا مسلمانو! اس شخص کے بارے میں کون میری نصرت کرے گا جو میرے اہل کے بارے میں مجھے تکلیف پہنچاتا ہے قسم اللہ کی اپنے اہل کے بارے میں میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتا اور جس آدمی کے بارے میں یہ لوگ ذکر کرتے ہیں یعنی صفوان بن معطلؓ اس کو بھی بھلا آدمی جانتا ہوں وہ کبھی میرے بغیر میرے گھر میں داخل نہیں ہوا۔

یہ سن کر حضرت سعد بن معاذؓ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ اگر وہ ہمارے قبیلہ اوس سے ہے، تو میں اس کو قتل کر دوں گا اور اگر وہ ہمارے بھائیوں کے قبیلہ خزرج سے ہے تو آپ حکم دیں ہم اسے بھی ضرور قتل کر دیں گے۔ یہ سن کر حضرت سعد بن عبادہؓ اپنے قبیلے کی حمایت میں بول اٹھے، بخدا تم ہرگز اسے قتل

Marfat.com

نہیں کر سکتے اگر وہ تمہارے قبیلے کا ہوتا تو ایسا نہ کہتے اس کے جواب میں حضرت سعد بن معاذؓ کے ابن عم حضرت اسید بن حضیرؓ نے حضرت سعد بن عبادہؓ کو سخت ملامت کی اور کہا تم جھوٹے ہو، منافقوں کی طرف سے لڑ کر اپنی منافقت جتاتے ہو ہم اسے ضرور قتل کریں گے غرض اس طرح سے جب دونوں قبیلوں کے درمیان آپس میں تکرار ہونے لگی تو آنحضرت ﷺ نے سمجھا بجھا کر سب کو خاموش کر دیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ادھر میرا رونا جاری تھا کہ ایک انصاری عورت آئی وہ بھی میرا حال دیکھ کر رونے لگی، اس وقت میرے والد ابوبکرؓ اور والدہ ام رومانؓ بھی موجود تھیں اچانک رسول اللہ ﷺ بھی داخل ہوئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے اس سے پہلے اس واقعہ کے بعد میرے پاس کبھی نہیں بیٹھے تھے نہ میرے بارے میں کوئی وحی نازل ہوئی تھی، آپ نے کلمۂ تشہد کے بعد فرمایا۔ اے عائشہؓ! تمہارے بارے میں جو خبر پہنچی ہے اگر تم ان سے پاک ہو تو اللہ عنقریب بری کر دے گا۔ اور اگر تم سے کوئی لغزش ہوگئی ہے تو استغفار و توبہ سے کام لو اس لئے کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کو معاف کر دیتا ہے۔ اتنا کہنا تھا کہ میرا آنسو رک گیا، میں نے اپنے والدین سے کہا، جواب دو۔ والدین نے کہا ہم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ سے کیا کہیں۔ پس میں نے ہی آپ ﷺ سے عرض کیا کہ میں ابھی کم عمر ہوں قرآن بھی زیادہ نہیں جانتی لیکن جو بات آپ لوگوں نے سن کر دل میں جمالی ہے اگر میں کہوں کہ اس سے پاک ہوں تو ہرگز یقین نہ کریں گے اور اگر میں اسے تسلیم کر لوں حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ لوگ اسے ضرور مان لیں گے لہذا میں وہی کہوں گی جو حضرت یوسف علیہ السلام کے والد نے کہا تھا۔ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ یعنی میں اس پر صبر جمیل کے ساتھ اللہ ہی سے مدد طلب کرتی ہوں۔ یہ کہہ کر میں کروٹ بدل کر لیٹ گئی کیونکہ میں جانتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میری پاکی کے بارے میں ضرور مطلع کرے گا۔ البتہ مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ اللہ میری برأت میں قرآنی آیت نازل کرے گا۔ جن کی تلاوت ہوگی میں تو اپنے کو اس سے کمتر سمجھتی تھی میرے دل میں یہ خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو خواب وغیرہ کے ذریعہ آگاہ کر دیا جائے گا لیکن تھوڑی دیر میں جب کہ لوگ اپنی اپنی جگہوں سے جدا بھی نہیں ہوئے تھے آپ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوگئی اور کلام الٰہی کے وزن سے سخت جاڑے کے باوجود آپ کے رخ انور پر موتی کی طرح پسینے کے قطرے ٹپکنے لگے، جب وحی کا نزول بند ہوا تو آپ نے ہنستے ہوئے فرمایا، اے عائشہؓ! خوش ہو جا۔ اس لئے کہ اللہ نے تجھے بری کر دیا، میری ماں یہ سن کر بولی کہ بیٹی!

Marfat.com

شکریہ کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں کھڑی ہو جاؤ، میں نے کہا واللہ نہ میں آنحضرت ﷺ کا شکریہ ادا کروں گی نہ آپ دونوں (ماں باپ) کا میں تو صرف اللہ عزوجل کا شکریہ ادا کروں گی اور اسی کی تعریف کروں گی جس نے مجھے پاک کیا ہے۔ ام المومنینؓ کا یہ کلام سرور عالم ﷺ سے کسی غصہ یا رنج کے سبب نہیں واقع ہوا تھا بلکہ اللہ عزوجل کے برمحل احسان وانعام اور نبی ﷺ کے لطف بے کراں پر محض فخر وناز کی ایک ادا تھی جو ایسی حالت میں پسندیدہ ہوتی ہے۔

حضرت ام المومنینؓ کی برأت میں جو آیات نازل ہوئیں یہ ہیں: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ﴾ الخ (۱)

اس اتہام کا گڑھنے والا تم ہی میں سے ایک گروہ تھا، اے مسلمانو! اسے برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہے، ہر ایک کے لئے ان میں سے اتنا ہی گناہ ہے جتنا اس نے کمایا ہے اور جو شخص اس کے بڑے حصے کا والی ہوا اس کو بہت بڑا عذاب ہوگا۔ اے مومنو! جب تم نے اس بے بنیاد خبر کو سنا تو اچھا گمان کر کے کیوں نہ کہا کہ یہ کھلا ہوا بہتان ہے الخ۔

برأت کی کل دس آیات بلکہ اس سے بھی زیادہ صاف اور کھلے الفاظ میں اس واقعہ کے کذب واختراع ہونے پر دلالت کرتی ہیں، علمائے سلف نے لکھا ہے کہ اس میں ذرا بھی شک وانکار کرنے والا کافر ہوگا۔

ان آیات کے نزول کے بعد جناب رسول پاک ﷺ نے مسجد نبوی کے اندر مجمع عام میں سب کو سنایا اور مسلمانوں میں سے حسان بن ثابتؓ، مسطح بن اثاثہؓ اور، حمنہ بنت جحشؓ کو حد قذف کے تحت اسی (۸۰) اسی (۸۰) درے لگوائے اور عبداللہ بن ابی و دیگر منافقین کو طرح دیدیا کہ ان کی سزا اللہ کے یہاں کافی ہوگی، البتہ اس واقعہ کے بعد عبداللہ بن ابی لوگوں کی نظر سے اس قدر گر گیا کہ جب بھی کوئی بات پیدا ہوتی تو اس کی قوم کے لوگ اسی کو لعنت وملامت کرتے۔ مداح رسول ﷺ حضرت حسان بن ثابتؓ اپنی اس غلطی پر بہت نادم تھے انہوں نے معذرت کرتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شان میں ایک قصیدہ

---

(۱) سورۂ نور: ۱۱-۱۲

Marfat.com

لکھا ہے جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنّ بِرِیْبَةٍ ۔۔۔ وَتُصْبِحُ غَرْثیٰ مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ

فَاِنْ کُنْتُ قَدْ قُلْتُ الَّذِیْ قَدْ زَعَمْتُمْ ۔۔۔ فَلَا رَفَعَتْ سَوْطِیْ اِلَی اَنَامِلِ

وَکَیْفَ وَوُدِّیْ مَا حَیِیْتُ وَنُصْرَتِیْ ۔۔۔ لِاٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ زَیْنِ الْمَحَافِلِ

وہ پاک دامن ہیں اپنی جگہ کو لازم پکڑنے والی ہر قسم کے شبہے سے بری ہیں۔ ان کا دل ہر طرح کی برائی اور غیبت سے خالی ہے۔ پس اگر میں نے وہ بات کہی جسے تم گمان کرتے ہو تو میری انگلیاں شل ہو کر میرا کوڑا نہ اٹھا سکیں۔ یہ کیوں کر ہو سکتا ہے جب کہ میری محبت اور میری نصرت ہمیشہ آل رسول کے لئے ہے جو تمام مجالس کے لئے زینت ہیں۔

حضرت مسطحؓ بدری صحابی تھے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے خالہ زاد بھائی لگتے تھے حضرت ابو بکرؓ ان کی غربت کی وجہ سے کافی امداد کیا کرتے تھے پھر بھی یہ منافقین کے چرچے میں آ کر افترا میں شریک ہو گئے۔ جب برأت کی آیت نازل ہوئیں اور افترا کی حقیقت کھل گئی تو حضرت صدیقؓ نے قسم کھا لی کہ اب مسطحؓ کی امداد بند کر دیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ﴿وَلَا یَاْتَلِ اُولُو الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْا اُولِی الْقُرْبیٰ وَالْمَسٰکِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (۱) تم میں سے فضل و کشادگی والے قسم نہ کھائیں کہ ہم قرابت داروں، مسکینوں اور مہاجرین فی سبیل اللہ کی مدد نہ کریں گے۔ بلکہ معاف کر دیں اور درگذری سے کام لیں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ تو بہت بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ بولے میں ضرور پسند کرتا ہوں کہ اللہ مجھے بخش دے پھر قسم کا کفارہ ادا کر کے حضرت مسطحؓ کی امداد جاری کر دی۔ (۲)

آیت تیمّم کا نزول

اسی غزوہ بنی مصطلق میں یا کسی دوسرے سفر میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کا ہار مقام بیداء یا ذات الجیش میں گم ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اس کی تلاش میں بھیجا اس سبب سے کافی دیر ہو گئی اور فجر کا وقت قریب آ گیا، پانی موجود نہیں تھا لوگوں نے جا کر حضرت ابو بکرؓ سے شکایت کی

(۱) سورۂ نور: ۲۲

(۲) بخاری ۲: ۵۹۳، ۲۹۔۵۹۲، ۶۹۹

Marfat.com

اور کہا حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ کو اور تمام مسلمانوں کو ایسی جگہ روک لیا جہاں پانی نہیں ہے اب نماز کیسے ادا کی جائے گی۔

حضرت ابوبکرؓ کو بھی غصہ آیا انہوں نے حضرت عائشہ پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ہاتھ سے ان کے کوکھ میں چونکا لگا کر فرمایا۔تم نے کیوں رسول اللہ ﷺ کو ایسی جگہ روک لیا جہاں پانی موجود نہیں ہے؟ اس وقت رسول اللہ ﷺ ان کی ران پر سر مبارک رکھے ہوئے سو رہے تھے اسی وجہ سے تکلیف کے باجود وہ حرکت نہیں کر رہی تھیں تاکہ آپ کی نیند میں خلل واقع نہ ہو، چنانچہ صبح صادق کے وقت آپ بیدار ہوئے اور پانی کی تلاش کے باوجود نہ ملا، تو تیمّم کی آیت نازل ہوئی اور لوگوں نے پہلی بار تیمم کر کے نماز پڑھی اس موقع پر حضرت اسید بن حضیرؓ نے کہا: اے آل ابوبکرؓ یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے۔اللہ تمہیں بہترین بدلہ دے، بخدا جب بھی تم پر کوئی ناپسندیدہ امر نازل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے بھلائی کی کوئی صورت پیدا کر دیتا ہے۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب ہم نے کوچ کرنے کے واسطے اونٹ کو اٹھایا تو دیکھا کہ ہار اسی کے نیچے پڑا ہوا تھا۔(۱)

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ علم غیب ماسوئ اللہ کسی کو حاصل نہیں، جو نادان یہ خدائی صفت غیر خدا کے لئے جانتے اور مانتے ہیں انہیں غور کرنا چاہئے کہ ہار آپ کے پاس ہی اونٹ کے نیچے پڑا ہوا تھا مگر آپ ﷺ اسے دوسری جگہوں پر تلاش کرنے کا حکم دیتے ہیں اور جب غیب کا علم نبی ﷺ کو حاصل نہیں تو کسی غیر کو جو آپ سے فروتر ہے کیوں کر حاصل ہوسکتا ہے۔

غزوۂ احزاب یا غزوۂ خندق شوال ۵ھ

احزاب حزب کی جمع ہے جس کے معنی جماعت کے ہیں چونکہ اس میں عرب کی بہت سی جماعتیں ایک ہو کر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے آئی تھیں اس لئے اس کو غزوۂ احزاب کہا جاتا ہے اور اس غزوہ میں مسلمانوں نے اپنے بچاؤ کے لئے مدینہ کے گرد خندق کھودی تھی اس لئے اس کو غزوۂ خندق کہتے ہیں، سبب اس کا یہ ہوا کہ یہود بنو نضیر جو اپنی شرارتوں اور عہد شکنیوں کے باعث مدینہ سے جلاوطن ہو کر خیبر اور شام کے حدود میں آباد ہو گئے، ہمیشہ اسی فکر میں رہتے کہ موقع ملے تو مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔قریش مکہ سے مسلمانوں کی عداوت پہلے سے چلی آ رہی تھی، انہیں کی سازش سے عرب کے دوسرے قبائل بھی

(۱) ابن ہشام ۱/ ۴۸

Marfat.com

اسلام کے مخالف ہو کر مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگنے کے منتظر تھے۔ رجیع اور بئر معونہ کا دردانگیز واقعہ اس کے لئے شاہد عدل ہے۔

انہیں حالات کے پیش نظر نبی ﷺ کو جب بھی کسی طرف سے خطرے کی کوئی بات سنائی دیتی تو ایک ہوشمند جرنیل کی طرح فوری اقدام فرما کر اس کی بیخ کنی کر دیتے اسی وجہ سے کفار اور تمام قبائل عرب کو پختہ یقین ہو گیا تھا کہ ہم یکا دکا جنگ سے مسلمانوں کو زیر نہیں کر سکتے ہیں۔ یہود بنی نضیر جو جلا وطنی کے سبب مسلمانوں سے سب سے زیادہ جلے بھنے تھے ان کے بیس سردار حیی بن اخطب، سلام بن ابی الحقیق، کنانہ بن ربیع نضری، ہوذہ بن قیس اور ابو عمارہ وائلی وغیرہم وفد کی شکل میں پہلے مشرکین مکہ کے پاس گئے اور ان کو نبی ﷺ سے ایک فیصلہ کن جنگ لڑنے پر آمادہ کیا اور کہا کہ ہم تمہارا ساتھ دے کر انہیں بیخ و بن سے ختم کئے بغیر نہیں رہیں گے۔

یہودی آسمانی کتاب تورات کے ماننے والے تھے، تورات نے انہیں شرک و بت پرستی سے روک کر توحید الٰہی کا سبق دیا تھا، آج مشرکین مکہ نے موقع پا کر ان سے کہا کہ تم لوگ علم رکھنے والے اور کتاب الٰہی کے حامل ہو، یہ بتاؤ کہ ہمارا بت پرستی والا دین بہتر ہے یا مسلمانوں کا توحید والا اچھا ہے۔

ان بد باطن یہودیوں نے مسلمانوں سے کینہ و عداوت کے سبب اپنی آسمانی کتاب کے حکم توحید کے خلاف صاف کہہ دیا کہ تمہارا دین مسلمانوں کے دین سے بہتر ہے مکہ کا فر یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور کہا جاؤ اب ہم مسلمانوں کو زیر کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہیں انہیں یہود کے بارے اللہ کا ارشاد ہے

﴿الَم تَرَ إلى الَّذِينَ أُوتوا الكِتابَ يُؤمِنُونَ بِالجِبتِ وَالطّاغوتِ يَقولونَ لِلَّذينَ كَفَروا هٰؤُلاءِ اَهدىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنوا سَبِيلًا أُولٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَمَن يَلعَنِ اللّٰهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا﴾۔ اے نبی ﷺ آپ نے اہل کتاب یہود کو نہیں دیکھا کہ وہ بتوں اور باطل معبودوں پر ایمان رکھتے ہیں اور بت پرست کافروں کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ اہل ایمان سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں۔ اللہ نے ان کے اسی کرتوت پر لعنت فرمائی ہے اور اللہ جس پر لعنت فرماتا ہے آپ اس کے لئے کوئی مددگار نہ پائیں گے۔(۱)

غرض یہ بدکردار یہودی قریش مکہ کو آمادۂ جنگ کرنے کے بعد قبیلہ غطفان کے پاس گئے اور کہا

---

(۱) البدایہ ۴/۹۴، ۹۵

Marfat.com

کہ اہل مکہ سب کے سب مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ ہیں اگر تم بھی تیار ہو جاؤ تو ہم تمہیں خیبر کی نصف پیداوار دے دیں گے اس حکمت سے وہ بھی تیار ہو گئے، تو سب نے جا کر خانۂ کعبہ میں قسم کھائی کہ ہم اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ مسلمانوں کو مٹانے میں لگا دیں گے اور جب تک نیست و نابود نہ کر دیں دم نہیں لیں گے۔

اس حلفی معاہدہ سے بات پختہ ہوگئی اور نکلنے کی تاریخ متعین کر لی گئی تو انہوں نے دوسرے قبائل میں بھی چکر لگایا اور جہاں تک ممکن ہو سکا، سب کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف آگ لگا دی، چنانچہ قریش، بنو کنانہ اور ان کے حلیف اہل تہامہ اور مرالظہر ان کے بنو سلیم وغیرہ مل کر ابوسفیان کی قیادت میں نکل پڑے ان کی تعداد ۴ ہزار سے زائد تھی۔ پھر قبائل بنی غطفان و بنو فزارہ کے لوگ عیینہ بن حصن کی قیادت میں اور بنو مرہ کے لوگ حارث بن عوف کی قیادت میں اور بنو اشجع کے لوگ مسعود بن رخیلہ کی قیادت میں اور بنو اسد وغیرہ طلیحہ اسدی کی قیادت میں اور یہود بنی نضیر اور ان کے حلیف بنو سعد کے لوگ حی بن اخطب کی سرکردگی میں نکلے ان سب کی تعداد کم از کم ۱۰ ہزار اور زیادہ سے زیادہ ۲۴ ہزار تک بتائی جاتی ہے۔ ان تمام لوگوں نے متفق ہو کر ابوسفیان کو سالار فوج مقرر کیا۔ اس لشکر جرار میں ۴ 1/2 ہزار اونٹ اور تین سو گھوڑے تھے، ہتھیاروں اور سامانوں کا کوئی حساب نہ تھا۔ (۱)

نبی ﷺ کو جب ان کی تیاری اور آمد کا حال معلوم ہوا تو تمام صحابہ کو مشورہ کے لئے اکٹھا کر کے دریافت فرمایا کہ اتنے بڑے لشکر سے مقابلہ کس طرح کیا جائے، حضرت سلمان فارسیؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہمارے ملک فارس میں ایسی صورتِ حال کے وقت جب دو بدو مقابلہ مشکل ہو جاتا ہے تو لوگ اپنے گرد خندق کھود کر بچاؤ کرتے ہیں چونکہ اس طریقۂ جنگ سے اہل عرب ناواقف تھے اور یہ چیز ان کے لئے بالکل نئی تھی اس لئے آنحضرت ﷺ نے اسے پسند فرمایا اور فوراً خندق کی تیاری کا حکم دے کر خود بنفس نفیس جگہ جگہ نشان لگا دیا اور ہر دس آدمیوں پر دس گز یا بیس گز زمین تقسیم فرما دی۔ یہ خندق ۵ گز گہری اور ۵ گز چوڑی بنائی جانے لگی۔

مدینہ کے تین طرف سے پتھریلی زمین، پہاڑیاں، باغات، مکانات اور قلعوں کی دیواریں حائل تھیں، صرف شمالی حصہ جدھر جبل سلع پڑتا ہے، زیادہ کھلا ہوا تھا اسی طرف سے حملے کا امکان بھی تھا، اس لئے جبل سلع کو اندر لے کر خندق کھودی گئی۔ مغرب کی طرف بھی بعض مقامات سے حملے کا اندیشہ پایا جاتا

(۱) ابن ہشام ۴/۹۵

Marfat.com

تھا۔ لہذا اس طرف بھی خندق کا سلسلہ دراز کر کے جانب جنوب قبا تک پہنچا دیا گیا۔ خندق کی لمبائی دونوں جانب میں تقریباً ۳-۱/۲ میل تک ہو گئی تھی جسے تین ہزار پاک نفوس نے بیس روز کے اندر مکمل کر دیا۔

خندق کی کھدائی میں تمام صحابہؓ کے ساتھ نبی ﷺ بھی شریک رہتے تھے۔

براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ خود خندق کی مٹی نکال کر منتقل فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ کے شکم مبارک کی جلد پر مٹی کی تہہ جم گئی تھی۔ آپ خود مٹی اٹھاتے اور عبداللہ بن رواحہؓ کے کہے ہوئے یہ اشعار پڑھتے جاتے ۔

اَللّٰهُمَّ لَو لَا اَنتَ مَا اهتَدَینَا   وَ لَا تَصَدَّقنَا وَ لَا صَلَّینَا

فَاَنزِلَن سَکِینَةً عَلَینَـــا   وَثَبِّتِ الاَقدَامَ اِن لَاقَینَا

اِنَّ الاُلٰی قَد بَغَوا عَلَینَـا   اِذَا رَاَدُو فِتنَـةً اَبَینَـــا

اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے، پس ہم پر سکون نازل فرما اور دشمنوں سے ملاقات ہو تو ثابت قدم رکھ۔ پہلے کافروں ہی نے ہم پر دراز دستی کی ہے، جب بھی انہوں نے فتنے کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کیا ہے۔ اس انکار یعنی ابینا کے لفظ کو آپ دہراتے اور بلند آواز سے کہتے تھے۔(۱)

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق پر پہلا پھاوڑا چلایا تو یہ شعر پڑھا۔

بسم الله وبه هدينا   ولو عبدنا غيره شقينا   يا حبذا ربا وحب دينا

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اسی سے ہم نے ہدایت پائی ہے۔ اگر غیر اللہ کی بندگی کرتے تو بدبخت ہو جاتے۔ کیا ہی خوب ہمارا رب ہے اور کیا ہی خوب ہمارا دین ہے۔(۲)

بھوک کی شدت اور تکلیف

حضرت سہل بن سعدؓ اور حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ہم تمام انصار و مہاجرین جاڑے کی شدت اور بھوک کی تکلیف میں خندق کھودتے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی اٹھا کر منتقل کرتے تھے اور نبی ﷺ ہماری

---

(۱) فتح الباری ۷/۳۹۹، مسلم ۲/۱۲۲۹   (۲) البدایہ ۴/۹۵ [illegible]

Marfat.com

تسلی کے لئے یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

اللھم لا عیش الا عیش الآخرۃ   فاغفر للانصار والمھاجرۃ

اے اللہ! اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، اے اللہ! انصار اور مہاجرین کو بخش دے اس کے جواب میں مسلمان یہ شعر پڑھتے تھے۔

نحن الذین بایعوا محمدا   علی الجھاد ما بقینا ابدا

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت محمد ﷺ سے ہمیشہ تا زندگی جہاد کی بیعت کی ہے۔(۱)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اہل خندق کے لئے قلت کی وجہ سے صرف دو مٹھی بھر جو کا آٹا لایا جاتا اور اسے پکا کر متغیر شدہ چربی کے ساتھ قوم کے سامنے پیش کیا جاتا جو بدمزہ ہونے کے سبب سے کھایا نہ جاتا، لیکن بھوک کی شدت سے کھا لیتے تھے۔(۲)

حضرت ابوطلحہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بھوک کی شکایت کی اور کہا کہ اس کی وجہ سے ہم نے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا ہے تو آپ ﷺ نے بھی اپنا شکم مبارک کھول دیا جسے دیکھ کر لوگ حیرت میں پڑ گئے کہ سرور عالم ﷺ کے شکم مبارک پر دونوں جانب سے دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔(۳)

چٹان کا معجزہ

جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ خندق کھودنے کی حالت میں ایک سخت چٹان پیش آیا اس میں کوئی پھاوڑا کام نہیں کرتا تھا، لوگوں نے اس کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی تو آپ نے ایک برتن میں پانی منگا کر اس میں دعا کی اور تھک تھکایا پھر اس پانی کو چٹان پر چھڑک دیا جس سے وہ چٹان پھٹ کر ریت کی شکل میں ہو گیا، یہ روایت ابن ہشام کی ہے اور بخاری کی روایت میں اس طرح ہے کہ آپ ﷺ خود پھاوڑا لے کر اس چٹان پر گئے اس وقت بھوک کی تکلیف سے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے تھے ہم لوگوں نے بھی تین دن سے کھانا نہیں کھایا تھا اسی حالت میں آپ نے پھاوڑا سے ایک ضرب لگائی تو چٹان ریت کی شکل میں بھربھرا ہو گیا۔ دونوں روایتوں میں تطبیق کی شکل یہ ہے کہ پہلے آپ نے دعا کر کے پانی ڈالا پھر پھاوڑا چلایا جس سے وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔

---

(۱) بخاری ۲/۵۸۸   (۲) البدایہ ۴/۹۶
(۳) ترمذی ۴/۵۸۵

Marfat.com

ایک بڑے پتھر کا معجزہ

سلمان فارسیؓ اور براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ خندق میں ایک بڑا اور ٹھوس پتھر ملا جو کسی طرح سر نہیں ہوتا تھا، حضرت سلمانؓ خود بڑے زور آور تھے لیکن اس کے توڑنے سے عاجز آ گئے، آنحضرت ﷺ سے لوگوں نے اس کی بھی شکایت کی تو آپ نے فرمایا چھوڑ دو اس کو پہلے میں توڑوں گا، پھر آپ تشریف لے گئے اور بسم اللہ کر کے پہلا پھاوڑا مارا تو پتھر کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ گیا اور اس سے ایک روشنی نکلی، آپ نے فرمایا اللہ اکبر! میں ملک شام کے خزانوں کی کنجیاں دیا گیا۔ خدا کی قسم میں اس کے سرخ محلوں کو دیکھ رہا ہوں، پھر آپ نے دوسرا پھاوڑا چلایا جس سے اس کا دوسرا ثلث بھی ٹوٹ گیا، آپ نے فرمایا، اللہ اکبر! میں فارس کے خزانوں کی کنجیاں دیا گیا۔ بخدا میں مدائن کے قصر ابیض کو دیکھ رہا ہوں، پھر آپ نے تیسرا پھاوڑا مارا تو اس کا تیسرا ثلث بھی ٹوٹ گیا۔ آپ نے فرمایا، اللہ اکبر! میں یمن کے خزانوں کی کنجیاں دیا گیا، بخدا میں صنعاء کے دروازوں کو اپنی اسی جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔ (۱)

تھوڑے کھانے میں برکت کا معجزہ

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شکم مبارک پر پتھر باندھے اور بھوک سے بے قرار ہونے کی حالت دیکھ کر میں نے آپ سے اپنے گھر جانے کی اجازت لی اور بیوی سے کہا کہ جو حالت نبی ﷺ کی دیکھنے میں آئی ہے۔ مجھے صبر نہیں ہو سکا، کیا تمہارے پاس کھانے کا کوئی سامان ہے اس نے بتایا کہ میرے پاس ایک صاع جو اور بکری کا ایک چھوٹا سا بچہ ہے۔ پس میں نے بچے کو ذبح کر دیا اور بیوی نے کہا جلدی جلدی آٹا پیس کر پکانا شروع کر دو یہاں تک کہ شام کے وقت جب نبی ﷺ نے خندق سے لوٹنے کا ارادہ فرمایا تو عرض کیا کہ ہم نے آپ کے لئے تھوڑی سی روٹی اور گوشت تیار کیا ہے ہماری تمنا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ ایک دو آدمی ہمارے گھر تشریف لا کر تناول فرمائیں۔ آپ نے پوچھا کتنا ہے میں نے کہا ایک صاع آپ نے فرمایا: کثیر طیب اتنا تو بہت ہے اور اچھا ہے پھر آپ نے ایک آواز دینے والے سے فرمایا سب کو پکار دو کہ جابرؓ کے گھر کھانے کے لئے چلیں اور مجھ سے فرمایا کہ جب تک میں نہ آ جاؤں ہنڈی چولہے سے نہ اتاری جائے نہ روٹی پکائی جائے یہ سن کر میں دوڑا ہوا بیوی کے پاس گیا اور بڑی شرمندگی کی بات ہوگئی میں نے صرف رسول اللہ ﷺ اور ایک دو آدمیوں کو دعوت دی تھی لیکن آپ نے تمام

---

(۱) البدایہ ج۴ ص۱۰۱

Marfat.com

مہاجرین وانصار کو بلا لیا ہے۔ بیوی نے کہا تم نے کھانے کی مقدار بتائی تھی، میں نے کہا ہاں، بیوی بولی پھر کچھ غم نہ کرو، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آٹے اور گوشت میں لعاب دہن لگا کر دعائے برکت فرمائی پھر کیا تھا، روٹی پکنے لگی اور آپ نے سالن وروٹی نکال کر دینا شروع کیا، یہاں تک کہ ایک ہزار آدمی خوب آسودہ ہو کر فارغ ہو گئے اور ہنڈیا اسی طرح گوشت سے بھری ہوئی جوش مار رہی تھی اور آٹا بھی اسی طرح پکتا رہا۔(۱)

تھوڑی سی کھجور میں برکت کا معجزہ

محمد بن اسحاق، سعید بن مینا کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ بشیر بن سعدؓ کی چھوٹی لڑکی تھوڑی سی کھجور لے کر اپنے والد بشیرؓ اور اپنے ماموں عبداللہ بن رواحہؓ کے کھانے کے لئے لائی، جب آنحضرت ﷺ کے پاس سے گزری تو آپ ﷺ نے پوچھا بیٹی! یہ کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ کھجوریں ہیں، میری ماں عمرہ بنت رواحہؓ نے میرے والد اور ماموں کے لئے دیا ہے، آپ نے فرمایا لاؤ مجھے دو اس نے آپ کے دست مبارک پر وہ تمام کھجوریں ڈال دیں وہ اتنی ہی تھی کہ آپ کی دونوں ہتھیلیاں بھر جائیں آپ نے لیکر ایک کپڑے پر پھیلا دیا اور ایک آدمی کو حکم دیا کہ تمام اہل خندق کو آواز دے دو کہ کھجوریں کھالیں، چنانچہ سبھوں نے آکر کھانا شروع کیا، کھجوریں جس قدر خرچ ہوتیں اسی قدر بڑھتی جاتیں، یہاں تک کہ پورا لشکر آسودہ ہو گیا اور کھجوریں برکت کی وجہ سے بڑھ بڑھ کر کپڑوں کے کناروں سے گر رہی تھیں۔(۲)

خندق کی تیاری اور مورچہ بندی

جیسا کہ اوپر کے بیان سے ظاہر ہو چکا ہے کہ مدینہ کا شمالی حصہ زیادہ کھلا ہوا تھا اسی جانب سے حملے کا امکان پایا جاتا تھا، اس لئے آنحضرت ﷺ نے اسی جانب خندق تیار کرا کے کفار کے عام حملے سے بچنے کی کوشش فرمائی۔

مدینہ کے جنوب مشرق میں بنو قریظہ کے یہودی آباد تھے، ان سے مسلمانوں کا جنگی معاہدہ تھا، اس معاہدے کے رو سے ان کے قلعوں اور مکانات سے آگے بڑھ کر کسی قسم کے حملے کا امکان باقی نہیں تھا، لہذا اس طرف سے مدافعت کا بھی کوئی خاص انتظام نہیں کیا گیا بلکہ اسی جانب مسلمان عورتوں اور بچوں

(۱) بخاری ۲/ ۵۸۸، ابن ہشام ۲/ ۲۱۸
(۲) ابن ہشام ۲/ ۲۱۸

Marfat.com

کو قلعوں میں محفوظ کر دیا گیا۔ نبی علیہ السلام ان تمام انتظامات سے فارغ ہو گئے تو مدینہ پر ابن ام مکتومؓ کو عامل بنا کر خود شہر کے شمالی جانب تین ہزار فاقہ کشوں کی جماعت کے ساتھ باہر نکلے پھر خندق کو سامنے اور کوہ سلع کو پشت کی جانب کر کے صف بندی فرمائی۔ مہاجرین کا علم حضرت زید بن حارثہ اور انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہؓ کو دیا۔(۱)

لشکر کفار کی آمد

اتنے میں کفار کا جم غفیر پہنچ گیا۔ قریش، بنو کنانہ، اہل تہامہ اور مختلف قبائل کے لوگ جوان کے ساتھ تھے۔ جرف وزغابہ کے درمیان بحیرۂ رومہ کے قریب دس ہزار کی تعداد میں خیمہ زن ہوئے۔ اور بنو غطفان، ان کے مختلف قبائل مع اہل نجد کے ۶ ہزار کی تعداد میں جبل احد کے مشرقی کنارے پر ذنب تقمہ کے پاس وارد ہوئے پھر سب نے مورچہ بندی کی اور مدینہ کو تاراج کرنے کی نیت سے بڑے جوش وخروش کے ساتھ آگے بڑھے لیکن خندق کے سامنے آ کر رک گئے یہ طول طویل گہری خندق ان کے لئے ایک نئی چیز تھی اس لئے محاصرہ اور تیر اندازی کے سوا کوئی صورت نظر نہیں آئی۔

کفار کی چڑھائی کا نقشہ اور مسلمانوں کی آزمائش

کفار کا یہ عظیم لشکر مدینہ کی طرف آگے بڑھا تو پہلی مرتبہ ان کی کثرت اور اپنی قلت دیکھ کر مسلمانوں کے دل دہل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے: ﴿اذ جاء وكم من فوقكم ومن اسفل منكم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون بالله الظنونا هنالك ابتلى المؤمنون وزلزلوا زلزالا شديدا﴾ جب کافر تمہارے اوپر سے اور نیچے سے چڑھ آئے اور جب کہ نگاہیں جھک گئیں اور کلیجے منہ کو نکل آئے اور تم اللہ کے بارے میں طرح طرح کا گمان کرنے لگے اس وقت مومن لوگ بڑی آزمائش اور سخت جھٹکے میں مبتلا کئے گئے۔

ثابت قدم حضرات

اس خوفناک منظر اور کڑی آزمائش کے وقت مومنین کاملین کو اللہ و رسول کے فرمان پر پورا یقین تھا جیسا کہ قرآن کا بیان ہے: ﴿ولما رأى المؤمنون الاحزاب قالوا هذا ما وعدنا الله

---

(۱) زرقانی ۲/۱۱۱، البدایہ ۴/۱۰۲

Marfat.com

وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا﴾ جب مومنین صادقین نے لشکر کفار کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی آزمائش ہے جس کا اللہ ورسول نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے اور اللہ ورسول کا قول حق ہے پھر ان کے ایمان وتسلیم میں زیادتی پیدا ہوگئی۔

منافقین کی حالت

البتہ منافقین اپنی خصلت بد کے موافق خوف ودہشت اور شکوک وشبہات کی باتیں کر کے لوگوں کو بہکاتے اور میدان چھوڑ کر بھاگ جانے کی رغبت دلاتے رہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے:

﴿اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا غُرُوْرًا وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا﴾ اس وقت کو یاد کرو جب منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں کمزوری ایمان کا روگ تھا، کہتے تھے ہم سے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے فتح کا وعدہ کیا تھا وہ محض دھوکہ تھا، اور ایک جماعت ان میں سے کہتی تھی کہ اے اہل یثرب! اب یہاں تمہارے لئے کوئی ٹھکانا نہیں، لہذا محاذ جنگ چھوڑ کر بھاگ چلو یا ایمان سے پھر جاؤ اور ایک جماعت ان میں سے نبیؐ سے اجازت مانگتی تھی اور کہتی تھی کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ ان کے گھر غیر محفوظ نہیں تھے بلکہ وہ محض بھاگنے کی نیت سے ایسا کہتے تھے۔(۱)

خندق عبور کرنے کی کوشش

کفار کے ٹڈی دل لشکر نے خندق کے قریب آ کر مسلمانوں کا محاصرہ کرلیا اور جم کر تیر اندازی کرنے لگے، مسلمان بھی تیر کا جواب تیر سے دیتے اور اس کا خیال رکھتے کہ کسی صورت سے وہ خندق کو پار کر کے آگے نہ بڑھ سکیں، سردی کا زمانہ تھا دونوں طرف کی فوجیں ایک دوسرے کی تاک میں لگی تھیں، کافروں کی تعداد زیادہ تھی، انہوں نے خندق کے گرد محاصرہ اور حملہ کے لئے اپنے سرداروں کی باریاں کردیں۔ ابوسفیان، خالد بن ولید، عمرو بن عاص، ھبیرہ بن وہب اور ضرار بن خطاب وغیرہ تازہ دم ہو کر ایک ایک دن اپنے دستوں کے ساتھ شدت سے حملہ کرتے اور جس دن ان کی ڈیوٹی نہیں ہوتی خیموں میں جا کر آرام بھی کر لیتے تھے لیکن مسلمانوں کو اپنی قلت کی وجہ سے ہمہ وقت چوکنا رہنا پڑتا اور روزانہ شب وروز

---

(۱) سورۂ احزاب: ۱۲، ۱۳

Marfat.com

ڈیوٹی دینی پڑتی تھی۔

ایک دن عمرو بن عبدود، عکرمہ بن ابی جہل، ھبیرہ بن وہب، نوفل اور ضرار بن خطاب وغیرہ متحد ہو کر بنو کنانہ کے پاس گئے اور کہا آج اٹھو اور دکھا دو کہ شہسوار کس طرح جنگ کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے خندق کے گرد چکر لگا کر ایک ایسی جگہ تجویز کی جہاں چوڑائی کچھ کم تھی وہیں اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر خندق پار کر لیا۔

عمرو بن عبدود کی دعوتِ مبارزت

ان میں عمرو بن عبدود بڑا جنگجو اور اکیلا ایک ہزار کے لئے کافی سمجھا جاتا تھا اس سے پہلے جنگ بدر میں گھائل ہو کر بھاگ گیا تھا یہاں تک کہ جنگ احد میں بھی شریک نہیں ہو سکا، اس لئے اس نے قسم کھائی تھی کہ جب تک مسلمانوں سے بدلہ نہیں لیں گے سر میں تیل نہیں ڈالیں گے۔ آج اپنی جھینپ مٹانے اور بہادری جتانے کے لئے خندق پار کر کے مسلمانوں کو مقابلے کی دعوت دینے لگا۔

حضرت علیؓ نے اس کی دعوت قبول کر لی اور مقابلے میں جانا چاہا، لیکن نبی ﷺ نے فرمایا تم بیٹھ جاؤ اس لئے کہ یہ عمرو بن عبدود ہے۔ حضرت علیؓ بیٹھ گئے تو اس نے پکارا کیوں کوئی نہیں نکلتا تمہاری جنت کہاں ہے، جس کے بارے میں تم سمجھتے ہو کہ جو مارا جائے گا اس میں داخل ہوگا، یہ طعنہ سن کر حضرت علیؓ پھر تیار ہو گئے، لیکن پھر نبی ﷺ نے روک دیا اور فرمایا یہ عمرو بن عبدود ہے پھر تیسری بار اس نے بڑے طمطراق سے مبارزت کے لئے پکارا اور کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو شیر خدا کہنے لگے یا رسول اللہ! میں اس سے مقابلہ کے لئے تیار ہوں اگرچہ یہ عمرو بن عبدود ہے، نبی ﷺ نے حضرت علیؓ کی آمادگی دیکھ کر اس دفعہ اجازت دے دی اور اپنے دست مبارک سے ان کے سر پر عمامہ باندھ کر تلوار عنایت فرمائی تب حضرت علیؓ آگے بڑھ کر عمرو بن عبدود کے سامنے پہنچ گئے اور فرمایا اے عمرو! یہ دراصل تیرا یہ قول ہے کہ کوئی تجھ سے تین باتوں کا سوال کرے تو ان میں سے ایک ضرور قبول کرے گا؟

عمرو بن عبدود: ہاں

حضرت علیؓ: میرا پہلا سوال یہ ہے کہ تو کفر سے تائب ہو کر اسلام کے دامن میں آ جا۔

عمرو بن عبدود: مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

حضرت علیؓ: پھر جنگ سے واپس جا۔

Marfat.com

عمرو بن عبدود: ایسا کرنے سے قریشی عورتیں مجھے طعنہ دیں گی۔

حضرت علیؓ: پھر مجھ سے مقابلہ کے لئے تیار ہو جا۔

عمرو بن عبدود: مجھے یہ امید نہ تھی کہ اس فلک کے نیچے کوئی مجھ سے ایسا سوال بھی کرے گا۔

حضرت علیؓ: لیکن میں تو اب یہی چاہتا ہوں۔

عمرو بن عبدود: تمہارا نام کیا ہے؟

حضرت علیؓ: میرا نام علی بن ابی طالبؓ ہے۔

عمرو بن عبدود: بھتیجے تمہارے اعمام میں کوئی بڑی عمر والا نہیں ہے؟ تم تو ابھی کمسن ہو میں تمہارے خون سے ہاتھ رنگنا نہیں چاہتا۔

حضرت علیؓ: لیکن میں تو تمہارا خون بہا کے رہوں گا۔

عمرو بن عبدود یہ جواب سن کر غصہ میں تلملا اٹھا اور اپنی شان بہادری جتانے کے لئے گھوڑے سے اتر کر اس کی کونچیں کاٹ دی کیونکہ شیر خدا بھی پیدل تھے اب اس نے شعلے کی مانند تلوار نکال کر آپ کے سر پر بھرپور وار کیا، حضرت علیؓ نے اسے ڈھال سے روکا تو لیکن وار ایسا زوردار تھا کہ ڈھال کاٹ کر تلوار آپ کی پیشانی پر پہنچ گئی، پیشانی کا زخم کاری تو نہیں ہوا، لیکن اس کا نشان زندگی بھر کے لئے وسط میں مرتسم ہو گیا اور اس نشان سے پیشانی دو حصوں میں منقسم دکھائی دینے لگی اسی وجہ سے لوگ آپ کو ذوالقرنین کے لقب سے یاد کرنے لگے۔ بعضوں نے اس کے برخلاف یوں کہاں کہ ابن ملجم نے آپ کو قتل کی نیت سے جو وار کیا تھا اس سے آپ کی پیشانی پر زخم کا ایک دوسرا نشان بن گیا جس کی وجہ سے لوگ آپ کو ذوالقرنین کہنے لگے۔

عمرو بن عبدود کا حملہ ختم ہوتے ہی حضرت شیر خدا نے للکار کر فرمایا، اے عمرو! سنبھل جا اب میری باری ہے، یہ کہہ کر ایسا زبردست وار کیا کہ ذوالفقار اس کا شانہ کاٹ کر کمر کے نیچے تک اتر گئی اور وہ گھوم کر اتنے زور سے زمین پر گرا کہ غبار اڑ کر اس کے اوپر بلند ہو گیا یہ دیکھتے ہی مسلمانوں نے تکبیر کی آواز بلند کی اور حضرت علیؓ مسکراتے ہوئے نبی ﷺ کے پاس آ گئے۔ حضرت عمر بن خطابؓ وہیں موجود تھے، بولے اے علیؓ اس کی زرہ پورے عرب میں عمدہ مانی جاتی ہے، اسے اتارا کیوں نہیں۔ فرمایا گرتے ہی اس کی شرمگاہ کھل گئی تھی اسی ندامت سے میں اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔

Marfat.com

مردہ لاش کی قیمت

عمرو بن عبدود کے مرنے کے بعد اس کی لاش کو اور بعض روایت میں ہے کہ نوفل بن عبداللہ مخزومی کی لاش کو کافروں نے آنحضرت ﷺ سے طلب کیا اور اس کے عوض ۱۲ ہزار کی رقم دینی چاہی لیکن آپ نے فرمایا کہ مشرکین کی لاشوں سے ہمیں کوئی سروکار نہیں، تم ویسے ہی لے جا کر دفن کر سکتے ہو کیونکہ ہم مردار کی قیمت نہیں کھاتے۔(۱)

عمرو بن عبدود کے قتل کے بعد اس کے تمام ساتھی بدحواس ہو کر بھاگے، عکرمہ بن ابوجہل اپنا نیزہ پھینک کر نکل گئے، ہبیرہ بن وہب بھی بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔ ضرار بن خطاب کا تعاقب حضرت عمرؓ نے خود کیا لیکن اس نے مڑ کر آپ کو اپنی تلوار کی زد میں لے لیا، پھر تلوار روک کر بولا۔ اے عمر میں تجھے اپنا بھائی سمجھ کر چھوڑے دیتا ہوں یہ میرا احسان ہے اسے مت بھولنا۔(۲)

نوفل کے بارے میں دو طرح کی روایت ہے ایک یہ کہ وہ بھاگ کر خندق میں گرا تو مسلمان اسے تیر اور پتھر مارنے لگے، لیکن اس نے پکارا، اے اہل عرب میں اس طرح نہیں بلکہ عزت کی موت چاہتا ہوں، چنانچہ حضرت علیؓ نے بڑھ کر خندق ہی میں اسے قتل کر دیا اور دوسری روایت یہ ہے کہ اس نے بھی مقابلہ کی دعوت دی تو حضرت زبیر بن عوامؓ نے بڑھ کر ایسا وار کیا کہ اس کا جسم کٹ کر دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔(۳)

نمازوں کی قضا

محاصرہ کے ان ایام میں ایک دن کفار نے رات گئے تک حملے کی شدت باقی رکھی یہاں تک کہ نبی ﷺ کی نماز عصر فوت ہو گئی جو مغرب کے کچھ دیر بعد پڑھی گئی۔ اس پر آپ نے فرمایا، اللہ ان کافروں کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے، انہوں نے ہمیں صلوۃ وسطیٰ یعنی نماز عصر سے بھی غافل کر دیا۔(۴)

ایک دن اس سے بھی زیادہ شدت کا حملہ ہوا تو ظہر، عصر اور مغرب کی تمام نمازیں فوت ہو گئیں، چنانچہ ان سب کو آپ نے اکٹھا کر کے عشاء کے ساتھ پڑھی۔(۵) اس کرب واضطراب کے عالم میں

---

(۱) البدایہ ۴/۱۰۵ تا ۱۰۷ (۲) سیرۃ النبی بحوالہ ابن سعد (۳) البدایہ ۴/۱۰۷

(۴) ابن ہشام ۴/۱۰۹ (۵) ترمذی

Marfat.com

منافقین تکلیف دہ باتیں کر کے مسلمانوں کو بہکانے لگے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ایک دن یہ مصیبت ضرور دور ہوگی، مسلمان اطمینان وسکون سے خانہ کعبہ کا طواف کریں گے، اللہ تعالیٰ بیت اللہ شریف کی کنجیاں مجھے عنایت فرمائے گا، قیصر وکسریٰ بھی ایک دن مغلوب ہوں گے اور تم ان کے خزانوں کو راہ خدا میں صرف کرو گے۔(۱)

بنوقریظہ کی بدعہدی

بنوقریظہ کے یہود سے رسول اللہ ﷺ کا معاہدہ تھا اسی لئے آپ نے ان کے قلعوں کی جانب سے دفاع کا کوئی انتظام نہیں کیا تھا، جب کفار نے دیکھا کہ خندق کو پھاند کر مسلمانوں کو مغلوب کرنا مشکل ہے تو انہوں نے بنوقریظہ کو توڑنے کے لئے بنونضیر کے سردار حیی بن اخطب کو بھیجا تا کہ مسلمانوں کی قوت بٹ جائے اور دفاعی طاقت میں خلل واقع ہو چنانچہ حیی بن اخطب بنوقریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس گیا، کعب نے اس کی بات سنی تو قلعہ کا دروازہ بند کرلیا اور کہا محمد ﷺ سے ہمارا معاہدہ ہے ہم اسے توڑنا نہیں چاہتے، کیونکہ محمد ﷺ میں ہم نے سچائی اور وفاداری کے علاوہ کبھی کوئی بدعہدی نہیں پائی لہذا تم لوٹ جاؤ، حیی نے کہا تم پر افسوس ہے، تم اپنے ہو کر محض اس لئے دروازہ نہیں کھولتے کہ چند لقمہ کھانا دینا پڑے گا۔کعب کو یہ بات بہت گراں گزری اس لئے دروازہ کھول دیا، جب حیی اندر گیا تو بولا !اے کعب! مسلمانوں سے بدلہ لینے کے لئے اس سے اچھا موقع نہ ملے گا۔میں قریش اور بنوغطفان وغیرہ کے قائدین اور سرداروں کی ایک بڑی جمعیت لے کر آیا ہوں، ان سب نے قسم کھا رکھی ہے کہ جب تک محمد ﷺ کو تہس نہس نہیں کر ڈالیں گے واپس نہ ہوں گے، کعب نے کہا واللہ یہ بادل جو چڑھ کے آیا ہے اس میں گرج اور چمک کے سوا ایک قطرہ پانی نہیں ہے، لہذا ہمیں اپنے حال پر رہنے دو۔حیی نے کہا اگر قریش اور بنوغطفان کے لوگ یونہی واپس چلے گئے تو میں تمہارے ساتھ رہوں گا اور جو مصیبت تم پر آئے گی میں بھی اسے جھیلوں گا لیکن یہ سنہرا موقع ہاتھ سے نہ جانے دو اس یقین دہانی پر کعب معاہدہ توڑنے پر راضی ہو گیا اور مسلمانوں کی مخالفت میں حیی بن اخطب کا ساتھی بن گیا، شدہ شدہ یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو مل گئی، لیکن آپ نے تحقیق کے لئے قبیلۂ اوس کے سردار سعد بن معاذؓ کو اور قبیلۂ خزرج کے سردار سعد بن عبادہؓ کو اور ان کے ساتھ عبداللہ بن رواحہؓ اور خوات بن جبیر کو بھی بنوقریظہ کے پاس بھیجا اور انہیں تاکید فرمادی کہ اگر دراصل بنوقریظہ نے بدعہدی کر

---

(۳۸۸) البدایہ ۴/۱۰۹

Marfat.com

ڈالی ہے تو یہاں واپس آ کر کھلے لفظوں میں ظاہر نہ کریں بلکہ اشارہ سے اس طرح کہدیں کہ میں سمجھ لوں اور عام مسلمانوں میں بددلی پیدا نہ ہو۔

چنانچہ جب وہ بنو قریظہ کے یہاں پہنچے تو دیکھا کہ سب مسلمانوں سے برگشتہ ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم محمدؐ کو کچھ نہیں جانتے ان سے ہمارا کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے سمجھانا شروع کیا تو بڑی لے دے ہوئی، مجبوراً یہ حضرات واپس آئے اور حضور ﷺ سے ملاقات کر کے صرف عضل والقارۃ کہہ کر خاموش ہو گئے، آپ نے سمجھ لیا کہ جس طرح بنو عضل و بنو قارہ نے غداری کر کے بے گناہ مسلمانوں کو قتل کیا تھا اسی طرح بنو قریظہ بھی غداری پر تلے ہیں، اس خبر سے آپ ﷺ کو بڑا صدمہ ہوا، آپ کپڑا اوڑھ کر لیٹ گئے، لوگوں کا خوف وہراس بڑھنے لگا وہ آپ کو لیٹا ہوا دیکھ کر سمجھ گئے کہ بنو قریظہ کی طرف سے کوئی اچھی خبر نہیں آئی ہے لیکن اس کے تھوڑی ہی دیر بعد نبی ﷺ اٹھے اور فرمایا۔ ابشروا بفتح الله ونصره الله کی فتح اور نصرت سے خوش ہو جاؤ، پھر آپ ﷺ نے دعا بھی کی اللهم انی اسألك عهدك ووعدك اللهم ان تشاء لا تعبد اے اللہ تو نے جو فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے میں وہی مانگتا ہوں، اے اللہ اگر تو چاہے تو تیری بندگی نہ ہو۔

ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ بنو قریظہ کی خبر ملنے کے بعد خوف کی شدت سے بعض مومنین کے دل میں طرح طرح کے خیالات آنے لگے، منافقین کا نفاق کھل کر ظاہر ہو گیا معتب بن قشیر نے کہا محمد ﷺ ہم سے وعدہ کرتے تھے کہ قیصر و کسریٰ کے خزانے ہاتھ آئیں گے اور اب حال یہ ہے کہ ہم پاخانہ کرنے کے لئے بھی کہیں نہیں جا سکتے اسی طرح اوس بن قیظی نے اپنے ہمنواؤں کو ساتھ لے کر کہا کہ ہمارے گھر دشمنوں کے دستبرد سے محفوظ نہیں ہیں لہذا ہمیں اجازت دیجئے کہ میدان جنگ چھوڑ کر اپنے گھروں میں چلے جائیں۔(۱)

مصالحت کا صحیفہ چاک

بنو قریظہ کی بدعہدی کے سبب مسلمانوں میں خوف وہراس لاحق ہوا اور منافقین نے بہکانا شروع کیا تو رسول اللہ ﷺ نے سوچا کہ کفار کے لشکر میں ضعف و انتشار پیدا کرنے کے لئے بنو غطفان سے مصالحت کر لی جائے چنانچہ خفیہ طور سے خط و کتابت ہوئی تو بنو غطفان کے سردار نے کہا ہم اس شرط پر مدینہ

---

(۱) البدایہ ۴/۱۰۴

Marfat.com

چھوڑ کر چلے جائیں گے کہ ہمیں مدینہ کی ایک ثلث پیداوار دیدی جائے۔ان کے اس مطالبے کی تنفیذ کے لئے رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذؓ اور سعد بن عبادہؓ سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا اگر یہ مصالحت اللہ کے حکم سے ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن اگر آپ صرف ہماری حفاظت اور دلجوئی کے لئے ایسا کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں، ہم نے کفر کے زمانے میں ان کو سوائے مہمانداری یا خرید وفروخت کے کبھی مدینہ کا پھل نہیں دیا تو آج جب کہ اللہ تعالی نے ہمیں آپ کے ذریعہ اسلام کی دولت اور عزت سے نوازا ہے۔ہم اپنا مال کیسے کھلا سکتے ہیں، ہم تو ان کو تلوار کا جواب تلوار ہی سے دیں گے یہاں تک کہ حق و ناحق کا فیصلہ ہو جائے۔

اللہ کے رسول نے ان کا یہ جرأت مندانہ جواب سن کر فرمایا، میں صرف تمہاری دلجوئی اور سہولت کی خاطر ایسا کرنا چاہتا تھا ورنہ میں بھی تمہاری اسی رائے سے متفق ہوں، آپ کا یہ عندیہ معلوم کر کے سعد بن معاذؓ اٹھے اور وہ صحیفہ چاک کر ڈالا جس میں یہ معاملہ جانبین کی شہادت کے بعد طے ہونے والا تھا۔(۱)

عورتوں اور بچوں کی حفاظت

بنوقریظہ کی غداری کے بعد ضروری تھا کہ عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے کوئی دستہ متعین کر دیا جائے لیکن خندق کے ارد گرد کفار کے ہجوم سے ایک منٹ کی فرصت نہیں ملتی تھی، پھر بھی ان کی نگرانی کے لئے کبھی کبھی کچھ لوگوں کو بھیج دیا کرتے تھے خاص کر حضرت زبیر بن عوامؓ وغیرہ رات کو اس طرف آجایا کرتے تھے ورنہ عام طور پر عورتوں کا قلعہ مدافعت سے خالی رہتا تھا۔

حضرت صفیہؓ کی شجاعت

یہودیوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ مسلمان عورتوں اور بچوں کو جن قلعوں میں محفوظ کیا گیا ہے، وہاں کوئی محافظ دستہ نہیں ہے اس لئے بنوقریظہ نے دشمنوں سے ساز باز کے بعد اس طرف حملہ کرنے کے لئے اپنا جاسوس روانہ کیا تا کہ حالات کے علم کے بعد چھاپا مارا جائے۔حضرت صفیہ بنت عبدالمطلبؓ جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھیں فرماتی ہیں کہ بنوقریظہ کے جنگ میں شامل ہونے کے بعد ایک یہودی ہم عورتوں کے قلعے کے گرد چکر کاٹنے لگا اس وقت ہماری طرف سے کوئی مدافعت کرنے والا نہ تھا، البتہ حسان بن ثابتؓ اپنی کمزوری یا بیماری کے باعث عورتوں کے ساتھ کر دیئے گئے تھے، جب میں نے اس یہودی کو دیکھا تو

۱) ابن ہشام /۲۲۳، البدایہ ۴/ ۱۰۴

Marfat.com

حسانؓ سے کہا رسول اللہ ﷺ ادھر جنگ میں مشغول ہیں اور یہودی جاسوس ہمارے قلعہ کے گرد گھوم رہا ہے اگر ہمارا قلعہ لشکریوں سے خالی دیکھ کر لوٹ گیا تو دشمنوں کو خبر دے گا لہذا جا کر اسے قتل کر دو انہوں نے کہا اللہ آپ کو معاف کرے، میں اس لائق نہیں ہوں حضرت صفیہؓ کہتی ہیں کہ پھر میں نے اپنی کمر کس لی اور خیمہ کا ایک چوب لے کر اسے مار گرایا اور حسانؓ سے کہا اس کی زرہ اتار لاؤ اگر مرد نہ ہوتا تو میں خود اتار لاتی مگر انہوں نے اس کی بھی ہمت نہیں کی، اس جاسوس یہودی کے قتل ہو جانے سے سارے یہودی ڈر گئے انہوں نے سمجھا کہ عورتوں کے قلعہ میں کوئی محافظ دستہ ضرور موجود ہے۔(۱)

حضرت سعدؓ بن معاذ کی شان

حضرت سعد بن معاذؓ قبیلہ اوس کے سردار جنگ بدر و احد وغیرہ غزوات میں شریک کار اور جناب رسول اکرم ﷺ کے جاں نثار و فدا کار تھے بنو غطفان کو مدینہ کا ایک ثلث پیداوار دے کر مصالحت کرنے کا صحیفہ انہیں نے چاک کر کے فرمایا تھا ہم ان کی تلوار کا جواب تلوار سے دیں گے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جنگ خندق میں ہم لوگ بنو حارثہ کے قلعہ میں رکھی گئی تھیں حضرت سعد بن معاذ کی والدہ بھی اسی میں رہتی تھیں، ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت سعد بن معاذ ایک چھوٹی سی زرہ پہنے ہوئے ہماری طرف سے گزرے ان کا ہاتھ کہنی تک کھلا ہوا تھا وہ بڑی تیزی سے حربہ لئے ہوئے بڑھ رہے تھے اور یہ شعر ان کی زبان پر جاری تھا ۔

لبث قليلا يشهد الهيجا جمل　　　لا باس بالموت اذا حان الاجل

تھوڑا سا ٹھہر جا کہ یہ شخص بھی جنگ میں پہنچ جائے، وقت موعود آ جائے گا تو موت سے کوئی ڈر نہیں۔

ان کی والدہ نے دیکھا تو کہا بیٹے جلدی جاؤ آج تم نے دیر کر دی۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کاش سعدؓ کی زرہ بڑی ہوتی، ان کی ماں بولیں شاید آپ ڈرتی ہیں کہ انہیں تیر نہ لگ جائے۔ چنانچہ آگے بڑھتے حبان بن عرقہ نے تیر سے ان کے ہاتھ میں مارا جس سے رگ اکحل کٹ گئی۔ حضرت سعد اس زخم سے بے تاب ہو گئے اور دعا کی کہ خدایا اگر تو نے قریش کی جنگ باقی رکھی تو مجھے زندہ رکھ کیونکہ میں ان سے زیادہ کسی سے بھی جہاد کرنا محبوب نہیں رکھتا اس لئے کہ انہوں نے تیرے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے ان کی تکذیب کی اور گھر سے نکالا ہے اور اگر قریش کی لڑائی کا خاتمہ ہو گیا ہو تو اس زخم کو میری شہادت کا ذریعہ

(۱) ابن ہشام ۲/ ۲۲۸

Marfat.com

بنا اور مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک کہ بنو قریظہ کے غداری کا بدلہ دیکھ کر میری آنکھوں میں ٹھنڈک محسوس نہ ہو۔(۱)

حضرت سعد بن معاذؓ کی یہ دعا قبول ہوگئی، جنگ احزاب کے بعد قریش کے لوگ حضور ﷺ سے کوئی جنگ نہیں کر سکے، بنو قریظہ بھی آپ کے سامنے ہی کیفر کردار کو پہنچ گئے، حضرت سعد بن معاذؓ کی تیمارداری کے لئے نبی ﷺ نے اپنی مسجد کے صحن میں خیمہ لگوایا، خود ہی ان کی نگرانی فرماتے رہے دو مرتبہ ان کے زخم کو تیر کے پھل سے داغا بھی لیکن زخم مندمل نہیں ہوسکا بالآخر بنو قریظہ کے فیصلہ قتل کے بعد ایک دن زخم سے کافی خون آیا جس سے آپ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

اہل احزاب پر بددعا

کفار کا محاصرہ ایک مہینہ کے قریب ہو رہا تھا، بنو قریظہ کی غداری کی وجہ سے اور بھی خطرات بڑھ گئے تھے اسی اثنا میں رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی گھبراہٹ اور منافقین کی ریشہ دوانی کو دیکھ کر یہ دعا فرمائی:
اللھم منزل الکتاب سریع الحساب اھزم الاحزاب وزلزلھم (وفی روایۃ) اللھم اھزمھم وانصرنا علیھم اے اللہ! کتاب کو نازل فرمانے والے، جلد حساب لینے والے، لشکر کفار کو شکست دے، ان کو متزلزل فرما۔ ان کی شکست و ریخت سے ہماری مدد فرما۔ صحابہ کرام بھی آپ کے بتانے سے یہ دعا کرنے لگے۔ اللھم استر عوراتنا و آمن روعاتنا اے اللہ ہماری پردہ پوشی فرما اور ہمارے خوف وہراس کو امن سے بدل دے۔

نعیم بن مسعود غطفانی اشجعی کا اسلام قبول کر کے لشکر کفار میں تفرقہ ڈالنا

اسی دوران جب کہ یہ دعائیں کی گئیں بنو غطفان کے قبیلہ اشجع کے ایک سردار نعیم بن مسعودؓ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر اپنے ایمان و اسلام کا اظہار کیا اور گزارش کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں لشکر کفار میں پھوٹ ڈال دوں کیونکہ ابھی میرے اسلام کا حال کسی کو معلوم نہیں ہے آپ نے فرمایا تم اکیلے آدمی ہو اس لئے ہم سے جدا ہو کر جاؤ اور لڑائی تو دھوکے کا نام ہے۔

چنانچہ نعیمؓ نے جا کر بنو قریظہ سے کہا اگر قریش اس جنگ میں غالب آگئے تو تمہارے حق میں بہتر ہوگا لیکن اگر وہ ناکام ہو کر واپس ہوگئے تو تم مفت میں پس جاؤ گے اس لئے کہ تمہیں یہیں رہنا سہنا ہے،

(۱) ابن ہشام ۲/۲۲۷

Marfat.com

تمہارے گھر بار اور تمہارے اہل و عیال یہیں ہیں، لہٰذا جب تک قریش اور بنو غطفان اپنے اشراف کو تمہارے پاس بطور یرغمال نہ رکھ دیں تم جنگ میں ان کا ساتھ مت دو۔ چونکہ نعیمؓ اور بنو قریظہ کے درمیان زمانہ جاہلیت میں دوستی تھی اس لئے انہوں نے ان کی رائے کی تحسین کی اور اسی خیال پر جم گئے۔

پھر حضرت نعیمؓ قریش اور بنو غطفان کے پاس آئے اور کہا بنو قریظہ کے لوگ تمہارا ساتھ دے کر پچھتا رہے ہیں اور اب کہتے ہیں کہ جب تک آپ لوگ اپنے اشراف کو ان کے پاس بطور ضمانت گروی نہ رکھ دیں گے وہ جنگ میں شامل نہ ہوں گے۔ لہٰذا تم خبردار اپنے آدمیوں کو یرغمال نہ رکھنا ورنہ ڈر ہے کہ وہ محمد ﷺ سے مصالحت کر کے تمہارے آدمیوں کو ان کے حوالے کر دیں گے۔ قریش کو بھی نعیمؓ پر پورا اعتماد تھا انہوں نے بھی ان کے رائے کی تحسین کی اور طے کر لیا کہ اپنا ایک آدمی بھی بنو قریظہ کے پاس رہن نہیں رکھیں گے۔

اس کے بعد قریش اور بنو غطفان نے بنو قریظہ کے پاس عکرمہ بن ابو جہل وغیرہ کو بھیجا اور کہا کہ محاصرہ دراز ہونے کے سبب ہمارے سامان رسد وغیرہ میں کمی آ گئی ہے لہٰذا تم لوگ تیار ہو کر جنگ کے لئے آ جاؤ، تاکہ ہم سب مل کر محمد ﷺ سے مقابلہ کریں اور کام جلدی ختم ہو جائے۔ اتفاق سے وہ دن سنیچر کا تھا جسے یہودی محترم مانتے تھے اس لئے انہوں نے جواب دیا کہ آج سنیچر کا دن ہے جس میں ہم کچھ کام نہیں کرتے اس کے علاوہ ہم تمہارے ساتھ مل کر اس وقت تک جنگ نہیں کریں گے جب تک تم ہماری ضمانت کے لئے اپنے اشراف کو ہمارے یہاں رہن نہ رکھ دو اس لئے کہ اگر جنگ کی سختی دیکھ کر تم لوگ واپس چلے گئے تو ہم اکیلے یہاں بلا میں پھنس جائیں گے، پھر تنہا محمد ﷺ کا مقابلہ کرنا ہمارے لئے مشکل ہے اس طرح یرغمال طلب کرنے سے جانبین میں ایک دوسرے کے خلاف بدظنی بڑھتی گئی اور ان کی بنی بنائی تھی بگڑ کر رہ گئی۔ (۱)

آندھی اور طوفان

ادھر یہود اور کفار قریش وغیرہ میں بگاڑ کی صورت پیدا ہوئی ادھر اللہ تعالیٰ نے شام کے وقت اور جاڑے کی شدت میں ایسی طوفانی ہوا بھیج دی جس نے ان کے ہوش اڑا دئیے، ان کی ہانڈیاں الٹ گئیں کھانے پینے کے برتن ایک دوسرے سے ٹکرانے کے بعد ادھر ادھر گر گئے۔ ابو سفیان نے کہا اے قریش کی جماعت! ہمارا راشن بھی ختم ہے۔ بنو قریظہ نے بھی ساتھ چھوڑ دیا اور موسم کی ناسازگاری کا یہ عالم

(۱) ابن ہشام ۲:۲۲۹، البدایہ ۴:۱۱۱

Marfat.com

ہے کہ نہ خیمہ رکتا ہے اور نہ آگ جل سکتی ہے۔ اب کوچ کے سوا کوئی چارہ نہیں، میں کوچ کر رہا ہوں، تم بھی کوچ کر چلو۔

حضرت حذیفہؓ کا آنکھوں دیکھا بیان

ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ کوفہ کا ایک آدمی حضرت حذیفہؓ سے ملا اور کہنے لگا اگر ہم رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پاتے تو آپ کو زمین پر چلنے دیتے بلکہ اپنی گردن پر سوار رکھتے اور آپ کے ساتھ جنگوں میں انتہائی بہادری اور شجاعت کا مظاہرہ کرتے۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا تم ایسا کیا کرتے خدا کی قسم جنگ میں ایسا بھی وقت آیا ہے کہ ہم صف بندی کئے بیٹھے تھے، دشمنوں نے اوپر اور نیچے سے گھیرا ڈال رکھا تھا، رات نہایت سرد اور تاریک تھی، حضور ﷺ نے تھوڑی دیر نماز پڑھی پھر ہمارے درمیان آئے اور تین مرتبہ فرمایا کہ قوم کفار میں کوئی نئی چیز پیدا ہونے والی ہے کون جا کر ان کی خبر لائے گا اس شرط پر کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہو، اس وقت بجلی کی طرح ہوا چل رہی تھی، جاڑے کی شدت، خوف اور بھوک کی تکلیف سب پر طاری تھی اس لئے کوئی نہ کھڑا ہوا یہاں تک کہ آپ میرے قریب آئے اس وقت میں زمین پر گھٹنا ٹیکے ایک ایسی چھوٹی چادر اوڑھے بیٹھا تھا کہ اس سے پورا بدن ڈھک نہیں رہا تھا اور اٹھنے کی ہمت جواب دے چکی تھی لیکن آپ نے میرا نام لے کر پکارا تو تعمیل حکم کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا، میں کھڑا ہو گیا تو آپ نے فرمایا تم جا کر دیکھو قوم کفار کا کیا حال ہے اور میرے پاس آنے سے پہلے کوئی نئی بات پیدا مت کرنا۔ اس وقت مجھ پر گھبراہٹ اور ٹھنڈک کا سب سے زیادہ اثر تھا لیکن آپ نے دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَمِنْ فَوْقِهٖ وَمِنْ تَحْتِهٖ. اے اللہ! اس کی حفاظت فرما، اس کے آگے سے اور پیچھے سے، داہنے سے اور بائیں سے، اوپر سے اور نیچے سے، پس میں نکل پڑا، واللہ! اس وقت میرے سینے سے ساری گھبراہٹ اور جاڑے وغیرہ کی ہر تکلیف دور ہو گئی، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے میں گرم حمام میں چل رہا ہوں جب لشکر کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ ابوسفیان ایک کونے میں آگ جلا کر تاپ رہا ہے، میں نے ترکش سے تیر نکالا کہ ماردوں پھر حضور ﷺ کا حکم یاد آیا کہ کوئی نئی بات پیدا مت کرنا ورنہ وہیں میں اس کو ڈھیر کر دیتا۔

پھر میں لشکر کے اندر گھسا وہاں اپنے قریب بنو عامر کے ایک آدمی کو پایا وہ کہتا تھا اے بنو عامر نکل چلو اب یہاں ٹھہرنے کے لائق نہیں۔ اس وقت ہوا ان کے خیموں کو اجاڑ رہی تھی پتھر اڑ کے ایک

Marfat.com

دوسرے سے ٹکرا رہے تھے، ہوا کی سختی اور تیزی صرف ان کے لشکر گاہ تک تھی، باہر ایک بالشت بھی نہیں جاتی تھی، ابوسفیان یہ پریشانی دیکھ کر اعلان کرنے لگا۔ اے قریش کی جماعت! خدا کی قسم یہاں ٹھہرنا ایک مصیبت ہے، ہمارے جانور ہلاک ہو گئے بنو قریظہ نے وعدہ خلافی کی، ہوا اتنی سخت ہے کہ دیگیں الٹ گئیں، خیمے اکھڑ گئے، آگیں بجھ گئیں، یہاں سے سب کوچ کر چلو، میں بھی کوچ کر رہا ہوں۔ پھر مدہوشی میں اپنے بندھے ہوئے اونٹ پر سوار ہو کر چابک لگا دیا، اونٹ اس کو لے کر تین پیروں پر کود پڑا تب اسے ہوش آیا کہ اونٹ تو بندھا ہوا ہے۔ یہ تمام حالات دیکھ کر میں لوٹ پڑا آدھا راستہ طے کر چکا تو اچانک بیس سوار ملے جو سر پر عمامہ باندھے ہوئے تھے، انہوں نے مجھ سے کہا جا کر اپنے صاحب ﷺ سے کہہ دینا اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے کافی ہو گیا، معلوم ہوتا ہے کہ وہ فرشتوں کی جماعت تھی۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں حضور ﷺ کے پاس آیا، ابھی تک آپ چادر اوڑھے ہوئے نماز میں مشغول تھے یہاں پہنچتے ہی میری سردی پھر لوٹ آئی، میں پہلے کی طرح کانپنے لگا۔ آپ نے اپنی چادر مبارک کا کنارہ میرے اوپر ڈال دیا میں نے آپ کو بتایا کہ قوم غارت گری کوچ کرتے ہوئے چھوڑ رہی ہے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿یا ایها الذین آمنوا اذکروا نعمة الله علیکم اذ جاء تکم جنود فارسلنا علیهم ریحا وجنودا لم تروها وکان الله بما تعملون بصیرا (الی) ورد الله الذین کفروا بغیظهم لم ینالوا خیرا وکفی الله المؤمنین القتال وکان الله قویا عزیزا﴾

ایمان والو! اللہ کی نعمت کو یاد کرو، جب تمہارے پاس غارت گر لشکر آیا تو ہم نے ان پر ہوا اور فرشتوں کا ایسا لشکر بھیج دیا جسے تم نہیں دیکھتے تھے اور اللہ تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے اللہ نے کافروں کو ان کے غیظ و غضب کے ساتھ لوٹا دیا وہ کوئی بھلائی حاصل نہیں کر سکے، اللہ مومنین کی طرف سے قتال کے لئے کافی ہو گیا۔ اللہ طاقتور اور غالب ہے۔

اس آیت میں اشارہ تھا کہ آئندہ قریش کی طرف سے لڑائی کا خاتمہ ہے۔ آں حضرت ﷺ نے فرمایا اب ہم جا کر ان سے جنگ کریں گے لیکن وہ آکر ہم سے جنگ نہیں کر سکتے۔ صحیح بخاری میں ہے۔ حضور ﷺ نے یہ کلمات بھی فرمائے۔

لا اله الا الله وحده اعز جنده ونصر عبده وغلب الاحزاب وحده فلا شیء

Marfat.com

بَعْدَہٗ. اللہ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں اس نے اپنے لشکر کو غالب فرمایا اپنے بندے کی مدد کی تنہا تمام اہل احزاب پر غالب آیا پس اس کے بعد کوئی خدشہ نہیں۔

مقتولین وشہداء کی تعداد

اس جنگ میں خندق حائل ہونے کے سبب دو بدو لڑائی کم ہوئی اس میں تلوار زنی اور تیر اندازی سے کل ٦ آدمی مسلمان کے شہید ہوئے اور دس کافروں کے مارے گئے بعضوں نے صرف ۴ بتایا ہے، یہ محاصرہ شوال میں شروع ہو کر ذیقعدہ میں ایک ماہ کے اندر ہی اندر ختم ہو گیا، قریش کے چلے جانے سے بنو غطفان اور یہودی بھی سب محاذ چھوڑ کر روانہ ہو گئے اور مدینہ کا مطلع ان کے جانے سے صاف ہو گیا۔ (۱)

غزوۂ بنی قریظہ

بنو قریظہ نے ایسی حالت میں جب کہ مسلمانوں کے جان و مال اور اہل و عیال کے لئے سخت خطرہ لاحق تھا، معاہدہ توڑ دیا، اور حیی بن اخطب جیسے مجرم کو اپنے یہاں پناہ دیا جو جلا وطن ہونے کے باوجود کفار کی پوری جمعیۃ کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکا کر لایا تھا اور صرف پناہ ہی نہیں دیا بلکہ اس کے کہنے سے کھل کر مسلمانوں کے خلاف اس شرط پر جنگ میں شامل ہوئے کہ انہیں تہس نہس کر کے ہی واپس ہوں۔ اب ایسے دشمن کو جو معاہدہ شکنی کے ساتھ ساتھ جان و مال اور عزت و آبرو سب کچھ مٹانے پر تل گیا ہو اور حتی الامکان کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے کون شخص ہے جو موقع پانے کے بعد قید و قتل کے سوا کوئی دوسرا فیصلہ کرے گا۔ بنو نضیر کے لوگ جو مسلمانوں پر پورے عرب کو چڑھا کر لائے تھے اس کی وجہ یہی تھی کہ نبی ﷺ نے ایسے جانی دشمنوں کو طرح دے دیا تھا ورنہ اگر اسی وقت ان کو ان کے کرتوت کا بدلہ دے دیا گیا ہوتا تو نہ مسلمانوں کو یہ مصیبت پیش آتی نہ بنو قریظہ معاہدہ توڑ کر اس سزا کے مستحق ہوتے۔

محمد بن اسحاق وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ رات کو مدینہ کا محاصرہ چھوڑ کر کفار کوچ کر گئے تو صبح کو جناب نبی کریم ﷺ بھی اپنے اصحاب کے ساتھ مورچہ بندی ختم کر کے مدینہ واپس ہو گئے اور ہتھیار اتار کر غسل فرمانے لگے لیکن ابھی ظہر کا وقت بھی نہیں ہونے پایا تھا کہ جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں ان کو گھر کے شگاف سے دیکھ رہی تھی ان کے سر پر غبار کے آثار تھے۔ انہوں نے

---

(۱) ابن ہشام ۲/۲۳۰، البدایہ ۴/۱۱۳

Marfat.com

کہا اے محمد ﷺ آپ نے ہتھیار اتار دیا حالانکہ ہم فرشتوں نے ابھی نہیں اتارا ہے، اللہ کا حکم ہے کہ بنو قریظہ کے پاس چلئے میں بھی ان کو متزلزل کرنے کے لئے جارہا ہوں، یہ سنتے ہی آپ نے اعلان کردیا کہ جو لوگ میرے مطیع وفرمانبردار ہوں وہ بنو قریظہ کی طرف چلیں اور عصر کی نماز وہیں پڑھیں۔

پھر آپ نے مدینہ پر ابن ام مکتومؓ کو عامل بنایا اور حضرت علیؓ کو مقدمۃ الجیش کے طور پر جھنڈا دے کر بھیج دیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ بھی روانہ ہو گئے۔ بنو غنم کے کچھ لوگ آگے جاکر آپ کا انتظار کر رہے تھے آپ نے ان سے ملنے کے بعد پوچھا، تمہارے پاس سے کوئی سوار بھی گزرا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ دحیہ کلبیؓ ایک سفید خچر یا گھوڑے پر سوار استبرق کا عمامہ باندھے زین پر ریشم کی جھول ڈالے ہوئے گئے ہیں آپ نے فرمایا وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے دحیہ کلبیؓ کی شکل میں آتے ہیں۔

آپ نے لوگوں کو تاکید فرمادی تھی کہ عصر کی نماز بنو قریظہ ہی میں پڑھیں اسی لئے صحابہ نے نکلنے میں جلدی کی پھر بھی بعض حضرات کی تیاری میں کافی دیر ہوگئی اور یہ کہہ کر عصر کی نماز راستے ہی میں پڑھ لی کہ حضور ﷺ کا اس طرح سے حکم دینے کا مقصد یہ نہیں کہ عصر کا وقت راستے میں ہو جائے تو بھی مت پڑھنا بلکہ مقصد آپ کا یہ تھا کہ نکلنے میں جلدی کی جائے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کے حکم کے مطابق عصر کی نماز وہیں بنو قریظہ ہی میں پڑھیں گے، خواہ دیر ہو جائے چنانچہ ان لوگوں نے عصر کی نماز عشاء کے وقت پہنچ کر بنو قریظہ میں پڑھی، آنحضرت ﷺ نے سنا تو دونوں گروہوں میں سے کسی کو خطا کار نہیں ٹھہرایا۔ وہاں حضرت علیؓ اپنے دستے کے ساتھ پہلے پہنچ گئے تھے۔ بنو قریظہ نے دیکھا تو یہ ٹھور ڈالنے کو کافی ہے تیں وقت کے اوپر سے نبی ﷺ اور مسلمانوں کو گالیاں دینے لگے، اسی وجہ سے آپ ﷺ قریب پہنچے تو حضرت علیؓ نے کہا یا رسول اللہ! آپ وہاں تشریف نہ لے چلیں، اللہ ان کے لئے کافی ہے، مطلب یہ تھا کہ وہ آپ اور آپ کے ازواج مطہرات کو گالیاں دیتے ہیں تو آپ اسے سننے کے لئے نہ جائیں، ہم لوگ نپٹ لیں گے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب میرے پہنچنے پر انہیں گالیاں دینے کی ہمت نہ ہوگی چنانچہ آپ نے پہنچ کر ان کے کنوئیں پر جس کا نام ہرانا تھا، نزول فرمایا اور پکارا اے یہود کی جماعت تم انہیں کے بھائی ہو جو اپنی شرارت کے جرم میں مسخ کر کے بندر بنا دیئے گئے تھے، آج اللہ نے جو ذلت اور رسوائی تمہارے حق میں لکھی ہے وہ تمہیں مل کر رہے گی۔

محاصرہ کی مدت اور بنو قریظہ کا تزلزل

پھر آپ نے کم وبیش ۲۵ دن تک محاصرہ جاری رکھا، بنو قریظہ کے پاس کھانے پینے اور قلعوں میں

Marfat.com

محفوظ رہنے کے لئے ہر طرح کا سامان موجود تھا وہ مہینوں اپنے مکان میں آرام سے رہ سکتے تھے اور محاصرہ کرنے والے مسلمان جنگ احزاب کے تھکے ماندے باہر جاڑے کی شدت اور بھوک کی تکلیف سے پریشان تھے لیکن بنو قریظہ کے لوگ اس تھوڑی مدت میں متزلزل ہو کر گھبرا گئے۔ اللہ کے فرشتوں کے ذریعہ ان کے قلعوں میں سنسنی اور خوف کے آثار پیدا ہو گئے۔

کعب بن اسد کا مشورہ

اس کے علاوہ حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ نے آگے بڑھ کر بلند آواز سے کہا۔ اے مسلمانو! خواہ ہمیں حضرت حمزہؓ کی طرح جام شہادت نوش کرنا پڑے لیکن اب ہم ان کے قلعوں میں گھس کر دروازہ کھول دیں گے اس آواز سے وہ اور حواس باختہ ہو گئے ان کے سردار کعب بن اسد نے اپنی قوم کو اکٹھا کر کے کہا میں اس پریشانی کے حال میں تمہارے سامنے تین باتیں پیش کرتا ہوں جو ان میں سے بہتر ہو کرو۔

اول یہ کہ محمد ﷺ کی تصدیق کر کے ایمان لے آؤ، کیونکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ وہ نبی مرسل ہیں، تم اپنی کتاب تورات میں ان کے متعلق لکھا ہوا پاتے ہو، پس ان پر ایمان لانے سے تمہارا خون مال اور بیوی بچے سب مامون ہو جائیں گے۔

دوم یہ کہ اپنے اہل وعیال کو قتل کر ڈالو اس کے بعد تلواریں سونت کر مقابلے میں نکل پڑو پھر جو کچھ ہمارے درمیان اور ان کے درمیان اللہ فیصلہ کرنا چاہے گا ہو جائے گا، اگر ہم ہلاک ہو گئے تو اپنے پیچھے بیوی بچوں کا غم نہیں ہوگا اور اگر ہم نے ان کو ہلاک کر دیا تو بیوی بچے دوسرے مل جائیں گے۔ سوم یہ کہ آج سنیچر کا دن ہے، محمد ﷺ اور ان کے اصحاب سمجھے بیٹھے ہوں گے کہ ہم اس دن کے احترام میں جنگ نہیں کریں گے۔ لہذا آج ہی اتر کر اچانک حملہ کر دو ممکن ہے کہ بے خبری میں وہ ہماری گرفت میں آ جائیں۔ قوم نے جواب دیا کہ نہ تو ہم ایمان لا کر غیر کی اتباع کریں گے نہ اپنے بے قصور بچوں کو قتل کریں گے، نہ سنیچر کی بے حرمتی کریں گے کیونکہ اسی بے حرمتی کی وجہ سے ہمارے اسلاف خدا کی گرفت میں آ کر مسخ ہو گئے تھے یہ سن کر کعب نے کہا واللہ تم میں سے کسی کو دور اندیشی چھو بھی نہیں گئی ہے۔(۱)

حضرت ابولبابہؓ کا واقعہ

پھر انہوں نے آنحضرت ﷺ کو پیغام دیا کہ ہمارے قلعہ میں ابولبابہ بن عبد المنذرؓ کو بھیج دیجئے

(۱) البدایہ ۴/ ۱۱۷

Marfat.com

تا کہ ہم ان سے مشورہ کر لیں حضرت ابولبابہؓ قبیلہ اوس کے انصار میں سے ہونے کی وجہ سے بنوقریظہ کے حلیف تھے آپ نے ان کو اجازت دے دی وہ اندر گئے تو ان کو دیکھتے ہی تمام مرد کھڑے ہو گئے، عورتیں اور بچے رو رو کر فریاد کرنے لگے اور کہنے لگے اے ابولبابہ آپ کی کیا رائے ہے کیا ہم لوگ محمد ﷺ کے حکم پر اتر پڑیں اور اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیں۔ حضرت ابولبابہ کو ان کے رونے سے ترس آ گیا۔ انہوں نے ہاں کہتے ہوئے اپنے گلے پر اپنا ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا کہ ذبح کر ڈالے جاؤ گے، لیکن اس کے بعد ہی انہیں احساس ہوا کہ میں نے اللہ و رسول کے ساتھ خیانت کی ہے، لہٰذا اسی وقت وہاں سے لوٹ کر رسول اللہ ﷺ سے ملے بغیر مدینہ چلے آئے اور اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ایک ستون میں باندھ کر آواز دی کہ جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول نہ کرے گا میں اسی طرح بندھا رہوں گا اور بنوقریظہ کے شہر میں جہاں میں نے یہ خیانت کی ہے کبھی داخل نہ ہوں گا۔ ان کی بیوی روزانہ ان کو کھانا دے جاتی اور نماز کے لئے کھول دیتی تھی، حضور ﷺ نے سنا تو فرمایا اگر میرے پاس چلے آئے ہوتے تو میں ان کے لئے استغفار کرتا لیکن جب وہ خود ایک کام کر بیٹھے تو جب تک اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول نہ کرے گا، میں کچھ نہیں کہہ سکتا، چنانچہ اسی طرح وہ چھ دن یا ۲۰ دن بندھے رہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے ان کی توبہ کی قبولیت کی آیت نازل فرمائی اس وقت نبی ﷺ حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں تھے، ان سے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ابولبابہ کی توبہ قبول ہو گئی، ام سلمہؓ نے یہ خوشخبری پہنچائی تو صحابہ کرامؓ ان کو کھولنے کے لئے دوڑ پڑے لیکن انہوں نے کہا جب تک رسول اللہ ﷺ خود اپنے دست مبارک سے نہیں کھولیں گے مجھے بندھا رہنے دو چنانچہ آپ نماز فجر کے لئے نکلے تو ان کی رسی کھول دی۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ (۱)

بنوقریظہ کا نزول اور فیصلہ

ابن اسحاق نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابولبابہؓ کے چلے جانے کے بعد بنوقریظہ کے لوگ اس شرط پر اتر گئے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے حق میں جو فیصلہ کر دیں گے منظور ہے۔ اور دوسرے لوگوں نے روایت کی ہے کہ وہ لوگ حقیقتاً حضرت سعد بن معاذؓ کو فیصل مان کر نازل ہوئے تھے پس قبیلہ اوس کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ بنوقریظہ کے لوگ زمانہ جاہلیت میں ہمارے حلیف تھے۔ جیسا کہ بنوقینقاع کے لوگ ہمارے خزرجی بھائیوں کے حلیف تھے لہٰذا جس طرح آپ نے بنوخزرج کے کہنے سے بنوقینقاع

---

(۱) ابن ہشام ۲/۲۳۶-۲۳۷، البدایہ ۴/۱۲۰

Marfat.com

پر احسان فرمایا ہے اسی طرح ہماری سفارش ہے کہ ہمارے حلیفوں پر بھی احسان فرمائیں، آپ نے فرمایا کہ اے اوس کی جماعت کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ان کے معاملے میں خود تمہارے قبیلے کا سردار سعد بن معاذؓ جو فیصلہ کر دیں تسلیم کر لو۔ انہوں نے کہا بے شک ہم راضی ہیں آپ نے فرمایا تو ان کا فیصلہ خود انہیں کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

حضرت سعدؓ کی طلبی

حضرت سعد بن معاذؓ کے لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنی مسجد میں ایک خیمہ لگوا دیا تھا، اسی میں بنو اسلمؓ کی ایک عورت رفیدہ نام کی آپ کا علاج کرتی تھی جب بنو قریظہ اور قبیلہ اوس کے لوگ ان کے فیصلے پر متفق ہو گئے تو آپ نے ان کے قبیلے ہی کے لوگوں کو مدینہ بھیجا کہ حضرت سعدؓ کو سوار کر کے لے آویں چنانچہ اسی زخم داری کی حالت میں آپ کو لایا گیا، آپ صاحب جمال وکمال تھے، راستے میں آپ کے قبیلے کے لوگ عرض کرنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے حلیفوں کے معاملے میں آپ کو حَکَم بنا دیا، لہذا آپ ان کے ساتھ حسن سلوک فرمائیں حضرت سعدؓ ان کی یہ بات خاموشی سے سن رہے تھے جب انہوں نے بار بار اصرار کیا تو فرمایا اب میری زندگی کا آخری وقت قریب آ گیا ہے لہذا ضروری ہے کہ اللہ کے بارے میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کروں پھر جب قریب پہنچے تو حضرت رسول کریم ﷺ نے صحابہ سے فرمایا، تم اپنے سردار کے استقبال کے لئے آگے بڑھو۔ لہذا ان کے قبیلے کے لوگ استقبال میں گئے اور ایک بار پھر کہا کہ آپ اپنے حلیفوں کے بارے میں احسان وسلوک کا فیصلہ فرمائیں، حضرت سعدؓ نے فرمایا، کیا تم لوگ اللہ کو حاضر وناظر جان کر اقرار کرتے ہو کہ میرا فیصلہ تسلیم کرو گے؟ بولے ہاں۔ پھر جس جانب اللہ کے رسول ﷺ اپنے اصحاب کے ہمراہ تھے ادھر بھی رخ کیا اور ادب ملحوظ رکھتے ہوئے استفسار کیا، کیا آپ حضرات بھی میرا فیصلہ مان لیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہاں اور میں بھی تسلیم کروں گا۔ اس طرح سے اقرار لے لینے کے بعد فرمایا کہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ معاہدہ توڑ کر جنگ میں شامل ہونے والے تمام مرد قتل کئے جائیں ان کا مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے ان کے بیوی بچوں کو قیدی بنا لیا جائے، نبی ﷺ نے سنا تو فرمایا تمہارا فیصلہ آسمانی حکم کے مطابق ہوا ہے۔ (۱)

نبی ﷺ نے اس کو آسمانی حکم اس لئے کہا کہ یہود کی کتاب تورات میں ایسے مقاتلین اور

---

(۱) البدایہ ۲/۲۳۹

Marfat.com

بدعہدوں کے لئے یہی فیصلہ کیا گیا ہے کہ "جب خداوند اسے تیرے قبضہ میں کر دے تو وہاں کے ہر مرد کو قتل کر ڈالنا لیکن عورتوں اور بال بچوں اور چوپایوں اور اس کے شہر کے سب مال اور لوٹ کو اپنے لئے رکھ لینا۔ (استثناب۲ آیت ۱۳-۱۴ ص ۱۸۵)

اس فیصلہ کے بعد ان کے بالغ مردوں کو نسیبہ بنت الحارثیہ کے گھر میں مقید کر دیا گیا اور مدینہ کے بازار میں خندق کھود کر ایک جماعت کو لایا جاتا اور وہیں قتل کر دیا جاتا، جس وقت وہ قتل کے لئے لائے جانے لگے تو انہوں نے اپنے سردار کعب بن اسد سے پوچھا کہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔ اس نے کہا، کیا تم ہر موقع پر ناسمجھی سے کام لیتے ہو، دیکھتے نہیں کہ بلانے والا نہ باہر نکالتا ہے نہ جانے والے لوٹتے ہیں بخدا یہ قتل کے سوا کچھ نہیں ہو رہا ہے۔

تعداد مقتولین

مقتولین کی تعداد کسی نے نو سو کسی نے آٹھ سو کسی نے چھ سو اور کسی نے صرف چار سو لکھا ہے۔ اس اختلاف سے صحیح تعداد کا یقینی علم ہونا مشکل ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ بتانے والوں نے کل قیدیوں کی تعداد شمار کر لی ہے حالانکہ عورتوں نابالغوں اور ان نوجوانوں سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا جن کے زیر ناف ابھی نہیں نکلے تھے، چنانچہ حضرت عطیہ قرظی بیان کرتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جن کے زیر ناف ابھی نہیں آئے تھے۔ اس لئے مجھے چھوڑ دیا گیا۔ پھر یہ بعد میں اسلام لا کر صحابی رسول ہوئے اسی طرح عبدالرحمٰن بن زبیر بن باطا اور رفاعہ بن سموئیل قرظی وغیرہ واجب القتل ہونے کے باوجود بعض اصحاب کی جائز سفارش پر چھوڑ دیئے گئے اور بعد میں اسلام لائے ان کے علاوہ جو لوگ غدر اور عہد شکنی میں شامل نہیں تھے، جیسے عمرو بن سعدی یا نزول سے قبل جو اسلام لے آئے ان کو بھی رہا کر دیا گیا اس طرح سے ایک اچھی خاصی تعداد رہائی پانے والوں کی نکل جانے سے ممکن ہے کہ مقتولین اور بالغ مردوں کی تعداد قلت والی روایت کے مطابق صرف چار سو رہ گئی ہو۔

حی بن اخطب کا قتل

حی بن اخطب بنو نضیر کا سردار اسلام اور مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن تھا، یہی قریش اور بنو غطفان وغیرہ کو مدینہ پر چڑھا کر لایا تھا اور اسی نے بنو قریظہ کو غدر اور عہد شکنی پر آمادہ کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر مسلمانوں کو ختم کئے بغیر قریش وغیرہ چلے گئے تو میں تمہارے قلعہ میں ساتھ رہوں گا اور جو انجام تمہارا ہو گا

Marfat.com

میرا بھی ہوگا، چنانچہ جب اسے قتل کے لئے لایا گیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں نے آپ کی عداوت میں کبھی اپنے نفس کو ملامت نہیں کیا لیکن جو اللہ کو چھوڑ دیتا ہے، اللہ اسے بھی چھوڑ دیتا ہے پھر اپنی قوم سے کہنے لگا اللہ کے حکم کے آگے کوئی چارہ نہیں یہ مقدر کی بات ہے اللہ نے بنی اسرائیل پر یہ مصیبت لکھ رکھی تھی، پھر وہ بیٹھا اور قتل کر دیا گیا۔(۱)

حکم قرظی کی بیوی نباتہ کا قتل

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ بنو قریظہ کی صرف ایک عورت قتل کی گئی وہ میرے پاس بیٹھی قہقہہ لگا کر ہنستی اور بات کرتی رہی اچانک اس کا نام بھی پکارا گیا اس نے کہا واللہ! میں حاضر ہوں، حضرت عائشہؓ نے پوچھا تیرا کیا معاملہ ہے، اس نے کہا میں قتل کی جاؤنگی، پوچھا کیوں؟ اس نے کہا ایک جرم کے سبب جو میں نے کر ڈالا ہے۔ پھر اسی حال میں لے جا کر قتل کر دی گئی، ابن ہشام نے نقل کیا ہے کہ اس عورت نے حضرت خلاد بن سویدؓ کے اوپر چکی کا پاٹ ڈال کر قتل کر دیا تھا، انہیں کے بدلے میں قتل کی گئی۔(۲)

زبیر بن باطا کا قتل

زبیر بن باطا بوڑھا اور نابینا ہو گیا تھا اس نے جنگ بعاث میں حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ کے ساتھ ایک احسان کیا تھا آج جب اس کے قتل کی باری آئی تو حضرت ثابتؓ نے چاہا کہ اس کے احسان کا بدلہ دے دوں اس لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور کہا یا رسول اللہ! زمانہ جاہلیت میں زبیر بن باطا نے میرے ساتھ ایک احسان کیا تھا، میں چاہتا ہوں کہ اس کا بدلہ چکا دوں، اس لئے براہ کرم اس کا خون مجھے ہبہ کر دیجئے رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا، جاؤ میں نے ہبہ کر دیا پس انہوں نے آکر زبیر کو خوشخبری سنائی کہ تمہارا خون میں نے تمہارے پرانے احسان کے بدلے معاف کرالیا ہے۔ لہذا تم آزاد ہو اس نے کہا میں اکیلا زندہ رہ کر کیا کروں گا جب کہ میرے اہل وعیال نہ ہوں گے، یہ سن کر حضرت ثابتؓ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ اس کے بیوی اور بچوں کو بھی آزاد کر دیجئے آپ نے فرمایا وہ بھی آزاد ہیں، جب انہوں نے جا کر زبیر کو یہ مژدہ بھی سنایا تو اس نے کہا اگر میرا مال نہ ہوگا تو سرزمین حجاز میں میرے اہل وعیال کیسے گزر کریں گے، پس حضرت ثابتؓ نے جا کر اس کا مال بھی واگزار کرایا اور زبیر کو اس کی خوشخبری سنائی تو اس نے کہا اچھا کعب بن اسد کا کیا حال ہے جس کا مکھڑا آئینے کی

(۱) البدایہ ۴/ ۱۲۵ (۲) ابن ہشام ۲/ ۲۴۲، البدایہ ۴/ ۱۲۶

Marfat.com

طرح ایسا چمکتا تھا کہ محلے کی کنواری لڑکیاں اس میں اپنا منہ دیکھتی تھیں انہوں نے بتایا کہ قتل کر دیا گیا اس نے پوچھا کہ شہر اور دیہات کے سردار حی بن اخطب کا کیا حال ہے، بولے وہ بھی قتل کر دیا گیا، اس نے پوچھا کہ عزال بن سموئیل کا کیا حال ہے جو حملے کے وقت آگے رہتا اور بھاگنے کے وقت قوم کا حمایتی تھا، انہوں نے بتایا کہ وہ بھی قتل کر دیا گیا، اس نے پوچھا کہ مجالس کو رونق بخشنے والے بنو کعب بن قریظہ اور بنو عمرو بن قریظہ کا کیا حال ہے، بولے یہ سب قتل کر دیئے گئے، اس نے کہا، اے ثابت پھر تو میں اپنے پرانے احسان کے بدلے یہ چاہتا ہوں کہ مجھے میرے انہیں دوستوں کے ساتھ ملا دو، کیونکہ ان کے بعد اب زندگی میں کوئی لذت نہیں ہے، چنانچہ حضرت ثابتؓ نے اسے قتل گاہ میں بھیج کر اس کے بدلے اس کے بیٹے عبدالرحمن بن زبیر کو رہائی دلا دی جو بعد میں اسلام قبول کر کے صحابی رسول ہوئے اور زبیر بن باطا کا حال حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سنا تو فرمایا خدا کی قسم وہ جہنم کی آگ میں اپنے انہیں دوستوں کے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔ (۱)

رفاعہ بن سموأل کی رہائی

سلمیٰ بنت قیس جو کسی رشتے میں رسول اللہ ﷺ کی خالہ لگتی تھیں ان سے رفاعہ قرظی نے التجا کی کہ میری جان بخشی کرا دیجئے میں اسلام قبول کر لوں گا، چنانچہ انہوں نے آپ سے درخواست کی رفاعہ نماز پڑھتے ہیں اور اونٹ کا گوشت بھی کھاتے ہیں (جسے یہود احترام کی وجہ سے نہیں کھاتے) آپ نے فرمایا: میں نے تمہارے کہنے سے اس کو بخش دیا، پس آزاد ہو کر وہ بھی اسلام لائے اور ثابت قدم رہے۔

چند یہودیوں کا اسلام

ابن اسحاق نے نقل کیا ہے کہ بنو ھدل کی ایک جماعت ثعلبہ بن سعیہ، اسید بن سعیہ اور اسد بن عبید اسی رات اسلام لے آئے۔ جس میں بنو قریظہ کے لوگ نازل ہوئے اور اسی رات عمرو بن سعدی قرظی بھی نکل پڑا کیونکہ وہ غدر اور عہد شکنی میں شریک نہیں تھا۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ اوس کی نگرانی سے مقرر تھے، انہوں نے دیکھا تو ان سے کوئی تعرض نہیں کیا، اس نے نکل کر رات مسجد نبوی میں گزاری، پھر صبح ہوتے ہی کہیں لاپتہ ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا: ذاك رجل نجاه الله بوفائه اللہ نے اس کو اسی وفاداری کے سبب نجات دیدی۔ (۲)

---

(۱) ابن ہشام ۲/۲۴۴، البدایہ ۴/۱۲۵

(۲) البدایہ ۴/۱۲۱

Marfat.com

بنو قریظہ کے جنگی سامان

بنو قریظہ کو گرفتار کیا گیا تو ان کے قلعے میں ۱ ۱/۲ (ڈیڑھ) ہزار تلواریں ۲ ہزار نیزے تین سو زرہیں اور پانچ سو ڈھال برآمد ہوئے جو انہوں نے مسلمانوں سے جنگ کے لئے جمع کر رکھا تھا۔

اموال وغیرہ کی تقسیم

ابن اسحاق نے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے بنی قریظہ کا مال ان کی بیوی اور بچوں کو خمس نکالنے کے بعد مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کے پاس ۳۶ گھوڑے تھے، ان کو دو حصے، ان کے سواروں کو ایک حصہ اور پیدل والوں کو ایک حصہ دیا گیا اور خمس غنیمت کے قیدیوں کو حضرت سعید بن زید انصاریؓ کی معرفت نجد کی طرف روانہ کیا وہ انہیں بیچ کر جنگی ہتھیار اور گھوڑے خرید لائے۔ (۱)

ریحانہ بنت عمرو بن خنافہ کا واقعہ

ریحانہ قریظہؓ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لئے خاص فرمایا پہلے آپ ﷺ نے ان پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے انکار کیا لیکن کچھ دنوں کے بعد اسلام لے آئیں تو آپ کو بڑی مسرت ہوئی، بعضوں نے لکھا ہے کہ آپ نے ان کو آزاد کر کے نکاح کر لیا اور بعضوں نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنی سہولت کے لئے آپ ﷺ کی غلامی کو پسند کیا اور اسی حالت میں برقرار رہیں۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ (۲)

حضرت سعد بن معاذؓ کی شہادت اور مقام بلند

اوپر حضرت سعد بن معاذؓ کی زخمداری، علاج و معالجہ پھر بنو قریظہ کے معاملے میں تشریف لانا اور حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا مذکور ہو چکا ہے اور جنگ احزاب کے بیان میں یہ بھی گزر چکا ہے کہ بنو قریظہ کے فیصلہ کرنے کے بعد ان کی دعا اور تمنا کے مطابق ان کے زخم سے خون کا سیلان ہو کر حصول شہادت کا باعث ہوا۔

حدیث میں ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ کی موت کے وقت ان کی محبت اور خوشی میں اللہ کا عرش بھی جھوم اٹھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت سعدؓ کا جنازہ رکھا ہوا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کے

(۱) ابن ہشام ۲/۲۴۴

(۲) ابن ہشام ۲/۲۴۵، البدایہ ۴/۱۲۶

Marfat.com

لئے عرش الٰہی حرکت میں آ گیا۔ امام بیہقی نے دلائل میں روایت کیا ہے کہ حضرت سعدؓ کے انتقال کے وقت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا یہ صالح بندے کون ہیں جن کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور عرش رحمٰن جنبش میں آ گیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے آدھی رات کو حضرت جبرئیل سے ان کی وفات کی خبر پائی تو تیزی کے ساتھ کپڑا گھسیٹتے ہوئے نکلے اور دیکھا کہ حضرت سعدؓ انتقال فرما چکے ہیں۔

حافظ بزار نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت سعدؓ کا جنازہ اٹھایا گیا تو بنو قریظہ کے فیصلہ قتل کی وجہ سے منافقین نے کہا کہ سعدؓ کا جنازہ کس قدر ہلکا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس لئے ہلکا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے فرشتے اس کو اٹھائے ہوئے ہیں۔

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ حضرت سعدؓ کے جنازے میں آسمان سے وہ ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے ہیں جو اس سے پہلے کبھی زمین پر نہ آئے تھے۔ پھر بھی دفن کے وقت قبر ان کو چمٹ گئی حالانکہ اس سے کوئی نجات پانے والا ہوتا تو وہ حضرت سعدؓ ہوتے۔ بعد میں آپ نے دعا فرمائی تو قبر کشادہ کر دی گئی۔

براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ کے پاس ایک ریشمی حلہ لایا گیا اس کی خوبی اور نرمی کو دیکھ کر صحابہؓ چھونے لگے۔ آپ نے فرمایا تم اس سے تعجب کرتے ہو حالانکہ سعد بن معاذؓ کو جنت میں جو رومال ملا ہے وہ اس سے بدرجہا بہتر اور نرم و نازک ہے۔ (۱)

سریہ خیبر اور سلام بن ابی الحقیق کا قتل

سلام بن ابی الحقیق یہودی کی کنیت ابو رافع تھی، عرب کا مشہور تاجر اور نہایت دولتمند تھا، غزوہ احزاب میں حی بن اخطب کے ساتھ یہ بھی قریش اور تمام قبائل عرب کو مسلمانوں کے خلاف ابھار رہا تھا اور کعب بن اشرف یہودی کی طرح رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے اور ایذا پہنچانے میں پیش پیش رہتا۔ کعب بن اشرف کو قبیلہ اوس کے انصار نے اس کے جرم کے پاداش میں جنگ احد سے پہلے ہی قتل کر ڈالا تھا۔ چونکہ اوس اور خزرج کے مسلمانوں میں باہمی منافست اور ہر اچھے کام میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کا جذبہ پایا جاتا تھا۔ اس لئے خزرج کے لوگ اسی وقت سے یہ چاہتے تھے کہ موقع ملے تو ہم بھی خدا

(۱) البدایہ ۴/ ۱۲۷

Marfat.com

ورسول کے کسی بڑے دشمن کو قتل کر کے نیکی میں اپنے بھائیوں کے برابر ہو جائیں۔

چنانچہ غزوۂ احزاب اور بنو قریظہ سے فراغت کے بعد ان کے دل میں یہ خیال گزرا کہ اس وقت اسلام اور بانیٔ اسلام کا سب سے بڑا دشمن ابو رافع بن ابی الحقیق ہی ہے۔ پس نبی علیہ کے پاس جا کر اس کے قتل کی اجازت چاہی، آپ نے جازت دیتے ہوئے اس کی تاکید فرمائی کہ دیکھنا کسی عورت اور مرد کو قتل مت کرنا۔

اجازت مل جانے کے بعد قبیلہ خزرج میں سے بنو سلمہ کے ۵ افراد، عبداللہ بن عتیکؓ، مسعود بن سنانؓ، عبداللہ بن انیسؓ، ابو قتادہ بن حارث بن ربعیؓ اور خزاعی بن اسودؓ اس مہم پر روانہ ہو گئے ان کے امیر عبداللہ بن عتیکؓ تھے۔

یہ لوگ خیبر میں رات کے وقت اس کے قلعے کے قریب پہنچے جب کہ ہر طرف کے تمام درواز ے بند ہو چکے تھے اور ابو رافع اپنے بالا خانے پر جا چکا تھا اس کے بالا خانے پر کھجور کے تنے کی سیڑھی لگی ہوئی تھی، وہاں چڑھ کر آواز دی تو اس کی بیوی نے نکل کر پوچھا، تم کون لوگ ہو، انہوں نے کہا ہم عربی ہیں، یہاں خوراک کی تلاش میں چلے آئے اس نے دروازہ کھولا اور کہا کہ صاحب سے مل لو۔ انہوں نے اندر جاتے ہی دروازہ بند کر لیا تا کہ باہر سے کوئی حرکت نہ ہو، کمرے کا چراغ بجھ جانے سے اندھیرا چھایا تھا، ابو رافع سفید حضرمی کپڑا پہنے تھا جو تاریکی میں قدرے چمک رہا تھا، فوراً اس پر حملہ کر دیا، اس کی عورت یہ حال دیکھ کر چلا اٹھی، ان لوگوں نے اس پر تلوار اٹھا دی لیکن یہ بات یاد آتے ہی کہ رسول اللہ علیہ نے عورت اور بچے کے قتل سے منع فرمایا ہے رک گئے، ادھر عبداللہ بن انیسؓ نے ابو رافع کے پیٹ پر تلوار کی دھار رکھ کر زور سے دبا دیا جس سے وہ بول اٹھا، بس بس کافی ہے یہ لوگ جلدی سے نکل کر سیڑھی سے اترنے لگے، عجلت میں عبداللہ بن عتیکؓ صحیح اندازہ نہیں کر سکے اور ایک درجے کے اوپر ہی سے زمین سمجھ کر نیچے گر پڑے جس سے پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی یہ لوگ ان کو اٹھا کر پانی نکلنے کے راستے سے قلعے کے باہر آ گئے اتنے میں اہل قلعہ بیدار ہو گئے، آگ روشن کی اور تلاش کے لئے ہر طرف دوڑے لیکن رات کی تاریکی سے سراغ نہیں لگا سکے۔ مقتول کی حالت نازک تھی، تمام یہودی اس کے گرد جمع ہونے لگے، مجمع بڑھ گیا تو مسلمانوں نے سوچا کہ ہم میں سے کسی کو صحیح حالت معلوم کرنے کے لئے مجمع میں جانا چاہئے۔ چنانچہ ایک صاحب ہمت کر کے اندر گھس گئے اور دیکھا کہ عورت اپنے ہاتھ میں چراغ لئے اس کا منہ دیکھتی اور کہتی تھی، میں نے عبداللہ بن عتیکؓ

Marfat.com

کی آواز پہچان لی تھی لیکن سوچا کہ وہ یہاں کیسے آسکتا ہے۔ پھر اس نے کہا یہود کے رب کی قسم یہ زندہ نہیں بلکہ وفات پا چکے، اتنا سننا تھا کہ وہ فرط خوشی سے لوٹ آئے اور ساتھیوں کو خبر کی، پھر وہاں سے چل کر مدینہ پہنچے اور صورت حال سے نبی ﷺ کو مطلع کیا۔ اس کے قتل میں سبھی شریک تھے، آپ نے فرمایا اگر تلوار دھلی نہ گئی ہو تو مجھے دکھلاؤ، تلواریں لائی گئیں تو آپ نے فرمایا یہ عبداللہ بن انیسؓ نے قتل کیا ہے کیونکہ ان کی تلوار پیٹ پر دبانے کی وجہ سے کھانے کا نشان ظاہر تھا۔(۱)

مذکورہ بالا روایت ابن اسحاق کی ہے لیکن بخاری میں قدرے فرق کے ساتھ ہے۔ واقعہ یوں بتایا گیا ہے کہ یہ لوگ شام کو پہنچے جب کہ اہل خیبر اپنے جانوروں کو چراگاہ سے واپس لے جا رہے تھے۔ پس امیر سریہ عبداللہ بن عتیکؓ نے ساتھیوں سے کہا آپ لوگ یہیں بیٹھیں، میں دربان کے پاس جا کر کسی حیلے سے قلعہ میں داخل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ دروازے کے قریب ہی کسی مقام پر منہ ڈھانک کر اس طرح بیٹھ گئے جیسے قضائے حاجت کر رہے ہوں تھوڑی دیر میں دربان نے پکارا، اے اللہ کے بندے اندر آنا ہو تو آجاؤ میں دروازہ بند کرنا چاہتا ہوں، یہ سن کر وہ قلعہ کے اندر آ گئے اس کے احاطے میں ایک جانب گدھوں کا طویلہ تھا اسی کے ایک کونے میں چھپ گئے اور وہیں سے سارے حالات کا اندازہ لگاتے رہے وہاں کچھ دیر تک لوگ کھانے پینے میں مشغول تھے، پھر ابورافع کے پاس قصہ کہانی ہونے لگی، یہاں تک کہ سونے کا وقت آ گیا اور کہانی والے متفرق ہو گئے۔ جب ہر قسم کی آواز و حرکت ختم ہو گئی تو انہوں نے چابیاں اٹھائی کیونکہ دربان کو ایک طاق میں کھونٹی پر لٹکاتے ہوئے دیکھ لیا تھا اس سے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور اندر کے جتنے کمرے تھے سب کا دروازہ باہر سے بند کر دیا۔ اس کے بعد سیڑھی پر چڑھ کر بالا خانے پر گئے اور دستک دی۔

یہاں تک عبداللہ بن عتیکؓ نے اپنے ساتھیوں میں سے کسی کا ذکر نہیں کیا، لیکن ممکن ہے کہ قلعے کا دروازہ کھولنے کے بعد ساتھیوں میں سے دو تین کو اندر بلا لیا ہو اور باقی کو باہر ہی رکھا ہو تا کہ کوئی حادثہ ہو جائے تو مدینہ جا کر خبر دے سکیں اس طرح دونوں روایتوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

پھر فرماتے ہیں کہ بالا خانہ پر جانے کے بعد دیکھا کہ اندھیرا ہے، کوئی چیز نظر نہیں آتی تو میں نے ابورافع کو آواز دی، اس نے پوچھا کون ہو؟ میں نے آواز کی طرف تلوار چلائی، لیکن کارگر نہ ہوئی، وہ چیخ پڑا تو

(۱) ابن ہشام ۲/۲۳-۲۴

Marfat.com

میں نے آواز بدل کر غمخواری کے لہجے میں پوچھا، کیا بات ہے؟ اس نے کہا کسی نے مجھ پر تلوار سے حملہ کیا ہے، فوراً میں نے دوسرا وار کیا، لیکن پوری کامیابی نہ ہوئی اتنے میں اہل خانہ سب بیدار ہو گئے، ہم نے تیزی سے تلوار کی دھار اس کے پیٹ پر رکھ کر دبا دی جو پشت تک پار کر گئی اس کے بعد دروازہ کھول کر جلدی جلدی سیڑھی سے اترنے لگا یہاں تک کہ سیڑھی کے ایک درجے کے اوپر ہی سے زمین سمجھ کر نیچے گر گیا جس سے پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی، پس میں نے اپنا عمامہ کھول کر اس میں لپیٹ لیا اور لنگڑاتا ہوا باہر کے ساتھیوں میں آیا اور کہا چل کر رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری سناؤ، میں تو صبح تک یہیں رہ کر موت کی تصدیق کر کے آؤں گا۔

یہاں بھی انہوں نے امیر سریہ ہونے کی وجہ سے ہر کام کی نسبت صرف اپنی طرف کی ہے حالانکہ ان کے بعض ساتھی اندر موجود تھے، البتہ اس میں ہے کہ میں نے اس کو آواز دے کر اس کی طرف حملہ کیا اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ میں نے سفید کپڑے کی چمک دیکھ کر پیٹ پر وار کیا، سو ممکن ہے کہ پہلے آواز دے کر سمت معلوم کر کے حملہ کیا ہو پھر آخر میں سفید کپڑے کی چمک اسی جانب دکھائی دی تو پیٹ پر تلوار بھونک دی ہو۔ آگے بخاری کی روایت میں ہے کہ میں صبح تک رکا رہا تو جس وقت مرغ نے آواز دی ایک آدمی نے قلعہ کی فصیل پر چڑھ کر اعلان کیا کہ حجاز کے تاجر ابو رافع سلام بن ابی الحقیق اس دار فانی سے چل بسے، یہ سننے کے بعد میں آگے چل کر اپنے ساتھیوں سے مل گیا اور مدینہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ سے سارا واقعہ بیان کر دیا، آپ نے فرمایا اپنا پیر پھیلاؤ، میں نے پھیلا دیا، آپ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیر دیا جس سے ساری تکلیف جاتی رہی اور ایسا محسوس ہوا کہ کبھی درد ہی نہیں تھا۔ (۱)

غزوۂ بنی لحیان

حادثۂ رجیع میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ بنو عضل و قارہ کی طلب پر رسول اللہ ﷺ نے چند اصحاب کو جن میں حضرت خبیبؓ بھی تھے، تبلیغ اسلام کے لئے بھیج دیا تھا لیکن ان لوگوں نے غدر و بے وفائی کر کے مقام رجیع میں بنو لحیان کے سو تیر اندازوں کی مدد سے ان کو گھیر کر قتل کرا دیا، اس وقت قریش اور مسلمانوں کے درمیان جنگ چل رہی تھی اس لئے ان کی سرکوبی نہیں ہو سکی لیکن غزوۂ خندق اور بنو قریظہ سے نمٹنے کے بعد جمادی الاولی ٦ھ میں رسول اللہ ﷺ نے مدینہ پر ابن ام مکتومؓ کو عامل بنا کر ان کے دیار کا رخ فرمایا اور ظاہر کیا کہ شام کی طرف جا رہے ہیں تا کہ غفلت کی حالت میں بنو لحیان کو پالیں لیکن جونہی ان کو آپ کی

(۱) بخاری ۲/۵۷۷

Marfat.com

آمد کا حال معلوم ہوا پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھ کر غائب ہو گئے، آنحضرت ﷺ نے مقام غران پر جو امج اور عسفان کے درمیان بنولحیان کی وادی ہے، نزول فرمایا جب وہاں کوئی نہ ملا تو دو دن قیام کے بعد عسفان کی طرف کوچ کیا اور وہاں سے دس سواروں کو کراع الغمیم تک روانہ فرمایا تاکہ قریش پر رعب وداب قائم ہو جائے پھر چند دنوں کے بعد مدینہ واپس تشریف لائے۔(۱)

۶ھ کے چند سرایا

(۱) ربیع الاول یا ربیع الآخر میں رسول اللہ ﷺ نے عکاشہ بن محصن ازدیؓ کو امیر بنا کر بنو اسد کے چشمہ غمر کی طرف بھیجا انہیں میں ثابت بن ارقمؓ اور سباع بن وہبؓ بھی تھے دشمنوں کو معلوم ہوا تو خوف کی وجہ سے نکل بھاگے وہاں سے مال غنیمت میں دو سو اونٹ لائے گئے۔

(۲) اسی مہینے میں آپ نے محمد بن مسلمہؓ کو دس آدمیوں کے ساتھ دیار بنو ثعلبہ میں ذی القصہ کی طرف بھیجا، انہوں نے محمد مسلمہؓ کے پہنچنے کی خبر پائی تو کسی کمین گاہ میں چھپ گئے اور رات کو جب یہ لوگ سوئے تو ان کے سو آدمیوں نے گھیر کر قتل کر دیا۔ صرف محمد بن مسلمہ زخمی ہو کر نکل آنے میں کامیاب ہو گئے۔

(۳) ربیع الآخر کے مہینے میں آپ نے ابو عبیدہ بن جراحؓ کو پھر بنو ثعلبہ کے پاس ذی القصہ کی طرف چالیس (۴۰) آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا تاکہ مقتولین شہداء کا بدلہ ہو سکے، ان لوگوں نے راتوں رات چل کر صبح کو چھاپہ مارا لیکن دشمن بھاگ کر پہاڑوں میں چھپ گئے۔ صرف ایک آدمی سے ملاقات ہوئی جو مسلمان ہو گئے البتہ چند اونٹ اور بکریاں مال غنیمت میں حاصل ہوئیں۔

(۴) اسی مہینے میں آپ نے زید بن حارثہؓ کو امیر بنا کر بنو سلیم کے چشمے جموم کی طرف بطن مر الظہران روانہ فرمایا وہاں قبیلہ مزینہ کی ایک عورت حلیمہ نام کی ملی اس نے بنو سلیم کے جائے قیام کی خبر دے دی جہاں مسلمانوں کو ان کے اونٹ بکریاں اور قیدی بھی ہاتھ آئے، قیدیوں میں اس مزینہ عورت کا شوہر بھی تھا، جب تمام قیدی مدینہ لائے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے حلیمہ اور اس کے شوہر کو اس کی خدمت کے صلے میں آزاد کر دیا۔

(۵) پھر جمادی الاولی کے مہینے میں آپ نے زید بن حارثہؓ ہی کی سرکردگی میں پندرہ آدمیوں

(۱) ابن ہشام ۲/ ۲۸۰

Marfat.com

کوطرق کی طرف بنوثعلبہ کے پاس بھیجا ان کو معلوم ہوا تو بھاگ نکلے وہاں بھی بیس اونٹ مالِ غنیمت میں ہاتھ آئے۔

(۶) اسی مہینے میں پھر آپ نے زید بن حارثہؓ کو ایک سو ستر سواروں کے ساتھ مقام عیص کی طرف روانہ فرمایا۔ وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابوالعاص جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، قریش کا تجارتی مال لئے ہوئے ایک قافلے کے ساتھ ملے، مسلمان ان کا سارا مال غنیمت میں لے کر واپس لوٹ آئے، ابوالعاص بھی کسی صورت سے بھاگ کر مدینہ آ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ سے جو زمانۂ کفر میں ان کی زوجیت میں تھیں امان طلب کیا اور قافلے کے مال کی واپسی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرائی چنانچہ آپ کے ایماء پر مسلمانوں نے ان کا سارا مال واپس کر دیا اور ابوالعاص نے وہاں سے چھوٹا بڑا تمام سامان مکہ لے جا کر قریش کی ایک ایک امانت جو ان کی ذمہ داری پر تھی ادا کر کے وہیں اپنے اسلام کا اعلان کر دیا اور کہا اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم سمجھو گے کہ حصول مال کے لئے اسلام قبول کیا ہے تو میں وہیں مسلمان ہو جاتا۔ غرض یہ کہہ کر مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پہلے نکاح پر حضرت زینبؓ کو ان کی زوجیت میں دے دیا جب کہ جدائی کے تین سال گزر چکے تھے۔

(۷) پھر آپ نے زید بن حارثہؓ ہی کو رجب کے مہینے میں بارہ آدمیوں کے ساتھ وادی القریٰ کی طرف روانہ فرمایا تا کہ دشمنوں کے حرکت کا علم ہو سکے، لیکن وہاں کے لوگوں نے غفلت کی حالت میں اچانک مسلمانوں پر حملہ کر دیا اس لئے تین آدمیوں کے سوا سب شہید ہو گئے اور بچ کر آنے والوں میں حضرت زید بن حارثہؓ بھی تھے۔

(۸) پھر آپ نے اسی مہینے میں ابوعبیدہ بن جراحؓ کو تین سو سواروں پر امیر بنا کر ساحل بحر کی طرف قریش کے قافلے کی نگرانی کے لئے بھیجا، کچھ دنوں کے بعد ان کا راشن گھٹ گیا تو ایک ایک کھجور پر بسر کرنے لگے وہ بھی ختم ہو گیا تو درخت کے پتے کھا کر گزر کیا اسی لئے اس کا نام سریۃ الخبط پڑ گیا۔ جب پتوں کے کھانے سے تکلیف محسوس ہوئی تو تین دن تک روزانہ سواری کے تین تین اونٹ ذبح کر کے کھائے گئے پھر امیر سریہ نے سواری کم ہو جانے کے خوف سے ذبح کا سلسلہ روک دیا، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے عنبر نام کی ایک بہت بڑی مچھلی سمندر سے نکال دی جسے تمام لوگ ۱۸ دن تک کھاتے رہے اور اس کی چربی کا تیل بنا کر کھایا بھی اور بدن میں مالش بھی کیا، جس سے خوب تنومند اور قوی ہو گئے۔

Marfat.com

ایک دن حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کی دو پسلیاں کھڑی کر کے سب سے بڑے اونٹ پر ایک اونچے آدمی کو سوار کر کے گزرنے کا حکم دیا تو وہ بلا کسی دقت کے گزر گیا۔

کچھ لوگوں نے اس کا گوشت خشک کر کے بطور توشہ رکھ لیا تھا اور مدینہ آ کر رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے کھانے کے لئے رزق کے طور پر اسے نکال دیا تھا، پھر آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارے پاس اس کا گوشت باقی ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ چنانچہ بعض لوگ آپ کے پاس لائے تو آپ ﷺ نے بھی تناول فرمایا۔(۱)

(۹) پھر آپ نے شعبان کے مہینے میں حضرت علیؓ کو امیر بنا کر دو سو آدمیوں کے ساتھ بنو سعد بن بکر کی طرف فدک میں روانہ کیا کیونکہ آپ کو خبر ملی تھی کہ وہاں کی ایک جماعت یہود خیبر کی نصرت میں نکلنا چاہتی ہے، چنانچہ مسلمان دن کو چھپتے اور رات کو سیر کرتے رہے بالآخر ان کے ایک جاسوس کو پکڑ لیا اس نے بتایا کہ مجھے بنو سعد کے لوگوں نے خیبر کی طرف اسی کام کے لئے بھیجا تھا پھر اس نے بنو سعد کے لوگوں کے مجتمع ہونے کی جگہ بھی بتا دی جہاں چھاپہ مار کر ان کے پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں پکڑی گئیں لیکن بنو سعد کے اکثر لوگ بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔

(۱۰) پھر آپ نے اسی مہینے میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو امیر بنا کر دومۃ الجندل کی طرف بنو کلب کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ اگر وہاں کے لوگ مطیع ہو جائیں تم ان کے سردار کی لڑکی سے شادی کر لینا چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے تین دن تک ان کو اسلام کی دعوت دی جب وہ لوگ مسلمان ہو گئے تو ان کے سردار اصبغ کی لڑکی تماضر سے شادی کر لی پھر مدینہ واپس آ گئے۔

(۱۱) پھر رمضان کے مہینے میں آپ نے ابوبکر صدیقؓ یا زید بن حارثہؓ کو امیر بنا کر وادی القریٰ کی طرف بنو فزارہ کے یہاں بھیجا کیونکہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دھوکے سے قتل کرنے کی اسکیم بنائی تھی۔ اس سریہ میں سلمہ بن اکوعؓ بھی تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ان کے چشمہ پر پہنچنے میں صرف ایک حصہ وقت رہ گیا تو ابوبکر صدیقؓ نے حکم دیا کہ رات کے آخری حصے میں متفرق ہو کر چھاپہ مارا جائے چنانچہ وہاں پہنچ کر کچھ لوگوں کو قتل کیا اور کچھ کو قیدی بنایا۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں کہ میں نے کچھ لوگوں کو پہاڑ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا لیکن تیر لے کر ان کے اور پہاڑ کے درمیان حائل ہو گیا ان میں ایک

---

(۱) بخاری ۲/ ۶۲۵

Marfat.com

عورت ام قرفہ نام کی چمڑے کے پوستین میں ملبوس تھی اس کے ساتھ اس کی نہایت ہی حسین وجمیل لڑکی بھی تھی میں ان سب کو کھینچ کر حضرت ابو بکرؓ کے پاس لایا تو انہوں نے اس کی وہ لڑکی مجھے انعام میں عطا کر دی اس کو لے کر میں مدینہ آیا تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ وہ لڑکی مجھے ہبہ کر دو، ابھی میں نے اس کا کپڑا بھی نہیں کھولا تھا، نبی ﷺ نے اسے لے کر مکہ بھیج دیا اور اس کے عوض مسلمان قیدیوں کو چھڑا لیا۔

وہی مدینہ پر چھاپہ مار کر مسلمانوں کے اونٹ پکڑ لے گئے تھے، بعد میں اسلام لائے اور فتح مکہ کے موقع پر شہید ہوئے ان کو رسول اللہ ﷺ نے بیس آدمیوں کا امیر بنا کر شوال کے مہینہ میں قبیلہ عکل اور عرینہ کے چند لوگوں کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا تھا کیوں کہ ان لوگوں نے مدینہ آ کر اپنے اسلام کا اعلان کیا اور وہیں رہنے لگے کچھ دنوں کے بعد مدینہ کی آب وہوا موافق نہ آنے سے بیمار ہو گئے تو نبی ﷺ سے عرض کیا کہ ہم لوگ جانوروں کے دودھ پر بسر کرتے تھے کھیتی باڑی کے عادی نہ تھے اسی سبب سے یہاں کی آب وہوا ناموافق ہو گئی ہے، آپ نے ان کو مدینہ کی چراگاہ کی طرف اس کے اونٹوں میں بھیج دیا تا کہ ان کا دودھ اور پیشاب استعمال کریں جب وہ صحت یاب ہو گئے تو مرتد ہو کر آپ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اس کی آنکھ میں سلائی پھیر دی اور تمام اونٹوں کو ہانک لے گئے۔ حضرت کرزؓ کو بھیجتے وقت آپ نے ان کے قاتلین کے حق میں بددعا فرمائی کہ خدایا ان پر راستہ تنگ کر دے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دے۔ اللہ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمالی ان کو سجھائی نہیں دیتا تھا کہ کدھر جائیں وہ راستے ہی میں پکڑ لئے گئے تو قصاص میں بالکل وہی معاملہ کیا گیا جو انہوں نے چرواہے کے ساتھ کیا تھا ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے گئے اور آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی یہاں تک کہ اسی حال میں مر گئے۔ (۱)

غزوۂ حدیبیہ ذیقعدہ ۶ھ

حدیبیہ مکہ معظمہ سے ۹ میل پر ایک بستی یا کنواں یا درخت کے نام سے موسوم ہے، قریش اگرچہ مسلمانوں کو ابتدا ہی سے ستاتے رہے لیکن جنگ خندق کے بعد ان کے جور وستم کا شباب ڈھلنے لگا تھا اسی اثنا میں آں حضرت ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ ہم نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ خانۂ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں اس کا کوئی چھیڑنے والا نظر نہیں آتا، اس خواب کا ذکر آپ نے صحابۂ کرام سے کر دیا اور ذیقعدہ ۶ھ میں ابن ام مکتومؓ یا نمیلہ بن عبداللہ لیثیؓ کو عامل بنا کر سوموار کے دن ۱۴سو یا ۱۵سو اصحاب کے

(۱) زاد المعاد ۲/ ۱۱۹، البدایہ ۴/ ۱۷۸

Marfat.com

ساتھ عمرہ کی نیت سے مکہ کی طرف نکل گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کی بیوی ام سلمہؓ بھی تھیں، صحابہ سمجھتے تھے کہ آپ کے خواب کا ظہور اسی سال ہو جائے گا حالانکہ خواب میں اس کی کوئی تصریح نہیں تھی، مدینہ سے چل کر جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو حسب دستور قربانی کے ستر (۷۰) اونٹوں کو قلادہ ڈالا گیا اور اشعار کر دیے۔ تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ لڑائی کا ارادہ نہیں بلکہ خانہ کعبہ کی زیارت اور عمرہ کی نیت سے آرہے ہیں لیکن قریش کو آپ کی آمد کا حال معلوم ہوا تو روکنے کا عزم کر لیا اور جنگ کی تیاری میں مشغول ہو گئے۔ ادھر آں حضرت ﷺ نے اپنے پہنچنے سے پہلے بطور جاسوس بشر بن سفیان کعبیؓ کو مکہ بھیج دیا تاکہ قریش کی حرکتوں کا حال معلوم ہو جائے چنانچہ انہوں نے آکر بتایا کہ قریش بڑے ساز و سامان کے ساتھ چیتے کے پوستین میں ملبوس ہو کر مقام ذی طوی میں جمع ہو رہے ہیں ان کے ساتھ دودھ والی اونٹنیاں اور بچے والی مائیں بھی ہیں۔ تاکہ اگر عرصہ تک قیام کرنا پڑے تو کھانے پینے کا سامان ساتھ رہے اور بیوی بچوں کی وجہ سے بھاگنے کا تصور بھی نہ ہو، وہ آپس میں قسمیں کھا کر عہد کر رہے تھے کہ ہم آپ کو خانہ کعبہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے اور یہ بھی بتایا کہ ان کے رسالہ میں دو سو سواروں کے ساتھ خالد بن ولید آگے سے کراع الغمیم تک پہنچ چکے ہیں۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا قریش پر افسوس ہے جنگ ان کو تباہ کر چکی ہے اگر وہ مجھ کو اور تمام اہل عرب کو چھوڑ دیتے تو ان کا کیا بگڑتا۔ اگر ان کے علاوہ تمام اہل عرب مجھ کو ختم کر دیتے تو ان کا مقصد ویسے ہی پورا ہو جاتا اور اگر اللہ مجھے غالب کر دیتا تو وہ بھی اسلام میں داخل ہو جاتے یا کم از کم پوری قوت کے ساتھ جنگ کرتے۔ آخر قریش اپنے اس ہٹ دھرمی سے کیا سمجھتے ہیں خدا کی قسم میں ہمیشہ ان سے جہاد کرتا رہوں گا یہاں تک کہ اللہ اپنے اس دین کو غالب کر دے یا میری گردن میرے تن سے جدا ہو جائے۔ (۲)

صلوۃ الخوف

پھر آپ ﷺ نے وہیں ظہر کی نماز پڑھی، خالد بن ولید کا خیال تھا کہ اس حالت میں حملہ کر دیں لیکن آپ نے نگرانی کے لئے عباد بن بشرؓ کو کھڑا کر دیا تھا اس لئے انہوں نے رائے بدل دی اور کہا کہ عصر کی نماز مسلمانوں کو جان و اولاد سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ لہذا اسی میں حملہ کیا جائے۔ خالد نے اس نیت

---

(۱) بخاری ۱/۶-۳۶۵، سیرت حلبیہ ۳/۱۲-۱۳ (۲) البدایہ ۱۶۵

Marfat.com

ارادے کی خبر آپ ﷺ کو بذریعہ وحی ہوگئی اور آپ ﷺ نے اس وقت صلوۃ الخوف کی نماز اس طرح پڑھی کہ اگلی صف سجدے میں جاتی تو پہلی صف دشمن کے مقابلے میں کھڑی رہتی اس لئے خالد کا یہ منصوبہ بھی ناکام ہوگیا پھر آپ نے نماز کے بعد فرمایا کہ خالد بن ولید کراع الغمیم میں بطور طلیعہ ٹھہرے ہوئے ہیں لہذا انہیں چھوڑ کر داہنے طرف سے چلو، نیز فرمایا کہ کون ہے جو ہمیں ان کے گھیرے سے نکال کر دوسری طرف سے لے چلے۔ چنانچہ حمزہ بن عمرو اسلمیؓ ایک دشوار گزار گھاٹی سے گزار کر خالد کے زد سے بچالے گئے اور خالد کو اس کا علم اس وقت ہوا جب انہوں نے دور سے نکلی ہوئی فوج کا غبار دیکھا پس وہ قریش کو خبر دینے کے لئے گھوڑا دوڑاتے ہوئے واپس لوٹ گئے۔ (۱)

آپ ﷺ کی سواری بیٹھ گئی

ادھر رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ کر ثنیۃ المرار پر پہنچے تو آپ کی اونٹنی قصواء بیٹھ گئی لوگوں نے اس کو اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ نہیں اٹھی تو لوگوں نے کہا خلأت القصواء قصواء اڑ گئی قصواء اڑ گئی، آپ نے فرمایا نہ قصواء اڑی ہے نہ یہ اس کی عادت ہے بلکہ اس کو اسی ذات نے روک دیا ہے جس نے اصحاب فیل کو روکا تھا پھر فرمایا بخدا آج قریش جو سوال بھی کریں گے بشرطیکہ وہ حرمات اللہ اور صلہ رحمی کے خلاف نہ ہو میں اسے قبول کرلوں گا پھر آپ نے اونٹنی کو ڈانٹا تو کھڑی ہو کر چل پڑی۔ (۲)

پانی کا معجزہ

وہاں سے آگے بڑھ کر آپ حدیبیہ کے کنوئیں پر پہنچے اور لوگوں کو اترنے کا حکم دیا اس کنوئیں میں تھوڑا پانی تھا جو منٹوں میں ختم ہوگیا لوگوں نے آپ سے پانی کی قلت اور پیاس کی شکایت کی اس وقت آپ کے پاس پیالے میں تھوڑا سا پانی تھا، اس میں آپ نے اپنا دست مبارک ڈال دیا تو پانی انگلیوں کے درمیان سے اس طرح جوش مارنے لگا جیسے چشمہ ابل رہا ہو، صحابہؓ نے اس پانی کو پیا اور وضو بھی کیا۔ راوی کہتا ہے ہم نے حضرت جابرؓ سے پوچھا آپ لوگ کتنے تھے تو انہوں نے بتایا کہ ہم پندرہ سو تک تھے لیکن اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو کفایت کرجاتا۔ (۳)

یہ تو نماز کے ایک وقت کی بات تھی، بعد میں آپ نے اپنے وضو کا غسالہ حدیبیہ کے خشک کنوئیں

---

(۱) بخاری ۱/ ۳۷۸، سیرت حلبیہ ۲/ ۲۰۷ (۲) بخاری ۱/ ۳۷۸، سیرت حلبیہ ۲/ ۲۰۷
(۳) بخاری ۲/ ۵۹۸

Marfat.com

میں ڈالوایا اور اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر ناجیہ بن جندبؓ کو دیا یہ آپ کی قربانی کے جانوروں کے نگراں تھے، انہوں نے اور براء بن عازبؓ نے وہ تیر اس کنویں میں گاڑ دیا جس سے پانی جوش مار کر ابلنے لگا اور مسلمان آخر تک اس سے سیراب ہوتے رہے۔(۱)

قریش کے چند آدمیوں کا یکے بعد دیگرے آنا

رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں قیام فرما کر مطمئن ہوئے تو سب سے پہلے آپ کے پاس بدیل بن ورقا خزاعی اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ آیا۔ یہ اور اس کے قوم کے لوگ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کے بہی خواہوں میں سے تھے انہوں نے بتایا کہ قریش آپ کو روکنے اور جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہیں آپ نے فرمایا ہم لڑائی کی غرض سے نہیں بلکہ بیت اللہ کی زیارت اور خانہ کعبہ کی حرمت کے لئے آئے ہیں پھر آپ نے وہی بات کہی جو بشر بن سفیان سے کہی تھی کہ اگر قریش ہمیں اسی طرح چھیڑتے رہے تو ہم ان سے جہاد کریں گے یہاں تک کہ خدا ہمیں غالب کر دے گا یا میری گردن بدن سے جدا ہو جائے گی، بدیل یہ سن کر لوٹ گیا اور کہا اے قریش کی جماعت تم محمدؐ کے بارے میں بڑی جلد بازی سے کام لیتے ہو وہ جنگ کے لئے نہیں بلکہ خانہ کعبہ کی حرمت و زیارت کے لئے آئے ہیں قریش نے کہا چاہے وہ جس نیت سے آئے ہوں ہم انہیں مکہ میں داخل ہونے نہیں دیں گے کیونکہ اہل عرب اسے ہماری بزدلی پر محمول کریں گے۔

پھر انہوں نے مکرز بن حفص بن اخیف کو بھیجا آنحضرت ﷺ نے دیکھا تو فرمایا۔ یہ آدمی بد عہد معلوم ہوتا ہے غرض اس نے آکر آپ سے کلام کیا تو آپ نے اس سے بھی وہی بات کہی جو بدیل سے فرمائی تھی۔ پھر قریش نے حلیس بن علقمہ یا ابن زبان کو بھیجا جو کئی قبیلوں کا سردار تھا آپ نے اسے دیکھا تو فرمایا یہ دین پسند قوم سے ہے تم اس کے سامنے قربانی کے اونٹوں کو کھڑا کر دو تاکہ دیکھ لے مسلمانوں نے ایسا ہی کیا، حلیس نے دیکھا کہ اونٹوں کی گردنوں میں قلادہ لٹکا ہوا ہے اور مسلمان احرام باندھے ہوئے تلبیہ پکار رہے ہیں تو بہت متاثر ہوا اور آپ سے ملے بغیر قریش کے پاس لوٹ گیا اور کہا تم لوگ ناحق جنگ پر آمادہ ہو، مسلمان عمرہ کے ارادہ سے قربانی کے جانوروں کو لے کر آئے ہیں اور سب لبیک لبیک پکار رہے ہیں۔ لہذا انہیں کعبہ کی زیارت سے مت روکو، قریش نے کہا تم دیہاتی آدمی کیا جانو، بیٹھ جاؤ، حلیس یہ سن کر

---

(۱) بخاری

Marfat.com

غضبناک ہو گیا اور کہا یا تو محمد ﷺ کا راستہ چھوڑ دو یا ہم تمام قبائل کے لوگوں کو یکبارگی لے کر چلے جائیں گے، حلیس کی یہ بات سن کر قریش نے بڑی منت وسماجت کی اور سمجھا بجھا کر بمشکل راضی کیا۔

اس کے بعد ان لوگوں نے عروہ بن مسعود ثقفی کو بھیجا یہ دولت مند ہونے کے ساتھ بااثر بھی تھے، عروہ نے کہا اے قریش کی جماعت تم میرے باپ کے درجے میں ہو اور میں لڑکا ہوں تمہارے اور قاصدوں کے درمیان تکرار اور اختلاف دیکھ کر میں اپنی قوم کو لے کر آ گیا ہوں تاکہ معاملہ سلجھا دوں۔ قریش نے کہا بیشک ہمیں آپ پر اعتماد ہے آپ جایئے اور جو مناسب ہو کیجئے۔

غرض عروہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ کر کہنے لگا۔اے جناب! اگر آپ جنگ کر کے اپنی قوم کو ہلاک کر دیں تو کیا اس سے پہلے بھی آپ نے کسی کے بارے میں سنا ہے کہ اس نے اپنی پوری قوم کو ختم کر دیا ہو اور یہ جو آپ نے اپنے گرد مختلف قسم کے لوگوں کو جمع کر رکھا ہے اگر قریش کی طرف سے جنگ کی سختی دیکھیں گے تو آپ کو اکیلا چھوڑ کر نکل بھاگیں گے، یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ غصہ سے بیتاب ہو گئے اور فرمایا، تم لات کے پوجنے والے کیا جانو، جاؤ اس بت کی شرمگاہ چوسو، کیا ہم اپنے نبی کا ساتھ چھوڑ دیں گے؟ عروہ نے پوچھا یہ کون ہیں آپ نے فرمایا یہ ابو بکر بن ابی قحافہؓ ہیں۔عروہ نے کہا، واللہ ان کا مجھ پر ایک احسان ہے ورنہ میں بھی ان کو اس سے سخت جواب دیتا۔

عروہ پھر آپ سے گفتگو میں مشغول ہو گیا، اس کی عادت تھی کہ دوران گفتگو بار بار آپ کی ریش مبارک پر ہاتھ پھیر دیا کرتا۔حضرت مغیرہ بن شعبہؓ آپ کے سرہانے تلوار لئے کھڑے تھے ان کو عروہ کی یہ حرکت برداشت نہ ہوئی۔تلوار کے دستے سے اس کے ہاتھ پر ٹھوکر دے کر کہا، اپنا ہاتھ حضرت کے ریش مبارک سے دور رکھو، عروہ نے سر اٹھا کر پوچھا، یہ کون ہے آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا یہ تمہارا بھتیجہ مغیرہ بن شعبہؓ ہے، عروہ نے کہا اے بے وفا ابھی کل تک تجھے صفائی کا سلیقہ نہیں تھا اور آج مجھے ٹھوکر دیتا ہے، اے غدار! کیا میں تیری رہائی میں کام نہیں آیا تھا (واقعہ اس کا یہ ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے جاہلیت میں ایک قوم سے دوستی کی اور جب موقعہ ہاتھ آیا تو انہیں قتل کر کے ان کے مال پر قبضہ کر لیا اس کے بعد آ کر اسلام میں داخل ہو گئے آپ نے فرمایا کہ اسلام تو قبول ہے لیکن مال سے مجھے کوئی سروکار نہیں اسے مقتولین کے ورثاء کو واپس کر دو) عروہ نے اس معاملہ میں دیت کی ادائیگی اور حضرت مغیرہ کی رہائی میں کوشش کی تھی جس کی طرف اشارہ کیا ہے) عروہ اور نبی ﷺ کی گفتگو دیر تک جاری رہی آخر میں آپ نے اس سے بھی

Marfat.com

وہی بات کہی جو بدیل وغیرہ سے فرمائی تھی۔

صحابہؓ کی فداکاری سے عبرت

عروہ نے گفتگو کے دوران صحابہ کو دیکھا تھا کہ آپؐ کا بلغم اور وضو کا پانی بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے بلکہ تبرک سمجھ کر بدن پر مل لیتے ہیں، آپ کوئی حکم دیتے ہیں تو تعمیل کے لئے دوڑ پڑتے ہیں اور کلام فرماتے ہیں تو خاموش ہو کر سنتے ہیں، آپ کا کوئی بال گر جاتا تو عقیدت سے اٹھا لیتے ہیں، یہ دیکھ کر عروہ حیران تھے، پھر قریش سے جا کر بیان کیا کہ میں نے قیصر و کسریٰ کا دربار دیکھا ہے، نجاشی شاہ حبش کے یہاں بھی گیا ہوں لیکن جو فداکاری اصحاب محمد ﷺ میں پائی جاتی ہیں نہیں دیکھی، لہذا یہ بات ذہن نشین کر لو کہ محمد ﷺ کے ساتھی کبھی کسی حال میں انہیں چھوڑنے والے نہیں ہیں۔(۱)

خراش خزاعی کے ساتھ قریش کی شرارت

ابن اسحاق نے بعض اہل علم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی دوران اپنے ایک اونٹ پر جس کا نام ثعلب تھا، خراش خزاعی کو سوار کر کے بھیجا کہ جا کر قریش کے اشراف کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم صرف خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں، جنگ کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ لیکن خراش پہنچے تو قریش کے اوباشوں نے حضور کے اونٹ کو ذبح کر ڈالا اور خراش کو بھی قتل کرنا چاہا لیکن حلیس اور اس کے آدمیوں نے بیچ میں پڑ کر اس برے ارادے سے روک دیا۔(۲)

قریش کے آدمیوں کی گرفتاری

ابن اسحاق نے یہ روایت بھی کی ہے کہ قریش نے ایک رات چالیس (۴۰) پچاس آدمیوں کو بھیجا تاکہ مسلمانوں کے گرد چکر لگائیں اور موقعہ پائیں تو ان کے بعض کو پکڑ لیں یا قتل کر دیں چنانچہ انہوں نے جا کر آپ کے لشکر پر پتھر اور تیر بھی پھینکے لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اسلامی لشکر کے پہرہ داروں نے ان سب کو گرفتار کر لیا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے گئے تو آپ نے فتنہ فساد دور کرنے کی غرض سے ان سب کو بلا کسی شرط کے رہا کر دیا تاکہ ثابت ہو جائے کہ مسلمان جنگ کے ارادے سے نہیں آئے ہیں۔(۳)

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۳۸۰، البدایہ ج ۴ ص ۱۶۶، زاد المعاد ج ۲ ص ۱۲۴ (۲) البدایہ ج ۴ ص ۱۶۷

(۳) البدایہ ج ۴ ص ۱۶۷

Marfat.com

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سفارت اور بیعت رضوان

پھر آپ ﷺ نے عمرؓ بن خطابؓ کو بلا کر فرمایا کہ تم خود جاؤ اور اشراف قریش سے مل کر سمجھا دو کہ جنگ کا خیال ترک کر دیں لیکن انہوں نے معذرت کی اور کہا یا رسول اللہ! مکہ میں میرے خاندان بنو عدی کا کوئی نہیں ہے جو میری حمایت کرے البتہ اس کام کے لئے عثمان بن عفانؓ مجھ سے بہتر ہوں گے کیوں کہ وہاں ان کے خاندان کے لوگ موجود ہیں، پس آپ نے حضرت عثمانؓ کو ابوسفیان و دیگر اشراف قریش کے پاس بھیج دیا تا کہ انہیں اچھی طرح سمجھا دیں کہ مسلمانوں کو جنگ سے کوئی سروکار نہیں وہ عمرہ کر کے واپس چلے جائیں گے اس کے ساتھ آپ نے ان کو یہ بھی حکم دیا کہ مکہ میں جو مومن مرد، عورتیں مظلومانہ زندگی گذار رہے ہیں ان سے مل کر ہماری فتح و کامرانی کی خوشخبری سنا دینا اور بتا دینا کہ بہت جلد مکہ میں اللہ تعالیٰ دین کو غالب کر دیگا یہاں تک کہ کسی کو اس سے مفر کی گنجائش نہ ہوگی۔(۱)

آپ کا حکم ملتے ہی حضرت عثمانؓ مکہ روانہ ہو گئے سب سے پہلے آپ کی ملاقات ابان بن سعید بن عاص سے ہوئی، ابان نے آپ کی خاطر مدارات کی اور اپنے پناہ میں لے لیا تا کہ جو پیغام لائے ہیں، قریش تک پہنچا دیں، چنانچہ انہوں نے ابوسفیان اور قریش کے اشراف سے ملاقات کر کے پوری بات کہہ دی تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر آپ خود خانۂ کعبہ کا طواف کرنا چاہیں تو کر لیں لیکن ہم عام اجازت نہیں دیں گے، حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ جب تک رسول اللہ ﷺ آکر طواف نہیں کریں گے میں اکیلے نہیں کر سکتا، اس کے بعد قریش نے حضرت عثمانؓ کو روک لیا جس سے مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمانؓ قتل کر دیئے گئے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کو سخت صدمہ ہوا، آپ نے فرمایا جب تک قریش سے عثمانؓ کے خون کا بدلہ نہیں لے لوں گا یہاں سے ٹل نہیں سکتا۔

بیعت رضوان

آپ ﷺ نے تمام اصحاب کو وفاداری و جاں نثاری کے لئے بیعت کی دعوت دی اور ایک درخت کے نیچے عام بیعت شروع ہوگئی حضرت عمرؓ آپ کا دست مبارک پکڑے ہوئے سب کی بیعت لے رہے تھے اور معقل بن یسارؓ درخت کی شاخ آپ کے اوپر اٹھائے ہوئے تھے، سب سے پہلے ابوسنان اسدیؓ نے بیعت کی ان کے بعد تمام صحابہؓ یکے بعد دیگرے بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے، کسی نے موت پر

(۱) زاد المعاد ۲/۱۲۳

Marfat.com

بیعت کی اور کسی نے اس پر کہ ہم نہیں بھاگیں گے، حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے شروع اور بیچ اور آخر میں تین مرتبہ بیعت کی، صرف ایک منافق جد بن قیس نے بیعت نہیں کی، اس کو لوگوں نے دیکھا کہ اپنی اونٹنی کے بغل میں چمٹا ہوا سب کی نظروں سے چھپ رہا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہاں موجود نہیں تھے انہیں کی خاطر یہ بیعت شروع ہوئی تھی اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھ کر فرمایا۔ یہ بیعت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کے قتل کی خبر غلط ہے، کچھ دیر کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس آگئے اور اس شرف میں شریک ہونے کے لئے خود بھی بیعت کی اس کو بیعت رضوان کہا گیا ہے کیونکہ اس بیعت کو اللہ نے اپنی رضامندی سے تعبیر فرمایا ہے۔ کما قال ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾ اللہ ان مومنین سے راضی ہوگیا جو درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، پس جو کچھ ان کے دل میں تھا جان لیا اور ان پر اطمینان نازل کیا اور قریب ہونے والی فتح کا انعام دیا۔

وہ درخت علی اختلاف الاقوال ببول یا بیر یا کیلے کا تھا بعد میں لوگ اس درخت کی تلاش میں آئے تو نہیں پا سکے، بعضوں نے لکھا ہے کہ جب اسے لوگ متبرک سمجھ کر زیارت کے لئے آنے لگے تو فتنے کے ڈر سے کٹوا دیا گیا۔ (۱)

صلح نامہ

اس بیعت کا شہرہ قریش کے کانوں میں پہنچا تو انہوں نے صلح کے لئے سہیل بن عمرو کو بھیجا اور یہ تاکید کر دی کہ صلحنامہ میں مسلمانوں کو اس سال مکہ میں داخل ہونے کی بات ہرگز نہ آئے، وہ اس سال لوٹ جائیں اور آئندہ سال عمرہ کے لئے آویں تو آ سکتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل کو آتے دیکھا تو فرمایا قریش نے اس آدمی کو بھیج کر صلح کا ارادہ کیا ہے، امید ہے کہ سہیل کے ذریعہ معاملہ حل ہو جائے گا غرض اس نے آکر آپ سے دیر تک گفتگو کی اور درج ذیل شرائط کے ساتھ معاملہ طے ہو گیا۔

اول یہ کہ دس سال تک جنگ بند رہے گی، دونوں طرف کے لوگ ایک دوسرے سے مامون محفوظ رہیں گے کوئی کسی کے جان و مال سے تعارض نہ کرے گا۔

دوم یہ کہ قریش کا کوئی مرد اپنے ولی کی اجازت کے بغیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا جائے تو واپس کر

---

(۱) البدایہ ۴/ ۱۶۷

Marfat.com

ہوگا اور اگر کوئی مسلمان کافر ہو کر قریش کے پاس آجائے تو اسے واپس نہ کریں گے۔

سوم یہ کہ عرب کی جو قوم یا قبیلہ محمد ﷺ کے ساتھ ہم عہد ہو کر رہنا چاہے تو اسے اختیار ہوگا اور جو قریش کے ساتھ مل کر رہنا چاہے تو اسے بھی اختیار ہوگا۔

چہارم یہ کہ مسلمان اس سال مکہ میں داخل ہوئے بغیر لوٹ جائیں اور آئندہ سال اس شرط پر آکر عمرہ کرلیں کہ تلواریں میان میں ہوں اور صرف تین دن تک قیام کر کے واپس چلے جائیں۔

یہ صلحنامہ بظاہر مسلمانوں کے خلاف طے ہو رہا تھا اس لئے حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کیا محمد ﷺ رسول برحق نہیں ہیں؟ بولے کیوں نہیں، پوچھا کیا ہم مسلمان اور ہمارے مخالفین مشرکین نہیں ہیں؟ کہا ضرور ہیں، پوچھا کیا ہمارے مقتولین جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں ہوں گے؟ فرمایا کہ ضرور ہوں گے۔ کہنے لگے پھر کیوں ہم ان ذلت آمیز شرطوں پر راضی ہوں؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اے عمرؓ! محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں وہ جو کچھ طے کردیں وہی تسلیم کرلو اسی میں ہمارے لئے بھلائی ہے۔ حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکرؓ کے اس بات سے تسلی نہیں ہوئی وہ دوڑے ہوئے حضور ﷺ کے پاس گئے اور وہی باتیں پیش کیں، آپ نے فرمایا، میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں جو کچھ اللہ نے حکم دیا ہے وہی کر رہا ہوں، نہ میں اس کی مخالفت کروں گا نہ وہ مجھے ضائع فرمائے گا۔ یہ ترتیب ابن ہشام کی ہے لیکن بخاری مسلم وغیرہ کتب میں مذکور ہے کہ حضرت عمرؓ پہلے حضور ﷺ کے پاس آئے اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے اور حضور ﷺ سے یہ بات بھی کہی، آپ ﷺ نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ میں داخل ہو کر امن کے ساتھ طواف کریں گے؟ آپ نے فرمایا کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال داخل ہوں گے، بولے نہیں، تو آپ نے فرمایا، میرے کہنے کے مطابق خانہ کعبہ میں ضرور داخل ہو گے اور اس کا طواف امن کے ساتھ ضرور کرو گے۔ (۱)

حضرت عمرؓ کو حضور ﷺ کی اس گفتگو سے تسلی ہوگئی تو بعد میں اپنی اس گستاخی پر بہت نادم ہوئے اور اس کے کفارہ میں ہمیشہ روزہ، نماز، صدقہ وخیرات کرتے رہے اور غلام بھی آزاد کیا تا کہ اللہ ان کی اس جرأت کو درگذر فرمادے۔ (۲)

صلح نامہ کی کتابت

اس کے بعد حضرت علیؓ کو صلح نامہ لکھنے کے لئے بلایا گیا انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے

(۱) بخاری ۱/۳۸۰، مسلم ۲/۱۰۶ (۲) ابن ہشام ۲/۳۱۷

Marfat.com

شروع کیا تو سہیل نے کہا باسمك اللهم لکھوایئے اس لئے کہ ہم رحمن کو نہیں جانتے، آپ نے فرمایا اے علیؓ یہی لکھ دو، اس کے بعد لکھا گیا، یہ صلحنامہ محمد رسول اللہ ﷺ اور سہیل بن عمرو کے مابین طے پایا، سہیل نے کہا اگر ہم آپ کو رسول اللہ مانتے تو آپ سے جنگ کیوں کرتے لہذا آپ اپنے نام کے ساتھ ابن عبداللہ لکھایئے آپ نے فرمایا کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ میں اس کا رسول ہوں لیکن تم تکذیب کرتے ہو پھر حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ رسول اللہ کا لفظ کاٹ کر محمد بن عبداللہ لکھ دو۔ حضرت علیؓ نے ادباً اس کا کاٹنا مناسب نہیں سمجھا تو آپ نے فرمایا: "ارنی مکانها" مجھے وہ جگہ دکھاؤ جہاں رسول اللہ لکھا ہوا ہے، انہوں نے وہ عبارت دکھائی تو آپ نے اپنے دست مبارک سے کاٹ دیا اور صلحنامہ بلا کسی مزاحمت کے مرتب ہو گیا۔ (۱)

بنوخزاعہ کا اعلان

صلحنامہ مرتب ہو کر طے پا گیا تو بنوخزاعہ نے جو عبدالمطلب کے زمانہ ہی سے بنو ہاشم کے حلیف تھے اعلان کر دیا کہ ہم محمد ﷺ کے ساتھ رہیں گے اور بنوبکر نے کہا کہ ہم تو قریش کے معاہد ہیں اور انہیں کے ساتھ رہیں گے۔

ابوجندلؓ کا واقعہ

ابھی صلحنامہ پر جانبین کے دستخط نہیں ہوئے تھے کہ سہیل بن عمرو کے بیٹے ابوجندل قریش کے درمیان سے نکل کر بیڑیوں میں لڑکھڑاتے ہوئے نبی ﷺ کے پاس آ گئے یہ پہلے ہی سے اسلام قبول کر کے کفار مکہ کے ہاتھوں میں گرفتار تھے اور سخت قسم کی ایذائیں برداشت کرتے رہے، سہیل نے اپنے بیٹے کو دیکھا تو بولا کہ صلحنامہ کے مطابق یہ ہمارا اور آپ کا پہلا قضیہ ہے اسے واپس کیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے تم انہیں واپس لے جا سکتے ہو، اتنے میں سہیل اٹھا اور ابوجندل کے منہ پر زوردار طمانچہ رسید کیا اور گریبان پکڑ کر گھسیٹنے لگا، ابوجندلؓ چیخ کر فریاد کرتے تھے کہ مسلمانو! کیا مجھے مشرکین کی طرف واپس کیا جائے گا تاکہ دین کے بارے میں اسی طرح ستایا جاؤں ان کی اس فریاد سے مسلمانوں کو سخت صدمہ ہوا لیکن آں حضرت ﷺ نے فرمایا: اے ابوجندلؓ صبر سے کام لو۔ اللہ تمہیں اجر دے گا اور تم جیسے مظلوموں کے لئے سبیل پیدا کرے گا، ہم نے قریش سے صلح کر لی ہے اس لئے بےوفائی نہیں کر سکتے۔

بعض صحیح روایات میں ہے کہ نبی ﷺ نے ابوجندلؓ کو اس معاہدے سے مستثنیٰ کرنا چاہا اور فرمایا

---

(۱) مسلم ۲/ ۱۰۵

Marfat.com

ابھی صلحنامہ پائے تکمیل کو نہیں پہنچا ہے، لہذا ابو جندلؓ کو میرے پاس رہنے دو لیکن سہیل کسی صورت سے راضی نہ ہوا۔ ادھر حضرت عمرؓ نے ابو جندلؓ کی چیخ و پکار دیکھی تو ان کے پہلو میں پہنچ کر کہنے لگے، اے ابو جندل! صبر کیجئے، یہ سب مشرکین ہیں، ان کا خون کتے کے خون سے بھی کمتر ہے یہ کہہ کر اپنی تلوار کا دستہ ان کے قریب کر دیا کہ شاید اسے لے کر اپنے باپ کی گردن مار دیں لیکن انہوں نے اپنے باپ کے قتل میں بخل سے کام لیا یہاں تک کہ صلحنامہ مکمل ہو گیا۔(۱)

صلح نامہ پر جانبین سے دستخطیں

صلحنامہ مکمل ہو گیا تو مسلمانوں اور مشرکین نے مل کر اس پر دستخط کیا، دستخط کرنے والوں میں حضرت ابو بکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، عبداللہ بن سہیلؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، محمود بن مسلمہؓ، مکرز بن حفصؓ اور علی بن ابی طالبؓ بھی تھے جنہوں نے یہ صحیفہ تحریر فرمایا۔(۲)

قربانی و حلق

صلحنامہ پر شہادت سے فراغت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اپنے اپنے جانوروں کو یہیں ذبح کر دو اور سر منڈا کر احرام کھول دو، لیکن پیش آمدہ حالات اور صلحنامہ کے شرائط کو اپنے خلاف ہونے کے صدمہ سے کوئی تعمیل حکم کے لئے تیار نہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ حال دیکھا تو حضرت ام سلمہؓ کے خیمے میں داخل ہو گئے اور صحابہ کے اس رویہ کا ذکر کیا۔ ام سلمہؓ نے کہا یا رسول اللہ! اگر آپ کو پسند ہے کہ لوگ اپنی قربانیاں کر ڈالیں تو آپ کسی سے کچھ نہ کہیے پہلے اپنے جانور ذبح کر کے سر حلق کرا لیجئے آپ کو دیکھتے ہی سب خود ہی تیار ہو جائیں گے چنانچہ آپ نے جونہی اپنا ہدی قربان کیا اور خراش بن امیہ نے آپ کا حلق کیا تو تمام صحابہ بھی جلدی جلدی اپنے اپنے جانور قربان کرنے اور ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے۔(۳)

ابو جہل کا اونٹ

مسلمانوں نے اپنی قربانی میں اونٹ اور گائے سات آدمیوں کی طرف سے کیا۔ نبی ﷺ کے پاس ابو جہل کا ایک اونٹ تھا اس کو چاندی کی نکیل لگی تھی اسے بھی آپ نے ذبح کر دیا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ جو کچھ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اگر چہ مشرکین کو نا گوار گزرے۔(۴)

---

(۱) ابن ہشام ۲/۳۱۸، البدایہ ۴/۱۶۹
(۲) ابن ہشام ۲/۳۱۹، البدایہ ۴/۱۶۹
(۳) زاد المعاد ۲/۱۲۷
(۴) ابن ہشام ۲/۳۲۰

Marfat.com

صلح حدیبیہ فتح مبین کی شکل میں

صلح حدیبیہ کی ہر شرط بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھی جسے صحابہ ناپسند کرتے تھے، لیکن اس ظاہری مغلوبیت میں حقیقی غلبہ اور فتح و کامرانی کا راز مضمر تھا جسے عام نگاہیں نہیں دیکھ سکتی تھیں، اللہ نے مسلمانوں کی بدحالی اور پریشانی کو دور کرنے کے لئے واپسی کے وقت یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحاً مُّبِيناً لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطاً مُّسْتَقِيماً وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْراً عَزِيزاً﴾ اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح عنایت کی ہے تاکہ اللہ (آپ کے کارنامے کی بنا پر) آپ کے اگلے پچھلے تمام کوتاہیوں کو معاف کر دے اور اپنی نعمت کامل کر دے اور آپ کی زبردست مدد فرمائے۔

اس خوشخبری کے بعد مسلمانوں کے سامنے صلح کے فوائد ایک ایک کر کے سامنے آئے اور انہوں نے جان لیا کہ ظاہری مغلوبیت کس طرح ان کی فتح و کامرانی کا باعث ہوئی مثلاً اس صلح سے مسلمانوں اور کافروں کا ایک دوسرے کے ساتھ ملنے جلنے اور ہر ایک کی باتیں سننے کا موقع ملا جس سے اسلام کی روح ان میں اثر کرنے لگی۔

۲- اس اختلاط سے کافروں کی بڑی تعداد مسلمان ہوگئی اور فتح مکہ تک دو سال کی مدت میں جتنے لوگ مسلمان ہوئے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئے تھے۔

۳- صلح نامے کے بموجب دوسرے سال خوب اطمینان سے عمرہ کیا اور رسول اللہ ﷺ کا دیکھا ہوا خواب حرف بحرف صادق آیا۔

۴- مکے کے جو لوگ مسلمان ہوتے تھے، اگرچہ صلح نامے کے بموجب انہیں مدینہ میں جگہ نہیں ملتی تھی، لیکن اللہ نے ان کے لئے دوسری سبیل نکال دی، جس سے کفار عاجز ہو کر خود انہیں مدینہ بھیجنے کی سفارش کرنے لگے۔

۵- مسلمان کفار مکہ سے مطمئن ہو کر دوسرے محاذوں پر جہاد اور فتح و کامرانی سے سرفراز ہوتے اور خیبر جیسا مضبوط قلعہ اسلام کے زیر نگیں ہوگیا۔

۶- بڑے چھوٹے بہت سے بادشاہوں اور والیان ریاست کے نام دعوتی خطوط لکھے گئے اور انہیں بھی اسلام کی خوبی اور حقیقت سے روشناس کرایا گیا اور ۸ھ کے آتے آتے اہل مکہ بھی مغلوب ہو کر رہ گئے۔

Marfat.com

مومنہ عورتوں کی عدم واپسی

حدیبیہ سے لوٹنے کے بعد بعض مومنہ عورتیں اور خاص کر عقبہ بن ابی معیط جیسے دشمن اسلام کی لڑکی ام کلثوم ؓ بھی ہجرت کر کے مدینہ آ گئی ان کے مطالبہ کے لئے عقبہ کے دو بیٹے عمارہ اور ولید پہنچے اور کہا کہ معاہدہ کی رو سے آپ انہیں واپس کر دیجئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ﴾ (ممتحنہ: ۱۰)

اے مومنو! جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کے ایمان کو اچھی طرح جانچ لو، اللہ تو ان کے ایمان کا حال جانتا ہی ہے، تمہیں بھی جب ان کے ایمان کا یقین ہو جائے تو انہیں کفار کی طرف نہ لوٹاؤ نہ وہ عورتیں ان کے لئے حلال ہیں نہ وہ کافر ان کے حق میں حلال ہیں۔

یہ اللہ عز وجل کی مصلحت دیکھئے کہ صلح نامہ کے الفاظ میں صرف مردوں کی واپسی کا ذکر تھا جس کے رو سے خود بخود عورتیں خارج ہو گئیں۔(۱)

حضرت ابو بصیر ؓ کا واقعہ

حدیبیہ میں قریش اور مسلمانوں کے درمیان دس سال کے لئے مصالحت اور جنگ بندی کا معاہدہ ہو گیا تھا اس کے رو سے مکہ میں جو کمزور مسلمان رہ گئے تھے اور جو نئے لوگ اسلام قبول کرتے تھے ان کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ کفار کے قید و بند میں رہ کر صعوبتیں برداشت کریں یا اپنی کوئی دوسری سبیل ڈھونڈھیں، ابو جندل ؓ کو آپ نے معاہدہ کی رو سے واپس ہی کر دیا تھا، زاں بعد آپ ﷺ مدینہ چلے آئے تو عتبہ بن اسید بن جاریہ ؓ جن کی کنیت ابو بصیر تھی اسلام لانے کی وجہ سے مکہ میں بہت ستائے جانے لگے ان کی تکلیف حد سے بڑھ گئی تو کسی صورت سے چھوٹ کر بعزم ہجرت مدینہ آ گئے اور نبی ﷺ سے اپنا دکھ درد بیان کر کے مدینہ میں رہنے کی اجازت طلب کی لیکن ان کے پیچھے ہی ازہر بن عبد عوف اور اخنس بن شریق نے بنو عامر کے دو آدمیوں کو بھیجا تا کہ ابو بصیر کو واپس لائیں، آپ نے فرمایا، اے ابو بصیر تم جانتے ہو کہ ہم نے قریش سے مصالحت کر لی ہے اور ہمارا ان کا معاہدہ ہو چکا ہے، اب بے وفائی کرنا ہمارے لئے درست نہیں

(۱) بخاری ۱/۳۸۰

Marfat.com

ہے اس لئے تم ان کے ساتھ واپس چلے جاؤ۔

ابوبصیرؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا آپ ہمیں مشرکین کے حوالے کر دیں گے تاکہ دین کے بارے میں خوب اچھی طرح ستائیں، آپ نے فرمایا تم یہاں سے واپس چلے جاؤ، یاد رکھو! اللہ تمہارے لئے اور تم جیسے دوسرے کمزوروں کے لئے کوئی سبیل ضرور پیدا کر دے گا۔ حضرت ابوبصیرؓ آپ کا یہ فیصلہ سن کر مجبوراً ان دونوں کے ساتھ روانہ ہو گئے جب وہ دونوں مدینہ سے چھ یا سات میل کے فاصلے پر ذوالحلیفہ پہنچے تو ایک دیوار کے سائے میں بیٹھ کر کھجوریں کھانے لگے۔ حضرت ابوبصیرؓ ان کی شرارتوں سے پریشان تھے، دل میں اپنی رہائی کی تدبیر سوجھی ان سے گھل مل کر ایک سے کہا میاں تمہاری تلوار تو بڑی عمدہ معلوم ہوتی ہے، اس نے بڑے فخر کے ساتھ میان سے نکال کر کہا ہاں یہ نہایت ہی مضبوط اور بڑے کاٹ کی ہے میں اس کا بارہا تجربہ کر چکا ہوں۔ ابوبصیرؓ نے کہا ذرا مجھے بھی دکھائیے۔ اس نے فوراً تلوار ان کے ہاتھ میں دے دی۔ ابوبصیرؓ نے تلوار قبضے میں آتے ہی اسے قتل کر دیا۔ اس کے دوسرے ساتھی نے یہ حال دیکھا تو بدحواسی میں بھاگتے ہوئے مدینہ پہنچ کر سیدھے مسجد نبوی میں گھس گیا، آنحضرت ﷺ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا، یہ ضرور کسی حادثے سے خوفزدہ ہو کر آیا ہے۔ اس نے بیان کیا حضرت میرے ساتھی کو ابوبصیرؓ نے قتل کر ڈالا اور اب مجھے بھی قتل کرنا چاہتے ہیں، اتنے میں پیچھے سے تلوار تھامے ہوئے حضرت ابوبصیرؓ بھی پہنچ گئے اور کہا یا رسول اللہ! اللہ نے آپ کا ذمہ پورا کر دیا آپ نے معاہدے کے مطابق مجھے ان کے ساتھ روانہ کر دیا تھا لیکن اللہ نے اپنی طرف سے مجھے نجات دے دی۔ آپ نے فرمایا

ویل امه مسعر حرب لو کان له احد

اس کی ماں ہلاک ہو، اگر کوئی اس کا امدادی ہوتا تو یہ جنگ کی آگ بھڑکا دیتا۔ ابوبصیرؓ کو آپ کی اس گفتگو سے معلوم ہو گیا کہ ان کے مدینہ میں قیام کی گنجائش نہیں ہے اس لئے وہاں سے نکل کر ساحل سمندر کے قریب مقام عیص میں ایسی جگہ چلے گئے جس کے راستے سے قریش کے قافلے تجارت کے لئے شام جایا کرتے تھے۔ حضرت ابوجندلؓ اور دوسرے مسلمانوں کو جو مکہ میں گرفتار تھے خبر ہوئی تو وہ بھی مکہ سے بھاگ کر ابوبصیرؓ کے پاس پناہ لینے لگے یہاں تک کہ ان کی تعداد ستر تک پہنچ گئی اور یہاں قریش کے خلاف ایک محاذ قائم ہو گیا جس طرح قریش انہیں مار پیٹ کر ستایا کرتے تھے، انہوں نے بھی ان کا راستہ تنگ کرنا شروع کیا ان کا جو قافلہ بغرض تجارت ادھر سے گذرتا تو یہ لوگ اسے لوٹ لیتے اور موقع ملتا تو قتل بھی کر دیتے

Marfat.com

قریش نے ان کی اس انتقامی کارروائی سے عاجز آ کر رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی اور اللہ کا واسطہ دے کر قرابت کا حق جتا کر گزارش کی کہ ابو بصیرؓ اور ان کے ساتھیوں کو کسی صورت سے اپنے پاس بلا لیجئے ابو سفیان نے خود مدینہ جا کر آپ سے منت وسماجت کی کہ اب ہم معاہدہ کی اس شرط سے خود ہی دست بردار ہوتے ہیں براہ کرم ان لوگوں کو مدینہ بلا کر ہماری تکلیف کو دور کر دیں۔

نبی ﷺ نے ان کی اس عاجزانہ درخواست کو قبول کر لیا اور ابو بصیرؓ کے نام یہ فرمان لکھ کر بھیجا کہ تم لوگ قریش سے تعارض ختم کر کے سیدھے مدینہ چلے آؤ۔ قاصد جس وقت آپ کا یہ فرمان لے کر پہنچا، حضرت ابو بصیرؓ کئی روز کی بیماری کے بعد سکرات موت میں مبتلا تھے، انہوں نے آپ کا نامہ مبارک اپنے سینے سے لگایا اور اسی حال میں جاں بحق ہو گئے ان کی وفات کے بعد حضرت ابو جندلؓ وغیرہ نے تجہیز وتکفین کی اور حسب الحکم مدینہ چلے آئے۔ (۱)

سرورِ عالم ﷺ کا پیغام امراء وسلاطین کے نام

آپ سارے عالم کے نبی تھے آپ کی دعوت صرف عرب کے لئے نہیں بلکہ پوری کائنات کے لئے عام تھی جس طرح آپ نے شہر، دیہات کے تمام قبائل اور ہر کہہ ومہہ کو اسلام کی دعوت دی، اسی طرح امراء وسلاطین وقت کو بھی اس پیغام کے پہنچانے کا اہتمام کیا اور صلح حدیبیہ کے بعد قریش کے جنگ سے تھوڑی سی فرصت ملی تو اس کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔

مہر کے لئے انگوٹھی

آپ ﷺ نے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا نہ دستخط کر سکتے تھے اس لئے لوگوں نے کہا کہ بلا مہر یا دستخط کے سلاطین کے یہاں خطوط معتبر نہیں ہوتے ہیں، لہذا خطوط پر مہر لگانے کے لئے آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی جس کا نقش تین سطروں میں اس طرح تھا محمد رسول الله یہ انگوٹھی آپ کے بعد خلیفہ اول ابو بکر صدیقؓ کے پاس آئی پھر عمر فاروقؓ کو ملی اور ان کے بعد حضرت عثمان غنیؓ کے ہاتھ آئی۔ حضرت عثمانؓ ایک دن بئر اریس پر بیٹھے ہوئے انگوٹھی کو انگلی سے نکال کر حرکت دینے لگے، تو اچانک آپ کے ہاتھ سے چھوٹ کر کنویں میں گر گئی۔ حضرت عثمانؓ نے کہا اے لوگو! کنوئیں کا پانی نکال کر کسی صورت سے انگوٹھی کو تلاش کرو، آپ کے ساتھیوں نے کنوئیں کا پانی اور کیچڑ تک نکال ڈالا لیکن وہ مبارک انگوٹھی دستیاب نہ ہو سکی۔ (۲)

---

(۱) بخاری ۱/۳۸۰، زاد المعاد ۲/۱۲۱ (۲) بخاری ۲/۸۷۳

Marfat.com

دعوتی خطوط کے لئے چھ اصحاب کا انتخاب

واقدی نے بیان کیا ہے کہ ذی الحجہ ۶ھ میں آنحضرت ﷺ نے بادشاہوں کے پاس دعوتی خطوط پہنچانے کے لئے چھ آدمیوں کو منتخب فرمایا۔(۱) حاطب بن ابوبلتعہؓ کو صاحب اسکندریہ مقوقس مصر کے پاس۔(۲) شجاع بن وھب بن اسدؓ کو عرب نصاریٰ کے بادشاہ حارث بن ابوشمر غسانی کے پاس۔(۳) رضیہ بن خلیفہ کلبیؓ کو ہرقل قیصر روم کے پاس۔(۴) عبداللہ بن حذافہؓ سہمی کو کسریٰ شاہ فارس کے پاس۔(۵) سلیط بن عمرو عامریؓ کو ھوذہ بن علی الحنفی کے پاس۔(۶) عمرو بن امیہ ضمریؓ کو نجاشی شاہ حبش کے پاس جس کا نام اصحمہ بن حر تھا۔(۱)

اس کے بعد ان چھ کے علاوہ آپ نے علاء بن حضرمیؓ کو منذر بن ساوی کے پاس ہجر میں اور عمرو بن عاص کو جیفر وعباد کے پاس عمان میں اور مہاجر بن ابی امیہؓ اور جریرؓ کو ذی الکلاع کے پاس اور سائبؓ کو مسیلمہ کذاب کے پاس روانہ کیا۔(۲)

نامۂ رسول ﷺ اصحمہ نجاشی کے نام

بیہقی نے ابن اسحاق کی روایت سے آپ کا نامہ مبارک بنام نجاشی اس طرح نقل کیا ہے ھـــذا

كتاب من محمد النبى الى النجاشى الاصحم عظيم الحبشة سلام على من اتبع الهدى وامن بالله ورسوله. واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له لم يتخذ صاحبة ولا ولدا. وان محمدا عبده ورسوله وادعوك بدعاية الاسلام فانى انا رسوله فاسلم تسلم يا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا وبينكم ان لا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون فان ابيت فعليك اثم النصارى من قومك

یہ خط محمد نبی ﷺ کی طرف سے نجاشی اصحم عظیم حبشہ کے نام ہے۔ سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے اور اللہ اس کے رسول پر ایمان لائے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ اس کی بیوی ہے نہ اولاد اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام قبول کر اور سلامتی میں رہو گے۔ اے اہل کتاب ایک ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو

---

(۱) البدایہ ج ۴ ۱۹۰ (۲) فتح الباری ۱۸ ۔ ۹۰

Marfat.com

ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہمارا بعض بعض کو اللہ کے سوا کسی کو رب نہ بنائے اور اگر اس سے منہ موڑ لیں تو کہو تم گواہ ہو جاؤ کہ ہم مسلم ہیں۔ اور اگر تم نے اس کا انکار کیا تو تمہاری قوم نصاری کا گناہ تم پر ہوگا۔

اس کے علاوہ طبری نے جو خط نقل کیا ہے اس میں اتنا اور زیادہ ہے: وقد بعثت اليك ابن عمي جعفرا و معه نفر من المسلمين فاذا جاء ك فاقرهم ودع التجبر . یعنی ہم نے تمہاری طرف اپنے ابن عم جعفر کو بھیجا ہے پس وہ جب تمہارے پاس آویں تو ان کی مہمانداری کرنا اور تکبر ترک کر دینا۔ (۱)

نامہ مبارک کے اس جملہ سے صاحب الرحیق نے اور ڈاکٹر حمید اللہ مؤلف ''رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی'' نے نتیجہ نکالا ہے کہ یہ عبارت صلح حدیبیہ کے بعد والے خط کی نہیں ہو سکتی کیونکہ حضرت جعفرؓ وغیرہ کو حبش گئے ہوئے ۱۴، ۱۵ سال کا عرصہ گذر گیا تھا۔ صاحب الرحیق لکھتے ہیں: بل لعله نص كتاب بعثه مع جعفر حين خرج هو واصحابه مهاجرين الى الحبشة فى العهد المكى . (ص ۳۹۲) اسی طرح ڈاکٹر حمید اللہ بھی لکھتے ہیں: ''بظاہر یہ خط تعارف کی غرض سے حضرت جعفرؓ کو دیا گیا تھا جب وہ حبشہ جا رہے تھے۔ (۲)۔

میرے خیال میں یہ قیاسی احتمال صحیح نہیں کیونکہ مہاجرین حبشہ قریش کے ظلم و تعدی سے بھاگ کر نجاشی کے ملک میں پناہ لینے کے لئے محض اس وجہ سے گئے تھے کہ وہ عادل ہے ناحق کسی پر ظلم نہیں کرتا جیسا کہ حدیث کے بعض ٹکڑے سے ثابت ہوتا ہے، پھر اس وقت آنحضرت ﷺ کی نبوت کا ابتدائی دور تھا اور آپ کے تمام ساتھی ستائے جاتے تھے ایسی حالت میں بیرون ملک کون کہے خود اپنے وطن میں آپ کا قدم جمنے نہیں پایا تھا پس تعارف میں "اقرهم ودع التحبير" (مہمانداری کر اور تکبر چھوڑ دے) کا سخت جملہ موزوں نہیں معلوم ہوتا۔ علاوہ بریں ہجرت حبشہ کے موقع پر تاریخ و سیر کی کتابوں میں کسی تعارفی خط کا ذکر بھی نہیں ملتا پس محض احتمال سے کوئی بات کیوں کر درست ہو سکتی ہے، ہاں یہ جملہ ۶ھ ہی کے دعوتی خط میں اس طرح صحیح اور فٹ ہو جاتا ہے کہ اسلام اب کافی حد تک مضبوط ہو گیا تھا اس کا شہرہ و غلغلہ بیرون عرب بھی پہنچ چکا تھا اور حضرت جعفرؓ وغیرہ کو حبش گئے ہوئے اگرچہ ۱۴ سال کا عرصہ گذر چکا تھا لیکن شاہی

(۱) الوثائق السیاسیہ ص ۱۰۱ (۲) رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی ص ۱۰۷

Marfat.com

دربار تک ان کی خصوصی رسائی نہیں رہی ہوگی اس لئے دعوت اسلام کے ساتھ عین ممکن ہے کہ آپؐ نے ان کا تعارف بھی کرادیا ہو اور نامہ بردار حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ کو یہ ہدایت فرمادی ہو کہ نجاشی اصحمہ سے دربار میں ملنے کے وقت جعفرؓ کو بھی ہمراہ لے لینا جیسا کہ طبری کے الفاظ میں صاف مذکور ہے۔

بعث رسول الله ﷺ عمرو بن امیه الضمری الی النجاشی الاصحم ملك الحبشة فی شان جعفر بن ابی طالب واصحابه وكتب معه كتابا الخ (طبری ۳/۸۹) پھر مذکورہ جملے کے ساتھ ۶ھ کے خط میں شامل ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ نجاشی نے جواب خط میں اپنے اسلام قبول کرنے اور حضرت جعفرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ: عرفنا ما بعثت به الینا وقد قرینا ابن عمك وأصحابه" یعنی ہم نے آپ کے نامہ مبارک کو خوب سمجھ لیا ہے اور حسب الحکم آپ کے ابن عم جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کی مہمانداری بھی کی ہے، پس اگر یہ جملہ اسی پہلے کا ہوتا تو اتنی مدت کے بعد جواب خط میں اس کا ذکر کیوں کرتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نجاشی کا جواب اور اسلام کی بیعت

روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا مذکورہ بالا مکتوب گرامی نجاشی کے پاس پہنچا تو اس نے اسے اپنی آنکھوں سے لگایا اور اپنے تخت سے نیچے اتر آیا اور حضرت جعفر بن ابی طالب کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی اور آپ کے نام مندرجہ ذیل خط لکھا۔ الی محمد رسول الله من النجاشی الاصحم بن ابجر سلام علیك یا نبی الله ورحمة الله وبركاته من الله الذی لا اله الا هو والذی هدانی الی الاسلام، أما بعد: فقد بلغنی كتابك یا رسول الله فیما ذكرت من امر عیسی فورب السماء والارض ان عیسی لا یزید علی ما ذكرت ثفروقا انه كما قلت وقد عرفنا ما بعثت به الینا وقد قرینا ابن عمك واصحابه فاشهد انك رسول الله صادقا مصدقا وقد بایعتك وبایعت ابن عمك واسلمت علی یدیه لله رب العالمین وقد بعثت الیك یا نبی الله ارها بن الاصحم بن ابجر فانی لا املك الا نفسی وان شئت ان آتیك فعلت یا رسول الله فانی اشهد ان ما تقول حق والسلام علیك یا رسول الله

یہ خط محمد رسول اللہ کے نام ہے نجاشی اصحم بن ابجر کی طرف سے۔ اے نبی اللہ آپ پر سلام ہو اور اللہ کی جانب سے اس کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس نے مجھے اسلام کی ہدایت

Marfat.com

دی، امابعد: مجھے آپ کا مکتوب گرامی مل گیا اس میں جو کچھ آپ نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں فرمایا۔ قسم ہے آسمان و زمین کے رب کی کہ وہ اس سے ایک ذرہ برابر بھی زیادہ نہیں تھے وہ بالکل ویسے ہی تھے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے جو کچھ آپ نے ہمارے پاس لکھا ہے ہم نے خوب اچھی طرح جان لیا۔ ہم نے آپ کے ابن عم اور ان کے ساتھیوں کی مہمانداری بھی کی ہے پس میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں میں نے آپ کی بیعت آپ کے چچازاد بھائی جعفرؓ کے ہاتھ پر کی ہے اور اللہ رب العالمین کے لئے اسلام قبول کیا ہے یا رسول اللہ میں آپ کے پاس ارہا بن اصحم کو بھیج رہا ہوں، میں صرف اپنے نفس کا مالک ہوں آپ کی خواہش ہو تو میں خود بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں، میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں بالکل حق ہے، والسلام علیک یا رسول اللہ۔ (۱)

ارہا بن اصحم کی شہادت

طبری نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ نجاشی نے اپنے بیٹے کو ایک کشتی میں ساٹھ آدمیوں کے ساتھ سوار کر کے بھیجا تھا لیکن جب وسط سمندر میں پہنچے تو کشتی غرق ہوگئی اور وہ سب شہید ہو گئے۔ (۲)

حضرت جعفرؓ کی آمد کی خوشی

نجاشی کے قبول اسلام کے بعد نبی ﷺ نے ایک خط میں لکھا کہ جو مسلمان ہجرت کر کے حبش گئے ہوئے ہیں انہیں انتظام کر کے مدینہ بھیجدیں چنانچہ شاہ نے مہاجرین حبشہ کو دو کشتیوں پر سوار کر کے روانہ کر دیا اور حضرت جعفرؓ آپ کے پاس اس دن آکر پہنچے جس روز خیبر فتح ہو چکا تھا آپؐ نے ملاقات ہوتے ہی ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرط مسرت کے ساتھ گلے سے چمٹا لیا اور فرمایا میں نہیں جانتا کہ فتح خیبر زیادہ خوشی کا باعث ہے یا جعفر کی ملاقات (۳)۔

مکتوب مبارک بنام نجاشی کی دستیابی عصر حاضر میں

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب اپنی کتاب ''رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی'' میں بڑی تحقیق و تفصیل کے ساتھ پروفیسر مارگولیوث کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ ایک مکتوب نبوی جو نجاشی حبشہ کے نام بھیجا گیا تھا، اسکاٹ لینڈ کے ایک شخص کے پاس سے دستیاب ہوا ہے۔ (ص ۱۲۳) پھر لکھتے ہیں کہ اس مکتوب مبارک کے

(۱) رحمۃ للعالمین ۱/۱۵۳ (۲) تاریخ طبری ۳/۸۹
(۳) ابن ہشام ۲/۳۵۹

Marfat.com

فوٹو کا بلاک بعض رسالوں اور اخبارات میں شائع کیا گیا ہے اس کا ضروری اقتباس درج ذیل ہے۔

یہ خط ایک جھلی پر لکھا ہوا ہے جو کوئی ۱۹ انچ چوڑی اور ۱۳ ۱/۲ انچ لمبی ہے حروف مدور ہیں اور بڑے ہونے کے باعث پڑھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی ہے، سیاہی جو استعمال کی گئی ہے وہ خاکی (براؤن) ہے۔ اس خط کا مضمون سترہ (۱۷) سطروں میں ہے جس کے آخر میں ایک گول مہر کا نشان ہے جس کا قطر ایک انچ ہے۔

خط کا نقش سطر بسطر یوں ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم
من محمد رسول الله الى النجاشى
عظيم الحبشة سلام على من اتبع الهدى
اما بعد فانى احمد اليك الله الذى لا اله
الا هو الملك القدوس السلام المؤمن
المهيمن واشهد ان عيسى بن مريم روح
الله وكلمته القاها الى مريم البتول
الطيبة الحصينة فحملت بعيسى من
روحه ونفخه كما خلق آدم بيده وانى
ادعوك الى الله وحده لا شريك له
والموالاة على طاعته وان تتبعنى
وتوقن بالذى جاء نى فانى رسول الله
وانى ادعوك وجنودك الى الله عز وجل
وبلغت ونصحت فاقبلو نصيحتى
والسلام على من اتبع الهدى۔

ص ۱۲۴
۱۲۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم
محمد رسول اللہ کی جانب سے نجاشی عظیم حبشہ کے
نام۔ سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے اما
بعد میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی
معبود نہیں وہ بادشاہ تمام عیوب سے پاک سلامتی
والا امن دینے والا نگہبان ہے اور میں گواہی دیتا
ہوں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کی روح اور اس کے کلمہ ہیں
جو اس نے مریم بتول پاکیزہ و پاکدامن کی طرف
ڈالا پس عیسیٰ کے ساتھ اس کی روح اور پھونک سے حاملہ
ہوئیں جیسا کہ اللہ نے آدم کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور
میں تجھ کو اللہ وحدہ لا شریک کی طرف اور علی الدوام
اس کی طاعت کی طرف دعوت دیتا ہوں اور یہ کہ
میری پیروی کر اور اس شریعت پر یقین کر جو میرے
پاس آئی ہے میں اللہ کا رسول ہوں میں تجھے اور
تیرے لشکر کو اللہ عزوجل کی طرف بلاتا ہوں میں
نے تبلیغ اور خیر خواہی کر دی پس تم میری نصیحت قبول
کرو۔ والسلام علی من اتبع الہدی

جو نامہ اس سے پہلے نقل کیا گیا ہے اس میں نجاشی کا نام اصحم موجود ہے لیکن اس خط میں نام نہیں

Marfat.com

ہے ممکن ہے دونوں دو خط ہوں ایک اصحم کے نام جو اسلام لائے اور دوسرا ان کی موت رجب ۹ ھ کے بعد دوسرے کے نام جو ان کا قائم مقام ہوا مگر اس کے اسلام کا کوئی پتہ نہیں۔

اس خط کے نقش میں ایک سطر کا آدھا لفظ کاٹ کر دوسری سطر میں جوڑا گیا ہے جس سے اس زمانہ کی کتابت کا اندازہ ہوتا ہے۔ برٹش میوزیم کے ماہرین نے اس جھلی کو جس پر مکتوب گرامی درج ہے جعلی قرار دیا ہے اور کہا ہے: "یہ جھلی اتنی قدیم نہیں معلوم ہوتی ہے جو عہد نبوی کی ہو لیکن یہ ایک قیاس اور تخمینہ ہے جس پر یقین نہیں کیا جا سکتا البتہ اس کے اصل ہونے کے لئے کئی امکانات ہیں مثلاً خط میں نقطے اور اعراب کا نہ ہونا اور مہر نبوی کا دوسرے خطوط نبوی کے بالکل مماثل ہونا وغیرہ۔(۱)

دوسرا مکتوب مقوقس شاہ مصر کے نام

یہ اسکندریہ کا حاکم اعلی اور مصر میں بازنطینی حکومت کا وائسرائے تھا، نام میں اختلاف ہے، کسی نے جریج بن مینا، کسی نے جارج بن مینا، کسی نے جریج بن متی اور بعض یورپین مورخین نے جورج بن مینا بھی لکھا ہے، نسلاً رومی تھا لیکن ماں قبطیہ تھی ۶۲۱ء میں اس کی تقرری ہوئی اور مقوقس کے لقب سے مشہور ہوا۔(۲)

نبی علیہ ﷺ کا نامہ مبارک حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کی معرفت اس کو ملا۔ تو اس نے اسے بوسہ دیا اور حضرت حاطبؓ کی بڑی عزت کی اور اپنے خاص مہمان خانے میں ٹھہرا کر ملک کے بڑے بڑے پادریوں اور جرنیلوں کو اکٹھا کیا پھر حضرت حاطبؓ سے کہا، کیا تمہارے صاحب اللہ کے نبی نہیں ہیں؟ فرمایا ہاں وہ اللہ کے رسول ہیں، بولا پھر جب ان کی قوم نے انہیں ان کے شہر سے نکال دیا تو ان پر بددعا کیوں نہیں کی تاکہ سب ہلاک ہو جاتے، فرمایا! کیا آپ حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ کا رسول مانتے ہیں؟ بولا ہاں! ہم انہیں اللہ کا رسول تسلیم کرتے ہیں فرمایا جب انہیں ان کی قوم نے سولی دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے بددعا کیوں نہیں کی تاکہ سب ہلاک ہو جاتے، یہ سن کر وہ فکر میں پڑ گیا اور کہنے لگا تم ایک حکیم آدمی ہو اور ایک صاحب حکمت کے پاس سے آئے ہو۔

مکتوب کی دستیابی

ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں کہ مقوقس کے نام آپ کا مکتوب موسیو بارتیلمی نے بڑی کوشش اور بصرف زر

---

(۱) الوثائق السیاسیہ: ۱۰۱، رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی: ۱۱۲ (۲) البدایہ ۴/۲۷۲، رحمۃ للعالمین ج ا ص ۱۵۸

Marfat.com

کثیر پرانے گھڑے سے جھلی کی شکل میں بمشکل جدا کیا ہے پہلے صرف محمد ﷺ کا لفظ پڑھا گیا پھر متعدد لوگوں کی مدد سے باقی الفاظ پڑھنے میں آئے۔ یہ مکتوب ۱۲ سطروں پر مشتمل ہے اس میں اور زادالمعاد کی عبارت میں بہت کم فرق ہے بلکہ ایک سمجھئے ہم یہاں اس مکتوب گرامی کو بعینہ سیاسی زندگی کے ص ۱۳۶ سے نقل کرتے ہیں

بسم الله الرحمن الرحيم، من محمد عبد الله ورسوله الى المقوقس عظيم القبط سلام على من اتبع الهدى اما بعد فانى ادعوك بدعاية الاسلام فاسلم تسلم يوتك الله اجرك مرتين فان توليت فعليك اثم القبط يا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا وبينكم ان لا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا شهدوا بانا مسلمون۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی جانب سے مقوقس عظیم قبط کے نام ہے۔ سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اما بعد میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اسلام قبول کر و سلامتی میں رہو گے اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا لیکن اگر تم نے اعراض کیا تو قبطیوں کا گناہ تم پر ہوگا۔ اے اہل کتاب تم ایک کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے تمہارے درمیان برابر ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ ہمارا بعض بعض کو اللہ کے سوا رب بنائے پس اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دو گواہ ہو جاؤ کہ ہم تو اللہ کے مطیع ہیں۔

حاطب بن ابی بلتعہ نے یہ مکتوب خط دیا اور مقوقس کو اپنی طرف سے پیغام عرض کیا اے بادشاہ اس سے پہلے آپ کے ملک مصر میں ایک بادشاہ فرعون انا ربکم الاعلیٰ کہتا تھا۔ لیکن آخرکار عذاب میں آیا تو اللہ نے اس دریائے قلزم میں غرق کر کے دنیا و آخرت دونوں کے عذاب میں گرفتار کر دیا۔ آخر اس کا ملک ختم ہو گیا لہذا آپ اس سے عبرت حاصل کریں۔

مقوقس نے کہا ہم بھی ایک دین عیسائیت کے پیرو ہیں جب تک اس سے بہتر نہ ملے تو اسے چھوڑ نہیں

Marfat.com

سکتے، حاطبؓ نے فرمایا ہم تمہیں دین اسلام کی دعوت دیتے ہیں جو بہتر اور کافی ہے۔ ہمارے نبی علیہ السلام نے سب لوگوں کو اس کی دعوت دی تو قریش نے سب سے زیادہ اس کی مخالفت کی، یہودی بھی آپ کے سب سے بڑے دشمن بن گئے، لیکن نصاریٰ میں نسبتاً کچھ نرمی ہے۔ بخدا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بشارت دی تھی، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت محمد ﷺ کے لئے بشارت دی ہے اور جس طرح آپ لوگ اہل تورات کو انجیل کی دعوت دیتے ہیں اسی طرح ہم لوگ اہل انجیل کو قرآن کی دعوت دیتے ہیں جس نبی نے جس قوم کو پایا وہ قوم اس کی امت ہے پس اس پر ضروری ہے کہ اپنے زمانہ کے نبی کی اطاعت کرے اور آپ نے چونکہ ہمارے نبی کا زمانہ پایا ہے لہذا آپ بھی ان کی اطاعت کیجئے ہم آپ کو دین مسیح علیہ السلام سے نہیں روکتے بلکہ دراصل اس کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں، مقوقس نے کہا ہم نے اس نبی کے بارے میں غور کیا ہے وہ کسی غیر مرغوب چیز کا حکم نہیں دیتے نہ کسی اچھی چیز سے روکتے ہیں نہ وہ گمراہ ساحر ہیں نہ جھوٹے کاہن ہیں، ان میں اخبار عن الغیب وغیرہ کی وجہ سے نبوت ہی کی علامت پاتا ہوں لہذا مزید غور کروں گا۔ یہ کہتے ہوئے اس نے نبی ﷺ کا مکتوب گرامی ہاتھی کے دانت کے ایک ڈبے میں رکھ کر مہر لگا دیا اور اپنی ایک لونڈی کو بحفاظت رکھنے کا حکم دیا اور ایک کاتب کو بلایا جس نے آپ کے نامہ مبارک کا جواب اس طرح تحریر کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم — لمحمد بن عبد الله من المقوقس عظیم القبط سلام علیك اما بعد: فقد قرأت كتابك وفهمت ما ذكرت وما تدعو اليه وقد علمت ان نبيا بقى وكنت اظن انه يخرج بالشام — اكرمتُ رسولك وبعثت اليك بجاريتين لهما مكان فى القبط عظيم وبكسوة واهديت اليك بغلة لتركبها "والسلام عليك" یہ خط محمد ﷺ بن عبد اللہ کے نام ہے مقوقس عظیم القبط کی جانب سے سلام ہو آپ پر اما بعد: میں آپ کا نامہ پڑھا اور اس میں جو کچھ تحریر ہے سمجھا، یہ تو میں جانتا تھا کہ ایک نبی کا زمانہ باقی ہے لیکن میں سمجھتا تھا کہ وہ شام میں نکلے گا میں نے آپ کے فرستادہ کی عزت کی اور آپ کے پاس دو لونڈیاں بھیج رہا ہوں، جن کا قبط میں بڑا مقام ہے نیز ایک لباس اور آپ کی سواری کے لئے ایک خچر روانہ ہے والسلام علیک۔

بادشاہ نے اتنا لکھنے کے بعد اپنے اسلام کا اظہار نہیں کیا۔ دونوں لونڈیاں حضرت ماریہؓ اور سیرینؓ تھیں، ماریہؓ کو آپ نے اپنے تحت رکھ لیا، انہیں سے آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا

Marfat.com

ہوئے جو شیر خواری کی حالت میں انتقال فرما گئے اور سیرینؓ کو حضرت حسان بن ثابتؓ کو دے دیا، خچر کا رنگ سفید نام دلدل تھا۔ یہ حضرت معاویہؓ کے زمانہ تک زندہ رہا۔(۱)

تیسرا مکتوب کسریٰ شاہ فارس کے نام

اس کا نام خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیرواں اور لقب کسریٰ تھا اس کے پاس خط لے کر عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ روانہ ہوئے اور آں حضرت ﷺ کی ہدایت کے مطابق حاکم بحرین منذر بن ساوی کے واسطے سے کسریٰ تک پہنچایا گیا۔

نامۂ مبارک کی نقل یہ ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم – من محمد رسول الله ﷺ الى كسرى عظيم فارس سلام على من اتبع الهدى وآمن بالله ورسوله وشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وأن محمدا عبده ورسوله وادعوك بدعائة الله فانى انا رسول الله الى الناس كافة لينذر من كان حيا ويحق القول على الكافرين فاسلم تسلم فان ابيت فان اثم المجوس عليك.

یہ خط محمد رسول اللہ کی جانب سے کسریٰ فارس کے نام ہے، سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے اور اس بات کی شہادت دے کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں اس لئے کہ میں سارے انسانوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں تا کہ زندوں کو ڈرایا جائے اور حق کافروں پر واضح ہو جائے پس تو اسلام قبول کرلے سلامتی میں رہے گا ورنہ سارے مجوس کا گناہ تجھ پر ہوگا۔

یہ خط پڑھتے ہی کسریٰ نے غصہ میں پھاڑ ڈالا اور نامہ بر کو دربار سے نکلوا دیا اور کہا میرا معمولی سا محکوم ہو کر اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھتا ہے۔ پھر باذان کو جو اس کی طرف سے یمن کا گورنر اور پورے عرب کا حاکم سمجھا جاتا تھا، لکھا کہ محمد ﷺ سے توبہ کراؤ ورنہ گرفتار کر کے یہ قیم کر کے میرے پاس بھیجو۔ باذان نے یہ حکم ملتے ہی دو طاقتور افسروں کو جن کا نام بابویہ یا ابا ذویہ اور خرخرہ یا خرخسرو تھا۔ خط دے کر بھیجا اور کہا محمد ﷺ کو ساتھ لے کر کسریٰ کے دربار میں حاضر کرو اور اگر انکار کریں تو ہمیں اطلاع دو۔

---

(۱) البدایہ ۴/۲۷۲، رحمۃ للعالمین ۱/۱۹۰

Marfat.com

ادھر آں حضرت ﷺ کو خبر ملی کہ کسریٰ نے آپ کا نامۂ مبارک پھاڑ کر ٹکڑا ٹکڑا کر دیا اور قاصد کو دربار سے نکلوا دیا ہے تو آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمہ صادر ہوا۔ ان یمزقوا کل ممزق کہ وہ اور اس کے لشکر اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں ایک روایت میں ہے اللهم مزق ملكه۔ اے اللہ تو اس کی سلطنت کو پارہ پارہ کر دے۔

دو سپاہی، داڑھی صاف مونچھیں بڑی

آپ کی یہ دعا پوری طرح صادق آئی باذان کے بھیجے ہوئے دو سپاہی آپ کے پاس پہنچے ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑی بڑی تھیں آپ نے ان پر کراہت سے نظر ڈالی اور فرمایا، تمہیں ایسا کرنے کا حکم کس نے دیا ہے، انہوں نے کہا ہمارے رب کسریٰ نے، آپ ﷺ نے فرمایا لیکن ہمارے رب نے ہمیں داڑھی بڑھانے اور مونچھیں تراشنے کا حکم دیا ہے۔

سپاہیوں نے کہا کسریٰ نے باذان کو حکم دیا کہ آپ کو حاضر دربار کرے لہذا آپ ہمارے ساتھ چلیں یا انکار کریں آپ نے فرمایا تم لوگ کل آ کر ملو، جب وہ دوسرے دن آ کر ملے تو آپ نے فرمایا جا کر باذان سے کہہ دو کہ تمہارے مالک کسریٰ کو ہمارے رب نے قتل کر دیا یہ واقعہ دس جمادی الاولیٰ ۷ھ یوم منگل کا تھا، آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع بذریعہ وحی ملی تھی۔

ان افسروں نے کہا ذرا سنبھل کر کہئے کیا آپ کی یہ بات ہم اپنے بادشاہ تک پہنچا دیں آپ نے فرمایا ہاں پہنچا دو اور کہہ دو کہ میری سلطنت کسریٰ کے پایۂ تخت تک پہنچ جائے گی نیز باذان سے کہہ دینا کہ اگر وہ اسلام لائے گا تو میں اس کی حکومت اس کے حوالے رکھوں گا، یہ سن کر وہ دونوں قاصد واپس گئے ان کے یمن پہنچنے کے تھوڑی ہی دیر بعد خسرو کے بیٹے شیرویہ کا یہ خط آیا کہ میں نے بعض ملکی مصلحت کی وجہ سے اپنے باپ کو قتل کر دیا ہے، لہذا میرے باپ نے جس آدمی (محمد ﷺ) کے بارے میں گرفتاری کا فرمان لکھا تھا جب تک میرا دوسرا حکم نہ پہنچے اس کو مت چھیڑنا۔

باذان کے پاس یہ خط پہنچا تو وہ آپ کے قول کی صداقت سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا اور اس کے ساتھ اس کی رعیت کے بہت سے لوگ بھی اسلام لے آئے اور بابویہ جو آپ کی گرفتاری کے لئے گیا تھا، کہنے لگا کہ محمد ﷺ سے بڑھ کر بارعب شخص میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ باذان نے پوچھا کیا ان کے ساتھ محافظ پولس تھی، بولا کوئی نہیں، بس ان کا رعب ویسے ہی سب پر چھایا رہتا ہے۔

Marfat.com

خسرو پرویز کا پیٹ اس کے بیٹے شیرویہ نے چاک کر دیا تھا جب اس نے جانا کہ اب میں زندہ نہیں بچوں گا تو اپنے قتل کا بدلہ لینے کے لئے ایک زہر کی ڈبیہ پر یہ لکھ کر خزانے میں رکھوا دیا کہ یہ دوا جماع کے لئے بہت مفید ہے، شیرویہ ایسی دواؤں کا عاشق تھا، اس نے بھی صرف ۶ ماہ تک حکومت کی تھی کہ وہ ڈبیہ اس کے ہاتھ آ گئی اور بلا تامل کھا کر ہلاک ہو گیا۔

شیرویہ نے حکومت کے لالچ میں اپنے بھائیوں کو بھی قتل کرا دیا تھا اس لئے خاندان میں جب کوئی مرد باقی نہ رہا تو لوگوں نے کسریٰ کی لڑکی بوران کو اس کا والی بنا دیا پھر اس کے بعد اس کی بہن ارزمیدخت مالک ہوئی یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کی خلافت میں آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق اس کی پوری سلطنت پارہ پارہ ہو کر مسلمانوں کے قبضے میں آ گئی۔(۱)

چوتھا مکتوب ہرقل کے نام

ہرقل نام، قیصر لقب یہ روم و شام کا عظیم فرمانروا عیسائی مذہب کا پیرو تھا، آنحضرت ﷺ نے اس کے پاس حضرت دحیہ کلبیؓ کو روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ نامہ مبارک حاکم بصریٰ کی معرفت ہرقل تک پہنچایا جائے، مکتوب گرامی یہ ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم من محمد عبدالله ورسوله إلى هرقل عظيم الروم سلام على من اتبع الهدى أما بعد: فإني ادعوك بدعاية الإسلام اسلم تسلم يوتك الله اجرك مرتين فان توليت فعليك اثم اليريسيين . يا أهل الكتاب تعالوا إلى كلمة سواء بيننا و بينكم ان لا نعبد إلا الله ولا نشرك به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون.

یہ خط اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد ﷺ کی جانب سے ہرقل عظیم روم کے نام ہے سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے، میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام قبول کرو سلامتی میں رہو گے اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا اور اگر اعراض کیا تو تمہاری قوم اریس کا گناہ تم پر ہو گا۔

اے اہل کتاب آؤ تم ایک ایسے کلمے کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے نہ عبادت کریں ہم اللہ کے سوا کسی کی اور نہ شریک ٹھہرائیں اس کے ساتھ کسی کو اور ہمارا بعض بعض کو اللہ کے سوا رب

---

(۱) فتح الباری ۱۹/۱، ۷/۹۲، البدایہ ۴/۲۶۹، تاریخ طبری ۳/۹۰، رحمۃ للعالمین ۱/۱۶۱

Marfat.com

نہ بنائے پس اگر اعراض کریں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلم ہیں۔

یہ مکتوب اس وقت پہنچا جب کہ قیصر ایرانیوں پر ایک فتح کی خوشی میں بیت المقدس کی زیارت کے لئے آیا تھا، نامہ مبارک ملتے ہی اس نے درباریوں کو حکم دیا کہ اگر مکہ کا کوئی تجارتی قافلہ یہاں آیا ہو تو بلاؤ تاکہ اس نبی کے بارے میں معلومات حاصل کی جائے۔

لوگوں نے تلاش کیا تو ابوسفیان اور اس کے کچھ ساتھی مل گئے۔ قیصر کا دربار لگا ہوا تھا بڑے بڑے پادری اور اراکین سلطنت موجود تھے، بادشاہ نے اپنے ترجمان کو بلایا اور کہا: مکہ کے ان تاجروں میں اس مدعی نبوت کے رشتے میں جو شخص زیادہ قریب ہو میرے سامنے بیٹھاؤ اور اس کے ساتھیوں کو اس کے پیچھے کردو، میں اس سے کچھ باتیں پوچھوں گا اگر یہ سچ بتائے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کے پیچھے بیٹھنے والے اس کا جھوٹ ظاہر کردیں۔ قافلہ میں ابوسفیان نسب کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ کا زیادہ قریبی تھا، اس کو لوگوں نے آگے بڑھا دیا، ابوسفیان کا بیان ہے کہ اگر مجھے اس کا ڈر نہ ہوتا کہ لوگ میری تکذیب کریں گے تو میں اپنے کفر کی وجہ سے کچھ جھوٹ ضرور ملا دیتا لیکن آج مجھے سچ کہنا پڑا اور گفتگو اس طرح سے شروع ہوئی۔

قیصر : اس نبی کا خاندان کیسا ہے؟

ابوسفیان : شریف ونجیب ہے۔

قیصر : کیا تم میں کسی نے اس سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟

ابوسفیان : نہیں۔

قیصر : کیا اس نبی کے باپ دادوں میں کوئی شخص بادشاہ گذرا ہے؟

ابوسفیان : نہیں۔

قیصر : اس کی پیروی کرنے والے زیادہ تر شرفاء ہیں یا کمزور لوگ؟

ابوسفیان : کمزور لوگ۔

قیصر : اس کے پیروکار بڑھتے ہیں یا گھٹتے ہیں؟

ابوسفیان : بڑھتے ہیں۔

قیصر : کیا ایمان لانے کے بعد اس کے دین سے بددل ہوکر کوئی مرتد بھی ہوتا ہے؟

Marfat.com

ابوسفیان : نہیں۔

قیصر : کیا وہ نبی اس سے پہلے کبھی جھوٹ کے ساتھ متہم ہوا ہے؟

ابوسفیان : نہیں۔

قیصر : کیا اس نے کبھی غدر اور بدعہدی بھی کی ہے؟

ابوسفیان : ابھی تک تو نہیں کی ہے لیکن ہم میں اور اس میں ایک معاملہ چل رہا ہے، دیکھئے اس میں کیا کرتا ہے، (ابوسفیان کا بیان ہے کہ پوری بات کے اندر میں اسی قدر ملاوٹ کر سکا اس کے علاوہ کچھ کہنے کا موقعہ نہیں تھا)

قیصر : کیا تم نے کبھی اس سے جنگ بھی کی ہے؟

ابوسفیان : جی ہاں۔

قیصر : نتیجہ کیا رہا؟

ابوسفیان : ہماری اور ان کی لڑائی پانی کے ڈول کی طرح رہی کہ جو موقع پڑنے پہلے کام سے غرض کبھی ہم غالب آتے ہیں تو کبھی وہ غالب آجاتے ہیں۔

قیصر : وہ کیا حکم دیتے ہیں؟

ابوسفیان : کہتے ہیں کہ ایک خدا کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اپنے باپ دادا کے طریقہ کو چھوڑ دو، سچائی، پاک دامنی اور صلہ رحمی اختیار کرو۔

قیصر : یہ باتیں سننے کے بعد قیصر نے ترجمان کے ذریعہ بتایا کہ تمہاری پہلی بات کہ وہ شریف النسب ہیں تو جان لو، رسول اسی طرح ہوا کرتے ہیں اور دوسری بات یہ کہ اس کے خاندان میں اس سے پہلے کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا ہے تو اگر کسی نے دعویٰ کیا ہوتا تو میں کہتا کہ وہ اپنے پہلے کہنے والے کے قول کی نقل کرتا ہے اور تیسری بات یہ کہ اس کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ نہیں گذرا ہے تو اگر کوئی بادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہتا کہ وہ نبوت کا دعویٰ کر کے اپنے باپ دادا کی سلطنت چاہتا ہے اور چوتھی بات یہ کہ اس سے پہلے وہ کبھی جھوٹ سے متہم نہیں ہوا تو کیا ایسا ہو سکتا ہے جو شخص لوگوں کے ساتھ جھوٹ میں ملوث نہ ہوا ہو وہ اللہ پر جھوٹ باندھے گا ہرگز نہیں اور پانچویں بات

Marfat.com

یہ کہ اس کے متبعین زیادہ تر کمزور لوگ ہیں تو رسولوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ شروع میں ان کا ساتھ دینے والے ہمیشہ کمزور ہوا کرتے ہیں اور چھٹی بات یہ کہ اس کے پیروکار گھٹتے نہیں بلکہ بڑھتے ہیں تو ایمان کا معاملہ اسی طرح کامل ہو کر رہتا ہے اور ساتویں بات یہ کہ جو اس کے دین میں داخل ہوتا ہے وہ ناراض ہو کر اس سے نہیں پھرتا تو ایمان کی شان یہی ہے کہ جب دل میں راسخ ہو جائے تو کبھی نہ نکلے اور آٹھویں بات یہ ہے کہ وہ کبھی بے وفائی نہیں کرتا تو رسول لوگ اسی قسم کے ہوتے ہیں اور نویں بات یہ کہ وہ اللہ واحد کی عبادت کا حکم دیتا ہے شرک اور بتوں کی عبادت سے روکتا ہے، نماز اور سچائی اور پاکدامنی کا حکم دیتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو سمجھ لو کہ وہ اس مقام تک مالک ہو جائے گا جہاں میرا قدم ہے اور یہ تو میں پہلے ہی جانتا تھا کہ ایک نبی ایسا آنے والا ہے لیکن یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ تمہیں میں سے ہوگا پس میں اگر سمجھتا کہ اس تک پہنچ سکوں گا تو بتکلف وہاں پہنچتا اور اگر میں ان کو پاتا تو ان کے پیروں کو دھلتا۔

جب اس طرح سے اس نے آپ کا نامۂ مبارک پڑھا کر سنا اور تعریف کی تو اس کے دربار کے متعصب لوگوں نے شور مچانا شروع کیا اور ہر طرف سے آوازیں بلند ہونے لگیں۔ ہرقل نے یہ حال دیکھا تو ابوسفیان وغیرہ کو دربار سے باہر نکلوا دیا۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ دربار سے نکلنے کے بعد میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابن ابی کبشہ (محمد ﷺ) کا معاملہ اب یہاں تک پہنچ گیا کہ بنو اصفر یعنی روم کے لوگ بھی اس سے ڈرنے لگے پھر اسی وقت سے میرے دل میں یہ یقین ہو گیا کہ محمد ﷺ کسی نہ کسی وقت ضرور غالب آئیں گے یہاں تک کہ اللہ نے مجھے بھی ایمان کی دولت سے نواز دیا۔

ہرقل کی تحقیق و جستجو اور حمص میں اس کا ذکر

ہرقل نے یہ مجلس برخاست کر دی لیکن اس کے دل میں آنحضرت ﷺ کے غلبے کی بات جم گئی تھی وہ کہانت اور علم نجوم کا ماہر تھا ایک دن اس نے ستاروں پر نظر ڈالی تو طبیعت میں بڑی بے چینی پیدا ہوئی، اس کے ایک جرنیل نے بے چینی کی وجہ پوچھی تو کہا آج میں نے ستاروں پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ (ملک الختان) (جس کے یہاں بچوں کا ختنہ ہوتا ہے) غالب آئے گا۔

لوگوں نے کہا آپ اس سے نہ ڈریئے یہود کے یہاں ختنہ ہوتا ہے آپ اپنے ملک کے

Marfat.com

شہروں میں حکم دے دیجئے کہ یہود کو قتل کر دیا جائے اتنے میں شاہ غسان نے ہرقل کے پاس ایک آدمی بھیجا جو آنحضرت ﷺ کے بارے میں خبریں بتلاتا تھا، ہرقل نے اس سے بھی کچھ باتیں معلوم کیں، پھر لوگوں سے کہا تحقیق کرو کیا اس کے یہاں ختنے کا رواج ہے لوگوں نے کہا ہاں، ان کے یہاں ختنہ ہوتا ہے تو ہرقل نے کہا پس وہی اس امت کا بادشاہ ہے جو ظاہر ہو چکا۔ پھر اس نے رومیہ کے رہنے والے اپنے ایک دوست کے پاس خط لکھا کہ تم بھی نجوم کے حالات و کوائف پر نظر کر کے جو کچھ سمجھ میں آوے اس سے مجھے آگاہ کرو۔

یہ خط لکھ کر ہرقل (ایلیا (بیت المقدس) سے حمص کی طرف روانہ ہو گیا حمص پہنچتے پہنچتے رومیہ کے رہنے والے کاہن کا جواب آ گیا اس نے ہرقل کی رائے کی توثیق کی اور کہا کہ محمد ﷺ نبی کا خروج اور ظہور ہو چکا ہے اس تحقیق و جستجو کے بعد ہرقل کو آپ کی سلطنت و نبوت کا یقین غالب ہو گیا تو اس نے بیت المقدس کی طرح حمص میں بھی شاہی محل کے اندر روم کے بااثر لوگوں کو جمع کیا اور محل کا دروازہ ہر طرف سے بند کر کے سب کے سامنے ظاہر ہوا اور اس طرح خطاب کیا۔

اے رومی جماعت! اگر تم فلاح و رشد چاہتے ہو اور یہ خواہش ہے کہ تمہاری سلطنت باقی رہے تو اس نبی (محمد ﷺ) کی پیروی کرو ورنہ وہ غالب ہو کر تمہاری سلطنت پر قبضہ کر لے گا۔

یہ سننا تھا کہ ارکان سلطنت اور روم کے بااقتدار لوگ جنگلی گدھوں کی طرح بدک کر اس تقریر کے خلاف مظاہرہ کرتے ہوئے دروازے کی طرف بھاگ پڑے دروازہ پہلے ہی سے بند تھا ہرقل جب ان کے ایمان سے مایوس ہو گیا تو سب کو پھر سے بلایا اور کہنے لگا کہ میں اپنی اس بات سے تمہاری ایمانی قوت کو جانچ رہا تھا، اب مجھے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ تم اپنے دین سے کتنی محکم طور پر وابستہ ہو لوگوں نے یہ سنا تو اس کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے اور خوشی کا اظہار کیا اور ہرقل اپنی سلطنت کی محبت سے دولت ایمان سے محروم رہ گیا۔ (۱)

سریہ زید بن حارثہ ؓ اور اموال غنیمت کی واپسی

مذکورہ بالا خط دے کر حضرت دحیہ کلبی ایلیا سے واپس ہونے لگے تو ہرقل نے آپ کو چند مال اور کپڑے ہدیہ میں دیا اور بڑے اعزاز کے ساتھ واپس کیا تھا لیکن جب وہ مقام حسمیٰ پر پہنچے تو جذام کے چند

---

(۱) بخاری ۵۰۳

Marfat.com

ڈاکوؤں نے حملہ کر کے وہ سارا مال واسباب لوٹ لیا انہوں نے اس حادثہ کی خبر مدینہ پہنچ کر دی، تو آنحضرت ﷺ نے زید بن حارثہؓ کو پانچ سو آدمیوں کے ساتھ بنو جذام کی طرف روانہ کیا تا کہ ڈاکوؤں کی سرزنش ہو جائے۔

چنانچہ حضرت زید بن حارثہؓ نے ان پر حملہ کر کے بنو جذام کے ایک ہزار اونٹ، پانچ ہزار بکریاں اور ایک سو کے قریب عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔ بنو جذام کے کچھ لوگ مسلمان ہو چکے تھے ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ بھی تھا جب یہ عظیم واقعہ ان کے قبیلے کے ساتھ پیش آیا تو زید بن رفاعہ جذامی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر احتجاج کیا چونکہ ان لوگوں کا کوئی قصور نہ تھا اس لئے آپ نے ان کے تمام اموال غنیمت اور قیدیوں کی واپسی کا حکم دے دیا۔(۱)

پانچواں مکتوب منذر بن ساوی کے نام

منذر بن ساوی بحرین کا بادشاہ کسریٰ کا باج گذار تھا، آنحضرت ﷺ نے علاء بن حضرمیؓ کی معرفت نامۂ مبارک بھیجا تو یہ بادشاہ مسلمان ہو گیا اس کا پہلا دعوتی خط جو آپ نے دیا تھا اس کا ذکر تمام سیرت نگار کرتے ہیں لیکن متن کہیں نہیں ملتا۔ البتہ منذر ابن ساوی نے اس کے جواب میں اپنے اسلام کا اظہار کرتے ہوئے لکھا تھا کہ آپ کا نامۂ مبارک اہل بحرین کو سنایا تو بہتوں نے اسے پسند کیا اور اسلام سے مشرف ہو گئے اور بعضوں نے ناپسند بھی کیا۔ آگے لکھا کہ میرے ملک میں مجوسی اور یہودی دونوں رہتے ہیں، ان کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟

آنحضرت ﷺ نے اس کے جواب میں جو مکتوب گرامی تحریر فرمایا وہ یہ ہے:۔

بسم الله الرحمن الرحيم .من محمد رسول الله إلى المنذر بن ساوى سلام عليك فإني أحمد إليك الله الذي لا إله إلا هو وأشهد أن محمداً عبده ورسوله أما بعد: فإني اذكرك الله عز وجل فإنه من ينصح فإنما ينصح لنفسه وانه من يطع رسلي ويتبع أمرهم فقد اطاعني ومن نصح لهم فقد نصحي وان رسلي فقد اثنوا عليك خيرا وإني قد شفعتك في قومك فاترك للمسلمين ما اسلموا عليه وعفوت عن أهل الذنوب فاقبل منهم وإنك مهما تصلح فلن نعزلك عملك ومن اقام على يهوديته

(۱) زاد المعاد/۲/۱۲۲

Marfat.com

او مجوسيته فعليه الجزية.

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ یہ خط محمد رسول اللہ (ﷺ) کی جانب سے منذر بن ساوی کے نام ہے سلام ہو تم پر، میں اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں ۔ اما بعد: میں تمہیں اللہ عزوجل کی یاد دلاتا ہوں جو شخص اخلاص سے کام لیتا ہے وہ اپنے نفس کے لئے مخلص ہے اور جو میرے قاصدوں کی اطاعت کرتا ہے اور ان کے حکم کی پیروی کرتا ہے وہ میری ہی اطاعت کرتا ہے اور جو ان کے ساتھ خیر خواہی کرتا ہے اس نے میرے ساتھ خیر خواہی کی ۔ اور میرے قاصدوں نے تمہارے بارے میں اچھی تعریف کی ہے اور میں نے تمہاری قوم کے بارے میں تمہاری شفاعت قبول کی ہے، پس مسلمانوں کو ان کے اسلام کی حالت پر چھوڑ دو، اور میں نے قصور والوں کا قصور معاف کر دیا ہے پس تم بھی ان کی معذرت قبول کرو، اور تم جب تک اصلاح کا کام کرتے رہو گے ہم تمہیں تمہارے عہدے سے معزول نہیں کریں گے اور جو یہودی اور مجوسی تمہارے ملک میں اپنے مذہب پر قائم رہنا چاہتے ہیں ان پر خراج ادا کرنا لازم ہے ۔ (۱)

چھٹا مکتوب ہوذہ بن علی کے نام

ہوذہ بن علی یمامہ کا حاکم عیسائی مذہب کا پیرو تھا اس کے پاس نبی ﷺ نے سلیط بن عمرو عامری کے بدست یہ خط روانہ فرمایا ۔

بسم الله الرحمن الرحيم. من محمد رسول الله إلى هوذة بن علي. سلام على من اتبع الهدى واعلم ان ديني سيظهر إلى منتهى الخف والحافر فاسلم تسلم واجعل لك ما تحت يديك.

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ یہ خط محمد رسول اللہ کی جانب سے ہوذہ بن علی کے نام ہے ۔ سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے، تو جان لے کہ میرا یہ دین (اسلام) عنقریب وہاں تک پہنچ جائے گا جہاں تک اونٹ اور گھوڑوں کے قدم پہنچ سکتے ہیں، پس تم اسلام قبول کر لو، سلامتی میں رہو گے ۔ ہم تمہارا ملک تمہاری ہی تولیت میں رہنے دیں گے ۔

یہ نامہ مبارک ہوذہ کو ملا تو اس نے نامہ بڑی توقیر کی اور عزت کے ساتھ بٹھایا اس کے بعد

---

(۱) زادالمعاد، ۳/ ۶۳

Marfat.com

آنحضرت ﷺ کو جواب خط میں لکھا کہ آپ مجھے نہایت ہی اچھی چیز کی دعوت دیتے ہیں، اہل عرب میرے مقام ومرتبہ سے خوف بھی کھاتے ہیں لہذا آپ اپنے زیر اقتدار حکومت میں کچھ حصہ دینے کا وعدہ فرمائیں تو میں آپ کی پیروی کرلوں۔ پھر اس نے حضرت سلیط کو انعام واکرام اور کپڑے وغیرہ دے کر رخصت کیا، آنحضرت ﷺ نے اس کا خط پڑھا تو فرمایا اگر وہ مجھ سے زمین کا صرف ایک ٹکڑا مانگتا تو بھی میں دینے والا نہیں تھا۔ وہ اور جو کچھ اس کے قبضے میں ہے، جلد ہلاک ہوجانے والا ہے، یہ آپ نے پیشین گوئی فرمائی تو اس کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد فتح مکہ سے واپسی کے وقت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو خبر دی کہ ہوذہ مرگیا۔ اس وقت آپ نے لوگوں سے فرمایا اس کے ملک یمامہ سے عنقریب ایک کذاب شخص نبی بن کر نکلے گا تم اس کو میرے بعد قتل کروگے ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! کون قتل کرے گا، آپ نے فرمایا تم اور تمہارے ساتھی۔(۱)

ساتواں مکتوب حارث بن ابوشمر غسانی کے نام

حارث بن ابوشمر دمشق کا حاکم تھا اس کے پاس حضرت شجاع بن وہبؓ کی معرفت نبی ﷺ نے جو مکتوب گرامی ارسال فرمایا تھا یہ ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم. من محمد رسول الله إلى الحارث بن ابي شمر سلام على من اتبع الهدى وآمن به وصدق واني ادعوك ان تؤمن بالله وحده لا شريك له يبقى لك ملكك.

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط محمد رسول اللہ کی جانب سے حارث بن ابوشمر غسانی کے نام ہے۔ سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے، اس پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کرے، میں تجھ کو اللہ وحدہ لا شریک لہ پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں اس سے تیرا ملک باقی رہ جائیگا۔

حارث یہ نامۂ مبارک پڑھ کر بھڑک اٹھا، ایمان نہیں لایا بلکہ کہنے لگا مجھ سے میرا ملک کون چھینے گا۔ پھر حضرت شجاع بن وہبؓ کو رخصت کر دیا اور کہا میں خود فوج کشی کر کے آرہا ہوں، غالباً غزوہ تبوک اور جنگ موتہ اسی خطرہ کے پیش نظر واقع ہوئی۔(۲)

---

(۱) زاد المعاد ۳/۶۳

(۲) سیرت النبی ۱/۴۷۳

Marfat.com

آٹھواں مکتوب جیفر اور عبد کے نام

جیفر اور عبد دونوں جلندی کے بیٹے اور عمان کے حاکم تھے آنحضرت ﷺ نے اپنا نامہ مبارک ان دونوں کے نام حضرت عمرو بن عاصؓ کی معرفت بھیجا، اس کی نقل یہ ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم. من محمد بن عبدالله إلى جيفر وعبد ابني الجلندى سلام على من اتبع الهدى أما بعد: فاني ادعوكما بدعاية الإسلام اسلما تسلما فإني رسول الله إلى الناس كافة لانذر من كان حيا ويحق القول على الكافرين وانكما ان اقررتما بالإسلام وليتكما وان ابيتما ان تقرا بالاسلام فان ملككما زائل وخيلي تحل بساحتكما وتظهر نبوتي على ملككما.

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط محمد بن عبداللہ کی جانب سے جلندی کے فرزندان جیفر و عبد کے نام ہے۔ سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اما بعد میں تم دونوں کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام قبول کرو، سلامتی میں رہو گے، میں سارے انسانوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں تاکہ زندوں کو ڈراؤں اور کافروں پر حق واضح ہو جائے۔ اگر تم نے اسلام قبول کیا تو میں تمہیں وہاں کا والی رہنے دوں گا اور اگر تم نے اسلام سے انکار کیا تو تمہارا ملک چلا جائے گا۔ اسلامی رسالہ تمہارے صحن تک پہنچے گا اور میری نبوت تمہارے ملک میں ظاہر ہوں۔

عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ میں یہ مکتوب گرامی لے کر عمان پہنچا۔ چونکہ دونوں بھائیوں میں عبد بردبار اور نرم خو تھا اس لئے پہلے میں اسی سے ملا اور کہا کہ میں اللہ کے رسول کا فرستادہ ہوں تمہارے پاس ان کا فرمان لایا ہوں۔ عبد نے کہا میرا بھائی جیفر مجھ سے عمر میں بڑا اور ملک کا مالک ہے میں تمہیں اس سے ملائے دیتا ہوں۔ لیکن پہلے بتاؤ کہ تم کس چیز کی دعوت دیتے ہو۔ عمرو بن عاص نے کہا کہ ہم اللہ وحدہ لاشریک کی طرف بلاتے ہیں اور یہ کہ اس کے سوا غیر اللہ کی عبادت چھوڑ دو اور گواہی دو کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

عبد نے کہا اے عمرو! تم تو ایک سردار کے بیٹے ہو، بتاؤ تمہارے باپ نے کیا کیا؟ ہم ان کو اپنے لئے نمونہ بنائیں گے۔ عمرو نے کہا کہ میرا باپ بغیر اسلام قبول کئے مر گیا حالانکہ اس کا ایمان لانا مجھے زیادہ محبوب تھا۔ میں بھی پہلے اپنے باپ کی طرح اسلام کا مخالف تھا لیکن اللہ نے مجھے ہدایت دی۔

Marfat.com

عبد : تم کب ایمان لائے؟

عمرو بن عاصؓ : ابھی جلدی ہی۔

عبد : کہاں؟

عمرو بن عاصؓ : نجاشی شاہ حبش کے یہاں اور وہ بھی ایمان لا چکا ہے۔

عبد : اس کی قوم نے اس کے ملک کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

عمرو بن عاصؓ : لوگوں نے اسے اس کی جگہ برقرار رکھا اور خود بھی اسلام قبول کرلیا۔

عبد : کیا پادریوں اور راہبوں نے بھی تسلیم کرلیا؟

عمرو بن عاصؓ : ہاں۔

عبد : عمرو! کیا کہہ رہے ہو؟ انسان کے لئے جھوٹ سے بڑھ کر رسواکن کوئی چیز نہیں ہے۔

عمرو بن عاصؓ : نہ میں جھوٹ بولا ہوں نہ یہ ہمارے دین میں جائز ہی ہے۔

عبد : میں سمجھتا ہوں کہ ہرقل کو نجاشی کا اسلام قبول کرنا معلوم نہیں ہوا؟

عمرو بن عاصؓ : ہرقل کو اس کی خبر ہو چکی ہے۔

عبد : تم نے یہ کیسے معلوم کیا؟

عمرو بن عاصؓ : اس طرح کہ نجاشی ہرقل کو خراج دیتا تھا، لیکن اسلام لانے کے بعد اس نے کہا کہ بخدا اب اگر ہرقل ایک درہم بھی مانگے گا تو نہیں دوں گا، اس کی یہ بات ہرقل کے بھائی نیاق نے سنی تو ہرقل سے کہنے لگا، کیا آپ اپنے غلام نجاشی کو اسی طرح آزاد چھوڑ دیں گے کہ وہ خراج بھی نہ دے اور دوسرا دین بھی قبول کرلے، ہرقل نے جواب دیا کہ اس سے کیا ہوتا ہے، اسے ایک دین پسند آگیا تو اس نے قبول کرلیا، بخدا اگر مجھے بھی اپنی اس سلطنت کا ڈر نہ ہوتا تو میں بھی نجاشی کی طرح وہی دین قبول کرلیتا۔

عبد : عمرو! دیکھ تو کیا کہتا ہے؟

عمرو بن عاصؓ : بخدا میں سچ کہتا ہوں۔

Marfat.com

عبد : اچھا وہ کیا حکم دیتے ہیں اور کس چیز سے منع کرتے ہیں؟

عمرو بن عاصؓ : اللہ عزوجل کی طاعت کا حکم دیتے ہیں، اس کی نافرمانی سے روکتے ہیں، نیکی اور صلہ رحمی کی دعوت دیتے ہیں، ظلم، عدوان، زنا، شراب نوشی، پتھروں، بتوں اور صلیب کی عبادت سے منع کرتے ہیں۔

عبد : یہ کتنی اچھی دعوت ہے، اگر میرا بھائی میری بات مانتا تو ہم دونوں چل کر محمد ﷺ پر ایمان لاتے اور ان کی تصدیق کرتے لیکن میرا بھائی ملک کو چھوڑنے اور غیر کے تابع ہونے پر راضی نہ ہوگا۔

عمرو بن عاصؓ : رسول اللہ ﷺ اس کا ملک اسی کو سونپ دیں گے البتہ اس کی رعایا سے صدقہ وصول کر کے وہیں کے غریبوں میں تقسیم فرمائیں گے۔

عبد : یہ تو اچھی بات ہے لیکن صدقہ کی صورت کیا ہے؟

عمرو بن عاصؓ : صدقہ ایک مقررہ فریضہ ہے جو سونے، چاندی وغیرہ سے، زمین کی پیداوار سے اور جانوروں میں بکری، دنبے، گائے اور اونٹ وغیرہ سے وصول ہوگا۔

عبد : اے عمرو! کیا ان چرنے والے جانوروں میں بھی زکوۃ ہے، جو گھاس، پتوں اور درختوں کے پتے کھاتے اور پانی پی کر زندگی گذارتے ہیں؟

عمرو بن عاصؓ : ہاں! ان جانوروں میں بھی زکوۃ ہے۔

عبد : ہماری قوم کے لوگ جو دور دور تک کثرت سے آباد ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ وہ یہ حکم تسلیم کریں گے؟

اس گفتگو کے دوران کئی روز تک حضرت عمرو بن عاصؓ اس کے دربار میں ٹھہرے رہے، عبد ہر روز ان کی گفتگو اپنے بھائی جیفر کو بتایا کرتا تھا چنانچہ ایک دن جیفر نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو اپنے پاس بلایا، جب جانے لگے تو حسب قاعدہ اس کے درباریوں نے اندر جانے سے روکا، جیفر نے کہا انہیں چھوڑ دو تاکہ اندر آویں، آپ اندر جا کر بیٹھنے لگے لیکن درباریوں نے بیٹھنے سے منع کیا، اتنے میں جیفر برآمد ہوا اور کہا اپنی حاجت بیان کرو، حضرت عمرو بن عاصؓ نے رسول اللہ ﷺ کا مہر شدہ خط پیش کر دیا، اس نے مہر توڑ کر خط پڑھا، پھر اپنے بھائی عبد کو بھی دیا پھر جیفر اس طرح ہمکلام ہوا۔

Marfat.com

جیفر : قریش نے اس معاملہ میں کیارویہ اختیار کیا ہے؟

عمرو بن عاصؓ : چارو ناچار ان لوگوں نے بھی آپ کی پیروی کر لی۔

جیفر : ان کے ساتھی کون لوگ ہیں؟

عمرو بن عاصؓ : آپ کے ساتھی وہ لوگ ہیں، جنہوں نے اسلام کی رغبت کی، غیر کے مقابلہ میں آپ کو پسند کیا، اپنی عقل و دانش سے نبی ﷺ کو خوب پرکھا اور ایمان لائے، اے بادشاہ آپ اس معاملے میں پیچھے ہیں اگر اب بھی اسلام قبول کر کے آپ نے آنحضرت کی اطاعت نہیں کی تو ہوسکتا ہے اسلامی فوج آپ کے ہرے بھرے ملک کو آپ سے چھین لے لیکن اگر آپ اسلام قبول کر لیں تو سلامتی آپ کا قدم چومے گی، آپ کا ملک فوج کشی سے بچ جائے گا۔

جیفر : آج غور و فکر کے لئے مجھے مہلت دے دو اور کل ملو۔

حضرت عمرو بن عاصؓ نے یہ سن کر اس کے بھائی عبد کے پاس قیام گاہ پر چلے آئے جہاں پہلے سے ٹھہرے تھے، وہ نرم دل تھا اس نے کہا کہ اگر میرے بھائی کو ملک کا خیال نہ ہوتا تو اسلام قبول کر لیتا حضرت عمرو بن عاصؓ نے دوسرے دن پھر جیفر کے پاس گئے لیکن محافظوں نے حسب سابق پھر اندر جانے سے روک دیا، یہ خبر عبد کو پہنچی تو اس نے اپنے ذریعہ خاص سے اندر پہنچا دیا، جیفر نے آپ کو دیکھتے ہی کہا کہ میں نے تمہارے معاملے میں خوب غور کر لیا ہے لیکن اگر میں اپنی سلطنت کا مالک ایسے شخص کو بنا دوں جس کی فوج یہاں تک نہیں آئی ہے تو پورے عرب میں کمزور سمجھا جاؤں گا۔ حالانکہ اگر جنگ کی ضرورت پیش آجائے تو جنگ جوئی میں ہمارا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

عمرو بن عاصؓ نے یہ سن کر فرمایا، پھر میں کل واپس جاتا ہوں، جیفر کو ان کی اس بات سے یقین ہو گیا کہ قاصد رسول ﷺ اب زیادہ دیر ٹھہر نہیں سکتا تو اپنے بھائی سے مشورہ کیلئے علیحدہ ہوا، اور دوسرے ہی دن دونوں غور و فکر کے بعد ایمان لے آئے، پھر دونوں بھائی اسلامی طرز پر صدقہ وغیرہ کی وصولی میں حضرت عمرو بن عاصؓ کے معاون بن گئے اور ملک کے کسی فرد کو انکار کی طاقت نہ رہی۔ (۱)

یہاں تک لکھنے کے بعد آج حسن اتفاق سے ۱۰/ شعبان ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۱/ مئی ۱۹۸۴ء یوم جمعۃ

---

(۱) زاد المعاد ۳/ ۶۲

Marfat.com

المبارک کو سیرت پاک کی ایک بے نقاط کتاب بنام ''ہادی عالم'' مؤلفہ جناب ولی محمد صاحب رازی کی دیکھنے میں آئی۔ ناظرین کی دلچسپی اور مزید معلومات کیلئے اس کا یہ حصہ پیش خدمت ہے موصوف لکھتے ہیں کہ:

''عمرو ولد عاص رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اسی ملک میں رہے اور وہاں کے امور کے عامل رہے وہ وہاں کئی سال رہے، ہادی اکرم ﷺ کے وصال کی اطلاع اس ہمدم رسول کو اسی ملک میں ملی اس طرح اس ملک کے کئی گروہ اسلام لائے اور وہاں اسلام کیلئے راہ ہموار ہوئی۔ (۱)

واضح ہو کہ شاہان عمان جیفر وعبد کے ایمان قبول کر لینے کے بعد حضرت عمرو بن عاص وصولی زکوۃ و تعلیم دین کیلئے وہاں کے عامل مقرر کر دیئے گئے اور آنحضرت ﷺ کا حکم پا کر کئی سال وہاں قیام پذیر رہے حتی کہ آپ کے انتقال پرملال کی خبر ان کو وہیں عمان میں ملی۔

(نوٹ) ان مذکورہ بالا دعوت ناموں کے علاوہ اور بھی بہت سے خطوط آنحضرت ﷺ نے مشہور سرداروں اور بااثر لوگوں کے نام بھیجے ہیں جن کی وجہ سے ہر جانب اور ہر طبقے کے لوگوں میں اسلام کا چرچا ہونے لگا، جنہوں نے اسلام قبول کیا ان کا نام صفحۂ تاریخ میں روشن ہے اور جنہوں نے تسلیم نہ کیا وہ گمنام ہو کر مٹ گئے۔

غزوۂ ذی قرد ۷ھ

ذی قرد مدینہ سے ایک یوم کی دوری پر ایک چراگاہ کا نام ہے، جہاں بنو غفار کے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیوں کو چراتے تھے، ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی تھی اچانک عبدالرحمن بن عیینہ بن حصن فزاری بنو غطفان کے چند سواروں کے ساتھ آیا اور رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر کے ۲۰ اونٹنیوں کو ہانک کے لے گیا اور ان کی بیوی کو بھی پکڑ لیا۔

حضرت سلمہ بن اکوع جو مشہور تیر انداز تھے، اسی دن فجر کی نماز سے قبل رسول اللہ ﷺ نے کسی کام کیلئے بھیجا تھا ان کے ساتھ حضرت طلحہ کا گھوڑا بھی تھا وہ تیر و کمان سے مسلح تھے انہیں آنحضرت ﷺ کے غلام رباح نے اس حادثہ کی خبر دی تو انہوں نے رباح کو گھوڑے پر سوار کر کے فوراً مدینہ بھیج دیا تاکہ وہاں جا کر حضور ﷺ کو خبر کر دیں اور خود سلع کے ایک ٹیلے پر چڑھ کر صباحاہ پکار کر [illegible]

---

(۱) ہادی عالم ص ۳۲۲

اہل مدینہ نے سن لیا اور خطرے کا اعلان کر دیا۔

اس غزوہ میں رسول ﷺ نے مدینہ میں ابن ام مکتومؓ کو عامل بنایا اور جھنڈا مقداد بن اسودؓ کو عطا فرمایا، ادھر حضرت سلمہ بن اکوع نے پیدل ہی دوڑ کر ان ڈاکوؤں کا پتہ لگاتے ہوئے تعاقب کیا اور شیروں کی طرح جھپٹ کر تیروں سے حملہ کرنے لگے اور یہ رجزیہ شعر پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔

انا ابن الاکوع والیوم یوم الرضع

میں اکوع کا بیٹا ہوں اور یہ دن کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے۔

حضرت سلمہؓ کی تیراندازیوں سے عاجز ہو کر ان ڈاکوؤں نے تمام پکڑی ہوئی اونٹنیوں کو رہا کر دیا اور اپنا بوجھ ہلکا کرنے کیلئے اپنی تیس چادریں اور تیس نیزے بھی یکے بعد دیگر گراتے گئے۔

حضرت سلمہؓ پہاڑ کی چوٹیوں اور درختوں کی اوٹ سے ان پر حملہ کرتے تھے ایک مرتبہ انہیں پکڑنے کیلئے بنوغطفان کے چار آدمی آگے بڑھے لیکن وہ ان کی تیراندازی کی تاب نہ لا کر پیچھے ہٹ آئے، اتنے میں رسول اللہ ﷺ کا رسالہ مدینہ سے پہنچ گیا، محرز بن نضلہؓ جن کو اخرم کے نام سے یاد کیا جاتا تھا سب سے آگے تھے انہوں نے عبدالرحمن فزاری سے مقابلہ کر کے اس کے گھوڑے کا پاؤں کاٹ دیا لیکن اس نے آپ کو نیزے سے مار کر شہید کر دیا اور آپ کے گھوڑے پر سوار ہو گیا، اتنے میں حضرت قتادہؓ پہنچ گئے اور عبدالرحمن فزاری پر حملہ کر کے قتل کر دیا، حضرت اخرمؓ جس گھوڑے پر سوار تھے وہ محمود بن سلمہ کا تھا ان کا گھوڑا فرصت پاتے ہی مدینہ اپنے اصطبل پر پہنچ گیا۔

ادھر عبدالرحمن فزاری کے قتل ہوتے ہی بنوغطفان کے تمام ڈاکو سر پر پیر رکھ کر بھاگے حضرت سلمہ بن اکوع اب بھی ان کے پیچھے تیراندازی کرتے رہے وہ ذی قرد چشمے پر پانی پینا چاہتے تھے لیکن انہیں اس کا ایک قطرہ بھی چکھنے نہیں دیا۔ شام کا وقت قریب آ گیا رسول اللہ ﷺ بھی موقعہ واردات پر پہنچ گئے۔

حضرت سلمہؓ نے کہا یا رسول اللہ! وہ سب پیاسے بھاگ نکلے ہیں اگر آپ مجھے سو آدمی دے دیں تو میں ان کا سارا اسباب چھین لاؤں، بلکہ انہیں گرفتار کر کے حاضر کر دوں آپ نے فرمایا، اے ابن اکوع اب نرمی سے کام لو اور اس وقت وہ بنوغطفان میں پہنچ کر اونٹنیوں کا دودھ دوہ رہے ہوں گے۔

پھر آپ نے فرمایا سواروں میں بہترین سوار ابوقتادہ اور پیدلوں میں سب سے اچھے سلمہ ابن اکوع ہیں، اس کے بعد آپ نے سلمہ بن اکوع کو ان کی بہادری کے سبب دو حصہ دیا ایک پیدل کا ایک سوار کا اور

Marfat.com

اپنی اونٹنی عضباء پر سوار کر کے اپنے ساتھ مدینہ تک لائے۔(۱)

غزوۂ خیبر محرم ۷ھ

خیبر بروزن جعفر عمالیق کے ایک آدمی کے نام سے موسوم ہے جس نے اسے آباد کیا تھا، بعضوں نے لکھا ہے کہ خیبر یہود کی زبان میں قلعہ کو کہتے ہیں اسی لئے خیابر اس کی جمع لائی جاتی ہے، کیونکہ خیبر میں بہت سے مضبوط قلعے تھے۔(۲)

یہ قلعوں والا بڑا شہر مدینہ منورہ سے شام کی جانب آٹھ برید پر واقع ہے، ایک برید چار فرسخ اور ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے، اس لحاظ سے مدینہ سے اس کا کل فاصلہ ۹۶ میل ہونا چاہئے، لیکن صاحب سیرۃ النبی نے ایک یورپین کے قول کے مطابق اس کا فاصلہ دو سو میل بتایا ہے، جو کم وبیش ۳ سو کلومیٹر ہوگا، اس کے برخلاف صاحب الرحیق نے اسے صرف ۶۰ یا ۸۰ میل لکھا ہے۔

قلعوں کے نام

یہاں قلعے تو زیادہ تھے لیکن ان میں دس یا گیارہ قلعے معروف تھے جن کے نام یہ ہیں: (۱) ناعم (۲) نطاۃ (۳) صعب (۴) قلعۃ الزبیر (یہ چاروں نطاۃ کے منطقے میں پڑنے کی وجہ سے تغلیبا اسی کے نام سے بولے جاتے ہیں) (۵) شق (۶) نزار (۷) قلعہ ابی (یہ تینوں شق کے منطقے میں تھے اس لئے اسی کی طرف منسوب تھے) (۸) کتیبہ (۹) قموص (۱۰) وطیح (۱۱) سلام (یہ چاروں کتیبہ کے منطقے میں ہونے کی وجہ سے اسی کے نام سے پکارے جاتے تھے)۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ ان قلعوں میں سے بعض کے نشانات اب تک پائے جاتے ہیں، اس وقت یہ شہر کھیتوں اور باغات کی کثرت سے سرسبز وشاداب تھا، غلوں اور میووں کی بہتات تھی، وہاں کے یہودی نہایت ہی دولت مند اور جنگ جو تھے، بروایت رحمۃ للعالمین ان کے پاس دس ہزار اور بقول صاحب سیرۃ النبی ۲۰ ہزار فوج تھی۔(۳)

مدینہ سے بنو نضیر کے یہودی جلاوطن کئے گئے تو خیبر ہی کے لوگوں نے اپنے یہاں آباد کر لیا تھا۔ جب ان کا قدم وہاں مضبوط ہو گیا تو سب نے مل کر پورے عرب کو مسلمانوں کے خلاف خوب بھڑکایا اور

---

(۱) بخاری ۲/۶۰۳، البدایہ ۴/۱۵۰ (۲) فتح الباری ۷/۳۵۶-۳۵۷

(۳) رحمۃ للعالمین ۲۲۱

Marfat.com

اہل مکہ بنو غطفان اور دوسرے تمام قبائل کو جنگ وجدال پر آمادہ کر دیا۔اسی وجہ سے غزوہ احزاب کا عظیم معرکہ پیش آیا تھا، اس میں جب چاروں طرف سے کفار نے آ کر مدینہ کو گھیر لیا تو ان ظالموں نے بنو قریظہ کے یہود کو بھی جو مسلمانوں سے باہمی مصالحت اور تعاون کا معاہدہ کر چکے تھے، غداری اور بے وفائی پر اکسا کر مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لئے تیار کر دیا۔

بنو نضیر کا سردار حیی بن اخطب اس معاملہ میں سب سے پیش پیش تھا، یہ خندق کی لڑائی ختم ہونے کے بعد بھی بنو قریظہ کے قلعہ میں مقیم رہ گیا اس لئے بدعہدی کے جرم میں قتل کر دیا گیا۔

اہل خیبر کا دوسرا سردار ابو رافع سلام بن ابوالحقیق تھا۔یہ بھی رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا اور گھوم گھوم کر مسلمانوں کے خلاف جنگ پر اکساتا تھا، لہذا اس کو حضرت عبداللہ بن عتیک خزرجی انصاری صحابی نے اپنے چند رفیقوں کے ساتھ اس کے قلعے میں گھس کر قتل کر دیا۔اس کے بعد اہل خیبر نے اپنا سردار اسیر بن رازم کو منتخب کیا، یہ بھی مسلمانوں کا جانی دشمن تھا اس نے اپنی گرم گرم تقریروں سے تمام یہودی قبائل اور بنو غطفان وغیرہ کو پھر سے متحد کر کے دوبارہ مدینہ پر حملے کی تیاری کر لی۔

اس تیاری کا علم رسول اللہ ﷺ کو ہوا تو آپ نے عبداللہ بن رواحہ ؓ کو تیس آدمیوں کے ہمراہ تحقیق حال کیلئے بھیجا انہوں نے وہاں پہنچنے کے بعد خفیہ طور سے خود اسیر کی زبانی اس کے ارادوں اور جنگی تدبیروں کا حال معلوم کیا اور اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچائی، پھر آپ کی اجازت سے دوبارہ اسیر سے جا کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم کو بلایا ہے، اگر مدینہ حاضر ہو جاؤ تو خیبر کی حکومت تمہیں سونپ دی جائے گی۔

اسیر اس لالچ میں اپنے تیس آدمیوں کو لے کر خیبر سے مدینہ کی طرف جانب روانہ ہوا، مسلمان بھی اس کے ہمراہ تھے اور مل جل کر اس طرح چلے کہ ایک یہودی اور ایک مسلمان ہمرکاب رہتے تاکہ اختلاط سے کوئی فساد اور بگاڑ پیدا نہ ہو لیکن اسیر مقام قرقرہ میں پہنچا تو اس کے دل میں بدنیتی پیدا ہوئی اس نے حضرت عبداللہ بن انیس کی تلوار چھین کر حملہ کرنا چاہا اس کی شرارت کا علم ہوتے ہی مسلمان سب متنبہ ہو گئے، اور وہیں سخت قسم کی جنگ چھڑ گئی اللہ نے مسلمانوں کو غلبہ دیا، ایک آدمی کے سوا اسیر اور اس کے تمام ساتھی مارے گئے، یہ واقعہ ۶ھ کے آخر میں محرم ۷ھ کی ابتدا کا ہے اس کے بعد ہی خیبر کی جنگ کی تیاری ہو گئی۔(۱)

---

(۱) سیرت النبی بحوالہ طبقات ابن سعد

Marfat.com

خیبر کی طرف کوچ کی تیاری

صلح حدیبیہ سے واپسی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے پورا مہینہ ذی الحجہ اور محرم کی ابتدائی تاریخوں میں مدینہ میں قیام فرمایا پھر خیبر کی طرف جانا ہوا تو مدینہ پر سباع بن عرفطہؓ کو اور بقول ابن اسحاق نمیلہ بن عبداللہ اللیثیؓ کو عامل بنا کر ۱۴ یا ۱۵ سو اصحاب کے ساتھ جو حدیبیہ میں شریک تھے نکل پڑے۔

منافقین کو شرکت کی ممانعت

جنگ خیبر اور اس میں کثرت سے مال غنیمت حاصل ہونے کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حدیبیہ سے واپسی کے وقت ہی دے دی تھی اور فرمایا تھا کہ کچھ منافقین اور جہاد اسلامی سے پیچھے رہنے والے ضعیف الایمان لوگ بھی اس میں شرکت کی خواہش کریں گے لیکن ان کو اس کی اجازت نہ دی جائے۔ ارشاد ہے۔

﴿سيقول المخلفون إذا انطلقتم إلى مغانم لتأخذوها ذرونا نتبعكم يريدون ان يبدلوا كلام الله قل لن تتبعونا كذلكم قال الله من قبل﴾ (۲۶ : ۱۰)

جب تم خیبر کی غنیمتوں کیلئے چلو گے تو جہاد سے پیچھے رہنے والے منافقین کہیں گے کہ ہمیں بھی اجازت دو تا کہ ہم تمہاری پیروی کریں آپ کہہ دیجئے کہ تم ہماری پیروی ہرگز نہ کرو، کیونکہ پہلے سے اللہ کا فیصلہ یہی ہے۔ اس حکم کے مطابق آنحضرت ﷺ نے نکلنے کے وقت اعلان فرمایا کہ لا يخرجن معنا إلا راغب في الجهاد۔ یعنی ہمارے ساتھ جہاد میں رغبت رکھنے والوں کے سوا کوئی نہ نکلے۔ مطلب یہ تھا کہ مومنین صادقین جو ۱۴ سو آدمیوں کی تعداد میں حدیبیہ کی بیعت رضوان میں شریک تھے، یہاں سے ہم مثل جو خالصۃ لوجہ اللہ جہاد کی رغبت رکھتے ہیں وہی نکلیں اور منافقین جو صرف مال غنیمت کے لئے ساتھ چلنا چاہتے ہیں انہیں شرکت کی اجازت نہیں ہے۔

راستہ میں قیام

ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے نکل کر جبل عصر پر آئے جہاں آپ کیلئے ایک مسجد تعمیر کی گئی پھر مقام صہبا پر پہنچے پھر مقام رجیع پر نازل ہوئے۔ یہ مقام قبیلہ غطفان اور اہل خیبر کے درمیان واقع تھا یہاں آپ اس لئے ٹھہرے تھے کہ غطفان کے لوگ اہل خیبر کی امداد کیلئے نہ نکل سکیں، چنانچہ جب بنو غطفان نے آنحضرت ﷺ کے اقدام کی خبر پائی تو خیبر والوں کی مدد کو نکلے

Marfat.com

لیکن جب انہیں اپنے اہل وعیال میں خطرے کا احساس ہوا تو راستے ہی سے لوٹ گئے اور خیبر والوں کی کوئی مدد نہ کر سکے۔(۱)

مختلف راستوں میں سے ایک کی ترجیح

لشکر اسلام کو خیبر تک لے چلنے کیلئے آپ نے دو راہبروں کو ساتھ لیا تھا جب قریب پہنچے تو آپ نے ان کو بلا کر فرمایا کہ خیبر کے اتر جانب سے کسی اچھے راستے پر لے چلو تا کہ اہل خیبر کیلئے ملک شام کی طرف جو شمال میں پڑتا ہے بھاگنے کا راستہ بند ہو جائے۔

جیسا کہ قبیلہ غطفان کی امداد کا راستہ مسدود ہو چکا ہے، ان میں سے ایک راہبر کا نام حسیل تھا اس نے کہا یا رسول اللہ! میں بتاتا ہوں پھر وہ آپ کو لے کر ایسی جگہ پہنچا جہاں سے کئی راستے پھوٹ کر جاتے تھے، اس نے کہا ان میں جو راستہ بھی آپ اختیار کریں گے آپ کو مقصد تک پہنچا دے گا، آپ نے فرمایا ان راستوں کا نام بتاؤ، اس نے ایک راستے کا نام حزن بتایا جس کے معنی غم کے ہوتے ہیں، آپ نے اسے ترک کر دیا، دوسرے کا نام شاش بتایا جس کا معنی متفرق و پراگندہ کے ہے آپ نے اسے بھی ترک فرما دیا، اس نے تیسرے راستے کا نام حاطب بتایا یعنی لکڑیوں کا چننے والا، آپ نے اسے بھی ترک فرما دیا، اس نے چوتھے کا نام مرحب بتایا جس کے معنی کشادگی اور مبارکبادی کے ہوتے ہیں، آپ نے اسے پسند فرمایا اور اسی کو اختیار کیا۔

عامر بن اکوع کا واقعہ

سلمہ بن عمرو بن اکوع کے چچا عامر بن اکوع شاعر تھے، صحابہ نے ان سے خیبر کے راستے میں عرض کیا کہ آپ چچا اپنے اشعار سنائیے تا کہ سفر آسان ہو، انہوں نے بطور رجز کے یہ اشعار پڑھنا شروع کیا۔

اللھم لو لا أنت ما اھتدینا — ولا تصدقنا ولا صلینا
فاغفر فداء لك ما ابقینا — وثبت الاقدام ان لا قینا
والقین سکینة علینا — انا اذا صیح بنا ابینا
وبالصباح عولوا علینا

الٰہی اگر تیرا کرم نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ صدقہ کر سکتے نہ نماز پڑھ سکتے، ہم تجھ پر فدا ہیں تو

(۱) ابن ہشام ۲/۳۳۰

Marfat.com

ہمارے باقی ماندہ گناہوں کو معاف کر دے، اور دشمنوں سے ملاقات کے وقت ثابت قدم رکھ۔ اور ہم پر تسلی نازل فرما، ہم کو حق کے خلاف بلایا گیا تو ہم نے انکار کیا انہوں نے اس حال میں ہم پر اعتماد کیا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ان کا نغمہ سنا تو پوچھا یہ کون ہیں، لوگوں نے بتایا، یہ عامر بن اکوع ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ ان پر رحم کرے، قوم میں سے حضرت عمر یا اور کسی نے کہا یا رسول اللہ! آپ کے اس کلمہ ترحم سے ان کی شہادت کا پتہ چلتا ہے، آپ نے ہمیں ان سے مستفید ہونے کا موقع کیوں نہیں دیا (یہ بات اس لئے کہی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کسی کیلئے خصوصیت کے ساتھ دعائے رحمت کا کلمہ ادا کرنا اس کی شہادت کی علامت ہوتی تھی) چنانچہ جنگ خیبر میں حضرت عامر بن اکوع کا مقابلہ ایک یہودی سے ہوا انہوں نے تلوار سے اس پر وار کیا ان کی تلوار کچھ چھوٹی تھی لہذا اس یہودی پر لگنے کے بجائے پلٹ کر خود ان کے گھٹنے پر لگ گئی جس سے وہ شہادت پا گئے، حضرت سلمہ کو اس کا بڑا صدمہ ہوا، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! عامر خود اپنی تلوار سے ہلاک ہو کر شہید ہوئے اس لئے لوگ کہتے ہیں کہ ان کا عمل ضائع ہو گیا آپ نے فرمایا لوگوں کا یہ خیال غلط ہے ان کا اجر ایک کے بجائے دو گنا ہے وہ جاہد او رمجاہد دونوں ہیں، بہت کم لوگ ان کے مثل ہوں گے۔ (۱)

بلند آواز سے وظیفہ تکبیر کی ممانعت

ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ غزوہ خیبر کے موقع پر لوگ ایک وادی میں پہنچے تو بلند آواز سے یوں تکبیر کہنے لگے، اللہ اکبر، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ، آپ نے سنا تو فرمایا کہ نرمی سے کام لو تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو تم تو سمیع و قریب خدا کو پکار رہے ہو جو تمہارے ساتھ ہے۔

حضرت ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ اسی دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد کر رہا تھا، آپ نے یہ سن کر مجھے پکارا میں نے لبیک کہا تو آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کی خبر نہ دوں؟ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ضرور بتایئے آپ نے فرمایا وہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہے۔ (۲)

مقام صہبا میں قیام وطعام اور نمازیں

جب آپ خیبر کے قریب مقام صہبا میں پہنچے تو وہیں عصر کی نماز پڑھی پھر لوگوں سے توشہ طلب کیا

---

(۱) بخاری ج۲، ص۶۰۳، البدایہ ج۴، ص۱۶۲ (۲) البدایہ ج۴، ص۲۰۵

Marfat.com

وہاں ستو کے سوا کچھ نہ تھا سب نے اپنا اپنا ستو حاضر کیا جسے گوندھ کر کھایا گیا، آپ نے بھی سب کے ساتھ وہی ستو نوش فرمایا پھر شام کو مغرب وعشاء کی نماز پڑھی اور وہاں سے آگے بڑھ کر خیبر کے سواد میں رات گذاری اس طرح کہ یہود کو خبر نہ ہو سکے۔

آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ رات کو حملہ نہ فرماتے اس لئے وہیں قیام فرمایا اور فجر کی نماز غلس میں پڑھ کر آگے بڑھے اس وقت اہل خیبر اپنے پھاوڑے اور ٹوکرے لے کر کھیتوں کی طرف آ رہے تھے جب انہوں نے لشکر اسلام کو دیکھا تو اپنی بستی کی طرف بھاگے اور کہنے لگے واللہ محمد ﷺ اور ان کا لشکر آ گیا۔

آنحضرت ﷺ نے ان کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو فرمایا، اللہ اکبر خربت خیبر اللہ اکبر خربت خیبر انا إذا انزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرين. اللہ اکبر خیبر برباد ہوا، اللہ اکبر خیبر برباد ہوا، ہم جب کسی قوم کے پاس پہنچتے ہیں تو اس کی صبح کافروں کے حق میں بری ہو جاتی ہیں۔ (۱)

غیر منقوط الفاظ میں

اس واقعہ کو ہادیٔ عالم کے مصنف نے غیر منقوط حروف میں یوں لکھا ہے:

''اس سحر کو عسکر اسلام اسرائیلی حصاروں کے آگے وارد ہوا، وہاں کے لوگ معمول کے کاموں کیلئے گھروں سے کدال لئے آئے، معاً اسلامی عسکر کی آمد کا علم ہوا، دوڑ کر گھروں کو لوٹے اور صدا دی، محمد ﷺ واللہ محمد ﷺ عسکر کامل کے ہمراہ۔ اس اطلاع سے سارے مصر کے لوگ دہل گئے، سارے لوگوں کی رائے ہوئی کہ حصاروں کے کواڑ لگا کر محصور ہو رہو اور گھر والوں کے لئے اک حصار الگ کر کے سارے مرد دوسرے حصاروں کے محصور ہو گئے۔'' (۲)

منافقین کا اطلاعی خط

منافقین مدینہ مال غنیمت کے لالچ میں چاہتے تھے کہ جنگ خیبر میں مسلمان انہیں بھی اپنے ساتھ لے چلیں لیکن اللہ کے حکم کے مطابق جب انہیں شرکت سے روک دیا گیا تو راس المنافقین عبداللہ بن ابی نے اہل خیبر کو ایک اطلاعی خط بھیج دیا جس میں لکھا تھا۔

''محمد ﷺ اور ان کے اصحاب تم سے جنگ کے لئے نکل چکے ہیں۔ لہذا تم ہتھیاروں سے چاق و

(۱) البدایہ ۶۰۳/۲
(۲) ہادیٔ عالم ص ۳۲۷

Marfat.com

چوبند ہو جاؤ، ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ تم تعداد اور سامانہائے جنگ میں زیادہ ہو اور ان کی تعداد کم اور ہتھیار بھی تھوڑے ہیں۔"

یہودیوں کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے کنانہ بن ابوالحقیق اور ہوذہ بن قیس کو قبیلہ غطفان کی طرف مدد طلب کرنے کے لئے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ اگر تمہارے تعاون سے مسلمان مغلوب ہو کر لوٹ گئے تو ہم تمہیں خیبر کی نصف پیداوار دیں گے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنو غطفان کو اس کی اطلاع اس وقت پہنچی جب کہ مسلمان ان کے آنے کا راستہ مسدود کر چکے تھے اور لشکر اسلام خیبر کے سواد میں یہودیوں کے اندازے سے قبل ہی ایسے راستے سے پہنچ گیا کہ انہیں محصور ہو کر رہنے کے سوا کوئی چارہ کار نظر نہیں آیا۔

خیبر میں داخل ہونے سے قبل دعا اور مناجات

ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خیبر کے اتنے قریب پہنچ گئے کہ اس کی عمارتیں نظر آنے لگیں تو صحابہ سے فرمایا ٹھہر جاؤ، پھر یہ دعا اور مناجات کی جو ہر بستی میں داخل ہونے سے قبل آپ پڑھا کرتے تھے۔

اللهم رب السماوات وما اظللن ورب الأرضين السبع وما اقللن ورب الشياطين وما اضللن ورب الرياح وما اذرين فإنا نسئلك خير هذه القرية وخير اهلها وخير ما فيها ونعوذبك من شر هذه القرية وشر أهلها وشر ما فيها اقدموا بسم الله الرحمن الرحيم۔

اے اللہ! آسمانوں کے رب اور ان چیزوں کے رب جن پر آسمانوں نے سایہ ڈالا ہے اور ساتوں زمینوں کے رب اور جو کچھ انہوں نے اٹھا رکھا ہے اور شیاطین کے رب اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہے اور ہواؤں کے رب اور جو کچھ ہواؤں نے اڑایا ہے، ہم تجھ سے اس بستی کی بھلائی اور اس کے باشندوں کی بھلائی اور اس چیز کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں جو اس میں ہے اور اس بستی کی برائی اس کے باشندوں کی برائی اور اس چیز کی برائی سے پناہ مانگتے ہیں جو اس میں ہے پھر فرمایا، بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر آگے بڑھو۔(۱)

---

(۱) البدایہ ج۴، ۱۸۳، ابن ہشام ج۲، ۳۲۹

Marfat.com

لشکرگاہ کا انتخاب

حدود خیبر میں داخل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے قلعہ نطاۃ کے قریب پڑاؤ کا ارادہ فرمایا، لوگ وہاں اترنے لگے تو حباب بن منذرؓ نے آکر آپ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس جگہ کا انتخاب آپ نے اللہ عزوجل کے حکم سے کیا ہے یا محض جنگی تدبیر کے طور پر مناسب سمجھا گیا آپ نے فرمایا یہ صرف ایک رائے ہے جس میں تبدیلی ہوسکتی ہے، پس انہوں نے کہا یارسول اللہ! یہ جگہ قلعہ نطاۃ کے بہت قریب ہے اس میں ان کے تمام جنگ جو بھرے پڑے ہیں، وہ ہماری کھلی ہوئی حالت سے آگاہ ہیں اور ہمیں ان کی اندرونی تیاریوں کی کوئی خبر نہیں، قلعے کے اوپر سے ان کے تیر ہم تک پہنچ سکتے ہیں اور ہمارے تیر ان تک نہیں پہنچیں گے یہاں ہمیں ان کی جانب سے شب خون کا بھی خطرہ ہے، یہاں کھجوروں کے درخت حائل ہیں اور زمین بھی ناہموار اور ناموافق ہے اسلئے آپ کسی دوسری جگہ کیلئے حکم دیں جو ان مفاسد سے خالی ہو، آپ نے ان کی یہ رائے پسند فرمائی اور وہاں سے ہٹ کر ایک دوسری جگہ پڑاؤ ڈال دیا۔

افتتاح جنگ

یہودیوں نے پہلے سے جنگ کی تیاری کر رکھی تھی ان کے پاس کم وبیش بیس ہزار جنگجو تھے ان کے کھانے پینے کا ذخیرہ کچھ قلعہ ناعم میں اور اس سے زیادہ قلعہ صعب بن معاذ میں جمع تھا، قلعہ نطاۃ میں ان کی بڑی فوج اکٹھا تھی اور قلعہ قموص سب سے زیادہ مضبوط تھا جس میں فوجیوں کے علاوہ عورتیں اور بچے بھی محفوظ کردیئے گئے تھے۔

اسی قلعہ میں ان کا مشہور بہادر مرحب بھی رہتا تھا۔ جو اکیلا ایک ہزار کے لئے کافی سمجھا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے قلعہ ناعم پر حملے کا حکم دیا، محمود بن مسلمہ عملہ آور فوج کے امیر تھے مسلمانوں نے ان کی قیادت میں قلعہ کا محاصرہ کرلیا ۵-۶ روز تک برابر مقابلہ ہوتا رہا، گرمی کی شدت کا زمانہ تھا، محمود بن مسلمہؓ تھک کر چور ہوچکے تھے دوپہر کے وقت قلعہ کے سایہ میں آرام کرنے لگے، کنانہ بن ابی الحقیق یہودی نے اوپر سے دیکھ لیا اور چکی کا ایک وزنی پتھر سر پر ڈال دیا جس سے آپ شہید ہوگئے لیکن فوراً ان کے بھائی محمد بن مسلمہ نے فوج مسلم کی قیادت میں اپنے ہاتھ میں لے لی، ان کی رائے ہوئی کہ یہودی کھجور کے ایک ایک درخت کو بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں اس لئے نخلستان کے درخت کاٹ

Marfat.com

دیئے جائیں، حضرت ابوبکرؓ کو معلوم ہوا تو آنحضرت ﷺ سے آ کر عرض کی کہ خیبر ایک نہ ایک دن مفتوح ہو جائے گا اس لئے درختوں کے کٹنے کا نقصان ان کا نہیں اپنا ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا جنگ و محاصرہ شدت سے جاری تھا، حضرت محمد بن مسلمہ نے اپنی قیادت میں بڑی شجاعت دکھائی اور بہت جلد قلعہ ناعم کو فتح کرالیا۔(۱)

آنحضرت ﷺ کی سواری

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیماروں کی عیادت فرماتے، جنازے کی نماز پڑھنے کیلئے نکلتے، غلاموں کی دعوت قبول فرماتے اور گدھے کی سواری بھی کرتے تھے، بنوقریظہ اور بنونضیر کی جنگ میں آپ گدھے پر سوار تھے اور خیبر کے دن بھی آپ گدھے پر سوار تھے، اس کی نکیل کی رسی کھجور کے چھال کی تھی اور پالان میں بھی کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

اس کے علاوہ بخاری کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ جنگ خیبر کے دن آپ نے خیبر کی گلیوں میں گھوڑا دوڑایا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خیبر کے دن آپ گھوڑے پر سوار تھے ممکن ہے دونوں واقعے مختلف اوقات کے لحاظ سے صحیح ہوں اور گدھے کے علاوہ آپ بعض اوقات گھوڑے پر بھی سوار ہوتے رہتے ہوں۔(۲)

گدھے کے گوشت کی حرمت اور چند چیزوں کی ممانعت

ابن اسحاق نے ابوسلیطؓ سے روایت کی ہے کہ خیبر کے دن ہماری ہانڈیوں میں گدھے کا گوشت پک رہا تھا اسی حال میں رسول اللہ ﷺ کا منادی آیا اور کہا اللہ و رسول ﷺ نے تم پر گدھے کا گوشت حرام کر دیا ہے۔ پس ہم نے ہانڈیاں جیسی تھیں انڈیل کر پھینک دیں۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گدھے کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑے کے گوشت کی اجازت دی۔ رویفع بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ کسی مومن کیلئے جائز نہیں ہے کہ اپنا پانی کسی غیر کی کھیتی میں دے (یعنی حاملہ لونڈیوں سے جماع کرے) اور کسی مومن کیلئے حلال نہیں کہ وہ بلا استبراء کسی لونڈی سے قربت کرے اور کسی مومن کیلئے درست نہیں کہ وہ بلا تقسیم مال غنیمت فروخت کرے یا مال غنیمت کے کسی جانور پر سواری کرے یا اس میں سے کوئی کپڑا استعمال کر کے پرانا کردے اس کے بعد واپس کرے۔

---

(۱) ابن ہشام ۲ ۳۳۰ (۲) بخاری ۲ ۱۶

Marfat.com

عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن سونے کو سونے سے اور چاندی کو چاندی سے کم وبیش کر کے بیچنے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ سونے کو چاندی سے اور چاندی کو سونے سے فروخت کر سکتے ہیں۔(۱)

(نوٹ) گدھے کے گوشت کی حرمت اور سواری کے جواز سے ہاتھی کی سواری پر بھی استدلال ہوسکتا ہے، چنانچہ ایران کی جنگ میں مال غنیمت کا ہاتھی مدینہ بھیجا گیا تھا۔

قلعہ صعب بن معاذ

صعب بن معاذ کا قلعہ نہایت ہی بلند اور مضبوط تھا، یہودیوں نے اس میں غلہ، کھجور، روغن زیتون اور چربی وغیرہ کثیر تعداد میں جمع کر رکھا تھا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ قلعہ ناعم ہاتھ سے نکل جانے والا ہے تو سب کھسک کر اسی قلعہ میں جمع ہو گئے، اس قلعہ پر حملہ اور محاصرہ کی قیادت حضرت حباب بن منذرؓ کے ہاتھ میں تھی۔ ابن ہشام نے روایت کی ہے کہ قبیلہ اسلم کے بنو سہم نے حضور ﷺ کے پاس آکر شکایت کی کہ ہم لوگ سخت پریشانی میں مبتلا ہیں کھانے پینے کا سامان سب ختم ہے، آنحضرت ﷺ کا ہاتھ بھی اس وقت خالی تھا، آپ نے دعا فرمائی کہ خدایا تو مسلمانوں کے حال اور پریشانی سے واقف ہے اس لئے ان کی دادرسی فرما اور ان کیلئے کوئی ایسا قلعہ فتح فرما جس سے ساری مصیبت دور ہو جائے اس دعا کے اثر سے صبح ہوتے ہی اللہ تعالی نے صعب بن معاذ کا قلعہ زیر کر دیا اور مسلمان محاصرہ کے تیسرے ہی دن اس پر قابض ہو گئے، مؤرخین لکھتے ہیں کہ کوئی قلعہ مال و دولت اور خورد و نوش کیلئے خیبر میں اس سے بڑھ کر نہیں تھا۔(۲)

قلعۃ الزبیر

قلعہ ناعم اور قلعہ صعب کے بعد یہودی قلعہ زبیر میں پناہ گزیں ہو گئے، یہ قلعہ پہاڑ کے ایک ٹیلے کی بلندی پر واقع تھا وہاں سواروں اور پیدلوں کا پہنچ کر لڑنا دشوار تھا پھر بھی مسلمانوں نے بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا۔ جب دو دن گذر گئے تو خود ایک یہودی نے آکر رسول اللہ ﷺ سے کہا اے ابوالقاسم ﷺ اگر آپ اس طرح سے ایک مہینہ تک محاصرہ جاری رکھیں گے تو بھی کامیاب نہ ہوں گے کیونکہ قلعہ کے اندر

---

(۱) ابن ہشام ۲/۳۳۱ (۲) ابن ہشام ۲/۳۳۲

Marfat.com

نیچے سے ایک نہر جاری ہے اسی سے وہ اپنی ضرورت پوری کر لیتے ہیں اگر آپ اس کا راستہ بند کر دیں تو سب مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دیں گے، آپ نے اسی طرح کیا اور پانی کی نایابی سے یہودی باہر نکلے اور سخت جنگ کے بعد مسلمانوں نے یہ قلعہ بھی فتح کر لیا اس جنگ میں کچھ مسلمان اور دس یہودی کام آئے۔(۱)

قلعہ ابی

قلعہ زبیر کے بعد قلعہ ابی کی باری آئی، مسلمانوں نے اس پر حملہ کیا تو اہل قلعہ کا ایک سردار مبارزت کے لئے باہر نکلا، حباب بن منذر نے آگے بڑھ کر اس کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا، وہ قلعہ کی طرف بھاگا تو پیچھے سے وار کر کے اس کی ایڑی کی رگ بھی کاٹ دی جس کی وجہ سے وہ زمین پر گر پڑا اور قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد قلعہ سے ایک اور مبارز سامنے آیا اسے حضرت ابو دجانہؓ نے قتل کر دیا اور تکبیر کی صدا بلند کرتے ہوئے قلعہ کے اندر گھس گئے، عام مسلمانوں نے بھی ان کا ساتھ دیا اور آن کی آن میں قلعہ فتح ہو گیا، وہاں مال غنیمت میں بہت سی بکریاں اور اسباب ہاتھ آئے۔(۲)

قلعہ نزار

یہ قلعہ بھی بہت مضبوط تھا یہودی سمجھتے تھے کہ مسلمان اسے کسی صورت سے فتح نہیں کر سکتے اس لئے کہ اس میں بیوی بچوں کو بھی رکھ چھوڑا تھا۔ جب مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کیا تو یہودیوں نے ان پر کثرت سے تیر اور پتھر برسائے، آنحضرت ﷺ نے اس قلعہ پر منجنیق نصب کرنے کا حکم دیا۔ یہ منجنیق انہیں حصن صعب بن مالک سے ہاتھ آئے تھے۔ ان کے استعمال سے قلعہ کی دیواریں پھٹ گئیں، مسلمانوں نے قلعہ میں گھس کر خوب مقابلہ کیا اور یہودیوں کو شکست فاش دی، یہاں تک کہ وہ اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر بھاگ نکلے۔(۳)

اسود راعی کا واقعہ

موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے روایت کی ہے کہ جنگ خیبر کے موقعہ پر ایک حبشی غلام کو اللہ تعالیٰ نے ایمان وشہادت کی دولت نصیب فرمائی۔ قصہ یوں ہے کہ وہ اپنے مالک کی بکریاں چراتا تھا جب اسے لڑائی کی خبر ہوئی تو لوگوں سے پوچھا یہ کیسی جنگ ہے، یہودیوں نے بتایا کہ ہم اس آدمی سے جنگ کر رہے ہیں جو

---

(۱) رحمۃ للعالمین ۲۲۴/ (۲) رحمۃ للعالمین ۲۲۵
(۳) رحمۃ للعالمین

Marfat.com

اپنے آپ کو نبی کہتا ہے جب اس نے نبی ﷺ کا نام سنا تو بکریاں لے کر آپ کے پاس آیا اور بولا آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا، میں اسلام کی دعوت دیتا ہوں، تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور اقرار کرو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں کرو گے۔

اس نے کہا اگر میں اس کی گواہی دوں اور ایمان لاؤں تو کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اگر اسی پر مر گئے تو جنت میں داخل ہو گے، یہ سنتے ہی وہ ایمان لے آیا اور کہا یا نبی اللہ! یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں ان کو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اس کو میرے حدود لشکر سے نکال کر کنکری سے ماردو، وہ سب اپنے مالک کے پاس چلی جائیں گی، اس نے ایسا ہی کیا، جب بکریاں بھاگ کر اپنے مالک کے پاس گئیں تو یہودیوں نے سمجھ لیا کہ ان کا غلام اسلام لے آیا۔ پھر اس غلام اسود نے حضرت علیؓ کے ہمراہ نکل کر یہودیوں سے جنگ کی اور شہادت پائی۔ شہادت کے بعد مسلمان اس کی لاش کو اٹھا کر لشکر اسلام کے پڑاؤ پر ان کے ایک خیمے میں لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا، اس غلام کو اللہ نے عزت دی اس کا چہرہ خوبصورت بنا دیا، بدن میں خوشبو پیدا کر دی، اور دو حور عین اس کی خدمت کیلئے مقرر فرمایا۔ حالانکہ اس نے ایک گھڑی جہاد کے سوا کوئی عمل نہیں کیا تھا، نہ ایک وقت کی نماز پڑھی تھی۔(۱)

(نوٹ) اسود راعی کے ساتھ جو بکریاں تھیں اگر امانت نہ ہوتیں تو سب کو پکڑ کر کھانے میں استعمال کی جاسکتی تھیں کیونکہ جنگ کی حالت میں حریف کا مال لے کر فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ چنانچہ بعد میں دوسرے موقع پر خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت کعب بن عمرو کو بھیج کر قلعہ کے باہر ان کی دو بکریوں کو پکڑوا کر صحابہ کو کھلایا ہے۔(۲)

قلعہ قموص

جب مسلمان نطاط اور شق کے منطقہ میں واقع ہونے والے تمام قلعوں کو زیر کر چکے تو خیبر کے دوسرے حصے یعنی کتیبہ کے منطقہ میں واقع ہونے والے قلعوں کی طرف مائل ہوئے اور سب سے پہلے بنی ابی الحقیق کے قلعہ قموص پر حملہ اور محاصرہ شروع کیا اسی قلعہ کی فتح پر پورے خیبر کی فتح کا مدار تھا اس لئے یہاں یہودیوں نے جم کر مقابلہ کیا اور پوری قوت صرف کر دی چنانچہ اس قلعہ کا محاصرہ بیس راتوں تک جاری رہا لیکن فتح نہ ہو سکا۔

(۱) البدایہ ۴/۹۰ (۲) ابن ہشام ۲/۳۳۹

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امارت

بیہقی نے بریدہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اکثر آدھے سر کا درد ہو جایا کرتا تھا چنانچہ خیبر کے موقع پر بھی یہی حال ہوا اس لئے کئی دن لوگوں میں نہیں نکل سکے ایک دن آپ کا جھنڈا ابوبکرؓ نے لے کر سخت لڑائی کی لیکن فتح نہیں کر سکے پھر دوسرے دن حضرت عمرؓ نے جھنڈا لیا اور اس سے بھی سخت جنگ کی لیکن فتح نہ ہو سکی، یہاں تک کہ لوگ لوٹ آئے جب آنحضرت ﷺ کو خبر ہوئی تو فرمایا، کل میں ایک ایسے شخص کو علم دوں گا جو اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول اس سے محبت کرتے ہیں وہ جنگ کر کے خیبر کو فتح کرے گا۔

اس امارت کی تمنا

چونکہ اس امارت کے لئے خوشخبری تھی کہ جھنڈا جس کو ملے گا وہ اللہ و رسول کا محبوب ہوگا اس لئے یہ بات سن کر بڑے بڑے صحابہ کے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ کاش جھنڈا ان کو ملے، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں

ما احببت الامارة إلا يومئذ فتساورت لها رجاء أن ادعى لها یعنی میں نے امارت کی خواہش اس دن کے سوا کبھی نہیں کی، البتہ اس کے واسطے میں نے اپنے آپ کو نبی ﷺ کے پاس اس خیال سے ظاہر کیا کہ شاید میں ہی پکارا جاؤں لیکن آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور انہیں کو جھنڈا دیا۔(۱)

حضرت سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں کہ اس سے پہلے میرے چچا عامر بن اکوع مرحب کا مقابلہ کر چکے تھے، مرحب نے آپ پر وار کیا تو اس کی تلوار ان کے ڈھال پر پڑی میرے چچا نے نیچے سے اسے مارنا چاہا لیکن ان کی تلوار چھوٹی تھی اس لئے گھوم کر خود ان کے گھٹنے کی رگ اکحل پر لگی اور اپنی تلوار سے زخمی ہو کر شہید ہو گئے۔ سلمہؓ کہتے ہیں کہ یہ حال دیکھ کر صحابہ کی ایک جماعت نے کہا کہ عامر کا عمل باطل ہو گیا کیونکہ انہوں نے خود ہی اپنے نفس کو قتل کر دیا یہ سن کر مجھے سخت صدمہ ہوا، میں روتا ہوا رسول ﷺ کے پاس آیا اور حال بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا جو کہتا ہے کہ ان کا عمل باطل ہو گیا وہ غلط کہتا ہے ان کا اجر اللہ کے یہاں دوگنا ہے۔

حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے حضرت علیؓ کے پاس بھیجا جب کہ ان کی آنکھ آئی ہوئی

---

(۱) مسلم ۲: ۱۰۲

Marfat.com

تھی، آپ نے فرمایا کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ ورسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ ورسول اس سے محبت رکھتے ہیں، پس میں علیؓ کے پاس آیا آشوب چشم سے ان کی آنکھ دکھ رہی تھی، میں ان کو ٹکاتا ہوا حضور ﷺ کے پاس لایا آپ ﷺ نے اپنا ریق مبارک ان کی آنکھ میں لگا دیا جس سے وہ بالکل تندرست ہو گئے اور علم ان کے ہاتھ میں عنایت فرمایا۔(۱)

معجزۂ رسول ﷺ

ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت علیؓ کی آنکھ آشوب چشم میں مبتلا تھی اور طبرانی نے صغیر میں حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے اور ابونعیم نے دلائل میں ابن عمر کی حدیث نقل کی ہے کہ آشوب چشم کی وجہ سے ان کی آنکھ بند تھی وہ دیکھنے سے بھی معذور تھے۔غرض سلمہ ابن اکوع انہیں اونٹ پر بیٹھا کر لٹکاتے ہوئے لائے، تو حضرت علیؓ خود بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرا سر اپنے گود میں رکھا اور آنکھ میں ریق مبارک لگا کر تھوڑی سی حرکت دی اور دعا فرمائی، اللهم اذهب عنه الحر والقر. اے اللہ! اس سے گرمی اور سردی کی تکالیف دور کر دے، اس دعا کے اثر سے فوراً آنکھ کی تکلیف جاتی رہی اور اس کے بعد پھر کبھی تا زندگی ان کو نہ آشوب چشم ہوا نہ سر میں کسی قسم کا درد پیدا ہوا۔(۲)

علم کب دیا گیا، اس میں اختلاف ہے کہ حضرت علیؓ کو علم کب دیا گیا اور جنگ انہوں نے کہاں سے شروع کی، علامہ ابن القیم نے زاد المعاد ۲/۱۳۴ میں اور علامہ منصور پوری نے رحمۃ للعالمین ۱/۲۲۳ میں اسی طرح صاحب الرحیق نے ص ۴۱۲ تا ۴۱۴ میں اسی کو ترجیح دی ہے کہ علم آپ کو پہلے ہی دن دیا گیا اور جنگ بھی آپ نے قلعہ ناعم سے شروع فرمائی، لیکن صحیحین کے سیاق وسباق اور متن حدیث کے بعض جملوں سے ثابت ہوتا ہے کہ علم آپ کو آخر میں دیا گیا اور اسی روز خیبر فتح ہو گیا۔

چنانچہ حضرت عامرؓ اور مرحب کے مقابلہ وشہادت کے بعد حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ ثم ارسلني إلى علي وهو ارمل، یعنی شہادت عامر کے بعد واقعہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے مجھے علیؓ کے پاس بھیجا جب کہ ان کی آنکھ دکھ رہی تھی۔(۳)

اسی طرح بخاری ۲/۶۰۵ میں ہے: فلما بتنا الليلة التي فتحت قال لا عطين الراية

---

(۱) مسلم ۲/۱۱۵ (۲) فتح الباری ۷/۹

(۳) مسلم ۲/۱۱۵

Marfat.com

غداً (إلى) فاعطاه ففتح عليه اور بخاری ۱/۵۲۵ میں نیز مسلم ۲/۲۷۹ میں ہے۔ فلما كان مساء الليلة التي فتحها الله في صباحها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأعطين الراية (إلى) فاعطاه ففتح الله عليه. یعنی جب وہ رات ہوئی کہ جس کی صبح کو اللہ نے خیبر کو مفتوح کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا الخ (۱)

ان صاف وصریح جملوں اور حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جھنڈا حضرت علیؓ کے ہاتھ آخر میں دیا گیا اور اسی دن خیبر فتح بھی ہو گیا، اس فتح سے مراد قلعہ ناعم کی فتح نہیں بلکہ خیبر کی فتح ہے جیسا کہ فتحها الله في صباحها اور بروایت مسند احمد حتى فتح الله عليه خيبر کا لفظ دال ہے۔ (۲)

حضرت علیؓ اور مرحب کا مقابلہ

نطاط اور شق کے منطقے میں جو قلعے پڑتے تھے وہ تھوڑی سی جدوجہد کے بعد یکے بعد دیگرے فتح ہو گئے لیکن قموص کا معرکہ سر نہیں ہوتا تھا، بیس دنوں تک اس کا محاصرہ جاری رہا، حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ بھی علم لے کر ناکام واپس آئے بالآخر آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو علم دیا۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔ وكان اسم الحصن الذي فتحه علي القموص هو من اعظم حصونهم ومنه سبيت صفية بنت حيي. یعنی اس قلعہ کا نام جسے حضرت علیؓ نے فتح کیا تھا قموص تھا، یہی قلعہ ان کے قلعوں میں سب سے بڑا تھا اسی سے حضرت صفیہ قید میں آئیں۔ (۳)

واقعہ بخاری و مسلم اور دیگر کتب میں یوں مرقوم ہے کہ جب حضرت علیؓ علم لے کر قلعہ قموص کے پاس پہنچے تو جھنڈا قلعہ کے نیچے پتھروں کے درمیان گاڑ دیا، اتنے میں ایک یہودی نے جھانک کر پوچھا تم کون ہو؟ فرمایا میں علی بن ابی طالب ہوں اس نے نام سنتے ہی فرمایا اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام پر کتاب نازل فرمائی ہے، تم غالب ہو کے رہو گے۔ (۴)

حضرت علیؓ نے حضور ﷺ کے حکم کے مطابق پہلے یہود کو اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا بلکہ مقابلہ کے لئے ڈٹ گئے اور سب سے پہلے مرحب جو اس قلعہ کا سردار تھا بڑے طمطراق سے نکلا، سر پر یمنی خود لگائے ہوئے اور اوپر سے پتھر کی بنی ہوئی ٹوپی پہنے تھا آتے ہی اس نے

---

(۱) بخاری ۲/۶۰۵ (۲) فتح الباری ۷/ ۹

(۳) فتح الباری ۷/۱۰ (۴) البدایہ ۴/۱۸۶

Marfat.com

یہ رجز یہ اشعار پڑھے

قد علمت خیبر انی مرحب شاکی السلاح بطل مجرب

إذ الحروب اقبلت تلهب

خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، ہتھیار سے لیس بہادر و تجربہ کار ہوں، جب جنگ سامنے آتی ہے تو بھڑک اٹھتی ہے۔

حضرت علیؓ نے فوراً اس کے جواب میں فرمایا انا الذي سمتني امي حيدره، كليث غابات كريه المنظرة، اوفيهم بالصاع كيل السندره. میری ماں نے میرا نام غضبناک شیر رکھا ہے۔ میں جنگل کے شیر کی طرح بھیانک صورت والا ہوں، دشمنوں کو بڑے پیمانے پر قتل کرتا ہوں، یہ کہتے ہوئے مرحب کے سر پر ایسا بھرپور وار کیا کہ تلوار، خود، اور سر کو کاٹ کر دانتوں تک پہنچ گئی۔(۱)

محمد بن مسلمہ کا واقعہ

اس کے برخلاف محمد بن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ اور واقدی نے لکھا ہے کہ مرحب کو قتل کرنے والے حضرت علیؓ کے بجائے محمد بن مسلمہ تھے اسی طرح کی روایت امام احمد نے حضرت جابر سے باسناد حسن کی ہے اسی طرح بعض اہل سیر نے لکھا ہے کہ محمد بن مسلمہ نے مرحب سے دیر تک مقابلہ کر کے اس کا دونوں پیر کاٹ کر چھوڑ دیا اور بعد میں حضرت علی نے اس کا سرتن سے جدا فرمایا۔

حافظ ابن حجر نے اس واقعہ کے لکھنے کے بعد بعضوں کا قول نقل کیا ہے کہ اصل میں محمد بن مسلمہؓ نے مرحب کے بجائے اس کے بھائی حرث کو قتل کیا تھا، پس بعض راویوں پر یہ امر مشتبہ ہو گیا اس لئے انہوں نے سمجھا کہ محمد بن مسلمہ نے مرحب ہی کو قتل کیا ہے حالانکہ ایسا نہ تھا، لیکن اگر بعضوں کا یہ قول صحیح ثابت نہ ہو تو بھی صحیحین کی روایت ماسویٰ پر مقدم ہو گی اور اصح وارجح یہی ہے کہ مرحب حضرت علیؓ ہی کے مقابلہ میں مارا گیا۔(۲)

باب خیبر کا واقعہ

ابن اسحاق نے ابو رافع مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ دوران جنگ میں ایک یہودی

---

(۱) مسلم ۲/۱۱۵، البدایہ ۴/۱۷۸

(۲) فتح الباری ۱۷/۱۰

Marfat.com

نے حضرت علیؓ پر وار کیا تو ان کی ڈھال ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی۔ حضرت علیؓ نے فوراً قلعہ کا ایک دروازہ اکھاڑ کر اٹھا لیا اور ڈھال کے طور پر اسے استعمال کرتے رہے یہاں تک کہ خیبر مفتوح ہو گیا پس انہوں نے وہ دروازہ زمین پر ڈال دیا بعد میں آٹھ آدمی مل کر اسے پلٹنے لگے تو نہیں پلٹ سکے۔ (۱)

اسی حافظ بیہقی اور حاکم نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ نے جنگ خیبر کے دن قلعہ کا دروازہ اکھاڑ کر اٹھا لیا یہاں تک کہ مسلمان چڑھ کر قلعہ میں گھس گئے پھر بعد میں اس دروازہ کو اٹھانے کیلئے چالیس آدمی جمع ہوئے تو نہ اٹھا سکے پھر ستر آدمیوں نے مل کر اس دروازہ کو اس کی جگہ پر لگایا۔ (۲)

ان دونوں روایتوں کو حافظ ابن حجر نے فتح الباری ۷ / ۴۷۸ میں بلا جرح نقل کیا ہے لیکن حافظ ابن کثیر نے البدایہ میں تحریر کیا ہے کہ پہلی روایت مجہول اور منقطع ہے اور دوسری روایت میں ضعف پایا جاتا ہے۔

یاسر اخو مرحب کا واقعہ

مرحب کے قتل کے بعد اس کا بھائی یاسر صف سے باہر نکلا اور مسلمانوں کو للکار کر مبارزت کی دعوت دی اس کی طرف حضرت زبیر بن عوامؓ نکل پڑے اور مقابلہ ہونے لگا۔ حضرت زبیر کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا میرا بیٹا قتل کر دیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہیں بلکہ ان شاء اللہ تمہارا ہی بیٹا اس کو قتل کرے گا۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں حضرت زبیر نے اس کو قتل کر دیا۔ (۳)

قلعہ وطیح وسلالم

قلعہ قموص میں دن کے محاصرہ اور معرکہ آرائی کے بعد آخر فاتح خیبر حضرت علیؓ کے ہاتھوں مغلوب ہو گیا۔ یہ آخری جنگ تھی جس کے بعد یہودیوں کے قدم اکھڑ گئے اس جنگ میں ۹۳ یہودی قتل ہوئے جن میں مرحب، حارث، یاسر، اسیر، اور عامر قابل ذکر ہیں، مسلمانوں میں بھی ۱۵ صحابہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ (۴)

بحوالہ ابن سعد یہودی یہاں سے بھاگ کر قلعہ وطیح وسلالم میں پناہ گزین ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کا بھی محاصرہ کر لیا وہ قلعوں سے نکلنے پر راضی نہیں ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر منجنیق استعمال کرنے کا

---

(۱) ابن ہشام ج ۲ ص ۳۳۵
(۲) البدایہ ج ۴ ص ۱۹۰
(۳) ابن ہشام ج ۲ ص ۳۳۶
(۴) [illegible] ۹۹

Marfat.com

ارادہ فرمایا، جب انہیں اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تو ابن ابی الحقیق نے آپ سے اجازت طلب کی کہ میں قلعے سے نکل کر آپ سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی تو وہ سامنے حاضر ہوا اور مصالحت میں یہ بات طے پائی کہ مقاتلین کا خون معاف کر دیا جائے، یہودی اپنے اہل وعیال کو جو قلعوں میں بچ گئے ہیں لے کر یہاں سے نکل جائیں، یہاں کی زمین مال و دولت، سونا چاندی گھوڑے خچر اور جنگی سامان وغیرہ سب مسلمان لیں گے صرف بدن کا کپڑا یا زادِ راہ جو ایک سواری پر لاد سکیں لے کر یہاں سے رخصت ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر تم نے ہم سے کوئی چیز چھپائی تو پھر اللہ و رسول کا ذمہ ختم ہو جائے گا، انہوں نے اس کو منظور کیا اور مسلمان فاتحانہ ان کے قلعوں پر قابض ہو گئے۔ (۱)

حضرت ابو ہریرہؓ کی شرکت

امام احمد نے سنداً روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خیبر پہنچ جانے کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ مسلمان ہو کر مدینہ آئے اس وقت فجر کی نماز میں عامل مدینہ سباع بن عرفطہؓ پہلی رکعت میں کہیعص اور دوسری رکعت میں ویل للمطففین پڑھ رہے تھے حضرت ابو ہریرہؓ نے دل میں کہا کہ فلاں کو ویل ہو وہ اسی طرح ہے خود ناپ کر لیتا ہے تو پورا لیتا ہے لیکن جب دوسرے کو دیتا ہے تو کم کر کے دیتا ہے۔ پھر بعد نماز انہوں نے سباع بن عرفطہؓ سے ملاقات کی اور اپنا حال بتایا۔ انہوں نے ان کو زادِ سفر دے کر خیبر کی طرف بھیج دیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ مدینہ سے خیبر اس وقت پہنچے جب کہ خیبر فتح ہو چکا تھا لیکن آنحضرت ﷺ نے عام مسلمانوں سے گفتگو فرما کر ان کو اور ان کے ساتھیوں کو خیبر کے مال غنیمت میں شریک کر لیا۔ (۲)

کنانہ کا نقض عہد اور قتل کا پیش خیمہ

کنانہ نے مصالحت کے وقت تمام یہود کی جانب سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ ہم کوئی چیز نہیں چھپائیں گے اور اگر چھپایا تو ہم سے اللہ و رسول کا ذمہ ختم ہو جائے گا، اس کے باوجود اس نے اونٹ کے کھال کا وہ بڑا تھیلہ چھپا لیا جس میں حی بن اخطب بنو نضیر کی جلاوطنی کے وقت گراں قدر مال (دس ہزار دینار کے قریب) اور سونے چاندی کے زیورات وغیرہ بھر کر لایا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے حی بن اخطب کے چچا سے پوچھا کہ

---

(۱) زاد المعاد ۲/ ۱۳۶، ابن ہشام ۲/ ۳۳۷
(۲) البدایہ ۴/ ۱۸۱

Marfat.com

وہ تھیلا کیا ہوا؟ اس نے کہا وہ سارا مال جنگوں اور دوسری ضروریات میں صرف ہوگیا آپ نے فرمایا کہ اتنی بڑی رقم اس قدر جلد کیسے خرچ ہوسکتی ہے؟ پھر بعد تکلیف دہی اس نے کہا کہ میں نے حی بن اخطب کو اس ویرانے میں چکر لگاتے دیکھا ہے چنانچہ وہاں تلاش کیا گیا تو وہ تھیلہ دستیاب ہوگیا۔ (۱)

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس کنانہ بن ابوالحقیق کو لایا گیا، بنونضیر کا خزانہ اسی کے پاس تھا، آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے بتانے سے انکار کردیا۔ پھر ایک یہودی لایا گیا تو اس نے کہا کہ میں نے کنانہ کو فلاں مقام پر صبح چکر لگاتے دیکھا ہے یہ سن کر آں حضرت ﷺ نے کنانہ کو بلا کر فرمایا کہ اگر وہ خزانہ تمہارے پاس مل گیا تو قتل کردیئے جاؤ گے۔ اس نے منظور کرلیا، اس کے بعد زمین کھودی گئی تو خزانہ کا بعض حصہ مل گیا پھر آپ نے بقیہ کے لئے دریافت فرمایا، مگر کنانہ نے اس کے بتانے سے پھر انکار کیا۔ (۲)

قتل واذیت کا واقعہ

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ جب کنانہ نے مال بتانے سے انکار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو حضرت زبیرؓ کے سپرد فرمایا تاکہ اس کو کسی قدر تکلیف پہنچائیں، چنانچہ وہ اس کے سینے پر چقماق کی آگ جھاڑنے لگے تاکہ اس کے ڈر سے چھپا ہوا راز فاش کردے، پھر بھی اس نے بتانے سے انکار ہی کیا تو آپ نے اس کو محمد بن مسلمہ کے حوالے کردیا، پس انہوں نے اس کو اپنے بھائی کے عوض قتل فرمایا۔ (۳)

علامہ ابن قیمؒ نے تحریر کیا ہے کہ جب اس نے معاہدہ اور شرط کے مطابق مال کے بتانے سے انکار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے نقض عہد کے سبب ابوالحقیق کے دونوں بیٹوں کو قتل کرادیا اور ان کی بیوی بچوں کو مقید کرلیا۔ (۴)

سیرۃ النبی کا نقد

اس مقام پر پہنچنے کے بعد مولانا شبلیؒ نے سیرۃ النبی ۱/۴۹۴ میں اصحاب سیر کی تغلیط کی ہے اور اس سے انکار فرمایا کہ کنانہ کو خزانہ چھپانے کے عوض قتل کیا گیا اور وجہ یہ بتائی ہے کہ طبری اور ابن ہشام دونوں

---

(۱) زادالمعاد ۲/۱۳۶
(۲) ابن ہشام ۲/۳۳۶
(۳) ابن ہشام ۲/۳۳۶
(۴) زادالمعاد ۲/۱۳۶

Marfat.com

نے ابن اسحاق سے روایت کی ہے اور ابن اسحاق نے اوپر کے کسی راوی کا نام نہیں بتایا۔(۱) حالانکہ بغیر واسطہ ابن اسحاق کے خود ابوداؤد میں سندا مروی ہے۔ فوجدوا المسک فقتل ابن ابی الحقیق (۲) پھر مولانا لکھتے ہیں کہ اس روایت کا اس قدر حصہ صحیح ہے کہ کنانہ قتل کر دیا گیا لیکن اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ خزانہ بتانے سے انکار کرتا تھا بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ کنانہ نے محمود بن مسلمہ کو قتل کیا تھا الخ۔

اس سلسلے میں قابل غور یہ بات ہے کہ مصالحت کے وقت کنانہ بن ربیع پیش پیش تھا اور اس نے مقاتلین کے خون کی معافی اور اہل وعیال کی آزادی اس شرط پر منظور کرائی تھی کہ وہ خزانہ میں سے کوئی چیز نہیں چھپائے گا۔ لیکن جب اس نے بدعہدی کی اور تکلیف دینے کے باوجود اس نے خزانہ کے چھپانے میں کوئی کسر نہیں لگائی تو طے شدہ شرط کے موافق اللہ ورسول کا ذمہ اس سے بری ہو گیا اور اپنے ہی قول وقرار کے مطابق وہ واجب القتل ٹھہرا۔

پس یہ کہنا کہ اس کے قتل کی وجہ یہ نہیں کہ وہ خزانے بتانے سے انکار کرتا تھا صحیح نہیں، بلکہ اصل وجہ یہی ہے اور اس کے بعد دوسری وجہ بالتبع یہ بھی ہے کہ اس نے محمود بن مسلمہؓ کو قتل کیا تھا اس قتل کے قصاص کو دوسرا درجہ اسلئے دیا جاتا ہے کہ اس نے مقاتلین کے خون کی معافی کی شرط منوالی تھی لہذا اگر اس نے خزانہ نہ چھپایا ہوتا تو صرف قصاص میں اس کا قتل کیا جانا نادرست ہوتا کیونکہ حالت جنگ میں موقع پا کر اپنے حریف کو قتل کرنا جنگ کے دستور میں داخل ہے، پس محمودؓ بن مسلمہؓ کے بدلہ لینے کی صورت یہی تھی کہ اس کی بدعہدی وجہ جواز پیدا کر دے، مولانا شبلیؒ نے آگے چل کر ص ۴۹۵ میں خود اس کو تسلیم کیا ہے کہ کنانہ نے بدعہدی کی اور جو امن اس کو دیا گیا تھا وہ ٹوٹ گیا۔

رہ گیا یہ سوال کہ باقیوں کو قتل کیوں نہیں کیا گیا اور سارے یہودیوں اور ان کے اہل وعیال کو معافی کیوں کر دی گئی تو یہ آپ کی رحمۃ للعالمینی تھی کہ صرف خزانہ چھپانے والے اصل مجرم کو قتل کیا ورنہ آپ معاہدہ کے مطابق سب کچھ کر سکتے تھے، ہاں ابوالحقیق کے دوسرے بیٹے کا قتل، اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کے دو ہی بیٹے تھے صحیح نہیں ہوگا کیونکہ بخاری کی روایت میں موجود ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے خیبر سے یہود کو جلاوطن کرنے کا عزم کر لیا تو ابوالحقیق کا ایک بیٹا آیا اور کہنے لگا کہ آپ ہمیں نکالتے ہیں حالانکہ محمد ﷺ نے ہم کو یہاں برقرار رکھ کر نصف مال پر طے کر لیا تھا تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ کیا تمہیں یاد نہیں، جب حضور ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب خیبر سے نکالے جاؤ گے۔ اور تمہاری اونٹنی راتوں

(۱) سیرۃ النبی ا/۴۹۴

(۲) ابوداؤد ۲/ ۷۶

Marfat.com

رات تمہیں لے کر بھاگے گی، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابوالحقیق کا دوسرا بیٹا خلافت فاروقی تک زندہ رہا اور بعد میں شرارت کی وجہ سے جلاوطن کیا گیا۔(۱)

تعجب ہے کہ مولانا شبلیؒ نے طبقات ابن سعد کی روایت فلما وجدوا المال غیبوا وسبی نساء لهم وذراريهم کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ جب یہ روایتیں محدثانہ اصول تنقید سے جانچی جاتی ہیں تو چھلکے اتر جاتے ہیں ص ۴۹۶۔ حالانکہ انہیں کی پیش کردہ روایت ابوداؤد ۲/ ۶۷ میں صاف موجود ہے۔ فقتل ابن ابى الحقيق وسبا نساء هم وذراريهم۔ یعنی خزانہ چھپانے کی بدعہدی کے بعد ابو الحقیق کا بیٹا قتل کیا گیا اور ان کی بیوی بچے قید کر لئے گئے۔ یہی عبارت زاد المعاد وغیرہ تمام کتب سیر میں ہے۔

رہا یہ معاملہ کہ وہ چھوڑ دیے گئے تو اس کے متصل ہی ابوداؤد وغیرہ میں خود مذکور ہے۔ واراد ان يجليهم فقالوا يا محمد دعنا نعمل في هذه الأرض ولنا الشطر ما بدالك ولكم الشطر. یعنی اس معاملہ کے بعد نبی ﷺ نے انہیں جلاوطن کرنے کا ارادہ کیا تو یہود نے کہا اے محمد ﷺ! ہمیں چھوڑ دیجئے، جب تک آپ مناسب سمجھیں گے ہم زمین کی کاشت کریں گے اور نصف پیداوار آپ کو دیا کریں گے۔(۲)

چونکہ نبی ﷺ کے پاس زمین کی دیکھ بھال کرنے والے اور محنت کرنے والے افراد نہیں تھے اس لئے آپ نے ان کی درخواست منظور فرمالی اور خیبر کی زمین اس شرط پر انہیں سونپ دی کہ جب تک ہم چاہیں گے تمہیں برقرار رکھیں گے اور تم یہاں کے کھیت اور نخلستان کی تمام پیداوار کا نصف ادا کرو گے۔

شہداء و مقتولین کی تعداد

شہداء کی تعداد میں اختلاف ہے ۱۶، ۱۸، ۱۹ اور ۲۳ تک مذکور ہے۔ البتہ کفار میں سے مقتولین کی تعداد ۹۳ بتائی جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی تقرری

رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہود وہاں کی نصف پیداوار پر کام کرنے کے لئے دے دیا تو اس کی وصولی کے لئے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو مقرر فرمایا وہ ہر سال فصل کے موقع پر آتے تھے اور انصاف سے

---

(۱) بخاری پ ۱۱ ص ۳
(۲) ابوداؤد ۲/ ۷۶

ساتھ پھلوں اور غلوں کا اندازہ لگا کر اس کے نصف کی ادائیگی کا انہیں ضامن بنا دیتے تھے۔

رشوت کی پیشکش

ایک سال یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شکایت کی کہ وہ پھلوں کے اندازے میں سختی کرتے ہیں اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو رشوت دینے لگے کہ آپ اسے تسلیم کر کے ہمارے ساتھ آسانی کر دیجئے، انہوں نے فرمایا کہ اے اللہ کے دشمنو! کیا تم مجھے حرام کھلانا چاہتے ہو، میں تمہارے پاس ایسے شخص کی جانب سے آیا ہوں جو مجھے سارے جہان کے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہیں اور تم میرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض ہو کیونکہ اللہ نے تمہاری شرارت کی وجہ سے تمہارے اگلوں کو بندر و خنزیر بنا دیا تھا۔ پھر بھی مجھ کو تمہاری عداوت اور نبی ﷺ کی محبت بے انصافی پر آمادہ نہیں کر سکتی، یہ سن کر یہود خیبر نے کہا آپ لوگوں کے اسی عدل کے سبب آسمان اور زمین قائم ہے۔ (۱)

(نوٹ) اس کے دو سال کے بعد جنگ موتہ میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ شہید ہو گئے تو ان کی جگہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبار بن صخر کو مقرر فرمایا ایک دفعہ وہ بہت عمدہ کھجور لائے تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا خیبر کی تمام کھجوریں اسی طرح ہیں؟ انہوں نے بتایا نہیں ہم اسے دو صاع دے کر ایک صاع اور تین صاع دے کر دو صاع لاتے ہیں، آپ نے فرمایا ایسا مت کرو اگر عمدہ کھجور لینا ہو تو پہلے ردی کو درہم سے بیچ کر پھر اس درہم سے عمدہ کھجور خریدا کرو۔ (۲)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ سے تزویج کا واقعہ

حضرت صفیہ بنو قریظہ و بنو نضیر کے سردار حیی بن اخطب کی لڑکی اور کنانہ بن ابی الحقیق سردار خیبر کی بیوی تھیں، وہ قلعہ قموص کے فتح کے وقت دوسری عورتوں کے ساتھ گرفتار کی گئیں ان کا باپ غزوۂ بنو قریظہ کے موقع پر مارا گیا تھا اور شوہر خیبر کے دن قتل کیا گیا جب قلعہ قموص کی عورتیں یہود کی بدعہدی کی وجہ سے لونڈیاں بنائی گئیں تو حضرت دحیہ کلبیؓ نے آنحضرت ﷺ سے ایک لونڈی کا سوال کیا، آپ نے فرمایا، جاؤ ایک لونڈی ان میں سے لے لو، انہوں نے حضرت صفیہ کو منتخب کر لیا، لیکن ایک صحابی آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! حضرت صفیہ بنو قریظہ و بنو نضیر کے سردار کی لڑکی ہیں، لہذا آپ کے سوا کسی کے لئے مناسب

---

(۱) البدایہ ۴/۱۹۹ (۲) البدایہ ۴/۲۰۲

Marfat.com

نہیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے سنا تو حضرت دحیہؓ سے فرمایا کہ تم ان کے علاوہ کوئی دوسری لونڈی لے لو پھر صفیہ کو آزاد کر دیا اور ان پر اسلام پیش کیا، جب وہ اسلام لے آئیں پھر آپ نے ان کو حضرت ام سلمہؓ کے پاس بھیج دیا انہوں نے ان کو بنایا سنوارا اور اپنے پاس رکھ کر استبراء رحم کی عدت پوری کرائی پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کی مرضی معلوم کر کے ان سے نکاح کر لیا اور خیبر سے لوٹتے وقت خیبر اور مدینہ کے درمیان مقام صہبا میں بنا فرمایا اور روٹی کھجور و پنیر اور گھی ایک میں ملا کر ولیمہ کی دعوت فرمائی۔ (۱) (صحیح بخاری ۱/۵۴ میں ام سلمہؓ کے بجائے ام سلیمؓ کا ذکر ہے) حضرت صفیہ حیض سے پاک ہوئیں تو رات میں انہوں نے بنایا سنوارا اور تیار کر کے حضور ﷺ کے پاس بھیج دیا، پھر صبح کو صحابہ نے کھجور پنیر اور گھی ایک دستر خوان پر جمع کیا اور ولیمہ کی دعوت ہوئی۔ (۲)

آسمان کا چاند

حضرت صفیہؓ کو ان کے شوہر کنانہ نے ایک طمانچہ اتنے زور سے مار دیا تھا کہ ان کے رخسار اور آنکھ پر سبز نشان بن گیا تھا، آپ نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آپ کی آمد سے قبل میں نے خواب دیکھا تھا کہ آسمان کا چاند اپنی جگہ سے گر کر میری گود میں آ گیا ہے، میں نے یہ خواب اپنے شوہر کنانہ سے بیان کیا تو اس نے مجھے زوردار طمانچہ مارا اور کہا تو تمنا کرتی ہے کہ مدینہ کا بادشاہ محمد ﷺ تیرے شوہر ہو جائیں حالانکہ اس خواب کے وقت میرے دل میں اس کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ (۳)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اصلی نام

حضرت صفیہ کا اصلی نام زینب تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے لئے منتخب کر لیا تو ان کا نام صفیہ پڑ گیا کیونکہ صفیہ کے معنی خاص کی ہوئی کے ہیں۔

ایک عورت کا چیخنا

قلعہ قموص سے حضرت صفیہ کو حضرت بلال لا رہے تھے تو ان کے ساتھ ایک دوسری یہودی عورت بھی تھی، جب اس نے اپنے مقتولین کی لاشیں دیکھیں تو چیخ پڑی اور اپنے چہرے پر طمانچے مارنے اور سر پر مٹی ڈالنے لگی، رسول اللہ ﷺ نے اس کی چیخ و پکار سن کر فرمایا کہ اس شیطانہ کو یہاں سے الگ کر دو

(۱) البدایہ ۴/۱۹۶، ۱۹۷ (۲) البدایہ ۴/۱۱۴
(۳) البدایہ ۴/۱۹۶

Marfat.com

حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ عورتوں کو ان کے مقتولین کے درمیان سے لانے میں احتیاط کرنا چاہئے، اس وقت تمہارا رحم وکرم کہاں غائب ہو گیا تھا۔(۱)

مال غنیمت کی تقسیم

رسول اللہ ﷺ خیبر پر پوری طرح غالب آ گئے تو وہاں کی زمین وغیرہ مال غنیمت کو ۳۶ حصوں میں بانٹ کر اس کے نصف (۱۸ حصوں کو) آنے والے وفود کی میزبانی اور مختلف اسلامی ضروریات وحوادث کے لئے الگ کر دیا اور باقی ماندہ ۱۸ حصوں کو سو سو حصوں میں بانٹ دیا، پس یہ کل ۱۸۰۰ حصے ہو گئے جو حدیبیہ میں شرکت کرنے والے صحابہ میں تقسیم کر دیا گیا وہ لوگ ۱۴۰۰ کی تعداد میں تھے، رسول اللہ ﷺ نے خود بھی ایک مجاہد کی طرح ایک ہی حصہ لیا، باقی بچے ۴۰۰ حصے، وہ گھوڑے والوں کو دے دیا، گھوڑوں کی تعداد ۲۰۰ تھی ان کو دو دو حصے دیئے پس گھوڑے والوں کے تین تین حصے ہوئے اور پیدلوں کو صرف ایک حصہ ملا اس کے برخلاف ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ پورا لشکر ۱۵۰۰ کی تعداد میں تھا ان میں ۳۰۰ گھوڑے تھے پس گھوڑے والوں کو دو حصے دیئے اور پیدلوں کو ایک دیا اس طرح کل ۱۸۰۰ پورا ہو گیا۔(البدایہ ۴/ ۲۰۱-۲۰۲) رہ گئے غلام اور عورتیں ان کیلئے کوئی خاص حصہ مقرر نہیں ہوا۔ حاصل شدہ اموال میں بطور عطیہ انہیں کچھ دے دیا گیا۔(۲)

سریہ ابان بن سعیدؓ کی واپسی

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ ہی سے ابان بن سعیدؓ کی قیادت میں ایک سریہ نجد کی طرف روانہ کر دیا تھا، اس کا مقصد کیا تھا، کب بھیجا گیا وضاحت نہیں ملتی ممکن ہے کہ خیبر کی طرف روانگی کے وقت اعراب کی جانب سے مدینہ پر لوٹ مار کے خطرات کے پیش نظر ان کو خوفزدہ کرنے کیلئے ایسا کیا گیا ہو۔

بہر حال حضرت ابان بن سعیدؓ اپنا مفوضہ کام مکمل کر کے خیبر اس وقت پہنچے جب کہ آپ اسے فتح کر چکے تھے اور مال غنیمت تقسیم کیا جا رہا تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ بھی اس کے خواہش مند تھے لیکن حضرت ابان نے روکا کہ ان کا کوئی حق نہیں، حضرت ابوہریرہؓ نے بھی ان کے جواب میں کہا یا رسول اللہ! ابان تو (زمانہ کفر میں) نعمان بن قوقلؓ کے قاتل ہیں انہیں حصہ نہ دیجئے، ابانؓ نے کہا تم خود عین وقت پر اس طرح پہنچ گئے

(۱) البدایہ ۴/ ۱۹۷

(۲) البدایہ ۴/ ۲۰۴

Marfat.com

جیسے کوئی پہاڑ کی چوٹی سے لڑکھڑاتے ہوئے گرا ہو اور میرے بارے میں ایسا کہتے ہو۔ اللہ نے نعمان کو میرے ہاتھ سے شہادت کا اعزاز دیا اور مجھے اہانت سے بچا لیا ورنہ اس وقت ان کے ہاتھ سے مارا جاتا تو جہنم رسید ہوتا۔

چونکہ ابو ہریرہؓ کیلئے اصحاب حدیبیہ نے اجازت دے دی تھی اس لئے انہیں غنیمت سے حصہ تو دیا گیا لیکن ابان کو آپ نے فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ اور خیبر کی غنیمت سے حسب دستور ان کو حصہ نہیں دیا گیا۔ (۱)

کھانے پینے کی وسعت

فتح خیبر کے بعد مسلمانوں کو کھانے پینے کی تنگی کسی قدر کم ہوگئی۔ خیبر کا وہ حصہ جو صلحاً فتح ہوا تھا اور فدک کا پورا حصہ جس میں مسلمانوں کو جنگ نہیں کرنی پڑی۔ رسول اللہ ﷺ کیلئے خاص تھا، آپ اس میں سے اپنی بیویوں کیلئے سال بھر کا خرچ دے دیا کرتے تھے، اور جو بچ جاتا اسے مسلمانوں کے مصالح اور اسلامی ضروریات میں صرف فرماتے، اسی طرح فدک سے ان لوگوں کو بھی دیا جو مصالحت کے معاملے میں دوڑ دھوپ کرتے رہے، جیسے محیصہ بن مسعود وغیرہ۔

صحیح بخاری میں ہے حضرت مائی عائشہؓ فرماتی ہیں کہ خیبر فتح ہوگیا تو ہم نے کہا کہ اب امید ہے کہ پھلوں سے ہمیں آسودگی ہو جایا کرے گی۔ (۲)

انصار کے عطایا کی واپسی

مہاجرین ہجرت کے بعد تنگ حال تھے انہیں انصار مدینہ نے اپنے بعض کھیتوں اور درختوں دے دیا تھا تاکہ محنت کرکے نصف پیداوار خود لے لیا کریں اور نصف انہیں دے دیں، اور بعضوں نے ویسے بھی اپنا درخت دے رکھا تھا تاکہ خورد و نوش کی تکلیف نہ ہو۔ جب رسول اللہ ﷺ خیبر فتح کرکے واپس آئے تو مہاجرین نے آپ ہی کے حکم و ایماء کے مطابق انصار بھائیوں سے وہ عطیے شکریہ کے ساتھ واپس کر دیئے کیونکہ یہ عطیے ہبہ و تملیک کے طور پر نہیں تھے جن کی واپسی نادرست ہو۔ خود رسول اللہ ﷺ کو حضرت انسؓ کی والدہ نے کھجور کے کچھ درخت دے دیئے تھے جنہیں آپ نے ام ایمن کی پرورش میں دے رکھا تھا جب آپ خیبر سے آئے تو وہ بھی واپس فرما دیا اور ام ایمن کو دوسرے درخت اپنے باغ سے عنایت فرمائے۔ (۳)

---

(۱) بخاری ۲/۶۰۹ (۲) البدایہ ۴/۲۰۳ (۳) مسلم مع النووی ۲/۹۶

Marfat.com

جعفر بن ابو طالبؓ کی تشریف آوری

غزوۂ خیبر کے اختتام پر آپ کے عم زادہ بھائی حضرت جعفر بن ابی طالبؓ بھی حبشہ سے تشریف لے آئے ان کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور ان کی قوم کے کل ۵۲ یا ۵۳ آدمی تھے۔

حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں نبی ﷺ کے خروج کی خبر یمن میں ملی تو آپ ہی کے پاس ہجرت کے ارادے سے نکلے اور ایک بڑی کشتی پر سوار ہوئے اس کشتی نے ہمیں لے جا کر نجاشی کے ملک حبشہ میں ڈال دیا۔ وہاں جعفر بن ابو طالبؓ سے ملاقات ہوئی انہوں نے ہمیں روک کر اپنے ساتھ رکھ لیا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفرؓ کو بلانے کیلئے عمرو بن امیہ ضمریؓ کو حبش روانہ فرمایا تو نجاشی شاہ حبش نے ان کے ۱۶ آدمیوں ان کے اہل وعیال کے ساتھ دو کشتیوں پر سوار کر کے بھیجا تو ہم سب بھی ان کے ساتھ آ کر آنحضرت ﷺ سے اس وقت ملے جب کہ خیبر فتح ہو چکا تھا لیکن ہمیں آپؐ نے مال غنیمت سے حصہ دیا اور ہمارے اور اہل حدیبیہ کے علاوہ کسی غائب کیلئے حصہ نہیں لگایا۔

سفیان نے شعبی سے مرسلاً اور بیہقی نے حضرت جعفرؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ حضرت جعفرؓ حبشہ سے تشریف لائے، تو رسول اللہ ﷺ نے آگے بڑھ کر ان سے ملاقات کی ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور گلے سے لگا کر فرمایا واللہ میں نہیں کہہ سکتا کہ فتح خیبر سے زیادہ خوشی ہوئی یا جعفر کی آمد پر۔ (۱)

زہر آمیز گوشت کا ہدیہ

فتح خیبر کے بعد رسول اللہ ﷺ کچھ مطمئن ہوئے تو زینب بنت حارث نے جو سلام بن مشکم یہودی کی بیوی تھی، آپ کے پاس بکری کے بھنے ہوئے گوشت کا ہدیہ بھیجا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے، اس لئے آپ نے لے لیا، گوشت میں زہر ڈالا ہوا تھا، اس یہودیہ نے لوگوں سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ کو گوشت کا کون حصہ محبوب ہے لوگوں نے کہا کہ آپ دست کا گوشت زیادہ پسند فرماتے ہیں، لہذا اس نے دست میں زہر زیادہ ملا دیا، اور لا کر آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے دست کا ایک ٹکڑا منہ میں چبا کر تھوک دیا اور فرمایا مجھے اس گوشت کی ہڈی نے خبر دی ہے کہ اس میں زہر ملایا ہوا ہے، پھر بلا کر یہودیہ سے پوچھا تو اس نے جرم کا اقرار کیا اور کہا زہر اس لئے ڈالا تھا کہ اگر آپ بادشاہ ہوں گے تو کھا کر مر جائیں گے اور اگر نبی ہوں گے تو آپ کو خبر کر دی جائے گی، یہ سن کر آپ نے اسے درگذر فرما دیا۔

---

(۱) البدایہ ۴/۲۰۵

Marfat.com

آپ کے ساتھ یہ زہر سے بھرا ہوا گوشت حضرت براء بن معرورؓ نے بھی کھا لیا تھا اور لقمہ نگل گئے تھے کچھ دیر کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ اصحاب سیر نے لکھا ہے کہ براءؓ کے انتقال کے بعد آپ نے قصاص میں اس یہودیہ کو قتل فرما دیا، اور بعضوں نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بچ جانے کی وجہ سے وہ اسلام لے آئی اس لئے قتل نہیں کی گئی۔

امام احمد نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ اس واقعہ کے بعد آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ آس پاس کے یہودیوں کو بلا کر اکٹھا کرو۔ یہودی آ گئے تو آپ نے فرمایا میں ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہوں کیا سچ بتاؤ گے؟ بولے ہاں، آپ نے پوچھا، تمہارا باپ کون ہے، انہوں نے غلط طریقہ سے اپنے باپوں کا نام لیا۔ آپ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو، تمہارے باپوں کا نام فلاں نہیں بلکہ فلاں فلاں ہے پھر فرمایا بتاؤ اہل جہنم کون لوگ ہیں؟ وہ بولے ہم تو بہت تھوڑی دیر رہ کر نکال لئے جائیں گے پھر ہمارے نکلنے کے بعد آپ لوگ اس میں رہ جائیں گے آپ نے فرمایا تم غلط کہتے ہو ہم کبھی اس میں نہیں رہیں گے۔

پھر فرمایا ایک معاملہ اور پوچھنا چاہتا ہوں کیا سچ سچ بتاؤ گے؟ بولے ہاں آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے اس گوشت میں زہر ڈالا تھا، انہوں نے اس ڈر سے کہ آپ کو حقیقت کی خبر مل جائے گی۔ صاف صاف اقرار کر لیا اور کہا کہ زہر اس لئے ڈالا تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو ہلاک ہو جائیں گے اور ہم نجات پا جائیں گے اور اگر آپ نبی ہوں گے تو زہر آپ کو نقصان نہیں دے گا۔ بیہقی وغیرہ میں ہے کہ اگر نبی ہوں گے تو اللہ آپ کو اطلاع کر دے گا۔ صحیحین میں ہے کہ آپ نے وہ گوشت کھایا تھا اور اس کا اثر تا زندگی آپ کے تالو وغیرہ میں پایا جاتا تھا، ابوداؤد میں ہے کہ آپ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت نے بھی کھایا تھا پھر آپ نے فرمایا کہ ہاتھ اس سے اٹھا لو کیونکہ اس میں زہر پڑا ہوا ہے، پھر صحابہ میں سے چند لوگ انتقال کر گئے اور آپ بچ گئے لیکن اس کی تکلیف کا اثر پایا جاتا تھا، اس وجہ سے کئی بار آپ نے شانے پر پچھنا بھی لگوایا۔ (۱)

ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے مرض الموت میں بشر بن براء بن معرور کی والدہ آپ کی عیادت کے لئے گئیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے بشر کی ماں! وہ زہر آمیز گوشت جو میں نے تمہارے شوہر کے ساتھ خیبر میں کھایا تھا اس سے اس وقت میں اپنے شہ رگ کے کٹنے کی تکلیف محسوس

---

(۱) البدایہ ۴/۱۰۸

Marfat.com

کرتا ہوں۔ آپ کے اسی کلمے کی وجہ سے عام مسلمان سمجھے کہ آنحضرت ﷺ نے نبوت ورسالت کے اعزاز کے ساتھ شہادت کا اعزاز بھی حاصل فرمایا ہے۔ (۱)

عیینہ بن حصن کا خواب اور نبی ﷺ کی صداقت

واقدی نے ذکر کیا ہے، کہ رسول اللہ ﷺ خیبر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو عیینہ بن حصن نے اپنے اسلام سے پہلے ایک خواب دیکھا جس سے اس کو لالچ ہوا کہ محمد ﷺ سے جنگ کر کے آپ پر غالب آ جائے گا۔ لیکن جب خیبر آیا تو اپنے خواب کے برعکس دیکھا کہ آپ خیبر فتح کر چکے ہیں، پس کہنے لگا اے محمد! آپ نے میرے حلیفوں (خیبر کے یہودیوں) سے جو مال غنیمت حاصل کیا ہے اس میں سے مجھے بھی دیجئے، آپ نے فرمایا تمہارے لئے ذوالرقیبہ یعنی وہ پہاڑ ہے جو تم نے اپنے جھوٹے خواب میں دیکھا، یہ سن کر وہ واپس چلا گیا راستے میں حارث بن عوف سے ملاقات ہوئی اس نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں بتایا تھا کہ تمہارا مقصد (محمد ﷺ کو مغلوب کرنے کا) پورا نہیں ہوگا، واللہ ایک نہ ایک دن محمد ﷺ مشرق سے مغرب تک غالب آ جائیں گے، خود میں نے یہود کے عالموں سے یہ بات سنی ہے، میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے ابو رافع سلام بن حقیق یہودی کو کہتے ہوئے سنا ہے، کہ نبوت بنی ہارون سے نکل کر بنی اسماعیل یعنی محمد ﷺ کے پاس چلی گئی اس لئے ہم لوگ انؐ سے حسد کرتے ہیں، یہودی میری بات نہیں مانیں گے حالانکہ وہ نبی مرسل ہیں ہمارے لئے ان کی جانب سے دو مقتول ہیں، پہلا مدینہ میں (کعب بن اشرف) اور دوسرا خیبر میں (خود ابو رافع) اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی، وہ روئے زمین کے مالک ہو جائیں گے، مجھے پسند نہیں کہ یہودی میری یہ بات جان سکیں۔ (۲)

اہل فدک سے مصالحت

خیبر پہنچنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے محیصہ بن مسعودؓ کو اہل فدک کے پاس دعوت اسلام کیلئے بھیج دیا تھا لیکن انہوں نے اسے رد کر دیا۔ ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیبر فتح کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے فدک کے یہود کے دلوں میں آپ کا رعب ڈال دیا اس لئے مجبور ہو کر انہوں نے آپ کے پاس

---

(۱) ابن ہشام ۲/ ۳۳۸

(۲) البدایہ ۴/ ۲۱۱، زاد المعاد ۲/ ۱۳۹

Marfat.com

اپنا وفد روانہ کیا کہ جس شرط پر اہل خیبر سے مصالحت ہوئی ہے ہمیں بھی اسی شرط پر برقرار رکھیں، آپ نے ان کی یہ درخواست قبول فرمالی اور مصالحت طے پا گئی چونکہ مسلمانوں کو یہاں جنگ نہیں کرنی پڑی تھی اس لئے فدک پورا کا پورا رسول اللہ ﷺ کی ملکیت میں آ گیا۔(۱)

خیبر سے مدینہ تک

امام احمد نے زید بن خالد جہنی سے روایت کی ہے کہ خیبر کے دن آنحضرت ﷺ کے صحابہ میں سے بنو اشجع کے ایک آدمی انتقال کر گئے ان کے جنازے کے تیاری کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا (میں تو نہیں جاؤں گا) تم جا کر پڑھ دو، صحابہ کو یہ بات ناگوار گذری تو آپ نے فرمایا تمہارے اس صاحب نے مال غنیمت سے خیانت کی ہے، لوگوں نے تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ پوتھ کا ایک بار ہے جس کی قیمت مشکل سے دو درہم کے برابر ہوگی۔ (البدایہ ۴/۲۱۲)

اس کے برخلاف کھانے پینے کی چیز حسب ضرورت لینا جائز ہے جیسا کہ عبداللہ بن مغفل مزنی نے اپنا واقعہ بیان کیا ہے کہ خیبر کے دن میں نے چربی کی ایک کپی اٹھا لی ہے کر چلا تو تقسیم کرنے والے مال غنیمت کا عامل اسے چھیننے لگا۔ آنحضرت ﷺ دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا چھوڑ دو اسے جانے دو پس میں نے اپنے خیمے میں دوسرے ساتھیوں کے ساتھ مل کر کھایا۔(۲)

بنو فزارہ کی جنگی تیاری اور فرار

بیہقی نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیبر سے ہوئے تو بنو فزارہ کے لوگوں نے آپ سے لڑائی کا ارادہ کیا اور اس کے لئے تیاری بھی کر لی، آپ کو معلوم ہوا تو ان کے پاس خبر بھیجی کہ فلاں مقام پر آتے ہیں تم بھی آجاؤ، بنو فزارہ نے آپ کی آمادی کا حال سنا تو ہمت ہار گئے اور بھاگ کر لاپتہ ہو گئے۔(۳)

مقام صہباء میں رکھوالی

صہباء خیبر سے تقریباً ۹ میل پر واقع ہے وہاں پہنچے تو آپ کے لئے ایک قبہ نصب کیا گیا ام سلیم نے حضرت صفیہؓ کو آراستہ کر کے آپ کے خیمہ میں پیش کر دیا۔ تو حضرت ابوایوب پوری رات تلوار لئے ہوئے قبے کے اردگرد چوکیداری کرتے رہے، رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم نہ تھا، جب آپ تہجد کے وقت بیدار

---

(۱) ابن ہشام ۲/۳۵۳ (۲) البدایہ ۴/۱۹۵

(۳) البدایہ ۴/۲۱۲

Marfat.com

ہوئے تو پوچھا۔ ابوایوبؓ کیا بات ہے، کہنے لگے یارسول اللہ! اس عورت کے باپ، شوہر اور قوم کو آپ نے قتل کیا ہے یہ بھی ابھی نومسلمہ ہے، اسلئے مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ آپ کو کسی جانب سے تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ آپ نے خوش ہوکران کے لئے دعا فرمائی۔ اللهم احفظ ابا ايوب كما بات يحفظني اے اللہ! ابوایوبؓ کی حفاظت فرما جیسا کہ انہوں نے پوری رات میری حفاظت کی ہے۔ (۱)

وادی القریٰ میں ورود اور جنگ

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ہم نے خیبر فتح کیا تو وہاں مال غنیمت میں سونا چاندی نہیں بلکہ گائے بیل اونٹ مختلف سامان اور زمین و باغات حاصل ہوئے، پھر ہم وہاں سے لوٹ کر وادی القریٰ آئے (یہ خیبر کی بنسبت مدینہ کے قریب پڑتا ہے) تو ہم جنگ کے لئے تیار نہ تھے لیکن یہودیوں نے اچانک تیر اندازی شروع کر دی، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کا مدعم نامی ایک کالا غلام تھا۔ جسے رفاعہ بن زید بن وہبؓ نے ہدیہ میں دیا تھا وہ آپ کی اونٹنی کا کجاوہ اتار رہا تھا اتنے میں اس کو ایک اجنبی تیر آ کر لگ گیا، صحابہ نے کہا اس کے لئے شہادت اور جنت مبارک ہو، آپ نے فرمایا بلکہ وہ چادر جو اس نے خیبر میں بلاتقسیم مال غنیمت سے خیانت کر کے لے لی تھی اس پر آگ بھڑکا رہی ہے۔

صحابہ نے آپ کی یہ بات سنی تو ایک صاحب جوتے کا ایک تسمہ یا دو تسمہ لے کر آئے اور عرض کرنے لگے یہ حقیر چیز میں نے بھی رکھ لی تھی، آپ نے فرمایا یہ آگ دوزخ کے اسباب میں سے ہے۔ (۲)

واقدی نے ذکر کیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لشکر کو ترتیب دی، صحابہ کی صفیں درست فرمائی اپنا علم سعد بن عبادہؓ کو دیا، ان کے علاوہ ایک جھنڈا حباب بن منذرؓ کو ایک سہل بن حنیفؓ کو اور ایک عباد بن بشرؓ کو عنایت فرمایا۔ پھر یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی اور فرمایا اگر اسلام لاؤ گے تو اپنا مال اور اپنا خون سب بچالو گے اور تمہارا حساب اللہ پر ہوگا۔ لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا بلکہ ان کا ایک شخص مقابلہ کے لئے نکل پڑا۔ اسے حضرت زبیر بن عوامؓ نے آگے بڑھ کر قتل کر دیا۔ ایک آدمی پھر نکلا تو اسے حضرت علی بن ابی طالبؓ نے قتل کر دیا۔ یہاں تک کہ ان کے ۱۱/ آدمی مارے گئے اور جب ان میں سے ایک کو قتل کیا جاتا تو باقی کو اسلام کی دعوت دی جاتی اور نماز کا وقت آتا تو نماز پڑھنے کے بعد پھر ان میں اسلام کی دعوت دی جاتی لیکن شام تک جنگ ہوتی رہی، انہوں نے اسلام قبول نہ کیا، دوسرے دن آفتاب

(۱) ابن ہشام ۲/ ۳۳۹ (۲) بخاری ۲/ ۶۰۸، البدایہ ۴/ ۲۱۸

Marfat.com

صبح کو ایک نیزے کے برابر ہی چڑھا تھا کہ ان لوگوں نے شکست تسلیم کر لی اور اپنا سب کچھ مسلمانوں کے قبضہ میں دے دیا۔ اللہ نے وہاں بہت زیادہ مال غنیمت اور سروسامان سے مسلمان کو مالا مال کر دیا۔ وہاں رسول اللہ ﷺ ۴ یوم تک مقیم رہے۔ صحابہ میں مال غنیمت کو تقسیم فرمایا اور اہل خیبر کی طرح زمین ونخلستان پر عامل بنا کر انہیں کے قبضے میں رہنے دیا۔(۱)

تیماء

تیماء میں بھی یہودی آباد تھے جب انہوں نے سنا کہ خیبر، فدک اور وادی القری کے یہودیوں نے ہتھیار ڈال دیا اور مصالحت کر لی ہے تو انہوں نے بھی مصالحت کی پیش کش کی۔ جزیہ دینے پر راضی ہوئے اس لئے دیگر یہود کی طرح اپنے اموال پر برقرار رکھے گئے اور جب حضرت عمرؓ کا دور خلافت آیا تو آپ نے خیبر اور فدک والوں کو جلاوطن کر دیا لیکن تیماء اور وادی القری والوں کو برقرار رکھا اس لئے کہ یہ دونوں حدود شام میں پڑتے تھے۔ معلوم ہو کہ وادی القری اور اس کے آگے کے تمام علاقے حدود شام میں داخل ہیں اور اس کے اس طرف سے مدینہ منورہ تک سب حجاز میں پڑتے ہیں۔(۲)

فجر کی نماز طلوع آفتاب کے بعد

محدث ابو داؤد نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ خیبر سے لوٹتے ہوئے ایک رات رسول اللہ ﷺ بڑی دیر تک چلتے رہے، آخری رات میں جب ہمیں نیند لگنے لگی تو اتر پڑے اور بلالؓ سے فرمایا (ہم سوتے ہیں) تم رات کی حفاظت کرنا، ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ بلالؓ جاگتے رہے لیکن آخر میں انہوں نے اپنی سواری پر ٹیک لگا لیا، تھوڑی سی سستی آئی اور آنکھ لگ گئی۔ نبی ﷺ اور تمام صحابہ انہیں کے اعتماد پر سوتے رہے یہاں تک کہ آفتاب نکل آیا، پھر سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور گھبرا کر فرمایا بلالؓ کیا بات ہے تم نے کیوں نہیں جگایا؟ بلالؓ نے کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میرے نفس کو اسی ذات نے پکڑ لیا جس نے آپ کے نفس کو پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو پھر آپ نے وہاں سے سواری کچھ آگے بڑھا دی پھر اتر کر وضو کیا۔ بلالؓ نے اقامت کہی اور فجر کی نماز اسی طرح جس طرح ہمیشہ پڑھتے تھے اسی طرح پڑھی اس کے بعد ارشاد فرمایا، جسے نماز سے چوک ہو جائے اس کو جب بھی یاد آئے پڑھ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ﴾ یعنی نماز میری یاد کے لئے قائم کرو۔

---

(۱) البدایہ ۴/۲۱۸، زاد المعاد ۲/۱۴۶ (۲) البدایہ ۴/۲۱۸

Marfat.com

امام مسلم نے یہ واقعہ اسی طرح عبداللہ بن وہب سے روایت کیا ہے لیکن ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ یہ واقعہ حدیبیہ سے لوٹتے ہوئے پیش آیا ہے اور واقدی نے ابوقتادہؓ سے ذکر کیا ہے کہ ایسا واقعہ تبوک سے لوٹتے ہوئے پیش آیا تھا۔ اسی لئے حافظ بیہقی وغیرہ نے کہا ہے کہ احتمال ہے کہ قصہ ایک مرتبہ کے بجائے دو یا تین مرتبہ ہو گیا ہو۔ (۱)

غزوۂ ذات الرقاع ۷ھ

غزوۂ خیبر کے بعد نجد کی جانب بنو محارب و بنو ثعلبہ بن غطفان کی سرکوبی ضروری تھی کیونکہ ابھی تک ان کی اجتماعی قوت پر ضرب نہیں لگی تھی ان کی طرف سے لوٹ مار اور شرارت کا خطرہ ہمیشہ لگا رہتا تھا لہٰذا ان سے نمٹنے کے لئے نبی علیہ ﷺ نے خصوصی اقدام ضروری سمجھا۔

ابن اسحاق وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ غزوۂ ذات الرقاع غزوۂ بنو نضیر کے بعد ہی ۴ یا ۵ ہجری میں پیش آیا ہے لیکن امام بخاری اور دیگر محققین اہل سیر کا رجحان یہی ہے کہ یہ غزوۂ خیبر کے بعد وقوع پذیر ہوا کیونکہ ابو موسیٰ اشعریؓ اور ابو ہریرہؓ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اس غزوہ میں شریک تھے اور ان دونوں کا فتح خیبر کے بعد آنا مسلم ہے، پس اس غزوہ کا خیبر کے بعد واقع ہونا ظاہر و باہر ہو گیا۔

وجہ تسمیہ

ابن ہشام کہتے ہیں کہ چونکہ مسلمانوں نے اس میں اپنے جھنڈوں کو پیوند لگایا تھا اس لئے اس کا نام ذات الرقاع پڑ گیا یعنی پیوند والا غزوہ، بعضے کہتے ہیں کہ وہاں ذات الرقاع نامی ایک درخت تھا اس لئے اس کا یہ نام پڑا، واقدی کہتے ہیں کہ وہاں ایک پہاڑ تھا جس کا بعض مقام پیوند کی طرح سرخ بعض سیاہ اور بعض سفید تھا اس لئے اسے ذات الرقاع کہا گیا اور حدیث بخاری ص ۵۹۲ و مسلم ص ۱۱۸ وغیرہ میں ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ تکلیف اور گرمی کی شدت تھی، ہم ۶ آدمی ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے یہاں تک کہ ہمارے پاؤں کٹ گئے اور ہم نے ان پر چیتھڑے لپیٹ لئے اس لئے اس کا نام ذات الرقاع رکھا گیا، امام نووی لکھتے ہیں کہ وجہ تسمیہ میں یہ تمام احتمالات ممکن ہیں۔

اس غزوہ میں آپ علیہ ﷺ ابو ذرؓ یا عثمان غنیؓ کو مدینہ پر عامل بنا کر ۴ سو یا ۷ سو صحابہ کے ساتھ نکلے اور مدینہ سے دو یوم کے فاصلہ پر ایک مقام پر اترے جس کا نام نخل تھا، وہاں بنو غطفان کی ایک جماعت سے

(۱) البدایہ ۴/۲۱۳

Marfat.com

ملاقات ہوئی وہاں جنگ تو نہیں ہوئی لیکن دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے مقابل اور قریب تھیں اور دونوں جانب سے حملے کا خطرہ تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے وہاں خوف کی نماز پڑھائی جس کا طریقہ یہ تھا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت دشمن کے مقابلہ میں کھڑی رہتی اور ایک جماعت آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک رکعت پڑھتی پھر آپ دوسری رکعت کے لئے کھڑے رہتے اور آپ کے پیچھے والی جماعت دوسری رکعت خود پوری کر کے سلام پھیرنے کے بعد دشمن کے مقابلہ میں چلی جاتی اور جو جماعت پہلے سے دشمن کے مقابلہ میں ہوتی وہ آجاتی اور آپ کی امامت میں دوسری رکعت پڑھتی پھر آپ بیٹھے رہ جاتے اور یہ لوگ اٹھ کر اپنی دوسری رکعت پوری کر کے بیٹھتے پھر رسول اللہ ﷺ سلام پھیرتے تو یہ لوگ بھی ساتھ ہی سلام پھیرتے، پس رسول اللہ ﷺ اور تمام صحابہ کی دو دو رکعتیں ہو جاتیں۔ اس کے علاوہ بعض اوقات میں آپ نے دونوں جماعتوں کو دو دو رکعتیں پڑھائیں جس سے آپ کی ۴ رکعتیں ہو جاتیں اور صحابہ کی دو دو رکعتیں ہوتیں۔(۱)

غورث بن حارث کے ہاتھ سے تلوار گر گئی

اسی غزوہ کا ذکر ہے کہ ایک آدمی جس کا نام غورث تھا۔ (بعضوں نے دعثور بھی لکھا ہے) اس نے اپنی قوم غطفان و محارب سے کہا کیا میں تمہارے لئے محمد ﷺ کو قتل نہ کر دوں؟ انہوں نے پوچھا کیسے قتل کرو گے اس نے کہا غفلت میں، چنانچہ وہ اسی ارادہ بد سے عین دوپہر کے وقت آیا جب کہ صحابہ آپ کو ایک سایہ دار درخت کے نیچے کر کے خود دوسرے درختوں کی طرف متفرق ہو گئے تھے اور آپ ﷺ اپنی تلوار درخت میں لٹکا کر سو گئے، اتنے میں غورث بن حارث آیا اور آپ کی تلوار ہاتھ میں لے کر میان سے کھینچ لیا اور حرکت دینے لگا لیکن معاً آپ بھی بیدار ہو گئے۔ اس نے کہا اے محمد ﷺ! آپ مجھ سے ڈرتے نہیں؟ فرمایا نہیں! میں تم سے نہیں ڈرتا۔ اس نے کہا میرے ہاتھ میں تلوار ہے پھر بھی نہیں ڈرتے!! فرمایا نہیں کیونکہ اللہ مجھے بچائے گا۔ یہ کہتے ہی تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی، پس رسول اللہ ﷺ نے اٹھایا اور فرمایا اب تجھے کون بچائے گا۔ اس نے کہا اب مجھے کوئی نہیں بچا سکتا لیکن یہ کہ آپ بہترین گرفت کرنے والے ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا تم لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دیتے ہو۔ اس نے کہا نہیں، لیکن میں معاہدہ کرتا ہوں کہ آپ کے ساتھ کبھی جنگ نہیں کروں گا، نہ جنگ کرنے والوں کا ساتھ دوں گا پھر خود ہی مسلمان ہو گیا

---

(۱) بخاری ۲/ ۵۹۲، البدایہ ۴/ ۸۳

Marfat.com

اپنی قوم کے پاس گیا اور کہا آج میں سب سے زیادہ بہترین آدمی کے پاس سے آیا ہوں۔ایک روایت میں ہے کہ غورث اس واقعہ کے بعد تھوڑی دیر حضور ﷺ کے پاس بیٹھا رہا، آپ ﷺ نے صحابہؓ کو بلا کر واقعہ بیان کیا تو صحابہؓ اس کو جھڑکنے لگے، لیکن آپ نے معاف کر کے چھوڑ دیا۔واقدی نے روایت کی ہے کہ اس کے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے اس کے قوم کی ایک بڑی جماعت مسلمان ہو گئی۔(۱)

نماز کی حالت میں تیر

اس غزوہ سے واپسی میں مسلمانوں نے ایک مشرکہ عورت کو قید کر لیا تھا۔عورت خوبصورت تھی اس کا شوہر اس سے بہت محبت کرتا تھا اس کو معلوم ہوا تو اس نے کہا آج مسلمانوں کا خون بہائے بغیر نہ لوٹوں گا۔ چنانچہ اس نے مسلمانوں کا پیچھا کیا اور نشانات کا پتہ لگاتے ہوئے آدھمکا، رات میں رسول اللہ ﷺ نے ایک وادی میں قیام فرمایا اور عمار بن یاسرؓ اور عباد بن بشرؓ کو نگہبانی کے لئے گھاٹی کے سرے پر مقرر کر دیا۔ حضرت عمارؓ نے اپنے ساتھی سے کہا، شروع رات میں تم جاگو، اس کے بعد آخر میں میں جاگوں گا، عمارؓ سو گئے اور عباد بن بشرؓ انصاری نماز پڑھنے لگے اتنے میں وہ کافر آ گیا اور عباد کو دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا کہ یہ لوگوں کا محافظ ہے۔چنانچہ حالت نماز میں مسلسل تیر آنے لگا تو میں نے جلدی سے رکوع وسجدہ کر کے آپ کو جگا دیا، بخدا اگر وادی کی حفاظت کے ضائع ہونے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں سورت ختم ہونے سے قبل ہرگز بند نہ کرتا چاہے جان چلی جاتی۔(۲)

اللہ کی رحمت کی ایک مثال

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ اس سفر میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اچانک ایک آدمی آپ کے اصحاب میں سے پرندے کا ایک بچہ پکڑ لایا، رسول اللہ ﷺ اسے دیکھ رہے تھے، پس اس چڑیے کے ماں باپ دونوں یا صرف اس کی ماں اس آدمی کے سامنے آ کر لوٹنے لگی، لوگ یہ واقعہ دیکھ کر تعجب کر رہے تھے، آپ نے فرمایا تم اس پرندے کی محبت سے تعجب کرتے ہو؟ خدا کی قسم تمہارا رب تمہارے ساتھ اس پرندے سے بھی زیادہ رحیم ہے۔(۳)

حضرت جابرؓ کا اونٹ

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ ذات الرقاع سے لوٹتے ہوئے میرا کمزور اونٹ تھک کر بیکار

---

(۱) بخاری ۲/۵۹۳، فتح الباری ۱۶/۷۶، البدایہ ۴/۸۴ (۲) البدایہ ۴/۸۵ (۳) البدایہ ۴/۸۶

Marfat.com

ہو گیا تھا اسی وجہ سے میرے تمام ساتھی آگے بڑھ گئے اور میں پیچھے رہ گیا۔ رسول اللہ ﷺ پیچھے آ رہے تھے، آپ سے ملاقات ہوئی تو فرمایا، جابرؓ! کیا بات ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرا اونٹ چلتا ہی نہیں، فرمایا اس کو بیٹھاؤ، آپ ﷺ نے بھی اپنی اونٹنی بیٹھا دی، پھر لکڑی مانگی اور اس کو چند چونکا لگا کر اکسایا۔ پھر فرمایا کہ اب سوار ہو جاؤ، میں سوار ہوا تو وہ اس قدر تیز چلا کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کا مقابلہ کرنے لگا بلکہ آگے بڑھ گیا، میں اس کی نکیل پکڑ کر کھینچتا تھا تا کہ آپ کا ساتھ نہ چھوٹے، اس کے بعد آپ سے کچھ باتیں ہونے لگیں، دوران گفتگو آپ نے فرمایا، جابرؓ! یہ اونٹ بیچو گے، میں نے کہا نہیں بلکہ آپ کو ویسے ہی دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ویسے نہیں لوں گا تم بیچ دو، میں نے پوچھا کیا قیمت دیں گے؟ فرمایا ایک درہم، میں نے کہا پھر تو بڑا گھاٹا ہوگا، پس آپ نے قیمت بڑھاتے بڑھاتے ۴۰ درہم تک لگایا، بعض روایت میں ہے ۲۰۰ درہم اور بعض میں ۴ دینار تک ہے۔ بہرحال ان میں سے کسی پر بات طے ہوگئی، پھر آپ نے پوچھا جابرؓ کیا تم نے شادی کر لی، میں نے عرض کیا کر لی، پوچھا کنواری سے یا ثیبہ سے، عرض کیا ثیبہ سے، فرمایا، کنواری سے کیوں نہیں کیا کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیل کرتی، میں نے کہا کہ میرے والد جنگ احد میں شہید کر دیئے گئے انہوں نے سات بیٹیاں چھوڑی تھیں تو میں نے ایسی عورت سے شادی کی جو ان کی دیکھ ریکھ کر سکے، آپ نے فرمایا ان شاء اللہ بہتر رہے گا۔ پھر آپ نے صرار میں (جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے) پہنچ کر ایک روز قیام کیا وہاں ایک گائے ذبح کر کے لوگوں میں تقسیم فرمائی، دوسرے دن جب ہم گھر پہنچے تو بیوی سے اونٹ بیچنے کا قصہ ذکر کیا، اس نے کہا بیع کا جو عہد کیا ہے پورا کرو، میں اونٹ کو پکڑ کر آپ کے دروازے پر لے گیا۔ وہاں باندھ کر مسجد میں ہو رہا، اونٹ دیکھ کر آپ نے پوچھا یہ کون لایا ہے، لوگوں نے میرا نام بتایا۔ آپ نے مجھے بلایا میں حاضر ہوا تو بلالؓ سے فرمایا ان کو قیمت بھی زیادہ ہی دے دو اور اونٹ بھی واپس کر دو، میں قیمت اور اونٹ دونوں اپنے گھر واپس لایا اور وہ زیادتی جو آپ نے عطا فرمائی تھی، تبرکاً اپنے پاس رکھے رہا، اس کی برکت سے میرا مال بڑھتا رہا، یہاں تک کہ وہ حرہ کی جنگ میں ختم ہوا۔ (۱)

مسائل

امام نووی لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے بہت سے مسائل ثابت ہوتے ہیں۔ اول اونٹ کے تیز تر ہو جانے سے آپ کے معجزے کا ظہور، دوم جو اپنا سامان بیچنے کی خواہش نہ رکھتا ہو اس سے بیع کی طلب،

---

(۱) مسلم ۲/۲۹، البدایہ ۴/۸۶

Marfat.com

تیسرے خرید وفروخت میں قیمت کم وبیش کرانے کا جواز، چوتھے بڑے کا اپنے چھوٹے سے حالات کی دریافت، پانچویں باکرہ سے نکاح کا استحباب، چھٹے میاں بیوی کی ملاعبت۔ ساتویں لڑکیوں اور بچیوں کے مصالح کے پیش نظر غیر باکرہ سے شادی، آٹھویں سفر سے پہنچ کر مسجد میں جانا اور کم از کم دو رکعت نماز شکر، نویں کسی کو بھلی بات بتانے کا استحباب۔ دسویں طے شدہ قیمت سے بڑھا کر دینے کا استحباب، گیارہویں قیمت کا دینا اور وزن کا بائع کے ذمہ ہونا، بارہویں صالحین کے آثار سے تبرک، تیرہویں امیر کی اجازت سے اہل لشکر کا آگے بڑھ جانا۔ چودہویں ادائے حقوق کیلئے کسی کو وکیل بنانا وغیرہ۔(۱)

خیبر کے بعد چند فوجی دستے

فتح خیبر کے بعد بھی عرب کے بعض قبائل مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے، بعض لٹیرے اسلام کو اپنے حق میں خطرہ سمجھ کر جنگی تیاریاں کر رہے تھے اور دوسروں کو بھڑکا رہے تھے اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تادیب ضروری سمجھی، چنانچہ حافظ بیہقی نے دلائل میں خیبر کے بعد اور عمرۃ القضاء سے پہلے چند سرایا و بعوث کا ذکر کیا ہے، ان میں سے بعض کی تاریخ وسنہ واضح نہیں ہے، سرایا کی تاریخیں رحمۃ للعالمین سے لی گئی ہیں اور ان واقعات کا حوالہ الگ الگ درج کیا گیا ہے، سلسلہ وار ملاحظہ فرمائیں۔

۱-سریہ ابوبکر صدیقؓ بروایت سلمہ بن اکوع: یہ سریہ بنو فزارہ کی طرف بھیجا گیا تھا جو اپنا مفوضہ کام پورا کر کے وقت پر واپس آ گیا، اس کی تفصیل اسی کتاب میں حدیبیہ کے بیان سے قبل گذر چکی ہے، ملاحظہ فرمائیں۔(۲)

۲-سریہ عمر بن الخطابؓ: قبیلہ ہوازن کے مقام تربہ کی طرف جو مکہ سے ۴ میل پر واقع ہے، ۳۰ سواروں کے ساتھ بھیجے گئے۔ آپ کے ساتھ بنو ہلال کا ایک راہبر بھی تھا۔ آپ رات کو سیر کرتے اور دن میں چھپے رہتے جب وہاں پہنچے اور ہوازن والوں کو خبر ہوئی سب بھاگ کر نکل گئے، راہبر نے پوچھا کہ آپ قبیلہ خثعم سے جنگ نہیں کریں گے؟ فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کے سوا کسی سے جنگ کا حکم نہیں دیا ہے اس لئے واپس آ گئے۔(۳)

۳-سریہ غالب بن عبداللہ لیثیؓ: بنو ملوح نے بشیر بن سوید کے ساتھیوں کو قتل کر دیا تھا ان کی تنبیہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سریہ صفر ۸ھ میں روانہ فرمایا۔ یہ لوگ مقام کدید یا قدید میں پہنچے تو حرث

(۱) مسلم ۲/۳۰ (۲) البدایہ ۴/۲۲۰ (۳) البدایہ ۴/۲۲۱

Marfat.com

بن مالک بن برصاء لیثی کو گرفتار کر لیا۔ لیکن انہوں نے بتایا کہ میں اسلام قبول کرنے کیلئے آیا ہوں، مسلمانوں نے کہا کہ اگر تم دراصل اسلام کی خاطر آئے ہو تو ایک دن و رات کی گرفتاری کچھ مضر نہ ہوگی اور اگر بری نیت سے آئے ہو تو ہم تم سے محفوظ رہیں گے، پھر ان کو باندھ کر ایک حبشی غلام کے سپرد کر دیا اور کہا کہ اگر یہ تم سے جنگ کرے تو سر جدا کر دینا، غرض اسے یہیں چھوڑ کر شام کو وادی قدید میں پہنچے اور جندب بن مکیث جہنی کو حالات معلوم کرنے کیلئے ایک ٹیلے پر بھیج دیا۔ بنو ملوح کے ایک آدمی کو شبہ گزرا کہ ٹیلے پر کوئی اجنبی آدمی چھپا ہوا ہے، اس نے یکے بعد دیگرے دو تیر چلائے جو ان کی پیشانی پر لگے لیکن انہوں نے کوئی حرکت کئے بغیر تیر نکال دیا، جب اہل قدید مطمئن ہو کر سو گئے تو مسلمانوں نے رات کو چھاپا مارا اور ان میں سے بعض کو قتل کر کے ان کے چوپایوں کو ہانک لائے۔ اہل قدید نے شور مچایا اور ایک بڑی تعداد میں ان کا پیچھا کیا، مسلمان بھاگ کر وادی سے آگے حرث بن مالک کے پاس پہنچے جہاں وہ بندھے ہوئے تھے ان کو ساتھ لے کر وادی سے نکلے ہی تھے کہ دشمن پہنچ گئے لیکن اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ وادی سیلاب سے بھر گئی حالانکہ اس سے پہلے کوئی بارش دیکھنے میں نہیں آئی تھی، یہ سیلاب مسلمانوں کے حق میں مفید ثابت ہوا، دشمن انہیں دیکھ رہے تھے لیکن پانی کی کثرت سے مجبور ہو گئے اور مسلمان صحیح سالم بدلے کر واپس آ گئے۔ (۱)

۴- سریہ زید بن حارثہؓ یا سریہ حسمی: یہ سریہ جمادی الاخری ۶ھ میں پانچ سو آدمیوں کے ساتھ بنو جذام کی طرف بھیجا گیا کیونکہ دحیہ کلبی قیصر روم کے پاس سے جو تحائف لا رہے تھے اس کو ہنید بن عوص جذامی وغیرہ نے لوٹ لیا تھا، اس کے بدلے اس سریہ کے ہاتھوں ہنید اور اس کا بیٹا قتل کیا گیا۔ یہ باقی واقعہ ہرقل کے نام مکتوب نبوی کے بیان کے تحت مذکور ہو چکا ہے وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

۵- سریہ حرقہ یا سریہ اسامہ بن زیدؓ یا سریہ غالب بن عبداللہ لیثی: یہ سریہ رمضان ۷ھ میں قبیلہ جہینہ کے مقام حرقہ یا حرقات کی طرف بھیجا گیا۔ امیر لشکر نے یہاں پہنچ کر مختلف اطراف میں ۱۰۰۰ آدمیوں کو ایک ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب میں تکبیر کہوں تو تم بھی کہو اور یلغار کر دو، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مال غنیمت میں بکثرت بکریاں اور چوپائے ہاتھ لگے۔

امام احمد نے اسامہ بن زیدؓ سے روایت کی ہے کہ اس جنگ میں ایک آدمی اپنی قوم کے ساتھ آتا تو سخت لڑائی کرتا اور جب قوم کے لوگ بھاگتے تو ان کی حمایت کرتا، پس اچانک میں نے اور انصاری نے

---

(۱) البدایہ ۴/۲۲۲

Marfat.com

اسے گھیر لیا لیکن اس نے فوراً لا الہ الا اللہ کہہ دیا یہ کلمہ سن کر انصاری نے اسے چھوڑ دیا لیکن میں نے اسے قتل کر دیا یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو ملی تو آپ سخت برہم ہوئے اور فرمایا، اے اسامہؓ تم نے لا الہ الا اللہ کہنے والے کو کیسے قتل کر دیا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کلمہ اس نے جان بچانے کے لئے کہا تھا۔ فرمایا کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا پھر مجھے بار بار ملامت فرماتے رہے، یہاں تک کہ میں نے تمنا کیا کہ کاش آج ہی اسلام لایا ہوتا پھر میں نے آپ سے عہد کیا کہ آئندہ کبھی ایسا کام نہیں کروں گا۔ (۱)

۶- سریہ بشیر بن سعد انصاریؓ: یہ سریہ ۳۰ سواروں کے ساتھ شوال ۷ھ میں بنو مرہ کی طرف بھیجا گیا جو فدک کے ناحیہ میں پڑتے تھے، مسلمان ان کی بکریوں اور اونٹوں کو ہانک لائے لیکن رات میں انہوں نے حملہ کیا، بڑی سخت لڑائی ہوئی، مسلمانوں کے تیر ختم ہو گئے تھے جو بھاگ سکے وہ بھاگ نکلے جو باقی بچے قتل کر دیئے گئے، حضرت بشیرؓ زخمی حالت میں کسی صورت سے بچ کر فدک میں ایک یہودی کے یہاں پناہ گزیں ہوئے اور زخم اچھا ہوا، تو مدینہ لوٹ آئے۔ (۲)

۷- سریہ عبداللہ بن رواحہؓ: یہ سریہ ۳۰ سواروں کے ساتھ خیبر بھیجا گیا تھا، اس کا مکمل بیان خیبر کے ابتدائی واقعہ میں گزر چکا ہے۔ ناظرین وہیں ملاحظہ فرمائیں۔ بعضوں نے اس کو شوال ۷ھ کے سرایا میں ذکر کیا ہے لیکن صحیح نہیں معلوم ہوتا، واللہ اعلم۔

۸- سریہ بشیر بن سعد بن ثعلبہ انصاری خزرجیؓ: یہ سریہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے مشورہ کے مطابق شوال ۷ھ میں تین سو آدمیوں کے ساتھ بنو فزارہ و بنو عذرہ کے پاس بھیجا گیا، یہ لوگ خیبر کے قریب آباد تھے اور خیبر کی جنگ میں یہودیوں کی مدد کی تھی، چونکہ وہ اب بھی مسلمانوں کے مخالف تھے اس لئے ان کی سرزنش ضروری تھی، وہاں عربوں کی ایک جماعت سے ملاقات ہوئی اور تھوڑی سی جنگ کے بعد بہت سی بکریاں اور چوپائے ہاتھ آئے ان کے دو آدمی بھی گرفتار ہوئے جو مدینہ آ کر مسلمان ہو گئے اس سریہ کی رہبری کا فریضہ حسین بن نویرہ نے انجام دیا جو خیبر کے موقع پر نبی ﷺ کی رہبری کر رہے تھے۔ (۳)

۹- سریہ ابوحدرد اسلمی: یہ سریہ جشم بن معاویہ کے پاس غابہ کی طرف بھیجا گیا کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لڑائی کیلئے بنو قیس کو تیار کر رہا تھا، آپ نے اس کی سرزنش کے لئے ابوحدرد اسلمیؓ کو صرف دو

---

(۱) زاد المعاد ۲/ ۴۸۔ البدایہ ۴/ ۲۲۲ (۲) زاد المعاد ۲/ ۱۴۸، البدایہ ۴/ ۲۲۱
(۳) البدایہ ۴/ ۲۲۳

Marfat.com

آدمیوں کے ہمراہ روانہ فرمایا۔ یہ تینوں وہاں پہنچ کر رات میں چھپ گئے، اتفاق سے جشم بن معاویہ ایک چرواہے کی تلاش میں نکل کر ابو حدردؓ ہی کے پاس سے گزرا انہوں نے اس موقع کو غنیمت جان کر تیر سے حملہ کیا ان کا تیر اس کے دل پر اس طرح سے پیوست ہو گیا کہ جشم ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکا۔ حضرت ابو حدردؓ نے اس کا تن سر سے جدا کر کے نعرۂ تکبیر بلند کیا جس کے خوف سے اس کی قوم کے لوگ بھاگ نکلے اور ابو حدرد ان کے بہت سے اونٹ اور بکریاں مال غنیمت میں لا کر مدینہ حاضر ہو گئے ابو حدرد کو اپنی نئی شادی میں مہر کی ادائیگی کیلئے دو سو درہم کی ضرورت تھی، رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس رفع ضرورت کیلئے ۱۳ اونٹ عنایت فرمائے۔ (۱)

۱۰۔ سریہ محلم بن جثامہ: یہ سریہ آپ نے اضم کی طرف روانہ فرمایا، اس میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ ابو قتادہ انصاری اور محلم بن جثامہؓ وغیرہ تھے ان کے پاس سے عامر بن اضبط اشجعی گذرے اور اسلامی طریقے پر سلام کیا۔ تمام صحابہ انہیں مسلمان سمجھ کر رک گئے لیکن محلم سے کوئی پرانی عداوت تھی لہذا انہوں نے حملہ کر کے قتل کر دیا اور ان کا مال و متاع لے لیا۔ آنحضرت ﷺ کو خبر ہوئی تو فرمایا: کیا تم نے ایسے شخص کو قتل کر دیا جو ایمان باللہ کا قائل تھا۔

پھر خیبر کے سال عیینہ بن بدر، عامر بن اضبط کے قصاص کیلئے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: تم پچاس اونٹ ان کی دیت میں اس وقت لے لو اور پچاس اونٹ جب ہم مدینہ پہنچیں گے اس وقت لے لینا، عیینہ نے کہا ہم دیت کیا کریں گے۔ ہم تو عامر کے بدلے محلم کو قتل کریں گے تاکہ جس طرح ہماری عورتوں نے سوگ منایا ہے اسی طرح ان کی عورتیں بھی سوگ منائیں۔ ابھی عیینہ راضی نہیں ہوا تھا کہ اقرع بن حابس نے محلم کی حمایت میں کہا: اے عامر کی قوم رسول اللہ ﷺ مصالحت کی خاطر دیت دے رہے ہیں لیکن تم تسلیم نہیں کرتے اگر حضور ﷺ ناراض ہو گئے تو خدا تم سے ناراض ہو گا اور اگر حضور ﷺ نے لعنت کر دی تو خدا تم پر لعنت کرے گا، بخدا اگر تم نے دیت قبول نہ کی تو ہم بنو تمیم سے پچاس آدمیوں کو لائیں گے جو گواہی دیں گے کہ تمہارے مقتول نے کبھی نماز نہیں پڑھی ہے پس اس کا خون بدرا باطل ہو جائے گا، اس بحث و تکرار کے بعد وہ دیت پر راضی ہو گئے اور معاملہ درہم برہم ہو گیا۔

زاں بعد محلم کی قوم کے لوگ محلم کو آپ کے پاس لائے کہ ان کیلئے دعائے مغفرت فرما دیجئے، لیکن

---

(۱) البدایہ ۲۲۲/۴

Marfat.com

آپ نے دعا نہ فرمائی اور محلم روتے ہوئے واپس چلے گئے، چند ہی دنوں کے بعد محلم کا انتقال ہو گیا۔ لوگوں نے دفن کرنا چاہا تو زمین نے انہیں قبول نہیں کیا بلکہ ان کی لاش کو باہر پھینک دیا۔ آپ سے عرض کیا گیا تو فرمایا زمین ان سے برے کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تمہیں دکھا کر نصیحت کرنا چاہتا ہے۔

پھر لوگوں نے انہیں ایک پہاڑ پر ڈال کر پتھروں سے ڈھانک دیا، اور یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ﴾ الآية. اے ایمان والو! جب تم جہاد کے لئے نکلو تو جو شخص تم سے اسلام کا اظہار کرے اسے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو تم دنیا کی پونجی چاہتے ہو تو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں، اسی طرح پہلے تم بھی تھے، پس اللہ نے تم پر کرم فرمایا، لہذا اچھی طرح جانچ کر لیا کرو، اللہ تمہارے عملوں سے باخبر ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بعد میں اللہ کے رسول ﷺ نے ان کیلئے دعائے مغفرت بھی فرمائی۔ (۱)

۱۱- سریہ عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ: ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ﴿أُولُو الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ والی آیت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انصار میں سے ایک آدمی کو ایک سریہ کے ساتھ روانہ فرمایا، اہل سریہ نے کسی وجہ سے ان کو ناراض کر دیا تو انہوں نے حکم دیا کہ لکڑیاں جمع کرو، پھر آگ لگوائی، اور پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو حکم نہیں دیا ہے کہ اپنے امیر کی سنو اور اطاعت کرو، بولے ضرور حکم دیا ہے، کہا پھر تم سب اسی آگ میں داخل ہو جاؤ، یہ سن کر لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ بعض نے داخل ہونے کا ارادہ کر لیا، بعض رونے لگے اور کہا ہم آگ سے بچنے کیلئے ایمان لائے ہیں پھر آگ میں کیوں داخل ہوں، اس کے بعد ان کا غضب بھی ساکن ہو گیا اور آگ بھی بجھ گئی، جب لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور واقعہ بیان کیا، تو آپ نے فرمایا: امیر کی اطاعت معروف میں ہے، اللہ کی معصیت میں نہیں ہے اگر تم ان کے کہنے سے آگ میں داخل ہو گئے ہوتے تو پھر اس سے کبھی نہ نکلتے۔ (۲)

(نوٹ) (۱) اس سریہ کی تاریخ واضح نہیں ہے، بعضوں نے اسے ۹ھ میں لکھا ہے۔ لیکن زادالمعاد والبدایہ نے عمرۃ القضاء سے قبل ہی تحریر کیا ہے لہذا یہاں درج کیا گیا۔ (۲) حضرت علیؓ کی روایت میں

---

(۱) البدایہ ۴/۲۲۴، زادالمعاد ۲/۱۵۰ (۲) بخاری ۲/۶۲۲، مسلم ۲/۱۲۴

Marfat.com

رجل من الأنصار کا لفظ آیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سریہ کے امیر کوئی انصاری تھے چونکہ حضرت ابو حذیفہ بھی انصار میں سے نہ تھے اسی لئے بعضوں نے تاویل کی ہے کہ انصار سے مراد انصار مدینہ نہیں بلکہ ناصر رسول ہے۔ (۳) حضرت ابو حذافہ بہت پر مذاق تھے، چنانچہ بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے آگ میں کودنے کا حکم مزاحاً یا امتحاناً دیا تھا۔ (۴) آپ مہاجرین اولین میں سے ہیں خلافت فاروقی میں عیسائیوں کے ہاتھ گرفتار ہو کر ہرقل کے پاس لائے گئے اس نے عیسائی بنانے کی بڑی تدبیر کی لیکن اللہ نے آپ کو محفوظ رکھا۔ (۱)

عمرۃ القضاء

ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیبر سے مدینہ تشریف لائے اور وہاں ربیع الاول ۷ھ سے شوال ۷ھ تک مقیم رہ کر اطراف و جوانب میں مختلف فوجی دستے بھیجتے رہے۔ پھر ذی قعدہ ۷ھ میں عمرۃ القضاء کے لئے نکلے اور مدینہ پر عویف بن اضبط دیلی کو حاکم مقرر فرما دیا۔

وجہ تسمیہ

اسے عمرۃ القضاء اس لئے کہتے ہیں کہ کفار مکہ نے ذیقعدہ ۶ھ میں حدیبیہ کے موقع پر عمرہ سے روک دیا تھا تو آپ نے دوسرے سال اسی ماہ میں اس کی قضا فرمائی۔ بعضوں نے اس کو قضا کی بجائے مقاضات بمعنی مصالحت کے لیا ہے کیونکہ حدیبیہ کی مصالحت میں یہ بات طے پائی تھی کہ مسلمان اس سال لوٹ جائیں اور آئندہ سال آکر عمرہ کریں۔ چنانچہ اس کا نام عمرۃ الصلح بھی ہے۔ بعضوں نے اس کا نام عمرۃ القصاص بھی رکھا ہے۔ قصاص کے معنی بدلے کے ہیں۔ کفار نے آپ کو حرمت والے مہینہ ذیقعدہ میں عمرہ سے روکا تھا اس لئے آپ نے دوسرے سال اسی حرمت والے مہینہ میں اس کا بدلہ لے کر عمرہ فرمایا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ اسی پر اللہ تعالیٰ نے ﴿والحرمات قصاص﴾ والی آیت نازل فرمائی ہے۔

روانگی

ذی قعدہ ۷ھ کا چاند نکل آیا تو آپ نے اعلان فرمایا کہ جو لوگ حدیبیہ میں حاضر تھے عمرہ کی تیاری کریں نکلیں چنانچہ جو خیبر وغیرہ میں شہادت یا موت وغیرہ سے بچ گئے تھے سب نکل پڑے اور ان کے علاوہ

---

(۱) رحمۃ للعالمین حاشیہ ج۲ ص۲۰۵

Marfat.com

بھی بہت سے لوگ عمرہ کی نیت سے عازمِ سفر ہوئے یہاں تک کہ ان کی تعداد بیوی بچوں کے علاوہ دو ہزار تک پہنچ گئی۔(۱)

احرام و تلبیہ

ذوالحلیفہ پہنچ کر آپ نے عمرے کا احرام باندھا اور لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھے، آپ کے ساتھ قربانی کیلئے ساٹھ اونٹ تھے ان کی حفاظت ناجیہ بن جندبؓ کرتے تھے ان کے ساتھ بنو اسلم کے ۴/نوجوان اور بھی تھے جو درختوں سے پتے جھاڑ کر کھلاتے تھے، حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ میں بھی قربانی کے جانوروں کو ہانک رہا تھا۔

بطن یاجج میں ہتھیار رکھ دیا

قریش کے غدر و بے وفائی کے ڈر سے مسلمان ہتھیار بند ہو کر گئے تھے، کفار مکہ کو خبر ہوئی تو مکرز بن احنف کو ایک جماعت کے ساتھ مرالظہر ان تک بھیجا، اس سفر میں مسلمانوں کے ساتھ ایک سو گھوڑے بھی تھے، حضرت محمد بن مسلمہؓ ان کے افسر تھے، اولاً مکرز اور قریش کی جماعت نے ان سے ملاقات کی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارہ فرمایا مکرز بن احنف نے آپ ﷺ سے کہا اے محمد ﷺ! ابھی تک ہمارے کسی بڑے یا چھوٹے نے صلح نامہ کے خلاف بے وفائی نہیں کی ہے تو کیا آپ حرم میں اپنی قوم پر ہتھیار استعمال کریں گے، آپ نے فرمایا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہم مکہ میں ہتھیار کے ساتھ داخل نہیں ہوں گے، چنانچہ بطن یاجج میں جو مکہ سے ۸ میل کی دوری پر ہے، پہنچ کر نبی ﷺ نے تیر، نیزے اور ڈھال وغیرہ رکھوا دیا اور ان کی نگرانی کیلئے اوس بن خولی انصاریؓ کو دو سو آدمیوں کے ساتھ مقرر فرمایا۔ اب مسلمانوں کے ساتھ صلح نامہ کے مطابق صرف تلواریں رہ گئیں اور وہ بھی میان میں۔

مکرز یہاں سے سب حالات معلوم کر کے تیزی کے ساتھ مکہ پہنچا اور قریش کو باخبر کیا، قریش کے اشراف اور بڑے لوگ یہ خبر سنتے ہی غیظ و غضب اور کینہ و حسد کی وجہ سے مکہ خالی کر کے پہاڑوں پر چلے گئے اور کچھ لوگ مقام خندمہ میں جا کر چھپ گئے اور کہا کہ نہ ہم رہیں گے، نہ انہیں اور ان کے اصحاب کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیں گے۔(۲)

---

(۱) فتح الباری ۷/۲۱

(۲) البدایہ ۴/۲۳۱

Marfat.com

ذی طویٰ اور اس سے آگے

جب آپ مقام ذی طویٰ میں پہنچے تو وہاں قربانی کے جانوروں کو روک دیا، اس وقت آپ قصویٰ اونٹنی پر سوار تھے۔ صحابہ تلواریں حمائل کئے آپ کو ہر جانب سے گھیرے میں لئے تھے اور لبیک اللھم لبیک کی صدائے دلنواز بلند کرتے ہوئے حرم کی طرف بڑھے۔

عبداللہ بن رواحہؓ کے اشعار

ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ آپ ﷺ کی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے آپ کے آگے چلتے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے

خلو بني الكفار عن سبيله　　خلوا فكل الخير في رسوله

يا رب اني مؤمن بقيله　　اعرف حق الله في قبوله

نحن قتلناكم على تاويله　　كما قتلناكم على تنزيله

ضربا يزيل الهام عن مقيله　　ويذهل الخليل عن خليله

اے کفار کی اولاد آپ کے راستے سے ہٹ جاؤ، راستہ صاف کردو کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہر طرح کی بھلائی ہے۔ اے میرے رب میں تیرے رسول کے فرمان پر ایمان رکھتا ہوں اسے قبول کرنے میں اللہ کا حق خوب پہچانتا ہوں ہم اس کی تاویل (رویا صادقہ کی تعبیر) پر تم سے جنگ کریں گے جیسا کہ تنزیل قرآن کے انکار پر ہم نے جنگ کی ہے۔ ہم ایسا وار کریں گے جو سر کو اس کے خواب گاہ سے جدا کر دے اور دوست کو دوست سے غافل کردے۔(۱)

ترمذی نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے تو حضرت عمرؓ نے کہا، اے ابن رواحہ تم رسول اللہ ﷺ کے سامنے اللہ کے حرم میں اشعار پڑھتے ہو، آنحضرت ﷺ نے سنا تو فرمایا: عمرؓ! انہیں پڑھنے دو، یہ اشعار کافروں کیلئے تیر سے بھی زیادہ سخت ہیں۔(۲)

طواف و رمل

اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ آپ کی آمد کی خبر سن کر اشراف قریش آپ کی عداوت کی وجہ سے مکہ چھوڑ کر

---

(۱) ابن ہشام ۲/۴ ۱-۳　(۲) ترمذی ۲/۱۰

Marfat.com

ادھر ادھر منتشر ہو گئے تھے تا کہ یہ روح فرسا منظر نہ دیکھ سکیں لیکن جو لوگ باہر نہیں جا سکے وہ اپنے دل کی تسلی کے لئے کہتے تھے کہ مسلمانوں کو یثرب کی آب وہوا اور بخار نے کمزور کر دیا ہے اب ان میں کوئی دم باقی نہیں رہ گیا، رسول اللہ ﷺ نے سنا تو خود اضطباع فرمایا یعنی چادر مبارک کو داہنے بازو کے نیچے سے نکال کر آگے اور پیچھے سے بائیں شانے پر ڈال لیا جس سے داہنا شانہ کھل گیا اور صحابہؓ کو بھی اسی طرح کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ طواف کعبہ کے تین پھیروں میں جدھر سے مشرکین نظر آتے ہیں رمل کریں، خوب اکڑ کر قوت و تیزی دکھاتے ہوئے چلیں تا کہ ان کے سامنے اسلامی طاقت کا مظاہرہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا:

رحم الله امرأ اراهم اليوم من نفسه قوة. اللہ اس آدمی پر رحم فرمائے جو انہیں آج اپنی قوت دکھا دے۔ (۱)

رمل کی یہ سنت ابتداء میں محض اپنی قوت دکھانے کیلئے جاری کی گئی تھی، لیکن اللہ نے اسے ہمیشہ کیلئے باقی رکھا، حجاج کرام اب بھی طواف کے تین پھیروں میں رمل کرتے ہیں۔

رمل کا اثر مشرکین پر

مشرکین مکہ کچھ تو جبل قیقعان پر چڑھ کر دیکھ رہے تھے، اور کچھ دار الندوۃ کے پاس صف باندھے کھڑے تھے کچھ حجر میں بیٹھے ہوئے تماشہ بنی کرتے تھے، جب انہوں نے نبی ﷺ اور مسلمانوں کو رمل کرتے ہوئے دیکھا تو آپس میں کہنے لگے ہمارا گمان غلط تھا مسلمان تو بہت طاقتور دکھائی دیتے ہیں۔ (۲)

طواف سواری پر

نبی ﷺ نے بیت اللہ کا طواف اونٹنی کی سواری سے فرمایا اور حجر اسود کو اپنی چھڑی لگا کر بوسہ دیا، مسلمان بھی آپ کے ارد گرد طواف کرتے رہے طواف سے فارغ ہوئے تو صفا و مروہ کی سعی فرمائی بعد ازاں مروہ کے پاس قربانی کی اور سر منڈایا۔ تمام مسلمان جب اس سے فارغ ہو گئے تو مقام یاجج میں کچھ لوگوں کو بھیج دیا جہاں ہتھیاروں کی رکھوالی کیلئے دو سو آدمیوں کو چھوڑ کر آئے تھے تا کہ وہ لوگ بھی مکہ آ کر عمرہ کے ارکان ادا کر لیویں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

---

(۱) البدایہ ۴/ ۲۲۷

(۲) مسلم ۱/ ۴۱۸، البدایہ ۴/ ۲۲۷

Marfat.com

خواب کی تعبیر صبح روشن کی طرح

جیسا کہ حدیبیہ کے واقعہ میں آپ نے پڑھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سفر سے قبل ۶ھ میں خواب دیکھا تھا کہ خانہ کعبہ میں داخل ہو کر طواف اور حلق و تقصیر وغیرہ تمام ارکان بلا خوف و خطر کے ادا کر رہا ہوں اور اس کا ذکر آپ نے صحابہ سے کر دیا تھا اور عمرہ کی نیت سے مدینہ سے چل کر مکہ کے قریب آ بھی گئے تھے لیکن کفار نے آپ کو عمرہ کرنے سے روک دیا اور اس بات پر باہمی صلح ہو گئی کہ اس سال نہیں بلکہ آئندہ سال آ کر عمرہ کریں اسی صلح کے مطابق دوسرے سال تمام صحابہ کے ساتھ پھر تشریف لائے اور اطمینان سے تمام ارکان ادا کیا یعنی ٹھیک ایک سال کے بعد آپ کا وہ خواب من وعن صادق آیا، چنانچہ اسی کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ فتح کی یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾ اللہ نے اپنے رسول کا خواب سچ کر دکھایا کہ تم ان شاء اللہ مسجد حرام میں سکون و امن کے ساتھ ضرور داخل ہو گے اور بلا کسی خوف و خطر کے حلق و تقصیر بھی کرو گے۔ اللہ جانتا تھا جس کو تم نہیں جانتے تھے، پس اس نے اس خواب کے ظہور سے پہلے تمہیں ایک فتح قریب یعنی خیبر کی فتح سے سرفراز کر دیا۔

حضرت عمرؓ نے حدیبیہ کے موقع پر لوٹتے ہوئے آپ سے پوچھا تھا کہ آپ نے سچا خواب دیکھا تھا تو عمرہ کئے بغیر کیوں لوٹ رہے ہیں آپ نے فرمایا کیا میں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ خواب اسی وقت صادق ہوگا؟ انہوں نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا: پھر کیا اعتراض ہے آئندہ تم ضرور آؤ گے اور طواف کے ارکان ادا کریں گے۔

اسی کو عبداللہ بن رواحہؓ نے اپنے اشعار میں کہا ہے۔

الیوم نضربکم علی تاویله کما ضربناکم علی تنزیله

مطلب یہ ہے کہ یہ اس خواب کی تعبیر ہے جو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تھا۔ اور صبح روشن کی طرح صادق آیا۔ اے بنی کفار! تم اس میں رخنہ مت ڈالنا ورنہ ہم تم سے جنگ کریں گے۔ جیسا کہ انکار تنزیل پر جنگ کی ہے۔(۱)

---

(۱) البدایہ ۴/ ۲۲۷

Marfat.com

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح اور مکہ سے واپسی

آنحضرت ﷺ نے مکہ میں داخل ہونے سے قبل ہی جعفر بن ابی طالب ؓ کو حضرت میمونہ بنت الحارث ؓ کے پاس پیغام نکاح کیلئے بھیج دیا تھا، انہوں نے اپنا معاملہ اپنی بہن ام الفضل ؓ لبابۃ الکبریٰ کے سپرد کر دیا جو حضرت عباس ؓ کی بیوی تھیں انہوں نے یہ معاملہ حضرت عباس ؓ کے ذمہ ڈال دیا اور حضرت عباس ؓ نے ولی بن کر چار سو درہم مہر کے عوض آپکے نکاح میں دے دیا۔

مکہ میں آپ کو آئے ہوئے تین یوم گذر گیا تو اہل مکہ نے حضرت علی ؓ سے کہا کہ میعاد پوری ہو چکی ہے لہذا اپنے صاحب سے کہہ دو کہ یہاں سے کوچ کر جائیں حضرت علی ؓ نے آپ کو یہ پیغام پہنچا دیا پھر چوتھے دن علی الصباح جب آپ انصار کی مجلس میں حضرت سعد بن عبادہ ؓ سے بات کر رہے تھے تو قریش نے سہیل بن عمر اور حویطب بن عبد العزیٰ کو بھیجا انہوں نے آکر آپ سے کہا ہم آپ کو اللہ کی قسم اور اس معاہدہ کی یاد دلاتے ہیں جس میں صرف تین دن ٹھہرنے کی بات طے پائی تھی وہ تین یوم گذر چکے لہٰں لئے آپ ہماری زمین سے نکل جائیے۔ حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے فرمایا: تم حرم کعبہ کو اپنی زمین کہنے میں جھوٹے ہو، نبی ﷺ نہ تمہاری زمین میں ہیں اور نہ تمہارے آباء کے زمین میں، ایسا کہتے ہو تو آپ ﷺ یہاں سے نہیں نکلیں گے۔

لیکن رسول اللہ ﷺ نے بلا کر ان سے فرمایا کہ ہم نے تمہیں میں سے ایک عورت (حضرت میمونہ) سے شادی کر لی ہے لہذا اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو ہم یہیں رخصتی کر کے ولیمہ کی دعوت کر دیں اور ہمارے ساتھ تم بھی کھاؤ، انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں آپ کے کھانے کی کوئی ضرورت نہیں، آپ شرط کے مطابق یہاں سے نکل جائیں یہ سن کر آپ نے کوچ کا اعلان کر دیا اور اپنے غلام ابو رافع کو چھوڑ دیا کہ ام المومنین حضرت میمونہ ؓ کو لے کر مقام سرف میں آ ویں چنانچہ وہ لے کر چلے تو قریش کے لڑکوں اور نادانوں نے رنج و دکھ پہنچایا اور تکلیف دینے والی باتیں سنائیں لیکن وہ بچتے بچاتے مقام سرف میں پہنچ گئے، آنحضرت ﷺ وہیں ٹھہرے ہوئے تھے اور وہیں حضرت میمونہ ؓ کے ساتھ شب باشی فرمائی اور دوسرے دن مدینہ کیلئے روانہ ہوئے پھر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک مدت کے بعد ۵۱ھ میں یہیں مقام سرف میں وفات پا کر مدفون ہوئیں۔ رضي الله عنها وارضاها۔

Marfat.com

عمارہ بنت حمزہؓ کا واقعہ

آنحضرت ﷺ مکہ سے کوچ کرنے لگے، تو آپؐ کے چچا حمزہؓ کی چھوٹی صاحبزادی عمارہ جواب تک اپنی ماں سلمٰی بنت عمیس کے ساتھ مکہ ہی میں رہ گئی تھیں دوڑی ہوئی آئیں اور نہایت ہی پیار کے انداز میں آپ کو چچا چچا کہہ کر پکارنے لگیں، حضرت حمزہؓ آپ کے حقیقی چچا تھے اس لحاظ سے آپ اس بچی کے بھائی ہوتے ہیں لیکن حضرت حمزہؓ نے آپ کے ساتھ ثویبہ کا دودھ بھی پیا تھا اس لحاظ سے آپ حضرت حمزہؓ کے رضاعی بھائی بھی ہوگئے اسی رشتہ کے تحت اس بچی نے آپ کو چچا چچا کہہ کر پکارا، اس بچی کی محبت اور پیار کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کو چچا کی یاد تازہ ہوگئی، حضرت علیؓ آپ کے پاس تھے انہوں نے بڑھ کر اپنی حفاظت میں لے لیا اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا یہ تمہارے چچا کی یادگار ہے اسے اپنی پرورش میں رکھو، یہ حال دیکھ کر حضرت جعفرؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ بھی آگئے، حضرت جعفرؓ نے کہا کہ اس کی پرورش کا حقدار میں ہوں، یہ میرے چچا کی لڑکی ہے اور اس کی خالہ اسماء بنت عمیس میرے تحت میں ہے وہ اس کی دیکھ ریکھ اچھا کر سکتی ہے۔ حضرت زیدؓ نے کہا یہ میرے بھائی کی لڑکی ہے اس لئے میں زیادہ حقدار ہوں، حضرت زید نے یہ بات اس لئے کہی کہ حضرت حمزہؓ کے وصی تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم کیا تو حضرت حمزہؓ کو حضرت زیدؓ کا بھائی بنایا تھا، یہ تینوں دعوے سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس جھگڑے کا فیصلہ میں کئے دیتا ہوں، خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے اس لئے اس کی پرورش کا حق جعفرؓ ہی ادا کر سکیں گے پھر آپ نے تینوں کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا اے علیؓ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور اے جعفرؓ! تم میری سیرت اور صورت میں مشابہ ہو اور اے زید! تم میرے دینی بھائی ہو اور مولی یعنی آزاد کردہ غلام بھی ہو، ایک روایت میں ہے کہ تم اللہ کے مولی (محبوب) اور اللہ کے رسول کے بھی مولی ہو۔

پھر کچھ دنوں کے بعد حضرت علیؓ نے کہا آپ حمزہ کی لڑکی سے شادی کیوں نہیں کر لیتے آپ نے فرمایا اس لئے کہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے پھر آپ نے ان کی شادی سلمہ بن ابو سلمہ سے کر دی۔ (۱)

(نوٹ) حضرت حمزہؓ کی اس صاحبزادی کے نام میں اختلاف ہے، کسی نے فاطمہ، کسی نے امامہ، کسی نے امۃ اللہ، کسی نے سلمٰی لکھا ہے لیکن صحیح عمارہ ہے دیکھئے فتح الباری ۲ ۴۳)

(۱) البدایہ ۴/۲۳۲، بخاری ۲/۶۱۰

Marfat.com

سریہ ابن ابی العوجاءؓ

رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضیہ سے لوٹ کر ذی الحجہ ۷ھ میں مدینہ پہنچے تو ابن ابی العوجاء سلمی کو ۵۰ سواروں کے ساتھ بنوسلیم کی طرف بھیجا کیونکہ یہ لوگ مدینہ پر حملہ کی تیاری کر رہے تھے۔

ابھی یہ سریہ وہاں پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ ان کے جاسوس نے جا کر خبر کر دی اور انہوں نے مقابلہ کیلئے بہت بڑی جمعیت اکٹھا کر لی، مسلمانوں نے پہنچ کر یہ حال دیکھا تو انہیں اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے پہلے ہی تیر چلانا شروع کر دیا اور کہا ہمیں تمہارے اسلام کی کوئی ضرورت نہیں مسلمانوں نے بھی جواباً تیر اندازی کی لیکن ان کی امداد آتی رہی، یہاں تک کہ ہر جانب سے مسلمان گھر گئے، مسلمانوں نے موت کی پرواہ کئے بغیر سختی سے مقابلہ کیا یہاں تک کہ ان میں سے اکثر شہید ہو گئے، ابن ابی العوجاءؓ نے بھی کافی زخم کھایا اور بڑی مشکلوں کے ساتھ اپنے باقی ماندہ ساتھیوں کو ہمراہ لے کر صفر ۸ھ کے ابتداء میں مدینہ پہنچے۔(۱)

۸ھ کے بعض واقعات

اسی سنہ میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینبؓ کو ان کے شوہر ابوالعاصؓ کی زوجیت میں پہلے نکاح پر لوٹا دیا۔ اسی سنہ میں حاطب بن ابی بلتعہؓ مقوقس مصر کے پاس سے لوٹ کر آئے ان کے ساتھ حضرت ماریہ قبطیہؓ اور سیرینؓ تھیں جو راستے ہی میں مسلمان ہو گئیں اور ایک خصی شدہ غلام بھی تھا، اسی ۷ھ میں یا ابتداء ۸ھ میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی مسجد کے لئے منبر بنوایا، جس میں دو سیڑھی اور ایک دور بیٹھنے کا تھا۔(۲)

۸ھ کے واقعات

عمرو بن عاص، خالد بن ولیدؓ اور عثمان بن ابوطلحہؓ کا اسلام

عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اسلام کا سخت دشمن تھا بدر، احد اور خندق میں مشرکین کے ساتھ شریک ہوا اور قتل سے بچ گیا پھر جی میں کہا کہ کہاں تک بچوں گا، اب محمد ﷺ قریش پر غالب آ کر

(۱) البدایہ ۴/۳۳۵ (۲) البدایہ ۴/۳۳۵

Marfat.com

رہیں گے پھر رہط میں اپنے مال کے ساتھ مشغول ہو گیا اور لوگوں سے ملنا جلنا کم کر دیا، پھر حدیبیہ کا موقع آیا اور صلح میں یہ بات طے پا گئی کہ محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب آئندہ سال مکہ میں داخل ہوں گے تو میں نے سوچا کہ اب مکہ اور طائف سے نکل جانے کے سوا کوئی چیز بہتر نہیں ہے۔ اگر سارے قریش مسلمان ہو جائیں گے تو بھی میں اس سے دور ہی رہوں گا۔ پھر میں نے ایک دن مکہ آ کر اپنی قوم کے لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ اب میں دیکھ رہا ہوں کہ محمد ﷺ کا معاملہ آگے بڑھتا جا رہا ہے اس لئے میری رائے ہے کہ ہم لوگ نجاشی کے پاس چلے چلیں اگر یہاں محمد ﷺ غالب آ گئے تو ان کے ماتحت رہنے سے نجاشی کے تحت میں رہنا بہتر ہے اور اگر قریش غالب آ گئے تو ہم لوٹ آئیں گے، پھر میں نے نجاشی کو تحفہ دینے کیلئے اپنے ملک کا بچھایا ہوا پختہ چمڑا کافی مقدار میں جمع کیا کیونکہ اسے یہاں کا چمڑا بہت پسند تھا پس اسے لے کر کچھ دنوں کے بعد ہم نجاشی کے دربار میں پہنچ گئے اور پہلے کی طرح اس کو سجدہ کیا، اس وقت عمرو بن امیہ ضمریؓ رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر آئے تھے جس میں اسلام کی دعوت یا ام حبیبہ بنت ابوسفیان کی شادی اور حضرت جعفرؓ وغیرہ کے سلسلے میں کچھ لکھا تھا، میں نے چمڑے وغیرہ کا تحفہ پیش کیا تو بادشاہ بہت خوش ہوا کچھ تو اپنے پادریوں کو دے دیا اور کچھ محافظ خانے میں بھیج دیا، میں وہاں سے نکلا تو اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد ﷺ کے پاس سے عمرو بن امیہ ضمریؓ آیا ہے اگر بادشاہ سے کہوں اور ہمارے حوالے کر دے تو اس کی گردن مار دوں تاکہ قریش سن کر خوش ہوں، چنانچہ جب میں نے دیکھا کہ بادشاہ میرا تحفہ پا کر بہت خوش ہے تو عرض کیا کہ وہ آدمی جو ابھی آپ کے پاس سے نکلا ہے وہ ہمارے دشمن کا قاصد ہے اس نے ہمارے اشراف کو قتل کر ڈالا اور ہمیں بھی پریشان کر رکھا ہے اگر آپ اسے ہمارے حوالے کر دیں تو ہم قتل کر دیں گے، بادشاہ یہ سن کر بہت غضبناک ہوا، اور میری ناک پر ایسا گھونسہ مارا کہ میں بے دم ہو گیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ناک ٹوٹ گئی اس کے دونوں راستے سے خون بہنے لگا، میں خون اپنے کپڑے سے پونچھتا رہا یہاں تک کہ سارا کپڑا تر ہو گیا اس وقت ذلت سے میں نے تمنا کی کہ اگر زمین پھٹ جاتی تو میں دھنس جاتا پھر میں نے کہا اے بادشاہ اگر میں سمجھتا کہ آپ میری یہ بات ناپسند کریں گے تو نہ کہتا، بادشاہ نے کہا اے عمرو! تو مجھ سے چاہتا ہے کہ ایسے آدمی کا قاصد تیرے حوالے کر دوں جس کے پاس ناموس اکبر یعنی وہ فرشتہ آتا ہے جو موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے پاس آتا تھا، بادشاہ کے اس طرح کہنے سے میرا دل پلٹ گیا میں نے دل میں سوچا کہ جس کو عرب و عجم سبھی مانتے ہیں وہ ضرور حق پر ہوگا۔ پھر میں نے کہا اے بادشاہ کیا

Marfat.com

آپ اس کی شہادت دیتے ہیں کہ وہ نبی برحق ہیں؟ اس نے کہا ہاں! میں اللہ کے پاس بھی اس کی شہادت دوں گا۔ اے عمرو! تو میری اطاعت کر لے، بخدا وہ حق پر ہیں وہ اپنے مخالفین پر اسی طرح غالب آئیں گے جس طرح موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کے لشکر پر غالب آئے تھے، میں نے کہا اے بادشاہ! آپ مجھ سے ان کے لئے اسلام پر بیعت لیں گے بولے ہاں پھر ہاتھ پھیلایا اور میں نے اسلام پر بیعت کر لی، پھر ایک طشت منگایا اور میرا خون دھلا کر اپنے پاس سے دوسرا کپڑا پہنایا پھر وہاں سے میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا، ان لوگوں نے میرا نیا کپڑا دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور پوچھا کہ کیا بادشاہ سے آپ نے اس آدمی کے قتل کا ذکر کیا تھا میں نے کہا کہ ابھی پہلی ملاقات میں میں نے مناسب نہیں سمجھا، اور ان لوگوں کے پاس سے واپس آ کر مدینہ کے ارادہ سے کشتی پر سوار ہوا اور دریا کا سفر طے کر کے خشکی پر آیا وہاں ایک اونٹ خرید کر چل دیا۔ جب مقام ہدّہ پر پہنچا تو خالد بن ولید اور عثمان بن ابوطلحہ ملے، میں نے خالد سے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے، بولے اسلام قبول کرنے کیلئے محمد ﷺ کے پاس جا رہا ہوں اس لئے کہ جس میں کچھ بھی عقل و شعور ہے سب اسلام میں داخل ہو چلے، اب اگر ہم نے تاخیر کی، تو ہماری گردنیں پکڑ لی جائیں گی جیسے بجو کی گردن اس کے غار میں پکڑ لی جاتی ہے۔ پھر ہم تینوں متفق ہو کر مدینہ چلے اور بئر عتبہ پر پہنچے تو ایک شخص یا رباح، یا رباح کہہ کر کسی کو پکار رہا تھا۔ رباح کے معنی نفع کے ہوتے ہیں ہم نے اس سے اچھا شگون لیا کہ نفع ہی نفع میں جا رہے ہیں پھر وہ شخص ہماری طرف دیکھ کر کہنے لگا کہ ان دونوں (خالد و عمرو) کے بعد مکہ نے اپنی قیادت سونپ دی، پھر وہ مسجد نبوی کی طرف دوڑا ہوا گیا تو ہم نے سمجھ لیا کہ حضور ﷺ کو ہماری آمد کی خوشخبری سنانے جا رہا ہے پھر ہم نے مقام حرہ میں اونٹ بٹھایا اچھے کپڑے پہنے یہاں تک کہ عصر کی اذان ہونے لگی ہم چل کر مسجد نبوی میں پہنچے رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور خوشی سے چمک رہا تھا مسلمان آپ کے اردگرد گھیرے ہوئے تھے، سب سے پہلے خالدؓ بن ولید نے بیعت کی پھر عثمان بن ابوطلحہؓ نے ان کے بعد میں آگے بڑھ کر آپ کے سامنے بیٹھا، حیا سے میری آنکھ جھکی تھی، میں نے اس شرط پر بیعت کی کہ میرے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں اور آئندہ ہونے والے گناہوں کی معافی کی شرط یاد نہیں رہی آپ نے فرمایا کہ اسلام اور ہجرت سے گذشتہ گناہ خود ہی ختم ہو جاتے ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت ہمیشہ مجھ پر اور خالدؓ پر رہی، ہر اہم معاملے میں ہمیں مقدم فرماتے تھے، ابوبکرؓ نے بھی اپنی خلافت میں اسی طرح کیا اور عمرؓ نے بھی مگر ان کی نظر خالدؓ پر عتابانہ رہتی تھی۔ (۱)

(۱) البدایہ ۴/ ۱۳۸

Marfat.com

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا ایمان و اسلام

حضرت خالدؓ بھی عمرۃ القضاء کے وقت آپ کی ضد سے مکہ معظمہ چھوڑ کر باہر چلے گئے تھے آنحضرت ﷺ پہنچے تو ان کے بھائی ولید بن ولیدؓ سے پوچھا کہ خالدؓ کہاں ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ ان کو خدا ہی لائے گا تو آئیں گے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا خالد جیسا انسان بھی اسلام سے بے بہرہ رہ سکتا ہے اگر وہ اپنی حربی صلاحیت اور سعی و جہد مسلمانوں کے ساتھ رہ کر کفر کے خلاف استعمال کرتے تو ان کیلئے بہتر ہوتا اور ہم انہیں دوسروں پر مقدم کرتے۔

آپ کی یہ ساری باتیں ان کے بھائی نے ان کے پاس خط میں لکھ کر بھیج دیں جس سے ان کا دل اسلام کی طرف مائل ہو گیا اس کا ذکر انہوں نے صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابوجہل سے بھی کیا اور ان کو اسلام و ہجرت کی دعوت بھی دی جب وہ دونوں راضی نہیں ہوئے تو اپنے دوست عثمان بن ابوطلحہؓ کو لیا، بچہ مقام ہدہ پر عمرو بن عاصؓ بھی مل گئے، باقی واقعہ لگ بھگ اسی طرح ہے جو حضرت عمرو بن عاصؓ کی زبانی اوپر لکھا گیا حضرت خالدؓ فرماتے ہیں کہ ہمارا مدینہ آنا اور ایمان لانا صفر ۸ھ میں ہوا ہے، ان سب کی تفصیل کیلئے میری کتاب خالد بن ولید ملاحظہ فرمائیں۔(۱)

(۱) سریہ شجاع بن وہبؓ اسدی یا سریہ ذات عرق

یہ سریہ ۲۴ یا ۲۵ آدمیوں پر مشتمل ربیع الاول ۸ھ میں بنی ہوازن مقیم ذات عرق کی جانب بھیجا گیا کیونکہ ان لوگوں نے کئی دفعہ دشمنوں کی مدد کی تھی اور پھر مدینہ سے ۵ میل منزل پر مسلمانوں کے خلاف لشکر کشی کی تیاری کر رہے تھے، امیر سریہ حضرت شجاع بن وہب اپنے آدمیوں کے ساتھ دن کو چھپ چھپا کر رات کو سیر کرتے ہوئے ان کی جائے اقامت پر پہنچ گئے، وہاں جنگ تو نہیں ہوئی لیکن دشمن کے بہت سے اونٹ اور بکریاں ہاتھ آئیں اور بعض روایات کے مطابق چند غلام اور لونڈیاں بھی پکڑی گئیں، مسلمان انہیں لے کر مدینہ آئے تو خمس نکالنے کے بعد ایک ایک سپاہی ۱۳۰ یا ۱۵-۱۵ اونٹ غنیمت میں ملے، بعد میں ہوازن کے لوگ مسلمان ہو کر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے مشورہ کر کے ان کے قیدیوں کو لوٹا دیا۔(۲)

---

(۱) البدایہ ۴/۲۳۸ (۲) البدایہ ۴/۲۲۰ (۵۴۴)

Marfat.com

(۲) سریہ کعب بن عمیر غفاریؓ یا سریہ ذات اطلح

یہ سریہ بھی ربیع الاول ۸ ھ میں ۱۵ آدمیوں کے ساتھ بمقام ذات اطلح (حدود شام) میں بنو قضاعہ کی طرف بھیجا گیا، کیونکہ یہ لوگ مسلمانوں پر حملہ کی تیاری کر رہے تھے، مسلمان وہاں پہنچے تو دیکھا کہ کافروں کی بہت بڑی تعداد اکٹھا جمع ہے امیر سریہ نے انہیں اسلام کی دعوت دی لیکن قبول کرنے کے بجائے انہوں نے تیروں سے حملہ کر کے سب کو شہید کر دیا صرف ایک آدمی مقتولین کے درمیان زخمی حالت میں بچ گئے تھے جو رات کی ٹھنڈک میں نکل کر بڑی تکلیف اٹھاتے ہوئے مدینہ آئے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے انتقام کیلئے دوسرا دستہ بھیجنا چاہا، لیکن معلوم ہوا سب بھاگ کر کسی دوسرے مقام پر چلے گئے ہیں۔(۱)

۳۔ سریہ زیدؓ بن حارثہ اور جنگ موتہ

حضرت دحیہ کلبیؓ قیصر روم کے پاس دعوت اسلام لے کر گئے، تو واپسی میں رومی سلطنت کے صوبہ دار شامی عربوں نے ان پر حملہ کر کے تمام مال واسباب لوٹ لیا، اسی طرح حضرت حارث بن عمیرؓ ازدی حاکم بصریٰ کے پاس دعوت اسلام لے کر پہنچے تو عمرو بن شرحبیل غسانی نے انہیں باندھ کر قتل کر دیا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ۸ ھ میں ۱۵ آدمیوں پر مشتمل ایک سریہ کعب بن عمیرؓ غفاری کی قیادت میں دعوت اسلام کیلئے ذات اطلح کی طرف بھیجا جو شام کے حدود میں تھا تو ان سب کو قتل کر دیا گیا صرف ایک آدمی زخمی حالت میں رات کی تاریکی میں چھپ کر بمشکل مدینہ آسکے، آنحضرت ﷺ کو ان کا حال معلوم کر کے نہایت صدمہ ہوا اس لئے آپ نے صحابہ کو جہاد و انتقام پر آمادہ کیا اور تین ہزار کا ایک لشکر اپنے محبوب ترین آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہؓ کی قیادت میں جمادی الاولیٰ ۸ ھ کو جمعہ کے دن علی الصباح روانہ کیا اور فرمایا، تم حارث بن عمیرؓ کی شہادت گاہ پر پہنچ کر دعوت اسلام دو اگر مان لیں تو بہتر ہے ورنہ اللہ کا نام لے کر جنگ شروع کر دو، اس وقت زید بن حارثہؓ اگر شہید کر دیئے جائیں تو تمہارے امیر جعفر بن ابو طالبؓ ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو امارت عبداللہ بن رواحہ کو دی جائے اور اگر وہ بھی شہید کر دیئے جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں امیر مقرر کر لیں۔(۲)

---

(۱) البدایہ ۴/۲۴۱

(۲) البدایہ ۴/۲۴۱

Marfat.com

امارت زیدؓ پر تردد و جواب

اسلام نے غلام و آقا کی تمیز ختم کر کے مرتبہ و مقام، لیاقت و صلاحیت اور تقویٰ و طہارت کی بنیاد پر رکھی ہے آنحضرت ﷺ نے حضرت زیدؓ بن حارثہ کو اس سریہ کا امیر بنا دیا تو حضرت جعفرؓ کو جو آپ کے چچا زاد بھائی اور محبوب تھے، قدرے تردد ہوا وہ بول اٹھے یا رسول اللہ مجھے امید نہ تھی کہ آپ مجھ پر زیدؓ کو امیر بنا دیں گے آپ نے ارشاد فرمایا: امض فإنك لاتدري في أي ذلك خير یعنی اللہ کا نام لے کر ان کی قیادت میں نکل پڑو تمہیں کیا معلوم کہ بھلائی کس چیز میں ہے۔(۱)

نعمان بن فنحص یہودی کا قول

آنحضرت ﷺ جس وقت یہ فرما رہے تھے کہ تمہارے یہ امراء شہید ہو جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں امیر بنا لیں، اس وقت نعمان بن فنحص یہودی آ موجود ہوا اس نے کہا اے ابوالقاسم ﷺ اگر آپ دراصل نبی ہیں تو یہ سب شہید ہو جائیں گے کیونکہ انبیاء بنی اسرائیل اس طرح جن کے بارے میں فرما دیتے تھے وہ کبھی بچ کر نہ آتا تھا پھر اس نے عبداللہ بن رواحہؓ سے کہا کہ آپ وصیت کر لیں اور کہا کہ اگر محمد ﷺ نبی صادق ہیں تو تم واپس نہیں آ سکتے، انہوں نے یہ سن کر فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ ضرور سچے نبی ہیں۔(۲)

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کا گریہ اور اس کا سبب

فوج اسلامی کے نکلنے کا وقت آیا تو مدینہ کے مسلمانوں نے دعا اور ملاقات کے لئے آئے، اتنے میں عبداللہ بن رواحہؓ رونے لگے لوگوں نے سبب پوچھا تو قسم کھا کر فرمایا کہ نہ تو مجھ کو دنیا کی محبت ہے اور نہ احباب کی جدائی کا صدمہ ہے، صرف اس لئے روتا ہوں کہ میں نے نبی ﷺ کی زبانی قرآن میں یہ آیت سنی ہے: ﴿وإن منكم إلا واردها كان على ربك حتمًا مقضيا﴾ تم میں سے ہر ایک پل صراط جہنم پر وارد ہو گا یہ تمہارے رب کا قطعی فیصلہ ہے، پس میں نہیں جانتا کہ اس پر وارد ہونے کے بعد واپسی کس طرح ہوگی۔

مسلمانوں نے یہ سنا تو دعا کے طور پر کہا، اللہ تمہارا ساتھی ہو، دشمنوں کو تم سے دفع کرے اور تمہیں

---

(۱) فتح الباری ۷/۲۶۴ (۲) [illegible]

Marfat.com

ہمارے پاس خیریت سے واپس لائے۔اس وقت حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے یہ اشعار پڑھے

لكنني أسئال الرحمان مغفرة وضربة ذات فرع تقذف الزبدا
أو طعنة بيدي حران مجهزة بحربة تنفذ الاحشاء والكبدا
حتى يقال إذا مروا على جدثي يا ارشد الله من غازٍ وقد رشدا

لیکن میں تو خدائے رحمان کی مغفرت کے ساتھ اس کی راہ میں ایسی کشادہ مار چاہتا ہوں جو میرے جسم سے خون کا فوارہ بہائے یا نیزے وتلوار کا ایسا چوکا ہو جو آنت اور کلیجے کو پار کر جائے یہاں تک کہ جب لوگ میری قبر پر گذریں تو کہیں کہ اللہ ایسے غازی فی سبیل اللہ کو اپنے بہترین صلہ سے نوازیں۔(۱)

فوج کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کی مشایعت اور وصیت

رسول اکرم ﷺ نے سفید جھنڈا تیار کرا کے حضرت زید بن حارثہؓ کے سپرد فرمایا اور رخصتی کے وقت ثنیۃ الوداع تک خود ساتھ تشریف لے گئے نیز وصیت فرمائی کہ پہلے اسلام کی دعوت دینا اگر قبول کریں تو بہتر ہے ورنہ اللہ کا نام لے کر کافروں سے جنگ کرنا مگر دیکھنا غدر اور خیانت نہ کرنا، کسی بچے، عورت، بوڑھے اور گرجا گھروں میں علیحدہ رہنے والے کو قتل مت کرنا نہ کوئی پھل دار درخت کاٹنا نہ مکان منہدم کرنا۔(۲)

معان میں حالات کا علم اور مشورہ وفیصلہ

فوج مدینہ سے روانہ ہو کر شام کے علاقہ معان میں پہنچی تو دو روز ٹھہر گئی وہیں معلوم ہوا کہ ہرقل بلقاء کے حدود مآب میں ایک لاکھ رومی اور ایک لاکھ مستعربہ فوج کے ساتھ قیام پذیر ہے، فوج کفار کی یہ بڑی تعداد سن کر مسلمان آپس میں مشورہ کرنے اور کہنے لگے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ خط مطلع کر دیں تا کہ آپ کچھ مزید امداد بھیجیں یا کوئی دوسرا حکم نافذ فرمائیں جس پر ہم عمل پیرا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے یہ بات سنی تو سب کو ہمت دلائی اور فرمایا کہ شہادت ہی ہمارا اصل مقصود ہے، ہمیں کفار کی کثرت اور موت سے گھبرانا نہیں چاہئے کیونکہ ہمارا لڑنا دو خوبیوں سے خالی نہیں یا تو فتح ہوگی یا شہادت، بہر حال ہم کامیاب ہی رہیں گے۔لوگوں نے کہا واللہ ابن رواحہؓ صحیح کہتے ہیں پھر نکل پڑے اور آگے حدود بلقاء کے مقام مشارف میں ہرقل کی بھاری فوج سے ملاقات ہوئی پس مسلمانوں نے

(۱) ابن ہشام (۲) رحمۃ للعالمین ۲/ ۲۴۶

Marfat.com

موتہ کا رخ کیا اور وہیں دونوں فوجوں میں مڈبھیڑ ہوگئی۔(۱)

فوج کی ترتیب، جنگ اور امرائے لشکر کی شہادت

دونوں فوجیں سامنے آئیں تو مسلمانوں نے اپنے چھوٹے موٹے لشکر کو اس طرح سے ترتیب دی کہ میمنہ پر حضرت قطبہ بن قتادہ عذریؓ کو اور میسرہ پر حضرت عبایہ یا عبادہ بن مالک انصاریؓ کو کیا پھر امیر لشکر حضرت زید بن حارثہ علم رسول کو لہراتے ہوئے آگے بڑھے اور انتہائی شجاعت و دلیری کے ساتھ لڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔

آپ کے بعد حضرت جعفر بن ابو طالبؓ نے بڑھ کر علم اٹھالیا اور جنگ شروع کردی، جب ہر طرف سے کفار کے گھیرے میں آگئے تو گھوڑے سے اتر پڑے اور اس ڈر سے کہ گھوڑے پر کفار قبضہ کرلیں گے اس کے پیروں کو کاٹ دیا اور پیدل ہی لڑتے لڑتے شہید کردیئے گئے، ابن ہشام کی ایک روایت میں ہے کہ علم داہنے ہاتھ میں تھا تو کافروں نے اسے تلوار سے مار کر تن سے جدا کردیا، پھر بائیں ہاتھ میں لیا تو وہ بھی کاٹ دیا گیا۔ پھر آپ نے دونوں بازوؤں سے گلے میں چمٹالیا (اس وقت آپ کی عمر ۳۳ سال کی تھی) یہاں تک کہ قتل کردیئے گئے ایک روایت میں ہے کہ کافروں نے کاٹ کر ان کے جسم مبارک کو دو ٹکڑوں میں کردیا۔ صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ہم نے ان کے زخموں کو گنا تو ۹۰ سے بھی متجاوز تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے جنت میں ان کو یاقوت کے دو بازو بخش دیئے جس سے اڑ کر جہاں چاہتے ہیں سیر فرماتے ہیں۔(۲)

حضرت جعفرؓ کے بعد علم عبداللہ بن رواحہؓ نے لیا اور آگے بڑھے ان کے ایک چچیرے بھائی نے گوشت کا ایک ٹکڑا دیا اور کہا اس سفر میں آپ کو بڑی تکلیف ہوئی اسے کھا کر کمر مضبوط کرلیجئے انہوں نے ایک مرتبہ نوچ کر کھایا ہی تھا کہ لڑائی کا ایک شور سنائی دیا، کہنے لگے افسوس کہ جنگ ہو رہی ہے اور میں ابھی زندہ ہوں یہ کہہ کر گوشت کا ٹکڑا ڈال دیا اور آگے بڑھے پھر زخموں سے چور ہو کر پیچھے ہٹ [illegible] اور ہمت سے کام لے کر اندر گھس گئے اور لڑتے لڑتے شہادت پائی، آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں میں نے بطور خواب دیکھا کہ یہ تینوں امرائے لشکر سونے کے تخت پر سوار کر کے جنت میں لے جائے گئے، عبداللہ بن رواحہؓ کے تخت میں ان کے تھوڑا پیچھے ہٹ جانے کے سبب قدرے کجی تھی۔(۳)

---

(۱) ابن ہشام ۲/۵-۳

(۲) بخاری ۲/۶۱۱، ابن ہشام ۲/۱-۳، البدایہ ...

(۳) ابن ہشام ۲/۹-۳

Marfat.com

علم حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں

اس موقعہ پر جب کہ فوج کے آخری امیر عبداللہ بن رواحہؓ شہید کر دیئے گئے۔ مسلمان نہایت ہی انتشار کے عالم میں تھے، ابن سعد نے ابو عامرؓ سے روایت کی ہے کہ اس وقت شکستگی کا حال ایسا تھا کہ دو مسلمان بھی اکٹھا نہیں رہ گئے تھے۔ (۵۵۲)

پس ثابت بن اقرمؓ عجلانی علم اٹھا کر حضرت خالدؓ کے پاس گئے اور کہا آپ فنون جنگ کے ماہر ہیں اسے قبول کیجئے، حضرت خالدؓ نے انکار کیا اور کہا آپ بدری صحابی ہونے کے سبب اس کے زیادہ حقدار ہیں، یہ سن کر حضرت ثابت بن اقرمؓ نے تمام مسلمانوں کو پکارا سب جمع ہو گئے اور متفق ہو کر امارت حضرت خالدؓ کو سونپ دی، چنانچہ آپ نے علم ہاتھ میں لے کر ایک نئے ولولے اور جوش کے ساتھ معرکہ ایسا گرم فرمایا کہ دشمنوں کے چھکے چھوٹ گئے وہاں آپ کی شمشیر زنی اور قوت بازو کا عجیب عالم تھا، خود ہی فرماتے ہیں کہ جنگ موتہ میں میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹ گئیں صرف ایک یمنی تلوار ثابت رہ سکی۔ (۱)

نقشۂ جنگ رسول ﷺ مقبول کے سامنے

واقدی نے لکھا ہے کہ جب یہ معرکہ کارزار گرم ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے مدینہ سے شام کا پردہ چاک کر دیا آپ وہیں سے تمام حالات کا معائنہ فرما رہے تھے، چنانچہ اسی روز آپ نے نماز کے لئے سب کو جمع کیا اور منبر پر بیٹھ گئے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھا اور تمام حالات اس طرح بیان فرما رہے تھے کہ پہلے زید بن حارثہؓ علم لے کر آگے بڑھے تو شیطان نے انہیں موت سے ڈرایا اور دل میں دنیا کی محبت ڈال دی لیکن انہوں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہا اب میرا ایمان اور مستحکم ہو گیا پھر جنگ میں کود پڑے اور شہید ہو گئے، پھر جعفرؓ بن ابو طالب کی باری آئی، انہیں بھی شیطان نے دھوکہ دینا چاہا مگر وہ بھی ایمان مضبوط کر کے دشمن کی فوج میں گھس گئے اور شہید کر دیئے گئے، پھر عبداللہؓ بن رواحہ کی باری آئی زخم سے چور ہو کر پیچھے ہٹ گئے لیکن دوبارہ ہمت کر کے اندر گھسے اور جان جانِ آفریں کو سونپ دی اس کے بعد خالد بن ولیدؓ نے علم ہاتھ میں لیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! وہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے تو اس کی مدد فرما اسی وقت سے ان کا لقب سیف اللہ پڑ گیا، پھر آپ نے فرمایا - باب خیر، باب خیر، یہ بھلائی کا دروازہ ہے، یہ بھلائی کا دروازہ ہے، یہ بھلائی کا دروازہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ

(۱) فتح الباری ۷/۱۲۷
(۲) الاستیعاب ۱/۴۰۸

Marfat.com

نے فرمایا: الآن حمی الوطیس، معرکہ اب گرم ہوا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (یعنی خالد بن ولید) نے علم ہاتھ میں لیا تو اللہ نے دشمنوں کو شکست دی، مسلمانوں کو غالب کیا اور انہیں فتح حاصل ہوئی۔ (۱)

اخبار بالغیب کا معجزہ

موسیٰ بن عقبہ نے اپنے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ حضرت یعلیٰ بن امیہ جنگ موتہ کی خبر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تو آپ نے فرمایا اگر چاہو تو وہاں کا واقعہ تم بیان کرو ورنہ میں ہی بتا دوں، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہی بتا دیں چنانچہ آپ نے شروع سے آخر تک ساری باتیں اس طرح بتا دیں کہ یعلی بن امیہ متعجب ہو گئے اور کہنے لگے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، آپ نے جو کچھ بتلایا اس سے ایک بات بھی آگے پیچھے نہیں ہوئی، آپ نے فرمایا کہ اللہ نے میرے لئے وہاں کی زمین اٹھا دی یہاں تک کہ میں نے سب کچھ دیکھ لیا۔ (۲)

اسماء بنت عمیس زوجہ جعفرؓ بیان کرتی ہیں کہ جس روز شہادت کا واقعہ پیش ہوا میں نے چمڑہ کی دباغت کا کام کر کے روٹی پکانے کیلئے آٹا گوندھا پھر بچوں کو تیل وغیرہ لگا کر صاف ستھرا کیا اتنے میں رسول اللہ ﷺ آ گئے اور فرمایا جعفرؓ کے بیٹوں کو میرے پاس لاؤ، میں نے حاضر کر دیا تو آپ انہیں سونگھنے اور پیار کرنے لگے اس وقت آپ کی آنکھوں سے موتیوں کی طرح آنسو کے قطرات نکل رہے تھے، میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی خبر آئی ہے آپ نے فرمایا ہاں، انہوں نے آج ہی جام شہادت نوش کیا ہے، اتنا سننا تھا کہ میں چیخ مار کر رونے لگی اور مدینہ کی عورتیں میرے پاس جمع ہو گئیں، پھر آپ گھر تشریف لے گئے اور فرمایا آل جعفرؓ کیلئے کھانا بنا کر بھیجو کیونکہ ان پر غموں کا ہجوم ہے۔ (۳)

جنگ موتہ کی فتح میں اختلاف

اس موقعہ پر ابن اسحاق اور انہیں کی پیروی میں بعض مورخین نے لکھا ہے کہ حقیقت میں مسلمانوں کو فتح نہیں ہوئی تھی بلکہ لڑائی کے دوسرے دن حضرت خالد بن ولید نے لشکر کی ترتیب بدل کر دشمنوں

---

(۱) بخاری ج۲، ۶۱۱، البدایہ ج۴، ۲۴۲ — (۲) فتح الباری ج۷، ص۵۱۲، البدایہ ج۴، ص۲۴۴

(۳) ابن ہشام ج۲، ۳۸۰

Marfat.com

مرعوب کیا اور آہستہ آہستہ اپنی فوج کو پیچھے ہٹا کر موت کی زد سے بچا لائے اسی کو لوگوں نے فتح سے تعبیر کر دیا ہے۔

ابن اسحاق کے اس خیال کی وجہ دو چیزوں پر ہے اول یہ کہ جب مسلمان فوج واپس ہو کر مدینہ پہنچی تو رسول اللہ ﷺ مع اصحاب کے ان کے استقبال کو گئے، جعفر طیارؓ اور اہل مدینہ کے بچے بھی ساتھ تھے، جب ملاقات ہوئی تو انہوں نے فوج کے افراد پر مٹی پھینک کر کہا: یا فرار فررتم في سبيل الله. اے بھگوڑو! تم جہاد فی سبیل اللہ سے بھاگ پڑے ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ فرار نہیں بلکہ کرار یعنی بار بار حملہ کرنے والے ہیں۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اگر لشکر اسلام فتحیاب ہو کر آیا ہوتا تو مٹی پھینکنے اور فرار کہنے کا کیا معنی ہوگا؟

دوم یہ کہ قیس بن محسر یعمری جو جنگ موتہ میں شریک تھے اپنا اور دوسرے لوگوں کا حال اشعار میں یوں بیان کرتے ہیں

فوالله لا تنفك نفسي تلومني — على موقفي والخيل قابعة قبل
وقفت بها لا مستجيزا فنافذا — ولا مانعا من كان حم له القتل
على إنني آسيت نفسي بخالد — ألا خالد في القوم ليس له مثل
وجاشت إلي النفس من نحو جعفر — بموتة إذ لا ينفع النابل النبل
وضم إلينا حجزتيهم كليهما — مهاجرة لا مشركون ولا عزل

قسم اللہ کی میرا نفس ہمیشہ مجھے میری حالت پر ملامت کرتا رہتا ہے جبکہ سوار پہلے ہی سے منہ چھپائے ہوئے تھے اور میں ایک جانب کھڑا تھا نہ نکلنے بھاگنے کی تاب تھی نہ انہیں بچا سکتا تھا جن کیلئے موت مقدر ہو چکی تھی پھر بھی میں نے خالدؓ کے ساتھ ہو کر اپنے نفس کی غمخواری کی۔ بلاشبہ خالدؓ کے مثل قوم میں کوئی نہیں ہے۔ حضرت جعفرؓ کی طرف سے مقام موتہ میں میرا سینہ جوش مار رہا تھا جب کہ تیرانداز کی تیراندازی بھی نفع نہیں دے رہی تھی۔ حضرت خالدؓ نے ہمیں بچا کر اکٹھا کر لیا نہ مشرکین ہمارا تعاقب کر سکے نہ ہمیں بے ہتھیار ہونا پڑا۔ (۱)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ان اشعار سے متحقق ہو گیا کہ قوم نے موت کو مکروہ سمجھا، اور حضرت خالدؓ ایسے

---

(۱) البدایہ ۴/۲۵۰، ابن ہشام ۲/۳۸۳

Marfat.com

کٹھن موقعہ پر سب کو بچا کر نکال لائے، لیکن اس کے برخلاف واقدی نے عطاف بن خالد سے روایت کی ہے کہ جس رات عبداللہ بن رواحہؓ شہید ہوئے اس کی صبح کو حضرت خالدؓ نے فوج کی ترتیب بدل دی اور مقدمہ کو ساقہ، ساقہ کو مقدمہ اسی طرح میمنہ کو میسرہ اور میسرہ کو میمنہ کی جگہ کر دیا جسے دیکھ کر دشمن نے سمجھا کہ مسلمانوں کے پاس تازہ مدد آگئی ہے پس وہ بھاگنے پر آمادہ ہو گئے اور مسلمانوں نے بری طرح قتل کیا۔ اسی طرح موسیٰ بن عقبہ نے لکھا ہے کہ حضرت خالدؓ نے علم ہاتھ میں لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دی اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

اس جگہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں بعض سندوں پر جرح کر کے موسیٰ بن عقبہ کے اس بیان پر لکھا ہے: وهي أصح المغازي كما تقدم۔ پھر آگے چل کر لکھا ہے: إن خالد لم يقتصر على حوز المسلمين والنجات بهم بل باشر القتال۔ اسی طرح حافظ ابن کثیر نے البدایہ ۴ ۲۴۸ میں لکھا ہے: وموسى بن عقبة والواقدي مصرحان بأنهم هزموا جموع الروم والعرب الذين معهم وهو ظاهر الحديث۔ پھر کہتے ہیں وهذا يقتضي انهم غنموا منهم وسلبوا من اشرافهم وقتلوا من امرائهم۔ (۱)

یعنی موسیٰ بن عقبہ کے بیان سے جو اصح المغازی ہے اور واقدی کے بھی بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خالد نے پیچھے ہٹ کر صرف نجات نہیں دلائی بلکہ زبردست جنگ کی رومی و عربی افواج کو شکست دی ان کے امراء کو قتل کیا۔ ان کے اشراف کا مال سلب کیا اور غنیمت بھی حاصل کی۔ اس سے ما وہ بخاری شریف میں صاف مذکور ہے۔ ثم أخذ الراية سيف من سيوف الله ففتح الله على يديه یعنی اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (حضرت خالد) نے لیا تو اللہ نے ان کے ہاتھوں پر فتح عنایت فرمائی۔ یہ قول رسول اور نص صریح ہے جس کے مقابلہ میں کسی دوسرے کا قول ہرگز وزن نہیں رکھتا۔

رہی یہ بات کہ لشکر اسلام فتحیاب ہو کر آیا تھا تو ان پر خاک کیوں پھینکی گئی اور فرار کیوں کہا گیا اس کا جواب حافظ ابن کثیر نے البدایہ میں لکھا ہے کہ اس کے سمجھنے میں ابن اسحاق کو وہم ہوا ہے حقیقت یہ ہے کہ پوری فوج پر خاک نہیں ڈالی گئی تھی نہ انہیں فرار کہا گیا بلکہ چند مخصوص بھاگنے والوں کے ساتھ ایسا کیا گیا تھا جن میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت سلمہ بن ہشام بھی تھے چنانچہ حضرت عبداللہ خود بیان فرماتے ہیں کنت

---

(۱) البدایہ ۴/۲۴۸

فیمن حاص فقلت کیف نصنع وقد فررنا من الزحف وبؤنا بالغضب. یعنی میں بھی فوج سے الگ ہو جانے والوں میں سے تھا اس لئے میں نے کہا کہ ہمارا کیا حال ہوگا جب کہ جہاد سے بھاگ کر اہل غضب میں سے ہو گئے ہیں۔

اسی طرح ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے سلمہ بن ہشامؓ کی بیوی سے پوچھا کہ سلمہ کو کیا ہو گیا کہ وہ نماز میں حاضر نہیں ہوتے، انہوں نے کہا کہ جب وہ گھر سے نکلتے ہیں تو لوگ انہیں طعنہ دیتے ہیں کہ تم اللہ کی راہ سے بھاگ نکلے ہو اور پکار کر کہتے ہیں: یا فرار فررتم في سبیل الله.

اس سے معلوم ہوا کہ دشمنوں کی کثرت اور ہلاکت کے خوف سے مسلمان کی ایک مختصر سی جماعت بھاگ پڑی تھی اور دوسرے لوگ ثابت قدم تھے جنہیں اللہ نے فتح سے سرفراز فرمایا رہ گئے قیس بن محسر یعمریؒ کے اشعار تو عرض ہے کہ اس کا تعلق ابتدائے جنگ سے ہے، جب کہ حضرت جعفرؓ وغیرہ داد شجاعت دے کر جاں بحق ہو رہے تھے اور تقدیر ایزدی کے سامنے کسی کا کوئی چارہ نہیں چل رہا تھا اس وقت حضرت خالدؓ اپنی حکمت عملی سے بچا کر نکال لائے، اور دوسرے دن ترتیب بدل دیا اور سنبھل کر ایسا سخت حملہ کیا کہ کفار شکست کھا کر بھاگ پڑے جیسا کہ خود ابن اسحاق نے قطبہ بن قتادہ غدریؓ کے فخریہ اشعار کو نقل کیا ہے جو مسلمانوں کی طرف سے میمنہ کے امیر تھے۔

طعنت ابن رافلة ابن الاراش — برمحٍ مضی فیه ثم انحطم
ضربت علی جیده ضربة — فمال کما مال غصن السلم
وسقنا نساء بني عمه — غداة قوقین سوق النعم

یعنی میں نے مالک بن رافلہ کو ایسا نیزہ مارا کہ آرپار ہو کر ٹوٹ گیا پھر اس کی گردن پر وار کیا تو درخت سلم کی شاخ کی طرف جھک گیا اور ہم کوچ کی صبح ان کی عورتوں کو قیدی بنا کر چوپایوں کی طرح ہانک لائے۔ یہ اشعار صاف بتا رہے ہیں، کہ آخر میں کفار کو ایسی زبردست شکست اٹھانی پڑی تھی کہ ان کی عورتیں قید کر کے باندیاں بنائی گئیں۔

مسند احمد میں اسی طرح کا ایک واقعہ اور ملتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو فتح کے ساتھ مال غنیمت بھی کافی ملا تھا، چنانچہ عوف بن مالک اشجعی سے مروی ہے، کہ جنگ موتہ میں میں بھی شریک ہوا تھا اور ہمارے ساتھ ایک یمنی شخص بھی تھا جس کے پاس تلوار کے سوا کوئی دوسرا ہتھیار نہیں تھا لیکن اس نے

Marfat.com

ایک اونٹ کا چمڑا لے کر ڈھال کی طرح بنالیا اور جب رومیوں سے مقابلہ ہوا تو ایک رومی سرخ و زرد گھوڑے پر سونے کے زین اور سنہرے ہتھیاروں کے ساتھ نمودار ہوا۔ یمنی مسلمان اس کی تاک میں لگ گیا اور رومی کے قریب پہنچ کر اس کے گھوڑے کی کوچیں کاٹ دیں اور گرتے ہی اس کے سینے پر سوار ہو کر قتل کر دیا اور اس کے تمام ساز و سامان پر قبضہ کر لیا۔ جب اللہ نے مسلمانوں کو کامل فتح عنایت فرمائی تو حضرت خالدؓ بن ولید نے اس یمنی کو بلا کر اس کے حاصل کردہ مال مسلوب میں سے کچھ لے لیا تو میں نے خالدؓ سے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کافر مقتول کا سامان قاتل کا حق بتلایا ہے۔ حضرت خالدؓ نے کہا۔ ٹھیک کہتے ہو لیکن چونکہ اس کا مسلوب بہت زیادہ ہے اس لئے اس میں سے کچھ حصہ میں نے لے لیا ہے۔ میں نے کہا اسے آپ لوٹا دیجئے، ورنہ آپ کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کردوں گا۔ اس پر بھی حضرت خالدؓ نے واپس نہیں کیا۔ پس مدینہ آنے کے بعد اس کی شکایت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دی اور آپ نے خالدؓ کو واپس کرنے کا حکم دیا، یہ حکم ملتے ہی میں نے حضرت خالدؓ کو اپنا قول یاد دلاتے ہوئے ان پر اپنی برتری ظاہر کی، جب رسول اللہ ﷺ کو پورا واقعہ معلوم ہوا تو مجھ پر سخت برہم ہوئے اور فرمایا: تم اپنے لئے اخلاص اور بھلائی چاہتے ہو اور میرے امراء کے ساتھ تلخی اور تندی سے پیش آتے ہو، ایسا نہیں چاہئے، پھر حضرت خالد سے فرمایا کہ اب جو حصہ تم نے لے لیا ہے واپس مت کرنا۔

اس واقعہ سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ جنگ موتہ میں مسلمان مجاہدین کفار کو شکست دے کر نہایت فتح مندی اور کامیابی کے ساتھ مال غنیمت لے کر واپس ہوئے تھے، چنانچہ ان کا شاندار استقبال کیا گیا اور آنحضرت ﷺ نے حضرت خالدؓ کی بھرپور حمایت کرتے ہوئے ان کی بے مثال جرأت اور شجاعت پر سیف اللہ کا عظیم الشان خطاب مرحمت فرمایا۔

معرکہ موتہ کا اثر اور شہداء و مقتولین

جیسا کہ اوپر کے بیان سے ظاہر ہو رہا ہے کہ آخر میں کافروں کی عظیم فوج شکست اٹھانی پڑی اگرچہ وہ دو لاکھ کے قریب تھے، لیکن اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ ایک بڑی تعداد میں قتل کئے گئے باقیوں کو راہ فرار اختیار کرنی پڑی، کفار مقتولین کی صحیح تعداد کثرت کی وجہ سے کسی کو معلوم نہ ہو سکی اس کے بالمقابل مسلمان شہداء کی تعداد اس جنگ عظیم میں صرف ۱۲ تک پہنچتی ہے۔ مسلمانوں نے ان کی تجہیز

Marfat.com

وتکفین فرمائی۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری ۷/۲۶ میں لکھا ہے: قال سعید بن هلال وبلغني إنهم دفنوا یومئذٍ زیدا و جعفرا و ابن رواحة في حفرةٍ واحدةٍ. یعنی حضرت زیدؓ وجعفرؓ اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کو انہوں نے ایک ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا۔ (۱)

پھر سالم و غانم ہو کر واپس آئے تو اس معرکہ کے اثر سے کفار عرب میں بڑی دہشت وحیرت پیدا ہوئی اب وہ کسی مقام پر بھی مسلمانوں کے خلاف نظر اٹھانے کی ہمت نہیں کرتے تھے بلکہ وہ قبائل جو ہمیشہ عداوت وشرارت کا مظاہرہ کیا کرتے تھے، مثلاً بنوسلیم، اشجع، غطفان، ذبیان اور بنوفزارہ وغیرہ کے لوگ ایمان لے آئے، ہادیٔ عالم کے مصنف اپنی بے نقط کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

اعدائے اسلام کے صدہا لوگ ہلاک ہوئے اور اہل اسلام کی حوصلہ کاری اور معرکہ آرائی کے اطوار کا مطالعہ کر کے دلوں کے حوصلے سرد ہو گئے، اعدائے اسلام اک اک حصہ سمٹ کر معرکہ گاہ سے ہٹے اور اس طرح معرکہ گاہ سے ہٹ کر اہل اسلام کے کاری حملوں سے رہا ہوئے۔ (۲)

۴۔ سریہ ذات السلاسل

یہ سریہ زیر قیادت عمرو بن عاصؓ جمادی الاخری ۸ھ میں بنوقضاعہ مقیم ذات السلاسل کی طرف سے تین سو مہاجرین وانصار کے ساتھ بھیجا گیا، ان کے ساتھ سواری کے اونٹوں کے علاوہ ۳۰ گھوڑے بھی تھے چھوٹا جھنڈا سفید اور بڑا کالا تھا۔ سلسل مدینہ سے دس دن کے فاصلے پر وادی القریٰ کے قریب ارض جذام ولخم میں ایک چشمہ تھا جس کی طرف نسبت کر کے اس سریہ کا نام ذات السلاسل رکھا گیا، بعضوں نے کہا ہے کہ مشرکین نے اس میں اپنے کو دوسرے سے زنجیر میں باندھ رکھا تھا تا کہ جم کر لڑیں اور بھاگنے کا خیال ختم ہو جائے اس لئے اس کا نام ذات السلاسل (زنجیروں والا) پڑا۔ (۳)

آنحضرت ﷺ کو خبر ملی تھی کہ بنوقضاعہ جس کی شاخوں میں بنو بلی، بنوعذرہ اور بنوالقین کے بڑے بڑے قبیلے تھے ایک بھاری جمعیت اکٹھا کر کے مدینہ کے اطراف میں حملہ کرنا چاہتے ہیں لہذا ان کی تنبیہ کے لئے یہ سریہ روانہ کیا گیا اور حضرت عمرو بن عاصؓ کو اس سریہ کا امیر اس لئے بنایا گیا کہ ان کے والد عاص کی ماں یعنی ان کی دادی قبیلہ بنو بلی ہی کی عورت تھیں اسی وجہ سے وہ اس قبیلہ سے اچھی طرح واقف تھے اور

---

(۱) فتح الباری ۷/۱۷/۲۶
(۲) ہادیٔ عالم ص ۳۴۹
(۳) فتح الباری ۱۷/۷/۶۷

Marfat.com

ان کی وجہ سے قبیلہ بلی والوں کا رجحان بھی اسلام کی طرف ہونے کا امکان تھا، اسی واسطے آپ ﷺ نے فرمایا، کہ وہاں جانے کے بعد بنو بلی، عذرہ، اور بنو قیس کے جو لوگ ملیں ان سے شام والوں کے خلاف اہل اسلام کی امداد کیلئے کہو۔

حضرت عمرو بن عاصؓ دن کو چھپتے اور رات کو سیر کرتے ہوئے قریب پہنچے تو سنا کہ دشمن بڑی کثیر تعداد میں ہیں اس لئے رافع بن مکیث جہنیؓ کو آنحضرت ﷺ کے پاس مزید امداد کیلئے بھیجا چنانچہ آپ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو مہاجرین وانصار کے دوسو برگزیدہ اصحاب پر جن میں حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ بھی تھے امیر بنا کر بطور کمک روانہ فرمایا اور تاکید کی کہ سب ایک ساتھ رہنا اور آپس میں اختلاف مت کرنا۔

امارت کا فیصلہ

حضرت ابو عبیدہؓ پہنچے تو عمرو بن عاصؓ نے کہا کہ آپ لوگ بطور مدد آئے ہیں، اس لئے سب کا امیر میں ہوں گا، ابو عبیدہؓ نے فرمایا: میں اپنے ساتھیوں کا امیر ہوں اور آپ اپنے لوگوں کے امیر رہئے، انہوں نے فرمایا نہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کی تھی اسی واسطے آپ لوگ بھیجے گئے، پس اصل امارت میری ہے۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے رسول اللہ ﷺ کی وصیت کے مطابق کہ آپس میں اختلاف مت کرنا ان کی امارت تسلیم کر لی اور عمرو بن عاصؓ سب کی امامت کرنے لگے۔(۱)

آگ روشن کرنے کی ممانعت

اس وقت سخت جاڑے کا زمانہ تھا لوگوں نے چاہا کہ آگ روشن کریں لیکن حضرت عمرو بن عاصؓ نے روک دیا، لوگوں نے اس کی شکایت ابو بکرؓ سے کی، انہوں نے جاکر اس کے بارے میں کلام کیا پھر بھی عمرو بن عاصؓ نے سختی سے روکا اور کہا اگر کوئی خلاف حکم آگ جلائے گا تو اسے اسی میں ڈال دوں گا، اس کے بعد دشمن پر حملہ کیا گیا اور وہ شکست کھا کر بھاگے تو قوم نے تعاقب کرنا چاہا لیکن امیر لشکر نے اس سے بھی روک دیا۔ جب واپس آنے کے بعد اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے ہوا تو آپ نے اس کا سبب دریافت فرمایا عمرو بن عاصؓ نے کہا اگر میں آگ روشن کرنے دیتا تو اس کی روشنی میں دشمن ہماری قلت پر مطلع ہو جاتے اور اگر میں پیچھا کرنے کا حکم دیتا تو ہو سکتا تھا کہ ان کی مدد آجاتی اور ایک بار شکست کھا جانے سے ہماری دھاک ختم ہو جاتی آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر ان کی دانائی کی تحسین فرمائی۔(۲)

---

(۱) ابن ہشام ۴/ ۶۲۳، زاد المعاد ۲۰ ـ ۱۵۰ (۲) فتح الباری ۱ ـ ۷۶

Marfat.com

جنگ اور مال غنیمت

اسلامی لشکر حضرت ابوعبیدہؓ کے پہنچنے کے بعد پانچ سو کی تعداد میں ہوگیا تو دن اور رات برابر سیر کرتے ہوئے قبیلہ بلی میں پہنچے وہاں ہر طرف چکر لگایا لیکن دشمن سے مڈبھیڑ نہ ہوئی ایک مقام پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ دشمن فلاں جگہ چلے گئے وہاں جاتے تو سب متفرق ہو جاتے اور کوئی نہ ملتا یہاں تک کہ بلی، عذرہ اور بنوقین کے ہر مقام پر دھاوا بولنا پڑا، آخر میں ایک جماعت ملی جو بڑی تعداد میں نہ تھی اس سے ایک گھنٹہ تک تیر اندازی کی جنگ ہوئی، پھر مسلمانوں کے حملوں کی تاب نہ لا کر سب بھاگ پڑے، عمرو بن عاصؓ ان کی تلاش میں اسپ سواروں کو بھیجتے رہے، غنیمت میں کہیں کچھ اونٹ، کہیں بکریاں مل جاتیں جو فوج کی خوراک میں کام دیتیں، کئی روز وہاں مقیم رہے لیکن اس سے زیادہ کوئی غنیمت حاصل نہیں ہوئی۔ (۱)

جنابت سے تیمّم کا واقعہ

اس جنگ سے لوٹتے ہوئے امیر سریہ حضرت عمرو بن عاصؓ کو احتلام ہوگیا، نہایت سخت جاڑے کی رات تھی، انہوں نے ساتھیوں سے کہا، واللہ میں غسل کروں گا تو مرجاؤں گا، پھر پانی منگا کر شرمگاہ کو صاف کیا اور وضو کر کے غسل کی جگہ تیمم کرلیا اور لوگوں کو نماز پڑھادی، رسول اللہ ﷺ تک ان کی یہ بات پہنچ گئی تھی، مدینہ آئے تو ان سے آپ نے یہ بات دریافت فرمائی عمرو بن عاصؓ نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، ویسی سردی میں نے کبھی نہ دیکھی تھی اگر غسل کرلیتا تو مرجاتا اور اللہ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ اپنے نفسوں کو قتل مت کرو، اللہ تم پر مہربان ہے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور کچھ نہیں فرمایا۔ (۲)

صاحب الجزور عوف بن مالک اشجعی

عوف بن مالکؓ اس جنگ میں شامل تھے، مدینہ سے جاتے ہوئے راستے میں کچھ ایسے لوگوں پر گذر ہوا جنہوں نے جزور یعنی ایک اونٹ ذبح کر رکھا تھا لیکن اسے کاٹ کر تقسیم کرنے سے قاصر تھے، عوف بن مالکؓ کو اس پیشے میں مہارت تھی، انہوں نے کہا کہ اگر اس کا دسواں حصہ اجرت میں دے دو تو میں ٹکڑے کر کے تقسیم کردوں وہ راضی ہوگئے تو انہوں نے چھری لی اور جھٹ پٹ کاٹ کر سب کو تقسیم کردیا اور اپنا حصہ

---

(۱) البدایہ ۴/۲۷۴

(۲) البدایہ ۴/۲۷۴

Marfat.com

لے کر ساتھیوں میں پہنچ گئے، سب نے پکایا، کھایا، بعد میں حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ نے پوچھا، یہ گوشت کیسا ہے، انہوں نے قصہ بتایا تو کہنے لگے یہ گوشت ہم کو کھلا کر تم نے اچھا کام نہیں کیا، پھر ان دونوں حضرات نے منہ میں انگلی ڈال کر قے کردی۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے عوف بن مالکؓ کو تمام حالات کی اطلاع اور لشکر اسلام کی بسلامت واپسی کی خبر کے لئے پہلے ہی مدینہ بھیج دیا تھا۔ یہ آئے تو رسول اللہ ﷺ گھر میں نماز پڑھ رہے تھے، ملاقات ہوتے ہی سلام کیا تو آپ نے پوچھا تم عوف بن مالکؓ صاحب الجزور ہو؟ انہوں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، میں ہی ہوں، پھر آپ نے ان کو اس گوشت پر کوئی ملامت نہیں فرمائی اور انہوں نے آپ کو جنگ سے بسلامت سب کی واپسی کی خبر دی، حضرت عمرو بن عاصؓ کی جنابت کا قصہ کہا اور حضرت ابوعبیدہؓ سے امارت کے معاملے میں اختلاف و تسلیم کا واقعہ بھی بیان کیا تو آپ نے فرمایا: اللہ ابوعبیدہؓ پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ (۱)

عمرو بن عاصؓ کی آمد اور سوال و جواب

عوف بن مالکؓ کے بعد لشکر اسلام کے ساتھ حضرت عمرو بن عاصؓ بھی تشریف لائے تو آپ نے ان سے جو جو بات پوچھی اور جس طرح انہوں نے جواب دیا اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ اس سریہ کا میں امیر تھا، میرے ماتحت حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ جیسے لوگ تھے اس لئے میرے دل میں خیال آیا کہ آپ نے مجھے ایسے بڑے بڑے اصحاب پر امارت بخشی ہے تو آپ کے نزدیک میرا ایک مقام ہوگا اس لئے میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور پوچھا کہ آپ کے نزدیک کون زیادہ محبوب ہے، آپ نے فرمایا عائشہؓ، میں نے کہا آپ کے اہل کے بارے میں نہیں بلکہ دوسروں کے بارے میں پوچھتا ہوں، آپ نے فرمایا پھر اس کے باپ ابو بکرؓ ہیں، میں نے پوچھا ان کے بعد، فرمایا: عمر بن خطابؓ پھر میں پوچھتا گیا اور آپ کئی آدمیوں کے نام گناتے گئے، پس میں نے اس ڈر سے سوال کرنا بند کر دیا کہ کہیں میرا نام سب سے آخر میں نہ آجائے۔ (۲)

۵-سریہ ابوقتادہؓ یا سریہ محارب

شعبان ۸ھ میں بنوغطفان کی شاخ بنومحارب کے لوگ اپنی عادت کے مطابق نجد کا علاقہ خضرہ

---

(۱) البدایہ ۴/۲۷۵ (۲) البدایہ ۴/۲۷۵

Marfat.com

پر جمع ہونے لگے لیکن قبل اس کے کہ وہ کوئی اقدام کرتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوقتادہؓ انصاری کو ۱۵ آدمیوں پر امیر بنا کر انہیں خوفزدہ کرنے کیلئے بھیج دیا۔ مسلمان پہنچے تو دشمن کے کچھ لوگ مارے گئے کچھ قید کئے گئے، کچھ فرار ہو گئے اور مال غنیمت میں ان کے کچھ مویشی بھی ہاتھ لگے پھر یہ سریہ ۱۵ / یوم کے اندر اس فتح وظفر کے ساتھ مدینہ واپس آ گیا۔ (۱)

غزوۂ فتح مکہ رمضان المبارک ۸ھ

فتح مکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی صداقت کیلئے ایک عظیم نشان ہے ابھی چند سال پیشتر رسول کریم ﷺ اور آپ کے تمام ساتھی قریش کے مظالم سے تنگ آ کر مکہ جیسے مقدس وطن کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے تھے لیکن سورۂ بلد میں اللہ عز وجل نے مؤکد بقسم وعدہ فرمایا تھا کہ آپ مکہ میں پھر نزول اجلال فرمائیں گے۔ چنانچہ بہت جلد وہ روز سعید آ پہنچا کہ یہی مکہ مکمل طور سے فتح ہو گیا، تمام دشمن اور مخالفین زیر ہو کر مطیع ہو گئے، جو کہتے تھے کہ اگر ساری دنیا اسلام قبول کر لے تو بھی ہم اسے ماننے والے نہیں ہیں وہ بھی اسلام کو اپنا محبوب دین سمجھنے لگے، یہ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ ہیں، یہ امیہ کے صاحبزادے صفوان ہیں، یہ ابوسفیان اور ان کی بیوی ہند جگر خوار ہے اور ان کے علاوہ کتنے لوگ ہیں جن کی عداوت ودشمنی مشہور ومعروف تھی، وہ نہ صرف یہ کہ مسلمان ہو گئے بلکہ اسلام کے لئے اپنی جان اور مال نثار کرنے میں فخر محسوس کر رہے ہیں۔

آج اللہ نے اپنے رسول اور ان پر ایمان لانے والوں کو اپنے وعدہ کے مطابق بڑا اعزاز بخشا۔ پورا عرب ان کی صداقت وحقانیت سے متاثر ہو کر اسلام کے زیر سایہ آ رہا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے: ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ، وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا، فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ اللہ کی مدد آ گئی اور مکہ فتح ہو گیا، آپ نے لوگوں کو دیکھ لیا کہ فوج در فوج اسلام میں داخل ہو رہے ہیں، پس اپنے رب کی پاکی اور حمد وستائش کے ساتھ اس کی مغفرت بھی طلب کیجئے وہ بہت ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔

(۱) رحمۃ للعالمین ۲/۲۱۲

Marfat.com

اس غزوہ کا سبب

حدیبیہ میں کفار مکہ اور رسول اکرم ﷺ کے درمیان دس سال کے لئے جنگ بندی پر چند شرائط کے ساتھ صلح ہوگئی تھی اس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ اس صلح نامہ کے بعد جو قبیلہ محمد ﷺ کا معاہد ہو کر ملنا چاہے وہ آپ سے مل جائے اور جو قریش کے ساتھ رہنا چاہے وہ ان سے مل جائے۔

اس صلح نامہ کے رو سے بنو بکر نے اعلان کر دیا کہ ہم قریش کے ساتھ شامل ہیں اور بنو خزاعہ نے اعلان کر دیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ میں داخل ہیں، بنو بکر و بنو خزاعہ میں ایک مدت سے عداوت ولڑائی چلی آرہی تھی لیکن اسلام کے آجانے کے بعد قریش مسلمانوں سے جنگ میں مشغول ہوگئے تو ان دونوں قبیلوں کی آپسی جنگ عارضی طور پر بند ہوگئی لیکن جب حدیبیہ کی صلح عمل میں آئی اور مسلمانوں کی جنگ سے کفار کو فرصت ملی تو بنو بکر نے سوچا کہ اس فرصت میں بنو خزاعہ کی پرانی عداوت کا بدلہ چکا ئیں۔ چنانچہ ان کے سردار نوفل بن معاویہ دیلی نے بنو خزاعہ کے وتیر نامی چشمے پر رات میں پہنچ کر ان کے ایک آدمی کو قتل کر دیا جس سے آپس میں جنگ چھڑ گئی، قریش نے بھی ہتھیاروں اور غلاموں سے بنو بکر کی مدد کی اور رسول اللہ ﷺ کی عداوت کی وجہ سے عکرمہ بن ابوجہل، صفوان بن امیہ، شیبہ بن عثمان اور سہیل بن عمرو وغیرہ رات کو چھپ کر خود بھی جنگ میں شامل ہوئے اور کہا رات کا موقع ہے، نہ محمد ﷺ واس کا علم ہوگا، نہ کوئی ہمیں پہچان سکے گا، ان کی شمولیت کی وجہ سے بنو خزاعہ حرم میں پناہ لینے پر مجبور ہوگئے حرم میں داخل ہونے کے بعد بنو بکر کے عوام نے کہا یہ خدا کا گھر ہے اس میں جنگ نہیں کرنی چاہئے لیکن ان کے سردار نوفل نے کہا کہ آج خدا کوئی چیز نہیں، تم حرم میں چوری کرتے ہو تو دشمنوں سے انتقام لینے میں کیا حرج ہے۔ غرض وہاں بھی ان کو بے دریغ قتل کیا با آخر وہ یہاں سے بھاگ کر مکہ میں بدیل بن ورقہ، اور اپنے آزاد کردہ غلام رافع کے گھر میں پناہ گزیں ہوئے۔ (۱)

عمرو بن سالم خزاعی کا اشعار میں استغاثہ اور تین یوم قبل اس کی اطلاع

طبرانی نے ام المومنین حضرت میمونہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے وضوخانے میں نصرت نصرت کہتے ہوئے سنا، یعنی تمہاری مدد کی جائے گی تمہاری مدد کی جائے گی، میں نے پوچھا کہ حضرت کیا بات ہے، فرمایا کہ قریش نے ہمارے حلیف بنو خزاعہ کے خلاف ہو

---

(۱) فتح الباری ۷/۳۰۰، ابن ہشام ۲/۳۹۰، البدایہ ۴/۲۷۹

بکر کی مدد کی ہے، رجزیہ اشعار میں ان کا ایک شخص چیخ چیخ کر مجھ سے فریاد کر رہا ہے میں نے اسی کا جواب دیا ہے۔

حضرت میمونہؓ فرماتی ہیں کہ اس کے تین دن بعد جب کہ آپ صبح کی نماز پڑھا کر فارغ ہوئے ایک راجز کو آپ کے پاس وہی رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا۔(۱)

بعض روایات میں ہے کہ آپ نے خزاعہ والوں کی فریاد جو مکہ میں کر رہے تھے، مدینہ میں سن لی اور جواب میں لبیک لبیک فرمایا، حضرت میمونہؓ نے پوچھا، لبیک آپ نے کس لئے فرمایا، آپ نے بتایا کہ بنو خزاعہ کے لوگوں کی فریاد میرے کانوں میں پہنچی، میں نے اسی کا جواب دیا ہے، اس سے عجیب تر یہ ہے کہ بنو خزاعہ نے بھی آپ کے اس جواب کو سن لیا پھر صبح کو آپ نے حضرت عائشہؓ سے ذکر فرمایا تو انہوں نے عرض کیا، کیا آپ نے گمان کیا ہے کہ قریش بدعہدی کریں گے، آپ نے فرمایا: وہ ضرور عہد شکنی کر چکے ہیں، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے حق میں کوئی حکم نازل فرمائے، اس کے کئی دن کے بعد عمرو بن سالم خزاعی نظم میں ایک پر درد فریاد لے کر پہنچے۔(۲)

رجزیہ اشعار

عمرو بن سالم خزاعی بنو خزاعہ کی شاخ بنو کعب میں سے تھے، مکہ سے چل کر مدینہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت پہنچے جبکہ آپ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر صحابہؓ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے ذیل کے اشعار پڑھ کر مظلومین کی فریاد رسی کی درخواست کی

(۱)	یا رب إنی ناشد محمدا	حلف أبینا وابیه الا تلدا
(۲)	قد کنتم ولدا وکنا والدا	ثمت اسلمنا فلم ننزع یدا
(۳)	فانصر هداك الله نصرا اعتد ا	وادع عباد الله یاتوا مددا
(۴)	فیهم رسول الله قد تجردا	ان سیم خسفا وجهه تربدا
(۵)	في فیلق کا البحر یجري مزبدا	إن قریشا اخلفوك الموعدا
(۶)	ونقضوا میثاقك الموکدا	وجعلوا لي في کداء رصدا
(۷)	وزعموا ان لست ادعوا احدا	وهم اضل واقل عددا

(۱) فتح الباری ۳۰/۱۷   (۲) تاریخ اسلام ص ۲۱۸

Marfat.com

(۸) هم بيتونا بالوتير هجدا وقتلونا ركعا وسجدا

(۱) خدایا! میں محمد ﷺ کو فریادرسی کے لئے طلب کرتا ہوں، جن کے آباء واجداد زمانہ قدیم سے ہمارے باپ دادوں کے حلیف ہوتے آئے ہیں۔

(۲) آپ لوگ رشتے میں ہماری اولاد اور ہم جننے والے ہیں (یہ اس لئے کہا گیا کہ بنی عبد مناف اور قصی کی والدہ بنوخزاعہ ہی سے تھیں) جس وقت سے ہم نے اطاعت کی کبھی آپ سے جدا نہیں ہوئے۔

(۳) خدا آپ کی رہنمائی فرمائے، آپ ہماری مدد پوری قوت سے کیجئے اور اللہ کے بندوں (صحابہ کرام) کو بلایئے وہ بھی مدد میں آئیں۔

(۴) ان میں رسول اللہ ﷺ بھی جنگ کے لئے تیار ہوں، اگر آپ کے سامنے کوئی ذلت کی بات آئے تو تیور چڑھائیں۔

(۵) ایک بڑے لشکر میں تشریف لائیں جو دریا کی طرح جوش مارتا ہو، کیونکہ قریش نے آپ سے عہد شکنی کی ہے۔

(۶) اور انہوں نے آپ سے کیا ہوا معاہدہ توڑ دیا ہے اور مقام کداء میں ہماری گرفت کے لئے لوگوں کو گھات میں بٹھا دیا۔

(۷) اور سمجھتے کہ میں مدد کیلئے کسی کو نہ بلا سکوں گا حالانکہ وہ ذلیل اور کم تعداد میں ہیں۔

(۸) انہوں نے مقام وتیر میں رات کو سوتے ہوئے ہم پر چھاپہ مارا اور رکوع وسجود کی حالت میں ہمیں قتل کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشعار کو سن کر فرمایا نصرت یا عمرو بن سالم، اے عمرو بن سالم تمہاری مدد کی جائے گی، پھر ایک بدلی اٹھی تو آپ نے فرمایا یہ بدلی بنی کعب کی مدد کے لئے آواز دے رہی ہے۔(۱)

قریش پر اتمام حجت

جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے کہ بنوخزاعہ نبی ﷺ کے حلیف خاص تھے ان پر حملہ کرنا خود نبی ﷺ پر حملہ تھا، پھر بھی آپ ﷺ نے صبر سے کام لیا اور اتمام حجت کے طور پر حضرت ضمرہ کی معرفت قریش کو ان کا

(۱) ابن ہشام ۲/۳۹۴، البدایہ ۴/۲۷۸

Marfat.com

پیغام دیا اور ان کے سامنے تین شرطیں رکھیں، اول یہ کہ بنوخزاعہ کے مقتولین کی دیت دی جائے، دوم یہ کہ بنوبکر جنہوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے، ان سے معاہدہ توڑ کر الگ ہو جائیں۔ سوم یہ کہ اگر ان میں سے کوئی شرط منظور نہ ہو تو اعلان کر دیں کہ ہم نے حدیبیہ کی جنگ کا معاہدہ ختم کر دیا۔ حضرت ضمرہؓ نے پہنچ کر قریش کے سامنے یہ تینوں باتیں رکھیں تو قرظہ بن عمر نے قریش کی طرف سے جواب دیا کہ نہ تو ہم دیت دیں گے نہ بنوبکر سے الگ ہوں گے البتہ حدیبیہ کا معاہدہ ہم توڑ رہے ہیں۔

بعد از وقت پشیمانی

حضرت ضمرہؓ قریش کے اس پیغام کو لے کر واپس چلے آئے تو اہل مکہ کو احساس ہوا کہ ہم نے ایسا کہہ کر جنگ کا خطرہ مول لے لیا ہے اس لئے ابوسفیان کے پاس گئے اور کہا کہ آپ بہت جلد رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ جا کر معاہدہ کی تجدید کریں اور مدت مصالحت کو بڑھا دیں۔ (۱)

بدیل بن ورقاء کی ایک جماعت کے ساتھ آمد اور واپسی

ابھی ابوسفیان مکہ سے روانہ بھی نہ ہوا تھا کہ بدیل بن ورقاء خزاعہ کی ایک جماعت کو لے کر مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آ گئے اور مقتولین کی دردناک حالت، بنوبکر اور قریش کی غارت گری وغیرہ کا مفصل واقعہ بیان کیا، آپ سے ہمدردی کی اپیل کی اور معاونت کا وعدہ لے کر واپس چلے گئے، ان کے جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا، اب بہت جلد ابوسفیان تجدید معاہدہ اور مصالحت کی مدت کو بڑھانے کیلئے آنے والا ہے، چنانچہ بدیل بن ورقاء ابھی مکہ پہنچے بھی نہ تھے کہ ابوسفیان سے آتے ہوئے مقام عسفان میں ملاقات ہوگئی، ابوسفیان نے بدیل سے پوچھا کہاں سے آرہے ہو، بدیل نے راز فاش ہونے کے ڈر سے بہانہ کر دیا لیکن ابوسفیان نے ان کی اونٹنیوں کی مینگنی میں کھجور کی گٹھلیاں پا کر معلوم کر لیا کہ یہ لوگ مدینہ ہو کر واپس آرہے ہیں کیونکہ مدینہ میں کھجور کی کثرت کے سبب اونٹ کے چاروں میں کھجور کی گٹھلیاں مل جاتی تھیں۔

ابوسفیان نے مدینہ پہنچنے میں تیزی سے کام لیا اور سب سے پہلے اپنی لڑکی ام حبیبہؓ کے حجرے میں داخل ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر لگا ہوا تھا، اس نے بیٹھنا چاہا لیکن حضرت ام حبیبہؓ نے فوراً آپ کا بستر لپیٹ دیا، ابوسفیان نے پوچھا کیا بیٹی؟ تم نے بستر کو میرے لائق نہیں سمجھا یا مجھ کو بستر کے لائق نہیں

(۱) فتح الباری ۱۷/۳۳

Marfat.com

جانا؟ بولیں یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے اور آپ مشرک ہونے کی وجہ سے نجس ہیں، اس لئے اس مبارک بستر پر آپ کا بیٹھنا میں نے پسند نہیں کیا، ابوسفیان کو اس جواب سے بڑا رنج ہوا، اس نے کہا بیٹی! مجھ سے جدائی کے بعد تجھ میں شر پیدا ہو گیا، پھر وہاں سے نکل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنا مقصد بیان کیا لیکن آپ نے کوئی جواب نہ دیا، پھر ابوبکرؓ کے پاس آیا اور کوشش کی کہ کسی طرح رسول اللہ ﷺ کو راضی کریں لیکن انہوں نے بھی انکار کر دیا، پھر عمر فاروقؓ کے پاس آیا۔ اور یہی بات کہی لیکن انہوں نے بہت کھرا جواب دیا اور کہا کیا میں تم ظالموں کے لئے رسول اللہ ﷺ سے سفارش کروں گا حالانکہ اگر اس سے کم درجے کی غلطی ہوتی تو بھی میں تم سے جہاد کرتا۔ پھر حضرت علیؓ کے پاس آیا اور کہا آپ پوری قوم میں میرے ساتھ زیادہ مہربان ہیں، میں ایک ضرورت کیلئے آیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ کے دیکھتے خائب و خاسر نہ لوٹوں، آپ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کر دیجئے۔ حضرت علیؓ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ظلم و عدوان کے خلاف جہاد کا عزم کر چکے ہیں اس لئے مجھ میں طاقت نہیں کہ آپ کے خلاف کچھ بول سکوں، پھر وہ حضرت فاطمہؓ کی طرف متوجہ ہوا، وہیں حضرت حسینؓ بھی تھے جو کمسنی کی وجہ سے ہاتھ پیروں پر چل رہے تھے، ابوسفیان نے کہا، اے فاطمہ بنت محمد ﷺ! کیا تم اپنے اس چھوٹے بچے کو حکم نہیں دے سکتیں کہ لوگوں کے درمیان مصالحت کرا دے، پس وہ ہمیشہ کے لئے سید العرب کہلائے، حضرت فاطمہؓ نے فرمایا ابھی میرا یہ بچہ اس عمر کو نہیں پہنچا کہ مصالحت میں دخل دے اور کون ہے جو رسول اللہ ﷺ کی مرضی کے خلاف پناہ دے سکے، اس طرح ابوسفیان ہر جانب سے مایوس ہو کر حضرت علیؓ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا، اے ابوالحسن معاملہ بہت سنگین ہو گیا، لہذا آپ ہی کوئی مشورہ دیجئے، حضرت علیؓ نے فرمایا۔ تم بنو کنانہ کے سردار ہو خود ہی جا کر تجدید معاہدہ کا اعلان کر دو، ابوسفیان نے پوچھا یہ یکطرفہ اعلان کچھ کارگر ہو گا؟ فرمایا کچھ کارگر تو نہیں ہو سکتا لیکن اس کے سوا چارہ بھی نہیں ہے، چنانچہ ابوسفیان مسجد کے پاس آیا اور اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر اعلان کر دیا کہ میں معاہدہ کی تجدید کرتا ہوں اور لوگوں کو پناہ دیتا ہوں، اب میں نہیں سمجھتا ہوں کہ کوئی اس معاہدہ کو توڑے گا، یہ کہہ کر مکہ چلا گیا، قریش نے پوچھا کیا ہوا؟ بولا میں نے محمد اور ان کے ساتھیوں سے کلام کیا اور بڑی کوشش کی لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا، پھر حضرت علیؓ کے مشورے سے میں خود ہی تجدید معاہدہ کا اعلان کر کے چلا آیا۔ قریش نے پوچھا کیا تمہارے اعلان کے بعد محمد نے اسے تسلیم کیا، بولا نہیں، قریش نے کہا، پھر تو کوئی مفید بات نہیں ہوئی، علیؓ نے تم سے محض ایک کھیل کیا ہے، نہ تو یہ صلح ہی ہے کہ ہم آرام سے بیٹھیں نہ یہ

Marfat.com

جنگ ہی ہے کہ ہم اس کی تیاری کریں۔(۱)

غزوہ کی تیاری

جیسا کہ اوپر حضرت علیؓ کے بیان سے ظاہر ہو چکا ہے کہ قریش کے خلاف مکہ پر چڑھائی کرنے کا عزم رسول اللہ ﷺ پہلے ہی سے کر چکے تھے لیکن اس کے پوشیدہ رکھنے میں خاص مصلحت تھی، اسی لئے ابوسفیان کے لوٹنے کے بعد آپ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ خُذْ عَلٰی اَسْمَاعِھِمْ وَاَبْصَارِھِمْ فَلَا یَرَوْنَ اِلَّا بَغْتَۃً وَلَا یَسْمَعُوْا بِنَا اِلَّا فَجَاءَۃً ”الٰہ العالمین ان کے کانوں اور آنکھوں کو پکڑ لے تاکہ وہ ہمیں اچانک دیکھیں اور ہماری خبر اچانک ہی سنیں، چنانچہ آپ نے گھر میں حضرت عائشہؓ کو سامان سفر کی تیاری کا حکم دیا اور تاکید کر دی کہ راز کسی پر فاش نہ ہو سکے، وہ آپ کے حکم کے مطابق زادسفر وغیرہ تیار کرنے لگیں، اتفاق سے اسی روز حضرت ابوبکر صدیقؓ اندر داخل ہوئے اور پوچھا بیٹی! یہ کیسی تیاری ہے، کیا رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ کیلئے نکلنے والے ہیں؟ وہ خاموش رہیں، پھر پوچھا کیا اہل روم کی طرف نکلنے کا ارادہ ہے، پھر خاموش رہیں، پھر پوچھا کہ کیا نجد کی طرف نکلنے والے ہیں پھر کچھ نہ بولیں، پھر پوچھا کیا قریش کی طرف نکلیں گے اب بھی خاموش رہیں، اتنے میں رسول اللہ ﷺ پہنچ گئے، انہوں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے بتایا کہ قریش پر چڑھائی کا ارادہ ہے، بولے کیا ان سے جنگ بندی کا معاہدہ نہیں ہے۔ فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ بنوخزاعہ کی شاخ بنوکعب کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس تیاری کا اعلان بھی کر دیا اور لوگ اپنا اپنا سامان درست کرنے لگے۔ اگرچہ قریش سے چھپانے کی خاطر اس کا عام شہرہ نہیں کیا جاتا تھا۔(۲)

حاطب بن ابی بلتعہؓ کا خط قریش کے نام

حاطب بن ابی بلتعہؓ بدری صحابی تھے مکہ میں ان کے خاندان کا کوئی نہ تھا جو ان کی حمایت کرتا وہ ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے تھے لیکن ان کی والدہ وغیرہ مکہ ہی میں رہتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ پر چڑھائی کا ارادہ فرمایا تو حضرت حاطبؓ نے سوچا کہ اللہ تعالی ہر حال میں اپنے رسولؐ کو فتح وظفر سے سرفراز فرمائے گا۔ پھر کیوں نہ میں مکہ والوں پر ایک سرسری خبر دے کر ان پر اپنا احسان رکھدوں۔ تاکہ وہ اس کے بدلے میں میرے متعلقین کے ساتھ بدسلوکی نہ کریں۔ اسی خیال سے انہوں نے قبیلہ

(۱) فتح الباری ۱۷/۳۳، ابن ہشام ۲/۳۹۵، البدایہ ۴/۲۸۲ (۲) ابن ہشام ۲/۳۹۷، البدایہ ۴/۲۸۲

Marfat.com

مزینہ کی ایک عورت کو یا بقول بعضے حضرت عباسؓ کی آزاد کردہ لونڈی کو جس کا نام کنود یا سارہ تھا، دس دینار یا ایک دینار اجرت پر طے کر کے سہیل بن عمرو، صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابوجہل وغیرہ کے پاس قریش کے نام ایک چھٹی لکھ کر بھیج دیا جس کا مضمون یہ تھا۔

حضرت حاطبؓ کا خط

من حاطب بن ابی بلتعه ، یا معشر قریش ان رسول الله ﷺ قد جاءکم بجیش کا اللیل، یسیر کالسیل، فوالله لو جاءکم وحده، لنصره الله وانجزله وعده، فانظروا لانفسکم، وفي رواية اذن في الناس بالغزو ولا اراه يريد غيركم وقد احببت أن يكون عندكم يد . و في رواية ان محمداً صلى الله عليه وسلم قد نفر، فأ ما إليكم واما إلى غيركم فعليكم الحذر.

اے قریش کی جماعت! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لشکر لے کر نکل رہے ہیں جو رات کی طرح سیاہ اندھیروں سے بھی ہے اور سیلاب کی طرح چل رہا ہے۔ یہاں لوگوں میں غزوہ کا اعلان ہو چکا ہے، یا تو تمہاری طرف یا تمہارے علاوہ کسی غیر کی طرف لیکن مجھے امید ہے کہ تمہارے ہی ادھر آنے والے ہوں لہذا اپنا بچاؤ کر لو۔ میں چاہتا ہوں کہ اس اطلاع سے تمہارے ساتھ احسان کروں۔ اگر وہ تمہاری طرف پہنچ گئے تو اللہ ان کی مدد ضرور کرے گا اور اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔ لہذا خوب غور کر لو۔

آسمانی اطلاع

مضمون خط سے معلوم ہوتا ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ نے اس خط کے ذریعہ قریش کو خوف زدہ کر دیا اپنے ایمان کی مضبوطی بھی دکھائی اور قریش پر احسان بھی رکھا، یہ تو تھا۔ جب اس خط کو لے کر وہ عورت مکہ چل دی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس بذریعہ وحی آسمان سے پوری تفصیل کے ساتھ اطلاع بھیج دی۔ آپ نے فوراً علی بن ابی طالب، زبیر بن عوام، مقداد بن اسود اور ابو مرثد غنوی کو بلا کر فرمایا کہ تم لوگ روضہ خاخ میں جاؤ، وہاں ایک عورت ملے گی اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا خط ہے اس سے لے آؤ۔ یہ حضرات گھوڑا دوڑاتے ہوئے روضہ خاخ تک پہنچے تو وہ عورت مل گئی اسے سواری سے اتار کر خط مانگا تو اس نے صاف انکار کیا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے لیکن حضرت علی نے کہا حضور ﷺ کبھی جھوٹ نہیں بول سکتے لہذا یا تو خط نکال کر دے دو ورنہ ہم تیرے کپڑے اتار کر تلاشی لیں گے، جب اس عورت نے یہ دیکھا کہ اب بچنے

Marfat.com

کی کوئی صورت نہیں ہے تو سر کا جوڑا کھولا اور بال کے اندر سے خط نکال کر دے دیا۔ جب وہ خط لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے حضرت حاطبؓ کو بلا کر پوچھا کہ یہ کیا بات ہے انہوں نے عرض کیا کہ حضورﷺ! خط تو میں نے ضرور دیا ہے لیکن کفر و نفاق اور ارتداد و دغا کے طور پر نہیں بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ میں قریش میں ایک اجنبی کی حیثیت سے تھا اور جانتا تھا کہ میرے لکھنے سے کچھ نہیں ہوگا، ہر حال میں اللہ آپ کو غالب فرمائے گا، اس لئے میں نے سوچا کہ قریش پر ایک احسان رکھدوں کیونکہ میری والدہ انہیں میں اب تک موجود ہیں۔ آپ نے ان کا یہ بیان سنا تو قبول فرمالیا، لیکن حضرت عمرؓ نے کہا، یارسول اللہ! ان میں نفاق کا روگ معلوم ہو رہا ہے اگر آپ حکم دیں تو گردن ماردوں، آپ نے فرمایا یہ بدر میں حاضر ہو چکے ہیں اے عمرؓ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر نظر رحمت کی ہے اور فرمایا ہے کہ جو چاہو عمل کرو، میں نے تمہیں بخش دیا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ کی آنکھیں نم ہوگئیں اور کہا اللہ و رسول ہی بہتر جانتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ ﴾ الخ اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو کبھی دوست نہ بناؤ۔ الخ (۱)

مدینہ سے روانگی

۲/ رمضان المبارک ۸ھ کو رسول اللہ ﷺ مدینہ پر ابو رہم کلثوم بن حصین بن عتبہ غفاریؓ کو اپنا نائب بنا کر دس ہزار صحابہؓ کی جمعیت کے ساتھ روزے کی حالت میں نکل پڑے، بعضوں نے نکلنے کی تاریخ ۱۰/ رمضان بتائی ہے، لیکن حافظ ابن حجرؒ ۲/ ہی کو صحیح اور قوی بتاتے ہیں، مکہ پہنچنے کی تاریخ میں بھی اختلاف ہے، ۱۳/ ۱۶/ ۱۷/ اور ۱۹/ کی روایتیں بھی ملتی ہیں، ممکن ہے کہ یہ روایتیں دخول اور فتح کی حیثیت سے مختلف ہوگئی ہوں یا کسی نے ابتدائے ماہ اور کسی نے آخر سے جوڑا ہو، بہر حال آپ ﷺ کو راستے میں ۱۲/ دن یا کچھ کم و بیش لگ گئے۔

فوج کی تعداد

مدینہ سے نکلنے کے دن آپ کے ساتھ صرف دس ہزار کی فوج تھی لیکن راستے میں جملہ انصار و مہاجرین اور قبیلۂ اسلم و غفار و مزینہ و جہینہ اور سلیم کے لوگوں کو ملا کر اس سے بھی زیادہ ہوگئے اسی لئے ابن اسحاق اور ابن عائذ نے بارہ ہزار کی تعداد بھی لکھی ہے۔ (۲)

---

(۱) فتح الباری ۷/ ۳۱، ابن ہشام ۲/ ۳۹۹، البدایہ ۴/ ۲۸۴ (۲) فتح الباری ۷/ ۳۳

Marfat.com

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، ابو سفیان بن حارث اور عبداللہ ابو امیہ سے ملاقات

راستے میں بمقام جحفہ آپ کے چچا عباس بن عبدالمطلبؓ ملے، جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ جا رہے تھے، آپ اس سے پہلے اسلام قبول کر چکے تھے، لیکن آنحضرت ﷺ کی مرضی و اجازت سے ٹھہرے رہے کیونکہ سقایۃ الحاج یعنی حاجیوں کو آب زمزم پلانے کا عہدہ آپ کے ہاتھ میں تھا۔ حضرت عباسؓ نے آپ سے ملنے کے بعد بچوں کو مدینہ بھیج دیا اور خود آنحضرت ﷺ کے ہمرکاب رہ گئے۔

پھر یہاں سے کوچ کے بعد بمقام نیق العقاب آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور آپ کی پھوپھی کے لڑکے عبداللہ بن ابی امیہ آ گئے اور آپ سے ملنے کی درخواست کی، لیکن آپ ﷺ نے ان دونوں کی درخواست رد فرما دی تو حضرت ام سلمہؓ نے کہا: یا رسول اللہ! کیا یہ دونوں جو آپ کے اہل قرابت میں ہیں بدنصیب رہ جائیں گے، آپ نے فرمایا: ان سے مجھے کوئی سروکار نہیں، ان دونوں نے مجھے سخت ایذائیں پہنچائی ہیں، ابوسفیان نے اپنے قصائد میں سخت آبروریزی کی ہے اور پھوپھی کے لڑکے نے میری عداوت میں کیا کچھ نہیں کیا، ان کا کہنا تھا کہ جب تک آپ میرے سامنے آسمان پر سیڑھی لگا کر نہیں چڑھیں گے اور وہاں سے اللہ کا پروانہ اور چار فرشتوں کی گواہی نہیں لائیں گے، میں ہرگز ایمان نہیں لا سکتا۔

ابوسفیان کو رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کا حال معلوم ہوا تو اپنے ایک چھوٹے بچے کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے کہ اگر آپ میری غلطیوں کو معاف نہ فرمایا تو میں اپنے اس بچے کو لے کر کسی چٹیل میدان میں چلا جاؤں گا اور وہیں بھوک و پیاس سے مر جاؤں گا، ان کے اس طرح کہنے سے آنحضرت ﷺ کا دل نرم ہو گیا، پھر حضرت علیؓ نے ان دونوں سے فرمایا کہ اچانک رسول اللہ ﷺ کے سامنے چلے جاؤ اور وہی کہو جو یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا تھا: ﴿لقد آثرك الله علينا وإن كنا لخاطئين﴾ یعنی اللہ نے آپ کو ہم پر بڑائی بخشی ہے اور بلاشک ہم خطاکاروں میں سے تھے، پس ابوسفیان نے جا کر یہی کہا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی خطائیں معاف کر دیں اور فرمایا: لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو أرحم الراحمين۔ آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں، اللہ تمہیں معاف فرمائے وہ سب سے زیادہ

Marfat.com

مہربان ہے۔

ابوسفیانؓ کو یہ خوشخبری ملی تو آپ کی شان میں چند اشعار پڑھ کر سنائے، جن میں کے تین یہ ہیں۔

لَعَمْرُكَ إِنِّي يَوْمَ أَحْمِلُ رَايَةً ... لِتَغْلِبَ خَيْلُ اللَّاتِ خَيْلَ مُحَمَّدِ

لَكَالْمُدْلِجِ الْحَيْرَانِ أَظْلَمَ لَيْلُهُ ... فَهٰذَا أَوَانِي حِينَ أُهْدَىٰ فَأَهْتَدِي

هَدَانِي هَادٍ غَيْرُ نَفْسِي وَنَالَنِي ... مَعَ اللّٰهِ مَنْ طَرَّدْتُ كُلَّ مُطَرَّدِ

آپ کو زندگی بخشنے والے رب کی قسم میں جس دن اس خیال سے جھنڈا اٹھاتا تھا کہ لات بت کا لشکر محمدی لشکر پر غالب آئے تو اندھیری رات میں چلنے والے کی طرح متحیر رہتا تھا۔ پس میرا یہ وقت آگیا ہے کہ راستہ دکھایا جاؤں پس ہدایت پاؤں، مجھے میرے نفس نے نہیں بلکہ ایسے ہادی نے ہدایت دی ہے اور ایسے شخص نے اللہ سے ملایا ہے جس کو میں نے ہر طرح دھتکار دیا تھا۔

حافظ ابن قیم نے لکھا ہے کہ ابوسفیان بن حارث اسلام لانے کے بعد ثابت قدم رہے انہوں نے حیا اور ندامت کی وجہ سے کبھی آپ کے سامنے سر نہیں اٹھایا، آنحضرت ﷺ ان سے محبت کرتے تھے اور جنت کی بشارت بھی دی، اور فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ میرے لئے میرے چچا حضرت حمزہؓ کے جانشین ہوں گے، جب ان کی وفات کا وقت آیا تو کہنے لگے کہ مجھ پر گریہ مت کرنا، کیونکہ اسلام لانے کے بعد سے اب تک میں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔(۱)

افطار صوم

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ اس سفر میں رسول اللہ ﷺ کراع الغمیم تک پہنچے اور حضرت ابن عباسؓ وابوسعید خدری کہتے ہیں کہ کدید تک تشریف لائے، اسی طرح بعض روایت میں ہے کہ عسفان تک پہنچے تو روزے کی وجہ سے پیدل فوج بلکہ سواروں کو بھی روزے کی شدت کا احساس ہوا، یہاں تک کہ لوگوں نے اس کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے ایک پیالہ پانی یا دودھ منگا کر سب کے سامنے سواری پر بیٹھے بیٹھے پی لیا تاکہ آپ کو دیکھ کر تمام لوگ روزے توڑ دیں، پھر بھی کچھ لوگوں نے روزہ نہیں توڑا، یہاں تک کہ دشمنوں سے ملاقات کا وقت قریب آگیا۔ پس بعض اصحاب نے جا کر نبی ﷺ کو خبر دی کہ آپ کے افطار کے بعد بھی کچھ لوگ روزے سے ہیں، آپ نے سنا تو فرمایا کہ جو لوگ اب بھی

(۱) ابن ہشام ۲/۴۰۰، زاد المعاد ۲/۱۶۲

Marfat.com

روزہ نہیں توڑیں گے ان کا شمار نافرمانوں میں سے ہوگا، لہذا سب نے روزہ توڑ دیا۔(۱)

مرالظہران، میں نزول وقیام اور پیلو کا پھل

آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ نے مرالظہران میں نزول اجلال فرمایا، وہاں وادی فاطمہ میں پیلو کے درخت بکثرت پائے جاتے تھے، لوگ ان کا پھل توڑنے کے لئے جانے لگے تو آپ نے فرمایا: سیاہ پھل توڑنا وہ زیادہ عمدہ ہوتا ہے، چونکہ ان جنگلی پھلوں سے زیادہ تر جانوروں کے چرانے والے ہی واقف ہوتے ہیں، اس لئے صحابہؓ نے پوچھا، یارسول اللہ! کیا آپ بھی بکری چراتے تھے تو آپ نے فرمایا ہاں، اور کوئی نبی ایسا نہیں گذرا ہے جس نے بکری نہ چرائی ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

پیلو کا پھل توڑنے والوں میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی تھے، ان کی پنڈلیاں پتلی اور چھوٹی تھیں جب وہ پھل توڑنے کے لئے درخت پر چڑھ رہے تھے تو لوگ دیکھ دیکھ کر ہنسنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم ابن مسعودؓ کی چھوٹی اور پتلی پنڈلیوں سے تعجب کرتے ہو، بخدا وہ ترازوئے عمل میں احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہیں، دوسرے پھل توڑنے والے جب کوئی اچھا اور بہترین دانہ پاتے تو فوراً منہ میں ڈال لیتے تھے، لیکن ابن مسعودؓ اسے الگ برتن میں رسول اللہ ﷺ کے لئے رکھ دیتے تھے، اور جب لے کر آپ کی خدمت میں آئے تو اسی کے مناسب حال یہ ایک شعر بھی سنا دیا۔

هذا جناي وخيارة فيه   إذ كل جانٍ يده إلى فيه

یہ میرا توڑا ہوا عمدہ اور بہترین پھل حاضر خدمت ہے، میں اسے آپ کے لئے اس برتن میں محفوظ کیا کرتا رہا جب کہ دوسرے لوگوں کا ہاتھ ان کے منہ کی طرف جا رہا تھا۔

خرگوش کا شکار

صحیحین میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگوں نے مرالظہران میں ایک خرگوش کو بھگایا وہ بھاگا تو لوگ اس کے پیچھے دوڑے یہاں تک کہ تھک کر عاجز ہو گیا تو میں نے بڑھ کر پکڑ لیا اور حضرت ابوطلحہ نے ذبح کر کے اس کی ران اور سرین کا گوشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں بھیج دیا تو آپ نے بطیب خاطر قبول فرمالیا۔(۲)

---

(۱) البدایہ ۴/۲۸۶   (۲) البدایہ ۴/۲۸۹

Marfat.com

دس ہزار چولہے روشن کیے گئے

مرالظہران میں رسول اللہ ﷺ شام کے قریب پہنچے تو وہاں قیام فرمایا اور چند انصار کو پہرہ داری اور جاسوسی کے لئے مقرر کر کے ان کا امیر حضرت عمر بن الخطابؓ کو منتخب فرمادیا اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ سب لوگ کھانا پکانے اور دوسری ضروریات کے لئے الگ الگ چولہے روشن کریں تاکہ دشمن ہماری کثرت دیکھ کر مرعوب ہوں، چنانچہ وادی میں پھیل کر مسلمانوں نے دس ہزار چولہے روشن کردیئے، ابھی تک قریش کو آپ کے خروج کا علم نہیں ہوسکا تھا، البتہ کسی سرسری خبر یا شبہے کی بناپر ابوسفیان بن حرب اسی رات بدیل بن ورقاء، اور حکیم بن حزام کو لے کر تحقیق حال کے لئے مکہ سے باہر نکل پڑا، اور مرالظہران کے قریب پہنچ کر وادی کی طرف نظر ڈالی، تو بدیل سے بولا یہ کیسی آگ دکھائی دیتی ہے بدیل نے کہا یہ بنوخزاعہ کی آگ ہو گی، اس نے کہا ان کی تعداد اتنی کہاں سے ہوسکتی ہے، یہ تو عرفہ کی آگ کی طرح بکثرت دکھائی دیتی ہے، پھر انہوں نے مسلمانوں کے خیموں کو دیکھا اور گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں سنیں تو نہایت خوف زدہ ہوگئے۔

ابوسفیان وغیرہ کی گرفتاری اور بچاؤ کی صورت

اتنے میں رسول اللہ ﷺ کے پہرہ داروں نے انہیں پکڑلیا، حضرت عباسؓ کو پہلے سے اس کا احساس تھا کہ اگر قریش یہاں آکر رسول اللہ ﷺ سے معافی اور امان حاصل کرلیتے تو بہتر ہوتا ورنہ بہت جلد ان کی ہلاکت کا وقت آجائے گا، چنانچہ وہ بھی رات میں رسول اللہ ﷺ کے خچر پر بیٹھ کر اسلامی فوج سے باہر نکل گئے تاکہ اگر کوئی لکڑہارا یا پاخانہ و پیشاب کی حاجت سے نکلنے والا مل جائے تو قریش کو مطلع کردوں، اچانک انہوں نے بھی ابوسفیان کی گفتگو جو بدیل سے ہورہی تھی سن لی اور ابوسفیان کو پہچان کر پکارا۔

ابوسفیان گھبرائی ہوئی آواز میں بولا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، اب میری نجات کی کیا صورت ہے، حضرت عباسؓ نے پہرہ داروں سے آزاد کرا کے فرمایا۔ تم میرے اس خچر پر بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو تاکہ تمہاری بچت کیلئے امان طلب کرلوں، ابوسفیان بیٹھ گیا، وہ جب بھی کسی آگ کی روشنی سے گذرتے تو لوگ پوچھتے یہ کون ہے؟ لیکن رسول اللہ ﷺ کا خچر دیکھ کر خاموش ہوجاتے، اتنے میں پہرہ داروں نے حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع دے دی تھی، وہ ابوسفیان کی تاک میں لگے ہوئے تھے،

Marfat.com

چنانچہ حضرت عباسؓ ابوسفیان کو ان کی آگ کے پاس سے لے کر گذرے، تو انہوں نے ابو سفیان کی گردن پر ضرب لگائی اور قتل کرنا چاہا لیکن حضرت عباسؓ نے روک دیا اور تیزی سے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر حاضر ہوگئے۔ حضرت عمرؓ بھی دوڑے وہاں پہنچ گئے اور کہا یا رسول اللہ! یہ ابوسفیان ہے، اللہ نے بلا کسی عہد و پیمان کے اس پر قدرت دے دی، لہذا حکم دیجئے تو میں اس کی گردن اڑا دوں لیکن حضرت عباسؓ بول اٹھے کہ یا رسول اللہ! میں اس کو امان دے چکا ہوں، پھر رسول اللہ ﷺ کے قریب بیٹھ کر فرمایا کہ آج رات آپ سے میرے سوا کوئی سرگوشی نہ کرے گا۔ اسی دوران حضرت عمرؓ نے پھر چھیڑا تو حضرت عباسؓ بولے اے عمرؓ! آج اگر کوئی آپ کے خاندان بنو عدی کا سفارشی ہوتا تو ایسا نہیں کہتے لیکن آپ جانتے ہیں کہ یہ بنو عبد مناف سے ہیں اس لئے اتنا اصرار کرتے ہو، حضرت عمرؓ نے کہا اے عباسؓ! واللہ آپ کا اسلام میرے باپ خطاب کے اسلام سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ اس لئے کہ خود رسول اللہ ﷺ کو بھی آپ کا اسلام زیادہ محبوب ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ آج رات انہیں لے جاکر اپنی حفاظت میں رکھو اور کل صبح میرے پاس لاؤ۔ (۱)

ابوسفیان کا اسلام

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ کے حکم کے مطابق ابوسفیان کو میں نے رات بھر اپنے خیمے میں رکھا اور صبح کو لے کر آپ کے پاس چلا، ایک روایت میں ہے کہ اذان فجر کے بعد حضرت عباسؓ کے ساتھ ابوسفیان باہر آیا، اور تمام اصحاب رسولؐ کو وضو اور نماز کی تیاری میں مشغول دیکھا، پھر آپ کے پیچھے ان کے رکوع و سجود کا معائنہ کیا تو حیرت زدہ ہو کر بولا، اے عباسؓ یہ لوگ بڑے ہی مطیع و فرمانبردار ہیں، انہیں نبی ﷺ کی طرف سے جو بھی حکم دیا جاتا سو جان سے قربان نظر آتے ہیں۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا، بے شک یہ آپ کے حکموں پر اس طرح فدا ہیں کہ کھانے پینے کی فکر نہیں رکھتے، پھر بعد نماز وہ آپ کے پاس لے کر آئے تو ابوسفیان کو دیکھتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوسفیان! تم پر افسوس ہے کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دو؟ ابوسفیان نے اپنے اگلے جرائم کو یاد کر کے اور آپ کی اس کریمانہ برتاؤ کو دیکھ کر بڑی لجاجت سے کہا کہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں آپ بڑے حلیم، بڑے ہی کریم اور قرابت کا پاس رکھنے والے ہیں، اب میں اچھی طرح سمجھ گیا کہ اگر اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود ہوتا

(۱) فتح الباری ۱۷/۳۳، البدایہ ۴/۲۹۰

Marfat.com

تو آج ضرور میرے کام آتا۔آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں اب بھی میری رسالت کے اقرار میں کچھ تامل ہے۔ابوسفیان نے اس کے جواب میں پھر وہی رحم وکرم کا کلمہ دہراتے ہوئے عرض کیا ہاں حضور! اب بھی میرے دل میں اس کے لئے کچھ تردد باقی ہے، یہ سنتے ہی حضرت عباسؓ نے فرمایا، اے ابوسفیان! تم پر افسوس ہے، اس جان بخشی کے بعد اس کے سوا تمہارے لئے چارۂ کار ہی کیا ہے کہ فوراً اسلام قبول کرلو، یہ سنتے ہی ابوسفیان کے دل میں بات جم گئی، وہیں حضرت عباسؓ کے کہتے ہی ایمان لے آئے اور آخر تک اسلام پر ثابت قدم رہے۔(۱)

امن کا پیغام

ابوسفیان کے اسلام کے بعد حضرت عباسؓ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا، یارسول اللہ! ابوسفیان ایسا آدمی ہے، جو فخر کو پسند کرتا ہے، لہذا اس کیلئے کوئی ایسی بات فرمادیجئے جس سے خوش ہوجائے، آپ نے فرمایا: ہاں، جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے گا اس کو امان ہے اور جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے گا یا خانۂ کعبہ میں داخل ہوجائے گا اس کو بھی امان ہے۔ایک روایت میں ہے کہ جو شخص حکیمؓ بن حزام کے گھر میں داخل ہوجائے گا اس کو بھی امان ہے۔

ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ جس وقت آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اس کو امان ہے، تو ابوسفیان نے عرض کیا، یارسول اللہ! میرے گھر میں کتنے آدمی آسکیں گے، آپ نے فرمایا کہ جو خانۂ کعبہ میں داخل ہوگا اس کو بھی امان ہے، ابوسفیان نے کہا خانۂ کعبہ بھی کافی نہ ہوگا، آپ نے فرمایا جو مسجد کعبہ میں آجائے گا اس کو بھی امان ہے، ابوسفیان نے عرض کیا، مسجد کعبہ بھی سب کیلئے کفایت نہ کرے گی۔آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنا دروازہ بند کرلے گا اس کو بھی امان ہے، بولا بے شک یہ سب کے لئے کشادگی کا باعث ہوگا۔(۲)

اسلامی لشکر کا مشاہدہ

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مرالظہران سے مکہ کی طرف کوچ کا ارادہ کیا تو حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو وادی کے تنگ مقام کے پاس جو پہاڑ کی چوٹی ہے اس پر روک دینا تاکہ وہ اسلامی لشکر کی

---

(۱) ابن ہشام ۲/۴۰۳، البدایہ ۴/۲۹۰

(۲) البدایہ ۴/۲۹۱

Marfat.com

سادگی وعظمت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔

موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کو وہیں کھڑا کر دیا۔اس کے ساتھ بدیل بن ورقاء اور حکیم بن حزام بھی تھے،ان سب کے سامنے دس ہزار قدوسیوں کا لشکر جرار جو اسلامی آداب کے پیکر تھے نہایت ہی سکون اور وقار کے ساتھ گذرنے لگا، بنوسلیم،قبیلہ مزینہ،غفار،جہینہ وغیرہ کے دستے یکے بعد دیگرے اپنے اپنے جھنڈوں کے ساتھ آتے ہوئے دکھائی دیئے،جس وقت کوئی قبیلہ گزرتا تو ابوسفیان محو حیرت ہوکر پوچھتا یہ کون لوگ ہیں!جب بتایا جاتا تو کہتا میرے مقصود یہ نہیں ہیں، یہاں تک کہ سب کے آخر میں مہاجرین وانصار کا دستہ سامنے آیا۔جس میں خود رسول اکرم ﷺ بھی جلوہ فگن تھے،یہ دستہ آہنی زرہوں اور ہتھیاروں میں ملبوس ہونے کے سبب نیلگوں دکھائی دیتا تھا۔وہ اس طرح غرق آہن تھے کہ آنکھوں کے سوا بدن کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا تھا،ابو سفیان حیرت زدہ ہوکر پکارا تھا،سبحان اللہ!یہ کون لوگ ہیں؟حضرت عباسؓ نے بتایا یہ انصار ومہاجرین کا مخصوص دستہ ہے۔جس کے ساتھ خود رسول اللہ ﷺ تشریف لارہے ہیں۔ابوسفیان نے کہا خدا کی قسم ان سے مقابلہ کرنے کی کسی میں طاقت نہیں،اے عباس!آپ کے بھتیجے کا ملک تو بہت وسیع ہوگیا حضرت عباسؓ نے کہا یہ ملک نہیں بلکہ نبوت کی شان وعظمت ہے،ابوسفیان کہنے لگا،بے شک یہ نبوت ہی کی شان ہوسکتی ہے۔(۱)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی شکایت اور تبدیلی کا واقعہ

حضرت سعد بن عبادہؓ قبیلہ خزرج کے سردار تھے،اس غزوہ میں انصار کا علم ان کے ہاتھ میں تھا،وہ ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو پکار کر کہا"اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَلْحَمَۃِ الْیَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْحُرْمَۃُ اَلْیَوْمَ اَذَلَّ اللّٰہُ قُرَیْشاً" آج گھمسان کی لڑائی کا دن ہے،آج کعبہ کی حرمت حلال کردی جائے گی،آج قریش کو اللہ ذلیل فرمائے گا،ابوسفیان نے یہ بات سنی تو اول حضرت عباسؓ سے کہا کہ اے ابوالفضل آپ نے سنا۔یہ قریش کی ہلاکت تمہیں مبارک ہو۔پھر رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئے تو عرض کیا یا رسول اللہ!آپ نے سعدؓ کی بات نہیں سنی،آپ نے پوچھا وہ کون سی بات ہے،انہوں نے حضرت سعدؓ کا بیان کیا ہوا جملہ نقل کیا،تو آپ نے فرمایا،سعد غلط کہتے ہیں،آج کعبہ کی عظمت کا دن ہے،آج قریش کو اللہ ایمان کی وجہ

(۱) ابن ہشام ۴/۲۰۴، البدایہ ۴/۲۹۰

Marfat.com

سے عزت دے گا۔اس کے بعد حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا یا رسول اللہ! کچھ عجب نہیں کہ سعد قریش پر حملہ کر بیٹھیں، یہ سن کر آپ نے علم ان سے لے کر ان کے بیٹے کو دے دیا تا کہ سعد کو بھی رنج نہ ہو اور معاملہ بھی سدھر جائے۔ایک روایت میں اس کے برخلاف یوں آیا ہے کہ آپ نے علم ان سے لے کر حضرت زبیرؓ کو دے دیا، لیکن حافظ بن حجر نے اس روایت کو سخت ضعیف بتایا ہے۔اور ابن ہشام کی روایت میں ہے کہ حضرت سعدؓ مکہ میں داخل ہونے کے قریب ہوئے تو یہ بات فرمائی تھی جسے حضرت عمرؓ نے سن کر ان کی شکایت کی اور کہنے لگے کہ مجھے خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ حضرت سعد قریش پر حملہ کر بیٹھیں گے، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ جھنڈا تم لے لو اور تم ہی اس کے ساتھ مکہ میں داخل ہوؤ۔ایک تیسری روایت میں ہے کہ ابوسفیان انصار کا دستہ دیکھ کر اور حضرت سعدؓ کی بات سن کر آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچے اور کہنے لگے، میں آپ کے ساتھ آپ کے مقربین میں ایسے بہت سے چہرے دیکھ رہا ہوں جو میرے لئے نا آشنا ہیں (مراد اس سے انصار مدینہ تھے) آپ نے فرمایا ایسا خود تمہارے اور تمہاری قوم کی وجہ سے ہوا ہے، جب تم لوگوں نے میری تکذیب کی تو انہوں نے میری تصدیق کی اور جس وقت تم لوگوں نے مجھے مکہ سے نکالا تو انہوں نے میری مدد کی، پھر ابوسفیان نے سعدؓ کی مذکورہ بالا قول کی شکایت کی الخ۔

ایک چوتھی روایت موسیٰ بن عقبہ نے حضرت جابرؓ سے کی ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے علم حضرت سعدؓ کو دیا تو وہ اسے ہلا کر کہنے لگے آج گھمسان کی رن ہوگی آج کعبہ کی حرمت حلال کر دی جائے گی، ان کی یہ بات قریش کو بہت شاق گذری اور سخت دھچکا لگا، اس کے بعد انہیں کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی راہ میں حائل ہوئی اور حضرت ضرار بن خطابؓ کے کہے ہوئے چند اشعار پڑھ کر شکایت کرنے لگی تو آپ نے علم ان سے لے کر ان کے بیٹے کو دے دیا تا کہ معاملہ سلجھ جائے اور سعد کو رنج بھی نہ ہو۔(۱)

(نوٹ) ان تمام روایات کے مجموعے سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت سعدؓ کے اس قول کی شکایت کئی مرتبہ اور کئی جانب سے ہوئی، جس کے دفعیہ کیلئے آپ نے پہلے حضرت زبیرؓ اور حضرت علیؓ کو علم دینے کیلئے فرمایا لیکن بعد میں اس خیال سے کہ کہیں حضرت سعدؓ کو رنج نہ گذرے، علم ان سے لے کر ان کے بیٹے کو

---

(۱) ابن ہشام ۲/۴۰۶، البدایہ ۴/۲۹۱، زاد المعاد ۲/۱۶۴

Marfat.com

دے دیا یا جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ بعد میں خود حضرت سعدؓ کے مشورہ اور خواہش سے پھر وہ علم حضرت زبیرؓ کو دیا گیا۔(۱)

ابو سفیان کا اعلان مکہ میں

ابو سفیان آنحضرت ﷺ سے گفتگو کر چکے تو حضرت عباسؓ نے کہا اب تم اپنی قوم کو ہلاکت سے بچانے اور نجات کی راہ ہموار کرنے کیلئے آگے بڑھ جاؤ چنانچہ وہ اسلامی فوج سے آگے بڑھ کر مکہ پہنچ گئے اور سرداران قریش کو مخاطب کر کے بلند آواز سے کہنے لگے کہ اے قریش کی جماعت! محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسا عظیم لشکر لے کر آ رہے ہیں، جس کا مقابلہ کرنے کی طاقت کسی میں نہیں ہے، لہذا میرے گھر میں داخل ہو جاؤ کیونکہ محمد ﷺ نے اعلان کر دیا ہے کہ جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا اس کیلئے امان ہے، یہ سن کر ان کی بیوی ہند بنت عتبہ غصہ میں کھڑی ہو گئی اور ابو سفیان کی مونچھ پکڑ کر کہنے لگی، اے لوگو! اس کر بلے تومند کو قتل کیوں نہیں کر دیتے، جو قوم کی حراست سے بزدلی دکھا رہا ہے، ابو سفیان نے بیوی کو جھڑک دے کر قوم سے کہا اگر اپنی جان کی خیریت چاہتے ہو تو اس عورت کے دھوکے میں مت پڑنا۔ میں مسلمانوں کا حال خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آ رہا ہوں، تم میں سے کوئی بھی ان کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتا، بس اسی میں بہتری ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اعلان کے مطابق میرے گھر میں داخل ہو جاؤ، انہوں نے کہا کہ تمہارے گھر میں کتنے لوگ سما ئیں گے۔ ابو سفیان نے کہا، انہوں نے یہ بھی اعلان کر دیا ہے کہ جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے گا یا مسجد میں داخل ہو جائے گا اس کو بھی امان ہے یہ سنتے ہی لوگ متفرق ہو کر اپنے گھروں میں اور مسجد کی جانب چلے گئے۔(۲)

ذی طویٰ میں پہنچ کر لشکر کی ترتیب اور انکساری

مرالظہران سے کوچ کر کے رسول اللہ ﷺ مکہ کے قریب ذی طویٰ میں پہنچے، اس وقت سر مبارک پر چیرہ کی سرخ چادر کا ٹکڑا بطور عمامہ لپیٹے ہوئے تھے اور انکساری کے عالم میں سواری پر اس طرح جھکے ہوئے تھے کہ آپ کی ٹھوڑی کجاوہ کی لکڑی سے لگ رہی تھی، فتح و کامرانی کی شان و شوکت کا کوئی مظاہرہ آپ کی ذات سے نہیں ہو رہا تھا، حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن ایک آدمی آپ سے بات کرتے ہوئے خوف و دہشت سے کانپنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ سے کیوں ڈرتے ہو، میں تو ایک قریشی

---

(۱) فتح الباری ۷/۳۴ (۲) ابن ہشام ۴/۲۰۵، البدایہ ۴/۲۹۱

Marfat.com

عورت کا لڑکا ہوں جو غربت کی وجہ سے سکھایا ہوا گوشت کھایا کرتی تھی، غرض اسی خاکساری اور انکساری کی حالت میں وہاں آپ نے لشکر کی ترتیب اس طرح دی کہ میمنہ پر حضرت خالد بن ولیدؓ کو مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ مقام لیط سے گذر کر اسفل مکہ سے داخل ہوں اور اگر قریش کے لوگ اعلان امان کے خلاف خون خرابہ کی غرض سے راستے میں حائل ہوں اور شر و فساد مچانا چاہیں تو انہیں کاٹ کے رکھ دو، اسی طرح حضرت زبیرؓ بن عوام کو میسرہ پر مقرر فرمایا ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا علم تھا، ان کو حکم دیا کہ مکہ کے بالائی حصہ مقام کداء سے داخل ہوں۔ اور آپ کا جھنڈا مقام حجون پر نصب کریں۔ اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو بطن وادی سے پیادوں اور ایسے لوگوں کے ساتھ روانہ فرمایا، جن کے ساتھ زرہیں اور خود وغیرہ جنگی سامان نہ تھے وہ آپ کے آگے آگے مکہ میں داخلے کا راستہ ہموار کر رہے تھے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام اذاخر سے گذر کر مکہ کے بالائی حصہ کداء سے داخل ہوئے جہاں آپ کے لئے خیمہ نصب کیا گیا تھا۔ (۱)

آپ ﷺ کا عمامہ اور جھنڈا

صحیحین میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن سر مبارک پر خود پہنے ہوئے تھے آپ نے اسے اتارا تو ایک شخص نے آکر خبر دی کہ عبداللہ بن خطل کعبہ کا پردہ پکڑ کر لٹکا ہوا ہے، آپ نے فرمایا اسے قتل کر دو۔ صحیح مسلم میں عمرو بن حریثؓ سے نیز حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ اس دن آپ کے سر مبارک پر خاکستری مائل سیاہ عمامہ بھی تھا، اس کا ایک کنارہ آپ نے دونوں شانوں کے درمیان لٹکا رکھا تھا، انہیں حضرت جابرؓ اور ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن آپ کا لواء (چھوٹا جھنڈا) سفید رنگ کا اور رایت (بڑا جھنڈا) عقاب نام کا کالا تھا۔ (۲)

امرائے فوج کو ہدایت اور چند مجرمین کے قتل کا حکم

مکہ میں داخلے کا وقت قریب آیا تو رحمت عالم ﷺ نے امرائے لشکر کو حکم دیا کہ جنگ کرنے والوں کے سوا کسی سے جنگ نہ کی جائے جو شخص ہتھیار ڈال دے اسے قتل نہ کیا جائے، جو اپنا دروازہ بند کر لے اسے بھی نہ چھیڑا جائے۔ جو خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے اسے بھی امان دے دیا جائے گا، جو شخص ابو سفیان اور حکیم بن حزام کے گھر میں چلا جائے اسے بھی نہ چھیڑا جائے، ان کے علاوہ بھاگ جانے والوں

---

(۱) ابن ہشام ۲/ ۴۰۵، البدایہ ۴/ ۲۹۳

(۲) البدایہ ۴/ ۲۹۳

Marfat.com

کا تعاقب بھی نہ کیا جائے نہ کسی زخمی واسیر کو قتل کیا جائے۔(۱)

لیکن اس رحم وکرم واعلان معافی کے باوجود چند مجرم ایسے بھی تھے جن کے بارے میں ہدایت کی گئی کہ وہ جہاں کہیں بھی ملیں قتل کردیا جائے، مثلاً:

(۱) عبداللہ ابن ابی سرح، یہ حضرت عثمان بن عفانؓ کا رضاعی بھائی تھا، اسلام قبول کرنے اور کتابت وحی کا شرف پانے کے بعد مرتد ہوکر مشرکین سے مل گیا، لیکن فتح مکہ کے دن اپنے قتل کی خبر پاکر حضرت عثمانؓ سے ملا اور آپ کو سفارشی بنا کر حضور ﷺ کے دربار میں آیا، حضرت عثمانؓ نے آپ سے اس کی معافی اور دوبارہ اسلام میں داخل کرلینے کی درخواست پیش کی، آپؐ نے ان کی یہ درخواست سن کر تھوڑی دیر خاموشی اختیار فرمائی، پھر حضرت عثمانؓ کی مکرر درخواست پر اس کی بیعت قبول فرمائی لیکن بعد میں صحابہؓ سے فرمایا جب میں خاموش تھا تو تم نے قتل کیوں نہیں کردیا؟ ایک انصاری نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے اشارہ فرمایا ہوتا تو میں قتل کرڈالتا، ارشاد ہوا کہ نبی لوگ کسی کو دھوکے میں ڈال کر اشارے سے قتل کا حکم نہیں دیتے ہیں۔

بعد میں حضرت عبداللہ بن ابی سرح کا اسلام اچھا ثابت ہوا، حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں ان کو ایک جگہ کا والی مقرر کیا، پھر حضرت عثمانؓ نے اپنے زمانہ میں بھی اسی عہدہ پر برقرار رکھا اور ایک مدت کے بعد مرض میں نماز تہجد کی بعد فراغت ان کا انتقال ہوا۔

(۲) عبداللہ بن خطل جس کا پہلا نام عبدالعزیٰ تھا، یہ شخص اسلام قبول کرنے کے بعد صدقہ کی وصولی پر والی بنایا گیا اس کے ساتھ ایک انصاری صحابی بھی تھے، اس کا ایک آزاد کردہ مسلم غلام بھی تھا اس نے اسے کھانا پکانے کا حکم دیا، ذرا دیر ہوئی تو اسے قتل کرکے خود مرتد ہوگیا، اس کے پاس دو گانے والی لونڈیاں تھیں جو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے ہجو میں گانا گایا کرتی تھیں۔ یہ فتح مکہ کے دن اپنے قتل کی خبر پاکر کعبۃ اللہ کا پردہ پکڑ کر لٹکا ہوا تھا، لیکن حسب فرمان نبوی حضرت ابو برزہ اسلمی اور سعید بن حریث نے مل کر قتل کردیا۔

(۳-۴) ابن خطل مذکور کی دونوں گانے والی لونڈیاں فرتنیٰ وقریبہ نامی تھیں، ان میں سے ایک قتل کردی گئی اور دوسری امان طلب کرکے ایمان لے آئی۔

---

(۱) رحمۃ للعالمین ص ۱۹

Marfat.com

(۵) حریث بن نقیذ - یہ مکہ میں رسول اللہ ﷺ کو سخت ایذائیں دیتا تھا، مزید براں شروع ہجرت کے موقع پر حضرت عباسؓ، حضرت فاطمہؓ وام کلثوم کو اونٹ پر سوار کر کے مدینہ لے جا رہے تھے تو اس نے چھڑی سے چونکا لگا کر اونٹ کو اکسادیا، جس کی وجہ سے دونوں صاحبزادیاں زمین پر گر پڑیں اور بمشکل ہلاکت سے بچ سکیں، آج اس کو حضرت علیؓ نے قتل کر دیا۔

(۶) مقیس بن حبابہ یا صبابہ - اس کے بھائی کو ایک انصاری نے غلطی سے قتل کر دیا تھا پس اس نے اپنے اسلام کا اظہار کر کے پہلے قتل خطاء کی دیت لے لی اور بعد میں اس انصاری کو بھی دھوکہ سے قتل کر دیا، پھر مرتد ہو کر کافروں سے مل گیا، لہٰذا اس کو اسی کی قوم کے ایک فرد حضرت نمیلہ بن عبداللہؓ نے قتل کر دیا۔

(۷) سارہ جو بنی عبدالمطلب کی آزاد کردہ لونڈی تھی، یہ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتی تھی، آپ کے خلاف قریش کے نام یہی عورت حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا خفیہ خط لے کر گئی تھی لیکن اس کے لئے سفارش کی گئی تو اس کو بھی امان دے دیا گیا۔

(۸) عکرمہ بن ابو جہل - یہ فتح مکہ کے وقت اپنے قتل کے خوف سے یمن کی طرف بھاگ نکلے تھے لیکن ان کی بیوی ام حکیم بنت حارث بن ہشام مسلمان ہوگئی اور ان کے لئے امان طلب کر کے یمن سے واپس لائی پس یہ مدینہ آ کر مسلمان ہو گئے، اسلام کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ یہ بھاگتے وقت جس کشتی پر سوار ہوئے وہ دریا کے وسط میں پہنچنے کے بعد آندھی کے سبب سخت طوفان میں گھر گئی تھی، پس انہوں نے نذر مانی کہ خدایا اگر تو نے مجھے اس سے نجات بخش دی تو میں تیرے نبی محمد ﷺ پر ایمان لے آؤں گا اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کرنے پر انہیں اچھا معاف کرنے والا اور مہربان پاؤں گا، ان کے اسلام لانے سے نبی ﷺ کو بڑی خوشی حاصل ہوئی آپ نے انہیں مرحبا بالراکب المھاجر کہہ کو خوش آمدید کہا، اسلام لانے کے بعد یہ ہمیشہ دین کیلئے جہاد کرتے رہے اور جنگ یرموک میں شہادت پائی۔

(۹) ہبار بن اسود - یہ مسلمانوں کو سخت ایذا پہنچاتا تھا، اس کے علاوہ حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے جانے لگیں تو اس نے ان کو اونٹنی کو چونکا لگا کر اکسادیا جس کی وجہ سے ایک پتھر پر گر گئیں اور حمل ساقط ہو گیا۔ پھر یہ مرض ان کو ہمیشہ رہا یہاں تک کہ وفات پائیں، ہبار مذکور نے فتح مکہ کے دن فرار کے بعد اپنے اسلام کا اعلان کر دیا اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرما کر معافی دے دی۔

Marfat.com

(۱۰) کعب بن زہیر۔ یہ فرار کے بعد اسلام قبول کر کے مدح رسول سے سرفراز ہوئے، واقعہ اسی کتاب میں مفصل مذکور ہے۔

(۱۱-۱۲) وحشی بن حرب اور ہند بنت عتبہ۔ یہ دونوں اسلام لائے اور معاف کر دیئے گئے۔

(۱۳) ارنب جو ابن خطل کی آزاد کردہ لونڈی تھی۔ یہ بھی اپنی خباثت کے سبب قتل کر دی گئی ان کے علاوہ مزید دو نفر حارث ابن ہشام اور زہیر بن امیہ بھی تھے جن کو ام ہانیؓ بنت ابی طالب کی سفارش سے امان دیا گیا۔(۱)

مقام خندمہ میں جنگ

شعب ابی طالب کے قریب مقام خندمہ میں عکرمہ بن ابوجہل، صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو نے قبیلہ بنو بکر، بنو ہذیل، بنو مصطلق اور بنو حرث کے سرداروں کو جمع کر کے مسلمانوں سے جنگ کرنے کی زبردست تیاری کر رکھی تھی۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ بنو بکر میں سے حماس بن قیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں آنے سے قبل ہی سامان حرب وغیرہ درست کر رہا تھا تو اس کی بیوی نے پوچھا یہ کیسی تیاری ہو رہی ہے اس نے بتایا کہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب سے جنگ کیلئے اس کی بیوی نے کہا میں سمجھتی ہوں کہ یہ سامان محمدؐ اور ان کے اصحاب کے مقابلے میں کچھ کام نہیں دے سکتے۔ اس نے کہا تو دیکھے گی کہ میں اسی ہتھیار کے ذریعہ ان میں سے بعض کو غلام بنا کر تیری خدمت میں پیش کروں گا، چنانچہ وہ صفوان، عکرمہ اور سہیل کے ساتھ خندمہ کی جنگ میں شریک ہوا۔

یہ اللہ کی مشیت تھی کہ اسی جانب حضرت خالدؓ اور ان کے اصحاب بھیجے گئے تھے ابھی جانبین میں تھوڑی ہی دیر تک جنگ ہونے پائی تھی کہ اس کی شدت کی تاب نہ لا کر صفوان و عکرمہ بھاگ پڑے، حماس بھی اسی پریشانی کے عالم میں بھاگ کر اپنے گھر میں گھس گیا اور بیوی سے کہا دروازہ بند کر کے مجھے چھپا دے، بیوی نے کہا ابھی تو کل تم بہادری کی ڈینگیں مارتے تھے آج کیا ہو گیا۔ حماس پھر گھر میں چھپ گیا اور بعد میں جنگ کا نقشہ اس طرح بیان کرنے لگا۔

إنكِ لو شهدتِ يومَ الخندمه　　　إذ فر صفوان وفر عكرمه

---

(۱) فتح الباری ۱۷/۸ ،۳۶ ابن ہشام ۲/ ۴۰۹ ،البدایہ ۱/ ۲۹۷

Marfat.com

وابـو يـزيـد قـائـمٌ كـالـمـوتـمـه　　　واستـقـبـلَتهـم بـالسُيـوفِ المُسلِمه
يَـقـطـعـنَ كـلَ سَـاعِـدٍ وَجـمـجُـمَـه　　　ضَـربـاً فَلا يُسـمَـعُ إلا غـمـغُـمَـه
لَهُـم نهيـتٌ خَـلـفـنَـا وهَـمهَـمَـه　　　لَـم تَـنـطِـقِـى فِـي اللَّـوم اَدنـى كَلِمَه

یعنی اگر تو خندمہ میں حاضر ہوتی جب کہ صفوان اور عکرمہ بھاگ گئے تھے اور ابو یزید سہیل بن عمرو ستون کی طرح حیران کھڑا تھا، مسلمانوں کی تلواریں ہمارے بازؤں اور سروں کا صفایا کر رہی تھیں، صرف ہتھیاروں کی جھنکار، مقتولین کی فریاد اور گلوگرفتہ آوازہی سنائی دے رہی تھی، اگر یہ سب تو دیکھ لیتی تو ملامت کے لئے زبان نہ کھولتی۔(۱)

خندمہ کی اس لڑائی میں مشرکین کے ۱۲ یا ۱۳ آدمی مقتول ہوئے اور حضرت خالدؓ کے ساتھیوں میں سے صرف ۳ آدمی کرز بن جابرؓ، حبیش بن خالدؓ اور سلمہ بن میلا شہید ہوئے جن میں سے دو اول الذکر حضرت خالدؓ کے لشکر سے جدا ہو کر دوسری طرف چلے گئے تھے، اور ساتھ ہی مارے گئے، اس کے بعد باقاعدہ جنگ ختم ہوگئی، صرف جستہ جستہ قتال کا سلسلہ جاری تھا، اسی دوران نبی ﷺ نے ایک تقریر فرمائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر

آپ نے فرمایا، اللہ نے آسمان وزمین پیدا فرمانے کے بعد ہی مکہ معظمہ کو حرم قرار دیا ہے اس میں میرے سوا کبھی کسی کو جنگ کی اجازت نہیں دی گئی، البتہ مجھے صرف ایک گھنٹہ کی اجازت ملی ہے اور اب اس کی حرمت پہلے کی طرح پھر لوٹ آئی۔

یہ سن کر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! حضرت خالدؓ قتل کا سلسلہ اب بھی جاری کیے ہوئے ہیں، آپؐ نے فوراً ایک قاصد بھیجا کہ خالدؓ سے کہہ دو قتال کا سلسلہ بند کر دیں وہ آدمی دوڑا ہوا گیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابھی قتال کرنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ بنو بکر کے بیس بنو ہذیل کے تین یا چار اور باقی دوسرے قبائل کے ملا کر کل ستر آدمی مارے گئے اور قتل کا سلسلہ مقام جزورہ سے مسجد کے دروازے تک پہنچ گیا، جب رسول اللہ ﷺ کو دوبارہ اس کی خبر ملی تو آپ نے خالدؓ کو بلا کر پوچھا کہ ہم نے تم کو قتل سے نہیں روکا تھا، عرض کیا، یا رسول اللہ! قاصد نے مجھ سے یہی کہا کہ جس پر بھی قدرت پاؤ قتل کر دو۔ آپ ﷺ نے قاصد کو بلا کر پوچھا تو

(۱) ابن ہشام ۲/ ۴۰۸، البدایہ ۴/ ۲۹۷

Marfat.com

اس نے کہا بیشک آپ نے روکا تھا لیکن خدا کی جومشیت ہوئی جلدی میں وہی کلمہ میری زبان سے نکلا اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ چنانچہ اس کا یہ عذر سن کر آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ (۱)

نماز فتح

مکہ معظمہ میں آپ کا یہ داخلہ فاتحانہ ہوا تھا، ہر طرف سے فدا کاروں کا جم غفیر آپ کو اپنے جلو میں لئے ہوئے تھا۔ مکہ کے صرف ایک کنارے خندمہ کی معمولی سی جنگ کے سوا کسی جانب بھی دشمن کو آنکھ اٹھانے کی جرأت نہیں ہوئی لیکن سرور عالم ﷺ نے فخر وغرور اور ریا ونمود کے بجائے آٹھ رکعت فتح کی نماز ادا فرمائی۔ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے بالائی حصہ میں داخل ہوئے، اس وقت میری قرابت کے دو آدمی حارث بن ہشام اور زہیر بن امیہ بھاگ کر میری پناہ میں آ گئے تھے۔ میرے بھائی حضرت علی انہیں قتل کرنا چاہتے تھے، لیکن میں نے دروازہ بند کر کے چھپا دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ کے بالائی حصہ میں آئی، اس وقت ایک ٹب پانی سے جس میں گوندھے ہوئے آٹے کا اثر تھا، آپ غسل فرما رہے تھے، اور حضرت فاطمہ ایک کپڑے سے پردہ کئے ہوئے تھیں۔ غسل کے بعد آپ نے کپڑا تبدیل فرمایا اور آٹھ رکعت نماز پڑھی پھر مجھے دیکھ کر مرحبا کہا اور پوچھا کیسے آئیں؟ میں نے پوری بات بتائی تو آپ نے فرمایا، اے ام ہانی! جس کو تم نے پناہ وامان دے دیا اس کو ہم نے بھی امان دے دیا۔ علی انہیں قتل نہ کریں یہ روایت ابن اسحاق کی ہے، اس قسم کی روایت صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔ لیکن صحیح بخاری کے سیاق سے پتہ چلتا ہے کہ یہ غسل اور نماز آپ نے خود ام ہانی کے گھر ادا فرمائی تھی، یہ نماز ہر دو رکعت پر سلام کے ساتھ کل آٹھ رکعت فتح کے شکریہ میں تھی۔ چونکہ چاشت کا وقت تھا اس لئے بعضوں نے سمجھا کہ آپ نے چاشت کی نماز پڑھی ہے، حالانکہ یہ نماز فتح کی تھی، چنانچہ آپ کی اسی سنت کے مطابق حضرت سعد بن وقاص نے فتح مدائن کے وقت کسریٰ کے محل میں آٹھ رکعت فتح کے شکریہ کی نماز ادا کی تھی۔ (۲)

فاتح مکہ سرور عالم ﷺ کی ضیافت خشک روٹی کے ٹکڑے سے

نماز فتح کے بعد حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب سے آپ نے فرمایا کہ کھانے کی کوئی چیز ہو تو لاؤ۔ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے آپ کے سامنے پیش کرتے ہوئے نہایت ہی شرم وندامت

---

(۱) فتح الباری ـ ۳۵، البدایہ ـ ۲۹۵ (۲) البدایہ ـ ۳۰۰

Marfat.com

محسوس ہوتی ہے کیونکہ میرے پاس خشک روٹی کے ٹکڑوں کے سوا کچھ نہیں ہے، آپ نے فرمایا کوئی تکلف کی بات نہیں وہی لاؤ۔ غرض وہ خشک ٹکڑے آپ نے پانی میں بھگویا۔ پھر نمک و سرکہ طلب کر کے نوش کیا، اور فرمایا، سرکہ بہترین سالن ہے، جس گھر میں نمک اور سرکہ موجود ہو، وہ محتاج نہیں کہلا سکتا۔ (۱)

مکہ میں قیام گاہ نبوی ﷺ

حدیث بخاری میں ہے کہ مکہ میں داخل ہونے کے وقت آپ نے فرمایا تھا کہ مَنْزِلُنَا إِنْ شَاءَ اللّٰہُ إِذَا فَتَحَ اللّٰہُ الْخَیْفُ حَیْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَی الْکُفْرِ" یعنی ان شاءاللہ کل ہمارا قیام اگر اللہ فتح عنایت فرمائے گا، تو خیف بنی کنانہ میں ہوگا جہاں قریش نے کفر پر متحد ہو کر ہمارے مقاطعہ کیلئے حلف اٹھایا تھا چنانچہ نماز فتح ادا کرنے کے بعد آپ اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے جو شعب ابی طالب کے پاس نصب کیا گیا تھا یہی وہ مقام ہے جہاں قریش نے آپ کو آپ کے خاندان اور آپ کے ساتھیوں کو تین سال تک محبوس کر کے سخت اذیت دی تھی، اس مقام کے انتخاب میں مصلحت یہ تھی کہ مقاطعہ کے اس پرانی تکلیف وشدت کو یاد کریں گے، اور آج اللہ کے اس انعام و فضل کا شکریہ ادا کریں گے جو فتح و نصرت کی شکل میں حاصل ہوا ہے، اور ان اعداء کے ساتھ جنہوں نے یہ سلوک کیا تھا، احسان اور درگذری کا برتاؤ کر کے اسلامی اخلاق وکردار کا ثبوت دیں گے۔

خانۂ کعبہ کا طواف و داخلہ اور بتوں کا اخراج

یہاں فتح وظفر کی تکمیل کے بعد جب ہر طرح سے اطمینان ہو گیا تو آپ ﷺ انصار و مہاجرین وغیرہم کی معیت میں بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے نکلے، وہاں پہنچ کر حجر اسود کو بوسہ دیا، پھر خانۂ کعبہ کا طواف اپنی سواری پر کیا، بھیڑ ہوتی تو حجر اسود کو اپنی چھڑی سے چھو کر یا اشارہ کر کے بوسہ دیتے تھے، طواف سے فراغت کے بعد عثمان بن طلحہ حجبیؓ کو بلا کر کعبۃ اللہ کی کنجی طلب فرمائی اور اسے کھلوا کر اندر تشریف لے گئے، اندر لکڑی کی بنی ہوئی کبوتری رکھی تھی، آپ نے اسے اپنے دست مبارک سے توڑ کر باہر پھینک دیا، پھر کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے تو دیکھا کہ لوگ آپ کی باتیں سننے کیلئے مسجد میں جمع ہیں۔

بتوں اور تصویروں کا اخراج

ابن ہشام نے بعض اہل علم سے اور امام بخاریؒ و امام احمدؒ و دیگر محدثین حضرت ابن عباسؓ وغیرہ سے

---

(۱) زرقانی ۲/۳۲۶

Marfat.com

روایت کرتے ہیں کہ آپ بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس میں فرشتوں کی اور حضرت عیسیٰ و مریم علیہما السلام کی تصویریں نظر آئیں، ان کے علاوہ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی صورتیں بھی ملیں، ان دونوں بزرگوں کے ہاتھ میں فال کھولنے کے تیر تھے، آپ نے ان سب کو نکالنے اور مٹانے کا حکم دیا اور فرمایا، اللہ ان مشرکین کو قتل فرمائے، یہ خوب جانتے ہیں کہ ان دونوں بزرگوں نے کبھی فال نہیں نکالے۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں تصویریں دیکھیں تو ان کو مٹانے کا حکم دیا۔ پس حضرت عمرؓ نے ایک کپڑا بھگو کر ان پر پھیر دیا اور سب کو مٹا دیا۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تو کعبہ کے ارد گرد تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے، آپ انہیں کمان کی لکڑی سے ٹھوکر دے کر گراتے، اور یہ آیت کریمہ پڑھتے جاتے تھے ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ جاء الحق وما يبدئ الباطل وما يعيد

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تو دیکھا کہ چند بت کعبہ میں سیسے اور قلعی سے جوڑے ہوئے تھے آپ لکڑی سے ان کی طرف اشارہ فرماتے، اور وہ بت اپنی گدیوں کے بل زمین پر گر جاتے۔(۱)

مفتاح کعبہ کی پیشگوئی اور تصدیق

ابن سعد نے طبقات میں خود عثمان بن طلحہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ کعبہ کو جاہلیت کے زمانے میں سوموار اور جمعرات کو کھولتے تھے، پس ایک دن رسول اللہ ﷺ نے کعبہ میں داخل ہونا چاہا لیکن میں نے سختی کی اور آپ کو روکا تو آپ نے صبر سے کام لیتے ہوئے فرمایا اے عثمان! تم ایک دن یہ کنجی میرے ہاتھ میں دیکھو گے، اس وقت میں جس کو چاہوں گا دوں گا۔ میں نے کہا کیا قریش کے لوگ اس دن مر جائیں گے، اور اللہ ان کو ذلیل کر دے گا، آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ زندہ رہیں گے اور عزت پائیں گے۔ پس فتح مکہ کے دن کنجی آپ نے مجھ سے طلب فرمائی تو مجھے آپ کی وہ بات یاد آ گئی میں نے کنجی آپ کے حوالے کر دی آپ کعبۃ اللہ کھول کر اس میں داخل ہوئے۔ اب وہ کنجی آپ کے ہاتھ میں دیکھ کر حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نے کوشش کی کہ وہ کنجی انہیں مل جائے تاکہ بنی ہاشم سقایہ اور کلید برداری کے دونوں عہدے پا جائیں۔ لیکن پھر آپ نے وہ کنجی مجھی کو بلا کر عنایت کی، اور فرمایا خذها خالدة

(۱) ابن ہشام ۲/۴۱۳، البدایہ ۴/۳۰۲

Marfat.com

تـالـدۃ لا ینزعھا منکم إلا ظـالم" اس کو ہمیشہ ہمیش کیلئے لے لوتم سے اس کو ظالم کے سوا کوئی نہیں چھینے گا، میں نے وہ کنجی لے لی تو آپ نے اپنی بات یاد دلائی کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ ایک دن یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جسے چاہوں گا دوں گا، میں نے اقرار کیا اور کہا بلاشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔(۱)

واضح ہو کہ عثمان بن طلحہؓ فتح مکہ سے پہلے ہی حضرت خالدؓ اور عمرو بن عاصؓ کے ساتھ اسلام لا چکے تھے، کعبۃ اللہ کی کلید برداری اور نگرانی کا عہدہ زمانۂ جاہلیت ہی سے ان کے گھرانے میں تھا، ہجرت سے پہلے اسے اپنی تحویل میں رکھتے تھے، لیکن ہجرت کے بعد کنجی اپنی ماں کو سونپ گئے تھے، صحیح مسلم میں ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن عثمان بن طلحہؓ کو بلا کر کنجی مانگی تو یہ لینے کیلئے اپنی والدہ کے پاس گئے، لیکن کفر کے سبب اس نے کنجی دینے سے انکار کیا تو انہوں نے اپنی والدہ کو دھمکی دی کہ اگر کنجی نہ دوگی تو ابھی تلوار سے تمہاری گردن اڑا دوں گا، بس جان کے خوف سے کنجی اس نے دے دی جسے لے کر آپ کے پاس آئے۔(۲) یہ کنجی آپ نے لے کر پھر عثمانؓ ہی کے حوالے کیا، اور فرمایا: "یـــا عثمان! الیوم یوم برّ و وفاء" اے عثمان آج نیکی اور وفا کا دن ہے، تم اسے لے لو اور ہمیشہ کیلئے لے لو۔ اب تم سے ظالم کے سوا کوئی نہیں چھین سکتا۔ کہتے ہیں کہ اب تک کلید برداری کا یہ شرف انہیں کے خاندان میں ہے۔ اور ان شاء اللہ تا قیامت رہے گا۔

کعبۃ اللہ میں نماز

صحیحین میں حضرت ابن عباسؓ اور حضرت اسامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ خانۂ کعبہ میں داخل ہوئے اس کے گوشہ میں تکبیر کہی، دعائیں مانگیں اور نماز نہیں پڑھی، لیکن اس کے برخلاف حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اور بلالؓ و اسامہ بن زیدؓ اور عثمان بن طلحہؓ ایک ساتھ خانۂ کعبہ میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کر لیا کچھ دیر اسی میں رہے پھر کھولا، تو میں سب سے پہلے داخل ہوا اور حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کہاں پڑھی ہے تو فرمایا دونوں اگلے ستونوں کے درمیان، پھر میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ کتنی رکعت پڑھی۔ ایک روایت میں ہے کہ بلالؓ اور عثمان بن طلحہؓ نے خبر دی کہ آپ نے کعبہ کے وسط میں دونوں یمانی ستونوں کے درمیان نماز پڑھی تھی۔ نیز بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ

(۱) زاد المعاد ۲/ ۱۶۵

(۲) مسلم ۱/ ۴۲۸

Marfat.com

نے کعبہ کے دوستون اپنے دائیں اور ایک ستون بائیں اور تین اپنے پیچھے کر کے نماز پڑھی اس لئے کہ بیت اللہ شریف ان دنوں چھ ستونوں پر قائم تھا۔(۱)

یہاں امام نوویؒ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ حضرت بلالؓ کے بیان کی صحت پر اصحاب حدیث نے اجماع کیا کیونکہ ان کی روایت نماز کی مثبت ہے، بلالؓ کو اس کا علم تھا پس اس کو ترجیح حاصل ہے۔اس لئے کہ مثبت نافی پر مقدم ہوتی ہے، اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ یہ لوگ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو دروازہ بند کر لیا اور دعا میں مشغول ہو گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے گوشہ میں تھے اور بلالؓ آپ کے قریب تھے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، پس بلالؓ نے قریب ہونے کی وجہ سے دیکھا، لیکن اسامہ دروازہ بند ہونے کی تاریکی اور دعا میں مشغول ہونے کے سبب نہیں دیکھ سکے اس لئے کہ آپ کی نماز ہلکی (اور صرف دو رکعت) تھی۔

باب کعبہ پر خطبہ اور اعلان معافی

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ آپ ﷺ خانہ کعبہ کا طواف اور اندر جا کر دعا اور نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ لوگ آپ کی باتیں سننے کیلئے مسجد میں جمع ہیں، یہ جمع ہونے والے کون تھے؟ اصحاب رسول کے علاوہ ان میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے مکہ میں آپ کا رہنا دوبھر کر دیا تھا، آپ کے قتل کی تجویز سازش کی تھی، آپ کو اور آپ کے ماننے والوں کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے تھے، آپ کے راستے میں کانٹے ڈالتے، گندگی پھینکتے، گالیاں دیتے، گلا گھونٹتے تھے۔ مذاق اور ٹھٹھا کرتے، ایمان لانے والوں کو تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر گھسیٹتے، جلتی ہوئی آگ پر لٹاتے، غرض ظلم وستم کا کوئی دقیقہ ایسا نہیں تھا جو انہوں نے ترک کر دیا ہو۔ پھر وطن سے نکالنے کے بعد بھی چین سے نہ رہنے دیا مدینہ پر جنگ وجدال کیلئے بار بار چڑھائی کی ہزاروں کی جمعیت لے کر حملہ، ایک ماہ محاصرہ کر کے باہر نکلنا بند کر دیا، احد میں آپ کے رخ انور زخمی کیا، تیروں اور پتھروں کی بارش کی، آپ کے پیارے چچا حضرت حمزہؓ کی لاش کی بے حرمتی کی ان کی ناک، کان اور اعضائے جسم کا مثلہ کیا، پیٹ پھاڑ کر جگر تک چبایا، شمع رسالت کے پروانوں کو غداری اور دھوکے سے قتل کرتے رہے۔ آج یہ تمام قسم کے مجرم جمع تھے، آپ کے حکم اور اشارے پر دس ہزار ننگی تلواریں ان کی خبر لینے کیلئے تیار تھیں، آپ چاہتے تو دم بھر میں تمام دشمنوں کا صفایا کر دیتے اور ایک ایک سے ان کے

---

(۱) البدایہ ۴/۳۰۳

Marfat.com

ظلم وزیادتی کا بدلہ چکا لیتے ۔لیکن آپ نے بدلہ لینے کے بجائے ان کے ساتھ رحم وکرم اور عفوودرگذری کا وہ رول ادا کیا اور اخلاق وہمدردی کا وہ ثبوت پیش کیا کہ کٹرقسم کے مخالف اور جانی دشمن بھی نثار ہوکر آپ پر اپنی جانیں چھڑکنے لگے۔

خطبہ

ان سب کے سامنے باب کعبہ پر کھڑے ہوکر آپ نے فرمایا، تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس کے سواء کوئی معبود نہیں، اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور اپنے بندے (محمد ﷺ) کی مدد کی، اکیلے تمام گروہ اعداء کو شکست دی، یاد رکھو! قتل خطاء جو کوڑے اور لاٹھی سے ہو، قتل عمد کے مشابہ ہونے کے سبب اس کی دیت سو اونٹ ہے، اس میں چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں گی۔ زمانہ جاہلیت کے تمام موروثی عہدے (جیسے فال نکالنا اور بتوں کے لئے نذر و نیاز اور چڑھاوے) اور اگلے خونوں کا دعویٰ اور خون بہا کا مطالبہ میرے قدموں کے نیچے ہے، صرف حجاج کو پانی پلانا اور بیت اللہ کی خدمت کا عہدہ باقی رہے گا۔ اے قریش کی جماعت! اللہ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور آبائی فخر وغرور کو ختم کردیا، تم سب اولاد آدم ہو، اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے تھے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَّ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا ﴾ الآیہ اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ماں باپ سے بنایا ہے، اور تمہیں قبیلوں اور خاندانوں میں اس لئے بانٹ دیا ہے تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو، یاد رکھو! تم میں سب سے معزز وہ ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔ اس کے بعد فرمایا اے قریش کی جماعت! کیا تمہیں معلوم ہے کہ آج میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟ یہ ایسا سوال تھا جس نے تمام حاضرین پر خوف وہراس طاری کردیا، اس لئے سب یک زبان ہوکر پکار اٹھے: قَالُوْا خَيْرًا اَخٌ كَرِيْمٌ وَّابْنُ اَخٍ كَرِيْمٍ "بولے ہم آپ سے بھلائی ہی کی امید رکھتے ہیں، کیونکہ آپ ہمارے شریف بھائی اور صاحب کرم بھائی کے بیٹے ہیں، یہ سن کر آپ نے سب کو تسلی دیتے ہوئے اعلان فرمایا: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوْا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ" آج تم پر کوئی گرفت نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔ (۱)

حضرت بلالؓ کی اذان کعبہ کی چھت پر اور معجزۂ رسول ﷺ

نماز کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دیں،

(۱) ابن ہشام ۲/۴۱۲، البدایہ ۴/۳۰۱

Marfat.com

اس وقت ابوسفیان بن حربؓ، عتاب بن اسیدؓ اور حارث بن ہشامؓ کعبہ کے صحن میں بیٹھے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ابن سعید بن عاص تھے، اذان کی آواز سن کر عتاب بن اسید نے کہا، اللہ نے میرے باپ اسید کی عزت رکھ لی کہ اس ناپسند آواز کو سننے سے پہلے اٹھالیا، حارث نے کہا بخدا اگر میں جانتا کہ یہ دین حق ہے تو پیروی کرلیتا، ابن سعید بولے کہ اللہ نے میرے باپ سعید کی بھی عزت رکھ لی کہ اس حبشی کی آواز کعبہ کی چھت پر سننے سے پہلے مرگئے، ابوسفیان نے کہا اگر میں کچھ بولوں گا تو یہ کنکری بھی خبر کردے گی، یہ گفتگو ختم ہوتے ہی رسول اللہ ﷺ ان کے پاس پہنچ گئے، اور فرمایا تم لوگوں نے جو بات کہی ہے، میں جانتا ہوں، پھر آپ نے بعینہ بتادی، تو حارث اور عتاب بول اٹھے کہ اب ہم صدق دل سے شہادت دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، کیونکہ ہماری یہ بات اللہ کے سوا کسی دوسرے نے نہیں سنی تھی، جس نے آپ کو بتائی ہو۔ (۱)

ابوسفیان کے دل کی بات معجزۂ رسول ﷺ

محمد بن سعد نے واقدی کے واسطے سے روایت کی ہے کہ ابوسفیان فتح مکہ کے دن بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک دل میں خیال آیا کہ کاش میں نے محمد ﷺ سے جنگ کے لئے لوگوں کو اکھٹا کیا ہوتا۔ اسی طرح بیہقی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ابوسفیان نے دیکھا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے احترام میں ایک ایک قدم آپ کی پیروی کررہے ہیں، تو دل میں خیال آیا کہ کاش میں نے اس آدمی سے قتال کیا ہوتا، اس خیال کے آتے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا، اگر تم نے قتال کیا ہوتا تو اللہ تمہیں رسوا کردیتا، ابوسفیان نے کہا، میں اپنے اس خیال اور وسوسے سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہوں اور مغفرت چاہتا ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ ابوسفیان نے آپ کی یہ بات سن کر کہا ابھی تک مجھے اس درجہ یقین نہیں ہوا تھا کہ آپ نبی برحق ہیں۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ فتح مکہ کی رات صبح تک صحابہ کرام تکبیر و تہلیل اور طواف کعبہ میں لگے رہے، تو ابوسفیان نے ہند سے کہا کیا تو اب اسے حق سمجھتی ہے؟ اس نے کہا ہاں، یہ منجانب اللہ حق ہے۔ پھر ابوسفیان آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان کو رات کی اس گفتگو کی خبر بعینہ بتادی پس ابوسفیان بول اٹھے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، کیونکہ میرے اور ہند کے درمیان کوئی تیسرا آدمی سننے والا نہیں تھا۔ (۲)

---

(۱) ابن ہشام ۲/۴۱۳، البدایہ ۴/۳۰۳ (۲) البدایہ ۴/۳۰۴

Marfat.com

فضالہ کے دل کی بات کا معجزۂ رسول ﷺ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے، اسی حال میں فضالہ بن عمر بن ملوح لیثی آپ کے قتل کے ارادہ سے آیا، اور طواف کرتے کرتے آپ کے قریب پہنچ گیا، آپ نے پوچھا کیا تم فضالہ ہو؟ بولا ہاں یا رسول اللہ! میں فضالہ ہوں، فرمایا دل میں کیا سوچ رہے ہو؟ کہا کچھ نہیں، بس اللہ کو یاد کر رہا ہوں، یہ سن کر آپ ہنس پڑے اور فرمایا اللہ سے مغفرت طلب کرو، پھر آپ نے اپنا دست مبارک اس کے سینے پر رکھا جس سے دل ساکن ہو کر نور ایمان سے منور ہو گیا، فضالہ کہتے ہیں کہ جس قت آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے سے اٹھایا تو خدا کی قسم آپ کے سوا دنیا کی کوئی چیز مجھے محبوب نہیں تھی، میں ایمان قبول کر کے گھر آیا تو ایک عورت جس سے میرے تعلقات تھے، اور تنہائی میں اس سے ملتا تھا، اس نے مجھے بلایا کہ آؤ بات کریں، میں نے کہا ہرگز نہیں پھر یہ شعر سنایا ۔

قالت هلم إلى الحديث فقلت لا　　يأبى عليك الله والإسلام
لو ما رأيت محمدا وقبيله　　بالفتح يوم تكسر الأصنام
لرأيت دين الله أضحى بيناً　　والشرك يغشى وجهه الأظلام

اس نے کہا آؤ بات کریں، تو میں نے کہا نہیں، اس سے اللہ اور اسلام منع کرتا ہے، اگر تو محمد ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو فتح مکہ کے دن دیکھتی جب کہ تمام بت ٹوٹ گئے تھے تو دیکھتی کہ اللہ کا دین روشن اور شرک کے چہرہ پر تاریکیاں چھائی ہوئی ہیں۔ (۱)

صفوانؓ بن امیہ اور حضرت عکرمہؓ کا اسلام

صفوان بن امیہ نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے مکہ پر قبضہ کر لیا تو اپنی جان کے خوف سے جدہ کی طرف نکل بھاگے تا کہ دریائی کشتی سے یمن کی طرف چلے جائیں، یہ خبر ملتے ہی عمیر بن وہب جمحیؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ صفوان اپنی قوم کا سردار آپ کے خوف سے بھاگا جا رہا ہے، آپ اسے امان دے دیں تا کہ لوٹ آئے، فرمایا میری طرف سے امان ہے، عمیر نے کہا یا رسول اللہ! کوئی نشانی چاہئے تا کہ اسے یقین ہو جائے، چنانچہ آپ نے اپنا وہ عمامہ جس سے مکہ میں داخل ہوئے تھے دے دیا۔ عمیر لے کر صفوان کے پاس جدہ پہنچ گئے اور کہا اے صفوان تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں اپنے نفس کو سفر دریا کی

---

(۱) ابن ہشام ۲/ ۴۱۷، البدایہ ۴/ ۳۰۸

Marfat.com

ہلاکت میں نہ ڈالو، واپس چلو، دیکھو یہ عمامہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے امان کا نشان ہے، صفوان نے کہا مجھے تمہاری باتوں پر اعتماد نہیں اس لئے دور ہو جاؤ اور مجھ سے اس سلسلہ میں گفتگو نہ کرو، عمیرؓ نے کہا یہ عہد و پیمان جو میں لے کر آیا ہوں کسی غیر کا نہیں بلکہ ان کا ہے جو لوگوں میں سب سے افضل اور نیکوکار، بردبار اور بہترین انسان ہیں، پھر رشتے میں آپ کے ابن عم بھی لگتے ہیں، ان کا ملک، ان کی عزت، ان کا شرف سب کچھ آپ ہی کا عز و شرف ہے۔ صفوان نے کہا کچھ بھی ہو لیکن مجھے اپنی جان کا خوف ہے، عمیرؓ بولے، خوف و خطر کی کوئی بات ہی نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی حلیم و کریم اور آپ کے اس گمان سے ارفع و اعلیٰ ہیں، چلو تم اس کا خود مشاہدہ کرو گے۔

صفوان عمیرؓ کے اس قدر اصرار سے مکہ چلے آئے، لیکن اب بھی عمیر کی باتوں پر کلیۃً اعتماد نہ تھا اس لئے آنحضور ﷺ کے سامنے آتے ہی پوچھ بیٹھے کہ کیا دراصل آپ نے مجھے امان دے دی ہے؟ فرمایا ہاں، صفوان نے کہا، لیکن میں ایمان نہیں لاؤں گا، اس کے واسطے مجھے غور کے لئے دو مہینے کا موقع دے دیجئے، آپ نے فرمایا تم پر کوئی جبر نہیں ہوگا۔ دو مہینے کے بجائے تم چار مہینے تک غور کرو تمہیں میری طرف سے اختیار و مہلت ہے، اس گفتگو کے بعد صفوان آزادی سے مکہ میں رہنے لگے، لیکن چند ہی روز میں ان کی حالت بدل گئی، وہ صرف چھ دن کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانیوں سے متاثر ہو کر خود ہی ایمان لے آئے۔ ان کی بیوی فاختہ بنت ولیدؓ پہلے ہی ایمان لا چکی تھیں۔ یہی حال حضرت عکرمہ ابن ابوجہل کا بھی تھا، وہ اپنی جان کے خوف سے یمن بھاگ گئے تھے، ان کی بیوی ام حکیم بنت حارث مکہ ہی میں ایمان لے آئی تھیں، پھر آنحضرت ﷺ سے اپنے شوہر کے لئے امان طلب کر کے یمن سے واپس آئیں اور حضرت عکرمہ کے ایمان کا سبب بنیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو ان کے پہلے نکاح پر برقرار رکھا۔ (۱)

ابوقحافہ کا اسلام

نبی ﷺ مکہ فتح ہونے کے بعد مسجد کعبہ میں تشریف لائے تو ابوبکر صدیقؓ اپنے والد ابوقحافہ کو لاتے ہوئے لائے اور آپ کی خدمت میں حاضر کیا تاکہ اسلام و ایمان سے مشرف ہو جائیں، آپ نے دیکھا تو فرمایا، بوڑھے آدمی کو کیوں تکلیف دی، میں خود ان کے پاس چلا جاتا، حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول

---

(۱) ابن ہشام ج۲ ص۴۱۲، البدایہ ج۴ ص۳۰۸

Marfat.com

اللہ! ان کا یہاں تک پیدل چل کر آنا آپ کے تکلیف اٹھانے سے بہتر تھا، پس آپ نے ابو قحافہ کو اپنے سامنے بٹھا کر دست مبارک ان کے سینے پر پھیرا، اور فرمایا اسلام قبول کرلو، ابو قحافہ جواب تک بت پرستی کے دلدل میں پھنسے تھے ایمان لے آئے، اور کلمہ پڑھ لیا، آپ نے ابو بکرؓ کو ان کے اسلام پر تہنیت پیش کیا اور فرمایا ان کا بال جو پیری سے سفید ہے متغیر کردو۔(۱)

بنوخزاعہ کا اقدام قتل اور آنحضرت ﷺ کا دوسرا خطبہ

بنوخزاعہ کے ایک مشہور اور بہادر آدمی کو جاہلیت کے زمانہ میں بنو ہذیل کے ایک آدمی نے سوتے ہوئے قتل کردیا تھا اتفاق سے وہی قاتل فتح کے دوسرے دن لوگوں کو دیکھنے اور حالات کی تحقیق کے لئے مکہ آیا تھا، بنوخزاعہ اسے دیکھتے ہی پہنچان گئے، اور خراش بن امیہ خزاعی نے آگے بڑھ کر قتل کردیا، رسول اللہ ﷺ کو اس قتل کی خبر ہوئی تو فرمایا خراش قتل کرنے میں بہت بے باک ہے، پھر خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثناء کے بعد فرمایا: اے لوگو! اللہ نے زمین وآسمان کو پیدا کرنے کے بعد ہی مکہ کو حرم قرار دیا ہے، اس کی حرمت قیامت تک قائم رہے گی، جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ اس میں خون بہائے یا اس کا درخت کاٹے، اگر کوئی میری اس تھوڑی سی جنگ کی وجہ سے رخصت کی دلیل پکڑے تو اس سے کہو کہ اللہ نے کفار مکہ پر ناراضگی کی وجہ سے اپنے رسول کو ایک گھڑی کیلئے اجازت دے دی تھی، لیکن تمہارے لئے اجازت نہیں ہے، اب اس کی حرمت پہلے کی طرح لوٹ آئی، جو یہاں حاضر ہے غائب تک پہنچادے، اے بنوخزاعہ! تم قتال سے باز آجاؤ اگر اس میں فائدہ ہوتا تو قتل کی کثرت ہوتی، آج جس آدمی کو تم نے قتل کردیا ہے اس کی دیت میں دیئے دیتا ہوں، آئندہ اگر کوئی قتل کر دے گا تو مقتول کے ولی دو باتوں میں سے ایک کا اختیار رکھیں گے، اگر چاہیں گے تو قاتل کو قتل کردیں گے اور اگر چاہیں گے تو اس کی دیت لیں گے۔(۲)

انصار کو مکہ میں نبی ﷺ کی اقامت کا خوف

طواف کعبہ اور بتوں کے اخراج کے بعد نبی ﷺ کوہ صفا پر تشریف لائے، اور ہاتھ اٹھا کر ذکر ودعا میں مشغول ہوگئے، انصار مدینہ ہر طرف سے آپ کو گھیرے ہوئے تھے، اسی اثنا میں ایک دوسرے سے کہنے لگے، ایسا نہ ہو اس فتح وظفر کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنی بستی کی رغبت اور خاندان کی محبت میں یہیں مکہ

---

(۱) البدایہ ۴/۲۹۴ (۲) ابن ہشام ۲/۴۱۵، البدایہ ۴/۳۰۴

Marfat.com

میں ٹھہر جائیں، ان کے اس قول کی اطلاع بذریعہ وحی آپ کو ہوگئی، آپ نے پوچھا کیا تم نے اس طرح کی بات کہی ہے، انصار نے اقرار کیا یا رسول اللہ! ہم نے یہ بات ضرور کہی ہے، آپ نے فرمایا ایسا نہیں ہوسکتا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، اللہ کے واسطے تمہاری طرف میں نے ہجرت کی ہے۔ بس زندگی اور موت دونوں تمہارے ساتھ ہوگی، انصار یہ سن کر رونے لگے اور کہا واللہ ہم نے اللہ ورسول کی محبت وحرص میں یہ بات کہی تھی، آپ نے فرمایا، اللہ ورسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں، اور تمہاری معذرت قبول کرتے ہیں۔(۱)

اہل مکہ سے بیعت

تکمیل فتح، خانۂ کعبہ سے بتوں کے اخراج، خطبہ میں اہل مکہ کے افہام وتفہیم اور مجرموں کو معافی ودرگذری کے اعلان کے بعد آپ کوہ صفا پر بیٹھ کر بیعت لینے لگے، اس بیعت میں ان کے بڑے بھی آئے، اور چھوٹے بھی شریک ہوئے اور عورتیں بھی، سب سے آپ نے ایمان باللہ، کلمۂ شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور معروف میں سمع وطاعت کا عہد لیا، مردوں کی باری ختم ہوئی تو عورتیں آئیں، حضرت عمرؓ نیچے بیٹھے ہوئے آپ کی نیابت کا فریضہ انجام دے رہے تھے، آپ نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ عورتوں سے بیعت لو اور ان کی مغفرت کی دعا کرو، اللہ غفور رحیم ہے، آپ یا آپ کا کوئی نائب بیعت میں کسی غیر محرم سے مصافحہ نہیں کرتے تھے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ نے کبھی کسی عورت کا ہاتھ نہیں چھویا، ان سے صرف کلامی اقرار لیتے تھے، اور فرماتے تھے کہ میرا قول جس طرح ایک عورت کیلئے ہے اسی طرح سو عورت کے لئے بھی ہے۔ بیعت کرنے والی عورتوں میں ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نقاب اوڑھے ہوئے صورت بدل کر آئی تھی، اس لئے کہ جنگ احد میں حضرت حمزہؓ کے ساتھ جو کچھ کیا تھا اس کے سبب حضور ﷺ کے سامنے کھلے عام آنے سے ڈرتی تھی، اسی دن آنحضرت ﷺ نے عورتوں کی بیعت میں چھ چیزوں کا اقرار لیا، ہندا پنے کو ظاہر کئے بغیر اقرار کرتے ہوئے ہر ایک امر کا جواب جرأت سے دیتی تھی، لیکن جیسا کہ صاحب سیرۃ النبیؐ نے تحریر فرمایا ہے اس میں گستاخی کا کوئی پہلو نظر نہیں آتا، آپ پوری گفتگو ملاحظہ فرمائیں۔

نبی ﷺ : لاتشرِکن باللہ شیئا. اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک مت کرنا۔

---

(۱) مسلم۲/۱۰۳، البدایہ۴/۳۰۷

Marfat.com

ہند بنت عتبہ : آپ ہم سے اس کا اقرار لیتے ہیں، لیکن مردوں سے نہیں لیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم : چوری مت کرنا۔

ہند بنت عتبہ : میں اپنے شوہر کے مال سے کچھ لے لیا کرتی ہوں، معلوم نہیں یہ میرے لئے جائز ہے یا نہیں؟

ابوسفیان اس گفتگو کے وقت موجود تھے، وہ بے ساختہ بول اٹھے کہ جو کچھ تم نے لے لیا ہے، میں اس کو حلال کرتا ہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کی اس گفتگو سے ہنس پڑے اور پہچان لیا کہ کلام کرنے والی عورت ہند ہے، اسلئے بطور تصدیق پوچھا، وإنكِ هِندُ بنتِ عُتبه، کیا تم ہند بنت عتبہ ہو؟

نعم انا هِندُ بنت عُتبه، فاعْفُ عمّا سَلَفَ، یا نبیَ اللّٰهِ عفا اللّٰهُ عنكَ. ہاں یا نبی اللہ میں ہند ہوں، جو کچھ مجھ سے ہو گیا، معاف فرما دیں، اللہ آپ کو صلہ دے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم : ولا یَزْنِیْن اور زنا نہ کریں۔

ہند بنت عتبہ : أو تَزْنِي الحُرَّةُ کیا حرہ اور شریف عورت بھی زنا کرتی ہے؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم : وَلا یَقْتُلْنَ أولادَهُنّ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں۔

ہند بنت عتبہ : رَبَّیناهُمْ صِغاراً وقتلْتُموهُمْ كِباراً فانتُمْ وهُم اَعْلَمُ.

ہم نے ان کو بچپن میں پالا اور آپ نے (آپ کے اصحاب نے بدر میں) بڑے ہونے پر انہیں قتل کر دیا، پس آپ جانیں اور وہ جانیں۔

یہ سن کر حضرت عمرؓ ہنسی میں مستغرق ہو کر چت ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسکرا اٹھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم : ولا یاتِینَ بِبُهتَانٍ. کسی پر بہتان نہ باندھیں۔

ہند بنت عتبہ : وَاللّٰهِ اِنَّ البُهتَانَ لَاَمرٌ قبیحٌ، وَمَا تَامُرنَا الاّ بِالرُّشدِ ومكارِمِ الاَخلاق.

بخدا بہتان تو بہت ہی برا کام ہے، آپ ہمیں بھلائی اور اچھی خصلتوں ہی کا حکم دیتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم : ولا یَعْصِینَنِي في مَعْرُوفٍ. کسی بھلے کام میں میری نافرمانی نہ کریں۔

ہند بنت عتبہ : واللّٰهِ مَا جَلَسنَا مَجلِسَنَا هذا و في اَنفُسِنا اَنْ نَعصِيكَ ، بخدا نافرمانی

Marfat.com

کی نیت سے ہم یہاں نہیں بیٹھے ہیں۔

ہند بیعت کر کے لوٹی تو گھر میں رکھے ہوئے بت کو توڑ ڈالا اور کہا "کنا منك في غمار" ہم اب تک تم سے دھوکے میں تھے۔

اس مکالمہ اور گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ ہند صادق الایمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کے دربار میں آئی تھی، چنانچہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ہند بنت عتبہ نے بیعت کے بعد آپ سے کہا کہ اس سے پہلے روئے زمین پر کوئی گھر والا میرے نزدیک آپ کے گھر یا گھر والوں سے زیادہ ذلیل اور مبغوض نہیں تھا، لیکن اب آپ کے گھر والوں سے بڑھ کر عزیز کوئی بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا بخدا اس وقت تم بھی عزیز ہو۔(۱)

مکہ میں قیام اور قصر صلوۃ

فتح کے بعد مکہ کے جملہ نظم ونسق کو درست کرنے شرک وبت پرستی کے اڈوں کو ختم کرنے توحید الٰہی کا نعرہ بلند کرنے اور اطراف وجوانب میں دعوت اسلام و ہدم اصنام کی غرض سے آپ نے مکہ میں کل انیس دن تک قیام فرمایا، حدیث بخاری میں ہے کہ آپ ﷺ انیس دن کے قیام میں برابر نماز قصر فرماتے رہے، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ کی بعض روایت میں ہے کہ صرف سترہ دن اور بعض میں اٹھارہ دن کا بھی ذکر ہے۔ ان کی تطبیق کی صورت یوں بتائی جاتی ہے کہ جس راوی نے سترہ دن کہا اس نے داخل ہونے اور کوچ کرنے کا دن شمار نہیں کیا، اور جس نے اٹھارہ دن کہا اس نے نکلنے کا دن شمار نہیں کیا اور جس نے ان دونوں کو شمار کرلیا اس نے حسب روایت بخاری انیس دن بتایا ہے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اگر ہمیں سفر میں کہیں ٹھہرنا ہوتا ہے تو اس حدیث سے ہم انیس دن تک قصر کرتے رہتے ہیں، اور جب اس سے زیادہ ٹھہرنا ہوتا ہے تو قصر چھوڑ دیتے ہیں یعنی پوری نماز پڑھتے ہیں، حضرت عمران بن حصینؓ سے ابوداؤد میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قصر فرماتے تو اعلان کر دیتے تھے کہ یا أهل البلد صلوا اربعاً فانا سفر۔ اے شہر کے لوگو تم پوری چار رکعت پڑھو کیونکہ ہم مسافر ہیں۔(۲)

---

(۱) البدایہ ج۴، ۳۱۸

(۲) البدایہ ج۴، ۳۹۲

Marfat.com

چند واقعات واحکام

(۱) ام المومنین حضرت سودہؓ کے والد زمعہ کی لونڈی کو عتبہ بن ابی وقاص سے ناجائز لڑکا تھا لہٰذا عتبہ نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص سے وصیت کی تھی کہ اسے لے لینا۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد اس کا مقدمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ حضرت سعدؓ کہتے تھے کہ یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے، مجھ کو ملنا چاہئے، عبد بن زمعہ کہتا تھا کہ یہ میرا بھائی ہے اس لئے کہ زمعہ کے فراش پر پیدا ہوا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الولد للفراش وللعاھر الحجر" یعنی لڑکا صاحب فراش کا مانا جائے گا اور زانی کے لئے پتھر یعنی سنگساری ہے، اس فیصلہ کے مطابق لڑکا عبد بن زمعہ کو دے دیا گیا، لیکن چونکہ شکل میں وہ عتبہ بن ابی وقاص ہی کے مشابہ تھا، اس لیے آپ ﷺ نے حضرت سودہؓ کو حکم دیا کہ تم اس سے پردہ کرو۔

(۲) قیام مکہ کے دوران ہی ایک عورت نے چوری کی اور اس کا ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ ہو گیا، عورت کے ولی بہت گھبرائے اور حد شرعی سے بچنے کے لئے نبی ﷺ کے پاس حضرت اسامہؓ کو سفارشی بنا کر بھیجا، کیونکہ آپ اسامہؓ کو بہت مانتے تھے، پس حضرت اسامہ نے جا کر عرض کیا، تو آپ ﷺ کا روئے انور غصہ سے متغیر ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اللہ کے حدود کے بارے میں سفارش کے لئے آئے ہو؟ حضرت اسامہؓ آپ کی اس ناراضگی کی حالت کو دیکھ کر بہت پچھتائے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! میرے واسطے اللہ سے مغفرت کی دعا کر دیجئے، پھر شام کا وقت آیا تو آپ نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا، تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہو گئے کہ ان میں جب کوئی مالدار چوری کرتا تھا تو چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور چراتا تھا تو اس پر حد جاری کرتے تھے، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ لیتا، غرض آپ کے حکم سے اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر وہ اپنی عادت بد سے تائب ہو کر صادق الایمان ہو گئی اور شادی کر لی، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی ضروریات کے لئے آتی تھی تو میں اس کو رفع کرا دیتی تھی۔ (۱)

(۳) صحیح مسلم میں سبرہ بن معبد جہنی سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے وقت آپ ﷺ نے متعہ کی

---

(۱) البدایہ ۴/۳۱۸

Marfat.com

اجازت دی، اور یہاں سے واپسی کے پہلے ہی قیامت تک کے لئے اس کی حرمت فرمادی، نیز مسلم میں سلمہ بن اکوع سے مروی ہے کہ جنگ اوطاس میں تین دن کے لئے اس کی اجازت دی گئی پھر منع کردیا گیا، امام بیہقی کہتے ہیں کہ عام اوطاس ہی عام الفتح ہے۔ پس دونوں روایتوں کا مرجع ومفہوم ایک ہی ہوا، اس کے برخلاف مسند احمد میں ہے کہ فتح مکہ کے بجائے آپ نے حجۃ الوداع میں اس کی اجازت دی تھی، لیکن حافظ ابن القیمؒ اسے راوی کا وہم بتاتے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ متعہ سے آپ نے غزوۂ خیبر ہی میں منع فرمادیا تھا، اس وجہ سے بعضے قائل ہیں کہ دومرتبہ اس کو مباح کیا گیا اور دومرتبہ منع فرمایا گیا، ایک ضعیف مسلک یہ بھی ہے کہ ضرورۃً مباح کیا گیا تھا، اس لئے ضرورت پیش آنے پر اس کی اباحت علی حالہ باقی ہے: "وهـذا رواية عن الإمام أحمد وهذا هو المشهور" (عن ابن عباس وأصحابه وطائفة من الصحابة) (۱)

عزیٰ بت کا ڈھانا

عزی مقام نخلہ کا عظیم بت تھا، جسے قریش، بنو کنانہ اور مضر قبیلے کے لوگ پوجتے تھے، اور بنو ہاشم کے حلیف بنو سلیم کی شاخ بنو شیبان اس کی خدمت اور دربانی کا کام انجام دیتے تھے۔ جنگ احد میں اسی عزی کا نام لے کر ابوسفیان نے کہا تھا: "لـنـا العزى ولا عزى لكم" ہمارا معبود عزی ہے اور تمہارے لئے کوئی عزی نہیں، تو حضور ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا تھا: "الـلـه مولانا ولا مولى لكم" اللہ ہمارا مولی ہے تمہارا کوئی مولی نہیں۔

آج اسی بت کو ڈھانے اور توڑنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے بتاریخ ۲۵ رمضان المبارک ۸ ھ حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں تیس سواروں کو بھیجا، جب اس کے پجاریوں نے ان سواروں کو دیکھا تو خوف ودہشت سے یہ کہتے ہوئے پہاڑیوں کی طرف نکل بھاگے: "يـا عـزى خـبـليه، يـا عـزى عـوريه، والا فموتي برغمٍ" عزی تو اپنے توڑنے والے کو نچا اور اندھا کردے، ورنہ ذلت کے ساتھ مر جا۔ اسی طرح اس کا خاص دربان عزی کی گردن میں تلوار لٹکا کر یہ شعر کہتے ہوئے بھاگ گیا:

أيـا عـزّ شـدّي شـدّةً لا شوى لها   عـلـى خـالـد ألـقي القناع وشمري

أيـا عـزّ ان لـم تـقـتـلي المرء خالداً   فـبـوئـي بـإثـم عـاجـل أو تنصري

---

(۱) البدایہ ۴/۳۱۸

Marfat.com

اے عزیٰ تو ایسا حملہ کر جس میں کوتاہی نہ ہو، اور خالد پر تیزی سے ہتھیار چلا، اگر تو نے خالد کو قتل نہیں کیا تو فوری جرم کا اقرار کرلے یا نصاریٰ کا دین قبول کرلے۔

یہ بت ببول کے تین درختوں پر قائم تھا، حضرت خالدؓ نے ان کو کاٹ دیا اور بت خانہ کو ڈھا کر واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، کچھ تم نے دیکھا؟ بولے نہیں، فرمایا واپس جاؤ، تم نے کام مکمل نہیں کیا، حضرت خالد دوبارہ گئے تو دیکھا ایک کالی کلوٹی برہنہ عورت بالوں کو پھیلائے ہوئے واویلا کر رہی ہے اور اپنے سر و چہرہ پر خاک ڈال رہی ہے، حضرت خالدؓ نے اس کو قتل کر دیا اور فرمایا: "یا عُزّیٰ کفرانكِ لا سبحانكِ = إني رأيت الله قد أهانكِ" اے عزیٰ! تیری تقدیس کے بجائے انکار ہے، میں دیکھتا ہوں کہ اللہ نے تجھے ذلیل کر دیا۔ اس کے بعد بت خانہ کو بنیاد سے اکھاڑ پھینکا اس کا خزانہ نکال لائے، اور آ کر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا: تلك العُزّى ولا تعبد أبداً" یہی عزیٰ ہے اب اس کی بندگی کبھی نہ ہوگی۔(۱)

سواع بت کا ڈھانا

سواع مکہ سے تین میل کی مسافت پر موضع رہاط میں ایک بت تھا، جسے بنو ہذیل کے لوگ پوجتے تھے، اسے توڑنے اور ڈھانے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے چند صحابہ کو حضرت عمرو بن عاصؓ کی قیادت میں بھیجا، جب وہاں پہنچے تو دربان نے کہا۔ کس ارادے سے آئے ہیں، عمرو بن عاصؓ نے فرمایا مجھے نبی ﷺ نے اسے ڈھانے کیلئے بھیجا ہے، اس نے کہا، آپ اس پر قدرت نہ پاؤ گے، بولے کیوں؟ کہا وہ اپنی حفاظت خود ہی کرے گا، حضرت عمرو بن عاصؓ نے فرمایا اب تک تو اسی باطل خیال میں ڈوبا ہے، حالانکہ وہ نہ تو سنتا ہے نہ دیکھتا ہے، پھر قریب جا کر ریزہ ریزہ کر دیا، اور ساتھیوں کو حکم دیا کہ صنم خانہ بھی منہدم کر دو، صحابہ نے اس کو بھی گرا دیا، اس میں اس بت کے سوا مال و خزانہ کچھ بھی نہیں تھا، اس کو ڈھانے اور توڑنے کے بعد حضرت عمرو بن عاصؓ نے دربان سے پوچھا، اب تمہاری سمجھ میں کچھ آیا، اس نے کہا جی ہاں (اسکی یہ درگت دیکھ کر) اب میں اسلام قبول کرتا ہوں۔

منات بت کا ڈھانا

بت خانہ منات مقام قدید کے قریب مشلل میں واقع تھا، جسے اوس وخزرج اور غسان وغیرہم کے

(۱) ابن ہشام ۲/ ۴۳۶، البدایہ ۴/ ۳۱۶

Marfat.com

لوگ پوجتے تھے آنحضرت ﷺ نے اس کو ڈھانے کیلئے حضرت سعد بن زید اشہلی کی قیادت میں بیس سواروں کو روانہ کیا، وہاں پہنچے تو دربان نے پوچھا کیا ارادہ ہے؟ فرمایا منات کو توڑنے اور ڈھانے کیلئے آیا ہوں، اس نے کہا تم جانو تمہارا کام جانے، یہ سن کر حضرت سعدؓ آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک کالی اور برہنہ عورت بالوں کو بکھیرے ہوئے واویلا کر کے سینہ پیٹ رہی ہے، دربان نے کہا: "منـــــاۃ دونك بعض غـــصـــاتك" اے منات تو اپنے دشمن کو پکڑ لے، یہ سن کر حضرت سعدؓ نے پہلے اس چڑیل کو قتل کر دیا، پھر صنم خانے کو بھی ڈھا دیا اور بت کو توڑ ڈالا، وہاں بھی مال و خزانہ کچھ بھی نہ تھا۔ (۱)

بنو جذیمہ سے قتال اور مقتولین کی دیت

بت خانہ عزیٰ کے ڈھانے اور توڑنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قیام مکہ ہی کے دوران شوال ۸ھ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے زیر قیادت ساڑھے تین سو مہاجرین وانصار اور چند دیگر قبائل عرب بنی سلیم بن منصور اور مدلج بن مرہ وغیرہ کو بنو جذیمہ بن عامر کی طرف دعوت اسلام کی غرض سے روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ مسجد دیکھو، یا اذان سنو تو قتال مت کرنا، چنانچہ حضرت خالدؓ غمیصہ نامی چشمے پر پہنچے تو بنو جذیمہ کے لوگوں نے مقابلہ کے لئے تلوار سونت لیا، حضرت خالد نے انہیں دعوت اسلام دی اور بتایا کہ قریش اور دوسرے بہت سے قبائل اسلام لا چکے ہیں، تم بھی اسلام قبول کر لو اور ہتھیار رکھ دو، بنو جذیمہ کے لوگ بجائے اس کے کہ صحیح طور سے اسلام کا اقرار کرتے، صبانا صبانا کہنے لگے یعنی ہم صابی ہو گئے، چونکہ اہل عرب آبائی مذہب کو چھوڑ کر اسلام قبول کرنے والے کو صابی بمعنی بے دین کہتے تھے، اس سے حضرت خالدؓ کو غلط فہمی ہوئی کہ یہ اسلام نہیں قبول کرتے ہیں، بلکہ اس پر طنز کرتے ہیں، مزید برآں انہوں نے فہمائش کے بعد تلوار رکھ دی تو بھی ان میں سے ایک شخص جحدم نامی جنگ بند کرنے پر راضی نہیں ہو رہا تھا، جب لوگوں نے بہت زور ڈالا اور طرح طرح سے اس کی راہ میں مانع ہوئے تو جحدم راضی ہوا، اس کے بعد حضرت خالدؓ نے سب کو گرفتار کرنے کا حکم دیا، سب نے انہیں گرفتار کر کے اپنے قیدی بنا لیا، ایک دن صبح کو حضرت خالدؓ نے آواز دی کہ سب لوگ اپنے اپنے قیدیوں کو قتل کر دیں، اس حکم کے ملتے ہی بنو سلیم نے اپنے قیدیوں کی گردن اڑا دی، لیکن حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ اور عبداللہ بن عمرؓ نے انکار کیا، اور حضرت خالدؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ میں بڑی تکرار ہوئی، اسی حال میں بنو جذیمہ کا ایک شخص بھاگ

(۱) رحمۃ للعالمین ۲/۲۱۳

Marfat.com

کر آنحضرت ﷺ کے پاس مکہ آیا، پھر دوسرے لوگ بھی پہنچے، جب ان لوگوں سے نبی ﷺ کو صورت حال کی خبر ہوئی تو نہایت ہی افسوس کے ساتھ، اور دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا: اللّٰهم إني ابرء إليك ما صنع خالد بن الوليد" اے اللہ! میں خالدؓ بن ولید کے اس عمل سے بری ہوں، پھر آپ نے حضرت علیؓ کو بہت سا مال ومتاع دے کر روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ جا کر معاملہ کی تحقیق کرو، اور جاہلیت کے تمام رسوم کو پیروں سے کچل دو، اور تمام مقتولین کا خون بہا ادا کر دو، حضرت علیؓ نے وہاں پہنچ کر مقتولین کا خون بہا اور ہر قسم کے نقصانات کی تلافی کی یہاں تک کہ جو برتن ٹوٹ گئے تھے یا کتوں نے منہ ڈال کر کوئی چیز خراب کر دی تھی اس کی قیمت بھی دے دی۔ اس کے بعد کچھ مال بچ رہا تھا اسے بھی انہیں میں تقسیم کر دیا، اور نبی ﷺ کے پاس آ کر تمام باتیں بتائیں تو آپ نے فرمایا: اَصَبتَ وَاَحسَنتَ تم نے اچھا اور بہتر کیا۔

چونکہ اس واقعۂ قتل میں حضرت خالدؓ سے صرف اجتہادی غلطی ہوگئی تھی، اور انہوں نے قتل کا حکم حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ اور بعض دیگر صحابہ کے مشورہ سے دیا تھا، اس لئے ان کے واپس آنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے کوئی عتاب نہیں فرمایا بلکہ ان کا عذر قبول کر کے ان کے عہدہ پر برقرار رکھتے ہوئے قبیلہ ہوازن کی طرف بطور مقدمۃ الجیش روانہ کیا اور بنو سلیم کے سواروں کی کمان انہیں کو سپرد فرما دی۔ (۱)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت خالدؓ کی تکرار و فہمائش

ابن ہشام ۴۳۱/۲ کی روایت میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت خالدؓ کے درمیان بحث و تکرار کی خبر ہوئی تو فرمایا: "مهلاً يا خالد دع عنك أصحابي فوالله لو كان لك أحد ذهباً ثم انفقته في سبيل الله ما ادركت غدوة رجل من أصحابي ولا روحته" اے خالد تم میرے صحابہ سے تکرار مت کرو، بخدا اگر تمہارے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور اسے فی سبیل اللہ خرچ کر دو تو بھی میرے اصحاب میں سے کسی ایک کے صبح و شام کے عمل کو نہیں پہنچو گے۔

ابن ہشام کی یہ روایت اپنے سیاق و سباق کے رو سے صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ حضرت خالدؓ آپ کے اصحاب میں سے نہیں ہیں، اور آپ کے صبح و شام کا عمل حضرت عبدالرحمٰن بن

---

(۱) ابن ہشام ۴۲۹/۲، البدایہ ۳۱۳/۴

Marfat.com

عوفؓ اور دیگر کسی بھی صحابی کے صبح وشام کے عمل کے برابر نہیں ہوسکتا، حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ تقویٰ تقدس کے بعد اصحاب رسول میں ایک دوسرے پر فضیلت ان کے سابق الایمان یا ان کے اصحاب بدر سے ہونے کے سبب ہوسکتی ہے، دیگر کچھ نہیں، پس اس سلسلہ کی دوسری روایت جو استیعاب ۱/ ۴۰۸ اور سیرت حلبیہ ۴/ ۲۹۱ میں ہے، اس سے اس قسم کا وہم اور اعتراض خود بخود رفع ہوجاتا ہے، چنانچہ اس میں مذکور ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے واپس آکر رسول اکرم ﷺ سے حضرت خالدؓ کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا، خالد! تم ایسے شخص کو کیوں تکلیف دیتے ہو، جو اہل بدر سے ہے یاد رکھو! اگر احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خیرات کرڈالو تو بھی ان کے عمل کو نہیں پاسکتے، خالدؓ نے کہا یارسول اللہ! لوگ مجھے متہم کرتے ہیں تو مجبورا جواب دینا پڑتا ہے، اس پر آپ نے فرمایا، خالدؓ کو ایذا مت دو کیونکہ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں، جو اللہ نے کافروں پر مسلط فرمائی ہے۔

یہ اور بنو جذیمہ کے سلسلہ کی دیگر روایات وواقعات پر نقد وتبصرہ میری کتاب ''حیات خالد بن ولید'' میں مفصل طور سے موجود ہے، وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

فتح مکہ کا اثر پورے عرب پر

مکہ کی فتح اسلام کے لئے بڑی اہمیت رکھتی تھی، اہل عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ مکہ معظمہ پر جہاں خانہ خدا ہے کوئی باطل پرست قابض نہیں ہوسکتا، چنانچہ اس کے فتح سے پورے عرب میں ہلچل سی مچ گئی بت پرستی کا زور ٹوٹ گیا، لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے، سورہ فتح میں اللہ تعالیٰ نے صراحت اس کا ذکر فرمایا ہے: ﴿إذا جاء نصرُ اللهِ والفتحُ، ورأيت النّاس يدخلون في دين الله أفواجاً، فسبّح بحمدِ ربّكَ واستغفره إنّهُ كان توّاباً﴾ اللہ کی مدد آگئی مدد فتح ہوگئی اے نبی آپ نے دیکھ لیا کہ لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہورہے ہیں۔ پس خدا کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کیجئے اور مغفرت طلب کیجئے، اللہ بہت بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اس سورہ کریمہ میں اسلامی ترقی کی بشارت کے ساتھ اس بات کی طرف بھی ایماء ہے کہ آپ کا فرض منصبی تکمیل کے قریب ہے، بس تھوڑی ہی مدت میں آپ کو اس دار فانی سے رحلت فرما کر مالک حقیقی سے ملنا ہوگا لہذا آنے والے دنوں کو کثرت سے خداوند قدوس کی شکر گذاری اور تسبیح میں گذاریے۔ بخاری میں حضرت عمرو بن سلمہؓ سے مروی ہے کہ میں پانی کے ایک چشمے پر مقیم تھا، وہاں سوار ادھر ادھر سے آیا کرتے

Marfat.com

تھے، ان کے ذریعے مجھے اسلام کے حالات کا علم برابر ہوا کرتا تھا، اور مسلمانوں کی زبان سے سن کر قرآن کی بہت سی آیات مجھ کو حفظ ہو گئی تھیں، عرب کے لوگ اسلام میں داخل ہونے کے لئے فتح مکہ کا انتظار کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قریش پر غالب آ گئے تو یہ ان کے نبی صادق ہونے کی دلیل ہے، چنانچہ فتح مکہ کے بعد جہاں اور لوگوں نے اسلام کی طرف سبقت کی، میرے والد نے بھی جا کر اسلام قبول کر لیا اور آپ کے پاس سے آ کر بتایا کہ رات اور دن میں اتنی نمازیں اس طرح سے فرض ہیں، نیز بتایا کہ جس کو قرآن زیادہ یاد ہو وہ امامت کرے، حضرت عمرو بن سلمہؓ کہتے ہیں کہ میری قوم کے لوگوں نے تلاش کیا تو مجھ سے بڑھ کر حافظ قرآن کسی کو نہیں پایا، پس مجھے امام بنا دیا حالانکہ میں ابھی صرف سات سال کا بچہ تھا۔

غزوۂ حنین یا ہوازن یا اوطاس

اس غزوہ کو غزوۂ حنین اور غزوہ ہوازن بھی کہتے ہیں اور چونکہ کفار ابتداءً وادیٔ اوطاس میں جمع ہوئے تھے اور بعد میں بھاگ کر ان کے کچھ لوگوں نے وہیں پناہ بھی لی تھی، اس لئے اس جنگ کو غزوۂ اوطاس کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے، وجہ اس کی یہ ہوئی کہ ہوازن اور ثقیف کے لوگ بڑے جنگجو تھے، فتح مکہ سے ان کو سخت جھٹکا لگا، یہ ایک سال پہلے ہی سے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی تیاری میں مشغول تھے، اب اللہ نے اسلام کو ایک عظیم غلبہ عنایت فرمایا تو ان کی بھی شامت آ گئی، یہ سوچنے لگے کہ اب محمد ﷺ کی فوج کو کوئی روکنے والا نہیں رہ گیا، ایسا نہ ہو کہ ہم پر چڑھائی کر دیں، لہٰذا ہم خود جنگ میں پہل کریں، کیونکہ غلبہ اس کا ہوگا جو آگے بڑھ کر لڑے گا۔ اسی عزم فاسد کے ساتھ غرور میں انہوں نے یہ بھی اعلان کر دیا کہ اب تک محمد ﷺ کو لڑنے والوں سے سابقہ نہیں پڑا، اس بار ہم ان کو دکھا دیں گے کہ جنگ کس طرح کی جاتی ہے، مؤلف علام رحمۃ للعالمین نے (بحوالہ فتوح البلدان بلاذری ص ۶۳) یہ بھی لکھا ہے کہ اس جنگ کے چھیڑنے سے ہوازن وثقیف کا یہ مقصد بھی تھا کہ اگر ہم مسلمانوں پر غالب آ گئے تو اہل مکہ کی جو جاگیریں اور باغات طائف میں ہیں وہ بلا کسی مزاحمت کے ہمارے قبضے میں آ جائیں گے اور مسلمانوں سے بت شکنی کا انتقام بھی مل جائے گا۔

ہوازن کے شرکاء

ہوازن عرب کا ایک بڑا قبیلہ تھا، جس میں کئی شاخیں تھیں، جنگ میں اس قبیلے کے ساتھ بنو ثقیف،

Marfat.com

بنونصر، بنوجشم کے لوگ کلی طور پر شریک تھے، ان کے علاوہ بنوسعد بن بکر اور بنوہلال کے کچھ لوگ بھی ہمراہ تھے البتہ بنوکعب اور بنوکلاب میں سے کوئی بھی شریک کار نہ ہوا۔ (۱)

تعداد فوج

ان کی کل فوج ۳۰ ہزار کے قریب تھی جس کی قیادت بنونصر کا سردار مالک بن عوف کر رہا تھا، یہ مالک بن عوف غزوۂ طائف کے بعد مسلمان ہو گئے تھے، اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے اور دمشق کے حاکم بھی مقرر ہوئے۔ (۲)

حالات کی جانچ کیلئے عبداللہ بن ابوحدرد اسلمی رضی اللہ عنہ کی روانگی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوازن کے خروج وتیاری کی خبر ملی تو عبداللہ بن ابوحدرد اسلمیؓ کو جاسوسی کیلئے روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ جا کر ان کے اندر قیام کرو، اور ان میں گھل مل کر ان کی ساری باتیں سنو، پھر آ کر مجھے خبر دو، چنانچہ انہوں نے حکم کی تعمیل کی اور کئی روز وہاں قیام کے بعد واپس آ کر چشم دید ماجرا بیان کیا، حضرت عمرؓ نے مزید تصدیق اور بیان کی صحت کو پرکھنے کیلئے بظاہر ان کی تکذیب کی اور کہا تمہاری بات صحیح معلوم نہیں ہوتی، عبداللہ بن ابوحدرد بولے، اے عمر! اگر میری تکذیب کر رہے ہیں تو کوئی غم نہیں ہے اس لئے کہ اس سے پہلے آپ دین حق اور خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر چکے ہیں جو مجھ سے بہتر ہیں۔ حضرت عمرؓ کو ان کی یہ بات سخت ناگوار گذری، کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ ابن ابی حدرد کی بات نہیں سن رہے ہیں؟ آپ نے دونوں کی اس آویزش کو ختم کرنے کیلئے فرمایا ان کا مقصد یہ ہے کہ پہلے تم گمراہ تھے پھر اللہ نے ہدایت بخشی۔ (۳)

صفوان بن امیہ سے زرہوں کا مستعار لینا

بنوہوازن کے جنگی سامانوں اور جوش وخروش کی خبر سننے کے بعد رسول اللہ ﷺ بھی جنگ کی تیاری میں مشغول ہو گئے، لوگوں نے آپ کو خبر دی کہ صفوان بن امیہ کے پاس جو ابھی مشرک ہیں جنگی ہتھیار اور زرہیں کافی موجود ہیں، آپ نے ان کو بلا کر فرمایا ہمیں سخت ضرورت پیش آ گئی ہے اس لئے اپنی زرہیں اور ہتھیار بطور عاریت دے دو۔ بول اٹھے "أغصبا يا محمد" اے محمد! کیا آپ غصب کر

---

(۱) ابن ہشام ۲/۴۳۷ (۲) حاشیہ قاضی ۱/۵۳۱

(۳) ابن ہشام ۲/۴۴۰، البدایہ ۴/۳۲۴

Marfat.com

چاہتے ہیں،تو آپ ﷺ نے فرمایا :"لَابَلْ عَارِيَةٌ ، مضمونة حتّٰى نُودِّيهَا إليكَ" ہم غصب کر نے کی نیت سے نہیں لیتے ہیں بلکہ یہ عاریت ضمانت کے ساتھ ہے جس کو ہم ادا کریں گے۔اس شرط کے بعد صفوان نے آپ کو سوزر ہیں دے دیں، آپ نے فرمایا اسے اپنے ہی واسطے سے پہنچا بھی دو، انہوں نے اس کو بھی تسلیم کرلیا، جنگ ختم ہوئی تو کچھ زرہیں غائب تھیں آپ نے صفوان کو بلا کر ادا کرنا چاہا، صفوان نے کہا یا رسول اللہ! اس وقت جب میں نے ضمانت کی شرط کی تھی کافر تھا۔لیکن اب تو دل نور ایمان سے منور ہے۔لہذا اس کی کوئی ضرورت نہیں۔(۱)

صفوان کے علاوہ عبداللہ بن ربیعہ سے جو ابوجہل کے رشتۂ اخوت میں پڑتے تھے اور بڑے دولت مند بھی تھے آپ نے تمیں ہزار درہم قرض لیا تھا۔

مقدمۃ الجیش کی روانگی اور آپ کا مکہ سے نکلنا

بنو جذیمہ کے واقعۂ قتل اور خون بہا وغیرہ کی ادائیگی ۶/ شوال سے قبل ہی عمل میں آچکی تھی، وہاں سے حضرت خالدؓ واپس آئے تو آپ نے ان کی معذرت قبول فرما کر بنو سلیم کے سو سواروں کی کمان سونپ کر قبیلہ ہوازن کی طرف بطور مقدمۃ الجیش کے روانہ فرمادیا، زاں بعد خود مکہ سے نکلنے کی تیاری میں لگ گئے، مکہ میں آپ کے داخل ہونے اور وہاں سے کوچ کرنے کی تاریخ ملا کر کل ۱۹ دن آپ کا قیام رہا۔اس مدت میں آپ نے وہاں کا نظم ونسق درست فرمادیا۔وہاں کے باشندوں پر عتاب بن اسید بن ابوالعیص بن امیہ کو عامل بنا کر ۶/ شوال المکرم ۸ھ یوم شنبہ کو ۱۲ ہزار لشکر کے ساتھ جنگ حنین کے لئے نکل پڑے، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مسلمانوں کی کثرت دیکھا تو بے ساختہ بول اٹھے :"لن نغلب اليوم من قلة" آج ہم قلت کی وجہ سے ہرگز مغلوب نہ ہوں گے، ۱۲ ہزار میں ۱۰ ہزار تو وہی تھے، جو مدینہ سے فتح مکہ کیلئے آئے تھے اور ۲ ہزار مکہ کے نو مسلم طلقاء تھے، جو فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوکر آپ کی فوج میں شامل ہو گئے تھے۔ یہ قول ابن اسحاق کا ہے، لیکن عروہ، زہری، اور موسیٰ بن عقبہ نے ۱۲ ہزار کے بجائے ۱۴ ہزار بتایا ہے، ۱۰ ہزار تو وہی تھے جو آپ کے ساتھ مدینہ سے چلے تھے اور ۲ ہزار کا راستے میں اضافہ ہوا تھا اور ۲ ہزار طلقائے مکہ میں سے تھے۔(۲)

---

(۱) ابن ہشام ۲/ ۴۴۰، البدایہ ۴/ ۳۲۴

(۲) البدایہ ۴/ ۳۲۵

Marfat.com

ذات انواط کا واقعہ

حارث بن مالک سے روایت ہے کہ اہل عرب و کفار قریش کیلئے ایک بڑا سا ہرا بھرا درخت تھا، جس کو ذات انواط کہا جاتا تھا، اس کے پاس وہ لوگ سال میں ایک مرتبہ جا کر اپنے ہتھیار لٹکاتے اور جانور ذبح کرتے تھے، چونکہ ہم بھی جاہلیت سے نئے نئے اسلام میں آئے تھے اور اتفاق سے حنین کے راستے میں بیر کا ایک بڑا درخت اس قسم کا نظر آیا جسے دیکھتے ہی وہی جاہلیت کا شوق ابھر آیا پس ہم بے ساختہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کر بیٹھے کہ ہمارے لئے بھی ایک ذات انواط مقرر کر دیجئے جیسا کہ کفار قریش کیلئے ہے، آپ نے سنتے ہی اللہ کی بڑائی بیان کی اور فرمایا: بخدا تم بالکل ویسے ہی ہو جس طرح قوم موسیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ "اجعل لنا إلهاً كما لهم آلهة" یعنی ہمارے لئے بھی معبود مقرر کر دیجئے جیسا کہ ان بت پرستوں کے لئے معبود ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم نرے جاہل قوم سے ہو، پھر آپ نے ارشاد فرمایا، یہ یہود کا طور وطریق تھا مجھے ڈر ہے کہ آئندہ تم بھی انہیں کے نقش قدم پر چلو گے۔ (۱)

کفار کا وادی اوطاس میں اجتماع اور درید بن صمہ کا اختلاف

فوج کفار کا امیر اور قائد اعظم مالک بن عوف نصری تھا، وہ لڑنے والوں کو ان کے بیوی بچوں ان کے اموال اور مویشیوں سمیت لے کر وادی اوطاس میں نازل ہوا، جب لوگ اکٹھا ہو گئے تو درید بن صمہ نے جو نہایت ہی بوڑھا تجربہ کار اور فنون جنگ کا ماہر تھا، پوچھا کہ یہ بچوں کے رونے اور جانوروں کے بولنے کی آواز کیسی آ رہی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ مالک بن عوف سب کو مع اہل وعیال وغیرہ کے لایا ہے تاکہ انہیں دیکھ کر کسی کو میدان جنگ سے بھاگنے کا خیال نہ آئے، اس نے مالک کو بلا کر ڈانٹا اور کہا، واللہ تم بھیڑ بکری کے چرواہے معلوم ہوتے ہو، کیا شکست کھا کر بھاگنے والے کو کوئی چیز روک سکتی ہے، اس میں اگر تمہاری جیت ہوئی تو تلوار اور نیزوں کے بل پر اور اگر شکست ہوئی تو بال بچوں کی گرفتاری کی ذلت الگ سے اٹھانی پڑے گی۔ لہٰذا ان سب کو محفوظ جگہ پر پہنچا دو، پھر مسلمانوں سے دل کھول کر جنگ کرو تاکہ اہل وعیال پر آنچ نہ آنے پائے، مالک بن عوف نے کہا میں ایسا ہرگز نہ کروں گا۔ تم بوڑھے ہو تمہاری عقل بوڑھی ہو چکی ہے، بخدا بنو ہوازن میری اطاعت کریں گے تو ٹھیک ہے، ورنہ میں تلوار خود اپنے پیٹ میں گھونپ کر مر جاؤں گا، مالک کا مقصد اس قول سے یہ تھا کہ اس جنگ میں درید بن صمہ کا نام نہ آئے، چنانچہ بنو ہوازن

(۱) ابن ہشام ۴/۴۴۴، البدایہ ۴/۳۲۵

کے لوگ بول اٹھے کہ ہم تمہاری ہی اطاعت کریں گے۔(۱)

کافروں کے جاسوسوں کی مڈبھیڑ ملائکہ سے

ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ کافروں کے سردار مالک بن عوف نے مسلمانوں کا حال معلوم کرنے کے لئے چند جاسوسوں کو بھیجا تھا، جب وہ لوٹ کر آئے تو دیکھا گیا کہ ان کے اعضاء جدا کردیئے گئے تھے، مالک نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ یہ معاملہ کس نے کیا ہے، انہوں نے بتایا کہ ہم نے چند گورے آدمیوں کو چتکبرے گھوڑوں پر سوار دیکھا پھر وہاں ٹھہر نہ سکے، یہاں تک کہ ہمارا یہ حال ہوگیا، راوی کہتا ہے کہ یہ خبر سننے کے بعد بھی مالک اپنے ارادۂ جنگ سے باز نہ آیا۔ (۲)

مسلمانوں کا حنین کے قریب پہنچنا اور فوج کی حراست و نگرانی

سہیل بن حنظلیہؓ کا بیان ہے کہ حنین کے دن ہم نے خوب تیزی سے سیر کیا اور ظہر کے وقت رسول اللہ ﷺ سے جا ملے، اس وقت آپ کے پاس ایک سوار نے آکر بیان کیا کہ ہم نے آگے بڑھ کر پہاڑ کی چوٹی سے بنو ہوازن کو دیکھا ہے وہ سب کے سب اپنے اونٹوں، چوپایوں اور بکریوں کے ساتھ جمع ہوگئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا، کل ان شاء اللہ یہ سب اموال مسلمانوں کو غنیمت میں حاصل ہوں گے، پھر شام ہوئی تو فرمایا کہ آج کی رات ہماری حفاظت کون کرے گا، حضرت انس بن ابو مرثدؓ بولے میں تیار ہوں آپ نے فرمایا تم گھوڑے پر سوار ہوکر جاؤ، پہاڑ کی اس گھاٹی کی بلندی سے ہماری نگرانی کرنا تاکہ اس جانب سے کوئی ہم پر اچانک حملہ نہ کرسکے، حضرت انس بن مرثدؓ نے حکم کی تعمیل میں پوری رات نگرانی کا فریضہ انجام دیا، اور صبح نماز فجر کے بعد غلس ہی میں آپ کے پاس آئے آپ پہلے ہی سے ان کی آمد کے انتظار میں تھے، انہوں نے بیان کیا کہ میں پہاڑ کی دونوں گھاٹیوں کی نگرانی کرتا رہا، لیکن دشمن کا کوئی فرد ادھر نظر نہیں آیا، آپ نے پوچھا کہ کیا تم رات بھر گھوڑے سے نہیں اترے بولے، نماز اور قضائے حاجت کے علاوہ ایک دم نہیں اترا، آپ ﷺ نے فرمایا، تم نے اپنے اوپر جنت واجب کرلی خواہ اس کے بعد (جہاد) میں کوئی عمل نہ کرو۔ (۳)

جنگی کیفیت اور فرار و فتح

صبح نماز فجر کے بعد آپ نے لشکر اسلام کو مرتب کیا اور مقابلہ کے لئے آگے بڑھے، ہوازن کے

---

(۱) ابن ہشام ۲/۴۳۸، البدایہ ۴/۳۲۳ (۲) البدایہ ۲/۴۳۹ (۳) البدایہ ۴/۳۲۵

Marfat.com

لوگوں نے پہلے ہی سے وادی میں پہنچ کر اچھی جگہوں پر قبضہ کرلیا تھا، اور پہاڑی، گھاٹیوں کی کمینگاہوں، وادی کی تنگ جگہوں اور خفیہ مقامات پر تیر اندازوں کی ایک بڑی جماعت کو چھپا دیا تھا اور خود حملہ کے لئے آگے آ گئے تھے، مسلمانوں نے شروع میں ان کے حملے کا جواب دیا تو ان کا یہ دستہ تھوڑی ہی دیر تک مقابلہ کے بعد پیچھے ہٹ گیا، حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ ہوازن کے لوگ بڑے تیر انداز تھے، ہم نے پہلے حملے میں انہیں شکست دے دی، لیکن جب مال غنیمت پر مائل ہوئے تو انہوں نے ہم پر تیروں کی بارش شروع کردی، پس ہم ایسے بھاگے کہ کوئی کسی کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھتا تھا۔(۱)

مسلمانوں نے اول وہلے میں جن کو شکست دی تھی وہ تیر اندازوں کے علاوہ تھے، ان کا پیچھے ہٹنا تھا اور مسلمانوں کا مال غنیمت پر پہنچنا تھا کہ اچانک تیروں کی بارش شروع ہوگئی، تیروں کی کثرت کا عالم یہ تھا کہ جیسے پورے میدان میں ٹڈیوں کا دل بادل اڑ رہا ہو، مجال یہ کہ ان کا کوئی تیر خطا نہ کرتا تھا، گھوڑے تیروں سے بدکنے لگے، اسی حال میں ہوازن کی پوری فوج تلواریں لے کر ٹوٹ پڑی، جس سے مسلمانوں میں ایسی گڑبڑ مچی کہ بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا، قرآن پاک نے اس وقت کا نقشہ یوں کھینچا ہے: ﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ. ثُمَّ أَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ﴾ یعنی مسلمانو! حنین کا دن یاد کرو، جب تم اپنی کثرت سے خوش تھے لیکن یہ کثرت تعداد تمہیں کچھ کام نہ آئی اور زمین کشادہ ہونے کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی، بالآخر تم پیٹھ دکھا کر بھاگ پڑے، پھر اللہ نے اپنے رسول اور مومنین پر تسکین نازل فرمائی اور (فرشتوں کا) ایسا لشکر بھیج دیا جسے تم نہیں دیکھتے تھے اور کافروں کو عذاب دیا، اور کافروں کے لئے یہی عذاب ہے۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ جب ہم وادی حنین میں پہنچے اور صبح کے وقت نیچے کی جانب اترنے لگے تو قبیلہ ہوازن کے لوگوں نے جو اوپر کی طرف گھاٹیوں میں چھپے ہوئے تھے، یکبارگی تیروں کی بارش شروع کردی جس سے ہم میں ایسی بھگدڑ مچ گئی کہ کوئی کسی کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھتا تھا۔(۲)

بھاگنے میں سبقت کرنے والے

بخاری کی روایت میں ہے "عجل سرعان القوم فرشقتهم هوازن" یعنی قوم کے جلد باز

---

(۱) بخاری مع فتح الباری ۸/۴۴ (۲) خالد بن ولید ص ۱۱۳

Marfat.com

لوگوں نے مال غنیمت کے لئے جلدی کی تو ہوازن نے ان پر تیر برسائے، ایک دوسری روایت میں ہے "خرج شبّانُ أصحابه و اخفاء هُم حُسّراً ليس عليهم سِلاحٌ وفي روايةٍ ومعهٔ الطلقاءُ فادبرُوا عنه" یعنی آپ کے اصحاب میں نوجوان کمزور عقل والے بے ہتھیار کے نکل پڑے تھے، ایک اور روایت میں ہے کہ آپ کے ساتھ طلقائے مکہ جو ۲ ہزار کی تعداد میں تھے پہلے بھاگ پڑے۔(۱)

دیار بکری نے ... ہے کہ خالد بن ولیدؓ بنو سلیم کے مقدمۃ الجیش میں تھے، ان میں سے اکثر پیادہ اور کم ہتھیار تھے، ان کا مقابلہ گھاٹی میں چھپے ہوئے قبیلہ ہوازن اور بنو نصر کے لوگوں سے ہوا وہ ایسے تیر انداز تھے کہ ایک تیر بھی خطا نہ کرتا تھا، انہوں نے غافل مسلمانوں پر یکبارگی تیروں کی بارش شروع کردی، چنانچہ نومسلم کفار قریش اور کمزوروں کی ایک جماعت جو صرف غنیمت کے لالچ میں آئی تھی پہلے ہی بھاگ پڑی، پس جب لوگ رسول اللہ ﷺ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے لوٹے تو حضرت خالدؓ سب سے پہلے لوگوں میں سے تھے جنہوں نے جان توڑ کر حملہ کیا، یہاں تک کہ ان کو کافی زخم آئے۔(۲)

ام سلیمؓ کی جرأتمندی

البدایہ ۴/۳۲۲ میں ہے: فكان اوّلَ من انهزَم بنو سليم ثمّ اهلُ مكّةَ ثمّ بقيةُ النّاسِ" یعنی پہلے بنو سلیم پھر طلقائے مکہ بھاگے پھر باقی لوگ بھی بھاگ پڑے تھے، ایک دوسری جگہ ہے کہ اس وقت ام سلیمؓ ایک خنجر لئے کھڑی تھیں، حضرت ابو طلحہؓ نے پوچھا ام سلیمؓ! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا اس لئے کھڑی ہوں کہ اگر کوئی مشرک ادھر آئے تو اس کے پیٹ میں یہ خنجر بھونک دوں، ابو طلحہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ ام سلیمؓ کی جرأت سن رہے ہیں؟ آپ ﷺ ان کا کلام سن کر ہنسنے لگے، تو ام سلیم نے کہا: یا رسول اللہ! "اقتل مِن بعدِ ها مِن الطلقاء انهزَمُوا بِكَ فقال اِنَّ اللّه قد كفى و أحسنَ يا امَّ سليمٍ" یا رسول اللہ! آپ طلقائے مکہ کو قتل کرادیجئے اس لئے کہ انہیں کی وجہ سے فرار کا حادثہ پیش آیا ہے آپ نے فرمایا، اے ام سلیمؓ اللہ کافی ہو گیا اور معاملہ کو بہتر کردیا۔(۳)

ثابت قدم حضرات

اس ہماہمی کے عالم میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کتنے لوگ ثابت قدم رہے اس میں اختلاف ہے، کسی نے تین سو کسی نے ایک سو، بعضوں نے ۸۰ اور کچھ لوگوں نے ۱۲-۱۰-۴ اور ۲ تک بھی لکھا ہے، چنانچہ

---

(۱) فتح الباری ۱۷/۴۴ (۲) خالد بن ولید ص ۱۱۴ (۸) البدایہ ۴/۳۲۷

Marfat.com

حارث بن بدل نصری نے ایک ایسے شخص سے روایت کی ہے جو حنین میں حاضر تھے کہ میں نے دیکھا کہ مسلمانوں کے فرار کے وقت آپ کے قریب صرف عباسؓ اور ابوسفیان بن حارثؓ رہ گئے، اور یونس بن بکیر نے اپنے مغازی میں یوسف بن صہیب سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ صرف ایک شخص زید نامی رہ گئے تھے۔ (۱)

اور بخاری شریف ۲/۶۲۱ میں ہے کہ آپ اکیلے باقی رہ گئے تھے ممکن ہے قرب و بعد محل اور اوقات کے لحاظ سے ہر ایک عدد اپنی جگہ پر صحیح ہو، ان میں خاص کر حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ، عباسؓ، فضل بن عباسؓ، جعفر بن ابوسفیان بن حرث، اسامہ بن زید، ربیعہ بن حرث، ابولہب کے دونوں بیٹے عتبہ اور معتب، ایمن بن ام ایمن، عبداللہ بن زبیر، نوفل بن حرث بن عبدالمطلب، عقیل بن ابی طالب، اور عورتوں میں ام سلیم اور ام حارثہ رضی اللہ عنہم کا ذکر مصرح ملتا ہے، اور جنہوں نے سو کی تعداد بتائی ہے انہوں نے ۳۰ مہاجرین اور باقی سب انصار کو لکھا ہے۔ (۲)

ضعیف الایمان اور قریب الکفر لوگوں کی مسرت

جب مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی اور میدان تھوڑی دیر کیلئے صاف ہو گیا، تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مسلمان اب کبھی قدم نہ جما سکیں گے، چنانچہ بعض بھگوڑوں سے مکہ میں اس کی خبر پہنچی تو ضعیف الایمان اور قریب الکفر لوگوں کو بڑی مسرت ہوئی اور آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ اب تو قریش اپنے آبائی دین کی طرف پھر جائیں گے، ابوسفیان بن حرب جو اس وقت شریک جنگ تھے، تیر سے فال نکال کر بولے کہ یہ شکست بحر احمر تک منتہی نہ ہوگی، جبلہ یا کلدہ بن حنبل جو صفوان ابن امیہ کا اخیافی بھائی تھا، چیخ کر بولا کہ آج محمد ﷺ کا جادو باطل ہو گیا، لیکن صفوان نے اس کو ڈانٹ کر خاموش کر دیا۔ (۳)

شیبہ بن عثمان حجبی کا ارادہ بد اور معجزہ رسول ﷺ

شیبہ بن عثمان حجبی اپنے حالت کفر میں جنگ حنین کا منظر دیکھنے گئے تھے، جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ پڑے تو سوچا کہ آج خوب موقع ہے، مزہ میں نے میرے باپ اور چچا کو بدر میں قتل کیا تو میں محمد ﷺ سے اس کا بدلہ لے لوں، چنانچہ آپ کے داہنے پہنچے تو دیکھا کہ عباس

---

(۱) البدایہ ۴/۳۳۲ — (۲) البدایہ ۴/۳۳۲، فتح الباری ۸/۲۲

(۳) البدایہ ۴/۳۲۷

Marfat.com

بن عبدالمطلبؓ سفید زرہ پہنے ہوئے حفاظت میں کھڑے ہیں پھر بائیں طرف گئے تو دیکھا کہ آپ کے ابن عم ابوسفیان بن حارثؓ موجود ہیں، پھر پیچھے لپکے تو ان کے اور آنحضرت ﷺ کے درمیان بجلی کی طرح آگ بھڑک اٹھی، فرماتے ہیں کہ میں ڈر کر پیچھے ہٹا تو رسول اللہ ﷺ میری طرف مائل ہوئے اور فرمایا: شیبہ! میرے قریب آ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں چتکبرے گھوڑوں پر سواروں کو دیکھ رہا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا، ان کو کافر ہی دیکھ سکتا ہے، میں قریب آیا تو آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ تو اس کا شیطان دور کر دے، پھر آپ نے میرے سینہ پر ۳ دفعہ ہاتھ رکھ کر فرمایا: "اللّٰھُمَّ إھْدِ شَیْبَةَ" اے اللہ! شیبہ کو ہدایت دیدے، پھر میں نے نگاہ اٹھائی تو آپ کی محبت میرے دل میں بھر گئی، پھر آپ نے فرمایا، اے شیبہ جا کفار سے جنگ کر پھر جنگ کیا تو فتح حاصل ہوئی۔(۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ شجاعت

بخاری ومسلم اور دیگر کتب سیر میں مروی ہے کہ مسلمان پیٹھ پھیر کر بھگے تو رسول اللہ ﷺ ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹے بلکہ اپنے سفید خچر کو جس پر سوار تھے ایڑ لگا کر کفار کی طرف آگے بڑھا رہے تھے اور یہ شعر زبان مبارک پر جاری تھا۔ انا النبي لا كذب = لنا ابنُ عبدِالمطّلب میں نبی صادق ہوں اس میں ذرا بھی کذب نہیں، میں عبدالمطلب جیسے بہادر کا بیٹا ہوں، مسلم میں ہے کہ یہ سفید خچر جس پر آپ ﷺ سوار تھے فروہ بن نفاثہ جذامی نے آپ کو ہدیہ میں دیا تھا، بعضوں نے اسے دلدل بتایا ہے جسے مقوقس مصر نے بھیجا تھا، حضرت عباسؓ کہتے ہیں کہ جس وقت آپ خچر کو آگے بڑھا رہے تھے میں اس کا لگام اور ابو سفیان بن حارثؓ اس کے رکاب کو تھام رہے تھے تاکہ آپ جلدی نہ کریں۔ حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ آپ کی شجاعت کا یہ حال تھا کہ معرکہ گرم ہوتا تو ہم لوگ آپ کے سہارے سے اپنا بچاؤ کرتے تھے، اور جو لوگ شجاع اور باہمت ہوتے وہی آپ کے ہمراہ صف میں کھڑے ہو کر جنگ کر سکتے تھے، بیہقی اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ اس دن آپ فرماتے تھے، " انا ابنُ العواتِك " میں جنگ جو، حملہ آور کی اولاد ہوں۔(۲)

اصحاب رسول کی پکار اور لبیک کی صدا

ابن ہشام وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جس وقت عام بھگدڑ مچی تھی اور اونٹ گھوڑے ایک

(۱) البدایہ ۴/۳۳۳، فتح الباری ۱۷/۴۵ (۲) البدایہ ۴/۳۲۸، فتح الباری ۱۷/۴۵

Marfat.com

دوسرے پر گرے پڑے تھے، اس وقت آنحضرت ﷺ داہنے طرف مڑ کر پکارنے لگے کہ لوگو! کدھر جارہے ہو، یہ دیکھو، میں رسول اللہ ہوں، میں محمدؐ بن عبداللہ ہوں، لیکن چند مہاجرین وانصار کے سوا کوئی رک نہ سکا، پھر جب آپ نے خچر کو آگے بڑھایا اور قتال کی شدت دیکھی تو خچر کے رکاب پر کھڑے ہو گئے، پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی، اے اللہ! اپنا وعدہ پورا فرما، اپنی مدد نازل کر، اے اللہ یہ مناسب نہیں ہے کہ کفار ہم پر غالب آئیں، پھر آپ نے حضرت عباسؓ کو حکم دیا کہ اصحاب شجرہ یعنی بیعۃ الرضوان والوں کو پکارو، انصار ومہاجرین کو آواز دو۔ ان کی آواز بلند تھی، انہوں نے پکارا تو تمام صحابہ جو اس پریشانی کے عالم میں بھاگ نکلے تھے لوٹ لوٹ کر آنے لگے، جن کی سواریاں قابو میں نہیں تھیں، وہ اپنی گردنوں سے زرہیں اتار کر صرف تلوار اور ڈھال لے کر دوڑے، ہر طرف سے لبیک لبیک کی صدا سنائی دینے لگی، صحابہ آپ کی جانب اس طرح لپک پڑے جیسے گائے اپنے چھوٹے بچوں پر ٹوٹ پڑتی ہے، پھر کیا تھا متبدل جنگ ہونے لگی، رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو خوش ہو کر فرمایا معرکہ اب گرم ہوا ہے۔ (۱)

ایک مشت خاکی کا معجزہ اور فرشتوں کا نزول

پھر خچر سے اتر پڑے اور ایک مٹھی کنکری آمیز مٹی لی، وہ مٹی حضرت علیؓ نے اٹھا کر آپ کو دی تھی، جس آپ نے اسے کفار کی طرف پھینکا اور فرمایا "شاهت الوجوه، انهزموا ورب الكعبة، وفي رواية ورب محمد (ﷺ)" مشرکین کے چہرے بدشکل ہوگئے، رب کعبہ رب محمد ﷺ کی قسم کفار نے شکست کھائی، سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں کہ جب مشرکین نے آپ کو ہر طرف سے گھیر لیا تھا تو آپ نے یہ خاک پھینکی تھی، پس اس مشت خاک کا معجزہ تھا کہ تمام کافروں کی آنکھوں اور منہوں میں بھر گئی ان کی نگاہیں مغرور ہو گئیں، یعلی بن امیہ کہتے ہیں کہ اس جنگ میں شریک ہونے والے کفار اپنے لڑکوں سے بیان کرتے تھے کہ پھر ہم نے آسمان سے زمین کی آواز سنی جیسے طشت پر لوہا گرے، عمرو بن شعیب مشرکین کے ایک ساتھی بیان کرتے ہیں کہ جس وقت آپ نے کنکری پھینکی تو ہمیں معلوم ہوتا تھا کہ ہر ایک پتھر اور ہر درخت گھوڑے پر سوار ہو کر ہمیں طلب کر رہا ہے، پس ہم بھاگ کر نکل چلے، یزید بن عامر سوائی کافروں کی طرف سے حنین میں شریک تھے، وہ مسلمان ہونے کے بعد بیان کرتے ہیں کہ جس وقت آپ نے ایک مٹھی خاک پھینکی تو ہم میں سے ہر ایک شخص اپنے ساتھی سے آنکھوں میں غبار بھر جانے کی شکایت

---

(۱) البدایہ ۳۳۱/۴، فتح الباری ۴۴/۸

Marfat.com

کرتا تھا، ایک روایت میں ہے کہ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تم پر کیسے رعب طاری ہوا تو وہ بطور مثال کنکریاں لے کر طشت میں مارتے اس سے جھنجھناہٹ کی آواز آتی تو کہتے اسی طرح ہم اپنے پیٹوں میں کنکریوں کی آواز وحرکت محسوس کرتے تھے، جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ جس وقت لوگ جنگ میں مشغول ہوئے تو میں نے دیکھا کہ آسمان سے سیاہ دھاری دار کمبل کی شکل میں ایک چیز نازل ہوکر ہمارے اور کفار کے درمیان گری، پھر چیونٹیوں کی طرح پوری وادی میں پھیل کر بھر گئی، پس ہمیں یقین ہوگیا کہ یہ اللہ کے فرشتے ہیں، اسی طرح حنین کی جنگ میں شریک ہونے والے ایک اور شخص کا بیان ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو گھیرا تو دیکھا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان کچھ خوبصورت چہرے والے لوگ موجود ہیں جنہوں نے شاہت الوجوہ کہا ہے، پس ہم شکست کھا کر بھاگ پڑے۔(۱)

ایک عورت کا قتل اور ممانعت

اسلامی جہاد میں عورت، بچے، مزدور، اور جنگ میں نہ شریک ہونے والے افراد کے قتل کی ممانعت ہے، لیکن اس غزوہ میں غلطی سے قتال کے دوران ایک عورت حضرت خالدؓ کے ہاتھ سے مقتول ہوگئی اور صحابہ اس کے اردگرد جمع ہوئے اور اس کے حسن خلقت سے تعجب کرنے لگے، آنحضرت ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ بھی تشریف لائے اور فرمایا، یہ بے چاری جنگ کرنے والوں میں سے نہیں تھی، پھر آپ نے ایک آدمی بھیجا کہ جاکر خالدؓ سے کہہ دو کہ کسی بچے اور عورت اور مزدور کو ہرگز قتل نہ کریں۔(۲)

کفار کی شکست وفرار اور قتل وقید

دوبارہ مسلمانوں کے لوٹنے اور نبی ﷺ کی جانب سے ایک مشت خاک پھینکنے کے بعد تھوڑی دیر بھی نہ گذرنے پائی تھی کہ دشمنوں میں زبردست ابتری پھیل گئی، جو بھاگ سکے وہ بھاگ گئے جو ہمت کرکے لڑے وہ قتل کردیئے گئے یا قیدی بنائے گئے، ایک واقعہ یوں ہے کہ بنو ہوازن کا ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار ایک لمبے نیزے میں کالا جھنڈا لگائے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا کہ کوئی ملتا تو نیزے سے وار کرتا، ورنہ جھنڈا بلند کرکے ہوازن کی پیشوائی کرتا، اسی حال میں حضرت علیؓ اور ایک انصاری صحابی اس کی طرف لپکے، حضرت علیؓ نے اس کی اونٹ کا کونچہ کاٹ دیا جس سے اونٹ پیچھے کے بل گرا، اتنے میں انصاری نے کودکر اس آدمی کے دونوں پیر کاٹ ڈالے، چنانچہ وہ وہیں لڑکھڑا کر گرا اور ختم ہوگیا، اس

(۱) البدایہ ۴/۳۳۲ (۲) البدایہ ۴/۳۳۷، ابن ہشام ۲/۴۵۸

Marfat.com

کے بعد ہی مسلمان آنحضرت ﷺ کے پاس آئے تو دیکھا کہ بہت سے قیدی آپ کے سامنے بندھے کھڑے ہیں۔

حضرت ابوطلحہؓ نے بیس کافروں کو قتل کیا

اس دن رسول اکرم ﷺ نے اعلان فرمادیا تھا کہ جو شخص کسی کافر کو قتل کرے گا اس کا مال مسلوب اسی کو دیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت ابوطلحہؓ نے بیس کافروں کو قتل کر کے ان کا سامان لے لیا، اسی طرح حضرت ابوقتادہؓ کا بیان ہے کہ ایک کافر اور ایک مسلمان آپس میں دست و پیکار تھے، پس دوسرے کافر نے جو بہت تگڑا تھا، اپنے بھائی کی مدد کرنی چاہی اور چڑھ دوڑا تو میں نے بڑھ کر شانے سے اس کا ہاتھ قلم کر دیا، پس اس کافر نے گھوم کر دوسرے ہاتھ سے میرا گلا اتنے زور سے پکڑ لیا کہ مجھے اپنی موت نظر آنے لگی، لیکن اللہ کا کرم ایسا ہوا کہ تھوڑے ہی دیر میں خون زیادہ گرنے سے اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی، اور میں نے گرا کر اسے قتل کر دیا، لیکن اس کا مال مسلوب مکہ کا ایک آدمی اٹھا لے گیا۔ جنگ ختم ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس پر شہادت پیش کرے تو اس کا سامان اسی کو دے دیا جائے گا، ابوقتادہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے فلاں کو بڑی جہد و مشقت کے بعد قتل کیا تھا لیکن اس کا سامان کوئی دوسرا لے گیا، وہ آدمی وہاں موجود تھا بولا یا رسول اللہ! ابوقتادہؓ سچ کہتے ہیں، اس آدمی کا سامان میرے پاس ہے لہٰذا انہیں میرے لئے راضی کر دیجئے حضرت ابوبکرؓ نے اس کی یہ بات سنی تو کہا ایسا نہ ہوگا کہ اللہ کا ایک شیر جان کی بازی لگا کر قتال کرے اور سامان تم لے لو، آنحضور ﷺ نے فرمایا ابوبکرؓ سچ کہتے ہیں وہ سامان لا کر تم ابوقتادہؓ کو دے دو۔ حضرت ابوقتادہؓ کہتے ہیں کہ وہ سامان میں نے لیا تو میں نے سات اوقیہ چاندی سے بدلے فروخت کر کے بنوسلمہ کے باغ سے کھجور کے چند درخت خرید لئے، یہ پہلا مال تھا جو مجھے اسلام میں حاصل ہوا۔ (۱)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ہوازن کی شکست و فرار کے بعد جنگ میں اور تیزی پیدا ہوئی، ثقیف کے ستر آدمی مارے گئے ان کا علم ذوالخمار عوف بن ربیع کے ہاتھ میں تھا وہ بھی قتل کر دیا گیا، پھر علم عثمان بن عبداللہ لے کر جنگ کرنے لگا، تو وہ اور اس کا ایک نصرانی غلام بھی مارا گیا، رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا خدا اسے رحمت سے دور کرے، وہ قریش سے بہت بغض رکھتا تھا، ان کے احلاف و معاہدین کا علم بردار

---

(۱) البدایہ ۳۲۹/۴، ابن ہشام ۴۴۹/۴

Marfat.com

قارب بن اسود تھا، اس نے اپنی قوم کی شکست کا منظر دیکھا تو جھنڈا ایک درخت سے ٹیک کر خود بھاگ گیا، ان کے صرف ۲ آدمی مارے گئے، ایک وہب، دوسرے جلاح، جلاح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ثقیف کے جوانوں کا سردار تھا، غرض اس طرح سے مشرکین کی ایسی زبردست شکست ہوئی کہ لڑنے والوں سے میدان خالی ہو گیا۔

شہداء کی تعداد

اس جنگ میں مسلمانوں کے صرف ۴ آدمی ایمن بن ام ایمنؓ، زید بن زمعہؓ، سراقہ بن مالک بن حارث انصاریؓ، اور حضرت ابو عامر اشعریؓ جو سریہ اوطاس کے امیر تھے شہید کئے گئے، اللہ نے اپنے رسول کو ایک عظیم فتح عنایت فرمائی، اس وقت کے حسب حال ایک مومنہ عورت نے یہ شعر پڑھا

غَلبت خيلُ اللهِ خيلَ اللاتِ　　وَخيلُهُ أَحقُّ بِالثَّباتِ

اللہ کا لشکر لات بت کے لشکر پر غالب آیا اور اللہ کا لشکر ثابت و فتح کا زیادہ حق دار تھا۔(۱)

خاتمۂ جنگ اور حضرت خالدؓ کی عیادت

اس جنگ میں حضرت خالدؓ نے خوب داد شجاعت دی اور فوج اعداء میں گھس کر بڑی بے جگری سے لڑے، اسی وجہ سے بہت زیادہ زخمی بھی ہوئے اور خاتمۂ جنگ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کی خصوصی عیادت فرمائی اور صحابہؓ سے پوچھا: مَن يَدلني على خيمةِ خالدٍ" مجھے خالدؓ کے خیمے تک کون لے جائے گا؟ لوگوں نے آپ کو خالدؓ کے خیمے تک پہنچا دیا، جہاں وہ پالان شتر پر ٹیک لگائے زخموں کی کثرت سے نڈھال ہو کر لیٹے ہوئے تھے، آپ نے ان کے زخموں پر ریق مبارک لگا کر دم کیا جس کی برکت سے وہ فی الفور شفایاب ہو گئے اور اس کے بعد ہی محاصرۂ طائف میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔(۲)

حنین سے بھاگنے والوں کا تعاقب

حنین سے شکست کھا کر بھاگنے والوں کی ایک جماعت طائف جا کر قلعہ بند ہو گئی، ایک جماعت نخلہ کی طرف چلی گئی اور ایک جماعت اوطاس جا کر پناہ گزیں ہوئی، طائف کی طرف جانے والوں میں ثقیف کے لوگ زیادہ تھے، انہیں میں ان کا سردار عوف بن مالک بھی تھا، وہ بھی بھاگتے ہوئے ایک ٹیلہ پر

---

(۱) ابن ہشام ۲/۴۵۰، البدایہ ۴/۳۲۵　　(۲) سیرت حلبیہ ۲/۲۹۲

Marfat.com

جا پہنچا پھر اپنے ساتھیوں سے کہا، ٹھہر جاؤ تا کہ کمزور اور پیچھے رہنے والے سب آ جائیں، لیکن ٹیلہ پر جانے کے بعد بھی اسے خطرہ تھا کہ مسلمان یہاں بھی نہ چڑھ دوڑیں، اسی لئے ہمیشہ نظر جمائے رہتا اور ساتھیوں سے کہتا وہ دیکھو کون سے لوگ ہیں۔ پہلے بنو سلیم کو دیکھا، پھر اوس و خزرج کو دیکھا کہ ٹیلے کے نیچے سے دوسری طرف چلے گئے تو کہا، اب ان سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ پھر زبیر بن عوامؓ کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار سر پر سرخ پٹی باندھے نیزہ شانے پر رکھے ہوئے ادھر آ رہے ہیں، تو عوف لات بت کی قسم کھا کر کہنے لگا کہ یہ ہم سے ضرور مزاحمت کریں گے لیکن ڈرو نہیں، ثابت قدمی سے کام لو۔ غرض حضرت زبیرؓ ٹیلے کے قریب پہنچے، اوپر نگاہ کی پھر ٹیلے پر چڑھے اور اکیلے ہی سب کو نیزے سے مار کر بھگا دیا۔ (۱)

نخلہ کی طرف جانے والوں میں ثقیف کی شاخ بنو غیرہ کے لوگ تھے، رسول اللہ ﷺ نے وہاں بھی ایک دستہ فوج روانہ کر دیا، نخلہ کی طرف جانے والوں میں درید بن صمہ بھی تھا، حضرت ربیعہ بن رفیعؓ نے اس کو اونٹ کے محمل میں دیکھا تو سمجھا کوئی عورت ہے، لیکن اونٹ کو بٹھا کر دیکھا کہ اس میں ان کا قائد درید بن صمہ ہے جو بہت بوڑھا ہو چکا تھا، حضرت ربیعہ نے اس پر تلوار سے وار کیا تو اوچھا لگا، اس نے کہا تمہاری ماں نے تمہیں اچھے ہتھیار سے مسلح نہیں کیا ہے، یہ لو میری تلوار سے وار کرو اور جب گھر جاؤ اپنی ماں کو خبر دو کہ میں نے درید کو قتل کر دیا، حضرت ربیعہ درید کو پہچانتے نہ تھے، اس کو قتل کر کے واپس آئے تو اپنی ماں سے واقعہ بیان کیا، تو بولی خدا کی قسم درید نے تمہاری تین ماؤں کو آزاد کرایا تھا۔ (۲)

سریہ اوطاس

حضرت ابو عامر اشعریؓ کی قیادت میں ایک دستہ آپ نے اوطاس کی طرف روانہ فرمایا جہاں بھاگ جانے والے کفار سے بڑی جنگ ہوئی، حضرت ابو عامر کا مقابلہ ایک شخص سے ہوا جو نو بھائی تھے، انہوں نے باری باری ہر ایک کو اسلام کی دعوت دی اور خدا کو شاہد بنا کر حملہ کیا، ان میں سے نو بھائی یکے بعد دیگرے مقابلہ کرتے ہوئے مارے گئے، دسویں کی باری آئی تو اس کو بھی اسلام کی دعوت دی اور کہا اے خدا تو اس پر گواہ ہو جا، اس نے کہا اے خدا تو مجھ پر گواہ مت ہو، حضرت ابو عامر نے اس سے ہٹ کر یہ سمجھا کہ شاید وہ اسلام قبول کرے، اس لئے چھوڑ دیا اور وہ آپ کی زد سے نکل کر بعد میں مسلمان ہو گیا اور اسلام میں پختہ ثابت ہوا، رسول اللہ ﷺ اسے دیکھتے تو فرماتے یہ ابو عامر کا بچایا اور بھگایا ہوا ہے، اس

(۱) ابن ہشام ج ۲ ص ۴۵۲، ۴۵۳، ج ۲ ص ۴۴۳ (۲) ایضاً ج ۲ ص ۴۴۴

Marfat.com

کے بعد حضرت ابو عامرؓ پر حارث کے دو بیٹے علاء اور اوفی نے تیر سے حملہ کیا ایک کا تیر دل پر اور ایک کا گھٹنے پر لگا، لیکن بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ کو درید بن صمہ کے بیٹے سلمہ نے تیر سے مارا، اور آپ کے گرتے ہی جھنڈا آپ کے بھتیجے ابو موسیٰ اشعریؓ نے ہاتھ میں لے لیا، اور ان دونوں کافروں کو کیفر کردار تک پہنچادیا۔ اور حسب روایت بخاری درید بن صمہ کے بیٹے کا تعاقب کیا، وہ بھگا، آپ نے اسے شرم و عار دلا کر روکا، اور مقابلہ کے بعد قتل کردیا، پھر حضرت ابو عامرؓ کے پاس آکر خوشخبری دی کہ میں نے آپ کے قاتل سے بدلہ لے لیا، حضرت ابو عامرؓ کا زخم کاری تھا، بدن سے تیر نکالا گیا، تو تیر زہر آلود ہونے کے سبب بجائے خون کے پانی رسنے لگا، جب حضرت ابو عامرؓ کو اپنی شہادت کا یقین ہوگیا تو ابو موسیٰ اشعریؓ سے کہا، اے میرے بھتیجے! حضور ﷺ کے پاس جاکر میرا اسلام کہنا اور میرے لئے دعا کی درخواست کرنا، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے اوطاس میں کفار کو مکمل طور پر شکست دی، ان کے مرد و زن کو قید کیا پھر دربار نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے، نبی ﷺ بان کی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے، جس سے آپ کی پشت مبارک اور پہلو میں نشان پڑ گئے تھے، حضرت ابو موسیٰؓ نے سارا واقعہ بیان کیا اور حضرت ابو عامرؓ کا سلام پہنچانے کے بعد ان کے لئے دعا کی درخواست کی، آپ نے پانی منگا کر وضو کیا پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا، یہاں تک کہ بغل کی سفیدی نظر آنے لگی، آپ نے دعا فرمائی، اے اللہ! تو ابو عامرؓ کو قیامت کے دن اپنی بہت سی خلقت پر فضیلت عطا فرما، حضرت ابو موسیٰ نے آنحضرت ﷺ کی یہ شفقت دیکھی تو عرض کیا کہ حضور والا میرے لئے بھی دعا فرمادیں، آپ نے فرمایا اے اللہ! تو ان کے گناہ کو بھی بخش دے، اور قیامت کے دن اچھی جگہ عنایت فرما۔(۱)

اموال غنیمت جعرانہ میں

اس غزوہ میں ۶ ہزار غلام اور لونڈیاں، ۲۴ ہزار اونٹ، ۴ ہزار اوقیہ چاندی اور ۴۰ ہزار سے زائد بکریاں مال غنیمت میں آئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ان سب کو مقام جعرانہ میں پہنچادیا گیا اور ان کی نگرانی کے لئے حضرت مسعود بن عمرو غفاریؓ کو امیر مقرر کردیا۔(۲)

حضرت حلیمہ اور حضرت شیماء رضی اللہ عنہما

ہوازن کی فوج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ کے قبیلہ بنوسعد کے لوگ بھی شریک

(۱) بخاری مع الفتح ۱۷/۵۱، ابن ہشام ۲/۴۵۷
(۲) سیرت حلبیہ ۲/۳۹۶، البدایہ ۴/۳۲۷

Marfat.com

ہوئے تھے، بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ قیدیوں میں حضرت مائی حلیمہ سعدیہ خود اور بعضوں نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی رضاعی ہمشیرہ حضرت شیماء گرفتار کی گئیں، مسلمانوں نے ان کو لانے میں کچھ سختی کی تو انہوں نے کہا، سختی نہ کرو، اور خوب اچھی طرح سے جان لو کہ میں تمہارے صاحب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بہن ہوں، اس وقت صحابہ نے ان کی بات تسلیم نہیں کی، لیکن جب آپ کے پاس لائی گئیں تو انہوں نے بتایا کہ میں آپ کی رضاعی بہن شیماء ہوں، آپ نے دریافت فرمایا کہ کیسے پہچانا جائے انہوں نے کہا بچپن میں آپ کو گود کھلاتی تھی، ایک دفعہ آپ کو اپنی پشت پر سوار کیے ہوئے تھی تو آپ نے دانت سے میری پشت میں کاٹ لیا تھا یہ دیکھئے اس کا نشان اب تک موجود ہے، آپ نے پہچان کر ان کی بہت عزت وتکریم کی، ان کے بیٹھنے کے لئے اپنی چادر مبارک بچھا دی اور فرمایا، اگر تمہیں پسند ہو تو میرے پاس محبت وعزت کی حالت میں رہو، اور اگر چاہو تو کچھ دے دلا کر رخصت کردوں، انہوں نے کہا مجھے آپ جو کچھ مناسب سمجھیں عطا فرما دیں اور میری قوم میں بھیج دیں، چنانچہ آپ نے تین غلام ایک لونڈی، بہت سے چوپائے اور بکریاں مرحمت فرما کر رخصت کر دیا اور تقریباً ٦ ہزار قیدیوں کو ان کی سفارش سے رہا فرما دیا، غلاموں میں ایک نا مکحول تھا، حضرت شیماء نے اس کی شادی اسی لونڈی سے کر دی، جو آپ نے دی تھی، روایت میں ہے کہ ان دونوں کا سلسلۂ اولاد و احفاد بہت دنوں تک جاری رہا۔ (۱)

غزوۂ طائف یا محاصرۂ ثقیف

طائف مکہ مکرمہ سے مشرق کی طرف ۴۰ میل پر واقع ہے، بنو ثقیف کے لوگ حنین کی شکست کے بعد یہیں آ کر قلعہ بند ہو گئے تھے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے حنین کی حاصل کردہ غنیمتوں کو مقام جعرانہ میں محفوظ فرما کر طائف کے محاصرہ کی تیاری فرمائی اور حضرت خالد بن ولید کو ایک ہزار اصحاب کی کمان سپرد فرما کر بطور مقدمۃ الجیش روانہ فرما دیا، اس کے بعد خود بھی بارہ ہزار لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ (۲)

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مبارزت کی دعوت دی

حنین کی جنگ میں حضرت خالدؓ کافی زخمی ہوئے تھے، لیکن جیسا کہ اوپر ذکر آ چکا ہے کہ آپ آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کی برکت سے شفایاب ہو کر محاصرۂ طائف میں آگے پہنچ چکے تھے، وہاں پہنچ

---

(۱) البدایہ ۴/۳۹۷، ابن ہشام ۲/۴۵۸ (۲) البدایہ ۴/۳۹۴

Marfat.com

کے بعد آپ نے اہل قلعہ کو مبارزت کی دعوت دی تو بنوثقیف کے سردار ابن عبد یالیل نے کہا، ہم میں سے کوئی آپ کی طرف قلعہ سے نہ نکلے گا، ہم نے اس میں سالوں کی خوراک اور رہائش کے ضروری سامان مہیا کر رکھا ہے، ان کے ختم ہونے کے بعد ہی ہم اتر سکتے ہیں، پھر اگر تم اس وقت تک محاصرہ جاری رکھو گے تو آخر میں ہم یکبارگی اتر کر اپنی تلواروں سے تمہیں دفع کریں گے، یا ہلاک ہو کر اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ کے پہنچنے کا راستہ اور چند واقعات

حضور ﷺ حنین سے چل کر پہلے نخلہ یمانیہ میں پہنچے، اس کے بعد قرن المنازل آئے، پھر ملیح میں داخل ہوئے، پھر بحرۃ الرغاء میں وارد ہوئے جو مقام لیۃ کے حدود میں واقع ہے، وہیں آپ نے ایک مسجد بنائی اس میں نماز پڑھی، یہ مقام طائف سے چند میل پر ہے، اس سفر میں بنولیث کے آدمی نے بنوہذیل کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا، اس لئے لیۃ میں پہنچنے کے بعد آپ نے قصاص میں اس کو قتل کر دیا، اسی مقام پر لشکر حنین کے قائد عوف بن مالک کا ایک قلعہ تھا، آپ نے اسے بھی منہدم کرا دیا پھر آگے ایک راستے پر پہنچے تو لوگوں سے اس کا نام پوچھا، صحابہ نے کہا اس کا نام ضیقہ (بمعنی تنگ) ہے، آپ نے ضیقہ کے بجائے اس کا نام یسریٰ (بمعنی آسان) رکھ دیا، پھر وہاں سے آگے بڑھے تو ایک بیر کا درخت ملا اسے صادرہ کہتے تھے، اس کے قریب بنوثقیف کے ایک آدمی کا باغ تھا، آپ نے اس کو خبر پہنچائی کہ تم قلعہ سے باہر نکل آؤ، ورنہ ہم باغ ویران کر دیں گے اس نے نکلنے سے انکار کر دیا، اس لئے درخت کٹوا دیئے گئے، پھر آپ نے آگے بڑھ کر قلعہ کے قریب لشکر کا پڑاؤ ڈالا۔ (۲)

بنوثقیف کی تیر اندازی

مسلمانوں کو قریب دیکھ کر بنوثقیف کے لوگوں نے اوپر سے تیر اندازی شروع کر دیا، تیروں کی کثرت سے پوری فضا اس طرح نظر آتی تھی جیسے ٹڈیوں کا جتھا اڑ رہا ہو، لیکن اس سے اور بعد کی تیر اندازیوں سے صرف ۱۲ مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا، مسلمان بھی ان کے تیروں کا جواب تیر سے دیتے تھے، لیکن ان کا تیر قلعہ کے اوپر اثر نہیں کرتا تھا، اس لئے مجبوراً پیچھے ہٹ کر اس مقام پر چلے آئے جہاں اب مسجد طائف واقع ہے، اس مسجد کو خود بنوثقیف میں سے عمرو بن امیہ بن وہب نے اسلام قبول

(۱) البدایہ ۳۹۲/۲ (۲) البدایہ ۳۷۶/۱

Marfat.com

کرنے کے بعد بنوایا تھا، اس جگہ مسجد بنوانے کی وجہ یہ تھی کہ اس جگہ آپ ﷺ کی دو ازواج حضرت ام سلمہؓ اور ایک دوسری بیوی کے خیمے تھے، جن کے درمیان آپ نمازیں ادا فرماتے تھے۔ (۱)

منجنیق اور دُبّابہ کا استعمال

مسلمانوں نے یہاں سے قلعہ کا محاصرہ کر لیا، یہ محاصرہ علی حسب اختلاف الاقوال ۱۸، ۲۰، ۳۰۔ یا اس سے بھی زائد دنوں تک جاری رہا۔ طائف کے لوگ بلندی سے تیروں کی بارش کرتے تھے، اور مسلمانوں کی طرف سے منجنیق (پتھر پھینکنے کا آلہ) اور دبابہ (ٹینک) کا استعمال عمل میں لایا گیا، دبابہ موٹر کی شکل میں چمڑے سے منڈھا ہوا ایک آلہ تھا جس میں چند آدمی بیٹھ کر آہستہ آہستہ قلعہ کی دیوار کی طرف بڑھتے تاکہ دیوار میں سوراخ کر کے اندر گھس جائیں، طائف والوں نے اس کے جواب میں دبابہ پر لوہے کا گرم کیا ہوا ٹکڑا ڈالا جس سے چمڑے کا خول جل گیا اور مسلمان اس سے بیچ ہو کر پیچھے ہٹ آئے، واقدی نے اپنے شیوخ سے روایت کی ہے کہ یہ دبابہ حضرت سلمان فارسیؓ نے خود اپنی نگرانی میں بنوایا اور لا کر دیا تھا۔ (۲)

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ دبابہ کا خول جلنے کے بعد مسلمان پیچھے ہٹ گئے تو بنو ثقیف نے ان پر تیراندازی شروع کر دی جس سے کئی آدمیوں نے شہادت پائی اس حادثہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کے انگوروں کے باغ کاٹنے کا اعلان کیا، تاکہ وہ مزید خون خرابے سے رک جائیں۔

حالت جنگ میں بنوثقیف پر رحم و کرم

طائف ایک بڑا شہر تھا، اس میں انگوروں اور کھجوروں کے باغات بکثرت پائے جاتے تھے، بنوثقیف نے اپنے انگوروں اور کھجوروں کا باغ کٹتے دیکھا تو آنحضرت ﷺ سے اللہ اور قرابت کا واسطہ دے کر عرض کیا کہ اموال و برباد نہ کریں، اگر وہ باغات کاٹ دیتے ہیں تو وہ برباد ہو جائیں گے، ممکن نہیں اس لئے یا تو خود اپنے لئے باقی رکھیں یا ہمارے لئے چھوڑ دیں، اس عرض داشت پر قتل و قتال کا سلسلہ جاری ہونے کے باوجود آپ نے ان پر رحم و کرم فرما کر چھوڑ دیا۔ (۳)

ثقیف کے غلاموں کا اسلام اور آزادی

باغات کے قطع و برید کا سلسلہ روک دینے کے بعد آپ نے اہل قلعہ و ایک دوسری طرح سے متاثر

---

(۱) البدایہ ج۴ ص۳۴۷ — (۲) [illegible] ج۴ ص۳۴۸ — (۳) [illegible]

Marfat.com

کرنا چاہا اور انہیں صدمہ پہنچانے کے خاطر ایک منادی کے ذریعہ اعلان کرادیا کہ جو شخص ان کے غلاموں میں سے نکل کر ہمارے پاس چلا آئے گا اسے ہم آزاد کردیں گے، چنانچہ یکے بعد دیگرے غلاموں کی ایک جماعت نکل کر آپ کے پاس آگئی، انہیں میں سے حضرت ابو بکرہ بن مسروح اور منبعث جن کا نام پہلے مضطجع تھا اور یحنس اور وردان وغیرہ تھے، آپ نے ان سب کو آزاد کر کے ایک ایک اصحاب کے حوالہ کر دیا تاکہ ان کی ضیافت اور خاطر مدارات کریں، بعد میں اہل ثقیف کے لوگ مسلمان ہو کر آئے اور اپنے غلاموں کو طلب کیا تو آپ نے فرمایا: اب وہ تمہیں نہیں مل سکتے کیونکہ ہم نے ان سب کو فی سبیل اللہ آزاد کر دیا ہے۔ (۱)

عیینہ بن حصن کی کجروی کا علم اور توبہ

بیہقی نے روایت کی ہے کہ طائف کے محاصرہ کے دوران عیینہ بن حصن نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ میں جا کر بنو ثقیف کو اسلام کی دعوت دوں، آپ نے انہیں اجازت دے دی، لیکن انہوں نے جا کر کہا کہ تم لوگ قلعہ میں ثابت رہنا اور درختوں کے قطع و برید وغیرہ سے، مت گھبرانا، پھر لوٹ کر آئے تو آپ نے پوچھا کہ تم نے وہاں کیا کہا ہے، عیینہ نے بیان کیا کہ میں نے انہیں اسلام کی دعوت دی ، جہنم کے عذاب سے ڈرایا اور جنت کی رغبت دلائی ، آپ نے فرمایا تم غلط کہتے ہو تم نے تو وہاں فلاں فلاں بات کہی ہے عیینہ یہ سن کر حیرت میں ہو گیا ، اور کہنے لگا یا رسول اللہ ! آپ سچ کہتے ہیں ، میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں اور آپ سے معافی کی درخواست کرتا ہوں۔ (۲)

ایک مخنث کی بات اور پردے کا حکم

حضرت ام سلمہ وغیرہ سے روایت ہے کہ ایک مخنث آدمی نے عبداللہ بن امیہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کے پاس آکر کہا کہ اگر اللہ طائف کو فتح کرادے تو دیکھئے گا کہ غیلان کی لڑکی بادیہ کہیں نہ جانے پائے کیونکہ آگے سے اس کے پیٹ پر ۴ شکن پڑتے ہیں اور پیچھے سے بھی ۸ شکن نظر آتے ہیں، اس مخنث کا نام ہیت یا ماتع تھا ، لوگ اسے سمجھتے تھے کہ معذور ہونے کے سبب عورت کی حاجت سے واقف نہیں ہے ، یہ مخنث کبھی کبھی رسول اللہ ﷺ کے گھر میں بھی داخل ہو جاتا تھا ، آپ نے اس کی یہ بات سنی تو فرمایا میں نہیں جانتا تھا کہ عورتوں کے امور سے اس درجہ حس رکھتا ہے ، خبردار اب کبھی بھی یہ تمہارے گھروں

(۱) البدایہ ۴/ ۳۴۷
(۲) البدایہ ۴/ ۳۴۸

Marfat.com

میں داخل نہ ہونے پائے۔(۱)

جانبین کا نقصان اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی آنکھ

محاصرہ کی اس مدت میں اگرچہ کفار کو سخت نقصان اٹھانا پڑا لیکن مسلمان بھی کافی زخمی ہوئے اور ۱۲ آدمی شہید بھی کر دیے گئے، اسی جنگ میں حضرت ابوسفیان کی ایک آنکھ نکل آئی وہ اسے ہاتھ میں لئے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا حضور! یہ میری آنکھ ہے جو فی سبیل اللہ شہید کر دی گئی، آپ نے فرمایا اگر چاہو تو دعا کر دوں آنکھ اپنی جگہ لگ جائے اور اگر چاہو تو اس کے بدلے آنکھ جنت میں ملے گی، یہ سنتے ہی حضرت ابوسفیانؓ نے آنکھ پھینک دی اور کہا ہمیں جنت میں آنکھ منظور ہے، اس کے ایک عرصہ بعد جنگ یرموک میں ان کی دوسری آنکھ بھی شہید ہوگئی۔(۲)

محاصرہ توڑ کر واپسی

محاصرہ کی طوالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے نوفل بن معاویہ سے مشورہ طلب کیا کہ یہاں مزید ٹھہرنا کیسا ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ حضور اہل طائف کی مثال لومڑی کی طرح ہے اگر آپ ان کے پیچھے پڑے رہے تو پکڑ لیں گے اور اگر چھوڑ دیا تو کچھ ضرر نہ پہنچ سکیں گے، اسی درمیان آپ نے ایک خواب بھی دیکھا کہ ایک بڑے پیالے میں بھرا ہوا مکھن تحفہ میں آیا ہے، لیکن مرغ نے اس میں چونچ مار کر سب گرا دیا، یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ! میں سمجھتا ہوں کہ سردست یہ محاصرہ ہمارے لئے کچھ مفید نہ ہوگا، آپ نے فرمایا، میں بھی یہی سمجھتا ہوں، اس کے بعد آپ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ کوچ کا اعلان کر دو، لیکن ان کے اعلان کے باوجود لوگ بلا فتح واپس لوٹنے پر تیار نہ ہوئے، آپ نے مصلحۃً ایک دن جنگ کی اجازت اور دے دی، جس میں مسلمانوں کو کافی پریشانی اٹھانی پڑی، چنانچہ دوسرے دن آپ کے حسب الحکم بڑی خوشی سے واپسی پر تیار ہو گئے، آپ نے ان کے اس زود پشیمانی اور از خود تیاری پر تبسم فرمایا۔(۳)

بلا فتح لوٹنے میں حکمت الٰہی

کافی دنوں تک محاصرہ اور شدید پریشانی اٹھانے کے بعد بلا فتح کے مسلمانوں کو لوٹنا پڑا، اس سے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ "احرقتنا نبال ثقیف فادع اللہ علیھم" یا رسول اللہ! بنو ثقیف کے

---

(۱) البدایہ ۴/ ۳۴۹ (۲) سیرت حلبیہ ۲/ ۳۹۲

(۳) سیرت حلبیہ ۲/ ۳۹۵

Marfat.com

تیروں نے ہمیں جلا کر رکھ دیا ہے، لہذا آپ ان کے حق میں بددعا کر دیجئے، آپ نے فرمایا: "اللّٰھم اھد ثقیفا و آت بھم" اے اللہ ثقیف کو ہدایت دیدے اور انہیں میرے پاس حاضر فرما۔ فتح کی تاخیر اور ان کے حق میں بددعا نہ کرنے میں مصلحت یہ بتائی جاتی ہے کہ ابو طالب کی موت کے بعد جب رسول اللہ ﷺ اہل طائف کے پاس دعوت اسلام کے لئے تشریف لے گئے تھے تو انہوں نے آپ کی بات رد کر دی اور اس قدر تکالیف پہنچائی تھی کہ آپ بیہوش ہو کر گر پڑے، پس آپ کی تسلی کے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام پہاڑ کے فرشتہ کو لے کر آئے تھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ اگر چاہیں تو ہم اہل طائف کو دونوں پہاڑوں کے درمیان پیس کر رکھ دیں، آپ نے فرمایا نہیں میں تو ان کو مہلت دیتا ہوں، ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کے اصلاب سے ایسے لوگوں کو پیدا کر دے جو اللہ کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، آپ کے اس فرمان میں کہ میں ان کو مہلت دیتا ہوں، خداوندی مصلحت یہ تھی کہ سر دست وہ مفتوح ہو کر تہس نہس نہ ہوں اور قتل کر کے ختم نہ کیے جائیں، تا کہ اسلام پر غور و فکر کرنے کا مزید موقع مل جائے، چنانچہ محاصرہ میں فتح کی تاخیر سے فائدہ یہ ہوا کہ اس کے چند ہی ماہ بعد رمضان ۹ھ میں ان کا ایک وفد مسلمان ہو کر آیا، اور اس سے اسلام کو بڑی تقویت حاصل ہوئی۔(۱)

تقسیم مال غنیمت

طائف سے پوری فوج کے ساتھ کوچ فرما کر رسول اللہ ﷺ جعرانہ تشریف لائے، جہاں ہوازن کا مال غنیمت محفوظ تھا اور وادی اونٹوں بکریوں اور ۶ ہزار قیدیوں سے بھری ہوئی تھی، او پر سیرت حلبیہ وغیرہ کے حوالے سے آپ پڑھ چکے ہیں کہ ان قیدیوں کی رہائی کے لئے آپ کی رضاعی بہن حضرت شیما کی بھی سفارش تھی، اس لئے تقسیم سے پہلے کئی دنوں تک ہوازن کا انتظار کیا، لیکن جب کوئی نہیں آیا تو مجبوراً آپ نے حسب قاعدہ تقسیم کا کام شروع کیا، سب سے پہلے آپ نے نو مسلموں، ضعیف الایمان اور بعض اہل شرف حضرات کو بطور تالیف قلب بڑے بڑے عطیئے دیئے، ان کی فہرست یہ ہے۔

ابو سفیان ان کے بیٹے یزید اور معاویہ رضی اللہ عنہم کو سو سو اونٹ اور چالیس چالیس اوقیہ چاندی، اسی طرح حکیم بن حزام، حارث بن کلدہ، حارث بن ہشام، سہل و سہیل ابنا عمرو، اخنس بن شریق، جبیر بن مطعم، جد بن قیس سہمی، حاطب بن عبد العزیٰ، حرملہ بن خودہ، حویطب بن عبد العزیٰ، حکیم بن طلیق، خالد بن اسید،

---

(۱) ابن ہشام ۲/۴۸۸، البدایہ ۳/۳۵۱

Marfat.com

خلف بن ہشام، زہیر بن اسید، زیدن الخیل، سائب بن ابی سائب، صیفی بن عائذ، شیبہ بن عثمان حجبی، عبدالرحمن بن یعقوب ثقفی، سفیان بن عبدالاسد المخزومی، اقرع بن حابس، عیینہ بن حصن اور عباس بن مرداس رضی اللہ عنہم وغیرہم کو بھی سوسو اونٹ عطا فرمایا۔

اسی طرح صفوان بن امیہ کو تین سو اونٹ اور بہت سی بکریاں دیں، ان کے علاوہ بہتوں کو پچاس پچاس اونٹ بھی مرحمت فرمائے جن کا ذکر طوالت سے خالی نہیں، ان عطیات کے بعد باقی پوری فوج کے لوگوں کے حصے میں چار چار اونٹ اور چالیس چالیس بکریاں آئیں، اور جن کے ساتھ گھوڑے تھے ان کو ۱۲،۱۲، اونٹ اور ایک سو بکریاں ملیں۔

انصار کی رنجیدگی اور فہمائش

انصار مدینہ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے یہاں بلا کر ٹھکانہ دیا اور ہر طرح سے مدد کی، جنگوں میں ہر مشکل وقت پر پکارے جاتے تھے، ان کو اور ان کے ساتھ صادق الایمان مہاجرین کو بھی ان بڑے عطایا وانعامات میں سے کچھ نہیں دیا گیا، اور مکہ کے وہ لوگ جو ہمیشہ آپ کو ستاتے رہے اور دوسرے قبائل کے سرداروں کو جن کے ایمان واستقامت کا کوئی بھروسہ نہیں تھا، آپ نے دامن بھر دیا، ایسی تفریق اور انعامات کا یہ رنگ دیکھ کر انصار کے نوجوانوں کو بہت رنج ہوا، انہوں نے اعتراض اور فخر کے طور پر نہیں بلکہ مال غنیمت میں اپنا حق سمجھ کر آپس میں کہنا شروع کیا کہ اللہ اپنے نبی پر رحم فرمائے وہ ہمیں چھوڑ کر قریش کو بڑے بڑے عطیئے دیتے ہیں، حالانکہ ہماری تلواریں اب تک کفار کے خون سے ٹپک رہی ہیں، بعضوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ ایسا لگتا ہے، کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قوم قریش سے مل گئے ہیں، جنہوں نے آپ سے قتال کیا اور ستایا تھا انہیں نوازتے ہیں، اور جنہوں نے کبھی جنگ نہیں کی انہیں محروم رکھتے ہیں، ان کی یہ بات حضرت سعد بن عبادہؓ لے کر آپ تک پہنچے، آپ نے پوچھا اس بارے میں تمہارا کیا رجحان ہے؟ بولے اے رسول اللہ! میں بھی تو اپنے قوم کا آدمی ہوں، آپ نے فرمایا، اچھا جاؤ، اپنی قوم انصار کو اس باڑہ میں جمع کرو میں آتا ہوں۔ انہوں نے جا کر سب کو جمع کیا، وہاں انصار کے ساتھ چند مخصوص مہاجرین کے سوا کسی کو آنے کی اجازت نہیں دی گئی، آخر میں آپ تشریف لے گئے اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد پوچھا اے انصار کی جماعت! کیا تم نے ایسی ایسی بات کہی ہے اور مجھ سے رنجیدہ ہو گئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے بڑوں نے کچھ نہیں کہا ہے، البتہ کچھ نوجوانوں نے ایسی بات ضرور کہہ دی ہے۔ آپ نے فرمایا اے انصار کی

Marfat.com

جماعت! کیا ایسا نہیں ہے کہ پہلے تم گمراہ تھے تو اللہ نے میرے ذریعہ ہدایت دی، تم محتاج تھے تو اللہ نے غنی کردیا، تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اللہ نے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کردی، انہوں نے کہا ، بے شک اللہ ورسول ہی کا احسان وکرم ہے، آپ نے فرمایا تم مجھے کیوں نہیں جواب دیتے کہ قریش کے لوگوں نے آپ کو جھٹلایا تو ہم نے تصدیق کی، انہوں نے چھوڑ دیا تو ہم نے مدد کی، انہوں نے نکال دیا تو ہم نے ٹھکانا دیا، انہوں نے بے سروسامان کیا تو ہم نے آپ کی غمخواری کی، ان سب باتوں کے کہنے میں تم بالکل حق بجانب ہوگے، اے انصار کی جماعت! کیا تم دنیا کی تھوڑی سی پونجی کے لئے مجھ سے رنجیدہ ہو گئے ہو، میں تو ان کمزور ایمان والوں کی دلجوئی کے لئے عطیئے دیتا ہوں، جو مال کے لالچ میں اسلام کے قریب آتے ہیں، اور تمہیں تمہارے اسلام کے حوالے کرتا ہوں، کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ لوگ اپنے یہاں بکری اور اونٹ لے جائیں، اور تم اپنے گھروں میں اللہ کے رسول کو لے جاؤ، خدا کی قسم اگر ہجرت نہ لکھی ہوتی تو میں انصار میں سے ایک فرد ہوتا، اور اگر لوگ کسی گھاٹی میں جائیں اور انصار دوسری گھاٹی کا رخ کریں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلوں گا، اے اللہ! تو انصار پر ان کے بیٹوں پر اور ان کے پوتوں پر رحم فرما، انصار نے یہ دعا سنی تو کہا کہ ہم اللہ کے رب ہونے پر اور اس کے رسول کی تقسیم پر راضی اور خوش ہیں، پھر متفرق ہوگئے۔(۱)

ذوالخویصرہ تمیمی کا اعتراض

بنوتمیم کا ایک شخص ذوالخویصرہ نامی تھا، اس نے آپ کی دادودہش کو دیکھ کر کہا کہ اس تقسیم میں عدل نہیں کیا گیا ہے، نہ اس سے اللہ کی رضامندی مطلوب ہے؟ آپ کو یہ سن کر بہت رنج ہوا اور فرمایا اگر میں عدل نہیں کروں گا تو کون کرے گا۔ اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے ان کو بھی اسی طرح تکلیف پہنچائی گئی، آپ کے یہ فرماتے ہی حضرت عمرؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کھڑے ہوگئے اور دونوں نے کہا یا رسول اللہ! حکم دیجئے تو اس منافق کی گردن اڑادوں، آپ نے فرمایا، جانے دو، لوگ کہیں گے کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کراتے ہیں، عنقریب اس کے خاندان سے ایک قوم نکلے گی جو اسلام سے اسی طرح دور ہو جائے گی جیسے تیر اپنے کمان سے دور نکل جاتا ہے۔(۲)

بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ ذوالخویصرہ تمیمی کے اعتراض کا قصہ یمن کے مال غنیمت کا ہے جو حضرت

---

(۱) سیرت حلبیہ ۲/۶۲۰، ابن ہشام ۲/۴۰۴، والبدایہ ۴/۲۵۹ (۲) سیرت حلبیہ ۲/۴۰۳

Marfat.com

علیؓ نے بھیجا تھا اور قتل کے لئے کھڑے ہونے والے صرف حضرت خالدؓ تھے۔

کوڑے سے ٹھوکر لگ جانے کا معاوضہ

ایک آدمی جو حنین کی جنگ میں شریک تھے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں اپنی سواری سے چل رہا تھا، راستے میں میری اونٹنی نے آپ کی اونٹنی کے ساتھ ازدحام کیا اور میرا جوتا جو سخت تھا اس کی رگڑ سے آپ کی پنڈلی کو سخت تکلیف پہنچی، آپ کے ہاتھ میں کوڑا تھا اس سے آپ نے میرے پیر میں چونکا لگا کر فرمایا، ذرا پیچھے ہو کر چلو میں فوراً پیچھے ہو گیا، لیکن اس معمولی سی بات سے آپ کو سخت احساس پیدا ہوا، اور دوسرے ہی دن صبح آپ نے مجھے طلب کر کے فرمایا، کل تمہارے ٹھوکر کی تکلیف پا کر میں نے بھی اچانک تمہارے پاؤں میں چھڑی سے چونکا لگا دیا تھا آج اسی لئے بلایا ہے تا کہ اس کا بدلہ دیدوں چنانچہ آپ نے مجھے راضی اور خوش کرنے کے لئے اسی بھیڑ بکریاں عنایت فرمائی۔ (۱)

ہوازن کی آمد اور قیدیوں کی واپسی

مال غنیمت تقسیم ہو جانے کے بعد ہوازن کا وفد جس میں حسب بیان موسیٰ بن عقبہ، نو نفر تھے، اور حسب بیان واقدی ۲۴ گھر والے تھے، آپ کے پاس جعرانہ میں پہنچے، انہیں میں مائی حلیمہ کے قبیلہ کے بنو سعد کے سردار زہیر بن صرد اور نبی ﷺ کے رضاعی چچا ابو مروان یا ابو ثروان یا ابو برقان سعدی بھی تھے، پہلے ان لوگوں نے اسلام قبول کر کے آپ سے بیعت کی اس کے بعد اس طرح ہم کلام ہوئے کہ "یا رسول اللہ ہم رضاعت کے لحاظ سے آپ ہی کے کنبہ اور برادری کی حیثیت رکھتے ہیں اور ہم پر اس جنگ میں جو مصیبت اور بلا آئی ہے آپ سے مخفی نہیں، لہذا آپ ہم پر احسان فرمایئے، اللہ آپ پر بھی احسان فرمائے گا، پھر عرض کیا کہ قیدیوں کے اس گھیرے میں جو عورتیں رکھی گئی ہیں، ان میں آپ کی رضاعی مائیں اور بہنیں، خالائیں، پھوپھیاں اور پرورش کرنے والیاں ہیں، اگر ہمارے قبیلے اور گھرانے کی عورتوں نے شام کے بادشاہ حارث بن ابو شمر، یا عراق کے بادشاہ نعمان بن منذر کو دودھ پلایا ہوتا اور ایسا موقع پیش آتا تو ان کی مہربانی اور فضل کی امید رکھتے، اور آپ تو ان سے بدرجہا بہتر ہیں، پھر یہ شعر پڑھا:

أمنن علينا رسول الله في كرم　　　فإنك المرء نرجوه وندخر
أمنن على نسوةٍ قد كنت ترضعها　　　إذ فوك تملؤه من محضها الدرر

---

(۱) البدایہ ۴: ۳۵۵

Marfat.com

یارسول اللہ! اپنی بخشش اور فیاضی سے ہم پر بھی احسان کیجئے، آپ ایسے انسان ہیں، جس کے فیض کی ہمیں امید ہے اور اسے باعث ذخیرہ سمجھتے ہیں، آپ ایسی عورتوں پر احسان کیجئے جن کے خالص دودھ سے آپ کا دہن مبارک بھرا رہتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ تقریر سنی تو فرمایا میں تقسیم غنیمت سے قبل کئی دنوں سے تمہارا انتظار کرتا تھا، لیکن تم نہیں آئے، تو سمجھا کہ اب معاملہ ختم ہے، اس لئے مال اور قیدی تمام اصحاب میں تقسیم ہو گئے، لہذا ان میں سے جس ایک کی خواہش ہو ظاہر کرو، انہوں نے کہا یارسول اللہ! ہم اونٹ اور بکری نہیں چاہتے، صرف یہی خواہش ہے کہ ہمارے قیدیوں کی رہائی ہو جائے، آپ نے فرمایا جو میرا اور بنو ہاشم کا ہے میں رہا کرتا ہوں، پھر تمام مسلمانوں سے بھی یہی کہوں گا، لہذا تم نماز کے بعد سارے مسلمانوں کے سامنے آکر اپنے اسلام کا اظہار کرو اور اپنی بات بھی رکھو، چنانچہ نماز ظہر کے بعد معاملہ پیش ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو اس کی رغبت دلائی، سفارش کی اور فرمایا کہ میں نے اپنا اور بنی ہاشم کا کل حصہ چھوڑ دیا ہے، آپ کی یہ بات سنی تو انصار اور مہاجرین نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم نے بھی اپنا اپنا حصہ آپ کی خاطر دے دیا، اسی طرح بنو سلیم نے بھی کہا کہ ہمارا جو کچھ ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے وقف ہے، صرف اقرع بن حابس نے اپنا اور بنو تمیم کا اور عیینہ بن حصن نے اپنا اور بنو فزارہ کا اور عباس بن مرداس نے اپنا حصہ نہیں چھوڑا، تو آپ نے انہیں ہر قیدی کے بدلے آئندہ مال غنیمت سے چھ گنا بڑھا کر فدیہ دینے کے وعدہ پر رہا کرا دیا۔(۱)

مالک بن عوف نصری کا اسلام

ہوازن کا وفد اسلام لایا تو آپ نے ان سے مالک بن عوف کے بارے میں جو جنگ حنین کا قائد اعظم تھا، دریافت کیا، انہوں نے بتایا کہ وہ ابھی ثقیف کے ساتھ طائف میں موجود ہے آپ نے فرمایا، مالک کو خبر کر دو کہ اگر وہ آکر مسلمان ہو جائے تو میں اس کے مال اور اہل کو واپس کر دوں گا اور سو اونٹ الگ سے دوں گا، انہوں نے جا کر مالک سے بیان کیا تو وہ ثقیف کو خبر کئے بغیر رات میں گھوڑے کی سواری پر نکل پڑا کیونکہ اسے ڈر تھا کہ اگر ثقیف کو معلوم ہو جائے گا تو ہرگز نہیں آنے دیں گے، غرضیکہ وہ آنحضرت ﷺ سے جعرانہ ہی میں یا مکہ میں آکر ملا اور پختہ مسلمان ہو گیا، پس آپ نے اپنے وعدہ کے مطابق اس کے اہل و عیال کی واپسی کے ساتھ ایک سو اونٹ بطور تالیف قلب عطا فرمایا، مالک بہت خوش ہوا اور درج

(۱) فتح الباری ۷/۱۰۴۶، ابن ہشام ۲/۴۸۸

Marfat.com

ذیل اشعار آپ کی مدح میں کہہ ڈالے

ما ان رأيت ولا سمعت بمثله ... في الناس كلهم بمثل محمد
أوفى وأعطى للجزيل إذ اجتدى ... ومتى تشاء يخبرك عما في غد
وإذا الكتيبة عردت أنيابها ... بالسمهري وضرب كل مهند
فكأنه ليث على أشباله ... وسط الهباءة خادر في مرصد

میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل تمام لوگوں میں کسی کو نہ دیکھا نہ سنا، آپ سب سے زیادہ وعدہ وفا کرنے والے ہیں اور طلب پر بڑے بڑے عطیے دینے والے ہیں، اور جب چاہو تو تمہیں کل (یعنی قیامت میں) ہونے والی خبریں بھی بتائیں گے، اور جب دشمن کا لشکر تیزے اور تلواروں کی ضرب میں سخت ہو جائے تو آپ جنگ کے گرد وغبار میں اس شیر کی طرح ہو جاتے ہیں جو جھاڑی میں اپنے بچوں کو بچانے کے لئے سختی سے حملہ آور ہوتا ہے۔ چونکہ مالک اپنے اسلام میں پختہ اور مضبوط تھے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے انہیں قوم کے ان لوگوں پر جو ایمان لائے تھے، سردار بنا دیا، وہ ان کو لے کر دشمنان اسلام پر چھاپے مارتے اور ثقیف کے معاندین کو کافی تنگ کرتے رہتے تھے۔ (۱)

اعراب کا ازدحام

مال غنیمت کی تقسیم اور حنین کے قیدیوں کی واپسی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے روانگی کے لئے کوچ فرمایا تو بہت سے اعراب اور بدوی طلب مال کے لئے آپ سے چمٹ گئے اور ازدحام کر کے آپ کی چادر مبارک تک کھینچ لی۔ آپ نے فرمایا میری چادر تو واپس کر دو، بخدا اگر میرے پاس تہامہ کی جھاڑیوں کے برابر بھی چوپائے ہوتے تو تمہیں سب دے ڈالتا پھر تم مجھے نہ بخیل پاتے نہ جھوٹا نہ بزدل۔ پھر آپ نے ایک اونٹ کے کوہان سے ایک بال لے کر فرمایا کہ مجھے تمہارے اس مال سے اس بال کے برابر بھی کوئی چیز درکار نہیں ہے۔ اور بیت المال کا خمس ہوگا وہ بھی تمہیں ہی واپس کر دیا جائے گا۔ (۲)

عمرۂ جعرانہ اور مدینہ کی طرف واپسی

جعرانہ میں مال غنیمت وغیرہ کی تقسیم سے فارغ ہو کر نبی ﷺ نے عمرہ کی نیت کی اور مکہ کا قصد

---

(۱) ابن ہشام ۲/۴۹۱، البدایہ ۴/۳۶۱ (۲) ابن ہشام ۲/۴۹۲، زاد المعاد ۳/۲۲۵

Marfat.com

وغیرہ کی طرف سے آنے والوں کے لئے یہی جعرانہ میقات مقرر تھا، پس وہیں سے آپ ﷺ بماہ ذیقعدہ ۸ھ مکہ کی طرف روانہ ہوگئے، مال فئی کا بقایا جو آپ کے ساتھ تھا اسے مر الظہر ان کے قریب مقام مجنہ میں محفوظ کرا دیا تاکہ واپسی میں مکہ و مدینہ کے درمیان جو اعراب ملیں ان کو بھی بطور تالیف قلب دیا جاسکے، عمرہ کے ارکان کی ادائیگی کے بعد لوٹنے لگے تو مکہ پر حضرت عتاب بن اسیدؓ کو عامل بنایا اور ان کے ساتھ حضرت معاذ بن جبلؓ کو بھی چھوڑ دیا تاکہ لوگوں کو دین کے مسائل سکھائیں اور قرآن کریم کی تعلیم دیں پھر آخر ذیقعدہ اور ابتدائے ذی الحجہ میں تقریباً ۳ ماہ باہر رہنے کے بعد آپ مدینہ منورہ واپس پہنچے۔

اسلامی گورنر کی تنخواہ ایک درہم یومیہ

حضرت عتاب بن اسید کے گزارے کے لئے آپ نے روزانہ ایک درہم مقرر کر دیا تھا، آپ کے جانے کے بعد انہوں نے لوگوں میں تقریر کی اور فرمایا اے لوگو! اللہ اس شخص کو بھوکا رکھے جو روزانہ ایک درہم پانے کے بعد بھی آسودہ نہ ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے میری تنخواہ ایک درہم یومیہ کر دی ہے، پھر مجھے کسی دوسرے سے کچھ لینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

۸ھ کا حج

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس سال لوگوں نے عام طریقہ پر اسی طرح حج کیا جیسا کہ اہل عرب کرتے تھے، البتہ مسلمانوں نے حضرت عتاب بن اسیدؓ کی قیادت میں اسلامی طریقہ پر حج کیا۔(۱)

نبی ﷺ کے حج وعمرہ کی تعداد

حضرت انس و ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک حج اور چار عمرہ کیا تھا، ایک عمرۃ الحدیبیہ دوسرے عمرۃ القضاء، تیسرے عمرۃ الجعرانہ اور چوتھے وہ عمرہ جو آپ نے اپنے حج کے ساتھ ادا فرمایا، اس حج والے عمرے کے سوا باقی تینوں عمرے اتفاق سے مادہ ذیقعدہ ہی میں پڑے۔(۲)

کعب بن زہیر بن ابوسلمی کا اسلام محاصرۂ طائف سے لوٹنے کے بعد

کعب بن زہیر شاعر ابن الشاعر تھے، ان کا باپ زہیر عرب کے ان مشہور اور بڑے شعراء میں سے

---

(۱) ابن ہشام ۲/۵۰۰ (۲) البدایہ ۴/۳۶۵

Marfat.com

تھا، جن کا قصیدہ سبعہ معلقہ میں مذکور ہے، اور فصاحت و بلاغت میں بے مثل ہونے کی وجہ سے خانہ کعبہ میں لٹکایا گیا تھا، زہیر آنحضرت ﷺ کی بعثت سے ایک سال قبل ہی انتقال کر چکا تھا، البتہ اس کے دونوں بیٹے کعب و بجیر نے زمانۂ رسالت کو پالیا اور اپنے باپ کی طرح شاعری بھی کرتے تھے، لیکن کعب کا مقام بجیر سے بلکہ اپنے تمام ہم عصر شعراء سے بلند تھا، وہ بہت زیادہ شعر کہنے والے اور پختہ کار تھے، ان کا قصیدہ "بَانَتْ سُعَادُ" آنحضرت ﷺ کی مدح میں ۵۸ اشعار پر مشتمل ہے جو آپ نے خود کعب کی زبان سے اپنی مسجد میں سنا، ان کے اسلام کا قصہ یوں ہے کہ ان کے بھائی بجیر ان سے جدا ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے اور حالات کا جائزہ لینے کے لئے گئے۔ لیکن ملاقات ہوتے ہی ان کا سینہ اسلام کیلئے کھل گیا، اور اسلام قبول کر کے آپ ہی کے پاس رہ گئے اور اپنے بھائی کعب کو اطلاع کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان شاعروں کو جو آپ کا ہجو کرتے اور ایذا پہنچاتے تھے قتل کرنے کا حکم دے دیا اس لئے قریش کے شعراء میں سے ابن الزبعری اور ہبیرہ بن ابی وہب خوف زدہ ہو کر فرار ہو گئے ہیں لہذا اگر تمہارے دل میں اسلام کی حاجت ہو تو نبی ﷺ کے پاس بے کھٹکے چلے آؤ کیونکہ آپ اس شخص کو قتل نہیں فرماتے جو اپنے جرم سے تائب ہو کر آئے اور اگر تمہیں اسلام کی رغبت نہ ہو تو اپنی نجات کے لئے کوئی راستہ ڈھونڈ لو، کعب نے یہ خط پڑھا تو چند اشعار میں جواب دیا جن کا مفہوم یہ ہے کہ تمہیں مامون یعنی محمد ﷺ نے ایک کے بعد دوسرا پیالہ پلا کر سیراب کر دیا ہے، تم نے ماں باپ اور بھائی کا دین چھوڑ کر ان کی پیروی کر لی اور اسباب ہدایت کی مخالفت کر کے غیر کی ہدایت میں داخل ہو گئے، یاد رکھو اگر باز نہ آئے تو مجھے کوئی افسوس نہ ہوگا نہ کبھی یہ کہوں گا کہ پھسلنے سے تمہیں چھٹکارا مل جائے، آنحضرت ﷺ نے ان چند اشعار کو سن کر اس کا خون مباح کر دیا اور فرمایا جو کعب کو پائے قتل کر دے۔

حضرت بجیرؓ نے بھی کعب کے اشعار کا جواب اشعار ہی میں دیا اور لکھا کہ تمہاری مذمت باطل ہے، میں لات وعزیٰ کی نہیں بلکہ اللہ وحدہ کی طرف تم کو دعوت دیتا ہوں جس سے اور جس سے باپ زہیر اور دادا ابوسلمیٰ کا دین کوئی دین نہیں تھا، جب تک تم پاک دل اور مسلم ہو کر نہ آؤ گے تمہاری نجات کا راستہ مسدود ہے۔

کعب کو حضرت بجیر کا یہ خط ملا اور کانوں میں یہ خبر بھی پہنچی کہ ان کا خون مباح کر دیا گیا ہے تو سخت پیچ وتاب میں پڑ گئے، زمین ان کے لئے تنگ ہوگئی، ان کے مخالفین ان کو ڈرانے لگے، اور احباب بھی دست

Marfat.com

کش ہو گئے اور کہا اب قتل کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے، کعب نے اس کشمکش کے عالم میں قصیدۂ لامیہ بانت سعاد الخ جو ۵۸ اشعار پر مشتمل ہے کہہ ڈالا اور اسے لے کر مدینہ پہنچے، رات میں اپنے ایک دوست سے ملے اور انہیں کے ساتھ فجر کی نماز کے بعد مسجد نبوی میں آئے، نبی علیہ السلام انہیں نہیں پہچانتے تھے اس لئے اچانک آپ کے دست مبارک میں اپنا ہاتھ رکھ کر کہنے لگے یا رسول اللہ! کعب بن زہیر مسلمان ہو کر آپ سے امان طلب کرنے آیا ہے، اگر میں اس کو آپ کے پاس لے آؤں تو کیا آپ اس کا اسلام قبول کر لیں گے؟ فرمایا ہاں قبول کر لوں گا، کعب فوراً بول اٹھے یا رسول اللہ! کعب بن زہیر میں ہی ہوں، یہ سنتے ہی ایک انصاری کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اگر حکم دیجئے تو میں اس دشمن خدا کی گردن اڑا دوں، آپ نے فرمایا رہنے دو کیونکہ یہ اپنے فعل بد سے تائب ہو کر آئے ہیں۔

حضرت کعبؓ نے قصیدہ بانت سعاد میں پہلے اپنی بیوی سعاد کی جدائی اور فراق کا المناک شکوہ اس طرح کیا ہے۔

بانت سعاد فقلبي اليوم متبولُ　　　متيم إثرها لم يُفدِ مكبُولُ

سعاد مجھ سے جدا ہو گئی پس میرا دل اس کیلئے بے چین، اس کی یاد میں بدحال اور فدیہ نہ دے کر مقید ہے، اس کے بعد ۲۳-اشعار میں بطور تشبیب اپنے خالات بیان کرتے ہوئے اصل مقصد پہ آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل لائے ہیں، چند اشعار مع ترجمہ ملاحظہ ہوں۔

تسعى الغواة جنابيها وقولهم　　　إنك يابن ابى سلمى لمقتولُ

مفسدین ہر طرف دوڑ لگاتے پھرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ اے کعب بن ابی سلمی تم قتل کر دیئے جاؤ گے

وقال كل صديقٍ كنت آملهُ　　　لا الهينك إني عنك مشغولُ

اور میرے دوستوں نے جن سے مدد کی امید رکھتا تھا کہہ دیا کہ میں تمہارے کسی کام میں نہیں آ سکتا

فقلت خلو سبيلي لا ابا لكمُ　　　فكلُّ ما قدّر الرحمٰنُ مفعولُ

میں نے کہا تمہارا باپ گم ہو جائے تم میرا راستہ چھوڑ دو جو کچھ اللہ نے لکھ رکھا ہے وہ ہو کے رہے گا

كل ابن انثى وإن طالت سلامتهُ　　　يوماً على آلةٍ حدباء محمولُ

ہر انسان خواہ اس کی سلامتی طویل ہی کیوں نہ ہو ایک نہ ایک دن موت کی چارپائی پر اٹھایا جائے گا

نُبِّئت أن رسول اللّٰهِ أوعدني　　　والعفو عند رسول اللّٰهِ مأمولُ

Marfat.com

مجھے خبر دی گئی ہے کہ رسول اللہؐ نے میرے قتل کا حکم دیا ہے لیکن رسول اللہؐ سے معافی کی امید بھی کی جا سکتی ہے

مَهلاً هَدَاكَ الَّذِي أَعطَاكَ نَافِلَةَ الْقُرآنِ فِيهَا مَوَاعِيظٌ وتَفصِيلُ

یا رسول اللہؐ درگذر فرمایئے وہ ذات آپ کی رہنمائی کرے جسنے قرآن عطا فرمایا کہ اس میں ہر طرح کی نصیحتیں اور تفصیل ہیں

لَا تَأخُذَنِّي بِأقوَالِ الوُشَاةِ وَلَمْ أذنِبْ وَلَو كَثُرَت فِي الأقَاوِيلُ

چغلی کرنے والوں کے اقوال سے میری گرفت نہ کیجئے میں نے آپ کی ذات کے بارے میں کوئی جرم نہیں کیا اگرچہ دوسروں کی جھوٹی باتیں زیادہ ہیں

لَقَد أقُومُ مَقَامًا لَو يَقُومُ بِهِ أرَى وَأسمَعُ مَا لَو يَسمَعُ الفِيلُ

میں ایسی مجلس میں حاضر ہوں اور ایسی بات دیکھتا اور سنتا ہوں کہ اگر ہاتھی جیسا عظیم الجثہ حاضر ہوتا اور سنتا

لَظَلَّ يُرعَدُ إلَّا أن يَكُونَ لَهُ مِنَ الرَّسُولِ بِإذنِ اللهِ تَنوِيلُ

تو وہ بھی گھبرا کر کانپنے لگتا مگر یہ کہ بحکم خدا رسول کی جانب سے اسے امان دی جائے

حَتَّى وَضَعتُ يَمِينِي مَا أُنَازِعُهُ فِي كَفِّ ذِي نَقِمَاتٍ قِيلُهُ القِيلُ

میں نے اپنا داہنا ہاتھ رکھ دیا اس (رسول کے) کف میں بلا مخالفت کے جن کا فرمان نافذ ہو کر رہتا ہے

فَلَهُوَ أخوَفُ عِندِي إذ أُكَلِّمُهُ وَقِيلَ إنَّكَ مَنسُوبٌ وَمَسؤُولُ

آپ سے کلام کرتے وقت میں حد سے زیادہ خائف ہوں یہ کہا گیا ہے کہ تم گذشتہ باتوں پر ماخوذ ہو

مِن ضَيغَمٍ بِضَرَاءِ الأرضِ مُخدَرُهُ فِي بَطنِ عَثَّرَ غِيلٌ دُونَهُ غِيلُ

آپ اس شیر سے زیادہ مہیب ہیں جو شیر الاشجار زمین میں اپنے ماند میں رہتا ہے اور وہ شیر

کے مسکن وادی عثر میں رہتا ہے جس کی ایک جھاڑی دوسری جھاڑی سے قریب ملتی ہے۔

يَغدُو فَيَلحَمُ ضِرغَامَينِ عَيشُهُمَا لَحمٌ مِنَ النَّاسِ مَعفُورٌ خَرَادِيلُ

وہ شیر صبح کو شکار کر کے اپنے دونوں بچوں کو کھلاتا ہے جن کی خوراک انسانوں کا گوشت ہوتا ہے

إذَا يُسَاوِرُ قِرنًا لا يَحِلُّ لَهُ أن يَترُكَ القِرنَ إلا وَهوَ مَفلُولُ

جب وہ شیر اپنے ہم مثل بہادر پر حملہ کرتا ہے تو اسے شکست دیئے بغیر نہیں چھوڑتا ہے

مِنهُ تَظَلُّ سِبَاعُ الجَوِّ نَافِرَةً وَلَا تَمَشَّى بِوَادِيهِ الأرَاجِيلُ

اس شیر سے کشادہ میدانوں کے شیر دور بھاگتے ہیں اس کی وادی میں خوف سے پیدل انسان بھی نہیں چلتے ہیں

وَلَا يَزَالُ بِوَادِيهِ أخُو ثِقَةٍ مُضَرَّجُ البَزِّ وَالدِّرسَانِ مَأكُولُ

Marfat.com

اس شیر کی وادی میں قابل اعتماد بہادر کا ہتھیار — اور کپڑا خون سے رنگین ہو جاتا ہے اور وہ کھایا ہوا ہوتا ہے، یعنی قتل کر دیا جاتا ہے۔

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ يُّسْتَضَاءُ بِهٖ مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلُ

بلاشبہ اللہ کے رسول نور ہدایت ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، اور اللہ کی تلواروں میں سے کھینچی ہوئی تلوار بھی ہیں

آنحضرت ﷺ کے سامنے کعب نے یہ شعر پڑھا تو آپ نے صحابہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اسے سنو، بعض روایات میں مذکور ہے کہ آپ نے خوش ہو کر کعب کو اپنی چادر مبارک انعام میں دے دی، حضرت معاویہؓ نے اپنی خلافت میں یہ چادر دس ہزار دینار میں خریدنا چاہا، لیکن حضرت کعبؓ نے کہا کہ میں اس کے لئے اپنے سوا کسی کو ترجیح نہ دوں گا، پھر ان کے انتقال کے بعد ان کے ورثاء سے حضرت معاویہؓ نے بیس ہزار میں خرید لیا جو بعد میں سلاطین اسلام کے قبضے میں آتی رہی۔ (۱)

ان مذکورہ اشعار کے بعد حضرت کعبؓ نے آپ کے صحابہ میں سے مہاجرینؓ کی شجاعت و بہادری کا ذکر کیا ہے، اس میں انصارؓ کا ذکر نہیں تھا، اس لئے آپ نے فرمایا کہ انصار کا ذکر جمیل کیوں نہیں کیا وہ تو اس کے اہل ہیں، چنانچہ انہوں نے ایک دوسرا قصیدہ تیار کیا جس میں خاص طور سے انصار کے محاسن کا ذکر باحسن وجوہ آ گیا ہے۔ (۲)

۸ھ ہجری کے بعض دیگر واقعات

اس سنہ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو شاہان عمان جیفر، و عمرو ابنی الجلندی کے پاس اپنا مکتوب دے کر برائے دعوت اسلام روانہ کیا اور ان کے ملک کے مجوس و اعراب سے جزیہ وصول فرمایا۔ اسی سنہ میں آپؐ نے فاطمہ بنت ضحاک بن سفیان الکلابی سے شادی کی اور پناہ مانگنے کی وجہ سے جدا کر دیا۔ اس سنہ میں آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ کی ولادت حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے ہوئی، حضرت ابو رافعؓ نے جا کر آپ کو مژدہ سنایا تو آپ نے خوشی میں ان کو ایک غلام عطا فرمایا، حضرت ابراہیمؑ نے ڈیڑھ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس دن سورج کو گرہن لگا، اہل عرب کہتے تھے کہ گرہن کسی عظیم شخص کی وفات کی وجہ سے لگتا ہے، جب لوگوں نے آپ کے صاحبزادے کی وفات پر یہ عقیدہ ظاہر کیا تو آپ نے اس کی تردید فرمائی کہ سورج و چاند گرہن اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہیں، کسی کے موت و حیات

(۱) نبی رحمت ۲/ ۹۸

(۲) ابن ہشام ۲/ ۵۰۱-۵۱۱، البدایہ ۴/ ۳۶۸-۳۷۳

Marfat.com

سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اسی سنہ میں یا ابتدائے ۹ھ میں ذوالخلصہ کا بت توڑا گیا جسے بنوخثعم اور بجیلہ کے لوگ پوجتے تھے، اور اس کا نام خانۂ کعبہ کے مقابلہ میں کعبۂ یمانیہ رکھتے تھے، آپ نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی کو ایک سو پچاس سواروں کے ساتھ یمن کی طرف روانہ کیا، حضرت جریرؓ گھوڑے پر سواری نہیں کر سکتے تھے آپ نے ان کے سینے پر دست مبارک پھیر کر دعا فرمائی کہ خدایا اس کو ثابت رکھ اور ہادی ومہدی بنادے، حضرت جریرؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں گھوڑے سے کبھی نہیں گرا، وہ اور ان کے قبیلہ احمس کے شہسواروں نے یمن میں پہنچ کر بت خانہ اور اس کے بت کو توڑ کر آگ لگادی، اور مزاحمت کرنے والوں کو قتل کر دیا اور احمس کے ایک آدمی کے ذریعہ جن کی کنیت ابوارطاۃ تھی نبی ﷺ کے پاس خوشخبری بھیجی، آپ نے سنتے ہی احمس کے سواروں اور پیادوں کے واسطے پانچ مرتبہ خیر وبرکت کی دعا فرمائی۔(۱)

عاملوں اور تحصیلداروں کی تقرری

اوپر ذکر آچکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ، غزوۂ حنین، محاصرۂ طائف اور عمرۂ جعرانہ سے فارغ ہو کر آخر ذیقعدہ یا اوائل ذی الحجہ میں مدینہ تشریف لائے، مدینہ کی غیر حاضری قدرے طویل ہو چکی تھی، یہاں کے نظم ونسق میں آپ کی عدم موجودگی سے جو خلا یا کمزوری واقع ہوئی تھی پہلے اس کو درست کیا، پھر اطراف وجوانب میں جہاں بھی ضرورت محسوس ہوئی حسب بیان ابن سعد محرم ۹ھ کو چند عمال، عاملوں محصلوں اور مختلف سریوں کو بھیجنا شروع کردیا، اور انہیں تاکید فرمائی کہ صدقات کی وصولی میں افراط وتفریط سے کام نہ لیں، لوگوں کا بچا ہوا مال وصول کریں اور خود ان کی ضرورت سے اچھے اور پسندیدہ اموال سے پرہیز کریں۔

چنانچہ مختلف وقتوں میں مختلف امراء وعاملین کو جن مقامات پر بھیجا گیا ان کی فہرست درج ذیل ہے:

(۱) عیینہ بن حصن کو بنوتمیم کی جانب (۲) یزید بن حصین کو قبیلہ اسلم وغفار کی طرف (۳) عباد بن بشر اشہلی کو سلیم ومزینہ کی جانب (۴) رافع بن مکیث کو جہینہ کی طرف (۵) عمرو بن عاص کو بنوفزارہ کی جانب (۶) ضحاک بن سفیان کو بنوکلاب کی طرف (۷) بشر بن سفیان کو بنوکعب کی جانب (۸) ابن اللتبیہ ازدی کو بنوذبیان کی طرف (۹) مہاجر بن امیہ کو صنعاء کی جانب، یہاں مدعی نبوت اسود عنسی نے ان کی

---

(۱) بخاری ۲/۶۲۴، البدایہ ۴/۳

موجودگی میں خروج کیا (۱۰) زیادہ بن لبیدؓ کو حضر موت کی طرف (۱۱) عدی بن حاتمؓ کو قبیلہ طے اور بنو سعد کی طرف (۱۲) مالک بن نویرہ کو بنو حنظلہ کی طرف (۱۳) زبرقان بن بدر کو بنو سعد کی ایک جانب (۱۴) قیس بن عاصم کو بنو سعد کی دوسری جانب (۱۵) علاء بن حضرمی کو بحرین کی طرف (۱۶) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کو نجران کے علاقہ میں تاکہ صدقات و جزیہ دونوں وصول فرمائیں۔(۱)

سریہ عیینہ فزاری

حضرت بشر بن سفیانؓ کو بنو خزاعہ میں صدقات کی وصولی کیلئے بھیجا گیا تھا، وہ اپنا کام انجام دے رہے تھے کہ اچانک بنو تمیم نے ان پر حملہ کر دیا، وہ بڑی مشکل سے بچ کر مدینہ آئے اور رسول اللہ ﷺ سے سارا واقعہ بیان کیا، آپ نے ان کی سرکوبی کیلئے عیینہ بن حصن فزاری کو پچاس سواروں کے ساتھ محرم ۹ھ میں روانہ کیا، ان کے ہمراہ مہاجرین وانصار میں سے کوئی نہیں تھا وہ رات کو سیر کرتے اور دن کو چھپتے چھپاتے ان کے بیابان میں اس وقت پہنچے جب کہ بنو تمیم اپنے جانوروں کو چرنے کیلئے چھوڑ رہے تھے، انہوں نے فوراً ان پر حملہ کر کے ان کے گیارہ مردوں، اکیس عورتوں اور تیس لڑکوں کو گرفتار کر لیا، باقی بھاگ نکلے، ان کے قیدیوں کو مدینہ لا کر رملہ بنت حرث کے گھر میں مقید کر دیا گیا۔(۲)

بنو تمیم کا وفد

بنو تمیم کے قیدیوں کو لایا گیا تو ان میں کھلبلی مچ گئی، انہوں نے اپنے دس سرداروں کو اور مزید ملا کر کل ۸۰ یا ۹۰ آدمیوں کو بھیجا، جن میں عطارد بن حاجب، زبرقان بن بدر اور اقرع بن حابس وغیرہ تھے، جب یہ حضرات مدینہ پہنچے تو ان کے بچے اور عورتیں چیخ کر رونے لگیں، اسلئے فوراً انہوں نے نبی ﷺ کے در اقدس پر پہنچ کر آواز دی، اخرج یا محمد، اے محمدؐ! باہر نکلئے، آپ باہر تشریف لائے تو وہ لوگ آپ سے چمٹ گئے، آپ نے تھوڑی دیر ان سے بات کی، پھر ظہر کی اذان اور تکبیر ہوئی آپ نماز پڑھا کر صحن مسجد میں تشریف فرما ہوئے تو بنو تمیم نے بڑے طمطراق سے اپنے خطیب عطارد بن حاجب کو کھڑا کر دیا، ان کا مقصد یہ تھا کہ یہ اپنے زور بیان اور خطابت سے نبی ﷺ کو متاثر کریں، عطارد اپنی تقریر ختم کر چکا تو رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کے جواب میں ثابت بن قیسؓ بن شماس انصاری کو خطابت کا حکم دیا، حضرت قیس نے اس کے فخریہ کلمات کے مقابلہ میں اللہ کی حمد و ثناء پھر ایمان باللہ والرسول اور اس راہ میں جہاد وغیرہ پر ایسا

(۱) زاد المعاد/۲/۲۰۱

(۲) زاد المعاد/۲/۲۰۱

Marfat.com

فصیح و بلیغ خطبہ دیا کہ بنوتمیم دنگ رہ گئے، پھر انہوں نے اپنے شاعر زبرقان بن بدر کو کھڑا کیا، اس نے بھی چند اشعار میں اپنی بڑائی اور دوسروں پر غلبہ وفوقیت کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب کیلئے حضرت حسان بن ثابتؓ کو پیش کیا، حضرت حسانؓ نے اس کے اشعار کا جواب فی البدیہہ اسی بحرو قافیہ میں ایسے موثر انداز میں دیا کہ بنوتمیم کا سردار اقرع بن حابس جو پہلے ہی سے غزوۂ حنین میں اہل ایمان کی جرأت و بہادری کا کرشمہ دیکھ چکا تھا بول اٹھا کہ محمد ﷺ کی تائید غیب سے ہوتی ہے، بلاشبہ ان کا خطیب میرے خطیب سے اور ان کا شاعر میرے شاعر سے سبقت لے گیا، پھر وہ سب متاثر ہو کر خود ہی مسلمان ہو گئے اور نبی ﷺ نے اس صلے میں ان کے قیدیوں کو رہا کر دیا اور ہر ایک کو انعام و اکرام میں ۱۲-۱۲ اوقیہ چاندی سے زیادہ مرحمت فرمایا، مورخین نے لکھا ہے کہ وفد میں ان کے دس سرداروں کو ملا کر کل ۸۰ یا ۹۰ آدمی تھے۔(۱)

سریہ قطبہ بن عامرؓ بن حدیدہ

یہ سریہ صفر ۹ھ میں بنوخثعم کی جانب تبالہ کے نواح میں بیس آدمیوں پر مشتمل بھیجا گیا، یہ لوگ دس اونٹوں پر باری باری سوار ہو کر گئے، آپ نے حکم دیا تھا کہ رات میں ان پر چھاپہ مارا جائے وہاں جا کر مسلمانوں نے ان کے ایک آدمی کو پکڑا اور حالات دریافت کیا تو اس نے چیخ کر شور مچا کر قبیلہ والوں کو پکارنے اور مسلمانوں کو ڈرانے لگا اس لئے قتل کر دیا گیا، مسلمانوں نے کچھ رات گزرنے کے بعد ان پر چھاپہ مارا، فریقین میں سخت جنگ ہوئی، دونوں طرف سے لوگ کثرت سے زخمی ہوئے، امیر سریہ قطبہ بن عامرؓ بھی شہید کر دیئے گئے، پھر بھی مسلمان ان کے اونٹ بکری اور کچھ عورتوں کو پکڑ لائے، بعد میں بنوخثعم کے لوگ جمع ہو کر تعاقب کیلئے نکل پڑے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اچانک ایک سخت سیلاب بھیج دیا جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان حائل ہو گیا اور وہ لوگ اپنی کثرت کے باوجود مسلمانوں کے ہاتھوں میں اپنے قیدیوں اور جانوروں کو دیکھتے ہوئے چھڑانے سے عاجز رہے۔

سریہ ضحاک بن سفیان کلابی

یہ سریہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ ربیع الاول ۹ھ میں زیر قیادت ضحاک بن سفیان کلابی خود ان کے قبیلہ بنوکلاب میں روانہ فرمایا، ان کے ساتھ اصید بن سلمہ بھی تھے، بمقام زج لاوہ دشمنوں سے مڈبھیڑ

(۱) فتح الباری ۸/۷۲، ابن ہشام ۲/۵۶۱، البدایہ ۵/۴۱، زاد ۲/۱۰۱، ۲۰۲۔

Marfat.com

ہوئی، مسلمانوں نے اسلام کی دعوت دی لیکن ایک نہ مانے، بالآخر جنگ کی نوبت آئی، کفار شکست کھا کر بھاگے، جناب اسیدؓ کے والد سلمہ ایک گھوڑے پر سوار ہو کر نہر کو پار کر رہے تھے، انہوں نے اپنے والد کو بھی اسلام کی دعوت دی لیکن اس نے قبول کرنے کے بجائے دین محمدی کو گالی دینا شروع کر دیا، پس بیٹے نے بڑھ کر باپ کے گھوڑے کا کوچا کاٹ دیا، گھوڑا لنگڑا کر گرا تو سلمہ پانی میں نیزہ گاڑ کر اسی کے سہارے کھڑا ہو گیا، اتنے میں ایک دوسرے مسلمان نے بڑھ کر اس کو قتل کر دیا، اور حضرت اسید کو اپنے باپ کے خون سے ہاتھ رنگین کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ (۱)

سریہ علقمہؓ بن مجزز مدلجی

آنحضرت ﷺ کو خبر پہنچی کہ حبشہ کے کچھ لوگ جدہ کے ساحل پر ڈاکہ زنی کیلئے سمندری کشتیوں پر نظر آ رہے ہیں، آپ نے ان کی سرزنش کیلئے ربیع الاول ۹ھ میں حضرت علقمہ کو تین سو آدمیوں کے ساتھ بھیجا، انہوں نے دریا میں گھس کر ان کا تعاقب کیا، ڈاکوؤں نے مسلمانوں کو دیکھا تو سب بھاگ نکلے، مسلمان اس کام سے فارغ ہو کر لوٹے تو کچھ لوگوں نے لوٹتے ہوئے اپنے گھر کی طرف جانے میں عجلت کی، حضرت علقمہؓ نے انہیں اجازت دے دی اور ان پر عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ کو امیر بنا دیا حضرت عبداللہ بن حذافہ بڑے پر مذاق تھے، ایک جگہ راستے میں لوگ آگ جلا کر تاپنے لگے، تو انہوں نے کہا میرا حکم ہے کہ تم اسی آگ میں کود پڑو، کچھ لوگ امیر کے حکم کی تعمیل میں تیار ہو گئے، حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی نے فرمایا، میں نے یہ بات مذاقاً کہہ دی ہے، بیٹھ جاؤ تمہیں آگ میں کودنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صحیحین میں یہ روایت دوسرے طریقہ سے آئی ہے جس کا ذکر اس کتاب میں پہلے ہی گذر چکا ہے۔ (۲)

بنو مصطلق کے ایمان واسلام کی جانچ

بنو مصطلق نے ۷ھ میں اسلام قبول کر کے مسجد بنائی اور نماز پڑھنے لگے، نبی ﷺ نے ۹ھ کے شروع میں حضرت عثمان غنیؓ کے اخیافی بھائی ولید بن عقبہ کو ان کے پاس زکوۃ کی وصولی کے لئے بھیجا، بنو مصطلق کو معلوم ہوا تو بیس ہتھیار بند آدمی استقبال کو نکلے، چونکہ جاہلیت میں ولید سے ان کی عداوت چل رہی تھی، اس لئے خوف کی وجہ سے یہ سمجھ کر بھاگ پڑے کہ میرے قتل کی نیت سے آ رہے

---

(۱) زادالمعاد ۲/ ۲۰۳
(۲) رر ۲/ ۲۰۴

Marfat.com

ہیں اور حضور ﷺ سے آ کر بیان کیا کہ بنو مصطلق مرتد ہو کر جنگ پر آمادہ ہیں، وہ زکوۃ نہیں دیں گے، اتنے میں بنو مصطلق کے چند سوار بھی پہنچ گئے اور اصل واقعہ کہہ سنایا۔(۱)

آپ نے ان کا بیان سن کر معاملہ کی تحقیق کیلئے چند سواروں کے ساتھ خالد بن ولیدؓ کو بھیجا اور حکم دیا کہ اس طرح جاؤ کہ تمہارے پہنچنے کی خبر کسی کو نہ ہو، پھر خفیہ طور سے ان کے حالات کا جائزہ و مومن ثابت ہوں تو ان کی زکوۃ لے لینا ورنہ ان سے کفار جیسا معاملہ کرنا، حضرت خالدؓ شام کو ان کی بستی کے قریب پہنچے، جاسوس بھیج کر پتہ لگایا، جاسوسوں نے مغرب وعشا کی اذان سنی اور باقاعدہ نماز پڑھتے دیکھا حضرت خالدؓ پڑھ لینے کے بعد صبح صبح ان کے پاس پہنچے انہوں نے آپ کی بڑی عزت کی اور زکوۃ کا مال جمع کر کے آپ کے حوالہ کر دیا، حضرت خالدؓ زکوۃ لے کر واپس آئے اور آپ کے سامنے ان کے ایمان واسلام کی شہادت دی اس کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ﴾ اے ایمان والو! جب تمہارے پاس کوئی فاسق کسی قسم کی خبر لائے تو پہلے اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم جلد بازی میں کسی قوم کے ساتھ کوئی نادانی کر بیٹھو پھر اپنے کئے پر شرمندگی اٹھانی پڑے۔

سریہ علیؓ بن ابی طالب بنو طے کی طرف

ربیع الاول یا بقول واقدی ربیع الآخر ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب کو انصار کے ۱۵۰ آدمیوں کے ساتھ بنو طے کے بت خانہ قلس کو منہدم کرنے کیلئے بھیجا، سواری کے واسطے ایک سو اونٹ اور پچاس گھوڑے تھے، بڑا جھنڈا سیاہ اور چھوٹا سفید تھا، انہوں نے وہاں پہنچ کر فجر کے بعد بنو حاتم کے محلہ میں چھاپہ مار کر بت خانہ کو ڈھا دیا، اور مزاحمت کرنے والوں کو قید کیا، ان سے اونٹوں اور بکریوں کو بھی پکڑا، قیدیوں میں حاتم کی لڑکی سفانہ بھی تھی، اس کے بھائی عدی بن حاتم شام کی طرف نکل بھاگے، بت خانہ میں تین تلواریں اور تین زرہیں بھی ملیں ان میں سے ۲ تلواروں کا نام رسوب اور مخذم تھا جو حارث بن ابو شمر غسانی ملک شام نے اس بت کو نذر کیا تھا، حضرت علی نے قیدیوں پر ابوقتادہ انصاری کو اور جانوروں وغیرہ پر عبداللہ بن عتیکؓ کو عامل بنا دیا، اور وہاں سے چل کر راستے میں آل حاتم کو چھوڑ کر بقیہ مال غنیمت تقسیم کر دیا اور خمس رسول اللہ ﷺ کیلئے الگ کر لیا۔

---

(۱) سیرت حلبیہ ۲/۲۰۴

Marfat.com

عدی بن حاتم کا بیان

عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سخت نفرت رکھتا تھا، میں اپنی قوم کا بادشاہ تھا، ان کے شریفوں میں گنا جاتا تھا، نصاریٰ کے رکوسی دین کا پیروکار تھا، اور اپنی قوم کا سردار ہونے کے سبب مرباع یعنی غنیمت کا ربع وصول کیا کرتا تھا، جب لشکر محمدیؐ کے آنے کی خبر پھیلی تو اپنے ایک غلام کے ذریعہ نہایت قوی اور تیز اونٹوں کو تیار کرا کے مع اہل وعیال کے ملک شام کی طرف بھاگ نکلا، آل حاتم میں سے صرف میری بہن باقی بچ گئی جو پکڑ کر مدینہ لے جائی گئی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے تمام قیدیوں کے ساتھ اپنی مسجد کے دروازے کے پاس ایک باڑے میں مقید کرا دیا تھا، صبح کو آپ کا ادھر سے گذر ہوا تو میری بہن کھڑی ہوگئی، وہ صاحب فصاحت تھی اس نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ مر چکا ہے میرا زائر جو مجھے رہا کرانے آتا غائب ہوگیا ہے، آپ مجھ پر احسان کیجئے اللہ آپ پر احسان فرمائے گا، آپ نے پوچھا تمہارا زائر کون ہے، بولی عدی بن حاتم، آپ نے فرمایا وہی عدی جو اللہ اور اس کے رسول سے بھاگ نکلا ہے۔ (۱)

حاتم اور اس کی لڑکی

بیہقی میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ قیدیوں میں حاتم کی لڑکی سرخ چہرہ، خوبصورت رنگ، سرخ وسیاہ ہونٹ، دراز گردن بلند بینی، معتدل قامت، ٹخنہ اور پنڈلی پر گوشت، رانیں بھری ہوئی، پہلو اور کمر مناسب، جسم پاک وشفاف جسے دیکھ کر مجھے نہایت بھلی معلوم ہوئی، میں نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ سے کہہ کرا سے اپنے حصہ میں لے لوں گا، لیکن جب وہ کھڑی ہو کر بات کرنے لگی، تو اس کی فصاحت نے مجھے اس کا جمال بھلا دیا، اس نے کہا اے محمد ﷺ! اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہمیں آزاد کر دیں اور عرب کے دوسرے قبائل کو ہم پر شماتت کا موقع نہ دیں، میں اپنی قوم کے سردار کی بیٹی ہوں، میرا باپ قابل نگہداشت چیزوں کی حفاظت وحمایت کرتا تھا، غلاموں کو آزاد کرتا تھا، بھوکوں کو کھلاتا اور ننگوں کو پہناتا تھا، مہمانوں کی میز بانی کرتا تھا، دعوت طعام کرتا اور سلام پھیلاتا تھا، اس نے کبھی کسی ضرورت مند کو خالی ہاتھ واپس نہیں کیا، میں اسی حاتم طائی کی لڑکی ہوں، آپ نے فرمایا، اے لڑکی! یہ جو تو نے اپنے باپ کی صفتیں بیان کی ہیں یہی دراصل اہل ایمان کی سچی صفتیں ہیں، اگر تیرا باپ مسلمان ہوتا تو آج میں اس کیلئے دعائے

---

(۱) ابن ہشام ۲/۵۷۹

Marfat.com

رحمت کرتا، پھر فرمایا اے لوگو! اسے آزاد کر دو کیونکہ اس کا باپ مکارم اخلاق کو پسند کرتا تھا، اور اللہ بھی مکارم اخلاق کو محبوب رکھتا ہے۔(۱)

سعدی شیرازی کا بیان

سعدی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب بوستاں میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حاتم کی لڑکی سمجھ کر اسے آزاد کر دیا اور بنو طے کے دوسرے نافرمانوں کے قتل کا حکم دیا، تو اس لڑکی نے کہا کہ جب میری قوم کے دوسرے لوگ ہلاک کر دیئے جائیں گے تو میں بچ کر ہی کیا کروں گی، مجھے بھی ان کے ساتھ قتل کرا دیجئے، آپ نے یہ سنا تو فرمایا اس لڑکی میں حاتم کے خون کا اثر ہے اور اس کے مہر و کرم کی خصلت پائی جاتی ہے، لہذا اس کی قوم کو بھی آزاد کر دو اور انہیں کچھ عطیہ بھی دے دو چنانچہ ایسا ہی ہوا، اسی طرح ابن ہشام میں خود حاتم کی اس لڑکی کا بیان ہے کہ میری قوم کی ایک جماعت آئی تو میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ حضور! مجھے ان پر اعتماد ہے یہ مجھے میرے بھائی حاتم کے پاس ملک شام تک پہنچا دیں گے، چنانچہ آپ نے مجھے کپڑا پہنایا، سواری بھی دی اور سفر خرچ بھی عطا فرمایا، پھر میں اس ساز و سامان کے ساتھ شام چلی آئی۔(۲)

حضرت عدیؓ کہتے ہیں کہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک اونٹ کے ہودج میں ایک سواری نظر آئی، میں سمجھ گیا کہ میری بہن سفانہ ہوگی، اترتے ہی وہ مجھے ملامت کرنے لگی اور کہا، اے قاطع رحم ظالم تو اپنے عیال کو سوار کر کے بھگا لایا اور اپنی بہن کو جوش رحم و حیا کی چیز تھی چھوڑ دیا، میں نے کہا اے میری عزیز بہن بھلائی کے سوا کچھ نہ کہو، میں اپنے کئے پر سخت نادم ہوں، غرض وہ میرے پاس ٹھہر گئی، میں نے نبی ﷺ کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا تم بہت جلد جا کر ان سے ملو، اگر وہ نبی ہیں تو جلدی کرنے ہی میں بہتری ہے، اور اگر وہ بادشاہ ہیں تو بھی تم فائدہ میں رہو گے اور تمہیں کوئی ضرر نہ ہوگا، انہوں نے جو احسان میرے ساتھ کیا ہے، وہ تمہارے باپ حاتم بھی نہیں کر سکتے تھے، تم ان کے پاس ضرور جاؤ۔ میں ان کے پاس پہنچا تو میں نے خود کئی آدمیوں کو دیکھا کہ جو بھی آپ کے پاس پہنچا احسان و کرم سے خالی نہیں رہا۔(۳)

---

(۱) البدایہ ۵/ ۶۷ (۲) ابن ہشام ۲/ ۵۷۹

(۳) ابن ہشام ۲/ ۵۸۰، زاد المعاد ۲/ ۲۰۵

Marfat.com

حضرت عدیؓ کا مدینہ میں ورود اور اسلام

حضرت عدیؓ کہتے ہیں کہ یہ تمام باتیں سن کر میں شام سے چل کر بغیر کسی امان و جوار کے مدینہ مسجد نبوی میں پہنچ گیا، آپ کو سلام کیا، آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا عدی بن حاتم ہوں، آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر کی طرف چلے، راستے میں ایک بوڑھی اور کمزور عورت ملی اس نے کچھ کہنا چاہا آپ کھڑے ہو کر دیر تک اس سے بات کرتے رہے، میں نے سوچا اگر یہ بادشاہ ہوتے تو ایک ضعیفہ کی حاجت برآری کیلئے اتنی دیر تک کھڑے نہ ہوتے پھر مجھے لے کر اپنے گھر آئے، ایک لڑکی نے لا کر تکیہ دیا جس میں کھجور کی چھال بھری تھی، آپ نے وہ تکیہ مجھے دے دیا، ہر چند میں نے عرض کیا کہ آپ اسے خود رکھئے لیکن آپ نے مجھ کو ترجیح دی، میں نے دل میں کہا، بخدا یہ کام بھی بتاتا ہے کہ آپ بادشاہ نہیں ہیں، پھر آپ نے فرمایا: اے عدی! اگر اسلام قبول کر لو تو تمہارے حق میں بہتر ہوگا، میں نے عرض کیا کہ میں تو ایک دین پر قائم ہوں، آپ نے فرمایا میں تمہارے دین کے بارے میں تم سے زیادہ واقف ہوں، میں نے عرض کیا، وہ کیا ہے؟ فرمایا کیا تم دین رکوسی پر نہیں ہو، اور اپنی قوم کی غنیمت کا ربع نہیں کھاتے ہو؟ میں نے کہا، جی ہاں، فرمایا لیکن تمہارے دین رکوسی میں یہ چیز حلال نہیں ہے، میں نے یہ سن کر سر جھکا لیا اور پہچان گیا کہ آپ نبی مرسل ہیں کیونکہ آپ نے جو بتایا اسے عام طور سے لوگ نہیں جانتے تھے، پھر آپ نے فرمایا: اے عدی! شاید تم اسلام قبول اس لئے نہیں کرتے کہ اس کے ماننے والے کمزور لوگ ہیں ان کے دشمن زیادہ اور ان کی تعداد کم ہے، لیکن بخدا ایک دن وہ آنے والا ہے کہ ایک عورت قادسیہ اور حیرہ سے اپنے اونٹ پر سفر کر کے بیت اللہ کی زیارت کرنے کیلئے بلا خوف آئے گی اسے کوئی چھیڑنے والا نہ ہوگا، اور شاید تم اس لئے اسلام میں نہیں آتے کہ ملک و سلطنت دوسروں کے ہاتھ میں ہے، لیکن خدا شاہد ہے کہ ایک دن بابل کا قصر ابیض فتح کیا جائے گا، اور تم کسریٰ بن ہرمز کے خزانے پر غلبہ پاؤ گے، میں نے تعجب سے پوچھا کہ کیا کسریٰ بن ہرمز کا خزانہ فتح کیا جائے گا، فرمایا: ہاں، کسریٰ بن ہرمز کا ملک میری امت کے لوگ فتح کریں گے، اور ایک دن وہ بھی آئے گا کہ لوگ سونا، چاندی اور مال لے کر نکلیں گے اور مال کی کثرت کیوجہ سے اسے کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ یہ بات آپ نے اس وقت فرمائی تھی جب کہ خود عدی کی موجودگی میں ایک شخص نے آکر فاقہ کی شکایت کی، اور ایک شخص نے راستے میں لٹ جانے کا واقعہ بیان کیا، حضرت

Marfat.com

عدیؓ کہتے ہیں کہ آپ کی یہ باتیں سن کر میں نے اسلام قبول کرلیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے اسلام سے بڑی مسرت ہوئی، آپ کا رخِ انور خوشی سے چمک اٹھا، حضرت عدیؓ کہتے ہیں کہ آپ کی پیشین گوئی کے مطابق میں نے دو چیزیں تو خود دیکھ لیں، اول عورت اپنی سواری پر حیرہ سے آتی ہے اور اللہ کے سوا اسے کسی کا خوف نہیں ہوتا، دوم کسریٰ بن ہرمز کا خزانہ فتح کرنے والوں میں میں خود شریک تھا، رہ گئی تیسری چیز مال کی کثرت کا معاملہ تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق جو زندہ رہے گا ضرور دیکھے گا۔(۱)

حضرت عدی رضی اللہ عنہ کی کارکردگی

حضرت عدیؓ کی کنیت ابوطریف تھی، آپ نے خلافت صدیقی میں حضرت خالدؓ کے ساتھ فتنۂ ارتداد کے وقت بڑا نمایاں کارنامہ انجام دیا، انہیں کے حکمت عملی سے ان کے قبیلے کے لوگ پھر سے اسلام میں داخل ہوگئے، انہیں کی سعی مبارک سے بنوطے کے ایک ہزار شتر سوار اسلامی فوج میں داخل ہوئے اس لئے ان کو خَیرُ مولُودٍ فِی الإسلامِ کے لقب سے ملقب کیا گیا، ایک مرتبہ خلافت فاروقی میں حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ اس وقت حضرت عمرؓ لوگوں کو فرداً فرداً بلاتے اور ان کے اچھے ناموں سے خطاب کرتے تھے، حضرت عدیؓ نے کہا، اے امیر المومنین کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے ہیں؟ بولے خوب جانتا ہوں، جب لوگوں نے کفر کیا، تو آپ اسلام لائے، لوگوں نے پیٹھ پھیر لی تو آپ سامنے آئے، لوگوں نے بے وفائی کی تو آپ نے وفاداری دکھائی، لوگ اجنبی ہوگئے تو آپ شناسا بنے رہے، حضرت عدیؓ نے سنا تو بولے کہ پھر مجھے کوئی غم نہیں ہے۔(۲)

واقعہ ایلاء و تخییر

ایلاء کہتے ہیں کہ شوہر اپنی بیوی کے کسی عمل یا مطالبہ سے بیزار ہو کر قسم کھالے کہ اتنی مدت تک تم سے تعلق نہیں رکھوں گا، یہ انقطاعِ تعلق ترکِ جماع، یا ترکِ کلام یا ترکِ انفاق، تینوں صورت سے ہوسکتا ہے، لیکن فقہاء کے نزدیک صرف وطی کے ترک کو ایلاء کہتے ہیں، اور تخییر کہتے ہیں کہ شوہر کسی وجہ سے اپنی بیوی کو اختیار دیدے کہ تم میرے ساتھ رہنا چاہو تو رہو، ورنہ طلاق لے لو۔ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ ایک دفعہ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات نے متفق ہو کر آپ سے اخراجات میں اضافے کا مطالبہ کیا، جس سے آپ کو پریشانی لاحق ہوئی، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ فوراً پہنچ گئے آپ کو دیکھا کہ غم کی حالت میں خاموش

(۱) ابن ہشام ۲/۵۸۰، البدایہ ۵/۶۶، زاد المعاد ۲/۲۰۵ — (۲) البدایہ ۵/۶۳

Marfat.com

بیٹھے ہیں، حضرت عمرؓ نے آپ کی خاموشی توڑنے اور آپ کو ہنسانے کی خاطر عرض کیا، یا رسول اللہ! آج میری بیوی بنت خارجہ نے مجھ سے نفقہ میں اضافہ کا سوال کیا تو میں نے اٹھ کر اس کی گردن مروڑ دی یہ سن کر آپ ہنس پڑے اور فرمایا: "هن حولي كما ترى يسئلنني النفقة" جیسا تم دیکھ رہے ہو یہ سب بھی مجھے گھیر کر نان نفقہ اور لباس و زینت کے اسباب کی طلبگار ہیں، یہ سنتے ہی حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ کو اور حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہؓ کو ڈانٹا اور مجلس سے دفع کر دیا، لیکن چونکہ یہ مطالبہ تمام ازواج کی طرف سے تھا اس لئے کلیۃً ختم نہیں ہوا۔ اس وقت مکہ فتح ہو چکا تھا اور حنین کی جنگ میں غلام لونڈیاں اور مال و زر کثرت سے ہاتھ آئے تھے اس لئے فطری طور پر بیویوں کی خواہش تھی کہ جس طرح دوسرے اصحاب حاجت کی ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں، ہمارے اخراجات میں بھی اضافہ ہونا چاہئے، لیکن آنحضرت ﷺ زہد و ورع کے پیکر تھے دنیاوی جاہ و حشم اور چمک دمک آپ کی شان نبوت کے منافی تھی اس لئے نہیں چاہتے تھے کہ اپنے اہل و عیال کے خرچ و اخراجات میں اضافہ کر کے انہیں اللہ اور یوم آخرت سے غافل کر دیں، لہٰذا جوں ہی ان کے مطالبہ میں شدت ہوئی آپ نے ناراض ہو کر ان کی تنبیہ کے لئے پورے ایک مہینہ کے لئے ایلاء کر لیا اور بیویوں سے الگ تھلگ ہو کر بالا خانہ پر چلے گئے، آپ کی یہ ناراضگی دیکھ کر تمام ازواج میں گریہ وزاری شروع ہوگئی، صحابہؓ کو شبہ لاحق ہوا کہ شاید آپ نے بیویوں کو طلاق دے دی ہے، حضرت عمرؓ اس دن موجود نہ تھے انہوں نے اپنے ایک پڑوسی عتبان بن مالک انصاریؓ سے طے کر رکھا تھا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میں رہوں اور جو کچھ آپ فرمادیں اس سے تمہیں آگاہ کر دیا کروں گا، اور ایک دن تم رہو اور جو حکم و احکام آپ صادر فرمادیں ان سے مجھے خبردار کر دیا کرو، اتفاق سے جس روز ایلاء کا واقعہ پیش آیا حضرت عتبانؓ ہی کی باری تھی، انہوں نے ازواج مطہرات سے حضور ﷺ کی علیحدگی کی خبر سنی تو دوڑے ہوئے حضرت عمرؓ کے گھر آئے ان کا دروازہ کھٹکھٹایا اور چلا کر پکارنے لگے، حضرت عمرؓ نے گھبرا کر پوچھا کیا بات ہے؟ کیا غسانی حملہ آور آگئے؟ ان دنوں شامی لشکر اور غسانیوں کے حملہ کا مدینہ میں بڑا چرچا تھا، حضرت عتبانؓ نے کہا اس سے بھی بڑھ کر بات ہوگئی، آنحضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی، حضرت عمرؓ یہ سن کر دوڑے ہوئے کاشانۂ نبوت پر پہنچے، پہلے اپنی لڑکی حضرت حفصہؓ کو سخت ملامت کی پھر پوچھا کہ حضور اکرم ﷺ کہاں ہیں، انہوں نے بتایا کہ بالا خانہ پر تشریف فرما ہیں، آپ نے قریب پہنچ کر آنحضرت ﷺ کے غلام رباح کے ذریعہ بالا خانہ پر جانے کے اجازت طلب کی، اجازت میں دیر ہوئی تو بولے، اے رباح میں اپنی لڑکی حفصہؓ کی وجہ سے نہیں آیا ہوں اگر رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ مجھے حکم دیں تو اس کی گردن اڑا دوں، اتنے میں انہیں اجازت ملی، اندر گئے تو دیکھا کہ شہنشاہ دو عالم کھردری چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اٹھ کر بیٹھے تو پشت مبارک میں چٹائی کے نشانات پڑ گئے تھے، آپ کے پاس ہی چمڑے کا ایک پرانا مشک لٹکا ہوا تھا، ایک جگہ تھوڑا سا جو رکھا تھا یہی بالاخانہ کی کل کائنات تھی، حضرت عمرؓ بہت ہی متاثر ہوئے ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، آپ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو پوچھا، عمر روتے کیوں ہو؟ کہنے لگے یا رسول اللہ! کیوں نہ روؤں، آپ کی پشت مبارک میں چٹائی کے نشانات پڑے ہوئے ہیں، آپ کے خزانے کا یہ حال ہے کہ چند سیر جو کے سوا کچھ نہیں اور قیصر و کسریٰ اپنے مال و متاع اور نہروں و پھلوں کی کثرت سے مست ہیں، حالانکہ آپ اللہ کے رسول اور اس کے برگزیدہ حبیب ہیں، آپ نے فرمایا: اے عمرؓ! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ان کے لئے دنیا میں ہے اور ہمارے لئے آخرت میں، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا دراصل آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے، فرمایا نہیں، حضرت عمرؓ یہ سن کر بہت خوش ہوئے، منہ سے اللہ اکبر کی صدا نکلی اور کہا یا رسول اللہ! آپ کے اصحاب مسجد میں مغموم ہو کر بیٹھے ہیں، اگر حکم ہو تو جا کر انہیں مطلع کر دوں کہ طلاق کی جو خبر پھیلی ہے غلط ہے، آپ نے اجازت دے دی، حضرت عمرؓ نے جا کر سب کو خبر کر دی، صحابہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور سب کا رنج و غم دور ہو گیا۔

آیت تخییر

ایلاء کی مدت ۲۹ دن کا مہینہ پورا ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ نے تخییر کی آیت نازل فرمائی تاکہ ازواج پر حجت پوری ہو جائے اور صبر و سکون کے ساتھ زندگی بسر کرے اللہ کے رسول کا ساتھ دیں یا پھر دنیاوی مال و متاع کیلئے جدائی اختیار کر لیں۔ ارشاد ہوا: ﴿ یٰأَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحاً جَمِیْلاً وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْراً عَظِیْماً ﴾(۱)

اے نبی! اپنی ازواج سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں دنیا کا مال و متاع دے کر خوبصورتی سے چھوڑ دوں، اور اگر تم اللہ و رسول کو پسند کرتی ہو اور آخرت کی بھلائی چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیک بیویوں کے لئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

---

(۱) الاحزاب: ۲۸، ۲۹

Marfat.com

یہ آیت اتری تو سب سے پہلے آپ ام المومنین حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے عائشہ! میں تم سے جو بات کہتا ہوں اس میں عجلت سے کام مت لینا اپنے والدین سے بھی مشورہ کر لینا، اللہ تعالیٰ نے تخییر کی یہ آیت نازل فرمائی ہے اور اس طرح کا حکم دیا ہے، حضرت عائشہؓ نے کہا حضور کیا میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ طلب کروں گی؟ مجھے آپ ہی کی صحبت پسند ہے، میں اللہ ورسولؐ اور یوم آخرت ہی کو چاہتی ہوں، لیکن میری یہ بات آپ دوسری ازواج پر ظاہر نہ کریں، آپ نے فرمایا: میں تمہاری یہ بات سب بیویوں پر ظاہر کردوں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سختی کرنے اور تکلیف پہنچانے والا اور فریب دینے والا نہیں بنایا بلکہ آسانی کرنے والا معلم بنا کر بھیجا ہے۔ غرض آپ نے یہی بات تمام ازواج کے سامنے رکھی اور سب نے وہی بات کہی جو حضرت عائشہؓ نے کہی تھی اور اس طرح سے ایلاء و تخییر کا معاملہ ختم ہو گیا، پھر کبھی ان پاک بیویوں نے آپ کے سامنے دنیاوی مال ومتاع کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ تاحیات سادہ و پاک زندگی گذارنے پر قانع ہو گئیں۔ (۱)

غزوہ تبوک رجب ۹ھ مطابق نومبر ۶۳۵ء

فتح مکہ اور حنین کی جنگ کے بعد عرب میں مسلمانوں کو کسی بڑی جمعیت سے خطرہ باقی نہیں رہ گیا تھا، لوگ اسلام میں فوج درفوج داخل ہونے لگے تھے، یہ چیز رومی سلطنت کو بڑی سختی سے کھٹک رہی تھی اس لئے وہ مسلمانوں سے ایک فیصلہ کن جنگ کی تیاری میں مشغول ہو گئی، شام میں غسانی خاندان کے عربوں کی حکومت قیصر ہی کے زیر اثر تھی، اس سے پہلے جنگ موتہ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ عمرو بن شرحبیل غسانی نے حضرت حرث بن عمیر ازدیؓ کو جو رسول اللہ ﷺ کا نامۂ مبارک لے کر حاکم بصریٰ کے پاس دعوت اسلام کی خاطر جا رہے تھے باندھ کر قتل کر دیا تھا جس کی وجہ سے موتہ کی جنگ پیش آئی، اور قیصر کی ایک لاکھ فوج کو شکست اٹھانی پڑی، یہی سبب ہے کہ رومی اس شکست کا بدلہ لینے کو ٹھان رہے تھے۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ سے واپس آنے کے بعد ذی الحجہ سے رجب تک مقیم رہے، پھر رومیوں سے جنگ کے مقابلے کا اعلان فرمایا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایلاء کا واقعہ جو

---

(۱) بخاری ۲/۳۳۴، ۷۱۸، ۷۹۲، مسلم ۱/۴۸۰

Marfat.com

اوپر گذر چکا ہے، اس سے کچھ ہی پہلے واقع ہوا ہوگا۔ کیونکہ اس وقت مدینہ میں غسانیوں کی آمد کا چرچا ہونے لگا تھا، چنانچہ حضرت عمرؓ کو ازواج مطہرات سے علیحدگی کی خبر دینے کیلئے حضرت عتبان بن مالکؓ ان کے گھر پہنچے تو انہوں نے سب سے پہلے یہی پوچھا تھا کہ کیا غسانی آ گئے، برخلاف اس کے اگر ایلاء کا واقعہ ۹ھ کی ابتداء کا ہوتا جیسا کہ بعض مؤرخین نے لکھا ہے تو ایلاء ختم ہونے کے بعد ۶ ماہ تک قیصر روم اور غسانیوں کی آمد کا انتظار کرنا اور انہیں تیاری کا موقع دینا سیاسی مصلحت کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔

دشمن کی تیاریوں کی خبر

اہل روم اور غسانیوں کی نقل و حرکت کی خبر تاجروں کے ایک قافلے سے ملی انہوں نے بتایا کہ قیصر جنگ کی تیاریوں میں مشغول ہے، فوجی گھوڑوں کو نعل بند کیا جا رہا ہے، اس کے ساتھ بنو لخم، جذام، عاملہ اور غسانی سب شامل ہیں ان کی تعداد چالیس ہزار کے قریب ہے ان کے لشکر کا مقدمہ مقام بلقاء تک پہنچ چکا ہے۔ (۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان

تبوک مدینہ سے ۱۲ یا ۱۴ منزل پر واقع ہے، نبی ﷺ نے رومیوں کے آنے سے پہلے تبوک چلنے اور اہل روم سے جنگ کی تیاری کا اعلان فرما دیا۔ اس سے پہلے آپ کسی جنگ میں نکلنے کیلئے مقام اور سمت کا اعلان نہیں فرماتے تھے، تاکہ حریف کو آگاہی نہ ہو سکے لیکن اس دفعہ حصول مقصد کو بیان کر دیا کیونکہ یہ سفر گرمی کی شدت اور طوالت طویل ہونے کے سبب دشوار گذار تھا، قحط کی وجہ سے مسلمان نہایت ہی عسرت اور تنگی میں بسر کر رہے تھے، پکی پکی فصلیں تیار کھڑی تھیں، پھل پک چکے تھے ان کی دیکھ بھال بھی ضروری تھی، ملک سے باہر نکل کر ایک عظیم لشکر سے مقابلہ کرنے کیلئے بڑی تعداد میں تیاری کی ضرورت تھی، اس کے واسطے نہ سواریاں موجود تھیں نہ زاد راہ۔

چندے کی اپیل

سامان لشکر، زاد سفر، اور سواریوں کے انتظام کے لئے آپ نے اہل خیر صحابہ سے چندے کی اپیل کی، سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ نے اپنا کل مال جو چار ہزار درہم کے قریب تھا لا کر پیش کر دیا، حضرت عمر

---

(۱) سیرت حلبیہ ۲/۲۲۰

کے دل میں یہ خیال گزرا کہ ابو بکرؓ مجھ سے ہر نیکی میں بڑھ جاتے ہیں لیکن آج مال کا مسئلہ ہے لہذا میں ان سے سبقت لے جاؤں گا کیونکہ اس وقت میرے پاس مال زیادہ ہے، چنانچہ اسی نیک ارادے سے اپنی کل جائداد کا نصف حصہ اٹھالائے لیکن یہاں آ کر دیکھا تو حضرت ابو بکر کی شان ہی جداگانہ تھی، انہوں نے اپنے گھر کا سارا اثاثہ لاکر خدمت نبوی میں نثار کردیا تھا، یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ سمجھ گئے کہ نیکی کے معاملے میں حضرت ابو بکرؓ سے بڑھنا بہت مشکل ہے، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف بھی کبار مہاجرین میں سے تھے، انہوں نے بھی دوسواوقیہ چاندی جو چالیس ہزار درہم کے برابر ہوگا لاکر پیش کیا۔ حضرت عاصم بن عدیؓ نے ۹۰ وسق کھجور کا گراں قدر عطیہ دیا جو ڈیڑھ ہزار من کے قریب ہوتا ہے، حضرت عثمان غنیؓ کی باری آئی تو انہوں نے سب سے بڑھ کر حصہ لیا، بعض روایات میں ہے کہ آپ نے ایک تہائی لشکر کا سامان اکیلے کردیا، بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے تین مرتبہ میں بڑھا کر کل نوسواونٹ، ایک سوگھوڑے اور ایک ہزار دینار دیا۔ یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے اس اقدام سے خوش ہوکر فرمایا: "اللّٰھم ارض عن عثمان فإني عنه راض" اے اللہ تو عثمان سے راضی ہوجا، میں بھی ان سے خوش ہوں، پھر فرمایا: "ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم" آج اس خیرات کے بعد عثمان جو عمل بھی کریں ضرر نہ ہوگا، ان کے علاوہ حضرت عباسؓ، طلحہ بن عبیداللہؓ اور سعد بن عبادہؓ وغیرہم نے بھی بڑے بڑے عطیئے دیئے، اور خواتین نے اپنا کنگن، کان کی بالی، پازیب اور انگوٹھیاں تک اتار کردے دیں، ایک غریب صحابی ابو عقیل انصاریؓ تھے، انہوں نے چندے کا یہ حال دیکھ کر دن بھر ایک یہودی کے یہاں مزدوری کی جس سے چار سیر کھجور حاصل ہوئی تو اس میں سے ۲ سیر اہل وعیال کے لئے چھوڑ آئے اور دو سیر لے کر خدمت نبوی میں پہنچے لیکن ان بڑے عطیوں کا حال دیکھ کر شرم سے حاضر نہیں ہو رہے تھے، اس پر آپ ﷺ نے بحکم خدا ان کے صدقہ کو تمام صدقات کے اوپر ڈال دیا اس لئے کہ یہ ایک فاقہ کش مزدور کا افضل ترین صدقہ تھا۔ (۱)

سویلم یہودی کے گھر میں آگ لگانے کا حکم

منافقین اپنے آپ کو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے اور بظاہر اسلام کا دم بھرتے تھے لیکن درپردہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے، جنگ تبوک میں شرکت سے بچنے کیلئے خود بھی حیلہ و بہانا تراشتے اور دوسروں کو بھی روکتے تھے، یہی حال فتنہ پرداز یہودیوں کا بھی تھا وہ منافقین کو سہارا دے کر ابھارتے اور

(۱) سیرت حلبیہ ۲/۴۳۰، البدایہ ۵/۴

Marfat.com

اپنے گھروں میں بٹھا کر اسکیمیں بناتے تھے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ موضع جاسوم میں سویلم یہودی کے گھر کے اندر منافقین جمع ہو کر غزوہ تبوک میں جانے سے روکنے کیلئے مشورہ کر رہے ہیں آپ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کو حکم دیا کہ جا کر اس کے گھر میں آگ لگا دو، انہوں نے ایسا ہی کیا، آگ لگتے ہی ضحاک بن خلیفہ اور اس کے ساتھ دوسرے منافقین چھت پر چڑھ کر کود پڑے ضحاک کا پاؤں ٹوٹ گیا، اور یہی چیز اس کے توبہ کا سبب بنی۔(۱)

جد بن قیس کا واقعہ

رسول اللہ ﷺ لوگوں کو تبوک کی طرف چلنے کے لئے دعوت دے رہے تھے، ایک دن اتفاق سے قبیلہ بنو سلمہ کا رئیس جد بن قیس منافق بھی مل گیا، آپ نے فرمایا: اے جد کیا تم اہل روم سے جنگ کیلئے چلو گے؟ بولا یا رسول اللہ! آپ مجھے چھوڑ دیں اور فتنے میں نہ ڈالیں، بخدا میری قوم جانتی ہے کہ میں عورتوں کی محبت میں بہت جلد پھنس جاتا ہوں، مجھے ڈر ہے کہ اہل روم کی عورتوں کو دیکھ کر صبر نہ کر سکوں گا، آپ نے اس کی یہ واہی تباہی بات سن کر اعراض کر لیا اور فرمایا جاؤ میں نے تجھے چھوڑ دیا، چنانچہ اس کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی ہے: ﴿وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ ائْذَنْ لِي وَلَا تَفْتِنِّي أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ﴾ (۲) ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ مجھے تو رہنے کی اجازت دیجئے اور فتنے میں نہ ڈالئے خبردار وہ فتنہ ہی میں پڑے ہیں اور جہنم کافروں کو گھیرنے والی ہے۔(۳)

شوق جہاد میں رونے والے

منافقین اور حیلہ سازوں کی رکاوٹوں کے باوجود صحابہ بڑی تیزی سے نکلنے کی تیاری کر رہے تھے، لشکر اسلام کی تعداد دیکھتے ہی دیکھتے تیس ہزار کے قریب پہنچ گئی صحابہ کی ایثار و قربانی کے باوجود بہت سے لوگوں کی سواریوں کا انتظام نہ ہو سکا، نادار مسلمان شوق جہاد میں آنحضرت ﷺ کے پاس آکر سواریاں طلب کرتے اور نہ پا کر روتے ہوئے واپس جاتے، چنانچہ ارشاد ہے: ﴿تَوَلَّوا وَأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ﴾ یعنی وہ نفقہ میسر نہ ہونے کے سبب واپس ہوئے تو غم سے ان کی

---

(۱) ابن ہشام ۲/ ۵۱۷

(۲) توبہ۔ ۴۹

(۳) ابن ہشام ۲/ ۵۱۶

Marfat.com

آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔(۱)

ان رونے والوں کو بعض صحابہ نے دیکھا تو کچھ لوگوں کا انتظام کر کے اپنے ساتھ لے لیا، پھر بھی کچھ لوگ مجبور ہو کر رہ گئے، جنہیں کوئی سہارا نہیں مل سکا، ان کے حق میں اللہ کے رسول نے فرمایا کہ وہ لوگ اگر چہ تمہارے ساتھ نہیں ہیں، نہ اس سفر کی مشقت اٹھا رہے ہیں لیکن اجر و ثواب میں وہ تمہارے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔(۲)

اسلامی لشکر کی روانگی

رسول اکرم ﷺ نے مدینہ پر محمد بن مسلمہ انصاریؓ یا بقول بعضے سباع عرفطہؓ کو عامل بنایا، حضرت علیؓ کو بھی اہل بیت کی دیکھ بھال کے لئے چھوڑ دیا، اور تیس یا چالیس ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے ان کے ساتھ ہزار گھوڑے تھے اس سے پہلے اتنا بڑا لشکر لے کر آپ کبھی نہ نکلے تھے، ثنیۃ الوداع پہاڑی کے پاس پہنچے تو ٹھہر کر لشکر کی ترتیب فرمائی، پھر آگے بڑھے تو حضرت علیؓ نے آکر مقام جرف میں آپ سے ملاقات کی اور کہا کہ منافقین میرے حق میں یہ چہ می گوئیاں کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے ناچیز سمجھ کر چھوڑ دیا ہے، فرمایا ان کا کہنا غلط ہے تم میرے اور اپنے اہل وعیال کی نگرانی کے لئے مدینہ میں مقیم رہو، پھر فرمایا "اما ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى" کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ میرے لئے اس طرح ہو جاؤ جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے حضرت ہارون تھے، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔(۳)

راستے کی کلفت

صحابہ نے اس سفر میں بڑی تکلیف اٹھائی، سواریوں کی قلت سے ایک ایک اونٹ پر تین تین کر کے اٹھارہ آدمی باری باری سوار ہوتے تھے، زادراہ اور پانی کی قلت سے بسا اوقات درختوں کے پتے کھانے پڑے جس سے ان کے ہونٹ سوج آئے، شدت پیاس کی حالت میں اونٹوں کو ذبح کر کے ان کے پیٹ کا پانی نچوڑ کر پینا پڑا، کھانا پانی اور سواری تینوں قسم کی تنگی اور عسرت کا سامنا ہوا، اسی لئے اس کا نام جیش العسرۃ (تنگی کا لشکر) بھی رکھا گیا ہے۔(۴)

---

(۱) التوبہ: ۹۲ — (۲) البدایہ ۵/۵

(۳) البدایہ ۵/۷ — (۴) البدایہ ۵/۹

Marfat.com

حضرت ابوذرؓ کا واقعہ

ثنیۃ الوداع سے رسول اللہ ﷺ نے کوچ فرمایا تو بعض وہ صحابہ بھی پیچھے رہ گئے جن کے ایمان واطاعت میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا تھا، راستے میں آپ کے رفقاء ذکر کرتے کہ فلاں فلاں نہیں آئے تو آپ فرماتے کہ ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو، اگر ان میں بھلائی ہوگی تو آکر مل جائیں گے چنانچہ ایک دن آپ کسی منزل پر آرام کر رہے تھے کہ حضرت ابوذرؓ اپنی سواری کو چھوڑ کر سارا سامان اپنی پشت پر اٹھائے ہوئے آرہے تھے، صحابہ نے دور سے دیکھا تو آپ سے ذکر کیا کہ ایک شخص اکیلا نظر آرہا ہے، آپ نے فرمایا خدا کرے کہ ابوذرؓ ہوں، ابوذرؓ قریب پہنچے تو لوگوں نے پہچان کر کہا یا رسول اللہ! ابوذرؓ ہی ہیں، آپ نے فرمایا: خدا ان پر رحم فرمائے اکیلے چلتے ہیں، اکیلے انتقال کریں گے، اکیلے اٹھائے جائیں گے، چنانچہ ایسے ہی ہوا، حضرت عثمان غنیؓ نے اپنی خلافت میں انہیں ایک مصلحت کے پیش نظر مدینہ سے کچھ فاصلہ پر مقام ربذہ میں منتقل کردیا تھا، وہاں ان کی بیوی اور غلام کے سوا کوئی نہ تھا، وہیں ان کی قضا بھی پہنچ گئی، انتقال کے وقت انہوں نے اپنی بیوی اور غلام سے وصیت کی کہ میں مرجاؤں تو نہلانے اور کفن پہنانے کے بعد عام راستہ پر رکھ دینا، جب مسافروں کا پہلا قافلہ گزرے تو ان سے کہنا کہ یہ صحابی رسول ابوذرؓ ہیں ان کے دفن میں مدد کرو، اتفاق سے عراق کا ایک قافلہ گذرا، ان میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی تھے، ان سے غلام نے حضرت ابوذرؓ کی وصیت بتائی تو ابن مسعودؓ چیخ اٹھے اور کہا کہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ ابوذرؓ تن تنہا چلتے ہیں ان کا انتقال بھی تنہائی میں ہوگا، اور اکیلے اٹھائے جائیں گے، پھر حضرت ابن مسعودؓ کے حکم کے مطابق اہل قافلہ نے ان کی قبر تیار کی، اور وہیں دفنائے گئے۔ (۱)

ثمود کی معذب بستی سے گذر

تبوک کے راستے میں صالح علیہ السلام کی قوم ثمود کی بستی پڑتی تھی جس پر عذاب الٰہی نازل ہوا تھا، وہاں پہنچ کر بعض صحابہ کنوؤں سے پانی نکال کر آٹا گوندھا اور گوشت کی ہانڈیاں چڑھا دیں، آنحضرت ﷺ نے دیکھا تو فرمایا ہانڈیوں کو الٹ دو، اور گوندھا ہوا آٹا اونٹوں کو کھلا دو، یہاں کا پانی نہ پیو، نہ اس سے وضو کرو، نہ ان ظالموں کے گھروں میں داخل ہو، ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہی عذاب آجائے، پھر آپ

(۱) ابن ہشام ۲/۵۲۳

Marfat.com

نے اپنا سر مبارک چادر سے ڈھانک لیا اور صحابہؓ سے فرمایا، تم بھی روتے ہوئے یہاں سے نکل چلو، اور خود بھی آپ جلدی سے گذر کر اس کنویں پر اترے جس سے صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیتی تھی۔

جس رات قوم ثمود کی بستی سے گزرے تھے آپ نے یہ بھی منع کر دیا تھا کہ کوئی شخص اکیلا کسی طرف نہ جائے، جن لوگوں نے اس کی پابندی کی وہ تو آرام سے گذر گئے، لیکن بنو ساعدہ کے دو آدمی اس چکر میں پڑ گئے، ایک ان میں سے قضائے حاجت کے لئے چلا گیا تو راستے ہی میں کسی نے اس کا گلا گھونٹ کر بیہوش کر دیا، دوسرا اپنے گمشدہ اونٹ کی تلاش میں نکل گیا تو ہوا کے جھونکے نے اڑا کر اس کو بنو طے کے دو پہاڑیوں کے بیچ میں ڈال دیا، رسول اللہ ﷺ کو ان کی گمشدگی کی خبر ہوئی تو فرمایا کیا میں نے تم کو اس سے روکا نہیں تھا، پھر آپ نے ان کے حق میں دعا فرمائی، چنانچہ جس کا گلا گھونٹ گیا تھا، شفایاب ہو کر واپس آیا اور دوسرے کو بنو طے نے آپ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد لا کر آپ کے حوالہ کیا۔(۱)

بارش کا معجزہ اور ایک منافق کا قول

ثمود کی معذب بستی سے آگے بڑھے تو ایک دن سخت گرمی کی حالت میں لوگ پیاس سے بہت پریشان ہوئے، گلا سوکھ جانے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جان نکل جائے گی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آکر آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! پانی کے لئے دعا کیجئے، اللہ آپ کی دعا قبول فرمائے گا، آپ نے فرمایا کیا تمہیں یہ پسند ہے، عرض کیا جی ہاں! آپ نے دست مبارک اٹھا کر دعا کی، تھوڑی دیر میں بادل اٹھا اور پانی برسنے لگا، صحابہؓ نے خوب سیراب ہو کر پیا اور اپنا اپنا برتن بھی بھر لیا، پھر آگے چلے تو دیکھا کہ بارش لشکر کے آس پاس سے آگے نہیں بڑھی تھی، عاصم بن عمرو بن قتادہؒ اپنی قوم کے لوگوں سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ ایک منافق تھا اس سے کہا گیا کہ اس معجزے کے بعد بھی تیرے دل میں کچھ شبہ ہے اس نے کہا اس سے کیا ہوتا ہے، یہ تو اڑنے والی بدلی تھی جو آکر برس گئی۔(۲)

گمشدہ اونٹنی کا معجزہ

راستے میں ایک منزل پر آپ کی اونٹنی گم ہوگئی، صحابہ اس کی تلاش میں پریشان تھے، اس وقت عمارہ بن حزمؓ انصاری جو بدری صحابی ہیں آپ کے پاس موجود تھے، کسی نے آکر بیان کیا کہ ایک منافق کہتا ہے کہ محمدؐ نبوت کے مدعی ہیں، تمہیں آسمان کی خبریں بتاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے، آپ

(۱) ابن ہشام ۲/۵۲۱، البدایہ ۵/۱۰ (۲) ابن ہشام ۲/۵۲۲، البدایہ ۵/۹

Marfat.com

نے سنا تو فرمایا، خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں مگر وہی جو اللہ بتا دے، اور اللہ نے مجھے اس کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ اونٹنی اس وادی کے فلاں گھاٹی میں ہے، اس کی نکیل ایک درخت کی شاخ میں پھنس گئی ہے جا کر اسے لے آؤ۔ لوگ گئے اسے وہیں پایا جہاں آپ نے خبر دی تھی۔

اس واقعہ کے بعد عمارہ بن حزمؓ اپنے کجاوے میں گئے ان کے خیمے میں زید بن لصیت منافق رہتا تھا، لوگوں نے بتایا کہ وہ بات اسی منافق نے کہی تھی، حضرت عمارہؓ کھڑے ہو کر اس کی گردن میں دھکے دینے لگے اور کہا اے دشمن خدا تو میرے کجاوے سے نکل جا، میں نہیں جانتا تھا کہ یہ بلا میرے ساتھ ہے، اب ہرگز میرے پاس مت آنا، بعضے کہتے ہیں کہ زید اس کے بعد تائب ہو گیا لیکن بعض کا قول ہے کہ اسی منافقت میں وہ مر گیا۔(۱)

منافقین کے گروپ کی تذلیل

تبوک کے سفر میں منافقین کی ایک ٹولی ہمراہ تھی انہیں میں ودیعہ بن ثابت اور مخشن بن حمیر بھی تھا، انہوں نے راستے میں مسلمانوں کو ڈرانے کے لئے کہا کہ تم اہل روم کی جنگ کو اپنے اہل عرب کی جنگ کی طرح آسان مت سمجھنا، بخدا ہم دیکھ رہے ہیں کہ کل تم گرفتار ہو کر رسیوں میں جکڑے ہوئے ہو گے، مخشن جو ان میں قریب الایمان تھا، یہ سن کر کہنے لگا کہ تمہاری یہ بات اتنی نادرست ہے کہ اگر ہم سو سو کوڑے مار کر چھوڑ دیئے جائیں تو ہمارے حق میں بہتر ہوگا، اور کچھ عجب نہیں کہ تمہاری اس گفتگو پر قرآن کی آیت نازل ہو جائے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، رسول اللہ ﷺ کو ان کی اس بات کی خبر ہو گئی، آپ نے فوراً حضرت عمار بن یاسرؓ کو بھیجا اور فرمایا کہ اگر وہ انکار کریں تو کہنا کہ تم نے یہ بات ضرور کہی ہے، حضرت عمارؓ نے جا کر ان سے بیان کیا تو ودیعہ انکار نہیں کر سکا بلکہ اپنے ساتھیوں کو لے کر آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! ہم نے یہ بات محض ہنسی و دل لگی کے طور پر کہی تھی، اس واقعہ کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی یہ آیت نازل فرمائی تھی: ﴿ولئن سألتهم ليقولن إنما كنا نخوض ونلعب﴾ اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہیں گے کہ ہم تو مذاق اور کھیل کر رہے تھے۔

مخشن بن حمیر اس کلام میں شامل ہونے کی وجہ سے بہت شرمندہ تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے میرے نام اور میرے باپ کے نام نے بہت پیچھے دھکیل دیا ہے، پس آپ نے ان کا نام مخشن سے

(۱) ابن ہشام ۲/۵۲۳، البدایہ ۵/۹

Marfat.com

بجائے عبدالرحمن رکھ دیا، پھر انہوں نے اپنی اس ذلت کو دور کرنے کیلئے اللہ سے دعا کی خدایا میں تیرے راستے میں شہید ہو کر اس طرح قتل کیا جاؤں کہ میرا کوئی نشان باقی نہ رہے، چنانچہ وہ جنگ یمامہ میں اسی طرح شہید کئے گئے کہ جستجو کرنے والوں نے ان کا کوئی نشان نہ پایا۔(۱)

حضرت ابوخیثمہؓ کا واقعہ

رسول اللہ ﷺ کے کوچ فرمانے کے کئی روز بعد حضرت ابوخیثمہؓ سخت گرمی کے دن کسی سفر سے آئے ان کی دو بیویاں تھیں، دونوں نے ان کے ایک باغ میں الگ الگ پھوس کا خیمہ تیار کرا کے ٹھنڈک کے لئے پانی چھڑک رکھا تھا اور عمدہ ولذیذ کھانا بھی تیار کیا تھا۔ حضرت ابوخیثمہؓ نے کھانے پینے اور سائے میں ٹھنڈک کا سامان دیکھا تو اندر داخل نہیں ہوئے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ دھوپ کی سختی، ہوا کی گرمی، اور لو کی تپش میں سفر کر رہے ہیں اور میں سائے میں بیٹھ کر بیوی سے مزے اڑاؤں یہ نہیں ہوسکتا، پھر یہ کہا بخدا میں اس ٹھنڈے خیمہ میں داخل نہیں ہوں گا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات نہ کرلوں، تم دونوں میرا توشہ تیار کر دو، پھر اونٹ پر سوار ہو کر چل دیئے، راستے میں حضرت عمیر بن وہبؓ بھی مل گئے، تبوک کے قریب پہنچے تو عمیرؓ سے کہا میں اسلامی لشکر سے پیچھے رہ کر گنہگار ہو چکا ہوں، لہذا آپ مجھے آگے بڑھ جانے دیجئے، حضور ﷺ تبوک میں مقیم تھے، صحابہ نے ان کو دور سے دیکھا تو کہنے لگے، یا رسول اللہ! کوئی سوار راستے سے آ رہا ہے، آپ نے فرمایا خدا کرے کہ وہ ابوخیثمہؓ ہوں، صحابہ نے کہا، یا رسول اللہ! وہ ابوخیثمہؓ ہی ہیں، غرض پہنچے تو اونٹ بٹھا کر آپ سے سلام کیا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اے ابوخیثمہ تم تو ہلاکت کے قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے سارا ماجرا بیان کیا تو آپ نے ان کے حق میں اچھی بات کہی اور خیر و برکت کی دعا فرمائی، ابوخیثمہ کا نام مالک بن قیسؓ تھا، انہوں نے خوش ہو کر یہ شعر کہا

لَمَّا رَأَیْتُ النَّاسَ فِي الدِّیْنِ نَافَقُوْا ... اَتَیْتُ الَّتِي کَانَتْ اَعَفَّ واکْرَمَا
وبَایَعْتُ بِالْیُمْنٰی یَدِی لمحَمَّدٍ ... فلم اکْتَسِبْ إثماً ولم أغش محرَمَا
تَرَکْتُ خَضِیْباً فِي العَرِیْشِ وصِرمَةً ... صَفَایَا کِرَاماً بُسْرُهَا قد تَحَمَّمَا
وَکُنْتُ إذْ شَكَّ الْمُنَافِقُ اَسْمَحَتْ ... إلَی الدِّیْنِ نَفْسِي شَطْرَهُ حَیْثُ یَمَّمَا

(۱) البدایہ ۲/۵۲۵

Marfat.com

جب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ دین میں منافقت کرتے ہیں تو میں نے پاکدامنی اور عزت کا راستہ اختیار کیا، میں نے اپنے داہنے ہاتھ سے محمد ﷺ سے بیعت کی، پھر اس سے نہ کوئی گناہ کیا، نہ کسی حرام کا مرتکب ہوا، میں نے خیمے کی رنگینی اور عمدہ کھجوروں سے لدے ہوئے درخت جو پکنے کے قریب تھے چھوڑ دیا، اور میرا حال یہ ہے کہ جب منافق دین میں شک کرتا ہے تو میرا نفس دین کا تابع ہو جاتا ہے۔(۱)

پھل کے تخمینے کا معجزہ

تبوک جاتے ہوئے وادی القریٰ میں ایک عورت کا باغ پڑتا تھا، آپ وہاں کچھ دیر ٹھہرے، پھر صحابہ سے فرمایا اس کے پھل کا اندازہ لگاؤ، صحابہ نے مختلف اندازے بتائے، آپ نے فرمایا لیکن میرے تخمینے میں اس کا کل پھل دس وسق ہوگا، پھر وہاں سے کوچ کے وقت باغ کی مالکہ کو حکم دیا کہ پھل توڑنے کے بعد اس کا صحیح ناپ یاد رکھنا، ہم لوٹ کر دوبارہ یہاں سے گذریں گے، غرض تبوک سے واپسی کے وقت آپ وادی القریٰ تشریف لائے تو باغ کی مالکہ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا تخمینہ بالکل صحیح اترا، اس کا پھل دس وسق سے نہ زیادہ ہوا نہ کم۔(۲)

جمع بین الصلوٰتین اور چشمۂ تبوک کا معجزہ

حضرت معاذ بن جبلؓ راوی ہیں کہ ہم لوگ تبوک کے سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو دو نمازیں اکٹھا کر کے پڑھتے رہے، بالآخر ایک دن آپ نے ظہر وعصر ایک ساتھ اور مغرب اور عشاء ایک ساتھ پڑھا کر رات میں فرمایا کل ان شاء اللہ دن چڑھے تک تم لوگ تبوک کے چشمے پر پہنچ جاؤ گے، جو شخص مجھ سے پہلے پہنچے اسے چاہئے کہ میرے آنے سے قبل اس کا پانی نہ چھوئے، لیکن آپ کے پہنچنے سے پہلے دو آدمیوں نے اس کا پانی استعمال کر لیا، آپ نے دیکھا تو سخت برہم ہوئے اور جو پوچھا چاہا فرمایا، پھر لوگوں نے تھوڑا تھوڑا پانی لپ میں لے کر کسی برتن میں جمع کیا اس سے آپ نے اپنا دست مبارک اور رخ انور دھویا اور چشمے میں ڈلوا دیا پھر کیا تھا تھوڑی ہی دیر میں پانی اس چشمے سے ابلنے لگا اور تیزی سے جاری ہو گیا تمام مجمع جو کئی ہزار کی تعداد میں تھے اس سے خوب سیراب ہوئے اور اپنا اپنا برتن بھر لیا، اس کے بعد آپ نے فرمایا اے معاذ! اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو دیکھو گے کہ یہاں ہریالی ہوگی اور باغات لگ جائیں گے۔(۳)

---

(۱) ابن ہشام ۲/۵۲۰ (۲) البدایہ ۵/۱۲

(۳) مسلم ۲/۲۴۶، البدایہ ۵/۱۲

Marfat.com

بعینہ اسی قسم کا واقعہ وادیٔ مشقق کے چشمے کا بھی ابن اسحاق نے بیان کیا ہے جو تبوک سے لوٹتے ہوئے پیش آیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک کا معجزہ وہاں بھی اسی طرح ظاہر ہوا۔(۱)

تبوک میں قیام

تبوک پہنچ کر نبی ﷺ نے ۲۰ یا ۲۲ رات قیام فرمایا، رومی اور غسانی وغیرہ جو جنگ کے لئے پر تول رہے تھے، اسلامی لشکر کا جاہ وجلال سن کر مقابلے کی ہمت نہ کر سکے، وہ اپنے ملک کے حدود میں گھس کر اس طرح چھپ گئے کہ ان کا نام ونشان بھی نہیں چل رہا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کا تلاش کرنا اور اتنی لمبی مسافت طے کرنے اور مقام متعینہ پر پہنچنے کے بعد ان کا تعاقب کرنا مناسب نہیں سمجھا البتہ آپ کے پہنچنے سے فائدہ یہ ہوا کہ عرب ہی نہیں بلکہ رومیوں پر بھی مسلمانوں کا رعب چھا گیا، اس علاقہ کے لوگ جزیہ دے کر صلح پر آمادہ ہو گئے جس سے اسلامی سلطنت کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہو گیا۔

خطبۂ تبوک

تبوک پہنچنے کے بعد دوسرے دن صبح کو کھجور کے درخت سے پشت مبارک کو ٹیک لگا کر رسول اللہ ﷺ نے ایک فصیح وبلیغ خطبہ دیا، خطبے کے الفاظ دو روایتوں میں مختلف کلمات کے ساتھ آئے ہیں، دونوں کی اسناد میں ضعف ونکارت پائی جاتی ہے، اس لئے ہم یہاں بعض اہم کلمات کے ترجمے پر اکتفا کرتے ہیں، آپ نے حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا: اے لوگو! سب سے سچی حدیث اللہ کی کتاب ہے اور مضبوط ترین سہارا کلمۂ تقویٰ ہے، محمد ﷺ کی سنت بہترین طریقہ ہے، اور سب سے اچھا کام فرائض وواجبات کا عمل ہے، اور بدترین کام دین میں بدعات کی ایجاد ہے، شرافت کی موت شہادت کی موت ہے اور بدترین گمراہی ہدایت کے بعد ضلالت ہے، اندھا وہ ہے جو دل کا اندھا ہو، دینے والے کا ہاتھ لینے والے سے اچھا ہے، جو مال کم ہو اور کفایت کرے وہ اس مال سے اچھا ہے جو زیادہ ہو اور اللہ سے غافل کر دے، بری معذرت وہ ہے جو موت کے وقت کی جائے، اور بری ندامت وہ ہے جو قیامت کے دن حاصل ہو، بعضے لوگ جمعہ کی نماز میں بھی لاپروائی سے آتے ہیں اور اللہ کا ذکر بے دلی سے کرتے ہیں، جھوٹ بولنا سب سے بڑا جرم ہے، اور بہترین چیز جو دل میں جم جائے ایمان ویقین ہے اور شک کرنا کفر ہے، نوحہ کرنا جاہلیت

---

(۱) ابن ہشام ۲/ ۵۲۷

Marfat.com

کا عمل ہے، اور خیانت جہنم کا اندوختہ ہے، برا شعر ابلیس کا حربہ ہے اور شراب سارے گناہوں کا مجموعہ ہے، عورتیں شیطان کا پھندا ہیں، اور جوانی ایک قسم کا جنون ہے، سود سب سے برا کسب ہے، اور یتیم کا مال کھانا بدترین غذا ہے، نیک بخت وہ ہے جو دوسروں کے حال سے نصیحت پکڑے، اور بد بخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ ہی سے بد بخت ہو، تم میں سے ہر ایک کا ٹھکانہ چار ہاتھ زمین میں ہے اور اصل معاملہ آخرت کا ہے، مومن کو گالی دینا فسق اور اس سے قتال کرنا کفر ہے، اس کی غیبت کرنا اللہ کی نافرمانی اور اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے، جو غصے کو کھا جائے گا، اللہ اس کو اجر دے گا، جو مصیبت پر صبر کرے گا اللہ اس کو بدلہ دے گا، اور جو صرف شہرت کا طالب ہو گا اللہ اس کی شہرت کرا دے گا (کیا میں تم کو سب سے اچھے اور سب سے برے انسان کی خبر نہ دوں، سب سے بہترین انسان وہ ہے جو اپنے گھوڑے یا اونٹ کی پشت پر سوار ہو کر یا پیدل چل کر جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلتا ہے، یہاں تک کہ اس کی موت آ جائے، اور بدترین انسان وہ ہے جو فسق و فجور میں جری ہو، قرآن کو پڑھتے اور اس کی کسی چیز پر عمل نہ کرے) جو مغفرت طلب کرے گا اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا، جو اس کی نافرمانی کرے گا اللہ اس کو عذاب دے گا، اے اللہ! مجھے اور میری امت کو بخش دے، اے اللہ! مجھے اور میری امت کو بخش دے، اے اللہ! مجھے اور میری امت کو بخش دے۔(۱)

برکت طعام کا معجزہ

تبوک میں قیام کے دوران توشوں کی کمی سے لوگ پریشان ہو گئے، ایک دن آ کر آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! حکم دیجئے تو ہم اونٹوں کو ذبح کر کے کھائیں اور چربی سے مالش کریں، آپ نے ان کی پریشانی دیکھ کر اجازت دے دی، حضرت عمرؓ نے سنا تو کہنے لگے یا رسول اللہ! اگر لوگوں نے اونٹوں کو ذبح کرنا شروع کر دیا تو سواریوں کی بڑی قلت ہو جائے گی، لہذا آپ ان کے بچے کھچے توشوں کو منگوا کر برکت کی دعا کر دیجئے، امید ہے کہ اللہ اس کو بڑھا دے گا اور کام اسی سے چل جائے گا، آپ نے فوراً ایک چمڑے کا ایک فرش بچھا کر سب کو حکم دیا کہ اپنا توشہ حاضر کریں، چنانچہ لوگوں نے تھوڑا تھوڑا جو کچھ موجود تھا، لانا شروع کیا، سب کا توشہ جمع ہو گیا تو آپ نے اس میں برکت کی دعا فرمائی اور حکم دیا کہ جتنا ہو سکے اپنے توشہ دانوں میں بھر لو پھر بیٹھ کر کھاؤ، سب نے اپنا برتن بھر لیا، اور دستر خوان سے کھا کر آسودہ

---

(۱) البدایہ ۱۲/۵

Marfat.com

ہوگئے، اس کے بعد بھی دستر خوان پر اس کا فضلہ بچ رہا، اس معجزے کے ظہور کے بعد آپ نے فرمایا: میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، جو بھی اس کی شہادت کے ساتھ یقین کی حالت میں مرگیا اسے جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز روک نہیں سکتی۔(۱)

اکیدر کی گرفتاری کیلئے خالد بن ولیدؓ کی روانگی

تبوک میں قیام کے دوران ہی آپ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو اکیدر شاہ دومۃ الجندل کی گرفتاری کیلئے ساڑھے چار سو سواروں کے ساتھ روانہ کیا اور خوشخبری دی کہ تم کامیابی سے سرفراز ہوگے اور اکیدر کو جنگلی گائے کا شکار کرتے ہوئے گرفتار کروگے، اکیدر مذہباً نصرانی اور ہرقل کی جانب سے دومۃ الجندل کا عظیم بادشاہ تھا، اس کے اور شام کے درمیان پانچ رات کی مسافت تھی، حضرت خالد بن ولیدؓ چاندنی رات میں ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے اس کا محل اچھی طرح نظر آنے لگا۔ موسم گرما کی چاندنی رات میں اکیدر اپنی بیوی رباب کندیہ کے ساتھ چھت پر موجود تھا، اتنے میں ایک جنگلی گائے اس کے محل کے دروازے پر سینگیں مارنے لگی، اس کی بیوی نے متعجبانہ کہا کہ کبھی آپ نے ایسا واقعہ دیکھا ہے؟ اکیدر نے کہا نہیں، اس کی بیوی نے کہا، کیا اسے اسی طرح چھوڑ دوگے۔ اکیدر یہ سنتے ہی گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے بھائی حسان اور دیگر متعلقین کے ساتھ شکار کیلئے نکل پڑا اور چلتے چلتے خالدی لشکر کے قریب پہنچ گیا، حضرت خالدؓ نے حملہ کر کے اکیدر کو گرفتار کرلیا اور اس کے بھائی حسان کو قتل کردیا، کچھ لوگوں نے اس کے ساتھیوں میں سے بھاگ کر قلعہ کا دروازہ بند کرلیا، اکیدر سونے کے تاروں سے مزین کیا ہوا ایک ریشمی قبا پہنے تھا حضرت خالدؓ نے اس کا ریشمی قبا اپنے آنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا، حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب اکیدر کا زرتار ریشمی حلہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو مسلمان اسے ہاتھوں سے چھو چھو کر تعجب سے دیکھنے لگے، آپ نے فرمایا تم اتنی سی چیز پر تعجب کرتے ہو؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، سعد بن معاذؓ کا رومال جنت میں اس سے کہیں زیادہ بیش قیمت اور خوشنما ہے۔(۲)

حضرت خالدؓ نے اس حلہ کو بھیجنے کے بعد اکیدر سے کہا کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ تمہیں زندہ سلامت رسول اللہ ﷺ تک لے چلیں اور تم ہمارے لئے قلعہ کا دروازہ کھول دو، وہ اس پر راضی ہوگیا لیکن اس کا بھائی مضاد قلعہ میں موجود تھا، اس نے کہا کہ جب تک اکیدر کو طوق وسلاسل سے آزاد نہ کروگے ہم

---

(۱) البدایہ ۵/۱۰

(۲) سیرت حلبیہ ۲/۲۲۲، البدایہ ۲/۱۷

Marfat.com

قلعہ کا دروازہ نہیں کھولیں گے، اکیدر نے حضرت خالدؓ سے کہا کیا حرج ہے، چند شرائط پر اس سے صلح کر کے ایسا کر لیجئے، چنانچہ آپ نے دو ہزار اونٹ، آٹھ سو گھوڑے، چار سو زرہیں، اور چار سو نیزوں پر اس سے صلح کر لی، پھر اکیدر کو آزاد کر کے قلعہ میں داخل ہو گئے اور مذکورہ تمام چیز لے کر اکیدر اور اس کے بھائی مضاد کے ساتھ تبوک کی طرف روانہ ہوئے جہاں رسول اللہ ﷺ اب تک موجود تھے، وہاں پہنچنے کے بعد آپ نے اکیدر کی جان بخشی کر دی اور جزیہ کی ادائیگی پر صلح فرما کر اسے آزاد کر دیا اور اپنے طرف سے امن و امان کی ایک مہر شدہ تحریر عطا فرما دی۔(۱)

بجیرۃ بن بجرۃ کا شعر اور اس کے دانت کی حفاظت

ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اکیدر کو جزیہ کی شرط پر آزاد کر دیا تو بنو طے کا ایک شاعر بجیرہ بن بجرۃ آنحضرت ﷺ کے اس قول پر جو آپ نے حضرت خالدؓ سے کہا تھا کہ تم اکیدر کو جنگلی گائے کا شکار کرتے ہوئے پکڑو گے، کہنے لگے کہ نبی ﷺ کے اس قول کی تصدیق کیلئے اللہ تعالیٰ نے جنگلی گائے کو بھیج دیا تاکہ اپنی سینگوں سے اکیدر کے دروازے کو کرید کر قلعہ سے باہر نکال دے پھر اس نے اس واقعہ پر ذیل کے دو شعر بھی کہے۔

تبارك سائقُ البقراتِ إني   رأيت الله يهدي كل هادِ

فمن يكُ حائداً عن ذي تبوك   فإنا قد أمرنا بالجهاد

گایوں کو ہانک کر لانے والا خدا بابرکت ہے، میں نے جان لیا کہ اللہ ہر طرح سے راستے پر لے آتا ہے، پس جو شخص تبوک میں حاضر ہونے والے نبی کے فرمان سے منحرف ہوگا، ہم کو اس سے جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔

امام بیہقی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شاعر کے شعر پر دعا فرمائی" لا یفضض اللہ فاك" اللہ تیرے دانتوں کو متفرق نہ کرے بلکہ محفوظ رکھے چنانچہ وہ ستر برس کی عمر کے ہو گئے لیکن ان کا کوئی دانت نہ ہلا نہ گرنے پایا۔ نیز روایت میں ہے کہ شاہ ایلہ یحنہ بن روبہ نے اکیدر کی گرفتاری اور جزیہ پر مصالحت کا معاملہ سنا تو اس نے بھی حاضر ہو کر نبی ﷺ سے مصالحت کی درخواست کی اور تبوک میں اکیدر کی موجودگی میں آپ کے پاس آگیا۔(۲)

---

(۱) ابن ہشام ۲/۵۲۶، البدایہ ۵/۱۷

(۲) ابن ہشام ۲/۵۲۶، البدایہ ۵/۱۷

Marfat.com

حاکم ایلہ واہل جرباواذرح سے مصالحت

اکیدر کی جان بخشی ومصالحت کے بعد ایلہ کا بادشاہ یحنہ بن روبہ، اہل اذرح اور اہل جرباء نے بھی آکر آپ سے مصالحت کرلی اور جزیہ بھی ادا کیا۔ یہ سارا معاملہ طے ہونے کے بعد آپ نے شاہ ایلہ کے لئے ذیل کا امان نامہ لکھوا کر عنایت فرمایا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — هذهِ اَمَنَةٌ مِنْ محمد النبي رسول الله لِيُحَنَةَ بْنِ رُوْبَةَ وَأهلِ إيلة سُفُنُهُمْ وَسَيَّارَتُهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ لَهم ذمةُ اللهِ ومحمدِ النبي وَمَنْ كَانَ مَعَهُمْ مِنْ أَهلِ الشَّامِ وَأَهْلِ الْيَمَنِ و أَهْلِ الْبَحْرِ، فَمَنْ احدث منهم حدثًا فإنَّهُ لَا يَحُوْلُ مَالُهُ دونَ نفسِه وإِنَّهُ طَيِّبٌ لِمَنْ اَخَذَهُ مِنَ النَّاسِ وإنَّهُ لا يَحِلُّ اَنْ يمنعُوا مَاءً يُرِيْدُوْنَهُ وَلَا طَرِيْقاً يُرِيْدُوْنَهُ مِنْ بَرٍّ وَبَحْرٍ۔

یہ امان نامہ اللہ کی جانب سے ہے اور محمد نبی رسول اللہ کی طرف سے یحنہ بن روبہ اور اہل ایلہ کے لئے، ان کی کشتیاں اور قافلے جو خشکی اور دریا میں ہوں گے ان کے لئے اور جو لوگ ان کے ساتھ اہل شام واہل یمن واہل بحر سے ہوں گے ان کے لئے بھی اللہ ورسول کی طرف سے ضمان ہے، پس ان میں سے جو بھی کوئی نئی بات پیدا کرے گا۔ اس کا مال اس کے نفس کے درمیان حائل نہ ہوگا، جو اسے لے لیگا اس کے لئے حلال ہوگا اور نہیں جائز ہے کہ وہ خشکی یا دریا میں اس کو اس پانی سے یا راستے سے روکیں جس کا وہ ارادہ کرتے ہوں۔

اس امان نامہ کے ساتھ آپ نے حاکم ایلہ کو اپنی چادر مبارک بھی عنایت فرمائی جسے بعد میں خلیفہ ابو العباس عبداللہ بن محمد نے تین سو دینار میں خرید لیا، ذکر ہے کہ حاکم ایلہ نے بھی آپ کو ملاقات کے وقت ایک سفید خچر ہدیہ میں پیش کیا تھا۔(۱)

اہل جرباء واہل اذرح کے لئے امان نامہ

پھر آپ نے اہل جرباء اور اہل اذرح کے لئے بھی درج ذیل تحریر لکھوادی: بسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ. هذا كتابٌ من محمّدِ النبي رسولِ اللّٰهِ لاهلِ جَرباءَ واذرحَ انهم اٰمِنُون بأمَانِ اللّٰهِ وَأمَانِ محمدٍ وانّ عَلَيْهِمْ مأة دينارٍ في كلّ رجَب ومأة أوقيةٍ طيبه وأن اللّٰه عليْهِمْ كفيل بالنصح والاحسانِ إلى المسلمينَ ومَنْ لجا إليْهِمْ مِن المُسلمين.

(۱) مسلم ۲/۲۴۶، البدایہ ۵/۱۶

Marfat.com

یہ تحریر ہے محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اہل جرباء واہل اذرح کے لئے، یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے امان میں ہیں، ان کو سال کے ہر ماہ رجب میں ایک سو دینار (اشرفی) اور سو اوقیہ (چاندی) بطور جزیہ دینا لازم ہوگا۔ اللہ ان کا ضامن ہے جب تک مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی اور احسان کا سلوک کرتے رہیں گے۔(۱)

حضرت معاویہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے جنازے کا واقعہ

صحابی رسول ﷺ معاویہ بن معاویہؓ غزوہ تبوک میں اپنی معذوری کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے اور آنحضرت ﷺ ابھی تبوک ہی میں تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نازل ہو کر آپ کو ان کی موت کی خبر دی۔

بیہقی میں دو سندوں سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو ان کے جنازے میں شرکت کیلئے تبوک سے مدینہ منورہ کی زمین سکوڑ کر قریب کر دی گئی اور آپ نے ان کے جنازے کی نماز تبوک سے پڑھائی، آپ کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں، ہر ایک صف میں ستر ستر ہزار فرشتے شریک ہوئے، آنحضرت ﷺ نے حضرت جبرئیل سے دریافت کیا کہ ان کو یہ بلند مقام کیسے حاصل ہوا، حضرت جبرئیل نے بتایا کہ وہ رات اور دن میں اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر حال میں کثرت سے سورہ قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے، اس حدیث سے حضرت معاویہ بن معاویہ کی فضیلت اور سورۂ اخلاص کی بڑی برکت ثابت ہوتی ہے، لیکن اس حدیث میں سخت غرابت ونکارت پائی جاتی ہے، اور اس کی سند میں علاء بن زید متکلم فیہ بھی ہے۔(۲)

حضرت ذوالبجادین کی وفات

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں تبوک میں نصف شب کو بیدار ہوا تو لشکر کے آخری کنارے پر ایک روشنی نظر آئی، میں اس کے تتبع میں نکلا تو دیکھا کہ حضرت عبداللہ ذوالبجادین مزنی کی نماز جنازہ پڑھ کر رسول اللہ ﷺ خود بنفس نفیس ان کی قبر میں داخل ہوئے اور حضرت ابوبکر وعمر ان کی لاش مبارک کو قبر کے اندر اتار رہے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کی لاش اور قریب کرو، ان دونوں نے قریب کیا تو آپ نے انہیں قبر میں لٹا کر فرمایا اے اللہ! میں ان سے راضی ہوں تو بھی ان سے راضی ہو جا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آپ کے زبان سے نکلے ہوئے کلمات سن کر میں نے اپنے جی میں

---

(۱) البدایہ ۵/۱۶ (۲) البدایہ ۵/۱۵

Marfat.com

کہا کہ کاش اس قبر والا میں ہی ہوتا۔(۱)

حضرت ذوالبجادین کا پہلا نام عبدالعزیٰ تھا۔آپ نے اسے بدل کر عبداللہ رکھ دیا۔یہ اسلام کے شوق میں تڑپ رہے تھے،لیکن ان کی قوم کے لوگ انہیں روک کر تنگ کرتے رہے،ان کا کپڑا تک اتار لیا،بالآخر ایک پھٹا پرانا کمبل یا ٹاٹ نما موٹی چادر اوڑھ کر نکل پڑے،راستے میں آئے تو اسے پھاڑ کر دو ٹکڑے کر کے ایک حصہ تہبند کی طرح باندھ لیا اور ایک حصہ بدن میں لپیٹ لیا اسی لئے ان کا لقب ذوالبجادین (دو کمبل یا دو موٹی چادر والے) پڑ گیا۔(۲)

تبوک سے رسول اللہ ﷺ کی واپسی اور منافقین کی سازش

تبوک میں رومیوں کی شکست وریخت، اکیدر کی گرفتاری، حاکم ایلہ اور اہل جرباء واذرح سے مصالحت وغیرہ کا معاملہ طے ہو گیا تو نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کی طرف واپس لوٹے، گو منافقین کی ایک بڑی جماعت حیلہ اور بہانہ کر کے مدینہ ہی رہ گئی تھی، لیکن ان کا ایک سازشی گروپ آپ کے ہمراہ بھی تھا جو جگہ جگہ اپنی منافقت ورذالت کا اظہار کیا کرتا تھا، چنانچہ واپسی کی حالت میں ۱۲ آدمیوں نے مل کر آپ کو اچانک قتل کر دینے کی اسکیم بنائی اور طے کیا کہ جس وقت آپ پہاڑی کی بلند گھاٹی سے گذریں تو آپ کو نیچے کی طرف دھکیل دیا جائے۔آپ کو ان کی اس سازش کی خبر وحی الٰہی سے ہو گئی تھی، پس آپ نے ایک منادی سے اعلان کرا دیا کہ رسول اکرم ﷺ اس گھاٹی سے گذرنے والے ہیں، لہذا آپ کے مطلوب ساتھیوں کے علاوہ کوئی بھی اس راستے سے نہ گذرے اس اعلان کے بعد آپ حضرت عمار بن یاسرؓ اور حذیفہ بن یمانؓ کو لے کر گھاٹی کی بلندی پر چڑھ گئے، رات اندھیری تھی، منافقین نے اس فرصت کو غنیمت سمجھا اور چھپ چھپا کر آپ کے تعاقب میں چل دیئے، آپ کے قریب آنے والے ہی تھے کہ قدموں کی آہٹ اور سواریوں کی چاپ سن کر آپ نے ڈانٹا حضرت حذیفہؓ نے آپ کی ناراضی دیکھی تو پیچھے کی طرف لوٹ کر اپنی لاٹھی سے ان کی سواریوں کے مونہوں پر مارا اس سے اللہ نے ان پر اپنا رعب طاری کر دیا، وہ سمجھ گئے کہ ان کا راز نبی ﷺ پر کھل گیا ہے، اس لئے چپکے سے پیچھے کی طرف ہٹ کر مسلمانوں کی فوج میں مل گئے، حضرت حذیفہؓ انہیں بھگا کر واپس آئے تو آپ نے پوچھا، تم نے ان کو پہچانا کہ کون تھے، انہوں نے عرض کیا کہ رات کی تاریکی میں کسی کو پہچان نہیں سکا، صرف ان کی سواریوں کو مار بھگا کر چلا آیا۔

(۱) ابن ہشام ۲/۵۲۷ (۲) ابن ہشام ۲/۵۲۸

Marfat.com

آپ نے فرمایا، تمہیں یہ بھی خبر ہے کہ وہ کس نیت سے آئے تھے عرض کیا نہیں، آپ نے فرمایا کہ وہ فلاں فلاں بارہ منافق تھے جو میرے قتل کی نیت سے گھاٹی کے اوپر آرہے تھے وہ ہمیشہ تاحیات منافق رہیں گے، وہ کبھی جنت میں داخل نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے، ان میں آٹھ منافقین کو دبیلہ کی بیماری لگ جائے گی، دبیلہ آگ کی چنگاری ہے جوان کے سینے میں گھس کر دل کے رگوں کو پکڑ لے گی، حضرت حذیفہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ، آپ نے ان کے قتل کا حکم کیوں نہیں دیتے فرمایا اس لئے کہ لوگ کہیں گے کہ محمد ﷺ قابو پانے کے بعد اپنے اصحاب کو قتل کراتے ہیں۔(۱)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی اقتداء میں نماز

اسی غزوہ میں جناب نبی کریم ﷺ نماز فجر کے وقت قضائے حاجت کے لئے نکلے، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ پانی کا برتن لے کر گیا، فراغت کے بعد آپ واپس آئے تو میں نے وضو کا پانی ڈالا، پہلے آپ نے دونوں ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھلایا، پھر رخ انور کو دھویا، اس کے بعد دست مبارک دھونے چلے تو جبے کی آستین تنگ پڑگئی، اس لئے ہاتھ جبے کے اندر سے نکال لیا اور کہنیوں تک دھلنے کے بعد پیر کے دونوں موزوں پر مسح فرمایا، پھر جماعت کی طرف چلے، کافی دیر ہو جانے کے سبب لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو امام بنا کر نماز شروع کردی تھی، اور آپ پہنچے تو ایک رکعت ختم ہو چکی تھی، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے چاہا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو پیچھے کردیں لیکن آپ ﷺ نے فرمایا رہنے دو، پھر انہیں کی اقتداء میں ایک رکعت نماز پڑھی اور بعد سلام دوسری رکعت پوری فرمائی، نماز ختم ہونے کے بعد صحابہ کرامؓ کو بڑی گھبراہٹ لاحق ہوئی، وہ کثرت سے تسبیح پڑھنے لگے، لیکن آپ نے مخاطب ہو کر فرمایا، گھبرانے کی کوئی بات نہیں، تم نے وقت آنے پر نماز شروع کردی تو اچھا کیا۔(۲)

اس حدیث سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی ایک خاص فضیلت ثابت ہوتی ہے کیونکہ آپ کے سوا کسی بھی صحابی رسول کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ سرور عالم ﷺ نے ان کی اقتداء میں نماز پڑھی ہو۔

مسجد ضرار

ابو عامر نصرانی راہب، مدینہ کا باشندہ نبی ﷺ کا کٹر دشمن اور مخالف تھا، غزوۂ احد میں اسی نے اہل مکہ سے مل کر مسلمانوں کے خلاف صف آرائی کی تھی، اور نبی ﷺ نے اسے راہب کی جگہ فاسق کا لقب دیا،

---

(۱) البدایہ ۵/۲۰۲۹ (۲) مسلم ۱/۱۹۰

Marfat.com

جب اس کی مخالفت کارگر نہ ہوئی تو مدینہ چھوڑ کر قیصر روم کے پاس چلا گیا تا کہ اس کو ابھار کر اسلام کی بیخ کنی کرے، اسی کی خفیہ تجویز سے منافقین مدینہ میں سے خدام بن خالد، ثعلبہ بن حاطب، معتب بن قشیر، ابو حبیبہ بن ازعر، عباد بن حنیف، جاریہ بن عامر، اس کے دونوں بیٹے، مجمع وزید نیز نبتل بن حارث، بجاد بن عثمان اور ودیعہ بن ثابت وغیرہ نے مسجد قبا کے قریب میں ایک دوسری مسجد بنادی، ان کا مقصد اس سے یہ تھا کہ اس سے مسلمانوں کی جماعت میں تفریق پیدا ہو جائے گی اور ان منافقین کو مسجد قبا میں حاضری سے چھٹی مل جائے گی اور سارے منافقین اس دوسری مسجد مین نماز کے بہانے اکٹھا ہو کر اسلام کے خلاف کمیٹیاں کیا کریں گے، اور ابو عامر کے قاصد وخطوط جو روم سے آتے رہتے ہیں اسی کے مطابق عمل کریں گے اور اسلام کو زک پہنچائیں گے، نبی ﷺ تبوک کیلئے روانہ ہونے لگے تو ان منافقین نے جا کر آپ سے عرض کیا کہ آپ چل کر ہماری اس بنائی ہوئی مسجد میں ایک دفعہ نماز پڑھادیں تا کہ برکت حاصل ہو جائے اس سے بھی ان کا مقصد صرف یہی تھا کہ آپ کے نماز پڑھادینے سے یہ مسجد مستند ہو جائے گی اور ہماری بغاوت واسلام دشمنی پر پردہ پڑ جائے گا، آپ نے فرمایا ابھی تو میں سفر پر جارہا ہوں واپس آیا تو ان شاء اللہ نماز پڑھادوں گا۔ اس استثنائی وعدے کے ساتھ اللہ نے آپ کو ان کے ارادۂ بد کی تکمیل سے بچالیا، جب آپ تبوک سے واپس ہو کر مقام ذی اوان پر پہنچے جہاں سے مدینہ صرف ایک گھنٹے کی مسافت پر رہ گیا تھا، آپ پر مسجد کے بارے میں وحی نازل ہوئی جس سے ان منافقین کا پردہ چاک ہو کر رہ گیا، اللہ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِداً ضِرَاراً وَّكُفْراً وَّتَفْرِيقاً بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَاداً لِمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَداً لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾ (التوبہ: ۸-۱۰۷) جن لوگوں نے ضرر پہنچانے اور کفر کرنے اور ایمان والوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے اور اس شخص کو پناہ دینے کیلئے مسجد بنائی ہے جو اللہ ورسول کے ساتھ اس سے پہلے جنگ کر چکا ہے، وہ ضرور قسم کھائیں گے کہ ہمارا ارادہ اس مسجد کے بنانے سے بھلائی کا ہے، لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ منافق جھوٹے ہیں، آپ اس مسجد میں کبھی قیام نہ فرمائیں، البتہ جس مسجد کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر ہوئی ہے زیادہ حق دار ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں کیونکہ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاکی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاکی رکھنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ یہ آیت نازل ہوئی تو آپ

Marfat.com

نے ذی اوان میں مالک بن دخشمؓ اور معن بن عدیؓ، ان کے بھائی عاصم کو بلایا اور حکم دیا کہ جا کر ان ظالموں کی مسجد کو آگ لگا دو، انہوں نے حکم پاتے ہی مدینہ پہنچ کر کھجور کی ایک شاخ میں آگ کا شعلہ لیا اور آن کی آن میں وہ مسجد جلا کر اور منہدم کر کے خاک و راکھ بنا دیا، جس سے منافقین خوف زدہ ہو کر متفرق ہو گئے۔(۱)

مدینہ وتبوک کے درمیان مساجد رسول

مساجد کا بلاضرورت بنانا جس سے پرانی مسجدوں کو نقصان پہنچے اور مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہو، مسجد ضرار کے حکم میں ہے، مسلمانوں کو ایسی مسجدوں کو بنانے میں اور اس میں مدد کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، البتہ جہاں حقیقت میں ضرورت پائی جائے اور مسلمانوں کی آبادی بھی ہو، وہاں مساجد کی تعمیر ایمان کی علامت اور باعث اجر و برکت ہے۔ رسول کریم ﷺ جہاں بھی تشریف لے گئے اور اقامت فرمائی وہاں سب سے پہلے اس نیک کام کی ابتداء کی، چنانچہ سفر تبوک میں مدینہ وتبوک کے درمیان درج ذیل کل سترہ مسجدوں کا نام ملتا ہے۔ (۱) مسجد تبوک (۲) مسجد ثنیۃ المدران (۳) مسجد ذات الزراب (۴) مسجد اخضر (۵) مسجد ذات الخطمی (۶) مسجد آلاء (۷) مسجد بتراء (۸) مسجد شق تارا (۹) مسجد ذی الجیفہ (۱۰) مسجد صدر حوضی (۱۱) مسجد حجر (۱۲) مسجد صعید (۱۳) مسجد وادی القری (۱۴) مسجد رقعہ (۱۵) مسجد ذی المروۃ (۱۶) مسجد فیفاء (۱۷) مسجد ذی خشب۔(۲)

مدینہ کے قریب پہنچ کر

لشکر اسلامی مدینہ کے قریب پہنچا تو آپ نے فرمایا مدینہ میں کچھ اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں کہ تم لوگوں نے جو بھی دشوار گذار سفر کیا اور جو وادی بھی طے کی ان سب میں وہ تمہارے ساتھ رہے، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ وہ مدینہ ہی میں مقیم رہے، آپ نے فرمایا ہاں، ان کو عذر نے روک رکھا تھا پھر جب اتنا قریب پہنچے کہ مدینہ کی آبادی نظر آنے لگی تو آپ نے فرمایا "ھذہ طابۃ و ھذا احد جبل یحبنا و نحبہ" یہ مدینہ ہے اور یہ احد پہاڑ ہے وہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں، یہ روایت بخاری و مسلم کی ہے، اور ابوداؤد و ترمذی میں ہے کہ آپ کی اطلاع پاتے ہی مدینہ سے تمام بچے استقبال کو دوڑ پڑے اور ثنیۃ الوداع کے پاس جا کر آپ سے ملاقی ہوئے، نیز بیہقی میں سند امری

---

(۱) التوبہ ۱۰۸،۱۰۷، ابن ہشام ۲: ۵۲۹، البدایہ ۵: ۲۱ (۲) ابن ہشام ۲: ۵۳۰

Marfat.com

ہے کہ مدینہ کی عورتوں، بچوں اور بچیوں نے آپ کی آمد کی خوشی میں وہی ترانہ پیش کیا جو ہجرت کے موقع پر پڑھے گئے تھے ۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعٍ (۱)

بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ اشعار تبوک سے واپسی کے موقع پر نہیں بلکہ ہجرت ہی کے موقع پر پڑھے گئے تھے، لیکن اگر دونوں موقعوں پر اظہار مسرت کے لئے یہ اشعار پڑھے گئے ہوں تو کچھ مستبعد نہیں۔

مدینہ میں ورود

آپ ماہ رجب میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تھے اور رمضان المبارک میں تبوک سے واپس تشریف لائے، وہاں کل مدت اقامت بیس یوم، باقی ایک مہینہ آمد و رفت میں صرف ہوا۔ اس لحاظ سے مدینہ کی غیر حاضری پچاس یوم ہوگئی، مدینہ میں داخل ہو کر آپ ﷺ سب سے پہلے مسجد میں تشریف لائے وہاں دو رکعت نماز پڑھی، پھر لوگوں سے ملاقات و معاملات سننے کیلئے بیٹھے، اس سے قبل بھی آپ کا دستور تھا کہ سفر سے آنے کے بعد پہلے مسجد میں داخل ہوتے، دو رکعت نماز پڑھتے، لوگوں سے ملتے پھر حضرت فاطمہؓ کے گھر جا کر ملاقات کرتے پھر ازواج مطہرات کے گھروں میں تشریف لے جاتے۔ (۲)

منافقین کی تعداد اور ان کی معذرت خواہی

اس دفعہ آپ مسجد میں تشریف فرما ہوئے تو منافقین جو بڑی تعداد میں تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے آ کر جھوٹی معذرت کرنے لگے اور قسمیں کھانے لگے، ان میں سے منافقین مدینہ کی تعداد اسی سے اوپر تھی، واقدی نے بیان کیا ہے کہ اسی قدر اعراب بنو غفار وغیرہ میں سے تھے اور لگ بھگ اسی قدر عبداللہ بن ابی کے پیرو کاروں کی جماعت بھی تھی، آپ نے ان کا ظاہری بیان سن کر ان کی معذرت قبول کر لی، ان سے بیعت کر کے دعائے مغفرت فرمائی اور ان کے باطن کو اللہ کے حوالہ کر دیا۔ (۳)

مومنین صادقین

منافقین کے علاوہ اس اہم غزوہ میں کچھ پکے اور سچے مسلمان بھی شرکت نہیں کر سکے تھے ان میں سے بعض بوڑھے، بیمار، غیر مستطیع اور معذور قسم کے تھے، جنہیں اللہ نے صرف معاف ہی نہیں کر دیا بلکہ

---

(۱) البدایہ ۵/۲۲ (۲) فتح الباری ۱۸/۹۲

(۳) بخاری مع فتح الباری ۱۸/۹۲

Marfat.com

انہیں شریک ہونے والوں کے برابر اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرایا، اور بعض ایسے بھی تھے کہ ارادے کے باوجود اپنی سستی و غفلت اور عزم کی ناپختگی کے بنا پر پیچھے رہ گئے، جیسے کعب بن مالکؓ اور مرارہ بن ربیعؓ اور ہلال بن امیہؓ اللہ عزوجل کو انہیں ابتلاء میں ڈالنا مقصود تھا تاکہ آئندہ یہ خود محتاط رہیں اور دوسروں کو بھی ان کے واقعہ سے عبرت حاصل ہو، حضرت کعب بن مالک اس سلسلہ میں اپنا اور اپنے دونوں ساتھیوں کا سارا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اس غزوہ میں مجھے سواری وغیرہ ہر چیز میسر تھی چونکہ سخت گرمی کا زمانہ تھا اور سفر طویل تھا پھل پک چکے تھے اور فصلیں کھڑی تھیں، اور آنحضرت ﷺ نے بغیر کچھ چھپائے ہوئے کھلم کھلا اعلان بھی کر دیا، تاکہ لوگ خوب اچھی طرح تیاری کر لیں، اس غزوہ میں لشکر اسلامی کی تعداد بہت بڑی تھی، ان کو جمع کرنے والا کوئی رجسٹر نہیں تھا، اس لئے جو پیچھے رہ جاتا اس کو بغیر وحی الٰہی کوئی جاننے والا بھی نہ تھا، مسلمان اس غزوہ میں نکل پڑے، لیکن میں تیاری کا ارادہ کرتے کرتے رہ گیا اور سوچا کہ میرے پاس ہر چیز موجود ہے چاہوں تو دو ایک دن کے بعد بھی چل کر ساتھ لے لوں گا، اسی طرح لیت و لعل میں کئی دن گذر گئے، فوج کے لوگ کافی آگے جا چکے تھے، ایک دن میں نے ارادہ کیا کہ آج چل دوں لیکن مقدر کی بات تھی کہ نہیں جا سکا، کاش نکل گیا ہوتا، دوسرے دن مدینہ میں نکلا تو دیکھا کہ کمزوروں اور معذوروں اور منافقین کے سوا وہاں کوئی نظر نہیں آتا اس لئے بڑا غم لاحق ہوا، رسول اللہ ﷺ نے بھی تبوک پہنچنے سے پہلے مجھے یاد نہیں کیا، البتہ وہاں پہنچنے کے بعد میرے بارے میں دریافت فرمایا کہ کعب کا کیا حال ہے، بنو سلمہ کے ایک آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ! ان کو ان کی زیب و زینت نے روک لیا ہے، معاذ بن جبل نے سنا تو کہا تم غلط کہتے ہو، ان میں ہم نے بھلائی کے سوا کوئی بات نہیں دیکھی، آپ یہ سن کر خاموش رہے، پھر جب تبوک سے آپ کی واپسی کا شبہ ہوا تو میرا غم تازہ ہو گیا، اور دل میں جھوٹی بات بنانے کے لئے طرح طرح کے خیالات آنے لگے اور اپنے اہل و عیال سے بھی مشورہ لینے لگا تاکہ آپ کی ناراضی سے بچ سکوں لیکن جب آپ تشریف لے آئے تو سارے وسوسے خود ہی مٹ گئے اور میں نے سچ بولنے کا عزم کر لیا، مدینہ میں داخل ہو کر پہلے آپ مسجد میں تشریف لائے، اور دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد بیٹھ گئے تو پیچھے رہ جانے والے منافقین ایک ایک کر کے حاضری دینے لگے اور قسمیں کھا کر معذرت کرنے لگے، آپ ان سے ظاہر پر فیصلہ کر کے معاف کر دیتے، ان سے بیعت لیتے، ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے اور ان کا باطن اللہ کو سونپ دیتے، اسی حال میں میں نے آکر سلام کیا، آپ دیکھ کر غضب آلود مسکرائے، اور قریب

Marfat.com

بلایا، میں سامنے بیٹھ گیا تو پوچھا، تم کس عذر کے سبب پیچھے رہ گئے تھے کیا سواری نہیں خریدی تھی؟ میں نے عرض کیا، ضرور خریدی تھی، بخدا آج اگر آپ کے سوا کسی اہل دنیا کے پاس بیٹھا ہوتا تو جھوٹا عذر کر کے اس کی ناراضی سے نکل جاتا، مجھ میں ایسا کرنے کی قدرت بھی ہے، لیکن آج اگر جھوٹ بول کر آپ کو راضی کر لوں تو قریب ہے کہ اللہ آپ کو اطلاع کر کے مجھ پر ناراض کر دے گا اور اگر سچ بولوں تو وقتی طور پر آپ ناراض ہو جائیں گے لیکن اس میں اللہ کی طرف سے معافی کی امید رکھتا ہوں، خدا کی قسم مجھے غزوہ میں شریک ہونے سے کوئی عذر مانع نہیں تھا، میں اس وقت بالکل قوی اور صحت مند تھا، سفر کی سہولت بھی حاصل تھی، آپ نے یہ سن کر فرمایا، تم نے بات تو سچ ہی کہی ہے اب جاؤ اللہ کے فیصلے کا انتظار کرو۔ میں آپ کے حکم کے مطابق اٹھ کھڑا ہوا، بنو سلمہ کے لوگ میرے پیچھے لگ گئے اور کہنے لگے تم نے کوئی عظیم گناہ تو کیا نہیں تھا، پس دوسروں کی طرح معذرت کیوں نہیں کر دی، تاکہ اللہ کے رسول ﷺ تمہارے لئے بھی دعائے مغفرت فرماتے، پھر وہ مجھے بار بار ملامت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے لوٹنے کا ارادہ کر لیا تاکہ کوئی نیا عذر پیش کروں، لیکن میں نے پوچھا کہ کیا میری طرح اور بھی کسی کو یہ بات لاحق ہوئی ہے انہوں نے کہا، ہاں، مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے تمہاری طرح سچی بات کہہ دی اور انہیں بھی حضور ﷺ کی طرف سے وہی حکم ملا ہے جو تمہارے لئے ملا تھا، یہ خبر سن کر مجھے تسلی ہوئی کیونکہ وہ دونوں نہایت ہی نیک اور بدری صحابی تھے، میرے لئے ان کی ذات میں نمونۂ عمل تھا، میں واپس آ گیا اور رسول اکرم ﷺ نے ہم تینوں سے بات کرنے کی ممانعت کر دی، آپ کا حکم پاتے ہی لوگ ہم سے بے رخ ہو گئے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمین ہی باقی نہیں رہی، میرے دونوں ساتھی حضرت مرارہ و ہلال غم سے نڈھال ہو کر گھر میں بیٹھ گئے اور روتے رہے، لیکن میں نوجوان و طاقتور تھا، اس لئے نماز جماعت میں حاضر ہوتا اور بازار میں بھی نکلتا لیکن مجھ سے کوئی بھی کلام نہیں کرتا، میں بعد نماز رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر سلام کرتا لیکن یہ پتہ نہ چلتا کہ جواب کے لئے آپ کے لب مبارک میں جنبش ہوئی یا نہیں، میں آپ کے قریب نماز پڑھتا اس طرح کہ کنکھیوں سے آپ نظر آتے، میں نماز میں مشغول رہتا تو آپ میری طرف متوجہ رہتے لیکن جوں ہی میں آپ کی طرف مڑتا، آپ اعراض فرما لیتے اسی طرح مسلمانوں کی بھی عدم توجہی اور جفا کیشی بڑھتی گئی تو ایک دن میں حضرت ابو قتادہ کے باغ کی دیوار پھاند کر اندر گھس گیا وہ میرے چچازاد بھائی اور مجھے محبوب بھی تھے، میں نے ان کو سلام کیا لیکن جواب تک نہ ملا، میں نے ان کو قسم

Marfat.com

دلا کر پوچھا، کیا آپ جانتے نہیں کہ میں اللہ و رسول سے محبت رکھتا ہوں؟ وہ خاموش رہے پھر دوبارہ قسم دلایا تو خاموش رہے، پھر تیسری مرتبہ قسم دلایا تو صرف اس قدر بولے کہ اللہ و رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ یہ سن کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور میں دیوار پھاند کر واپس چلا آیا۔ اسی درمیان ایک دن بازار میں شاہ غسان کا ایک قاصد ملا، اس نے مجھے ایک خط دیا جس میں لکھا تھا کہ تمہارے صاحب (محمد ﷺ) نے تم پر ظلم کیا ہے لیکن اللہ نے تمہارے لئے ذلت اور ضائع ہونا مقدر نہیں کیا ہے، تم سیدھے ہمارے پاس چلے آؤ ہم تمہاری غمخواری اور قدر کریں گے، میں نے خط پڑھا تو دل میں کہا کہ یہ بھی ایک طرح کی آزمائش ہے، پس غیرت ایمان سے اسے لے جا کر آگ میں ڈال دیا، اب تک اس ابتلاء میں چالیس دن گزر چکے تھے، اچانک اللہ کے رسول کا قاصد آیا اور کہا حضور ﷺ کا حکم ہے کہ تم اپنی بیوی سے بھی الگ ہو جاؤ، میں نے پوچھا طلاق دیدوں یا ایسے ہی جدا ہو جاؤں کہا نہیں صرف جدا ہو جاؤ، اور اس کے قریب نہ پھٹکو، یہی حکم آپ نے میرے دونوں ساتھیوں کے بارے میں بھی بھیجا تھا، میں نے اپنی بیوی کو جدا کر دیا، لیکن ہلال بن امیہ کی بیوی حضور ﷺ کے پاس گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے شوہر ہلال بوڑھے اور کمزور آدمی ہیں ان کے پاس کوئی خادم بھی نہیں، پس کیا میں ان کی خدمت بھی نہیں کر سکتی؟ فرمایا خدمت کر سکتی ہو، لیکن وہ تمہارے قریب نہ آویں، انہوں نے کہا حضور انہیں اس کی کوئی حاجت نہیں، وہ اس مقاطعہ کے بعد سے اب تک روتے ہی رہے ہیں، غرض ہلال کی بیوی کو خدمت کی اجازت مل گئی تو میرے بعض اہل نے بھی اشارۃً کہا کہ تم بھی اپنی بیوی کے بارے میں خدمت کی اجازت طلب کرتے تو ممکن ہے کہ اجازت مل جاتی میں نے کہا بخدا میں کبھی اجازت نہ طلب کروں گا، پتہ نہیں حضور ﷺ کی کیا رائے ہو، میں نوجوان آدمی ہوں ممکن ہے کہ اپنے کو نہ سنبھال سکوں اس لئے علیحدگی بہتر ہے، غرض اس پریشانی اور ابتلاء میں پچاس دن مکمل ہوگئے تو ایک دن اچانک سلع پہاڑی سے ایک پکارنے والے کی آواز آئی کہ اے کعب! خوش ہو جاؤ، تمہاری توبہ قبول ہوئی، میں سنتے ہی سمجھ گیا کہ اب فرحت اور شادمانی کے دن آ گئے، میں فوراً سجدے میں گر گیا۔

مجھے یہ خوشخبری سنانے کے لئے کچھ لوگ پیدل بھی دوڑے اور بعض گھوڑے سے بھی چلے لیکن آواز دینے والے کی آواز سب سے قبل ہی کانوں میں پڑ گئی تھی، اس لئے اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس کو انعام دے دیا، اس کپڑے کے علاوہ میرے پاس کوئی دوسرا جوڑا نہیں تھا، اس لئے پہننے کے واسطے دوسرے

Marfat.com

مستعار لے کر حضور علیہ کی طرف چلا، راستے میں لوگ گروہ در گروہ مجھے خوشخبری اور مبارکباد سناتے رہے، مسجد میں رسول اکرم علیہ تشریف فرماتے تھے، صحابہ آپ کو گھیرے ہوئے تھے، مجھے دیکھتے ہی حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ کھڑے ہو گئے اور لپک کر مصافحہ کرتے ہوئے مبارکباد کہا ان کے علاوہ مہاجرین میں سے کوئی بھی میری طرف نہیں لپکا اس لئے میں ان کا احسان کبھی بھول نہیں سکتا، میں نے بڑھ کر اللہ کے رسول علیہ سے سلام کیا، اس وقت خوشی سے آپ کا چہرۂ انور چمک رہا تھا، اسی طرح جب بھی کوئی خوشی حاصل ہوتی تو آپ کا رخ مبارک چاند کے ٹکڑے کی طرح چمکنے لگتا تھا، ہم سب صحابہ اسے جانتے اور پہچانتے تھے، آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا آج کی بھلائی سے خوش ہو جاؤ، آج تم کو ایسی خوشی حاصل ہوئی کہ پیدائش سے لے کر اب تک نہ ہوئی ہوگی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی طرف سے ہے، یا اللہ کی طرف سے، فرمایا: اللہ کی جانب سے، میں نے کہا یا رسول اللہ! میری توبہ کی قبولیت کا شکر یہ یہ ہے کہ میں اپنا سارا سامان راہ خدا میں صدقہ کر دوں، آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اپنا کچھ مال اپنی حاجت کے لئے روک لو، یہ تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔ میں نے کہا میں اپنے خیبر کا حصہ روک لیتا ہوں، باقی سب صدقہ ہے، پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ نے مجھے صرف سچ بولنے کے سبب نجات بخشی ہے، اس لئے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ سچ کے سوا کبھی جھوٹ نہ بولوں گا۔ امید ہے کہ اللہ عزوجل تا زندگی مجھے محفوظ رکھے گا، اللہ فرماتا ہے: ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ. وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْا أَنْ لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ. يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (۱)

اللہ نے اپنے نبی پر اور مہاجرین و انصار پر مہربانی فرمائی جنہوں نے آڑے اور مشکل وقت میں آپ کی پیروی کی جب کہ ان میں سے ایک فریق کا دل کج ہونے کے قریب تھا، پھر اللہ نے ان پر رجوع فرمایا، بیشک وہ ان پر بڑا ہی مہربان اور شفقت والا ہے، اور ان تینوں پر مہربانی فرمائی جن کا معاملہ خدائی حکم کے انتظار میں ملتوی کر دیا گیا تھا، یہاں تک کہ زمین کشادہ ہونے کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور ان کی جان

(۱) التوبہ: ۱۱۷ تا ۱۱۹

Marfat.com

بھی ان پر تنگ ہوگئی اور وہ سمجھ گئے کہ اللہ کے سوا کوئی پناہ کی جگہ نہیں۔ پھر اللہ نے ان پر مہربانی فرمائی تاکہ وہ صدق دل سے توبہ کرلیں۔ بلاشک وہ توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہمیشہ سچ بولنے والوں کا ساتھ دو۔ حضرت کعب فرماتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد اللہ نے مجھ پر اس سے بڑھ کر کوئی انعام نہیں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مجھے سچ بولنے کی ہدایت دی اور جھوٹ سے بچالیا، کیونکہ اس معاملے میں جھوٹ بولنے والوں کیلئے اللہ نے نہایت ہی رسوائی کی بات فرمائی جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿ سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ ــــ فَأَنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴾ جب تم لوٹو گے تو منافقین اللہ کی قسمیں کھا کر معذرت کریں گے تاکہ درگذر کرو، پس تم ان سے اعراض کرلو وہ ناپاک ہیں، ان کا ٹھکانہ ان کے عمل کے بدلے جہنم ہے، وہ قسم کھاتے ہیں تاکہ تم ان سے راضی ہوجاؤ، پس اگر تم ان سے راضی ہوگئے تو بھی اللہ ان فاسقین سے راضی نہ ہوگا۔ (۱)

تبوک نبی ﷺ کا سب سے آخری غزوہ تھا، مکی زندگی کے ۱۳ سالہ دور میں آپ اور آپ کے تمام ساتھی جس قدر مارے اور ستائے جارہے تھے اور جس پریشانی کے عالم میں وطن سے نکالے گئے آپ کو معلوم ہے، اول اول مسلمان کفار کے ظلم وستم سے عاجز ہوکر حبش چلے گئے تو سمندر پار کرکے ان کا پیچھا کیا گیا۔ اب مدینہ آنے کے بعد بھی مخالفین نے چین سے نہ رہنے دیا بلکہ ۳۰۰ میل کی مسافت طے کرکے انہیں میدان جنگ میں آنے پر مجبور کیا نبی ﷺ جو تعمیر عالم کا کام اللہ کی طرف سے کرآئے تھے اس کی تکمیل کے لئے ضروری تھا کہ دشمنوں کا مقابلہ کرکے راستے کی رکاوٹوں کو دور کیا جائے اس لئے آپ کو مسلسل ۹ سال تک جہاد کرنا پڑا اور اندرونی سازشوں کے ساتھ بیرونی فتنوں اور آفتوں سے نبرد آزما ہونا پڑا۔ صاحب زادالمعاد علامہ ابن القیم اور مصنف رحمۃ للعالمین علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری وغیرہ کی تحقیق کے مطابق آپ کو کل ۲۷ غزوں میں شریک ہونا پڑا اور چھوٹے بڑے ساٹھ فوجی دستے بھیجنے پڑے، ان غزوات وسرایا میں کہیں جنگ کی نوبت آئی تو کہیں سے بلا جنگ بھی واپسی ہوئی۔ غزوات میں آپ کی عبقری قیادت اور سوجھ بوجھ نے اسلام کا جھنڈا ہر جگہ سربلند کیا، احد وحنین میں تھوڑی دیر کے لئے مسلمانوں کو جو عارضی شکست دیکھنی پڑی وہ خود ان کی چوک اور ہدایت نبوی کی خلاف ورزی کے سبب عمل میں آئی پھر

---

(۱) بخاری ۲/۶۳۴

Marfat.com

بھی آپ کی حکمت عملی اور مدبرانہ صلاحیت نے دشمنوں کے مقصد کو ناکام کر کے رکھ دیا، دشمن ہر محاذ پر تعداد اور فوجی ساز و سامان میں کئی گنا زیادہ ہوتے لیکن آپ کی جنگی فراست اور قائدانہ تدبر کے مقابلہ میں اپنے کو کمزور اور مجبور تصور کرتے، جس کے نتیجہ میں دن بدن ان کی تعداد گھٹتی گئی اور جوش و خروش سرد ہوتا گیا، آپ کے ساتھ اللہ کی تائید و مدد بھی تھی، آپ کا اعلیٰ اخلاق اور کریمانہ برتاؤ تھا کہ اچھے اور با صلاحیت لوگ کٹ کٹ کر اسلام کے دامن میں پناہ لیتے گئے۔

مخالفین کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے، وہ دل کے اندھے یہ نہیں دیکھتے کہ دنیا میں تلوار سے اگر کوئی چیز پھیلتی تو دنیا میں کفار قریش ہی کا دین پھیلتا اور قیصر و کسریٰ ہی کا نام بلند ہوتا، اس لئے کہ اسلام کے مقابلے میں ان کے پاس زر و قوت اور سامانہائے جنگ ہزار گنا زیادہ تھے، اور آج کے دور میں امریکہ و روس اور دیگر اہل یوروپ جن کے پاس توپ و تفنگ کی فراوانی ہے وہ ساری دنیا پر چھا جاتے۔ اکبر الہ آبادیؒ نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

یہ فرماتے رہے تیغ سے پھیلا اسلام
یہ نہ ارشاد ہوا توپ سے کیا پھیلا ہے

نبی علیہ ﷺ کو ۹ سال کے عرصہ میں مسلسل فتنوں کو فرو کرنے کیلئے جو لڑائیاں لڑنی پڑیں ان میں محتاط بیان کے مطابق طرفین کے مقتولین کی تعداد کل ایک ہزار اٹھارہ تک پہنچتی ہے، لیکن اس کا اثر یہ ہوا کہ پورے جزیرۃ العرب میں امن و امان کی لہر دوڑ گئی، تقریباً دس لاکھ مربع میل میں اسلام کے زیر سایہ امن و شانتی کا جھنڈا لہرانے لگا، لوٹ، غارتگری، بے آبروئی و عصمت دری کا خاتمہ ہو گیا، ایک عورت حیرہ سے چل کر اپنے مال و متاع کے ساتھ کعبۃ اللہ کا طواف کر کے واپس جاتی لیکن اسے کوئی چھیڑنے والا نہ ہوتا، اس کے برخلاف یورپ کی لڑائیوں کا حال سنیں گے تو انگشت بدنداں رہ جائیں گے، مورخین نے لکھا ہے کہ صرف دو عالمی جنگوں (۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء اور ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء) میں بے شمار جانیں ضائع ہوئیں، پہلی جنگ میں مقتولین کی تعداد چونسٹھ لاکھ اور دوسری میں ۳ کروڑ سے ٦ کروڑ کے درمیان بتائی جاتی ہے، حالانکہ اس خون خرابہ سے نہ تو انسانیت کی کوئی اصلاح ہوئی نہ کوئی اخلاقی و تعمیری پروگرام عمل میں آیا۔

اس سال کے بعض اہم واقعات

اسی سال ماہ رجب ۹ھ میں اصحمہؓ نجاشی شاہ حبش کا انتقال ہوا، نبی علیہ ﷺ نے بذریعہ وحی

Marfat.com

(اطلاع پاکر اپنے اصحاب کو) ان کی وفات کی خبر دی، اور غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھائی، اسی سال ماہ شعبان میں ام کلثومؓ بنت رسول اللہؐ نے وفات پائی ان کو اسماء بنت عمیس، صفیہ بنت عبدالمطلب اور ام عطیہؓ انصاریہ وغیرہا نے غسل دیا، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی، اسی سال رمضان شریف میں تبوک سے واپسی کے بعد بنو ثقیف کا وفد آیا اور ان کا معبود لات بت توڑا گیا، تفصیلی بیان آگے وفود کے تذکرے میں آرہا ہے۔ (۱)

اسی سال آخری رمضان یا ذیقعدہ میں عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کی موت واقع ہوئی، محمد بن اسحاق اور واقدی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کی موت کے دن عیادت کیلئے تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا کیا میں نے تم کو یہود کی محبت سے روکا نہیں تھا، بولا جانے دیجئے ان سے اسعد بن زرارہؓ بغض رکھتے تھے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا، پھر کہنے لگا آج میری موت کے دن ملامت کا وقت نہیں، آپ میرے غسل میں حاضر ہوں اپنی قمیص میرے کفن میں دیں اور مجھ پر نماز جنازہ پڑھ کر دعائے مغفرت فرمائیں۔

بیہقی نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ ابن ابی مر گیا تو اس کے بیٹے جو مومن صادق تھے آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور باپ کو کفنانے کیلئے آپ کی قمیص مانگی چونکہ ابن ابی نے آپ کے چچا عباسؓ کو بدر کے موقع پر اپنی قمیص پہنائی تھی، اس لئے آپ نے اپنی قمیص دے دی، پھر اس کے جنازے کیلئے کھڑے ہوئے، تو حضرت عمرؓ نے آپ کا دامن پکڑ کے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ اس کے جنازے کی نماز پڑھ رہے ہیں حالانکہ اس نے آپ کو فلاں فلاں موقع پر ایسا ایسا کہا ہے، اور اللہ نے ایسوں کی نماز جنازہ سے منع بھی فرمایا ہے، آپ یہ سن کر مسکرانے لگے اور فرمایا، عمرؓ! مجھے چھوڑ دو، اس معاملے میں اللہ نے مجھے دو چیزوں میں سے ایک کا اختیار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے: ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ تو ان منافقین کیلئے دعا مغفرت کرے یا نہ کرے اگر تو ستر مرتبہ بھی مغفرت طلب کرے تو بھی اللہ نہیں بخشے گا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے علم ہو جائے کہ ستر دفعہ سے زیادہ بخشش طلب کرنے پر بخش دیا جائے گا تو زیادہ بھی کردوں گا، غرض آپ نے نماز جنازہ پڑھ دی، اپنا ریق مبارک بھی لگا دیا اور اپنی قمیص بھی پہنادی لیکن اللہ کو منظور نہ ہوا، اور اللہ نے حضرت عمرؓ کے قول کے

(۱) البدایہ ۵/۳۹

Marfat.com

مطابق قرآن کریم کی واضح آیت نازل فرمائی، جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰی أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ إِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾ آئندہ آپ ان منافقین میں سے کسی کی نماز جنازہ نہ پڑھیں نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں، انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے، اور حالت فسق ہی میں مر گئے۔(۱)

اسی سال مسلمانوں پر زکوۃ کی فرضیت اور غیر مسلم رعایا پر جزیہ کا حکم اور سود کی حرمت بھی نازل ہوئی۔(۲) اسی سال عویمر عجلانی اور ان کی بیوی کے بارے مین لعان کی آیت نازل ہوئی، اسی سال غامدیہ عورت کو اقرار زنا کے سبب رجم کیا گیا۔

امارت حج واظہار برأت

تبوک سے واپسی کے بعد اسی سال اواخر ذیقعدہ یا ابتدائے ذی الحجہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر حج بنا کر تین سو صحابہ کے ساتھ جن میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، جابر بن عبداللہؓ اور ابو ہریرہؓ وغیرہم تھے روانہ فرمایا تا کہ لوگوں کو اسلامی دستور کے مطابق حج کرایا جائے، حضرت ابوبکرؓ نے قربانی کیلئے اپنے ساتھ پانچ اونٹ لیا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی جانب سے بھی بیس اونٹ روانہ فرمایا، قافلہ آگے بڑھ گیا تو سورہ ''توبہ'' کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا تم ان آیتوں کو لے کر جاؤ اور قربانی کے دن منیٰ میں یہ آیتیں سنا کر اعلان کر دو کہ جنت میں کوئی کافر داخل نہیں ہوگا، اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکتا، نہ کوئی ننگا بیت اللہ شریف کا طواف کر سکتا ہے، اور پہلے جن کافروں کا معاہدہ رسول اللہ ﷺ سے ہو چکا ہے اور انہوں نے بدعہدی نہیں کی ہے، ان کی مدت تو پوری کی جائے گی، لیکن جنہوں نے خلاف ورزی کی ہے ان کا معاہدہ ختم کیا جاتا ہے اور سنبھلنے کیلئے صرف ۴ ماہ کی مہلت دی جاتی ہے، یہ تمام احکام لے کر حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی عضباء پر سوار ہو کر تشریف لے گئے، راستے ہی میں صدیق اکبرؓ سے مقام عرج یا ضجنان میں ملاقات ہوئی، انہوں نے پوچھا کہ آپ امیر ہو کر آئے ہیں یا مامور ہو کر، حضرت علیؓ نے فرمایا: امیر ہو کر نہیں بلکہ مامور ہو کر آیا ہوں، تا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی جانب سے سورۂ برأت کے احکام کا اعلان کر دوں۔

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرفات میں خطبہ دیا تو حضرت علیؓ سے فرمایا آپ کھڑے ہو کر اللہ

---

(۱) ابن ہشام ۵۵۲/۲، البدایہ ۳۴/۵
(۲) سیرۃ النبی ۵۷۲/۱

Marfat.com

کے رسول کا پیغام پہنچا دیں، چنانچہ حضرت علیؓ نے سورۂ برأت کی چالیس آیتیں پڑھ کر سنائیں اور تمام احکام کھول کھول کر بتائے، پھر منیٰ کے دن رمی جمار اور نحر کے بعد بھی گھوم گھوم کر تمام خیموں میں اعلان کرتے رہے، حضرت ابو ہریرہؓ وغیرہ نے بھی آپ کے ساتھ اعلان میں بہت مدد کی، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو بکرؓ نے حکم دیا کہ تم بھی لوگوں میں جا کر اعلان کرو، چنانچہ میں نے اس طرح چلاّ چلاّ کر اعلان کیا کہ میرا گلا پھنس گیا۔(۱)

وفود کی کثرت

مکہ میں جس وقت کفار مسلمانوں کو ستاتے اور اسلام کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہے، اسی وقت اللہ نے فرمایا تھا کہ یہ مشرکین اللہ کے نور کو اپنے پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں لیکن اللہ اس کو کامل کر کے رہے گا اگرچہ انہیں برا لگے۔

اللہ کے اس وعدہ کے مطابق اسلام آہستہ آہستہ دلوں کو مسخر کرتا رہا اور ایک پاکیزہ و مضبوط درخت کی طرح بڑھتا و پھلتا رہا، بالآخر مکہ معظمہ جہاں سے کفار نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو نکالا تھا، فتح ہو گیا اور لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے، مدینہ منورہ میں وفود کی آمد کا سلسلہ ہجرت کے بعد ہی سے چل پڑا تھا، لیکن فتح مکہ کے بعد یہ سلسلہ دراز ہو گیا اور غزوۂ تبوک سے کامیاب واپسی کے بعد تمام قبائل عرب میں مزید حرکت پیدا ہو گئی، لوگوں کا عقیدہ تھا کہ اگر محمد ﷺ نبی صادق ہوں گے تو مکہ پر جہاں خانۂ کعبہ جیسا روحانی مرکز ہے غالب آجائیں گے اور ہم بلا کھٹک اسلام کو اپنا لیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، ہر طرف سے لوگ اسلام قبول کرنے اور نبی کریم ﷺ سے مل کر دینی معلومات حاصل کرنے کے واسطے ٹوٹ پڑے، وفود کی اتنی کثرت ہوئی اور آنے والے مہمانوں کا ایسا تانتا بندھ گیا کہ ۹ھ کا نام ہی عام الوفود (وفود کا سال) پڑ گیا۔ ان وفود کی تعداد ستر بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے، لیکن یہاں ہم بعض اہم وفود کے تذکرے پر اکتفاء کریں گے۔ واللہ ولی التوفیق۔

(۱) وفد مزینہ

محمد بن عمر واقدی نے روایت کی ہے کہ سب سے پہلا وفد قبیلہ مضر کی شاخ مزینہ سے چار سو آدمیوں پر مشتمل رجب ۵ھ میں آیا، ان سب کے اسلام قبول کر لینے کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہم

---

(۱) بخاری مع الفتح تفسیر سورۂ براءۃ، البدایہ ۵/۳۶

Marfat.com

تمہارے گھروں کو دارالہجرت قرار دیتے ہیں، لہٰذا اپنے گھروں اور اموال کیطرف لوٹ جاؤ، یہ حکم پا کر وہ سب خوشی خوشی اپنے قبیلہ میں واپس چلے گئے، ان کے آنے اور اسلام قبول کرنے کا سبب یہ ہوا کہ ان سے پہلے انہیں کے قبیلے کے سردار خزاعی بن عبدنھم نے دس آدمیوں کے ساتھ آکر اسلام پر بیعت کی پھر اپنی قوم کے پاس جا کر اسلام کی دعوت دینے لگے، لیکن قوم نے توجہ نہیں کی، ایک دن رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابتؓ سے فرمایا کہ تم اپنے اشعار میں خزاعی کے ساتھ ہجو کئے بغیر تعریض کرو اور ان کی قوم کو عار دلاؤ، حضرت حسانؓ نے ایسا ہی کیا اور یہ تعریض پوری قوم کو متنبہ کرنے کیلئے بہت کارگر ثابت ہوئی، حضرت خزاعی نے پوری قوم کو اکٹھا کر کے شکایت کے لہجہ میں وہ اشعار سنائے تو سب نے اسلام قبول کرلیا، اور ۴سو کی تعداد میں آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرلی، پھر آپ نے فتح مکہ کے موقع پر انہیں خزاعی کے ہاتھ میں ان کی قوم کا جھنڈا دیا اور وہ سب ایک ہزار کی تعداد میں آکر اسلامی لشکر میں شامل ہو گئے۔(۱)

(۲) وفد بنی عبدالقیس ۵ھ

یہ وفد پہلی مرتبہ فتح مکہ سے قبل ۵ھ میں ۱۳ یا ۱۴ آدمیوں پر مشتمل مدینہ وارد ہوا، اس وفد میں وزاع بن زراع اور اشج جن کا نام منذر بن عامر تھا شریک تھے، ان کے پہنچنے سے قبل ہی نبی ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ چند سوار آرہے ہیں جو اہل مشرق میں سب سے اچھے ہیں۔ حضرت عمرؓ آگے بڑھے تو دیکھا کہ ۱۳ آدمی سواری سے آرہے ہیں، پوچھا کیا تم لوگ تجارت کی غرض سے آرہے ہو بولے نہیں، حضرت عمرؓ نے کہا ابھی رسول اللہ ﷺ آپ لوگوں کی تعریف اور ذکر خیر کررہے تھے، یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئے اور اپنی سواریاں یوں ہی چھوڑ کر عجلت کے ساتھ آپ کی خدمت میں لپکے ملاقات ہوتے ہی سلام کیا اور عقیدہ سے آپ کا دست مبارک چومنے لگے، آپ نے پوچھا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے بتایا تو آپ نے فرمایا: تمہیں مرحبا ہو بحالیکہ نہ کوئی رسوائی ہوگی نہ ندامت پیش آئے گی، اشج ان میں سب سے بڑے اور پروقار تھے، انہوں نے پوری قوم کے برخلاف اپنی سواری بٹھائی اور سب کے سامانوں کا انتظام کیا ان کی سواریاں باندھی، پھر جھولے سے سفید کپڑا نکال کر لباس تبدیل کیا، اس کے بعد سنجیدگی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور سلام کر کے دست مبارک کو بوسہ دیا، آپ نے فرمایا: اے اشج تم میں دو خصلتیں ہیں جن کو اللہ پسند کرتا ہے، ایک بردباری، دوسرے وقار و متانت، انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میری یہ خصلت

---

(۱) البدایہ ۴/۱۴۱

Marfat.com

بناوٹی ہے یا فطری، آپ نے فرمایا: بناوٹی نہیں بلکہ اللہ نے یہ خصلت فطرتاً تم میں ودیعت کر دی ہے، کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھ میں ایسی خصلت پیدا کر دی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہے، اس کے بعد اس وفد نے ایمان کے بارے میں سوال کیا اور نبیذ پینے کے برتنوں کے متعلق پوچھا، آپ نے ان کو ساری بات تفصیل سے بتا دی، پھر حضرت وزاع آگے بڑھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس وفد میں میرے ایک ماموں آئے ہیں، جن میں جنون کی کیفیت پائی جاتی ہے آپ ان کی صحت کیلئے دعا فرما دیجئے، آپ نے پوچھا کہاں ہیں، انہیں میرے پاس لے آؤ، وہ گئے اور حضرت اشجؓ کی طرح اطمینان سے ان کا لباس تبدیل کیا، پھر بڑی عزت کے ساتھ آپ کی خدمت میں لائے، آپ نے پیچھے سے ان کی پیٹھ کھولی اور اس پر دست مبارک سے مار کے فرمایا، اخرج عدو اللہ۔ اے دشمن خدا ان کے جسم سے نکل جا۔ اتنا کہنا تھا کہ وہ مڑ کر صحت مند کی طرح دیکھنے لگے، پھر آپ نے ان کو اپنے سامنے بٹھایا، ان کے لئے دعا کی اور ان کے چہرے پر مسح فرمایا وہ آپ کی دعا کی برکت سے تمام اہل وفد پر عقل و شعور میں سبقت لے گئے۔ (۱)

ان کا دوسرا وفد چالیس آدمیوں پر مشتمل ۹ھ میں آیا، ان میں جارود بن عمرو یا جارود بن بشر عبدی نصرانی تھے، آپ نے ان کو سمجھا کر اسلام کی دعوت دی، عرض کیا کہ میں تو ایک دین پر قائم ہوں، آپ میرے لئے ضامن ہوں تو اسے چھوڑ دوں، فرمایا: میں ضامن ہوتا ہوں کہ اللہ نے تمہیں ہدایت دی ہے تو یہ دین اس سے بہتر ہے انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا، پھر واپس کے لئے آپ سے سواری طلب کی آپ نے فرمایا اس وقت میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے، عرض کیا راستے میں نہیں لوگوں کے بہت سے گمشدہ جانور مل جاتے ہیں حکم ہو تو انہیں پکڑ کر اپنی سواری میں لے لوں، آپ نے فرمایا خبردار اس سے بچنا کیونکہ یہ جہنم کی آگ ہے، یہ جارود اسلام لانے کے بعد آخر عمر تک ثابت قدم رہے اور ارتداد کے زمانہ میں بھی لوگوں کو سمجھا کر اسلام پر قائم رہنے کی ہدایت کرتے رہے۔ (۲)

(۳) وفد بنو سعد بن بکر رجب ۵ھ

بنو سعد بن بکر نے رجب ۵ھ میں اپنی قوم کی طرف سے ضمام بن ثعلبہ کو بطور وفد روانہ کیا، حضرت ضمامؓ بڑے خوبصورت سیاہ بال اور سیاہ گیسو والے تھے، مدینہ منورہ پہنچ کر مسجد نبوی کے دروازے پر اپنی

---

(۱) خصائص الکبریٰ ۱۱۲/۲

(۲) فتح الباری ۱/۱۰۳ [illegible]

Marfat.com

اونٹنی بیٹھائی، اس وقت آنحضرت ﷺ اپنے اصحاب کے ہجوم میں تشریف فرما تھے، حضرت ضمامؓ نے اندر داخل ہوتے ہی پوچھا کہ آپ لوگوں میں عبدالمطلب کا پوتا کون ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میں ہوں، وہ بولے، اے محمد ﷺ! میں آپ سے چند سوالات نہایت سختی سے کروں گا امید ہے کہ آپ رنجیدہ نہ ہوں گے، آپ نے فرمایا: پوچھو، مجھے کوئی رنج نہیں ہوگا۔ بولے میں تمہیں اس رب کی قسم دلاتا ہوں جو اگلوں اور پچھلوں سب کا معبود ہے، کیا دراصل اس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، آپ نے فرمایا، بیشک اس پر خدا شاہد ہے، پھر انہوں نے یہی قسم دلائی اور پوچھا کہ کیا اسی نے حکم دیا ہے کہ ہم اپنے بتوں کو چھوڑ کر اسی وحدہ لاشریک کی بندگی کریں۔ آپ نے فرمایا ہاں، اس پر بھی خدا شاہد ہے، حضرت ضمام نے پھر یہی قسم دلائی اور پوچھا کہ کیا دراصل اللہ نے نماز، روزہ اور حج وزکوۃ وغیرہ شرائع اسلام کے ادا کرنے کا حکم دیا ہے، آپ نے فرمایا، بیشک اسی نے حکم دیا ہے۔ حضرت ضمام اس تھوڑی سی گفتگو کے بعد ایمان لے آئے، اور کلمہ پڑھ لینے کے بعد کہا، میں یہ فرائض ادا کرتا رہوں گا، اب ان شاء اللہ اس میں کوئی زیادتی نہ ہوگی، یہ کہہ کر رخصت ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا، اگر اس گیسو والے آدمی نے بات سچ کہی ہے تو جنت میں داخل ہوگا، حضرت ضمامؓ آپ کے کلام سے متاثر ہوکر پختہ مومن ہو چکے تھے، انہوں نے اپنی قوم میں پہنچتے ہی دین کی تبلیغ شروع کردی، اور لات وعزیٰ کی مذمت کرنے لگے، قوم نے کہا اے ضمام! اپنے اس قول سے باز آجاؤ ورنہ ہمارے یہ معبود تمہیں برص، جذام میں مبتلا کردیں گے، حضرت ضمامؓ نے فرمایا، تمہاری خرابی ہو، بخدا یہ بت نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں، اللہ نے اپنا رسول بھیجا ہے اور ان پر ایسی کتاب نازل فرمائی ہے، جو تم کو بت پرستی کی ہلاکت سے نجات دلاتی ہے، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہ لاشریک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں تمہارے پاس انہیں کا فرمان لے کر آیا ہوں، اسی طرح مسلسل سمجھاتے رہے یہاں تک کہ شام ہوتے ہوئے ان کے قبیلے کے تمام افراد اور عورتیں ایمان لے آئیں، پھر وہ سب مسجد بنا کر اذان دینے لگے اور حضرت ضمامؓ کی سعی ایسی کامیاب ہوئی کہ تمام آنے والے وفود میں افضل قرار پائے۔ (۱)

(۴) وفد بنی اشجع شوال یا ذیقعدہ ۵ھ

یہ لوگ ایک سو یا سات سو کی تعداد میں بطور وفد آکر سلع پہاڑی کی گھاٹی میں اترے، ان کے رئیس

(۱) ابن ہشام ۲/۵۷۲، البدایہ ۵/۶۰

Marfat.com

مسعود بن رخیلہ تھے، نبی علیہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ خود ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کی ضیافت کے لئے کھجوروں کا انتظام فرمایا، اور بڑی عزت کی چنانچہ یہ واپس جانے کے بعد دوبارہ لوٹ کر آئے اور اسلام قبول کر لیا۔(۱)

(۵) وفد رفاعہ بن زید ۶ھ

رفاعہ بن زید الجذامی غزوہ خیبر سے پہلے صلح حدیبیہ کے موقع پر ۶ھ میں آئے اور نبی علیہ ﷺ کو ایک غلام ہدیہ میں پیش کیا، پھر بڑی پختگی کے ساتھ اسلام لائے آپ نے ان کے لئے درج ذیل تحریر لکھا کر دی۔

بسم الله الرحمن الرحیم ـــ هذا کتابٌ مِنْ محمدٍ رسول الله لرفاعة بن زیدٍ انی بعثته إلی قومه عامة ومن دخل فیهم یدعوهم إلی الله وإلی رسوله فمن اقبل مِنهم ففي حِزبِ الله ومن ادبرَ فلهٗ امان شهرین۔

یہ کتاب ہے محمد رسول اللہ علیہ ﷺ کی طرف سے رفاعہ بن زید کے واسطے، میں نے ان کو ان کی قوم اور سارے متعلقین کی طرف بھیجا ہے، یہ سب کو اللہ و رسول کی دعوت پہنچا دیں گے، جو قبول کرے گا اس کا شمار اللہ و رسول کی جماعت میں ہوگا، اور جس نے اعراض کیا اس کیلئے صرف ۲ ماہ کا امان ہے۔ حضرت رفاعہ یہ خط لے کر آئے، قوم کو دعوت دی، بفضلہ تعالیٰ سب لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔(۲)

(۶) وفد خشین ۷ھ

حضرت ابو ثعلبہ خشنی محرم ۷ھ میں جب کہ رسول اللہ علیہ ﷺ خیبر کی طرف نکلنے کی تیاری کر رہے تھے مدینہ منورہ آئے اور آپ کے ساتھ خیبر کی جنگ میں شریک بھی ہوئے اس کے بعد اپنی قوم سے دس آدمیوں کا وفد لے کر دوبارہ تشریف لائے، آپ سے ملاقات ہوئی تو ان سب نے اسلام قبول کر لیا۔(۳)

(۷) وفد دوس ۷ھ

اس وفد کے سربراہ حضرت طفیل بن عمرو دوسی تھے، یہ ہجرت سے قبل ہی نبی کی خدمت سے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تھے، شعر و شاعری، زیرکی اور ہوشمندی میں مشہور تھے، خاندان نے دیکھا تو اس درست ـ

---

(۱) البدایہ ۵/۹۵ (۲) ابن ہشام ۲/۵۹۶

(۳) البدایہ ۵/۹۵

Marfat.com

کہیں ایمان نہ لے آویں، قریش آپ کو گھیر کر رسول اللہ ﷺ سے ملنے اور قرآن پاک کے سننے سے روکنے لگے اور کہا کہ قرآن ایسا جادو ہے جو انسان کو اس کا آبائی مذہب چھڑا دیتا ہے اور خویش واقارب میں جدائی ڈال دیتا ہے، حضرت طفیل اسی خوف سے کان میں روئی ڈالے ڈالے پھرتے تھے لیکن ایک دن اتفاق سے خانہ کعبہ میں رسول اللہ ﷺ کو فجر کی نماز پڑھتے دیکھ لیا اور قرآن کریم کی قرأت بھی کانوں میں پہنچ گئی، پھر کیا تھا اس کی فصاحت و بلاغت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، اور نہایت بے تابی کے عالم میں آپ سے جا کر ملاقات کی، کفار مکہ نے فریب میں ڈالنے کیلئے جو کچھ سکھایا تھا وہ بھی بیان کر ڈالا۔ پھر اسلام کے بارے میں چند سوالات کر کے فوراً ایمان لے آئے، نبی کریم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ جا کر اپنی قوم میں اس کی تبلیغ کرو، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے علامت اور نشانی کے طور پر کوئی چیز عنایت کر دیجئے تا کہ قوم کو میری باتوں کا یقین ہو، آپ نے دعا فرمائی، اللھم نوّر له اے اللہ! انہیں ایک خاص روشنی عطا فرما دے، اس دعا کے اثر سے ان کی پیشانی میں چمک پیدا ہو گئی لیکن وہاں سے جدا ہوئے تو کہنے لگے یا خدا ایسا نہ ہو کہ قوم کے لوگ اسے بیماری تصور کریں اس لئے یہ روشنی ان کی پیشانی سے منتقل ہو کر ان کے کوڑے کے ایک سرے میں ہو گئی، جو رات کی تاریکی میں اجالا کرتی تھی، انہوں نے جا کر اپنی قوم میں تبلیغ کی، ان کے باپ ایمان لے آئے لیکن ماں نے قبول نہ کیا، باقی قوم کے لوگوں میں بھی حضرت ابو ہریرہؓ کے علاوہ کسی نے بھی نہیں مانا، حضرت طفیل مایوس ہو کر رسول کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! قبیلہ دوس کے لوگ ہلاک ہو گئے، انہوں نے میری سچی دعوت کو قبول نہیں کیا، لہذا آپ ان کے حق میں بد دعا کر دیجئے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو بجائے بد دعا کے ان کی ہدایت کے لئے یہ دعا فرمائی: اللھم اھد دوساً وائت بھم۔ اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت سے سرفراز کر اور انہیں میرے پاس بھیج دے آپ کی یہ دعا قبول ہو گئی، حضرت طفیل واپس گئے تو ان کی قوم کے بہت سے آدمی ایمان لے آئے اور ۷ھ کے شروع میں فتح خیبر کے موقع پر ستر یا اسی گھر کے افراد کے ساتھ وفد میں آئے، حضرت ابو ہریرہؓ بھی ہمراہ تھے، یہ لوگ مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ خیبر میں تشریف لے گئے ہیں، اس لئے سیدھے خیبر پہنچ کر آپ سے ملاقات کی، رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے مال غنیمت سے ان سب کو حصہ دلوایا، حضرت ابو ہریرہؓ کا غلام راستے میں بھاگ کر غائب ہو گیا تھا، خدا کی مرضی کہ وہ بھی آ کر یہیں خیبر میں مل گیا، نبی ﷺ نے حضرت

Marfat.com

ابو ہریرہؓ سے فرمایا: لو تمہارا غلام بھی آ گیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ یہ مژدہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فوراً اس غلام کو آزاد کر دیا۔ (۱)

(۸) وفد اشعرین واہل یمن ۷ھ

یہ وفد ابو موسیٰ اشعری کی صحبت میں بعد خیبر آیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پاس اہل یمن آئے، یہ نہایت رقیق القلب اور نرم مزاج ہیں، ایمان یمنیوں کا ہے اور حکمت بھی یمنیوں کی ہے، فخر وغرور اونٹ والوں میں ہوتا ہے اور سکون ووقار بکری پالنے والوں میں۔

حدیث بخاری میں ہے کہ بنو تمیم کے لوگ آئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: اے بنو تمیم! دین کی بشارت قبول کرو، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے بشارت دی تو کچھ مال بھی عطا فرمایئے۔ آپ کو ان کے اس قول سے قدرے ناگواری ہوئی اس کے بعد کچھ لوگ یمن سے آئے تو آپ نے فرمایا: اے اہل یمن! اگر بنو تمیم نے کما حقہ قبول نہ کیا تو تم میری بشارت قبول کرو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے قبول کیا۔ اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ وفد ۷ھ میں نہیں بلکہ ۹ھ میں بنو تمیم کے بعد آیا ہوگا، لیکن حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ وفد بنی اشعر کا بعد خیبر حضرت موسیٰ اشعری کی معیت میں آنا ثابت ہے، پس ممکن ہے ان کے بعد بھی کچھ لوگ ۹ھ میں آ رہے ہوں، بہرحال یہ لوگ جب مدینہ کی طرف چلے تو خوشی میں یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

غدا نلاقی الأحبہ ۔۔۔۔۔ محمدا وحزبہ

کل ہم اپنے محبوب محمد ﷺ اور آپ کی جماعت سے ملیں گے۔ (۲)

(۹) وفد بنی سلیم قبل الفتح ۹ھ

فتح مکہ سے قبل ہی ایک صاحب قیس بن نسیبہ نے براہ راست نبی کریم ﷺ سے آپ کا کلام سنا اور کچھ باتیں بھی دریافت کیں، دل میں تاثر ہوا تو آپ نے اسلام کی دعوت دی جسے انہوں نے بلا توقف قبول کر لیا، پھر اپنی قوم میں گئے اور کہا، ہم نے اہل روم کی باتیں، اہل فارس کا کلام، عرب کے اشعار، کاہنوں کی کہانت اور ملوک حمیر کی گفتگو سنی ہے، لیکن ان میں سے کوئی چیز بھی محمد ﷺ کے کلام کے مشابہ نہیں ہے، اس لئے تم لوگ میری اطاعت کرو، اور آنحضرت ﷺ سے اپنا حصہ حاصل

---

(۱) بخاری مع فتح الباری ۷: ۱۹، البدایہ ۵: ۶۹ (۲) البدایہ ۵: ۶۹

Marfat.com

کرلو، چنانچہ فتح مکہ ۸ھ کے موقع پر بنو سلیم کے لوگ سات سو یا ایک ہزار کی تعداد میں آئے، انہیں میں عباس بن مرداس بھی تھے، ان سب نے اسلام قبول کرلیا اور آپ سے گذارش کی کہ ہمیں لشکر کے مقدمہ میں کر دیجئے اور ہمیں سرخ جھنڈا عطا فرمائیے، پس یہ لوگ فتح مکہ اور اس کے بعد طائف وحنین کی جنگ میں بھی شریک رہے۔

بُت پر لومڑی کے پیشاب کا واقعہ

انہیں لوگوں میں راشد بن عبدربہ بھی تھے یہ حالت کفر میں ایک بت کی پوجا کیا کرتے تھے، اتفاق سے ایک روز دو لومڑیوں کو دیکھا کہ ایک ساتھ اس بت پر پیشاب کر رہی ہیں، اس سے ان کو بڑی عبرت ہوئی اور کہا ۔

أَرَبٌّ يَبُولُ الثُّعْلُبَانِ بِرَأْسِهِ ۔۔۔ لَقَدْ ذَلَّ مَنْ بَالَتْ عَلَيْهِ الثَّعَالِبُ

کیا وہ رب ہوسکتا ہے جس کے سر پر دو لومڑیاں پیشاب کر رہی ہوں؟ اب تو میرے نزدیک وہ معبود بے قدر ہو چکا ہے جس پر لومڑیاں پیشاب کریں۔ پھر دوڑے اور اسے توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، اس کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس آکر اسلام قبول کرلیا، آپ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے، بولے غاوی بن عبدالعزیٰ ، فرمایا تم راشد بن عبدربہ ہو، پھر ان کے لئے موضع رہاط کی زمین قطع فرمادی، وہاں ایک چشمہ جاری تھا، لوگ اسے عین الرسول کہنے لگے، آپ نے فرمایا: راشد بنو سلیم کے بہترین آدمی ہیں۔(۱)

(۱۰) وفد بنی عامر بن صعصعہ ۸ھ

یہ وفد بعض قول کے مطابق فتح مکہ کے بعد اور بعض قول میں اس سے آگے یا پیچھے آیا، اس وفد میں عامر بن طفیل وہی غدار تھا جس نے بیر معونہ میں اصحاب نبیؐ کے ساتھ فریب کر کے ستر حفاظ و قراء کو قتل کرا دیا تھا، وفد میں آیا تو نبی ﷺ کے قتل کی ناپاک اسکیم بنا کر آیا، اس کے ساتھ اربد بن مقیس اور جبار بن سلمٰی ، قوم کے سردار و شیاطین میں سے تھے، عامر نے اربد سے کہہ رکھا تھا کہ میں محمد ﷺ کو باتوں میں مشغول کروں گا تو تم تلوار سے ان کا معاملہ تمام کر دینا چنانچہ اسکیم کے مطابق اس نے آپ سے خلوت میں بات کرنی چاہی، آپ نے فرمایا پہلے تم اسلام قبول کرلو، عامر بولا میں اس وقت اسلام قبول کرسکتا ہوں جب کہ آپ اپنے بعد مجھے اپنا خلیفہ اور جانشین بنادیں۔ آپ نے فرمایا: اسلام لانے کے بعد تمہارے لئے وہی

---

(۱) البدایہ ۵/۹۲

Marfat.com

ہوگا جو عام مسلمانوں کے لئے ہے، عامر یہ سن کر تلملا اٹھا اور بولا، اے محمدؐ! میں آپ کے خلاف سوار اور پیادہ فوج سے مدینہ کو بھر دوں گا اور کھجور کے ہر درخت میں گھوڑا باندھوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اللّٰهم اكفني عامراً واهد قومه" اے اللہ! تو میری طرف سے عامر کے لئے کافی ہو جا اور اس کی قوم کو ہدایت دے۔

اربد کے وار سے بچنے کا معجزہ

عامر آپ کے پاس سے نکلا تو اربد سے کہنے لگا، میں تمہیں بہت بہادر سمجھتا تھا لیکن اب تمہاری وقعت میرے دل سے نکل گئی، تم نے موقع پا کر قتل کیوں نہیں کیا۔ اربد بولا، بخدا جب جب میں نے قتل کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ تم میرے اور ان کے درمیان حائل ہو، اگر میں تلوار چلاتا تو تمہارے سوا کسی پر نہ پڑتی تو کیا میں تمہیں قتل کر دیتا؟

عامر اور اربد پر بددعا کا اثر

عامر پر آپ کی بددعا لگ چکی تھی، وہ آگے بڑھا تو راستے میں ایک سلولیہ عورت کے گھر میں رات بسر کی، وہیں اس کے گلے میں طاعون کی ایک گلٹی نکلی جس سے اسے موت کا یقین ہو گیا، اٹھا اور گھوڑے پر سوار ہو کر کہنے لگا، اغدة كغدة البعير وموت في بيت سلولية کیا یہ گلٹی اونٹ کی طاعونی گلٹی کی طرح ہے اور سلولیہ کے گھر میں مرنا ہے، یہ کہتا تھا کہ گھوڑے کی پشت سے زمین پر گرا اور واصل جہنم ہو گیا۔

اربد وہاں سے بھاگ کر اپنی قوم میں پہنچا، لوگوں نے حال پوچھا تو اس شیطان نے کہا کہ محمد نے ہمیں ایک شی، کی عبادت کی دعوت دی، بخدا میری یہ خواہش ہے کہ مجھے مل جائے تو انہیں مار کر ہلاک کر دیتا، اس گفتگو کے ایک یا دو دن بعد وہ اپنا اونٹ بیچنے کیلئے نکلا، ابھی راستے ہی میں تھا کہ اس پر اور اس کے اونٹ پر آسمان سے بجلی گری جس سے دونوں جل کر ہلاک ہو گئے، اس کے برخلاف بنی عامر کے ایک صاحب مولہ بن کثیف جو اس واقعہ کے راوی ہیں، بیس ہی سال کی عمر میں آ کر اسلام لائے اور رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی، پھر اپنے اونٹوں کو ہانک کر لائے اور ان کی زکوۃ نکال کر آپ کی خدمت میں پیش کی، آپ نے خیر و برکت کے لئے ان کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا، وہ اسلام میں سو سال تک زندہ رہے اور اپنی فصاحت و بلاغت کی وجہ سے ذواللسانین، (دو زبان والے) کا لقب پائے۔(۱)

---

(۱) ابن ہشام ج ۲ ص ۵۶۹، البدایہ ج ۵

Marfat.com

(۱۱)وفد بنی عبس قبل الفتح ۸ھ

یہ وفد نو آدمیوں پر مشتمل آکر ایمان لایا، نبی علیہ السلام نے ان سے خوش ہو کر فرمایا کہ میں تمہارا دسواں شخص ہوں اور حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کو حکم دیا کہ ان کے لئے ایک جھنڈا تیار کریں پھر آپ نے ان سے خالد بن سنان عبسی کا حال پوچھا انہوں نے بتایا کہ ان کے پیچھے ان کا کوئی وارث نہیں رہ گیا۔ پھر آپ نے ان کو قریش کے ایک قافلے کی نگرانی کے لئے بھیجا تا کہ ان کی آمد کی خبر دیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وفد فتح مکہ سے قبل آیا تھا جب کہ آپ سے قریش کی عداوت چل رہی تھی۔(۱)

(۱۲)وفد باہلہ بعد الفتح ۸ھ

باہلہ کے رئیس مطرف بن کاہن فتح مکہ کے بعد آکر اسلام لائے اور اپنی قوم کیلئے امان طلب کیا، آپ نے ان کیلئے حضرت عثمان بن عفانؓ سے ایک کتاب لکھوادی جس میں اسلامی احکام اور فرائض کے مسائل درج تھے۔(۲)

(۱۳)وفد بنی قشیر قبل حنین ۸ھ

یہ وفد بھی فتح مکہ کے بعد غزوۂ حنین سے قبل آیا اس میں قُرہ بن حبیر تھے جو اسلام لائے، آپ نے ان کو ایک چادر عنایت کی اور صدقات کی وصولی کے لئے انہیں ان کی قوم کا امیر مقرر کیا۔(۳)

(۱۴)وفد صداء ذیقعدہ ۸ھ

رسول کریم علیہ السلام نے غزوۂ حنین وغیرہ سے فارغ ہو کر جعرانہ میں مال غنیمت کو تقسیم فرمایا۔ پھر ذیقعدہ ۸ھ میں بقصد عمرہ روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو وہیں سے حضرت قیس بن سعد بن عبادہؓ کی قیادت میں چار سو کا ایک لشکر قوم صداء کی طرف بھیج دیا تا کہ ان سے جنگ کریں لیکن اس لشکر کے پہنچنے سے قبل ہی حضرت زیاد بن حارث صدائی آپ کے پاس پہنچ گئے اور اسلام پر بیعت کر لی، پھر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ لشکر اسلام کو واپس بلا لیجئے، میں اپنی قوم کے اسلام و اطاعت کا ذمہ دار ہوں، آپ نے فرمایا جا کر لوٹا لاؤ، انہوں نے کہا میری سواری تھک چکی ہے، آپ کسی تیز رفتار سوار کو بھیج دیں تو بہتر ہوگا، حضرت زیاد بن

---

(۱)البدایہ ۵/۸۸ (۲)البدایہ ۵/۹۱
(۳)البدایہ ۵/۹۰

Marfat.com

حارث کہتے ہیں کہ اس طرح سے آپ نے لشکر کی واپسی کا حکم دے دیا تو میں نے خط لکھ کر قوم کے پندرہ آدمیوں کو بطور وفد طلب کر لیا، وہ لوگ آ کر ایمان لے آئے تو آپ نے فرمایا: اے صاحب صداء! تم اپنی قوم کے سردار اور مطاع معلوم ہوتے ہو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ ہی نے ان کو ہدایت دی ہے، آپ نے پوچھا کیا میں تم کو ان کا امیر بنا دوں؟ میں نے کہا ہاں، یا رسول اللہ! بنا دیجئے، چنانچہ آپ نے میرے نام امارت نامہ لکھا دیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور ان کے صدقات سے بھی کچھ حصہ میرے لئے مقرر کر دیجئے، آپ نے وہ بھی لکھا کر دے دیا، پھر اس سفر میں چلتے چلتے ایک منزل پر آپ اترے اس منزل کے لوگ آپ کے پاس آ کر اپنے عامل کی شکایت کرنے لگے اور کہا کہ زمانہ جاہلیت میں ہمارے اور ان کے درمیان رنجش تھی، اس لئے انہوں نے ہم پر سختی کی ہے، آپ نے پوچھا کیا دراصل انہوں نے ایسا کیا ہے، سب نے کہا ہاں ایسا ہی ہوا ہے، آپ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مرد مومن کے لئے امارت میں کوئی بھلائی نہیں ہے، میں نے یہ سن کر اپنے جی میں کہا کہ امارت کی ذمہ داری میں نے بھی لے کر غلطی کی ہے، پھر اس کے بعد ایک آدمی آیا اور اس نے آپ سے کچھ طلب کیا تو آپ نے فرمایا کہ غنی ہونے کے باوجود لوگوں سے طلب کرنا، سر کا درد اور پیٹ کی بیماری ہے، سائل نے کہا مجھے کچھ مال زکوۃ سے دے دیجئے آپ نے فرمایا: اللہ نے مال زکوۃ کی تقسیم کسی نبی یا غیر نبی کے ذمہ نہیں چھوڑا بلکہ اس کا مستحق آٹھ قسم کے لوگوں کو کر دیا، پس تم خود ہی دیکھ لو، اگر اس کے کسی قسم میں داخل ہو تو لے لو، میں نے یہ سن کر بھی اپنے جی میں کہا کہ اپنے لئے میں نے بھی صدقے کا سوال کر کے بڑی غلطی کی ہے کیونکہ میں بھی غنی ہوں، پھر آپ رات کے شروع میں سفر پر چلے، میں بھی آپ کے ہمراہ چلتا رہا، آپ کے صحابہ آگے دائیں بائیں اور آگے پیچھے دور دور تک پھیلے ہوئے تھے یہاں تک کہ فجر کا وقت آ گیا، آپ کے حکم سے میں نے فجر کی اذان دی اور اقامت کی اجازت چاہی لیکن آپ نے پورب کی طرف نظر ڈالی اور رکے رہے، جب صبح صادق ظاہر ہوئی تو سواری سے اتر کر بیت الخلا تشریف لے گئے اتنے میں آپ کے تمام صحابہ مجتمع ہو گئے تھے۔

انگلیوں کے درمیان سے پانی ابلنے کا معجزہ

آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے، میں نے عرض کیا کہ پانی اتنا تھوڑا ہے کہ آپ کے لئے کافی نہ ہوگا۔ فرمایا: اسے ایک برتن میں کر کے لاؤ، میں لایا تو آپ نے اس میں اپنا دست مبارک ڈال دیا، اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ پانی آپ کی دونوں انگلیوں کے درمیان سے جوش مارتے

Marfat.com

ابلنے لگا، آپ نے فرمایا: اگر مجھے اللہ عز وجل کی ذات سے شرم دامن گیر نہ ہوتی تو دھوم سے پیتا اور پلاتا لیکن تم لوگوں کو پکار دو کہ جسے حاجت ہو پانی لے جائے، چنانچہ جس کو ضرورت ہوئی آ کر لے گیا، پھر آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے حضر بلال نے تکبیر کہنی چاہی لیکن آپ نے فرمایا کہ اذان تمہارے صدائی بھائی نے کہی ہے اس لئے تکبیر وہی کہیں، حکم پاتے ہی میں نے تکبیر کہی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کے فارغ ہوئے تو میں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے میری قوم کی امارت اور ان کے مالی صدقے سے سبکدوش کر دیجئے، آپ نے دریافت فرمایا، کیا بات ہے، میں نے عرض کیا کہ ابھی راستے میں آپ نے فرمایا تھا کہ مومن کے لئے امارت میں کوئی بھلائی نہیں ہے اور میں اللہ پر ایمان لا چکا ہوں، اسی طرح آپ نے فرمایا تھا، کہ مالدار کے لئے زکوۃ سے مانگنا سر کا درد اور پیٹ کی بیماری ہے، اور میں نے آپ سے اس کا سوال کیا تھا حالانکہ میں غنی ہوں، آپ نے فرمایا: بات تو صحیح ہے، لہذا مناسب سمجھو تو لو ورنہ چھوڑ دو، میں نے کہا میں چھوڑ رہا ہوں، آپ نے فرمایا، پھر کوئی آدمی بتاؤ جسے امیر بنادوں، میں نے وفد کے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا اور آپ نے انہیں امیر بنا دیا۔

کنوئیں میں پانی بڑھنے کا معجزہ

پھر میں نے عرض کیا کہ ہمارے یہاں ایک کنواں ہے، اس کا پانی جاڑے میں کام بھر کا ہو جاتا ہے لیکن گرمی میں سوکھ جاتا ہے اس لئے ہمیں دوسروں کے یہاں جانا پڑتا ہے، اب ہمارے اسلام لانے کی وجہ سے وہ لوگ ہمارے دشمن ہوں گے، لہذا ہمارے کنوئیں کے لئے دعا کر دیجئے کہ اس کا پانی نہ گھٹے، پس آپ نے سات کنکری منگائی اور دست مبارک سے مل کر اس میں دعائے برکت فرمائی اور حکم دیا کہ جا کر اس کنوئیں میں ایک ایک کنکری ڈالنا اور اللہ کا نام یاد کرنا۔ حضرت صدائی کہتے ہیں کہ ایسا کرنے سے اس میں اس قدر پانی بھر گیا کہ ہم اب تک اس کنویں کی گہرائی نہ دیکھ سکے، اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے، اس کے شواہد ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی ہیں۔ (۱)

(۱۵) وفد بنی ثعلبہ بعد جعرانہ ۸ھ

رسول کریم ﷺ جعرانہ سے واپس تشریف لائے تو بنو ثعلبہ کے چار آدمیوں نے بطور وفد آ کر عرض کیا کہ ہم لوگ اپنی قوم کی طرف سے قاصد بن کر آئے ہیں وہ سبھی اسلام کا اقرار کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے

---

(۱) البدایہ ۸۳/۵

Marfat.com

ان کی ضیافت کا حکم دیا، وہ چند یوم ٹھہر کر واپس جانے لگے تو آپ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا: جس طرح دوسرے وفود کو دیتے آئے ہو، اسی طرح ان کو بھی عطیہ دے دو، چنانچہ انہوں نے ہر ایک کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی دے کر رخصت کیا۔(۱)

(۱۶) وفد کعب بن زہیر بعد جعرانہ مدینہ میں

۸ھ کے آخر میں جب کہ نبی کریم ﷺ محاصرۂ طائف اور عمرۂ جعرانہ سے واپس مدینہ تشریف لائے، کعب بن زہیر نے جو شاعر ابن الشاعر اور اپنے ہم عصر شعراء میں گوئے سبقت لے جانے والے تھے، آپ کے پاس آکر اسلام قبول کیا، اور ایک لمبا قصیدہ بھی آپ کی مدح وغیرہ میں پیش کیا۔ ہم نے اس کا مفصل ذکر محاصرۂ طائف کے بعد کے واقعہ میں کر دیا ہے، لہذا یہاں اس کی اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(۱۷) وفد جریر بن عبداللہ البجلی آخر ۸ھ

جریر بن عبداللہ نہایت ہی خوبصورت شکیل وجمیل تھے اس کے باوجود ہمیشہ نظر نیچی کر کے چلتے، اسلام لانے کے بعد انہوں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ اچانک کسی غیر محرم پر نظر پڑ جائے تو کیا کروں، آپ نے فرمایا: فوراً نظر پست کر لو۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ ان کے جوتے کی لمبائی ایک ہاتھ تک تھی، یہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، کس نیت سے چلے ہو؟ انہوں نے کہا: آپ کے ہاتھوں پر بیعت اسلام کے لئے، یہ سن کر آپ نے ان پر ایک کمبل ڈال دیا، اور اصحاب سے کہا جب کسی قوم کا شریف آئے تو اس کی عزت کرو، پھر آپ نے فرمایا: اے جریر! میں دعوت دیتا ہوں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرو، اللہ اور یوم آخرت اور تقدیر پر ایمان لاؤ، فرض نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کرو، شرک سے بیزاری اور مسلمانوں کی خیر خواہی کرو۔ یہی جریر بن عبداللہ ہیں، جن کو ایمان لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ذی الخلصہ بت ڈھانے کے لئے ایک سو پچاس آدمیوں کے ساتھ روانہ فرمایا تھا، اس کا مفصل ذکر ۸ھ کے آخری بیان میں آچکا ہے۔(۲)

(۱۸) وفد بنو تمیم محرم ۹ھ

بقول ابن سعد یہ وفد محرم الحرام ۹ھ میں آیا چونکہ اس کا مفصل ذکر سریہ عیینہ بن حصن فزاری سے

---

(۱) البدایہ ۵/۸۹ (۲) البدایہ ۵/۷۷

Marfat.com

تحت ہم لکھ چکے ہیں، اس لئے یہاں ترک کیا جاتا ہے۔

(۱۹) وفد بنی اسد ۹ھ

واقدی نے لکھا ہے کہ ۹ھ کے شروع میں دس آدمیوں پر مشتمل بنو اسد کا وفد آیا، انہیں میں ضرار بن ازور، وابصہ بن معبد، نفادہ بن عبداللہ اور طلحہ بن خویلد اسدی وغیرہ تھے، طلحہ نے کچھ دنوں کے بعد مرتد ہو کر خود نبوت کا دعویٰ کر دیا، پھر ابو بکر صدیق کے دور خلافت میں تائب ہو کر اسلام لائے اور ثابت قدم رہے، اس وفد کے رئیس حضرمی بن عامر تھے، انہوں نے کہا، یا رسول اللہ! ہم لوگ سخت اندھیری رات، قحط سالی کے زمانے میں اسلام قبول کرنے آئے، حالانکہ آپ نے ہمارے لئے کوئی لشکر نہیں بھیجا تھا، اس پر اللہ عزوجل نے آیت نازل فرمائی: ﴿ يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴾ اے نبی! آپ پر احسان رکھتے ہیں کہ اسلام لائے، آپ کہہ دیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان مت جتاؤ، بلکہ اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی ہدایت دی، اگر تم اپنے قول میں سچے ہو۔

انہیں بنو اسد میں ایک قبیلہ بنو رتبہ کہلاتا تھا، آپ نے ان کا نام بدل کر بنو رشدہ رکھ دیا، اس قبیلہ کی واپسی کے وقت نبی ﷺ نے نفادہ بن عبداللہ سے فرمایا: اگر کوئی ایسی اونٹنی ملے جو سواری میں عمدہ ہو، دودھ بھی بہتر دیتی ہو، اور بچے والی بھی نہ ہو، تو لادو، انہوں نے جا کر تلاش کیا تو ان کے چچا زاد بھائی کے یہاں مل گئی، لائے تو آپ نے اس کا دودھ نکلوا کر خود پیا اور اپنا جوٹھا حضرت نفادہ کو پلایا پھر دعا فرمائی، اے اللہ! اس میں برکت عطا فرما اور جس نے دیا ہے اس کو بھی برکت سے نواز، نفادہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو لایا ہے اس کے لئے بھی دعائے برکت فرمائیے، آپ نے فرمایا: اے اللہ! جو لایا ہے اسے بھی برکت عطا فرما۔(۱)

(۲۰) وفد بنی عذرہ ۹ھ

یہ وفد ۱۲/ آدمیوں پر مشتمل صفر ۹ھ میں آیا نبی کریم ﷺ نے پوچھا تم کس قوم سے ہو؟ انہوں نے بتایا، ہم قصی کے ماں شریک بھائی ہیں، ہم نے ان کی مدد کی ہے، ہمارے لئے آپ سے قرابت اور خاندانی رشتہ ہے، آپ نے ان کو خوش آمدید کہا اور ملک شام کی فتح کا مژدہ سنایا، کاہنوں سے سوال کرنے سے اور ان

---

(۱) البدایہ ۵/۸۸

Marfat.com

کے ذبیحوں سے منع فرمایا جو جاہلیت میں کرتے تھے، ان سب نے اسلام قبول کرلیا، اور چند روز قیام کر کے اپنے وطن واپس گئے۔(۱)

(۲۱) وفد بلی ربیع الاول ۹ھ

یہ وفد ربیع الاول ۹ھ میں آکر اسلام لایا اور مدینہ میں تین دن قیام کیا، اس کے امیر ابوالضبیب مہمان نوازی کے بہت شائق تھے، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ اس میں اجر ملے گا؟ فرمایا: ہاں، امیر وغریب کوئی بھی مہمان ہو، اس کی مہمان نوازی میں صدقہ کا اجر ہے۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ مہمان کی مدت کیا ہے، آپ نے فرمایا: تین دن، اس کے بعد انہوں نے پوچھا کہ اگر کوئی گمشدہ بکری ملے تو کیا کیا جائے، آپ نے فرمایا وہ تمہارے لئے ہے یا اس کا مالک مل جائے تو وہ حق دار ہے ورنہ بھیڑیا کھالے گا، پھر انہوں نے گمشدہ اونٹ کے بارے میں پوچھا، تو آپ نے فرمایا، اس سے تمہیں کیا سروکار، اسے چھوڑ دو، جب بھی اس کا مالک آئے گا پالے گا۔(۲)

(۲۲) وفد بنی طے جمادی الاولیٰ تا رجب ۹ھ

حضرت علیؓ کی ماتحتی میں ربیع الاول یا ربیع الآخر ۹ھ میں ایک سریہ بنو طے کی طرف بھیجا گیا، وہ بنو طے کے بت خانہ قلس کو منہدم کر کے حاتم کی لڑکی سفانہ اور کچھ دوسرے قیدیوں کو گرفتار کر کے مدینہ میں حاضر ہوگیا، نبی ﷺ نے حاتم کی لڑکی کے ساتھ احسان وسلوک فرما کر آزاد کردیا، وہ وہاں سے سیدھے اپنے بھائی عدی بن حاتم کے پاس چلی گئیں جو قبیلہ طے سے بھاگ کر ملک شام میں پناہ گیر ہوگئے تھے، سفانہ نے اپنے بھائی عدی سے نبی ﷺ کا احسان وکرم بیان کر کے فوراً مدینہ بھیج دیا تھا، اس لئے گمان غالب ہے کہ حضرت عدی جمادی الاولیٰ سے رجب ۹ھ کے درمیان تک ضرور مدینہ گئے ہوں گے، ان کا پورا واقعہ مفصل طور پر اس سے پہلے سریہ علی بن ابی طالب کے ذیل میں گزر چکا ہے، یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں رہا اس وفد کا ذکر جس میں حضرت زید الخیل تشریف لائے تھے، اس کے مہینہ کا ذکر نہیں ملتا، ممکن ہے کہ حضرت عدی کے واپس جانے کے بعد ہی پیش آیا ہو، بہر حال حضرت زید اس وفد کے سردار تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے بعد گفتگو ہوئی تو وہ اور ان کے سب ساتھی اسلام لے آئے اور اسلام میں اچھے رہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اہل عرب سے جن جن لوگوں کے فضائل میں سنا کرتا

---

(۱) زادالمعاد ۳/۲۶ — (۲) زادالمعاد ۳/۲۷

Marfat.com

تھا، زید الخیل کے سوا کسی کو ایسا کامل نہیں پایا، پھر آپ نے ان کا نام زید الخیر رکھ دیا، اور مقام فید کی زمین اور مزید ایک قطعہ آراضی ان کے نام لکھ دی، جب وہ رخصت ہونے لگے تو آپ نے فرمایا: اگر زید مدینہ کے بخار سے نجات پا گئے تو بچ جائیں گے۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت زید نجد کے چشمۂ فروہ پر پہنچے تو بخار سے انتقال کر گئے، لیکن حافظ ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ زید الخیرؓ کا انتقال خلافت فاروقی میں ہوا، ان کے دو بیٹے مکنف، اور حریث بھی مسلمان ہو گئے تھے، دونوں صحابی ہیں، حضرت خالدؓ کے ساتھ مل کر مرتدین سے جہاد بھی کیا، واللہ اعلم۔(۱)

(۲۳) وفد بنی کنانہ رجب ۹ھ

اس وفد کے امیر حضرت واسلہ بن اسقع لیثی اس وقت مدینہ آئے جب کہ رسول اللہ ﷺ تبوک میں جانے کی تیاری فرما رہے تھے، انہوں نے اسلام قبول کر کے آپ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، پھر اپنی قوم میں جا کر اسلام کی دعوت دی، اور اپنے والد سے تبوک میں جانے کیلئے سواری طلب کی، لیکن ان کے باپ نے قبول نہ کیا، البتہ ان کی بہن اسلام لے آئی اور سامان سفر کر دیا، پھر مدینہ آ کر حضرت کعب بن عجرہ کے اونٹ پر سوار ہو کر شریک غزوہ ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو حضرت خالدؓ کے ساتھ اکیدر کی گرفتاری کے لئے دومۃ الجندل بھی روانہ کیا، انہوں نے واپس آ کر حضرت کعب بن عجرہ کو مال غنیمت سے سواری کا حصہ دینا چاہا، لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا، میں نے آپ کو محض اللہ کی رضا کیلئے سوار کیا تھا۔(۲)

(۲۴) وفد فروہ بن عمر الجذامی رجب ۹ھ

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ حضرت فروہ بن عمر جذامی جو روم کی جانب سے علاقہ معان وغیرہ کے حاکم تھے، رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے اسلام کی خبر دینے کے لئے اپنا قاصد بھیجا اور ایک سفید خچر آپ کو بطور ہدیہ روانہ کیا۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ میرے سمجھ میں یہ واقعہ یا تو تبوک کا ہے یا اس کے بعد کا، ملک روم کو جب ان کے اسلام کی خبر ہوئی تو طلب کر کے قید کر دیا اور کہا اسلام سے پھر جاؤ ہم تمہیں سلطنت پر قائم رکھیں گے، انہوں نے فرمایا، میں دین محمدیؐ کو چھوڑ نہیں سکتا آپ خوب جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ

(۱) زاد المعاد ۲/۲۷، ابن ہشام ۲/۵۷۷ (۲) البدایہ ۵/۹۱

Marfat.com

اسلام نے ان کی نبوت کی بشارت دی ہے، لیکن ہم اپنے ملک کے لالچ میں ایمان نہیں لائے ہیں، اس نے یہ سنا اور ان کی پختگی دیکھی تو فلسطین میں عفراء نامی چشمے پر سولی دے کر قتل کرا دیا، قتل سے پہلے انہوں نے کئی شعر پڑھے، آخری شعر یہ ہے ؎

بَلِّغ سراۃَ المسلمینَ بِأنَّنِي　　سلمٌ لِربّي أعظمي ومقامي

خدایا! مسلمانوں کے سردار (محمد مصطفی ﷺ) کو خبر کر دے کہ میری ہڈیاں اور مقام میرے رب کے لئے قربان ہیں، رضی اللہ عنہ وأرضاہ۔(۱)

(۲۵) وفد ہمدان بعد تبوک ۹ھ

ابن ہشام نے ذکر کیا ہے کہ یہ وفد اس وقت آیا جب کہ رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس ہوئے، اس وفد میں مالک بن نمط، ابوثور ذوالمعشار، اور مالک بن ربیعہ وغیرہ کئی لوگ تھے، ان سب نے اسلام قبول کیا، مالک بن نمط نے آپ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ہمدان کے چیدہ اور بہترین لوگ شہر و دیہات سے جوان تیز رفتار اونٹوں پر اسلام کی رسیوں سے جڑے ہوئے آپ کے پاس آئے ہیں، انہیں اللہ کے بارے میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں ہے، یمن کے قبیلہ خارف اور یام اور شاکر کے لوگ ہیں، یہ اونٹ اور گھوڑوں کے سوار ہیں، رسول کی دعوت میں لبیک کہنے والے ہیں، جھوٹے خداؤں اور پتھروں کے معبودوں کو چھوڑنے والے ہیں، ان کا عہد کبھی نہ ٹوٹے گا، جب تک لعلع پہاڑ قائم رہے گا اور جب تک بچے لعلع مقام پر دوڑیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے خوش ہو کر ان کے لئے درج ذیل نامہ مبارک لکھ دیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ هذا كتاب من محمدٍ رسول الله لمخلاف خارف اهل خباب المضب وحقاف الرمل مع وفدها ذي المعشار مالك بن نمط ومن اسلم من قومه على أن لهم فراعها ووهاطها ما اقاموا الصلوة وآتوا الزكوة ياكلون علافها ويرعون عافيها لهم بذلك عهد الله وذمام رسوله وشاهدهم المهاجرون والانصار۔

یہ تحریر محمد رسول اللہ کی جانب سے ہے مخلاف خارف، خباب المضب، اور ریت کے متدیر ٹیلے والوں کیلئے ذوالمعشار مالک بن نمط کے اور ان کی قوم کے ساتھ جو اسلام لائے ہیں ان کے لئے وہاں کی

---

(۱) خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۶، ابن ہشام ص ۵۹۱، البدایہ ج ۵ ص ۱۶

Marfat.com

بلند و پست زمین ہے، جب تک نماز وزکوۃ کی پابندی کریں گے، اس کا پھل کھائیں اور گھاسوں کو چرائیں، ان کیلئے اللہ و رسول کا عہد و میثاق ہے، اس کے گواہ مہاجرین وانصار ہیں۔(۱)

صحیحین میں ہے کہ ۱۰ھ میں حضرت علیؓ باقی لوگوں کو دعوت دین کے لئے بھیجے گئے انہوں نے آپ ﷺ کا دعوتی نامۂ مبارک بھی پیش کیا تو بقیہ اہل ہمدان بھی مسلمان ہوگئے، آپ کو اس کی خوشخبری ملی تو سجدۂ شکر میں گر گئے، اور فرمایا: السّلامُ علی هَمْدانَ ، السَّلامُ علی هَمْدانَ ، ہمدان پر سلامتی ہو، ہمدان پر سلامتی ہو۔

(۲۶) وفد بنی فزارہ بعد تبوک

تبوک سے واپسی کے بعد بنو فزارہ کے دس پندرہ اشخاص جن میں خارجہ بن حصن، اور حارث بن قیس وغیرہ تھے آئے اور اسلام کا اقرار کیا، ان کی سواریاں کمزور اور دبلی تھیں انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہمارے یہاں قحط سالی سے جانور ہلاک ہوگئے، باغات خشک ہوگئے، اہل وعیال بھوکے مر رہے ہیں، اللہ سے دعا فرمائیے، ہم آپ کو خدا کے پاس سفارشی ٹھہراتے ہیں اور خدا کو آپ کے پاس۔

اللہ کسی سے شفاعت نہیں کرتا

آپ نے فرمایا تمہارے لئے خرابی ہو، خدا ہی تو سب کا معبود اور مالک ہے اس سے بڑھ کر کون ہے جس سے وہ شفاعت کرے، میں تو شفاعت کروں گا، لیکن اللہ کسی سے شفاعت نہیں کرتا۔

بارش کی دعا اور قبولیت

پھر آپ منبر پر چڑھے اور اس طرح سے دعا فرمائی، اللهم اسقِ بلادك وبهائمَكَ وانشُرْ رحمَتك واحي بلدك الميت، اللهم اسقِنَا غيثًا مغيثًا مريًا مريعًا واسعًا عاجلًا غير آجلٍ نافعًا غير ضارٍ ، اللهم اسقِنا سُقيًا رحمةٍ لا سُقيًا عذابٍ ولا هدمٍ ولا غرقٍ ولا محقٍ. اللهم اسقِنَا الغيث وانصُرنَا علَى الاعداء.

اے اللہ! اپنے ملک اور چوپایوں کو سیراب کر دے، اپنی رحمت کو پھیلا دے، اور مردہ آبادی کو زندہ کر دے، اے اللہ! ہم پر فریاد رسی کرنے والی خوشگوار، سبزہ اگانے والی عام اور کشادہ بارش نازل فرما جو جلد آنے والی ہو، دیر نہ ہو، نفع پہنچانے والی ہو، نقصان نہ کرے، اے اللہ! ہم پر اپنی رحمت کی بارش اتار، عذاب کی

(۱) ابن ہشام ۲/ ۵۹۷

Marfat.com

بارش نہ ہو، نہ گرنے ڈوبنے اور ہلاک کرنے والی ہو، اے اللہ! ہم کو سیراب فرما اور دشمنوں پر مدد کر، راوی کہتا ہے کہ اس دعا کے بعد ایک ہفتہ تک بارش ہوتی رہی تو پھر آپ نے منبر پر چڑھ کر دعا فرمائی۔

اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا عَلَى الآكام والظراب وبطونِ الاودية ومنابتِ الشجر.

اے اللہ! ہم پر نہیں بلکہ ہمارے اردگرد (جہاں ضرورت ہو) برسا، نیز پہاڑیوں، ٹیلوں اور جنگلات میں برسا، اس دعا کے اثر سے بارش ٹل گئی اور مدینہ کی فضا صاف ہوگئی۔(۱)

(۲۷) وفد بنی مرہ بعد تبوک

یہ وفد بھی ۱۳ آدمیوں پر مشتمل غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد آیا، ان میں حارث بن عوف وغیرہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سب کو دس دس اوقیہ چاندی دیا، اور حارث بن عوف کو ۱۲ اوقیہ عنایت فرمایا۔ ان لوگوں نے بھی اپنے وطن میں قحط سالی کا ذکر کیا تو آپ نے ان کیلئے دعا فرمائی، جب وہ واپس گئے تو معلوم ہوا کہ اسی دن بارش ہوئی جس روز آپ نے دعا فرمائی تھی۔ (البدایہ ۵/ ۵۹) اس بارش کی خبر اور اس سے کھیتوں اور جانوروں میں جو افزائش ہوئی اس کی اطلاع ان لوگوں نے آپ کو حجۃ الوداع کے موقع پر دی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسی اللہ کے لئے حمد ہے جس نے ایسی برکت عطا فرمائی ہے۔(۲)

شاہان حمیر کا قاصد اور خط بعد تبوک

تبوک سے واپس ہو کر رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو شاہان حمیر حارث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال اور ذی رعین و معافر و ہمدان ماتحت امیر نعمان اور مالک بن مرہ رہاوی نے اپنا قاصد اور شاہی خط روانہ کیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ ہم نے شرک اور اہل شرک سے جدا ہو کر اسلام قبول کر لیا ہے، مالک بن مرہ کے خط کے ساتھ ایک نہایت ہی قیمتی حلہ بھی آپ کے لئے بطور ہدیہ آیا تھا، آپ نے ان کے خط کے جواب میں جو نامہ مبارک تحریر فرمایا بہت لمبا ہے لیکن ہم اس کا مختصر ترجمہ یہاں درج کرتے ہیں

آپ نے بسم اللہ وغیرہ کے بعد تحریر فرمایا کہ تمہارا قاصد ہمیں روم (تبوک) سے واپسی کے بعد مدینہ میں ملا، اس نے تحفہ اور خط دینے کے بعد مطلع کیا کہ تم نے اسلام قبول کر کے اہل شرک سے قتال کیا ہے، اگر دراصل تم نے اپنی اصلاح کر کے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، نماز اور زکوۃ کے پابند رہے، خمس غنیمت سے سہم رسول ادا کیا تو سمجھو کہ اللہ نے تمہیں ہدایت دی ہے، زمین کی پیداوار میں جو شے

(۱) البدایہ ۵/ ۱۱ (۲) [illegible]

یا آسمانی پانی سے سیراب ہو، دسواں حصہ زکوۃ ہے اور جس میں کھینچ کر ڈول وغیرہ سے پانی پہنچایا گیا ہو، بیسواں حصہ ہے۔ اسی طرح چالیس اونٹوں میں ایک دوسالہ مادہ شتر اور تیس اونٹوں میں ایک دوسالہ نر شتر اور پانچ اونٹوں میں ایک بکری اور دس میں دو بکریاں، اسی طرح چالیس گائے بیل میں ایک گائے اور تیس میں ایک بچھڑا اور ہر چالیس بکری میں ایک بکری، اس قدر اللہ کا فریضہ ہے، لیکن جو از خود اس سے زیادہ دے گا وہ اس کیلئے بہتر ہے، جو اس کو ادا کرے گا اور اپنے اسلام کی شہادت دے گا اور مشرکین کے مقابلہ میں مومنین کی مدد کرے گا، اس کا شمار مومنین میں ہوگا، اس کیلئے اللہ ورسول کا ضمان ہے، اسے مسلمانوں کے حقوق حاصل ہوں گے، اور جو یہودی یا نصرانی اسلام قبول کر لے اس کے لئے وہی حقوق ہیں، لیکن جو اپنی یہودیت ونصرانیت پر قائم رہے اس پہ کوئی جبر نہیں اس کو جزیہ دینا ہوگا، جو ہر بالغ مذکر ومونث آزاد وغلام پر ایک دینار سالانہ یا اس کے مساوی کوئی مال از قسم کپڑا وغیرہ ہو۔

یاد رکھو! زکوۃ کا مال محمد ﷺ وآل محمد ﷺ کے لئے حلال نہیں، یہ امراء سے لے کر مسلمان فقراء ومسافروں پر خرچ کیا جائے گا، ہمارے تحصیلدار جائیں گے، ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا، اس وقت معاذ بن جبلؓ کی امارت میں عبداللہ بن زیدؓ اور عقبہ بن نمیرؓ جا رہے ہیں ان کو راضی کر کے واپس کرنا، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (۱)

(۲۸) وفد ثقیف رمضان ۹ھ

رسول اکرم ﷺ غزوۂ طائف اور عمرۂ جعرانہ سے فارغ ہو کر مدینہ کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت عروہ بن مسعود ثقفی جو ثقیف کے رئیس اور بڑے سرداروں میں تھے، بغرض قبول اسلام آکر راستے ہی میں ذی قعدہ ۸ھ آپ سے ملاقی ہوئے، یہ وہی عروہ ہیں جن کے بارے میں کفار مکہ کہا کرتے تھے کہ اگر نبوت ملتی تو انہیں کو ملنی چاہئے۔ آج خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ خود آکر اسلام میں داخل ہو گئے اور آپ سے عرض کیا کہ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں اپنی قوم میں دین کی تبلیغ کروں آپ نے فرمایا کہ تمہاری قوم میں جاہلیت کی نخوت ہے اس لئے مجھے خطرہ ہے کہ تمہیں قتل کر دیں گے، حضرت عروہؓ نے کہا میری قوم مجھ سے بہت محبت کرتی ہے، میں ان کے نزدیک ان کی آنکھوں سے بھی زیادہ محبوب ہوں، میں سو جاتا ہوں تو مجھے ادب کی وجہ سے بیدار نہیں کرتے، انہوں نے اس طرح کہہ کر اجازت لے لی پھر اپنی قوم میں دین کی

(۱) ابن ہشام ۲/ ۵۸۸تا ۵۹۰

Marfat.com

اشاعت شروع کردی، اور اپنے اسلام قبول کرنے کا بھی اعلان کیا، ایک دن فجر کے وقت اپنے بالا خانے پر گئے وہاں نماز کے لئے اذان دی، اچانک ایک شقی نے تیر سے حملہ کر دیا، جس سے جان بچنے کی امید نہ رہی، ان کے حمایتیوں نے جا کر ان سے دریافت کیا کہ اپنے خون اور دیت کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ یہ ایک عزت اور شہادت ہے جو اللہ نے مجھے عطا فرمائی ہے، اس لئے میرا حکم وہی ہے، جو محاصرۂ طائف کے وقت مسلمان شہداء کا ہوا، لہٰذا مجھے انہیں شہیدوں کے پاس دفن کر دینا، نبی ﷺ نے ان کا حال سنا تو فرمایا، ان کی مثال ان کی قوم میں بالکل اسی طرح ہے جس طرح صاحب یٰسین کی مثال ان کی قوم میں تھی، حضرت عروہؓ تو شہید ہو گئے لیکن ان کی شہادت کے چند ہی مہینے کے بعد ان کی قوم کو ہوش آیا، انہوں نے بیٹھ کر آپس میں مشورہ کیا اور اپنے ایک دوسرے سردار عبد یالیل بن عمرو سے درخواست کی کہ اب ہمارے لئے اسلام کے سوا کوئی راستہ باقی نہیں رہا، اس لئے آپ جا کر نبی ﷺ سے ملیں اور معاملہ طے کریں، یہ وہی عبد یالیل یا ابن یالیل تھا جس کے گھر پر نبی ﷺ ۱۰ھ نبوت میں مکہ سے حضرت زید بن حارثہؓ کو لے کر دین کی دعوت کیلئے پیدل گئے تھے لیکن اس نے بڑی بے رخی سے آپ کو جلی کٹی سنائی اور کہا کہ اگر آپ نبی ہوتے تو اتنی دور جوتیاں چٹخاتے ہوئے پیدل نہ آتے۔ پھر اس نے آپ کے پیچھے اوباشوں کو لگا دیا۔ جنہوں نے پتھروں سے مار کر آپ کو خون سے تر کر دیا، یہاں تک کہ آپ بیہوش ہو کر گر گئے۔

ظالموں پر بددعا سے احتراز

آپ کو ہوش آیا تو پہاڑ کے فرشتے نے آکر عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ حکم دیں تو ان ظالموں کو طائف کے دونوں پہاڑوں کے درمیان پیس دوں، آپ نے فرمایا نہیں مجھے تو امید ہے کہ انہیں کی نسل پشت سے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو اللہ عزوجل کی بندگی کریں گے۔ (۱)

اللہ کی مرضی دیکھئے کہ وہی عبد یالیل جس نے آج سے چند دن پہلے آپ کو اپنے یہاں سے نکال کر سخت ایذاء پہنچائی تھی آج اس کی قوم کے لوگ اسے دربار نبوی میں حاضری کیلئے مجبور کر رہے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ میں اکیلا مدینہ نہیں جا سکتا اسلئے کہ مجھے خطرہ ہے کہ جو معاملہ تم نے عروہ کے ساتھ کیا ہے وہی میرے ساتھ بھی کرو گے۔ یہ سن کر ثقیف نے اس کی تقویت قلب کیلئے اس کے ساتھ دو اور سرداروں کو

---

(۱) بخاری ۱: ۴۵۸

Marfat.com

بھی کر دیا۔ اور یہ قافلہ چھ یا دس آدمیوں پر مشتمل رمضان ۹ھ میں مدینہ وارد ہوا، پہلے اس وفد کی ملاقات حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے ہوئی، وہ آنحضرت ﷺ کی طرف دوڑے کہ بنو ثقیف کی آمد کا مژدہ سنا دیں، لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ یہ خوشخبری مجھے پہنچانے دیجئے، حضرت مغیرہؓ نے تسلیم کر لیا اور خود لوٹ کر بنو ثقیف کو آنحضرت ﷺ سے ملنے اور اسلامی طرز پر سلام کرنے کا طریقہ سکھایا پھر بھی انہوں نے اسلامی طرز چھوڑ کر وہی سلام کیا جو جاہلیت میں رائج تھا، نبی ﷺ نے ان کے لئے مسجد کے صحن میں خیمہ لگوا دیا تاکہ نماز میں قرآنی آیات کو سن کر نصیحت پذیر ہوں، اس طرح سے ثقیف کے افراد نے اسلام قبول کر لیا، رمضان شریف کا مہینہ تھا، اس کا روزہ بھی رکھنے لگے لیکن اپنی جہالت کے سبب سود، زنا، اور اپنے بت لات کے بارے میں رخصت کے طلب گار ہوئے اور نماز و شرکت جہاد کی پابندی سے معافی چاہی، آپ نے قرآنی آیات پڑھ کر انہیں سمجھایا کہ سود، شراب اور زنا یہ سب فواحش میں سے ہیں اس لئے ان کی اجازت اسلام کبھی نہیں دے سکتا، اسی طرح فرمایا کہ اس دین میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہ ہو، البتہ زکوٰۃ کی ادائیگی اور جہاد کی شرکت کو اسلام کے راسخ ہونے تک مہلت دے دی اور بت کے بارے میں فرمایا کہ اسے ڈھانا ہوگا، وہ کہنے لگے ہائے افسوس اگر ہمارا معبود جان لے گا تو ہم کو قتل کر دے گا، حضرت عمرؓ اس وقت موجود تھے انہوں نے کہا، اے ابن عبد یالیل کیسی جہالت کی بات کرتے ہو، تمہارا بت ایک پتھر کے سوا کیا ہے، ثقیف نے کہا، اے ابن خطاب ہم تمہارے پاس نہیں آئے ہیں، پھر آنحضرت ﷺ سے کہنے لگے کہ ہم لات کو اپنے ہاتھوں سے نہیں ڈھائیں گے، یہ کام آپ خود کرائیے آپ نے اسے تسلیم کر لیا۔

یہ ساری باتیں طے ہو گئیں اور ثقیف کے لوگ یہاں سے رخصت ہو کر وطن پہنچے تو مصلحتاً کئی روز اپنا اسلام چھپائے رہے اور قوم سے کہا کہ محمد ﷺ بہت سخت ہیں انہوں نے سود، زنا اور شراب سب حرام کر دیا، اور لات کو ڈھانے کا حکم دیا ہے، تمہیں ان سے لڑنے کی طاقت ہو تو جا کر مقابلہ کرو، پہلے تو انہوں نے اسلام کے تسلیم کرنے سے انکار کیا لیکن دو تین دن کے بعد انہیں احساس ہوا، اللہ نے ان کی دلوں میں اسلام کا رعب ڈال دیا، اس لئے نرم پڑ گئے، اب ان کی نرمی کو دیکھ کر وفد کے لوگوں نے بتایا کہ ہم لوگ مسلمان ہو چکے ہیں۔ نبی ﷺ کو ہم نے سب سے باوفا، صاحب تقویٰ اور رحم و کرم کرنے والا پایا، لہٰذا تم بھی اللہ کی سلامتی والی راہ قبول کر لو، ہم نے تم سے یہ بات اس لئے چھپا رکھی تھی تاکہ تمہاری شیطانی نخوت کو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

تمہارے دلوں سے نکال دے، یہ سن کر ان سب نے اسلام قبول کر لیا، اس کے چند یوم کے بعد حضرت خالد بن ولید کی امارت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو لات بت کو ڈھانے کے لئے روانہ فرمایا، انہیں میں مغیرہ بن شعبہ اور ابو سفیان وغیرہ بھی تھے، جب یہ لوگ ڈھانے کیلئے آگے بڑھے تو ثقیف کے بہت سے مرد اور عورتیں ڈر کی وجہ سے نکل بھاگے تاکہ کوئی آفت نہ آ جائے، اور حضرت مغیرہ بن شعبہ نے پھاوڑہ لے کر اپنے ساتھیوں سے کہا، ابھی میں تھوڑی دیر کے لئے ثقیف کی جہالت پر ہنسنے کا موقع دیتا ہوں، چنانچہ وہ پہلا ہی پھاوڑہ چلا کر خود ہی زمین پر گر پڑے، اب کیا تھا، ثقیف کے لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ دیکھو ہمارے معبود نے مغیرہ کو قتل کر دیا، اب کسی کی ہمت نہیں کہ اس کے قریب جائے، یہ سنتے ہی کہ مغیرہ کھڑے ہو گئے اور کہا اے نادانو! یہ پتھر اور مٹی کا بت کیا کر سکتا ہے، پھر اسے توڑ پھوڑ کر ڈھیر کر دیا، اس کے بعد دیوار پر چڑھ کر اس کا ایک ایک پتھر الگ کر کے زمین کے برابر کر دیا۔

بت خانے کے دربان نے دیکھا تو کہا ابھی تو بنیاد باقی ہے، اس کو جو کھودے گا وہ ہرگز عافیت میں نہیں رہے گا بلکہ زمین میں دھنسا دیا جائے گا، یہ سن کر حضرت مغیرہ نے حضرت خالد سے کہا مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی بنیاد بھی کھود ڈالوں، چنانچہ اجازت ملتے ہی اس کی بنیاد کھود ڈالی گئی اور اس کا سارا سامان لا کر تقسیم کر دیا گیا۔(۱)

(۲۹) وفد بنی حنیفہ ۹ھ

یہ وفد ۱۷ آدمیوں پر مشتمل ۹ھ میں آیا، مہینے کا ذکر نہیں ملا، اس وفد کے آنے سے قبل فتح مکہ سے پہلے ہی جب کہ مسلمانوں سے قریش کی عداوت چل رہی تھی، بنو حنیفہ کے سردار حضرت ثمامہ بن اثال گرفتار کر کے لائے گئے اور مسجد نبوی کے ستون میں باندھ دیئے گئے تھے، نبی ﷺ نے پہلے روز ان سے دریافت فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو، انہوں نے عرض کیا کہ اگر آپ مجھے قتل کر دیں گے تو میں اس کا مستحق ہوں، اور اگر احسان فرمائیں گے تو شکر گذار رہوں گا، اور چھوڑنے کے عوض مال چاہیں تو جس قدر کہیں گے ادا کروں گا، دوسرے اور تیسرے روز بھی آپ نے یہی سوال کیا اور ثمامہ یہی جواب دیتے رہے بالآخر بغیر شرط اور معاوضہ کے آپ نے انہیں رہا فرما دیا۔ ثمامہ کے دل پر اس کا بہت اچھا اثر پڑا، وہ تین دن تک مسلسل مسجد نبوی میں قرآن پاک کی قرأت بھی سن چکے تھے، اسی لئے وہاں سے جدا ہو کر مسجد نبوی سے

(۱) ابن ہشام ۲/ ۵۴۳، البدایہ ۵/ ۲۹

Marfat.com

قریب ایک نخلستان میں غسل کیا اور خود ہی حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے، پھر کہنے لگے۔ یا رسول اللہ! میرے نزدیک آپ سے اور آپ کے لائے ہوئے دین اور آپ کے اس شہر سے برا کوئی نہ تھا، لیکن اب آپ سے اور آپ کے اس دین سے زیادہ محبوب کوئی نہیں ہے، پھر آپ سے عمرہ کرنے کی اجازت چاہی، آپ نے انہیں بشارت دی اور عمرہ کی اجازت فرمائی، وہ مکہ گئے تو قریش نے طعنہ دیا کہ تم صابی ہو گئے ہو، انہوں نے کہا میں صابی نہیں بلکہ مسلمان ہوا ہوں، اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب بغیر محمد ﷺ کی اجازت کے تم یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی نہیں لا سکتے۔ یہی ثمامہ ہیں جن کی سعی سے بنوحنیفہ میں اسلام کا چرچا ہوا اور ۹ھ میں ان کا یہ وفد آکر مسلمان ہو گیا، البتہ اس وفد میں ایک شخص مسیلمہ کذاب بڑا مکار تھا، وہ وفد کے سامانوں کے پاس رہ گیا اور تکبر کے سبب آپ کے پاس نہیں آیا، آپ اتمام حجت کے طور پر حضرت ثابت بن قیس بن شماس ؓ کو لے کر خود اس کے پاس گئے، اس نے کہا اگر آپ اپنے بعد مجھے خلیفہ نامزد کر دیں تو آپ کا میں پیروکار ہو جاؤں، اس وقت آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی، آپ نے فرمایا کہ اگر تو یہ بھی سوال کرے تو نہیں پا سکتا، تو اللہ کے حکم سے آگے نہیں بڑھ سکتا، اللہ تجھے ہلاک کر کے رہے گا، مجھے اللہ نے تیرے بارے میں بذریعہ رؤیا خبر دی ہے، لہذا یہ ثابت بن قیس ہیں ان سے جو کچھ کہنا ہو گا کہنا یہ میرے طرف سے جواب دیں گے، حضرت ابوہریرہؓ و ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے یہ خواب دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن آئے ہیں، یہ بات مجھے گراں گزری تو اللہ نے فرمایا انہیں پھونک دو، میں نے پھونکا تو وہ دونوں اڑ گئے، میں نے تاویل کی کہ ان میں سے ایک اسود عنسی ہے جو صنعاء میں مدعی نبوت ہوا اور فیروز کے ہاتھوں قتل ہوا، اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے جو یمامہ میں مدعی نبوت ہو گا، اور بعد میں خالد کی لشکر کے ہاتھوں قتل ہوا۔(۱)

یہ مسیلمہ کذاب ۱۰ھ میں مدعی نبوت ہوا، قافیہ بند عبارتیں گڑھ کر قرآن کی مشابہت کرتا تھا اور زنا وشراب تک حلال بتاتا تھا، ہم نے اس کا مفصل ذکر اپنی کتاب ''خالد بن ولید'' میں کر دیا ہے۔

مسیلمہ کا خط اور جواب

اس نے آپ کو درج ذیل خط لکھا: من مسيلمة رسول الله إلى محمد ﷺ رسول الله سلام عليك. أما بعد : فاني قد أشركت في الأمر وان لنا نصف الأرض ولقريش

(۱) بخاری ۱۹/۱۷

Marfat.com

نصف الأرض ولكن قريشاً قومٌ يعتدون. یہ خط مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی جانب ہے، آپ پر سلام ہو، اما بعد: میں اس امر نبوت میں شریک کیا گیا ہوں، آدھی زمین ہماری اور آدھی قریش کی ہے لیکن قوم قریش زیادتی کرنے والی ہے۔

یہ خط لے کر اسکے دو آدمی ابن نواحہ وابن اثال آئے، آپ نے پوچھا کیا تم میری رسالت کی گواہی دیتے ہو، انہوں نے کہا ہم مسیلمہ کو رسول اللہ سمجھتے ہیں، آپ نے فرمایا اگر یہ دستور نہ ہوتا کہ قاصد قتل نہ کئے جائیں تو میں تم دونوں کو قتل کر دیتا، پھر یہ جواب تحریر فرمایا:

بسم الله الرحمن الرحيم ـ مِن محمدٍ رسولِ الله إلى مُسيلمةَ الكذاب ـ سلام على مَن اتَّبعَ الهدى ـ أما بعد: فإنَّ الأرضَ للهِ يورثها من يشاء الله من عباده والعاقبةُ للمتقين. شروع اللہ رحمن الرحیم کے نام سے یہ خط محمد رسول اللہ کی جانب سے مسیلمہ کذاب کی طرف ہے، سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے، اما بعد: یہ زمین اللہ کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے وارث بناتا ہے اور انجام پرہیزگاروں کیلئے ہے۔ آپ کا یہ خط لے کر حضرت حبیب بن زید بن عاصم گئے تھے، اس کذاب نے آپ کا ہاتھ پاؤں کٹوا کر بڑی بے دردی سے قتل کرایا لیکن وہ ذرا بھی نہ ڈگمگائے، رضي الله عنه وارضاه.(۱)

(۳۰) وفد نصاریٰ نجران

نجران مکہ سے یمن کی جانب سات منزل پر ایک بڑا شہر ہے، اس کے اطراف میں ۷۳ قریے اتنی مسافت میں واقع تھے کہ تیز رفتار سوار مکمل ایک دن میں طے کر سکے، ان کے ایک لاکھ بیس ہزار جنگجو نصرانی مذہب کے پیرو تھے، نبی ﷺ کا پہلا خط نجران کے اسقف (بشپ) کے نام گیا تھا، اس میں بسم اللہ کے بجائے بسم اله ابراهيم واسحاق ويعقوب لکھا ہوا تھا، اس کے راوی یونس بن بکیر جو پہلے عیسائی تھے، بعد میں مسلمان ہو گئے، کہتے ہیں کہ یہ سورہ نمل میں بسم اللہ کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی یہ تحریر بہت پہلے مکہ معظمہ سے لکھی گئی تھی اور اسی پر ان کا پہلا وفد بیس آدمیوں پر مشتمل مکہ ہی میں آیا تھا لیکن خط کا انداز جس میں جزیہ یا جنگ کا مطالبہ ہے اس بیان سے ابا کرتا ہے، مزید برآں صاحب زاد المعاد فرماتے ہیں کہ یہ روایت محفوظ نہیں، آپ نے ہرقل وغیرہ کے نام جو خطوط بھیجے،

(۱) ابن ہشام ۴/۲، ۶۰۰/۱، بدایہ ۵/۵۹

Marfat.com

سب میں ابتداء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہی ہے۔ غرض آپ کا نامۂ مبارک اسقف کے نام یہ تھا کہ میں تم کو بندوں کی عبادت سے اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہوں، اور بندوں کی ولایت سے اللہ کی ولایت کی طرف دعوت دیتا ہوں اگر انکار کرتے ہو تو جزیہ دو، ورنہ اعلان جنگ ہے۔ والسلام

اسقف کو یہ خط ملا تو مرعوب ہو کر کانپ اٹھا اور فوراً اشراف قوم اور ذی اقتدار لوگوں کو طلب کر کے مشورہ کرنے لگا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا یہ خط مکہ سے نہیں بلکہ مدینہ سے بھیجا گیا تھا جب کہ آپ صاحب اقتدار تھے اور ہر طرف سے وفود کی آمد شروع ہو گئی تھی رہا یہ امر کہ یہ وفد کس سنہ اور کس ماہ میں آیا اس کا ذکر نہ البدایہ میں ملتا ہے نہ فتح الباری و زاد المعاد میں، لیکن سیاق و سباق یہی بتاتا ہے کہ اس وفد کی آمد ۹ھ ہی میں ہوئی تھی، واللہ اعلم۔

اسقف نے جن لوگوں کو بلا کر مشورہ کیا، ان میں پہلا شخص شرحبیل بن وداعہ ہمدانی تھا، اس کا نام ایہم بھی ہے اور وہ سید کے لقب سے پکارا جاتا تھا، بغیر اس کی رائے کے ان کا کوئی کام انجام نہیں پاتا تھا، اس نے خط پڑھا تو کہا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بنی اسماعیل علیہ السلام میں نبوت کا وعدہ فرمایا تھا ممکن ہے کہ یہ وہی نبی ہوں، لہٰذا اگر کوئی دنیا کا معاملہ ہوتا تو میں مشورہ دیتا، نبوت کے معاملہ میں کیا کہوں، اس کے بعد اس نے عبد اللہ بن شرحبیل اور جبار بن فیض کو الگ الگ بلا کر پوچھا، ان دونوں نے بھی وہی بات کہی، تو اسقف نے حکم دیا کہ ناقوس بجایا جائے، آگ بلند کی جائے اور گرجوں پر ٹاٹ لٹکا دیئے جائیں، ایسا اس وقت کرتے تھے، جب کوئی اہم بات پیش آتی، چنانچہ ایسا کرنے سے پوری آبادی اعلیٰ سے اسفل تک کے لوگ بڑی تعداد میں جمع ہو گئے، سب کے سامنے آنحضرت ﷺ کا نامۂ مبارک پڑھا گیا سب نے غور و فکر کرنے کے بعد کہا کہ شرحبیل بن وداعہ الملقب بالسید اور عبد اللہ بن شرحبیل اور جبار بن فیض کو دربار رسالت میں بھیج کر حالات معلوم کئے جائیں، چنانچہ یہ لوگ مدینہ آئے تو سفر کا لباس اتار کر لمبے لمبے حلے گھسیٹتے ہوئے آپ کے پاس پہنچے، سونے کی انگوٹھیاں بھی پہنے ہوئے تھے، آپ ﷺ سے سلام کیا، لیکن آپ مخاطب نہ ہوئے، ان لوگوں نے جا کر حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ سے کہا کیونکہ پہلے سے جان پہچان تھی، ان دونوں حضرات نے حضرت علیؓ سے مشورہ کیا، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ لوگ فخریہ لباس اور سونے کی انگوٹھیاں اتار کر وہی پرانا کپڑا پہن لیں اس کے بعد آپ سے کلام کریں، چنانچہ ایسا کرنے پر آپ ﷺ مخاطب ہوئے اور فرمایا یہ لوگ پہلی مرتبہ ملے تو ان کے ساتھ ابلیس بھی تھا اس

Marfat.com

لئے میں ہمکلام نہ ہوا۔ اب جو چاہیں دریافت کر سکتے ہیں۔

چنانچہ اس مرتبہ ملاقات کر کے ان لوگوں نے آپ سے بڑی باتیں کیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا کہ ان کے بارے میں آپ کا کیا عقیدہ ہے؟ آپ نے فرمایا ابھی ٹھہرو، کل تک وحی آنے کے بعد بتاؤں گا، چنانچہ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ. الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ. فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾ (آل عمران ۵۹-۶۱) بیشک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے، ان کو مٹی سے پیدا کر کے فرمایا: ہو جا، پس ہو گئے، حق آپ کے رب کی طرف سے ہے، اس میں شک نہ کیجئے جو شخص عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آ جانے کے بعد حجتی کرے تو اسے کہہ دیجئے کہ آؤ ہم دونوں فریق اپنے بیٹوں، بیٹیوں، عورتوں اور بھائی بندوں کو بلائیں پھر عاجزی سے دعا کریں، پس جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں، یہاں تک بحث عیسائیوں کے مباہلے کی دعوت تھی، اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت حسن، حسین، فاطمہ اور علی رضی اللہ عنہم کو بلایا، اور مباہلے پر آمادگی ظاہر فرمائی تو نجران کے عیسائی خوف و دہشت سے لرز اٹھے۔ شرحبیل بن وداعہ المقلب بالسید نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا اگر یہ نبی ہیں اور ہم نے مباہلہ کر لیا تو ہم میں سے چھوٹا بڑا کوئی نہیں بچے گا، لہذا جزیہ دینے پر تیار ہو جانا بہتر ہے۔ اس کے دونوں ساتھیوں نے بھی تسلیم کر لیا، اور آ کر نبی ﷺ سے عرض کیا کہ مباہلہ و ملاعنت سے بہتر یہ ہے کہ جو جزیہ آپ مقرر کرنا چاہیں کر دیں، ہم ادا کرنے کے لئے تیار ہیں، آپ نے فرمایا: پہلے خوب سمجھ لو، ایسا نہ ہو تمہارے پیچھے کوئی شخص تمہیں ملامت کرے، اس کے دونوں ساتھیوں نے کہا ایسا نہیں ہوگا، کیونکہ آبادی کے تمام لوگ شرحبیل کی رائے کو فیصلہ کن مانتے ہیں اور اس کے حکم سے آگے قدم نہیں بڑھاتے۔

اس موقع پر حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مخالف ظہور حجت کے بعد قائل نہ ہو تو اس سے مباہلہ کیا جا سکتا ہے، حضرت ابن عباس، امام اوزاعی وغیرہم نے اپنے مخالفین کو مباہلے کی دعوت دی اور تجربے سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ باطل پرست مباہلے کے لئے تیار ہو جاتا ہے تو اس کو ایک سال کی مدت بھی نہیں گذرنے پاتی کہ ہلاک ہو جاتا ہے، پھر اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں

Marfat.com

کہ میں نے ایک متعصب ملحد سے مباہلہ کیا تو وہ ۲ مہینہ بھی پورا نہیں کر سکا۔(۱)

غرض نجران کا وفد مباہلے سے ڈر کر جزیہ پر راضی ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے درج ذیل فرمان ان کے لئے لکھا دیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مِنْ مُحَمَّدِ النبي الأمّي رسولِ اللّٰهِ لِنَجْرَانَ كان عليهم حكمهٔ في كلّ ثمرةٍ وفي كلّ صَفراء وبيضاء ورقيقٍ فافضلَ عليهِمْ وترَكَ ذلك كلّه على الفَي حُلّةٍ، في كلِ رجب الف حُلّةٍ وفي صفر الف حلةٍ (الى آخره كما ذكر تمام الشروط).

بسم اللہ کے بعد فرمایا کہ یہ تحریر محمد نبی امی رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اہل نجران کیلئے ہے، یہ حکم ان پر ہر پھل اور ہر سونے چاندی اور غلام پر لاگو ہے، لیکن بطور احسان سب کچھ چھوڑ کر لازم ہے کہ کپڑوں کے دو ہزار جوڑے سالانہ دیا کریں، ایک ہزار ماہ رجب میں اور ایک ہزار ماہ صفر میں، پھر شرائط وغیرہ کا ذکر فرمایا کہ ہر حلے کی قیمت ایک اوقیہ چاندی کے برابر ہو اور اس کے ساتھ ایک اوقیہ بصورت نقد (۱۱ تولہ ۸ ماشہ چاندی) بھی ادا کریں، اور اگر زرہ، گھوڑے اور سامان کی صورت میں دینا چاہیں تو اتنی قیمت حساب میں جوڑ لی جائے گی۔ اس کے بدلے اہل نجران کیلئے اللہ اور اس کے رسول کا جوار اور ضمان ہے، ان کی جان و مال، زمین اور جائداد کی حفاظت کی جائے گی، ان کے حقوق اور مذہب میں کوئی تغیر نہیں کیا جائے گا، نہ بیگار لیا جائے گا نہ ان پر فوجی کاروائی ہوگی، اس تحریر کو مغیرہ بن شعبہؓ نے لکھا اور ابو سفیان بن حربؓ، غیلان بن عمرو، مالک بن عوف اور اقرع بن حابس نے بطور شاہد دستخط کئے۔(۲)

بشر بن معاویہ کا ایمان

یہ وفد جزیہ کا فرمان لے کر نجران کی طرف روانہ ہوا، اسقف نے آگے بڑھ کر ملاقات کی، اس کا چچیرا و ماں شریک بھائی بشر بن معاویہ جس کی کنیت ابو علقمہ تھی ہمراہ تھا، دونوں اونٹنی پر سوار تھے، اسقف چلتے چلتے آپ کا فرمان پڑھنے لگا، اتنے میں بشر کی اونٹنی نے ٹھوکر کھا کر اسے نیچے گرادیا، اس نے حضور ﷺ کے حق میں ہلاکت کی بد دعا کی، اسقف نے کہا، ایسا مت کہو وہ نبی مرسل ہیں، بشر نے یہ سن کر وہیں اپنی اونٹنی کی نکیل مدینہ کی طرف موڑ دی کیونکہ اسقف کی یہ بات سن کر انہیں بالکل یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول برحق ہیں، اسقف نے بشر کو بہت روکنا چاہا لیکن وہ لوٹنے پر راضی نہ ہوئے اور کہا، بخدا تمہارے منہ

---

(۱) فتح الباری ۱۷/۸۰/۷

(۲) البدایہ ۵/۵۵، زاد المعاد ۳/۳۸

Marfat.com

سے جو بات نکلی ہے غلط نہیں ہو سکتی پھر مدینہ پہنچ کر ایمان لے آئے اور آپ کے پاس ہی رہ گئے یہاں تک کہ کسی جنگ میں شہید ہو گئے۔

راہب ابوشمر کا واقعہ

ادھر یہ وفد نجران میں داخل ہوا، اور آپ کے خط کا چرچا ہونے لگا، تو ایک راہب ابوشمر زبیدی جو گرجا کے بالاخانے میں رہتا تھا، اس نے بھی اڑتی خبر سنی اور بشر کا مدینہ جانا معلوم کیا تو کہنے لگا، مجھے گرجا سے جلد نیچے اتار دو، ورنہ گر کر ہلاک ہو جاؤں گا لوگوں نے اسے سیڑھی لگا کر اتارا تو اس نے بھی اپنے ساتھ ایک چادر، ایک پیالہ اور ایک عصا لیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا، وہ چادر اس نے نبی ﷺ کو تحفہ میں دی، جسے بعد میں خلفائے بنو عباسیہ ایک مدت تک اوڑھتے اور اپنی تحویل میں رکھتے رہے۔

راہب ابوشمر کافی دنوں تک مدینہ رہ گیا اور دین کی باتیں سنتا اور سیکھتا رہا لیکن ایمان نہیں لا سکا، پھر لوٹ کر جانے لگا تو دوبارہ آنے کا وعدہ کیا، لیکن واپس نہیں آیا، یہاں تک کہ نبی ﷺ کا انتقال ہو گیا۔

اوپر کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وفد جو پہلی مرتبہ پوری قوم کی طرف سے نمائندہ بن کر آیا تھا اس میں اسقف اور عاقب نہیں تھے، اسقف کا نام ابوحارث بن علقمہ تھا وہ ان کا بہت بڑا عالم، گرجاؤں اور دینی اداروں کا مالک و پیشوا تھا، اس کی طرف لوگ بڑی بڑی کرامتیں منسوب کرتے تھے، اس کے مرید اس کا دامن مال و دولت سے بھرے رہتے اور بڑی عزت و تکریم کرتے تھے۔

دوسرا عاقب اس کا نام عبدالمسیح تھا، یہ پورے علاقے کا امیر و حاکم تھا اور صاحب اقتدار تھا، تیسرا السید اس کا نام ایہم و شرحبیل تھا، اس کی رائے آخری اور فیصلہ کن مانی جاتی یہ پوری قوم کا فریادرس اور ماوی و ملجا تسلیم کیا جاتا تھا، یہی جزیہ کا فرمان قبول کر کے اپنے دونوں ساتھیوں عبداللہ بن شرحبیل و جبار کے ساتھ نجران پہنچا جسے اسقف نے پڑھا اور لوگوں کو دکھلایا، اس کے بعد اسقف، عاقب اور سید بھی دوبارہ نجران کے باقی ۲۴ سرداروں اور مزید افراد کے ساتھ مدینہ آئے، اس دفعہ ان کی کل تعداد ساٹھ تک پہنچ گئی تھی اسی کو بخاری شریف کی روایت میں جاء العاقب والسید سے تعبیر کیا گیا ہے۔

رہ گیا یہ معاملہ کہ مباہلہ کی بات پہلے پیش آئی تھی یا بعد میں، اس کا ذکر دونوں روایتوں میں ملتا ہے لہذا ممکن ہے کہ دونوں مرتبہ یہ بات پیش آئی ہو یا یہ کہ مباہلہ کا معاملہ صرف پہلی بار پیش آیا، لیکن راوی نے التزاماً دوسری آمد کے موقع پر بھی اس کا ذکر کر دیا، کیونکہ اسی کے نتیجے میں جزیہ ان پر لاگو کیا گیا تھا اور اسی کی

Marfat.com

توثیق اور مزید معاملات کو طے کرنے کے لئے ان کے خواص وعوام دوبارہ ایک بڑی تعداد میں آئے تھے۔
غرض دوبارہ یہ وفد آیا تو مسجد نبوی میں اپنے طریقہ پر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے، صحابہ نے روکنا چاہا لیکن آپ نے انہیں اجازت دیدی، اس کے بعد مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی، جب رخصت ہو کر جانے لگے تو آپ نے درج ذیل تحریر مفصل طریقہ پر لکھا کر پھر عنایت فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ـ مِنْ مُحَمَّد النبي للأسقف ابى الحارثِ واساقفة نجرانَ وكَهَنتِهِمْ ورهبانهم وكل شئ بما تحتَ أيديهِمْ مِنْ قليلٍ وكثيرٍ جوارُ اللّٰهِ ورسوله لا يُغيِّرُ اسقف مِنْ اسقفته ولا راهبٌ من رهبانتهِ ولا كاهِنٌ مِنْ كهانَتِهِ ولا يُغيِّرُ حقٌ مِنْ حقوقِهِمْ ولا سلطانهم ولا ما كانُوا عليهِ مِنْ ذلكَ جوارُ اللّٰهِ ورسوله ابدا ما اصلحوا ونصحوا عليهم غير مبتلين بظلمٍ ولا ظالمينَ بعد.

یہ تحریر محمد نبی ﷺ کی جانب سے اسقف ابوالحارث اور نجران کے دوسرے اسقفوں، کاہنوں اور راہبوں کے لئے ہے، ہر وہ چیز جو ان کے قبضے میں ہے تھوڑی ہو یا زیادہ اس کے لئے اللہ ورسولؐ کا جوار ہے، کوئی اسقف یا راہب یا کاہن اپنے عہدہ سے برطرف نہ کیا جائے گا، نہ ان کے کسی حق میں تبدیلی ہوگی نہ ان کے قبضے کو ہٹایا جائے گا، ان کے لئے ہمیشہ اللہ ورسول کی حفاظت ہوگی، جب تک وہ خیر خواہی واصلاح کا کام کرتے رہیں، نہ ظلم کی حمایت کریں نہ خود ظلم میں ملوث ہوں۔

اس تحریر کو مغیرہ بن شعبہؓ نے لکھا۔ چلتے ہوئے ان لوگوں نے عرض کیا کہ جزیہ کی وصولی کے لئے ہمارے ساتھ ایک امانت دار شخص کو بھیجد یجئے، آپ نے فرمایا کہ ابوعبیدہ بن جراحؓ جائیں گے جو اس امت کے امین ہیں، حافظ ابن حجر نے بحوالہ ابن سعد لکھا ہے کہ بعد میں عاقب وسید دونوں ایمان لے آئے، اسی طرح محمد بن اسحاق کی روایت میں ہے کہ اسقف کا بھائی کرز بن علقمہ بھی ایمان لے آیا تھا۔(۱)

(۳۱) وفد لقیط بن عامر بن منتفق

لقیط بن عامر اور ان کے ایک ساتھی نہیک بن عاصم ایک ساتھ اختتام رجب کے بعد اس وقت مدینہ پہنچے جب کہ نبی ﷺ صبح کی نماز پڑھ کر خطبہ دے رہے تھے اور فرماتے تھے کہ چار یوم سے میں نے تم سے کچھ نہیں کہا ہے، آج بیٹھو اور سن لو قیامت کے دن مجھ سے پوچھا جائے گا کہ میں نے تبلیغ کی یا نہیں الخ۔

---

(۱) فتح الباری ۱۷/۷۷، البدایہ ۵/۵۲ تا ۵۹

Marfat.com

کیا آپ کو علم غیب حاصل ہے؟

حضرت لقیط کہتے ہیں کہ خطبہ ختم ہونے کے بعد جب آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپ کو علم غیب حاصل ہے؟ یہ سن کر آپ ہنسنے لگے اور فرمایا: پانچ چیزوں کا علم اللہ کے سوا کسی کو حاصل نہیں، اس کی ذات کی قسم ان پانچوں علم غیب کی کنجی اس نے کسی کو نہیں دی ہے، میں نے پوچھا وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: اول موت کا علم، دوسرے منی کا علم ماں کے رحم میں، تیسرے کل کیا کھاؤ گے اور کیا کماؤ گے، چوتھے بارش کا علم اور پانچویں قیامت کا علم۔

اس کے بعد بھی بہت سی باتیں ہوئیں۔ مثلاً قیامت میں اٹھایا جانا، پل صراط سے گذرنا اور خداوند قدوس کی دیدار کا ہونا وغیرہ ذٰلک، پھر انہوں نے آپ سے بیعت کی اور عہد کیا کہ ہم نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیتے رہیں گے اور شرک کے قریب نہیں جائیں گے، اس عہد و پیمان کے بعد وطن جانے لگے تو اللہ کے رسول ﷺ نے نظیم نامی چشمہ ان کو عنایت فرما کر بخوشی رخصت کر دیا۔ (۱)

(۳۲) وفد بنی کلاب ۹ھ

واقدی نے بیان کیا ہے کہ یہ وفد ۱۳ر آدمیوں پر مشتمل ۹ھ میں آیا، انہیں میں لبید بن ربیعہ شاعر اور جبار بن سلمیٰ وغیرہ تھے، جبار اور حضرت کعب بن مالک کے درمیان پہلے سے دوستی تھی اس لئے انہیں کے گھر مہمان ہوئے، حضرت کعب نے مرحبا کہا اور ان کی تکریم کی، پھر کھلا پلا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے انہوں نے آپ کو اسلامی طریقہ پر سلام کیا اور کہا کہ ہمارے یہاں حضرت ضحاک بن سفیان کلابی کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کا فرمان لے کر گئے ہم نے ان کی دعوت قبول کی پھر انہوں نے زکوٰۃ وصول کر کے ہمارے فقراء و مساکین پر تقسیم کیا۔ (۲)

(۳۳) وفد بنی رواس بن کلاب

واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس قبیلہ کے ایک شخص عمرو بن مالک بن قیس رسول اکرم ﷺ کے پاس آ کر اسلام لائے اور پھر اپنی قوم میں جا کر اس کی دعوت دی، قوم نے کہا ہم اس وقت تک اسلام قبول نہ کریں گے جب تک اپنا بدلہ بنی عقیل سے نہ لے لیں کیونکہ عقیل کے کسی آدمی نے ان کے کسی آدمی کو قتل کر

(۱) البدایہ ۵/۸۰،۹۰ (۲) البدایہ ۵/۸۹

Marfat.com

دیا تھا، یہ سن کر خود عمرو بن مالک نے بڑھ کر بنی عقیل کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تاکہ تمام قوم کے لوگ اسلام قبول کر لیں، لیکن بعد میں انہیں احساس ہوا کہ میں نے غلطی کر دی، پس انہوں نے اپنا دونوں ہاتھ طوق میں باندھا اور اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے، آپ کو یہ خبر پہلے ہی مل گئی تھی اور آپ نے ناراض ہو کر فرمایا تھا کہ اگر مجھے مل گیا تو اس کا ہاتھ طوق سے اوپر کٹوا دوں گا۔ لیکن وہ تائب ہو کر آئے اور آپ سے سلام کیا، تو آپ نے اعراض فرمالیا، پھر بائیں سے آئے لیکن آپ نے اعراض فرمالیا، پھر سامنے رخ سے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ عزوجل کو توبہ کر کے راضی کیا جاتا ہے تو راضی ہو جاتا ہے، آپ بھی مجھ سے راضی ہو جائیے، اللہ آپ سے خوش ہو، پس آپ نے فرمایا میں راضی ہو گیا۔ (۱)

(۳۴) وفد بنی عقیل

واقدی نے بیان کیا ہے کہ بنی عقیل بھی آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان کیلئے عقیق کی زمین قطع کر دی اس زمین میں کھجور کے درخت اور چشمے تھے، تحریر یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم . ھٰذَا مَا اعطی محمدٌ رَّسولُ اللّٰهِ ربیعاً ومطرفاً وانساً اَعطَاهم العَقیقَ ما اقَامُوا الصَّلوٰةَ واٰتوا الزَّکوٰةَ وسَمِعُوا واطاعُوا.

یہ وہ تحریر ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع اور مطرف اور انس کو دی، انہیں عقیق کی زمین دی گئی جب تک نماز قائم کریں، زکوۃ کی پابندی کریں اور اللہ و رسول کی اطاعت کرتے رہیں، یہ تحریر مطرف کے ہاتھ میں دی گئی اس میں کسی مسلمان کا حق قطع نہیں کیا گیا تھا۔ (۲)

(۳۵) وفد بنی بکاء ۹ھ

یہ وفد تین آدمیوں پر مشتمل ۹ھ میں آیا۔ مہینے کا ذکر نہیں ملا، اس وفد میں معاویہ بن ثور بکائی تھے ان کی عمر سو برس تک پہنچ چکی تھی ان کے ساتھ ان کے بیٹے بشر بھی تھے، معاویہؓ نے کہا، یا رسول اللہ! میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میرا بیٹا بشر میرے ساتھ بہترین سلوک کرنے والا ہے، میں آپ کے دست مبارک سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہوں، لہذا آپ اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر دیجئے آپ نے ان کی یہ درخواست قبول کر لی اور بشر کو اپنے پاس بلا کر ان کے سر اور چہرے پر دست شفقت پھیر دیا، پھر ان کو چند موٹی بکریاں عنایت فرما کر برکت کی دعا کی، اس دعا کی برکت سے کبھی اس وفد کو قحط سالی اور تنگ دستی کی

(۱) البدایہ ۵/۹۰
(۲) البدایہ ۵/۹۰

Marfat.com

تکلیف نہیں ہوئی اسی پر بشر کے بیٹے محمد نے درج ذیل شعر کہا ہے ۔

وابِی الَّذِی مسحَ الرسولُ برأسِهِ ودعَا لهُ بالخیرِ والبرکاتِ

اعطاہُ أحمدُ إذ اتاہ اعنزاً عفراً نواحل لسن باللحیاتِ

یملئن وفدَ الحی کلَّ عشیۃٍ ویعُود ذلك الملئ بالغدواتِ

بُورِکنَ مَنْ مُنح وبورك مانِحا وَعَلَیہِ منّی ما حییتُ صلاتی

میرے باپ وہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی، حضرت احمد ﷺ نے ان کو چند فربہ بکریاں عنایت کیں جو کم دودھ دینے والی نہیں ہیں، وہ قبیلے کو صبح و شام پیٹ بھر دودھ پلاتی ہیں، جس کو یہ بکریاں دی گئیں وہ اور ان کا دینے والا صاحب برکت ہے ان کی ذات پر جب تک میں زندہ رہوں صلوۃ وسلام ہو۔(۱)

بخاری نے تاریخ میں اور بغوی و ابن مندہ نے ذکر صحابہ میں لکھا ہے کہ بشر بن معاویہ کے چہرہ پر نبی ﷺ نے ہاتھ پھیرا تو اس میں روشنی پیدا ہوگئی اور وہ اس کی برکت سے جس مریض پر بھی ہاتھ پھیر دیتے وہ بھی شفایاب ہو جاتا تھا۔(۲)

(۳۶) وفد تجیب ۹ھ

واقدی نے ذکر کیا ہے کہ یہ وفد ۱۳ آدمیوں پر مشتمل ۹ھ میں آیا، اس وفد کو قرآن و سنت کے سیکھنے کی بڑی رغبت تھی اس لئے آپ ﷺ بہت خوش ہوئے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم اپنے اموال اور مویشیوں کی زکوۃ لے کر آئے ہیں، آپ نے فرمایا اسے واپس لے جاکر فقراء میں تقسیم کردو، عرض کیا ہم انہیں دے کر آئے ہیں یہ وہ مال ہے جو ان سے فاضل بچ گیا ہے، حضرت ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہ! اس وفد سے بہتر اب تک کوئی وفد نہیں آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے اس کا سینہ ایمان کے لئے کھول دیتا ہے، پھر انہوں نے قرآن و سنن کے بارے میں کچھ دریافت کیا آپ نے اسے لکھوا کر دے دیا، اور حضرت بلالؓ سے فرمایا ان کی تواضع اور ضیافت خوب اچھی طرح کرو، آپ نے خود ان کو انعام و اکرام سے نوازا اور سب سے زیادہ عطیہ دیا پھر پوچھا کہ تم میں کوئی باقی رہ گیا ہے انہوں نے بتایا کہ ایک نوجوان لڑکا ہمارے سامانوں کے پاس رہ گیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اسے بھی بھیج دو، وہ آیا تو آپ نے پوچھا

(۱) البدایہ ۹۰/۵ (۲) خصائص کبری ۲۸/۲

Marfat.com

تمہیں بھی کچھ حاجت ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! میری حاجت میری قوم سے جداگانہ ہے آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرمائے اور میرا دل غنی کر دے، آپ نے دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَهٗ وارْحَمْهٗ واجْعَلْ غِنَاهُ فِی قَلْبِهٖ. الٰہی تو اسے بخش دے اس پر رحم فرما اور اس کا دل غنی کر دے۔

یہ لوگ گھر جانے کے لئے بے چین تھے، صحابہؓ نے پوچھا اس قدر جلدی کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ جو فیوض و برکات ہم نے اللہ کے رسول ﷺ سے حاصل کئے ہیں اس سے اپنی قوم کو بھی فائدہ پہنچائیں، یہ وفد رخصت ہونے کے بعد دوبارہ حجۃ الوداع کے موقع پر پھر آپ سے ملا، آپ نے ان سے اس نوجوان کی حالت پوچھی، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! اس جیسا قناعت کرنے والا ہم نے آج تک نہیں پایا وہ بہت بہترین حالت میں ہے اس کے دل میں دنیا کی کوئی رغبت نہیں پائی جاتی، آپ نے فرمایا امید ہے کہ اس کی موت حالت اطمینان میں ہوگی۔(۱)

(۳۷) وفد وائل بن حجر

وائل بن حجر ابنائے ملوک میں سے تھے ان کے آنے سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو یہ خوشخبری دی تھی کہ وہ اللہ کے دین کی رغبت اور رسول کی اطاعت کے جذبہ سے آرہے ہیں، آپ نے ان کو مرحبا کہا اور چادر مبارک بچھا کر اپنے قریب بٹھایا اور دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ بارِكْ فِي وائِلٍ وَوَلدِهٖ ووَلدِ ولدِهٖ۔ اے اللہ! وائل اور ان کے بیٹے اور پوتوں میں برکت عطا فرما، پھر ان کو حضر موت کے سرداروں اور رئیسوں پر حاکم مقرر کر دیا، اور تین فرمان لکھ دیا، ایک مہاجر بن امیہ کے نام، ایک وہاں کے سرداروں اور ایک شاہوں کے نام اور ان کے لئے ایک زمین بھی قطع کر دی، اور حضرت معاویہ بن سفیان کو ہمراہ بھیج دیا، حضرت معاویہؓ پیدل برہنہ پا چلتے تھے، گرم ریت سے پاؤں جلنے لگا تو حضرت وائل سے کہا کہ اپنے پیچھے اونٹنی پر بیٹھا لیجئے، انہوں نے کہا، آپ بادشاہوں کے پیچھے بیٹھنے کے مجاز نہیں ہیں، عرض کیا، اپنا جوتا ہی دے دیجئے، انہوں نے کہا اونٹنی کے سائے میں چلا کیجئے۔

حضرت وائلؓ بیان کرتے ہیں کہ بعد میں میں معاویہؓ کی خلافت کے زمانہ میں آیا تو انہوں نے میری بڑی عزت کی، مجھے اپنے مسند پر بیٹھایا اور میرے قول کو یاد دلایا، میں نے دل میں کہا کاش اس وقت ان کو اپنی سواری پر آگے بیٹھا لیا ہوتا، پھر مجھے وہ ایک قیمتی عطیہ دینے لگے لیکن میں نے انکار کر دیا اور کہا، کسی

(۱) البدایہ ۵/۹۳

Marfat.com

ایسے شخص کو دے دیجئے جو زیادہ ضرورت مند ہو۔(۱)

(۳۸)وفد عبدالرحمن بن ابوعقیل

عبدالرحمن بن ابوعقیل خود بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وفد کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، وفد نے مسجد کے دروازے کے پاس سواری بیٹھائی پھر اندر داخل ہوئے اس وقت میرے نزدیک نبی ﷺ سے برا کوئی نہ تھا، لیکن ملاقات اور گفتگو کر کے باہر نکلے تو آپ کے اخلاق و کردار نے مجھے ایسا متاثر کیا کہ آپ سے زیادہ محبوب میرے نزدیک کوئی نہ تھا، نیز بیان کرتے ہیں کہ

ملک سلیمان یا امت کی شفاعت

ہم میں سے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! آپ سلیمان علیہ السلام کی طرح اپنے رب سے ملک وسلطنت کیوں طلب نہیں کرتے، یہ سن کر آپ ہنس پڑے اور فرمایا امید ہے کہ تمہارا صاحب ملک سلیمان سے افضل ہو، اللہ نے تمام نبیوں سے ایک ایک دعا کی قبولیت کا وعدہ فرمایا تو کسی نے دنیا کا ملک طلب کر لیا، کسی نے اپنی نافرمان امت پر عذاب کی دعا مانگی اور میں نے اس کو قیامت کے دن اپنی امت کیلئے رکھ چھوڑا ہے۔اللهم اغفرلي بشفاعته ﷺ. (۲)

(۳۹)وفد طارق بن عبداللہ

طارق بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ کو اس وقت دیکھا تھا جب کہ آپ مدینہ میں لوگوں کو لا الہ الا اللہ کی دعوت دیتے تھے، اور آپ کا چچا ابولہب آپ کی تکذیب کر رہا تھا پھر ایک مدت کے بعد جب لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور ہجرت کر کے مدینہ آ گئے تو اس کے چند دنوں کے بعد میں اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ کھجوریں خریدنے کیلئے مدینہ آیا وہاں ایک نخلستان کے قریب پہنچ کر ہم سب اپنا لباس تبدیل کرنے لگے، اچانک ایک آدمی دو پرانے کپڑوں میں آیا اور سلام کر کے پوچھا کہاں سے آئے ہو، ہم نے کہا ربذہ سے آئے ہیں، بولے کہاں جاؤ گے، ہم نے کہا اسی شہر مدینہ میں، پوچھا کس غرض سے، ہم نے کہا کھجوریں خریدنی ہے۔

---

(۱)البدایہ ۸۰/۵

(۲)خصائص ۱۲۳/۲، بدایہ ۸۵/۵

Marfat.com

بلا پہچان اونٹ کی خرید وفروخت

اس وقت ہمارے پاس ایک سرخ اونٹ تھا جس کی نکیل لگی تھی، اس آدمی نے پوچھا کیا اسے بیچتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں، ہم اس کے بدلے اتنا صاع کھجور لیں گے اس نے یہ سنتے ہی بلا کچھ کم کرائے اونٹ کو لے لیا اور چلا گیا، جب وہ نخلستان سے آگے بڑھ کر ہماری نظروں سے اوجھل ہوا تو ہمارے ساتھیوں نے کہا۔ہم نے اپنا اونٹ بلا پہچان کے بلا قیمت وصول کئے دے دیا، اچھا نہیں ہوا، ہمارے باقی ساتھی بھی اسی طرح کی باتیں کرنے لگے لیکن:

چاند جیسا مکھڑا دھوکا نہیں دے سکتا

ہمارے ساتھ ایک ہودج نشیں عورت تھی اس نے سنا تو کہا، آپس میں ایک دوسرے کو ملامت نہ کرو، ہم نے اس آدمی کا مکھڑا دیکھا ہے وہ بالکل چودہویں رات کے چاند جیسا ہے ایسا شخص دغا اور فریب نہیں کرسکتا، میں اس کی طرف سے پوری قیمت کی ضمانت لیتی ہوں اتنے میں وہ شخص آ گیا اور کہا میں اللہ کا رسول ہوں، یہ لو تمہاری کھجور ہے، اسے کھاؤ پیو اور اس کے بعد اپنی قیمت بھی ناپ کر لے لو، چنانچہ ہم نے کھا پی کر اوپر سے پوری قیمت بھی لے لی اور اس کے بعد مسجد میں آئے تو دیکھا کہ وہی شخص خطبہ دے رہا تھا اور کہتا تھا: تَصَدَّقُوا فَإِنَّ الصدقةَ خيرٌ لكمُ ، اليدُ العلُيَا خيرٌ من اليد السفلىٰ امَّكَ واباكَ واختَكَ واخاكَ وادناكَ فادناك. اے لوگو! صدقہ کرو، اس لئے کہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہے، دینے والے کا ہاتھ لینے والے سے اچھا ہوتا ہے، اپنی ماں اور باپ، بہن اور بھائی اور قرابتداروں کے ساتھ خصوصیت سے احسان وسلوک کیا کرو، ابھی آپ یہ نصیحت کر ہی رہے تھے کہ بنی یربوع کے ایک آدمی نے کچھ لوگوں پر زمانۂ جاہلیت کے خون کا معاملہ پیش کر دیا، آپ نے فرمایا لیکن باپ اپنے بیٹے کے جرم کے بدلے یا بیٹا اپنے باپ کے عوض گرفت میں نہیں آتا ہے۔(۱)

(۴۰) وفد بنی ہلال

اس وفد میں ایک صاحب عبد عوف نامی تھے، اسلام لانے کے بعد نبی ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا، اسی وفد میں زیاد بن عبداللہ اور قبیصہ بن مخارق بھی تھے، ام المومنین حضرت میمونہ زیاد کی خالہ لگتی

---

(۱) خصائص ۲/۲۱، البدایہ ۵/۸۶

Marfat.com

تھیں، اس لئے وہ سیدھے ان کے گھر میں چلے گئے، بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ایک اجنبی شخص کو دیکھ کر سخت ناراض ہوئے اور واپس جانے لگے، لیکن حضرت میمونہؓ نے کہا یا رسول اللہ! یہ میری بہن کا لڑکا ہے، یہ سن کر آپ ٹھہر گئے اور ظہر کے وقت زیاد کو اپنے ساتھ مسجد میں لے گئے، نماز پڑھی اور اس کے بعد اپنے پاس بیٹھا کر ان کے سر اور چہرے پر ہاتھ پھیرا اور دعائے خیر فرمائی، بنو ہلال کہتے ہیں کہ آپ کے دست شفقت پھیرنے کی برکت سے ہم ہمیشہ زیاد کے چہرے پر نور کی طرح چمک دیکھتے تھے اسی کو ان کے شاعر نے اس طرح بیان کیا ہے ؎

إنَّ الَّذِي مَسَحَ الرسولُ برأسِه ... ودعا له بالخير عند المسجد

مَا زال ذاكَ النورُ في عرنينِه ... حتى تبوَّأ بيتهُ في مَلْحَد

وہ زیاد جن کے چہرے پر اللہ کے رسول ﷺ نے ہاتھ پھیرا، اور مسجد میں خیر کی دعا فرمائی وہ نور ہمیشہ ان کی ناک اور پیشانی پر قبر میں جانے تک چمکتا رہا۔(۱)

(۴۱) وفد جعفی

اس وفد کے لوگ گوشت تو کھاتے تھے لیکن دل کو حرام سمجھتے تھے۔ اسلام لائے تو نبی ﷺ نے ان کو دل کے کھانے کا حکم دیا چنانچہ بھون کر لایا گیا تو آپ نے رئیس وفد کو دیا اور فرمایا تمہارا ایمان کامل نہیں ہو گا جب تک اسے نہ کھاؤ گے، انہوں نے آپ کا حکم پورا کیا اس حال میں کھایا کہ ان کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔ پھر یہ شعر کہا ؎

على اني اكلت القلب كرهاً ... ونرعد حين مسته بناني

میں نے ناپسندیدگی کے باوجود دل کو کھایا، لیکن میری انگلیاں اسے چھونے کے وقت کانپ رہی تھیں۔(۲)

(۴۲) وفد اعشیٰ بن مازن

اعشیٰ کا نام عبداللہ الاعور تھا، یہ رجب کے مہینے میں اپنے اہل و عیال کے لئے نان نفقہ کی تلاش میں نکلے تو ان کی بیوی معاذہ بھاگ کر مطرف بن نہشل کی پناہ میں چلی گئی، اعشیٰ جب لوٹ کر آئے تو دیکھا کہ بیوی غائب ہے، پتہ لگاتے لگاتے مطرف کے پاس پہنچے اور کہا آپ کے پاس میری بیوی معاذہ آئی ہو تو

(۱) البدایہ ۵: ۹۲ (۲) البدایہ ۵: ۹۳

Marfat.com

واپس کر دیجئے، مطرف نے کہا میرے پاس تو نہیں آئی ہے لیکن اگر آئی بھی ہوتی تو میں واپس نہ کرتا، چونکہ مطرف معزز گھرانے کا تھا اس لئے اعشیٰ اس کا کچھ نہ کر سکا اور وہاں سے مایوس ہوکر سیدھے نبی ﷺ کے پاس آیا اور چند اشعار میں اپنی پریشانی اور بیوی کی بے وفائی کا ذکر کیا، نبی ﷺ ہمیشہ حاجتمندوں اور محتاجوں کی مدد فرمایا کرتے تھے، لہذا آپ نے اعشیٰ کے اس مصرع ''وَهُنَّ شَرٌّ غَالِبٍ لِمَنْ غَلَبَ'' کو دہرایا اور فوراً ایک خط مطرف کے نام لکھوایا کہ میرا یہ نامہ پاتے ہی اعشیٰ کی بیوی معاذہ کو اس کے پاس بھیجدو مطرف نے خط پایا تو انکار نہ کر سکا، معاذہ کو بلایا اور کہا یہ نبی ﷺ کا خط آیا ہے، اب مجھے ہر حال میں تمہیں بھیجنا پڑے گا، اس نے کہا اب تو مجبوری ہے، لیکن ان سے عہد و میثاق اور ان کے نبی کا ضمان لے لو کہ مجھے میرے اس فعل پر عتاب نہ کریں گے، چنانچہ یہ عہد لے کر فوراً مطرف نے اعشیٰ کے حوالے کر دیا۔

(۴۳) وفد سعد بن ہذیم

یہ لوگ بنو قضاعہ کی شاخ سے تھے جس وقت مسجد نبوی میں پہنچے تو دیکھا کہ ایک جنازے کی نماز ہو رہی ہے، انہوں نے اپنے جی میں سوچا کہ جب تک ہم لوگ نبی ﷺ سے مل کر بیعت نہیں کر لیتے کسی کام میں شریک نہیں ہونا چاہئے، چنانچہ وہیں الگ ہو کر بیٹھ رہے، نبی ﷺ نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ کیا تم نے اسلام قبول کر لیا ہے؟ بولے ہاں! آپ نے فرمایا پھر اپنے بھائی کی دعا میں کیوں شریک نہیں ہوئے، انہوں نے وجہ بتائی تو آپ نے فرمایا جس وقت تم نے اسلام قبول کر لیا اسی وقت سے ہر اسلامی کام میں شریک ہونا چاہئے، یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ ان کا ایک آدمی اور آ گیا جو ان سب میں چھوٹا تھا، اسے یہ لوگ سواریوں کی دیکھ بھال کیلئے چھوڑ آئے تھے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ ہم میں سب سے چھوٹا ہے اس لئے ہماری خدمت بھی کرتا ہے، آپ نے فرمایا ٹھیک ہے، چھوٹا اپنے بڑوں کا خادم ہوتا ہے اللہ اسے برکت دے اس کے لئے آپ کی یہ دعا بہت اچھی ثابت ہوئی، وہ ان سب میں قرآن کا زیادہ جاننے والا اور قوم کا امام بن گیا، یہ مدینہ سے رخصت ہو کر اپنے گھر گئے تو اس قوم کے باقی لوگ بھی ایمان لے آئے۔(۱)

(۴۴) وفد بہراء

یہ لوگ مدینہ آ کر پہلے حضرت مقداد کے گھر پر اترے، انہوں نے مرحبا کہا گھر کے اندر لائے اور

(۱) رحمۃ للعالمین ۱/۱۷۸

Marfat.com

کھانے کے لئے حیس تیار کیا، یہ ایک عمدہ کھانا ہے جو کھجور، ستو اور گھی یا چربی ملا کر بنایا جاتا ہے۔ حضرت مقداد نے پہلے اس کھانے کو ایک پیالے میں نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا، آپ نے اس میں سے کچھ تناول فرما کر برتن واپس کر دیا تو انہوں نے وہی کھانا اسی پیالے میں مہمانوں کو دیا، مہمانوں نے آسودہ ہو کر کھایا مگر اس میں ایسی برکت ہوئی کہ کم نہیں ہوتا تھا، اب وہ وہی کھانا روزانہ دونوں وقت دینے لگے۔

کھانے میں برکت کا معجزہ

مہمان اس کھانے کو بڑی چاہ سے کھاتے رہے جب کئی روز گذر گئے تو حیرت و استعجاب سے پوچھا کہ یہ لذیذ کھانا روزانہ آپ کیسے لاتے ہیں، ہم نے تو سنا تھا کہ مدینہ والوں کی خوراک عام طور سے ستو یا جو کی روٹی ہوتی ہے، حضرت مقداد نے بتایا کہ کھانا وہی پہلے دن کا ہے، مگر آنحضرت ﷺ کا دست مبارک لگ جانے سے اتنی برکت ہوئی کہ ختم ہی نہیں ہوتا ہے، یہ سن کر ان لوگوں نے اپنا ایمان تازہ کیا اور مزید چند دن ٹھہر کر قرآن وسنت کے احکام سیکھے، پھر وطن واپس گئے۔(۱)

(۴۵) وفد ازد

سعید بن حارث ازدی فرماتے ہیں کہ ہم سات آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کلام کیا، تو آپ کو ہماری خصلت اور صورت بہت اچھی لگی، آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ ہم نے عرض کیا ہم مومن ہیں، آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ہر قول کی ایک حقیقت ہوتی ہے پس تمہارے قول اور ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم میں پندرہ خصلتیں ہیں، پانچ ان میں وہ ہیں جن کا حکم آپ کے قاصدوں نے دیا کہ ہم ان پر ایمان لائیں، اول اللہ پر ایمان، دوم اس کے فرشتوں پر، سوم اس کی کتابوں پر، چہارم اس کے رسولوں پر، پنجم موت کے بعد اٹھائے جانے پر۔ اور پانچ وہ ہیں جن کے بارے آپ کے قاصدوں نے حکم دیا ہے کہ ہم ان پر عمل کریں۔ اول لا الٰہ الا اللہ کا اقرار، دوم نماز کا قائم کرنا، سوم زکوۃ ادا کرنا، چہارم رمضان کا روزہ رکھنا، پنجم اگر استطاعت ہو تو حج بیت اللہ کرنا۔ اور پانچ وہ ہیں جنہیں ہم زمانۂ جاہلیت سے کرتے آئے ہیں، اگر آپ ان میں سے کسی کو ناپسند کریں تو ہم چھوڑ دیں گے۔ اول فراخی میں شکر گزاری، دوم مصیبت میں صبر، سوم قضائے الٰہی پر رضامندی، چہارم مخالف سے ملاقات کے وقت مضبوطی، پنجم دشمن کی موت و مصیبت پر خوشی سے پرہیز۔ آپ نے فرمایا، یہ ان حکماء وعلماء کی خصلتیں ہیں جو

---

(۱) رحمۃ للعالمین ۱/۱۹۰

Marfat.com

اپنی فقاہت اور سمجھ کے اعتبار سے انبیاء علیہم السلام کے قریب ہوتے ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا: پانچ خصلتیں اور لے لو، تاکہ بیس پوری ہو جائیں، اول جو کھانا نہیں ہے اس کو جمع نہ کرو، دوم جس گھر میں رہنا نہیں ہے اس کو مت بناؤ، سوم اس چیز کی رغبت مت کرو جسے چھوڑ کر جدا ہونے والے ہو، چہارم اس خدا سے ڈرو جس کے سامنے لوٹ کر جانے والے ہو، پنجم اس چیز کی رغبت کرو جو پیش آ کر ہمیشہ رہنے والی ہے، ان لوگوں نے آپ کی یہ وصیت یاد کر لی اور وطن جا کر اس پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو گئے۔(۱)

(۴۶) وفد فروہ بن مسیک المرادی

فروہ بن مسیک قبیلہ مراد سے تھے، اسلام سے پہلے ہمدان اور مراد میں جنگ تھی ایک دن جسے یوم الروم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، ہمدان نے حملہ کر کے مراد کے اشراف کو کثرت سے گھائل اور قتل کیا، حضرت فروہ کو اس کا بڑا غم تھا، ملوک کندہ نے ان کی کوئی حمایت نہیں کی، اس لئے انہوں نے ان سے بعد اور جدائی اختیار کر کے اسلام کو ترجیح دی، اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ ہو گئے، آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے پوچھا، کیا تمہیں یوم الروم میں اپنی قوم کی ہلاکت بری لگی ہے؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ایسا کون ہے جسے اپنی قوم کی ہلاکت مکروہ نہ معلوم ہو، آپ نے فرمایا لیکن اس ہلاکت نے تمہاری قوم میں اسلام جیسی بھلائی پیدا کر دی، پھر آپ نے حضرت فروہؓ کا اسلام قبول کر کے انہیں قبیلہ مراد وزبید اور مذحج کا حاکم بنا دیا اور ان کے ساتھ خالد بن سعید بن عاصؓ کو زکوۃ کی وصولی کے لئے بھیج دیا، چنانچہ وہ انہیں کے ملک میں رسول اللہ ﷺ کی وفات تک رہ گئے۔(۲)

(۴۷) وفد کندہ

اس وفد میں اشعث بن قیس اسی سواروں کے ساتھ مدینہ آئے، یہ بالوں میں کنگھی، آنکھوں میں سرمہ اور مقام حبرہ کے جبوں میں ریشمی گوٹ لگائے ہوئے مسجد نبوی میں داخل ہوئے، آپ نے پوچھا کیا تم لوگ ابھی مسلمان نہیں ہوئے ہو؟ بولے ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے، آپ نے فرمایا، پھر یہ ریشمی لباس کیوں پہنے ہو، انہوں نے یہ سنتے ہی ریشمی گوٹ پھاڑ کر الگ پھینک دیا۔

امام احمدؒ نے بسند جید روایت کی ہے کہ اشعث بن قیسؓ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا

(۱) البدایہ ۵/۹۴

(۲) ابن ہشام ۲/۵۸۱، البدایہ ۵/۷۰

Marfat.com

کہ تمہارے پاس کوئی اولاد ہے؟ بولے یا رسول اللہ! آپ کی طرف چلنے کی تیاری کر رہا تھا، تو بنت جمد سے میرا ایک لڑکا تولد ہوا ہے، لیکن میں پسند کرتا ہوں کہ اس کی جگہ کوئی درندہ پیدا ہوتا تو بہتر تھا، آپ نے فرمایا: ایسا مت کہو، اس طرح کی گفتگو سے بچوں میں بزدلی اور غم پیدا ہوتا ہے، اگر وہ زندہ رہے گا تو تمہاری آنکھوں کے لئے ٹھنڈک ہوگا اور اگر مر گیا تو تمہارے لئے اجر آخرت کا باعث بنے گا۔

اپنے کو غیر خاندان کی طرف منسوب کرنا

اس گفتگو کے بعد اشعث بن قیس کہنے لگے یا رسول اللہ! ہم لوگ آکل مرار کی اولاد سے ہیں، اور آپ بھی رشتے میں ان کے بیٹے ہوتے ہیں، لہذا آپ ہمارے ابن عم ہوئے اور ہمارا شمار بھی قریش سے ہوا۔

آکل مرار کے معنی کڑوی چیز کا کھانے والا، یہ لقب حارث بن عمرو کندی کا وجر بن معاویہ کا تھا، اس لقب کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ حارث کی بیوی کو عمرو بن ہبولہ غسانی نے چھاپہ مار کر گرفتار کر لیا تو اس نے اس سے کہا میں سمجھتی ہوں کہ ابھی تم کو ایک ایسا شخص قتل کرے گا جس کا ہونٹ مرار (ایک کڑوا سیاہ درخت) کھانے والے اونٹ کی طرح لٹکا ہوا منقبض ہوگا چنانچہ حارث آیا اور اسے قتل کر کے اپنی بیوی کو چھڑا لے گیا پس اس کا لقب آکل مرار پڑ گیا۔

اور دوسری وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اسی جنگ میں حجر بن معاویہ اور اس کے ساتھیوں نے ایک کڑوے درخت کا پتہ کھا لیا تھا جس کا نام مرار تھا اس لئے اس کو آکل مرار کہتے ہیں اور چونکہ آکل مرار حارث کی پڑپوتی کلاب بن مرہ کی ماں تھی اور کلاب بن مرہ حضور ﷺ کے شجرہ نسب میں پڑتے ہیں اسی طرح اشعث بن قیس بھی عورتوں کی جانب سے آکل مرار کی اولاد میں پڑتے ہیں اسی لئے انہوں نے جانبین کا مادری رشتہ جوڑ کر اپنے کو قریشی کہہ دیا۔

نبی ﷺ یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ میرے چچا عباس بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن حارث دونوں تاجر تھے، جب یہ بغرض تجارت کے لئے نکلتے اور لوگ ان سے پوچھتے کہ تم کس خاندان سے ہو؟ چونکہ کندہ کے لوگ بادشاہ تھے، اسی لئے وہ اپنا وقار قائم کرنے کے واسطے کہہ دیا کرتے تھے کہ ہم آکل مرار کی اولاد سے ہیں، لیکن اصلیت یہ ہے کہ ہم نضر بن کنانہ کی اولاد سے ہیں، ہم مادری نسب نہیں جوڑتے نہ باپ کا نسب منقطع کرنا جائز سمجھتے ہیں، مطلب آپ کا یہ تھا کہ نہ تم قریشی ہو نہ ہم کندی ہیں۔

یہ سن کر اشعث بن قیس نے کہا اے کندہ کی جماعت اسے خوب اچھی طرح جان لو۔ خدا کی قسم اب

Marfat.com

اگر تم میں سے کسی نے قریشی ہونے کا دعویٰ کیا، تو میں اسے اسّی درّے ماروں گا، اس سے معلوم ہوا کہ کسی خاندان مثلاً سادات کی کوئی لڑکی۔ کسی دوسرے خاندان میں بیاہ دی جائے، تو اس خاندان کے لوگ اپنے سید ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتے، اگر کریں تو غلط ہوگا، اور قابل تعزیر ہوں گے کیونکہ اس سے اپنے آبائی نسل کا ترک لازم آتا ہے۔

ان نصائح اور گفتگو کے بعد اہل کندہ رخصت ہو کر جانے لگے، تو آپ نے ان سب کو دس دس اوقیہ اور اشعث بن قیس کو بارہ اوقیہ چاندی دیا۔(۱)

(۴۸) وفد صدف

یہ لوگ کچھ اوپر دس سوار تھے، یہ ایسے وقت پر پہنچے جب کہ رسول اکرم ﷺ ممبر پر خطبہ دے رہے تھے، اس لئے بلا سلام کئے بیٹھ گئے، آپ نے دریافت کیا، کیا تم لوگ مسلمان ہو؟ بولے جی ہاں، آپ نے فرمایا: پھر سلام کیوں نہیں کیا، یہ سنتے ہی وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور کہا السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ نے جوابِ سلام کے بعد فرمایا، اب بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گئے اور آپ سے نماز کے اوقات کے بارے میں دریافت کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آنے والا بلا سلام کئے نہ بیٹھے اور اگر بیٹھ جائے تو بہتر ہے کہ کھڑے ہو کر سلام کرے اور سلام میں صرف قوم کے سردار کو خطاب کرنا کافی ہوگا۔(۲)

ابتدائے ۱۰ھ

(۴۹) وفد عمرو بن معدی کرب فی اناس من زبید

عمرو بن معدیکرب نے نبی ﷺ کا حال سنا تو سید قوم قیس بن مکشوح مرادی سے کہا کہ قریش کے ایک آدمی محمد ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے آپ چلئے تا کہ ان کی صداقت وغیرہ جانچ کر اتباع کریں اور اگر غلط ہو تو رد کر دیں۔ قیس نے ان کو بے وقوف بنایا اور ساتھ جانے پر تیار نہ ہوا، لیکن عمرو بن معدیکرب نے ابتدائے ۱۰ھ میں آپ کو خوب جانچا پرکھا اور ایمان لے آئے، بعد میں قیس نے ناراض ہو کر ان کو

(۱) ابن ہشام ۲/۵۸۵، البدایہ ۵/۷۲
(۲) البدایہ ۵/۹۴

Marfat.com

دھمکی دی کہ میری رائے کے بغیر تم کیوں ایمان لائے، عمرو اس کی اس دھمکی سے قطعی نہیں ڈرے، بلکہ چند اشعار میں قیس کو بھی دھمکایا اور کہا ہم نے تمہیں ہدایت کی طرف بلایا لیکن تم اب تک شرک و کفر کی تاریکی میں پھنسے ہو اگر تم مجھے ملے تو شیر ببر سے بھی بڑھ کر پاؤ گے۔

ارتداد و ایمان

محمد ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ عمرو بن معدی کرب ایمان لانے کے بعد اپنی قوم بنی زبیدہ میں رہے ان پر فروہ بن مسیک مرادی (جن کا ذکر اوپر گذر چکا ہے) حاکم تھے، شاید ان کو حضرت فروہ کی حکومت سے خلش یا تکلیف تھی اس لئے نبی ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے اور حضرت فروہ کے ملک کی شکایت کرتے ہوئے کہا۔ وَجَدنا مُلكَ فَروَةَ شَرَّ مُلكٍ ہم نے فروہ کے ملک کو بدترین ملک پایا۔

چونکہ ایمان ان کا راسخ تھا، اس لئے یہ ارتداد زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہ سکا، وہ پھر سے اسلام میں داخل ہو گئے اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت کے دوران بہت سے فتوحات میں شریک جنگ رہے۔ ان کا شمار اچھے شعراء اور نامور بہادروں میں ہوتا تھا، فتح نہاوند میں شریک رہ کر ۲۱ھ میں وفات پائی بعض کہتے ہیں کہ قادسیہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔(۱)

(۵۰) وفد خولان شعبان ۱۰ھ

یہ وفد دس آدمیوں پر مشتمل ۱۰ھ میں آیا اور کہا، ہماری قوم بہت بڑی تعداد میں ہے ہم سفر کی تکلیف اٹھا کر محض آپ کی زیارت کی غرض سے آئے ہیں، آپ نے فرمایا تمہارے اونٹ جتنے قدم چلے ہیں تمہیں اسی قدر نیکیاں ملیں گی اور جو یہاں میری زیارت کی نیت سے آئے گا وہ بروز قیامت میرے ساتھ ہوگا۔ یہ لوگ جس بت کو پوجتے تھے اس کا نام ''عم انس'' تھا، آپ نے پوچھا اس کا کیا حال ہے، انہوں نے کہا ابھی کچھ بوڑھے بوڑھیاں اس کی عبادت کرتی ہیں، اب ہم جاتے ہی اس کو ڈھا دیں گے، ابھی تک ہم اس سے بڑے دھوکے اور فتنے میں تھے آپ نے پوچھا وہ فتنہ کون سا تھا، انہوں نے بتایا کہ ہم ایک دفعہ قحط سالی سے پریشان تھے، ہماری ہنڈیاں تک گودے سے خالی ہو گئی تھیں، ہم نے اس قحط کو دور کرنے کے لئے سو بیل خرید کر اس پر بھینٹ چڑھایا اور ان کا سارا گوشت درندوں کے لئے چھوڑ دیا، حالانکہ ہمیں خود اس گوشت کی ضرورت تھی، اسی طرح ہم اپنی کھیتی کا ایک حصہ اسی ''عم انس'' کیلئے چھوڑ دیتے اور کنارے کا ایک حصہ خدا

---

(۱) ابن ہشام ۲/۵۸۳، البدایہ ۵/۱۰۰

Marfat.com

کے نام پر رکھتے، لیکن اگر ''عم انس'' کا حصہ ہوا کے جھونکے سے خراب ہو جاتا تو خدا کا حصہ بھی اسی کے حصے میں شامل کر دیتے اور خدا کا حصہ خراب ہو جاتا تو ''عم انس'' کا حصہ اس میں شامل نہ کرتے۔

اسی طرح کبھی ہم اپنا مقدمہ ''عم انس'' کے پاس لے جاتے تو نہ معلوم وہ کس طرح سے بات کرتا تھا، آپ نے فرمایا، وہ شیطان تھا جو تمہیں گمراہ کرنے کے لئے اس کی شکل میں بات کرتا تھا، (یہی بات علامہ ابن تیمیہ نے بھی بڑی تحقیق سے لکھی ہے کہ قبر پرستوں اور مشرکوں کی گمراہی کو مضبوط کرنے کیلئے کبھی پیروں اور کبھی قبر والوں کی شکل میں شیطان اندر سے نکل کر بات کرتا ہے، اور کبھی قبر کے اندر ہاتھ نکال کر مصافحہ کرتا ہے جسے وہ حقیقت سمجھ کر لوگوں سے بیان کرتے ہیں اور یہ بدعقیدگی ان کے دلوں میں راسخ ہو جاتی ہے۔

اہل خولان نے نبی ﷺ سے یہ بات سنی تو ''عم انس'' سے ان کے دل میں سخت نفرت ہو گئی، انہوں نے آپ سے دین کے فرائض سیکھے، آپ نے اس کے ساتھ انہیں یہ نصیحت بھی فرمائی کہ اسلام میں آنے کے بعد عہد و پیمان کا خیال رکھنا، امانت میں خیانت مت کرنا، پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، کسی پر ظلم مت کرنا، کیونکہ یہ قیامت کے دن ظلمات کا باعث ہوگا، یہ ساری باتیں سن کر اور سیکھ کر وہ وطن واپس گئے تو سب سے پہلے ''عم انس'' بت کو ڈھا کر نیست و نابود کر دیا۔(۱)

(۵۱) وفد غسان رمضان ۱۰ھ

یہ وفد تین آدمیوں پر مشتمل رمضان ۱۰ھ میں آیا اور اسلام پر بیعت کرنے کے بعد عرض کیا کہ ہم اپنی قوم کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتے کہ اسلام قبول کریں گے یا اپنی ریاست اور قیصریت کی قیادت کو ترجیح دیں گے، یہ سننے کے بعد آپ نے ان کی بھرپور ضیافت کی اور جب وہ وطن جانے لگے تو سفر خرچ بھی دیا۔ انہوں نے جا کر اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی لیکن کسی نے قبول نہ کیا اس لئے یہ بھی اپنے اسلام کو چھپا کر رہتے تھے ان میں دو کا اسلام پر انتقال ہو گیا ایک جو زندہ رہے، انہوں نے جنگ یرموک میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح سے ملاقات کی اور اسلام پر ثابت رہے۔(۲)

(۵۲) وفد بنی حارث شوال ۱۰ھ

رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالدؓ کو جمادی الاولیٰ ۱۰ھ میں علاقۂ نجران میں بنی حارث کے پاس دعوت اسلام کے لئے بھیجا تھا اور فرمایا کہ تین دن تک انہیں مہلت دینا، اگر انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو

(۱) البدایہ ۵/۹۳، زاد المعاد ۳/۲۸
(۲) زاد المعاد ۳/۲۸

Marfat.com

بہتر ہے ورنہ ان سے جنگ کرنا حضرت خالدؓ نے وہاں پہنچ کر آپ کے حکم کے مطابق ہر طرف سواروں کو دوڑایا اور اسلام کی دعوت دی ان لوگوں نے آپ کی دعوت قبول کر لی، اس لئے وہاں ٹھہر کر چھ ماہ تک انہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ کے احکام سکھاتے رہے اور اس کی اطلاع بذریعہ خط نبی ﷺ کو بھیج دی۔

اس خط کے جواب میں آپ ﷺ نے تحریر فرمایا کہ اگر انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور ہدایت پر چلنے لگے تو تم واپس آ جاؤ اور اپنے ہمراہ ان کا ایک وفد بھی لاؤ، چنانچہ اپنے ساتھ چھ آدمیوں کو لے کر آئے، جن میں قیس بن حصین اور یزید بن عبدالمدان وغیرہ تھے، آپ نے ان کو دور سے دیکھا تو پوچھا یہ رجال ہند کی ہیئت میں کون سے لوگ ہیں، صحابہ نے بتایا یہ بنی حارث کے افراد ہیں اتنے میں وہ قریب آ گئے اور آپ ﷺ سے سلام کر کے کہا، ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ نے فرمایا میں بھی اسکی شہادت دیتا ہوں۔

پھر آپ نے پوچھا کیا تمہیں لوگ ہو کہ زجر کے بعد آگے بڑھتے تھے، انہوں نے خاموشی کے بعد چوتھی مرتبہ میں اقرار کیا کہ ہاں ہمیں لوگ ہیں، اس پر آپ نے فرمایا، اگر خالدؓ نے نہ لکھا ہوتا کہ تم نے اسلام قبول کر لیا ہے تو میں تمہارے سروں کو تمہارے قدموں میں ڈال دیتا، یزید بن عبدالمدان نے کہا یا رسول اللہ! نہ ہم آپ کی حمد کرتے ہیں نہ خالدؓ کی، آپ ﷺ نے پوچھا پھر کس کی حمد کرتے ہو، انہوں نے کہا ہم اللہ عزوجل کی حمد کرتے ہیں جس نے آپ کے ذریعہ ہمیں ہدایت دی، آپ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو، پھر آپ نے پوچھا، تم کس وجہ سے دوسروں پر غالب آتے تھے؟ اس کے جواب میں پہلے تو انہوں نے ادباً تواضعاً غلبے سے انکار کیا، لیکن جب آپ نے پھر دریافت کیا تو بولے ہم دشمن کے مقابلے میں متحد ہو کر لڑتے تھے، اور آپس میں نہ کبھی اختلاف کرتے نہ کسی پر ظلم کی ابتدا کرتے تھے، آپ نے فرمایا سچ کہتے ہو۔

اس کے بعد آپ نے ان پر قیس بن حصینؓ کو امیر مقرر کر دیا، وہ لوگ شوال کے آخر تک مدینہ رہ کے اور ذیقعدہ کی ابتداء میں اپنے وطن واپس ہوئے، ان کے جانے کے ۴ ماہ بعد نبی ﷺ کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

نبی ﷺ نے اپنی زندگی ہی میں ان کے پاس حضرت عمرو بن حزام کو دین کی تعلیم و تدریس اور صدقات کی وصولی کے لئے بھیج دیا اور ایک مفصل تحریر لکھا دی تھی جس میں اسلام کی ساری باتیں درج

Marfat.com

تھیں۔(۱)

(۵۳)وفد سلامان شوال ۱۰ھ

بقول واقدی یہ وفد سات آدمیوں پر مشتمل شوال ۱۰ھ میں آیا، انہیں میں حبیب بن عمر بھی تھے، ان لوگوں نے اسلام قبول کیا، پھر آپ کے ساتھ ظہر وعصر کی نماز پڑھی تو حضرت حبیب نے پوچھا یارسول اللہ! افضل اعمال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: الصلوۃ في وقتھا. نماز اس کے وقت میں پڑھنا، پھر انہوں نے اپنے یہاں کے قحط کا ذکر کر کے دعا کی درخواست کی آپ نے دعا فرمائی تو حبیبؓ نے کہا یارسول اللہ! ہاتھ اٹھا کر دعا کر دیجئے تاکہ قبولیت جلد ہو، آپ مسکرائے اور دست مبارک اٹھا کر دعا فرمائی اور خدا کے فضل سے اسی دن ان کے یہاں بارش ہوئی، اللہ کے رسول نے تین دن تک ان کی ضیافت بڑی اچھی طرح کی اور وطن واپس ہونے لگے تو ہر ایک کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی مرحمت فرمائی، حضرت بلالؓ نے ان سے کہا، آج ہمارے پاس مال کم ہے ورنہ اور بھی دیتے، انہوں نے کہا یہی بہت کافی ہے۔(۲)

(۵۴)وفد غامد ۱۰ھ

بقول واقدی یہ وفد دس آدمیوں پر مشتمل ۱۰ھ میں آیا اور سامانوں کے پاس ایک نوجوان لڑکے کو چھوڑ آئے اتفاق سے وہ لڑکا سو گیا اور چور آکر ایک بیگ اٹھا لے گیا، لڑکا فوراً بیدار ہو کر تلاش کرنے لگا، چور اسے دیکھ کر بھاگ پڑا، لڑکے نے وہاں پہنچ کر دیکھا تو زمین تازہ تازہ کھدی ہوئی تھی اور بیگ اسی میں دفن کیا ہوا تھا وہ بیگ نکال کر صحیح سالم لے آیا۔

بیگ کی خبر کا معجزہ

ادھر لوگوں سے نبی ﷺ نے پوچھا تم سامان کس کی حفاظت میں چھوڑ آئے ہو، انہوں نے کہا ایک لڑکے کی حفاظت میں، آپ نے فرمایا وہ لڑکا سو گیا تھا، اچانک ایک چور آیا، اور بیگ چرا لے گیا وفد کے ایک آدمی نے کہا حضور! وہ بیگ تو میرا تھا، آپ نے فرمایا: گھبراؤ نہیں، وہ لڑکا بیدار ہو کر بیگ تلاش کرنے لگا تو بیگ مع تمام سامان کے صحیح سالم مل گیا، یہ سن کر وہ لوگ دوڑے ہوئے گئے تو واقعہ بعینہ اسی طرح پایا، چنانچہ ان سب نے اپنا ایمان تازہ کیا اور کہا بلاشک آپ اللہ کے سچے رسول ہیں پھر وہ لڑکا

---

(۱) ابن ہشام ۲/۵۹۲ تا ۵۹۶ (۲) خصائص ۲/ ۲۸

Marfat.com

بھی آ کر مسلمان ہو گیا، آپ ﷺ نے ان سب کو انعام واکرام سے نوازا، اور خاطر مدارات کے ساتھ واپس فرمایا۔(۱)

(۵۵) وفد بنی محارب فی حجۃ الوداع

یہ لوگ دس آدمیوں پر مشتمل حجۃ الوداع کے موقع پر آئے اور رملہ بنت حارث کے مکان میں ٹھہرے، اس وفد میں سواء بن حارث اور ان کے بیٹے خزیمہ بن سواء بھی تھے، حضرت بلالؓ روزانہ صبح وشام ان کا کھانا لاتے تھے، یہ سب مسلمان ہو گئے اور کہا، ہم اپنے قبیلہ والوں کی طرف سے وکیل بن کر آئے ہیں، اس قبیلہ کے لوگ اسلام لانے سے قبل مواسم حج میں آتے تھے، اور آپ ﷺ جب ان کے پاس دعوت اسلام لے کر جاتے تو یہ لوگ بڑی سختی سے پیش آتے، ایک آدمی جوان میں سب سے زیادہ سخت تھا، آپ ﷺ اسے دیکھ کر پہچان گئے ا، اس نے کہا، یا رسول اللہ! مجھ پر اللہ کی بڑی مہربانی ہوئی کہ اب تک میں زندہ رہا اور آج آپ کی تصدیق نصیب ہوئی، آپ نے فرمایا، یہ دل اللہ ہی کے اختیار میں ہے، پھر آپ نے خزیمہ بن سواء کے رخ پر ہاتھ پھیرا جس سے ان کا چہرہ منور ہو گیا، آپ نے ان سب کو انعام واکرام سے نوازا، جیسا کہ تمام وفود کے ساتھ کرتے تھے۔(۲)

(۵۶) وفد نخع نصف محرم ۱۱ھ

یہ آخری وفد تھا جو دو سو آدمیوں پر مشتمل ۱۱ھ میں آیا، یہ لوگ پہلے ہی سے حضرت معاذ بن جبلؓ کے ہاتھوں مسلمان ہو چکے تھے، آپ نے ان کو مہمان خانے میں ٹھہرایا، ایک صاحب ان میں زرارہ بن عمرو تھے۔

خوابوں کی تعبیر

انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے راستے میں کئی عجیب وغریب خواب دیکھے ہیں، آپ نے فرمایا: انہیں بیان کرو۔

پہلا خواب بیان کیا کہ میں نے اپنے اہل وعیال میں ایک بکری یا گدھی چھوڑی تھی کہ اس نے ابلق (سیاہ وسفید) بچہ دیا ہے، آپ نے پوچھا، کیا تمہاری عورت یا لونڈی حاملہ تھی؟ بولے ہاں، آپ نے فرمایا یہ وہی ہے، زرارہ نے پوچھا، ابلق کا کیا مطلب؟ آپ نے فرمایا قریب آؤ تو بتاؤں، وہ قریب آئے تو آپ

---

(۱) رحمۃ للعالمین ۱/۱۸۳ (۲) البدایہ ۵/۸۹

Marfat.com

نے پوچھا، کیا تمہارے جسم پر برص کا داغ ہے جسے چھپاتے ہو؟ عرض کیا، بیشک یا رسول اللہ! اسے میں ہمیشہ لوگوں سے چھپائے رہا، میرے سوا کسی کو علم نہ تھا، آپ نے فرمایا، بس اسی کا اثر بچے پر بھی ہے۔

دوسرا خواب بیان کیا کہ میں نے نعمان بن منذر کو جو عرب کا قدیم بادشاہ تھا، کان میں بالی، ہاتھ میں بازو بند اور پاؤں میں پازیب پہنے ہوئے دیکھا ہے۔

آپ نے فرمایا: اس کی تعبیر یہ ہے کہ اب ملک عرب کو بہجت اور زیب وزینت حاصل ہوگی۔

تیسرا خواب یہ بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ ایک بڑھیا زمین سے باہر نکلی جس کے کچھ بال سفید اور کچھ کالے ہیں، آپ نے فرمایا یہ مثال دنیا کی ہے کہ جس قدر بال سیاہ ہیں اتنا ہی حصہ اس کا باقی رہ گیا ہے۔

چوتھا خواب میں نے یہ دیکھا کہ زمین سے ایک آگ نکلی جو میرے اور میرے بیٹے کے درمیان آ گئی، وہ کہتی ہے، اے لوگو! اس میں جلو بھنو، خواہ بینا ہو یا نابینا، اے لوگو! اپنا مال اور خاندان مجھے کھانے کے لئے دو۔

آپ نے فرمایا، یہ ایک فساد ہے جو لوگوں میں ظاہر ہوگا، لوگ اپنے امام کو قتل کر دیں گے، اور آپس میں ایک دوسرے کے خلاف لڑیں گے، مومن کا خون پانی کی طرح بہے گا، بدکار اپنے کو نکوکار سمجھیں گے، اگر تمہارا بیٹا مر گیا تو تم اس فتنے کو دیکھو گے اور اگر تم پہلے مر گئے تو تمہارا بیٹا یہ فتنہ دیکھے گا۔ زرارہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ دعا کیجئے کہ یہ فتنہ میں نہ دیکھوں، آپ نے دعا فرمائی کہ الٰہی! زرارہؓ اس فتنہ کو نہ پائے، چنانچہ وہ اپنے بیٹے سے پہلے مر گئے، تو ان کا بیٹا حضرت عثمانؓ کی بیعت توڑ کر فتنے میں شامل ہو گیا۔ (۱)

یہ کل ۵۶ وفود ہوئے ان میں سے بعض کی تاریخیں مذکور نہیں لیکن اغلب یہ کہ اکثر ان میں سے ۹ھ میں اور بعض ۱۰ھ میں وارد ہوئے ہیں لیکن ان کی ترتیب یقینی نہیں ہے۔

باقی وفود

باقی وفد (۵۷) حارث بن حسان بکری، (۵۸) وفد دارس، (۵۹) وفد تمیم داری، (۶۰) وفد بنی تغلب، (۶۱) وفد صرد بن عبداللہ، (۶۲) وفد اہل جرش، (۶۳) وفد بنی بکر بن وائل، (۶۴) وفد جہینہ، (۶۵) وفد غافق، (۶۶) وفد بارق، (۶۷) وفد داریین، (۶۸) وفد حدار، (۶۹) وفد اسلم، (۷۰) وفد مہرہ، (۷۱) وفد حیسان، (۷۲) وفد شیبان، (۷۳) وفد حضر موت، (۷۴) وفد بنی بجیم وغیرہ بہت سے

(۱) خصائص کبریٰ ۲/۳۴، رحمۃ للعالمین ۱/۱۹۱

Marfat.com

وفود ہیں جو اپنے اپنے وقت پر آئے، اور اسلام جیسی نعمت سے سرفراز ہوئے۔

اسی طرح جنوں کا وفد قبل از ہجرت مکی زندگی میں آیا جس کا ذکر سورۂ احقاف اور سورۂ جن میں موجود ہے، نیز ایک ضعیف روایت میں ہامہ بن ہیثم بن لاقیس بن ابلیس کی آمد کا ذکر بھی ملتا ہے جسے حافظ ابن کثیر نے منکر یا موضوع قرار دیا ہے، پھر بھی لکھتے ہیں کہ اس کا مخرج عزیز ہونے کی وجہ سے ہم پسند کرتے ہیں کہ مثل بیہقی کے اس کا ذکر کر دیا جائے۔

میں نے بھی مناسب سمجھا کہ اضافہ معلومات کی غرض سے کتاب ہذا میں مع مالہ و ماعلیہ کے ذکر کروں، چنانچہ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اس طرح سے باب باندھا ہے۔" باب قدوم ھامة بن الهَيثَمِ بنِ لاقيس بنِ ابليسَ علی النبي صلی الله عليهِ وسلّمَ وإسلامه " پھر سند حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ تہامہ کے پہاڑ پر بیٹھے تھے، اچانک ایک بوڑھا شخص ہاتھ میں لاٹھی لئے ہوئے نمودار ہوا، اور نبی ﷺ سے سلام کیا، آپ نے جواب دیا اور فرمایا، سُر اور آواز تو جنوں جیسی ہے، تم کون ہو؟ اس نے کہا، میں ہامہ بن ہیثم بن لاقیس بن ابلیس ہوں، آپ نے فرمایا، تمہارے اور ابلیس کے درمیان صرف دو باپ پڑتے ہیں، تمہاری عمر کتنی ہے؟

اس نے کہا میں نے دنیا کی بڑی زندگی ختم کر دی، اب اس کے مقابلہ میں صرف تھوڑی سی رہ گئی، جس وقت قابیل نے ہابیل کو قتل کیا، میں چند سالہ بچہ تھا، لوگوں کا کلام سمجھنے لگا تھا، پہاڑوں پر گھومتا تھا، لوگوں کے کھانے کی چیزیں خراب کرتا اور قطع رحمی کا حکم دیتا تھا، آپ نے فرمایا صاحب فراست بوڑھے اور منتظر جوان کا عمل نہایت برا ہے، اس نے کہا اب ردوکد نہ فرمایئے، اب میں اللہ عزوجل سے تائب ہو چکا ہوں، میں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے مومنین کے ساتھ ان کی مسجد میں تھا، انہوں نے اپنی قوم پر جو بددعا فرمائی تھی اس پر میں عتاب کرتا رہا یہاں تک کہ وہ رو پڑے اور مجھے بھی رلایا اور فرمایا، بلا شک میں اس پر نادم ہوں اور اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ نادانی کرنے والوں میں سے ہوؤں، میں نے کہا اے نوح! میں شہید سعید ہابیل ابن آدم کے خون میں شریک تھا، کیا آپ میری توبہ کیلئے کوئی راہ پاتے ہیں، انہوں نے فرمایا، اے ہام! تو بھلائی کا قصد کر اور حسرت و ندامت سے پہلے اسے کر ڈال، اللہ نے جو وحی مجھ پر نازل کی ہے، اس میں میں نے پڑھا ہے کہ اللہ کا جو بندہ بھی توبہ کرے گا، خواہ وہ کیسا ہی مجرم ہو اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی تو کھڑا ہو توبہ کر اور اللہ کے سامنے دو سجدے کر لے۔

Marfat.com

یہ سنتے ہی میں سجدے میں گر گیا اور پڑا رہا یہاں تک کہ نوح علیہ السلام نے مجھے پکارا کہ اپنا سر اٹھا، تیرے توبہ کی قبولیت کی خبر آسمان سے آ گئی، پس میں نے سر اٹھایا اور یہ مژدہ سنتے ہی سجدۂ شکر کے لئے پھر گر گیا، اس کے بعد میں ہود علیہ السلام کے زمانہ میں ان کے مومنین کے ساتھ ان کی مسجد میں رہا، انہوں نے بھی اپنی قوم پر جو بددعا کی تھی اس پر عتاب کرتا رہا یہاں تک کہ وہ رو پڑے اور مجھے بھی رلایا، اور کہا، ضرور میں اس پر نادم ہوں اور اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں اس سے کہ نادانی کروں۔

اسی طرح میں صالح علیہ السلام اور ان کی قوم کے مومنین کے ساتھ ان کی مسجد میں رہا اور ان کی بددعا پر انہیں عتاب کرتا رہا یہاں تک کہ وہ بھی روئے اور مجھے بھی رلایا اور خدا کی پناہ طلب کی کہ میں نادانی کرنے والوں میں سے ہوؤں، اسی طرح میں یعقوب علیہ السلام کی زیارت کرتا رہا اور یوسف علیہ السلام کے ساتھ مکان امین میں موجود تھا اور الیاس علیہ السلام کے ساتھ وادیوں میں ملا اور اب بھی ملوں گا، اور میں نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے ملاقات کی، انہوں نے مجھے تورات کی آیات سکھائی اور فرمایا اگر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہنا، پھر میں نے عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی اور سلام پہنچایا تو عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر محمد ﷺ سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہنا، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگا، آپ روئے اور فرمایا جب تک دنیا قائم رہے، عیسیٰ علیہ السلام پر سلام ہو، اے ہام! تیری اس ادائیگی امانت سے تجھ پر بھی سلام ہو، اس نے کہا، یا رسول اللہ ! جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے مجھے تورات کی آیات سکھائی تھی، آپ بھی مجھے کچھ سکھا دیں، چنانچہ آپ نے: إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ، عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ، إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ، مُعَوِّذَتَيْنِ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، سکھایا اور فرمایا، اے ہام! تمہاری کوئی ضرورت ہوگی تو بتانا اور ہماری زیارت مت چھوڑنا، حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد نبی ﷺ کا انتقال ہو گیا اور وہ ہمارے پاس نہیں آیا، معلوم نہیں وہ زندہ بھی ہے یا مر گیا۔

امام بیہقی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں ابو معشر راوی پڑتا ہے جس سے کبار محدثین نے روایت کی ہے لیکن اہل علم اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں اور یہ حدیث ایک اور طریقہ سے روایت کی گئی ہے جو اس سے قوی ہے۔(۱)

خاکسار مؤلف عرض کرتا ہے کہ اس روایت کے سنداً ضعیف ہونے کے ساتھ اس میں سورۂ فاتحہ کا

(۱) البدایہ ۵/ ۹۷

Marfat.com

جو رکن صلوۃ ہے، نہ سکھانا، اور ہود و صالح علیہما السلام اور ان کے مومنین کے ساتھ ان کی مسجد میں رہنا اور مسجد نبوی میں نہ آنا بلکہ ایک پہاڑی پر ملنا نیز الیاس علیہ السلام کے ساتھ وادیوں میں ملنا اور ان سے پھر ملنے کی اطلاع دینا، اس روایت کے ضعیف و موضوع ہونے پر مزید روشنی ڈالتی ہے۔ واللہ اعلم و علمہ أتم.

حضرت ابوموسیٰ و معاذ رضی اللہ عنہما کا یمن بھیجا جانا

امام بخاری نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور معاذ بن جبلؓ کو رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع سے قبل یمن کی طرف بھیجا اور دونوں کو یمن ہی کے دو ناحیہ میں روانہ کر کے وصیت فرمائی کہ رعایا کے ساتھ آسانی کرنا سختی مت کرنا، خوشخبری دینا، متنفر مت کرنا اور آپس میں متفق رہنا، اختلاف مت کرنا۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے معاذؓ سے فرمایا کہ تم ایسے لوگوں کے پاس پہنچو گے جو اہل کتاب ہیں۔ پہلے ان کو کلمۂ توحید کی دعوت دینا اگر وہ مان لیں تو ان کو بتانا کہ اللہ نے ان پر رات اور دن میں پانچ وقت کی نماز فرض کی اگر وہ یہ بھی تسلیم کر لیں تو بتانا کہ اللہ نے ان پر صدقہ بھی فرض کیا ہے جو ان کے اغنیاء سے لے کر ان کے فقراء پر تقسیم کیا جائے گا، اگر یہ بھی مان لیں تو ان کے عمدہ اور برگزیدہ اموال سے پرہیز کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچتے رہنا اس لئے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔

حضرت معاذؓ خود راوی ہیں کہ جب مجھے رسول خدا ﷺ نے یمن کی طرف روانہ کیا تو میں سوار تھا اور آپ میری سواری کے نیچے پیدل چلتے ہوئے وصیت فرما رہے تھے اور جب ساری باتیں بتا کر فارغ ہوئے تو فرمایا اے معاذؓ! بہت ممکن ہے کہ اس سال کے بعد تم مجھ سے ملاقات نہ کر سکو اور شاید کہ تم میری اس مسجد اور قبر کے پاس سے گزرو، یہ سن کر حضرت معاذؓ آپ کی جدائی اور فراق کے تصور سے بے قرار ہو کر رونے لگے، آپ نے فرمایا: اے معاذ! روؤ نہیں، رونا شیطان کی جانب سے ہے۔ پھر آپ نے مدینہ کی طرف لوٹتے ہوئے فرمایا: إن أولى الناس بي المتقون من كانوا و حيث كانوا مجھ سے زیادہ قریب اللہ سے ڈرنے والے لوگ ہیں جو بھی ہوں اور جہاں کہیں بھی رہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا، اے معاذ! میں تم کو ایسی قوم کے پاس بھیج رہا ہوں جو نہایت نرم دل ہیں اور حق کے واسطے لڑتے ہیں لہذا اپنے ماننے والوں کو لے کر نافرمانوں سے جنگ کرنا،

Marfat.com

پھر وہ اسلام کی طرف مائل ہو جائیں گے، عورت اپنے شوہر سے پہلے، بیٹا اپنے باپ سے آگے اور بھائی اپنے بھائی سے قبل اسلام کی طرف مائل ہو جائے گا، تم ان میں سکون اور طمانیت سے کام لینا۔

ایک روایت میں ہے، حضرت معاذؓ نے کہا یا رسول اللہ! مجھے کچھ نصیحت کر دیجئے فرمایا جہاں کہیں رہنا اللہ سے ڈرتے رہنا، اس کا تقویٰ ہاتھ سے نہ چھوٹے، معاذؓ نے کہا کچھ اور نصیحت کیجئے، فرمایا: غلطی ہو جائے تو اس کے بدلے کچھ نیکی کرنا کیونکہ وہ نیکی اس گناہ کو مٹا دیگی، کہا کچھ مزید ارشاد کیجئے، فرمایا، لوگوں کے ساتھ اچھی خصلت سے پیش آنا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے مجھے دس چیزوں کی وصیت فرمائی، اول شرک مت کرنا، اگر چہ قتل کئے جاؤ، اور جلائے جاؤ، دوم اپنے والدین کی نافرمانی مت کرنا، اگر چہ تمہیں مال اور اہل وعیال سے نکل جانے کا حکم دیں۔ سوم فرض نماز جان کر مت چھوڑنا، اس لئے کہ جو اسے چھوڑ دے گا اس سے اللہ ورسول کا ذمہ بری ہو جائے گا، چہارم شراب مت پینا اس لئے کہ یہ ہر فحش کی جڑ ہے، پنجم اپنے کو معصیت سے بچانا اس لئے کہ اس سے اللہ کی ناراضی نازل ہوتی ہے، ششم میدان جہاد سے مت بھاگنا اگر چہ لوگ ہلاک ہو جائیں، ہفتم جب لوگوں کو تمہاری موجودگی میں موت کی وبا پکڑے تو ثابت قدم رہنا، ہشتم جہاں تک ہو سکے اپنا مال اپنے اہل وعیال کی خدمت میں صرف کرنا، نہم: ادب کی لاٹھی ان پر ہمیشہ برقرار رکھنا، دہم: ان سے محض اللہ عز وجل کی خاطر محبت کرنا، ان کے علاوہ امام احمدؒ نے ایک روایت یہ بھی کی ہے، کہ اے معاذ! اپنے کو عیش پرستی سے بچانا اس لئے کہ اللہ کے بندے عیش پرست نہیں ہوتے۔

حضرت معاذؓ نوجوان نہایت ہی خوبصورت اور فیاض تھے وہ اپنی قوم کے ایسے جواں مرد تھے کہ کبھی کسی سائل کو رد نہ کرتے تھے اسی لئے کافی مقروض ہو گئے، ان کو رسول اللہ ﷺ نے یمن بھیج دیا تھا تا کہ ان کا قرضہ چک جائے وہ لوٹ کر آئے تو صحیح روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو چکا تھا، حضرت عمرؓ کے کہنے سے انہوں نے سارا مال یہاں تک کہ اپنی اجرت بھی حضرت ابوبکرؓ کے حوالے کر دیا لیکن حضرت ابوبکرؓ نے ان کی دلجوئی کی خاطر سب کچھ انہیں ہبہ کر دیا۔(۱)

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجنا چاہا تو پوچھا اگر کوئی مقدمہ پیش آئے تو فیصلہ کیسے کرو گے، انہوں نے کہا، کتاب اللہ سے، آپ نے فرمایا، اگر اس میں نہ پاؤ،

(۱) البدایہ ۵/۹۹

Marfat.com

انہوں نے کہا، پھر میں سنت رسول اللہ سے فیصلہ کروں گا، آپ نے فرمایا اگر اس میں بھی نہ ملے، بولے پھر میں اجتہاد سے کام لوں گا، اور جہاں تک ممکن ہوگا کوئی کوتاہی نہ کروں گا، یہ سن کر آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا، اور فرمایا، اللہ ہی کیلئے حمد ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو ایسی توفیق دی جس سے خدا کا رسول راضی ہو۔

حضرت علی اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کا یمن بھیجا جانا

حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یمن کے ایک جانب حضرت خالدؓ کو بھیجا، میں ان کے ساتھ تھا وہ وہاں کافی دنوں تک رہے، لیکن پوری کامیابی نہ ہوئی، پھر ان کی جگہ حضرت علیؓ کو اپنا نامہ مبارک دے کر بھیجا اور حضرت خالدؓ کو حکم دیا کہ واپس آجائیں، حضرت علیؓ پہنچے تو اہل ہمدان اکٹھا ہوئے حضرت علیؓ نے پہلے ان کے سامنے ہمیں نماز پڑھائی پھر کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک سنایا، اس دن خدا کا فضل ایسا ہوا کہ تمام اہل ہمدان ایمان لے آئے، یہ خبر رسول اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ سجدۂ شکر میں گر گئے اور فرمایا ہمدان پر سلامتی ہو، ہمدان پر سلامتی ہو۔

خود حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے ایسی قوم کی طرف بھیج رہے ہیں جو مجھ سے بڑے ہیں، میں ابھی نوجوان ہوں، نہیں جانتا کہ فیصلہ کیسے کروں گا، یہ سن کر آپ نے میرے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی اللھم ثبت لسانہ واھد قلبہ اے اللہ! ان کی زبان حق پر ثابت رکھ اور دل کو ہدایت دے، پھر آپ ﷺ نے نصیحت کی، اے علیؓ! جب تمہارے پاس مدعی اور مدعا علیہ آویں، تو دونوں کی باتیں سنے بغیر فیصلہ مت کرنا، دونوں کا بیان سن لوگے تو حق تمہارے سامنے ظاہر ہو جائے گا، حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ پھر اس کے بعد مجھے کوئی فیصلہ مشکل اور دشوار نہ ہوا، نہ میں نے کسی معاملے میں شک کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چند فیصلے

ایک مرتبہ حضرت علیؓ کے سامنے ایسے تین آدمی آئے جنہوں نے ایک عورت سے ایک طہر میں وطی کی تھی، اور اس سے جو لڑکا پیدا ہوا تینوں کا اس پر دعویٰ تھا کہ مجھے ملنا چاہئے، حضرت علیؓ نے دو دو سے ہر ایک کے بارے میں پوچھا کیا تم اپنا دعویٰ چھوڑ کر تیسرے کو لڑکا دینے پر راضی ہو؟ ان میں سے ہر ایک نے یہی جواب دیا کہ ہم ہرگز لڑکا چھوڑنے پر راضی نہیں ہیں، حضرت علیؓ نے ان کی یہ ضد دیکھی تو فرمایا تم

Marfat.com

جھگڑنے والے شریک ہو لہذا میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالتا ہوں جس کے نام قرعہ نکلے گا، لڑکا اس کے لئے لازم کردوں گا، اور جس کو لڑکا ملے گا، اس پر دیت کا دو ثلث تاوان رکھوں گا جو باقی دونوں دعویٰ داروں کو دینا ہوگا، اس برمحل فیصلے کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ بے ساختہ ہنس پڑے اور فرمایا اگر میرے پاس یہ مقدمہ آتا تو میں بھی یہی فیصلہ کرتا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ اور ہے کہ چار آدمیوں نے شیروں کو شکار کرنے کے لئے ایک کنواں تیار کیا، چنانچہ ایک شیر اس میں گر کر پھنسا تو چاروں اس کے کنارے پہنچ گئے، اور ایک دوسرے کو اس کی طرف دفع کرنے لگے اچانک ان میں سے ایک آدمی کنواں میں گرا، تو وہ دوسرے کو پکڑ کر لٹک گیا، پھر دوسرے نے تیسرے کو پکڑا اور تیسرے نے چوتھے کو پکڑا اس طرح چاروں اس میں گر گئے اور شیر نے سب کو زخمی کر دیا، اس کے بعد ایک آدمی نے اٹھ کر پہلے کو قتل کر دیا اور شیر کے زخم کی تاب نہ لا کر باقی تینوں بھی مر گئے۔

اب مقتول کے وارثین نے ہتھیار اٹھایا کہ قاتل کے وارثین سے جنگ کریں، اتنے میں حضرت علیؓ پہنچ گئے اور فرمایا کہ کیا تم لڑائی کرنا چاہتے ہو، حالانکہ رسول اللہ ﷺ زندہ موجود ہیں، آؤ میں فیصلہ کرتا ہوں، اگر نہیں مانو گے تو خود رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ مقدمہ جائے گا، پھر فرمایا کہ چاروں کے خاندان اور قبیلے کے لوگ دیت کا ربع اور دیت کا ثلث اور دیت کا نصف اور ایک کامل دیت جمع کریں پھر پہلے کیلئے ربع اور دوسرے کے لئے ثلث، تیسرے کے لئے نصف اور چوتھے کے واسطے کامل دیت دی جائے کیونکہ اس کی وجہ سے کوئی بھی ہلاک نہیں ہوا ہے۔ اس فیصلے پر وہ لوگ راضی نہ ہوئے تو مقدمہ نبی ﷺ کے پاس گیا اس وقت آپ خانہ کعبہ میں مقام ابراہیم کے پاس تھے، وہاں آپ کو حضرت علیؓ کے فیصلہ کی تفصیل بتائی گئی تو آپ نے اسی کو برقرار رکھا۔(۱)

حضرت علیؓ کے فیصلہ کا ایک واقعہ اور مشہور ہے چنانچہ دو مسافر تھے ایک کے پاس تین روٹی اور ایک کے پاس پانچ روٹی تھی، کھانے کے لئے بیٹھے تو ایک شخص اور آ کر شامل ہو گیا۔ جب تینوں کھا کر فارغ ہو گئے تو تیسرا شخص جوان کے کھانے میں شریک ہوا تھا، آٹھ درہم دے کر چلا گیا۔ اب جس کی پانچ روٹیاں تھیں اس نے کہا کہ پانچ درہم میں لے لیتا ہوں اور تین تم لے لو، اس پر وہ راضی نہیں ہوا، اور بولا مجھے آدھا چاہئے، پھر فیصلہ کے لئے حضرت علیؓ کے پاس گئے، آپ نے معاملہ سنا تو تین روٹی والے سے فرمایا، جو وہ دیتا ہے خوشی سے لے لو، ورنہ تمہارا اس سے بھی کم ہے، بولا کیسے؟ آپ نے فرمایا تین اور پانچ ملا کر کل ۸

---

(۱) البدایہ ۵/۱۰۴تا۱۰۸

Marfat.com

روٹیاں ہوئیں اور کھانے والے تین تھے اس لئے برابر تقسیم کرنے کی صورت میں ہر ایک روٹی کے تین ٹکڑے کرنے ہوں گے، اس طرح کل ۲۴ ٹکڑے ہوئے اور تینوں کے حصے میں ۸-۸ ٹکڑے آئے تمہاری تین روٹی کے ۹ ر ٹکڑے ہوئے، ۸ ر ٹکڑے تم نے کھالئے، صرف ایک ٹکڑا آنے والے نے پایا اور جس کی پانچ روٹیاں تھیں اس کے ۱۵ ر ٹکڑے ہوئے، ۸ ر اس نے کھالیا اور سات ٹکڑا آنے والے نے پایا، پس حساب سے پانچ روٹی والے کا ساتھ درہم ہوا اور تمہارا صرف ایک درہم۔

باقی امراء وعمال

ان کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے امراء وعمال میں سے مہاجر بن امیہؓ کو صنعاء کی طرف بھیجا، جہاں اسود عنسی نے ادعائے نبوت کے ساتھ خروج کیا تھا، اسی طرح زیاد بن عبید انصاریؓ کو حضر موت کی طرف اور عدی بن حاتم کو بنو طے اور بنو اسد کی طرف اور مالک بن نویرہؓ کو بنو حنظلہ کی طرف اور زبرقان بن بدرؓ بنو سعد کی ایک جانب اور قیس بن عاصمؓ کو دوسری جانب اور علاء بن حضرمیؓ کو بحرین کی طرف روانہ فرمایا تاکہ انہیں دین کی باتیں سکھائیں۔

حجۃ الوداع ۱۰ھ مطابق مارچ ۶۳۲ء

وداع کے معنی رخصت کرنا، اس حج کے موقع پر نبی ﷺ نے امت کو آخری نصیحت و وصیت فرما کر رخصت کی تھی، اور اس کے بعد کوئی حج نہیں کیا اس لئے اس کا نام حجۃ الوداع پڑ گیا۔

اس کا دوسرا نام حجۃ الاسلام بھی ہے کیونکہ یہ مدینہ سے آپ کا پہلا مکمل خالص اسلامی حج تھا جس میں کسی کافر ومشرک کو حج کی اجازت نہیں دی گئی، اور حج تو اس سے ماقبل بھی تھا حج کا فریضہ جس کا اعلان اس کے مقدمے کے طور پر ۹ھ میں نازل ہوا۔

اس کا تیسرا نام حجۃ البلاغ بھی ہے کیونکہ اس میں نبی ﷺ نے قولاً وفعلاً جملہ احکام سے دین کامل کی تبلیغ فرمادی، حج کے تمام ارکان بیان کردیئے، یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے میدان عرفات میں یہ آیت نازل فرمائی: ﴿الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتي ورضیت لکم الإسلام دینا﴾ آج میں نے تمہارا دین کامل کردیا، تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور دین اسلام کو تمہارے لئے

Marfat.com

پسند کر لیا۔(۱)

اللہ عزوجل نے نور اسلام کے اتمام کا جو وعدہ فرمایا تھا، اب اس کا وقت آ گیا، عرب کے چپے چپے میں بلکہ اس کے باہر بھی اسلام کا غلغلہ بلند ہونے لگا، خانہ کعبہ بتوں کی آلائش اور شرک کی گندگی سے پاک کر دیا گیا تھا، اب ضرورت تھی کہ اسی مرکز توحید سے توحید کی ایسی صدا بلند ہو جو رہتی دنیا تک قائم رہے، اللہ کے آخری رسول نے دس برس کی تھوڑی سی مدت میں جو انقلاب برپا کیا تھا اور عشق خدا کی جو چنگاری دلوں میں روشن کی تھی اس کے سرمدی نور سے ساری دنیا منور ہو جائے، کالے گورے، عربی عجمی، امیر وغریب، آقا وغلام سب ایک صف اور ایک ہی لباس میں ایک ہی مرکز توحید پر جمع ہو کر ایک ہی رسول کی قیادت میں صرف ایک خدا کو پکاریں اور ایک ہی مالک کے سامنے سربسجود ہوں۔

یہ توحید حق کا پہلا مظاہرہ ایسا مظاہرہ تھا اور مسرت وشادمانی کا ایسا جشن عظیم تھا، جس کی مثال دنیا کا کوئی قانون اور کوئی ازم پیش نہ کر سکا ہے، نہ پیش کر سکے گا۔ نبی ﷺ نے اس حج کی تیاری کا اعلان فرمایا تو مدینہ اور اس کے اطراف کے لوگ جوق در جوق جمع ہونے لگے تاکہ آپ کی اقتداء میں تمام ارکان صحیح طریقہ سے ادا کر سکیں۔

نکلنے کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت ابودجانہؓ یا سباع بن عرفطہؓ کو مدینہ پر عامل بنایا اور ۲۵ر ذیقعدہ ۱۰ھ کو بالوں میں کنگھی کی، تیل لگایا، ازار اور چادر زیب تن فرمایا قربانی کے جانوروں کو قلادہ پہنایا، پھر چار رکعت ظہر کی نماز پڑھی اور کوچ فرمایا، سواری کا کجاوہ پرانا تھا، اس پر ایک چھور دار چادر بچھی تھی جس کی قیمت اس وقت ۴ درہم سے زیادہ نہ تھی۔(۲)

ذوالحلیفہ میں قیام

اس دن عصر کے قریب ذوالحلیفہ کے وادی عقیق میں پہنچ گئے جو مدینہ سے صرف تین میل پر واقع ہے، وہاں عصر کی نماز قصر کے ساتھ دو رکعت پڑھی اور قیام فرمایا، اسی وادی میں مغرب، عشاء اور فجر کی نماز پڑھی اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ آج کی رات میرے رب کی طرف سے ایک آنے والے نے کہا ہے کہ اسی مبارک وادی میں نماز پڑھئے اور یہیں سے حج قران یعنی عمرے اور حج کا احرام باندھئے، اس خواب کے بیان کے بعد صرف ظہر کی نماز رہ گئی تھی، اس لئے آپ نے سب کو مزید اقامت کیلئے حکم

---

(۱) المائدہ:۳
(۲) البدایہ ۵/۱۱۱ تا ۱۱۳

Marfat.com

دیا پھر ازواج مطہرات کے پاس گئے، اس وقت آپ کے ساتھ ۹ بیویاں تھیں، سب سے ملے یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا۔ (۱)

غسل احرام

ظہر سے پہلے آپ نے احرام کا غسل فرمایا، پھر ام المومنین حضرت صدیقہؓ نے آپ کے جسم اطہر اور سر مبارک میں مشک آمیز خوشبو لگائی جس کی چمک آپ کی مانگ میں تین دن تک دکھائی دیتی تھی۔ (۲)

اشعار

پھر آپ نے ازار اور چادر میں ملبوس ہو کر ظہر کی نماز پڑھی اور مصلی ہی پر تلبیہ کہا پھر اٹھے اور قربانی کے جانوروں کا اشعار فرما کر قصویٰ اونٹنی پر سوار ہوئے اور مسجد ذوالحلیفہ کے پاس ہی پھر لبیک عمرۃ وحجاً کی آواز بلند فرمائی اور اس طرح سے تلبیہ کہا: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ.

حضرت عمر بن خطابؓ نے نبی ﷺ کے تلبیہ میں اتنا اور زیادہ کیا ہے: لبیک اللهم لبیک وسعدیك والخیر فی یدیك والرغباء إلیك والعمل۔ حضرت ابن عمرؓ بھی اپنے تلبیہ میں انہیں کلمات کا اضافہ کیا کرتے تھے۔ (۳)

خلاد بن سائب انصاریؓ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے اصحاب کو حکم دے دوں کہ اپنی آواز تلبیہ کے ساتھ بلند کریں اس لئے کہ وہ شعار حج میں سے ہے۔

ذوالحلیفہ ہی میں حضرت اسماء بنت عمیس کے بطن سے محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے اور ان کو نفاس کا خون آیا انہوں نے مسئلہ دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا غسل کر کے لنگوٹی کس لو پھر احرام کی تلبیہ کے ساتھ آگے بڑھو، وہاں سے نکل کر آپ کی اونٹنی مقام بیداء پر پہنچی تو آپ نے لبیک اللهم لبیک کی صدا بلند کی، صحابہ بھی کم و بیش انہیں کلمات کو کہتے تھے، کوئی لبیک ذی المعارج کوئی لبیک اله الحق کا لفظ بڑھا دیتا تھا، نبی ﷺ اسے سنتے لیکن منع نہ فرماتے۔ (۴)

---

(۱) البدایہ ۵: ۱۱۴ — (۲) البدایہ ۵: ۱۱۶

(۳) البدایہ ۵: ۱۲۳ — (۴) البدایہ ۵: ۱۲۴

Marfat.com

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ مقام بیداء سے آپ کی اونٹنی آگے بڑھی تو میں نے آپ کے آگے اور پیچھے داہنے اور بائیں نظر دوڑائی، ہر طرف پیدل اور سوار انسانوں کا سیلاب امڈ رہا تھا اور میری حد نگاہ تک چلنے والے اصحاب کا ہجوم دکھائی دیتا تھا۔

حجاج کی تعداد

بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے ساتھ ایک لاکھ ۲۴ ہزار سے ایک لاکھ تیس ہزار تک اصحاب تھے اور مکہ پہنچ کر یہ تعداد ایک لاکھ ۴۴ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ (۱)

ذوالحلیفہ سے آگے کے مقامات

وہاں سے آگے بڑھ کر آپ مقام ابواء میں پہنچے پھر وادی عسفان سے گذرتے ہوئے مقام سرف میں پہنچے جو مکہ سے صرف ایک منزل پر ہے، وہیں ام المومنین حضرت صدیقہؓ کو خون حیض جاری ہوا، جس کے غم سے رونے لگیں اور فرمایا، کاش میں اس سال حج کو نہ نکلی ہوتی، آپ ﷺ نے سنا تو فرمایا غم نہ کرو یہ تو ایسی چیز ہے جسے اللہ تعالی نے جملہ بنات آدمؑ پر لازم کر دیا ہے، لہذا تم وہ تمام کام کرو جو حاجی لوگ کرتے ہیں، البتہ بیت اللہ شریف کا طواف موقوف کر کے پاک ہونے کے بعد کر لینا۔ (۲)

ذی طویٰ میں داخلہ

مکمل ایک ہفتہ سفر کے بعد آپ آگے بڑھ کر مقام ذی طویٰ میں پہنچے، وہیں رات گذارا، فجر کا وقت آیا تو نماز پڑھی، پھر غسل فرمایا اور اتوار کے دن ۴/ ذی الحجہ کو علی الصباح مکہ معظمہ میں اس کے بالائی حصہ سے داخل ہوئے۔ بنی ہاشم کے لڑکوں نے دیکھا تو دوڑ پڑے، آپ نے انہیں اپنی سواری کے آگے پیچھے بٹھالیا۔ (۳)

بیت اللہ شریف پر پہلی نظر

مسند شافعی نیز بیہقی وغیرہ میں ایک حدیث مرسل اور ایک منقطع سند سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی پہلی نظر بیت اللہ پر پڑی تو ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہی اور یہ دعا پڑھی: اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ، اَللّٰھُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيفاً وَتَعْظِيماً وَتَكْرِيماً وَ مَهَابَةً وَزِدْ مَنْ

(۱) رحمۃ للعالمین ۱/۲۴۳
(۲) مشکاۃ المصابیح ۱/۲۲۷
(۳) نسائی ۲/۳۲

Marfat.com

حَجَّهُ وَاعْتَمَرَهُ تَكْرِيماً وَتَشْرِيفاً وَتَعْظِيماً وَبِرًّا. اے اللہ! تو سلام ہے، تجھی سے سلامتی ہے پس اے ہمارے رب، ہم کو سلامتی سے زندہ رکھ، اے اللہ! اپنے اس گھر کو شرف اور عزت و بزرگی اور عظمت میں بڑھادے اور جو شخص اس کا حج یا عمرہ کرے اس کو بھی تکریم و شرف و عظمت اور نیکی میں اونچا کر۔

اس دعا میں رویت بیت اللہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے لیکن ابو داؤد و نسائی و ترمذی کی روایت میں ہاتھ اٹھانے کی نفی آئی ہے اس لئے امام شافعی کا قول ہے کہ میں اسے نہ مکروہ سمجھتا ہوں نہ مستحب جانتا ہوں، گویا امام شافعی کے نزدیک دونوں قسم کی روایت میں ضعف و انقطاع کے سبب کسی ایک جانب کو ترجیح حاصل نہیں ہے، علامہ شوکانی نے بھی کہا ہے کہ اس باب میں کوئی صحیح حدیث نہیں آئی ہے جس سے ثابت ہو کہ رویت بیت اللہ کے وقت ہاتھ اٹھانا مشروع ہے، لیکن مذکورہ بالا دعا کے بارے میں کئی روایتیں ہیں اور حضرت عمر بن خطابؓ کا فعل بھی آیا ہے۔(۱)

مسجد حرام میں داخلہ

مسجد حرام میں داخل ہونے سے پہلے آپ نے وضو فرمایا پھر باب بنی شیبہ سے داخل ہوئے کعبہ کے پاس آکر پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا، پھر داہنے طرف سے طواف شروع کیا، اول کے تین پھیروں میں رمل یعنی کندھوں کو حرکت دیتے ہوئے تیز چلے اور باقی ۴ پھیروں میں اوسط چال چلے۔(۲)

اضطباع

طواف اور سعی صفا و مروہ کی حالت میں آپ نے اضطباع کیا یعنی چادر مبارک کو داہنے شانے کے نیچے سے نکال کر اس کا دونوں کنارہ بائیں شانے کے اوپر ڈال لیا تھا اس طرح سے ایک شانہ کھلا ہوا تھا۔

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ طواف کے وقت رونے کے سبب آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھا، یہ طواف آپ کا پیدل تھا، بعد میں آپ نے سواری سے بھی طواف فرمایا ہے۔ طواف کے بیچ میں آپ حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے اور کبھی کبھی رکن یمانی کا استلام بھی کرتے تھے، حجر اسود کا استلام کبھی ہاتھ سے کبھی چھڑی کے اشارے سے اور کبھی ہونٹوں سے جیسا موقع ہو کرتے تھے۔

عبداللہ بن سائبؓ کہتے ہیں کہ میں رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان آپ کو ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔

---

(۱) تحفۃ الاحوذی ۹۱/۲، البدایہ ۱۵۲/۵ (۲) البدایہ ۱۵۲/۵

Marfat.com

مقام ابراہیم

جب آپ طواف سے فارغ ہو گئے تو مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے وہاں قُلْ یٰاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلّٰی﴾ اس کے بعد جا کر حجر اسود کو چوما اور صفا کی طرف سامنے والے دروازے سے چلے پھر یہ آیت تلاوت کی: ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں پھر فرمایا: اَبْدَءُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ ۔ میں اسی سے شروع کرتا ہوں جس سے اللہ نے شروع کیا۔

سعی صفا و مروہ

پھر صفا پر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ شریف نظر آنے لگا، آپ نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کیا، اللہ اکبر کہا اور یہ کلمات پڑھے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ.
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے تمام گروہوں کو شکست دی، ان کلمات کے بعد آپ نے دعا کی، پھر ان کلمات کو دہرایا، پھر صفا سے اتر کر ہموار زمین پر پہنچے اور سعی کی شدت سے آپ کا ازار مبارک ادھر ادھر گھوم رہا تھا، آپ فرماتے تھے، اللہ کے بندو سعی کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سعی لازم کردی ہے۔

یہ سعی اور دوڑ حسب طاقت ہے، حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کبھی دوڑتے تھے اور کبھی اوسط چال میں بھی چلتے تھے، میں بھی بوڑھا ہو چکا ہوں، اس لئے دوڑ کے بجائے مشی کی سنت پر عمل کرتا ہوں ،غرض دوڑ لگانے کے بعد آپ مروہ کے قریب پہنچے اور اوسط چال میں اوپر کی جانب چڑھے اور وہاں بھی بیت اللہ کی طرف رخ کر کے وہی کلمات کہے اور اسی طرح دعا کی جیسے صفا پر کی تھی، جب سات پھیرا پورا ہو چکا تو لوگوں سے فرمایا، جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لایا ہو، وہ اس عمرہ کے بعد احرام اتار کر حلال ہو جائے، اگر مجھے پہلے سے یہ بات معلوم ہوتی تو میں بھی قربانی کا جانور نہ لاتا اور اس عمرہ کے بعد حلال ہو جاتا۔

چونکہ نبی ﷺ نے خود احرام نہیں اتارا تھا اور صحابہ کرام ہر کام میں آپ کی اقتداء کے شیدائی تھے

Marfat.com

اس لئے اولاً ان کو احرام کھولنے میں تردد ہوا، لیکن اس طرح سمجھانے کے بعد سب نے اطاعت کر لی اور احرام اتار دیا۔

اس حج میں شریک ہونے کے لئے حضرت علیؓ بھی یمن سے آ چکے تھے انہوں نے دیکھا کہ حضرت فاطمہؓ حلال ہو چکی ہیں، اور احرام کھول کر رنگین لباس بھی پہن لیا ہے، تو پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا، تو فرمایا کہ مجھے میرے ابا جان ﷺ نے اسی طرح حکم دیا ہے، حضرت علیؓ نے جا کر آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا وہ سچ کہتی ہے پھر حضرت علیؓ سے پوچھا تم کیا نیت کر کے چلے ہو، انہوں نے بتایا کہ میں نے کہا ہے کہ خدایا میرا احرام وتلبیہ اسی طور پر ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ہے اور میرے ساتھ قربانی کے جانور بھی ہیں، آپ نے فرمایا، پس تم بھی حلال مت ہونا، چنانچہ آپ کے ساتھ حضرت علیؓ اور وہ لوگ جو اپنے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) لائے تھے، حلال نہ ہوئے، اور جو لوگ ہدی نہیں لائے تھے سب آپ کے حکم سے حلال ہو گئے، یہیں سے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے ساتھ ہدی لے جائے اس کیلئے قران افضل ہے اور جو ہدی نہ لے جائے اس کیلئے حج تمتع افضل ہے اس لئے کہ یہ دونوں باتیں قول وفعل نبوی سے ثابت ہیں۔

ابطح میں قیام

صفا ومروہ کی سعی کے بعد چار ذی الحجہ سے سات ذی الحجہ اتوار، سوموار، منگل اور بدھ وہ دن وادی ابطح میں جسے وادی محصب اور خیف بنی کنانہ بھی کہتے ہیں آپ نے قیام فرمایا اور ۸ ذی الحجہ کو جسے یوم الترویہ اور یوم منیٰ بھی کہتے ہیں فجر کی نماز پڑھ کر مناسک حج کی تعلیم کے لئے خطبہ دیا، یہ جمعرات کا دن تھا اس میں زوال سے پہلے اور بقول ضعیف ابطح سے منیٰ کی طرف بذریعہ سواری روانہ ہوئے۔ یہاں پہنچ کر صحابہ کرامؓ نے جو عمرہ کر کے حلال ہو گئے تھے، حج کا احرام باندھا یا اور حج کیلئے لبیک پکارا پھر منیٰ پہنچ کر ظہر و عصر کی نماز قصر کے ساتھ ادا کی اور وہیں قیام فرمایا اور وقت آیا تو مغرب، عشاء اور فجر کی نماز بھی پڑھی اس طرح منیٰ میں آپ کی کل پانچ نمازیں پوری ہو گئیں۔

آج ۹ ذی الحجہ یوم جمعۃ المبارک تھا، یہاں آفتاب نکلتے ہی آپ منیٰ سے عرفہ کی طرف روانہ ہو گئے، راستے میں دھوپ کی گرمی سے بچانے کے لئے حضرت بلال کپڑے میں کپڑا لٹکا کر آپ پر سایہ کئے ہوئے تھے، صحابہ میں سے کوئی تلبیہ کہتا، کوئی اللہ کی بڑائی کرتا لیکن کسی پر آپ نکیر نہ فرماتے، عرفات

Marfat.com

میں داخل ہونے کے لئے پہلے ہی سے آپ نے مقام نمرہ میں جو عرفات کے متصل واقع ہے، خیمہ لگانے کا حکم دے دیا تھا، جب آپ پہنچے تو دیکھا کہ قبہ تیار ہے، دوپہر سے پہلے آپ نے اسی میں آرام فرمایا، پھر ظہر کے وقت زوال ہوتے ہی خیمہ سے نکلے اور قصوا اونٹنی پر سوار ہو کر میدان عرفات میں پہنچ گئے، نمرہ حدود عرفات سے باہر دائیں جانب ایک بستی تھی وہیں آپ نے قبل زوال تک قیام فرمایا تھا، لیکن حجاج کرام عام طور پر وہاں قیام کے بجائے منیٰ سے عرفات کے میدان ہی میں چلے آتے ہیں، وہاں بطن وادی میں جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تھا اور ظہر وعصر کی نماز پڑھی تھی، ایک مسجد بنی ہے جو مسجد ابراہیم کہلاتی ہے جسے سب سے پہلے خلفائے عباسیہ نے بنوائی تھی۔(۱)

الحج عرفة

آپ وہاں پہنچے تو نجد کے کچھ لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ! حج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اَلْحَجُّ عَرفةٌ، حج عرفہ کی حاضری ہے، جو اس میں مزدلفہ کی رات کے طلوع فجر سے قبل تک پہنچ جائے گا اس کا حج پورا ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

عرفہ کی وجہ تسمیہ

اسے عرفہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہبوط کے بعد حضرت حوا کو اسی میدان میں پہچانا تھا۔ یا یہ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کے مناسک کی پہچان یہیں کرائی تھی۔

عرفہ میں پہنچ کر اول اول آپ نے ایک لاکھ ۴۴ ہزار جانثاروں کے درمیان قصوا اونٹنی کی پشت پر اس کے دونوں رکابوں میں پائے مبارک ڈالے ہوئے ایک یادگار خطبہ دیا چونکہ مجمع کثیر تھا، دور دور تک لوگ پھیلے ہوئے تھے اس لئے آپ کے خطبے کا ایک ایک جملہ حضرت ربیعہ بن امیہ بن خلف رضی اللہ عنہ بلند آواز سے لوگوں تک پہنچاتے تھے۔

خطبہ عرفات

اس خطبے کا ماحصل ہم مسلم شریف و دیگر کتب حدیث نیز ابن ہشام، البدایہ اور رحمۃ للعالمین وغیرہ سے ملخص کر کے نقل کرتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ.

---

(۱) فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۶/۱۲۹

Marfat.com

حمد و ثنا کے بعد آپ نے فرمایا، اے لوگو! میری باتیں کان لگا کر سن لو، مجھے اس کا علم نہیں کہ آئندہ کبھی اس موقف میں ملاقات کر سکوں گا، اے لوگو! تمہارا خون اور تمہارا مال اور عزت و آبرو قیامت تک کیلئے ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے، جیسے تمہارے لئے اس شہر مکہ میں اس متبرک مہینے میں اس مقدس دن کی حرمت ہے، تم عنقریب اپنے رب سے ملو گے، وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں سوال فرمائے گا، اسی لئے میں نے کھول کھول کر ہر چیز کی تبلیغ کر دی ہے، تم میں سے اگر کسی کے پاس کسی کی امانت ہے تو اسے ادا کر دو۔

یاد رکھو! میں جاہلیت کا ہر ناجائز کام اپنے قدموں کے نیچے پامال کرتا ہوں، اور جاہلیت کا خون بھی باطل کرتا ہوں اور اس سلسلہ میں سب سے پہلے میں اپنے خاندان ابن ربیعہ بن حارث کا خون معاف کرتا ہوں، اسی طرح میں جاہلیت کا سود بھی باطل قرار دیتا ہوں اور سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس کا سود کل کا کل ختم کرتا ہوں۔

اے لوگو! خبردار ہو جاؤ، تم سب کا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے، کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی سرخ یا گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ سے۔ (۱) تم عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، تم نے ان کو اللہ کے نام کی ذمہ داری سے اپنے نکاح میں لیا ہے، اور اسی کے کلمے سے اپنے لئے حلال کیا ہے ان کا تم پر حق ہے اور تمہارا ان پر حق ہے، تمہارا حق یہ ہے کہ تمہارے بستر یعنی گھر میں محرم یا غیر محرم میں سے کسی کو تمہاری مرضی کے بغیر نہ آنے دیں، اگر ایسا کر بیٹھیں تو تم انہیں تنبیہ کے لئے خواب گاہ میں اپنے سے جدا کر دو، اور اگر ضرورت ہو تو اس قدر مارو جو شدید نہ ہو، اور ان کا حق تم پر یہ ہے کہ انہیں معروف کے ساتھ کھانا اور کپڑا دو اور ان کے ساتھ بھلائی کرو کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدی کی طرح ہیں۔

اور میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر اسے مضبوط پکڑ لو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے وہ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت ہے۔ (۲)

اے لوگو! میری بات سنو، اور خوب سمجھ لو اور جان لو کہ ہر مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور بلاشک سارے مسلمان آپس میں بھائی ہیں، پس کسی انسان کیلئے اپنے بھائی کی کوئی چیز حلال نہیں مگر جو چیز وہ خوشی سے دے دے تم ہرگز اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرو۔ (۳)

---

(۱) مسند احمد ۵/۴۱۱ (۲) ابن ہشام ۴/۶۰۴

(۳) ابن ہشام ۴/۶۰۴

Marfat.com

اے لوگو! اللہ نے ہر حق والے کو اس کا حق مقرر کر دیا ہے، لہذا وارث کیلئے کوئی وصیت نہیں۔ اولاد صاحب فراش کی مانی جائے گی اور زانی کے لئے سنگ سار ہے، جو شخص اپنے باپ کو چھوڑ کر غیر کی طرف نسبت کرے گا یا اپنے مولیٰ و آقا کے علاوہ غیر کو والی مقرر کرے گا، اس پر اللہ و ملائکہ اور لوگوں کی لعنت ہے اللہ اس کا فرض و نفل کچھ قبول نہ کرے گا۔ (۱)

اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، نہ تمہارے بعد کوئی امت ہے، تم اپنے رب کی عبادت کرو، پنجگانہ نماز پڑھو، رمضان کا روزہ رکھو، خوشی خوشی اپنے مالوں کی زکوۃ دو، خانۂ خدا کا حج کرو، اپنے امیر کی اطاعت کرو، اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (۲)

اے لوگو! قیامت کے دن تم سے میرے بارے میں سوال کیا جائے گا تو کیا کہو گے، حاضرین نے کہا، ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے اچھی طرح تبلیغ کر دی، رسالت کا حق ادا کر دیا اور ہماری خیر خواہی کر دی، یہ سن کر آپ نے شہادت کی انگلی اوپر اٹھائی، پھر لوگوں کی طرف جھکا کر تین مرتبہ کہا: اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ۔ اے اللہ! تو گواہ ہو جا۔ (۳)

خطبہ سے فارغ ہوئے تو آیت کریمہ ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾ نازل ہوئی جیسا کہ پہلے ہی اس کا ذکر اور ترجمہ گذر چکا۔ حضرت عمرؓ نے سنا تو رونے لگے، لوگوں نے پوچھا آپ کیوں روتے ہیں، فرمایا کہ کمال کے بعد نقص کے سوا اور کیا ہے۔ (۴)

جامِ شہادت

اسی حال میں جب کہ آپ عرفہ میں مقیم تھے، ایک حاجی اپنی سواری سے گرے ان کی گردن ٹوٹ گئی جس کی وجہ سے انتقال کر گئے آپ نے فرمایا انہیں پانی اور بیر کے پتے سے غسل دے کر دو کپڑوں میں کفن دے دو، نہ سر ڈھانکو نہ خوشبو لگاؤ، یہ قیامت کے دن تلبیہ کہتے ہوئے اٹھیں گے۔ (۵)

یہ ۹/ذی الحجہ جمعہ کا دن تھا لیکن عرفات میں آپ نے جمعہ کی نماز نہیں پڑھائی نہ روزہ رکھا، ام الفضل اخت حضرت میمونہؓ نے آپ کے پاس دودھ کا پیالہ بھیجا تو سب کے سامنے آپ نے نوش فرمالیا اور دوسرے

---

(۱) البدایہ ۵/۱۷۱ (۲) رحمۃ للعالمین ۱/۲۳۴ (۳) مسلم ۱/۳۹۷، البدایہ ۵/۱۷۰
(۴) رحمۃ للعالمین ۱/۲۶۵ (۵) البدایہ ۵/۱۷۳

Marfat.com

لوگوں کو بھی روزے سے منع کیا، عرفات کا خطبہ ختم ہوا، تو حضرت بلالؓ نے اذان دی، پھر آپ نے ظہر اور عصر کی نماز دو دو رکعت قصر کے ساتھ جمع تقدیم فرمائی، دونوں نمازوں کے درمیان کوئی سنت یا نفل بھی نہیں پڑھی گئی۔

دعا و مناجات

نماز سے فراغت کے بعد آپ ﷺ موقف عرفات میں قبلہ رو سواری پر بیٹھے ہوئے غروب شمس تک دعا و مناجات اور الحاح وزاری میں مشغول رہے، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا میدان عرفات میں دونوں ہاتھوں کو سینے تک اٹھائے ہوئے اس طرح دعا کر رہے تھے کہ جیسے کوئی بھوکا مسکین کھانا طلب کر رہا ہو۔

بعض ادعیہ ماثورہ

عرفات میں آپ نے جن الفاظ کے ساتھ دعائیں کیں حدیث اور تاریخ کی مختلف کتابوں میں درج ہیں یہاں ہم چند ماثور دعائیں جستہ جستہ نقل کرتے ہیں: (۱) لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير.

(۲) شهد الله أنه لا إله إلا هو والملائكة وأولوا العلم قائما بالقسط لا إله إلا هو العزيز الحكيم وأنا على ذلك من الشاهدين يا رب

(۳) اللهم لك الحمد كما نقول وخير ما نقول اللهم لك صلوتي و نسكي ومحياي ومماتي ولك رب تراثي أعوذبك من عذاب القبر ووسوسة الصدر وشتات الأمر ، اللهم إني أعوذبك من شر ما تهب به الريح (اسناده ليس بالقوي)

(۴) لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير. اللهم اجعل في بصري نورا وفي سمعي نورا و في قلبي نورا اللهم اشرح لي صدري ويسرلي امري ، اللهم إني أعوذبك من وسواس الصدر وشتات الامر وشر فتنة القبر وشر ما يلج في الليل وشر ما يلج في النهار وشر ما تهب به الرياح وشر بوائق الدهر. (هذا ايضا ضعيف سندا)

(۵) اللهم إنك تسمع كلامي وترى مكاني وتعلم سري وعلانيتي ولا يخفى عليك شيء من امري أنا البائس الفقير المستغيث المستجير الوجل المشفق المقر المعترف

Marfat.com

بِذَنبِهٖ اَسْئَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمِسْكِيْنِ وَاَبْتَهِلُ إِلَيْكَ اِبْتِهَالَ الذَّلِيْلِ وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ، مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَبْرَتُهٗ وَذَلَّ لَكَ جَسَدُهٗ وَرَغِمَ لَكَ اَنْفُهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًا وَكُنْ بِي رَؤُفًا رَحِيْمًا. يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ. (۱)

(۱) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لاشریک لہ ہے، اسی کے لئے ملک ہے، اسی کے لئے حمد ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۲) اللہ شاہد ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کے فرشتے اور اہل علم عدل وانصاف کے ساتھ گواہ ہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ غالب حکمت والا ہے، اے میرے رب میں بھی اس پر گواہ ہوں۔

(۳) اے اللہ! تیرے لئے حمد ہے جس طرح ہم کہتے ہیں اور اس سے بہتر حمد ہے جو ہم کہتے ہیں اے اللہ! تیرے ہی لئے میری نماز اور میری قربانیاں اور میری زندگی اور موت ہے، اے میرے رب! تیرے ہی لئے میرا مال متروک بھی ہے، میں تیرے ذریعہ قبر کے عذاب سے سینے کے وسوسے سے اور کام کی پراگندگی سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ! میں تیرے ذریعہ اس برائی سے پناہ مانگتا ہوں جو ہوا لے کر چلتی ہے۔

(۴) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لاشریک لہ ہے، اس کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! تو میری آنکھ میں میرے کان میں اور میرے دل میں نور کر دے، اے اللہ! تو میرے سینے کو کھول دے، میرا امر آسان کر دے، اے اللہ! میں سینے کے وسوسوں، کام کی پراگندگی، قبر کے فتنے کی برائی اور اس برائی سے پناہ مانگتا ہوں جو رات میں داخل ہوتی ہے، اور اس برائی سے پناہ طلب کرتا ہوں جو دن میں داخل ہوتی ہے اور اس برائی سے جو ہوائیں لے کر چلتی ہیں، اور زمانے کے مہلکات کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔

(۵) اے اللہ! تو میرا کلام سن رہا ہے، میری جگہ کو دیکھتا ہے، میرے کھلے اور چھپے ہوئے بھید سے واقف ہے، میری کوئی بھی چیز تجھ سے پوشیدہ نہیں ہے، میں محتاج اور فقیر ہوں فریاد کرنے والا، پناہ مانگنے والا اور لرزاں وترساں ہوں، اپنے گناہ کا اقرار اور اعتراف کرنے والا ہوں، تیرے آگے بیکسوں کی طرح سوال کرتا ہوں اور ذلیل وخوار کی طرح گڑگڑاتا ہوں، ڈرنے والے نابینا کی طرح پکارتا ہوں، ایسا سائل ہوں جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہے، آنکھ آنسو بہا رہی ہے، جسم لاچار اور ناک خاک آلود ہے،

---

(۱) البدایہ ۵/۱۷۴۔۱۷۶

Marfat.com

اے اللہ! اے میرے رب! دعا کی قبولیت میں مجھے بدنصیب نہ کر، مجھ پر مہربان اور رحمت والا ہو جا، اے بہترین سوال کیے گئے اور سب سے بہتر دینے والے مالک! رحم فرما۔

حضرت اسامہؓ کہتے ہیں کہ اس دعا اور الحاح وزاری کے وقت میں آپ کا ردیف تھا، آپ اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے آپ کی اونٹنی ذرا سی مائل ہوئی تو بے خودی میں نکیل ہاتھ سے چھوٹ گئی آپ نے اسے ایک ہاتھ سے پکڑ لیا اور ایک ہاتھ اٹھائے رہ گئے۔

عباس بن مرداسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عرفہ کی شام کو امت کی مغفرت اور رحمت کی دعا مانگنے لگے اور بہت دیر تک اسی میں مشغول رہے، بالآخر وحی آئی کہ میں نے بندوں کے حقوق اور مظالم کے سوا سارے گناہ جو میرے اور بندوں کے درمیان ہے معاف کر دیے، آپ نے عرض کیا، اے میرے رب! تو قادر ہے کہ مظلوم کو اپنے فضل وانعام سے بہترین اجر دے کر ظالم کو بھی بخش دے لیکن اس دن مستجاب نہ ہوا، تو دوسرے دن پھر آپ مزدلفہ میں یہی دعا بڑے الحاح وزاری سے کرنے لگے یہاں تک کہ اللہ نے قبول فرمایا، اور آپ ﷺ مسکرا اٹھے، صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کے مسکرانے کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا کہ دشمن خدا ابلیس کو جب معلوم ہوا کہ اللہ نے میری امت کو بخش دیا ہے تو زمین پر گر کر واویلا کرنے اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے دن فرمایا اے لوگو! اللہ نے آج تم پر احسان فرما کر مظالم کے سوا سارے گناہ معاف کر دیے ہیں، خطا کاروں کو نیکوکاروں کے حوالے کر دیا اور نیکوکاروں کو جو کچھ انہوں نے مانگا دے دیا، پس تم اللہ کا نام لے کر یہاں سے کوچ کرو، پھر جب مزدلفہ تشریف لے گئے تو فرمایا کہ خدا نے نیکوکاروں کو بخش دیا اور خطا کاروں کے لیے نیکوکاروں کی شفاعت قبول کی، اللہ کی رحمت اتر کر سب کو عام ہوئی، پھر تمام عالم کے لیے جو زبان اور ہاتھوں کی حفاظت کرے گا پھیل گئی، ابلیس اور اس کے ساتھی جبال عرفات ہی سے یہ سارا معاملہ دیکھ رہے تھے، اللہ کی رحمت نازل ہوئی تو واویلا کرنے لگے اور میں ان کو بہت دور بھگاتا اور ذلیل کرتا رہا۔ (۱)

مزدلفہ کی طرف روانگی

غروب آفتاب کے بعد زردی ختم ہوتے ہی آپ عرفہ سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہوگئے، اسامہ بن

---

(۱) البدایہ ۵/۱۷۲ تا ۱۷۴

Marfat.com

زیدؓ آپ کے ردیف تھے، لوگوں کا ازدحام بہت تھا، بھیڑ کی وجہ سے آپ نے اپنی اونٹنی کی نکیل اس قدر کھینچ رکھی تھی کہ اس کا سر پالان سے لگ جاتا تھا البتہ کسی پہاڑ یا بلندی کی طرف چڑھنا ہوتا، تو مہار ڈھیلی کر دیتے، آدمیوں کا ریلا گھوڑوں اور اونٹوں کے مارنے اور ہانکنے سے شور ہونے لگا تو آپ نے ایک منادی کے ذریعہ اعلان کرا دیا اور خود بھی فرمایا کہ اے لوگو! نہایت ہی سکون اور وقار کے ساتھ چلو، اونٹوں اور گھوڑوں کو تیز ہانکنے میں کوئی نیکی اور بھلائی نہیں ہے، پھر وہاں سے مزدلفہ تک پورے راستے میں تلبیہ پکارتے ہوئے تشریف لے گئے۔

جمع تاخیر

حضرت اسامہؓ کہتے ہیں کہ مزدلفہ کے قریب پہاڑ کی گھاٹی کے بائیں جانب پہنچے تو آپ نے اونٹنی کو بٹھا کر پیشاب کیا، پھر میں نے پانی ڈالا، تو آپ نے ہلکا پھلکا وضو کیا، اور چل پڑے، میں نے کہا، یا رسول اللہ! نماز کہاں ہوگی، فرمایا آگے چل کر مزدلفہ میں۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد مزدلفہ پہنچے، حضرت بلالؓ کو اذان کا حکم دیا اور فوراً آپ نے مغرب کی تین رکعت نماز پڑھا دی زاں بعد لوگوں نے اونٹوں کے کجاوے کھولے اور سامان اتارا تو آپ نے عشا کی نماز بھی قصر کے ساتھ دو رکعت پڑھائی، دونوں نمازوں کے درمیان یا آگے پیچھے کوئی نماز نہیں پڑھی، عشاء کے بعد آپ نے شام کا کھانا کھایا اور رات کو آرام سے سوئے یہاں تک کہ فجر کی اذان ہوئی اور اول وقت پر فجر کی نماز پڑھ لی گئی۔(۱)

حج پورا ہو گیا

فجر کی نماز میں عروہ بن مضرس بن اوس بن حارثہ طائی بہت طول طویل سفر کر کے آپ سے ملے اور عرض کیا یا رسول اللہ! قبیلہ طے کے دونوں پہاڑوں کے درمیان سے اپنے کو تھکاتا اور سواری کو مشقت میں ڈالتا ہوا آپ تک آیا ہوں اور جتنے پہاڑ راستے میں پڑے ہیں سب پر ٹھہرا ہوں، کیا میرا حج ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا، جس نے ہمارے ساتھ مزدلفہ میں فجر کی نماز میں حاضری دی اور یہاں سے کوچ کرنے تک ہمارے ساتھ رہا اور اس سے پہلے عرفات میں رات یا دن کے کسی حصہ میں پہنچ گیا اس کا حج پورا ہو گیا۔(۲)

مزدلفہ سے بوجھل اور کمزوروں کی روانگی

آپ کی ازواج اور اہل وعیال جو کمزور اور ثقیل تھے انہیں آپ نے بھیڑ کی زحمت سے بچنے کے لئے

(۱) بخاری ۱/ ۲۲۷
(۲) البدایہ ۵/ ۱۸۱

Marfat.com

رات ہی میں مزدلفہ سے کوچ کی اجازت دے دی، وہ کچھ دیر مشعر حرام میں دعا و مناجات کے بعد روانہ ہو گئے، ازواج میں حضرت ام سلمہؓ و حضرت سودہؓ نے جو بوجھل اور کمزور تھیں، طلوع آفتاب سے قبل ہی رمی جمرہ بھی کر لیا، لیکن جو بچے ہلکے پھلکے تھے انہیں آپ نے ہدایت کر دی تھی کہ آفتاب نکلنے سے پہلے رمی نہ کریں گے۔(۱)

مشعر حرام میں تکبیر و تہلیل و دعا

مزدلفہ میں فجر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قصواء اونٹنی پر سواری کی اور مشعر حرام کے پاس آئے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿فاذا افضتم من عرفات فاذكروا الله عند المشعر الحرام﴾ یعنی عرفات سے کوچ کرو تو مشعر حرام کے پاس اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جاؤ چنانچہ یہاں آپ نے قبلہ رو ہو کر بہت دیر تک اللہ کا ذکر کیا اور جب تک اچھی طرح روشنی نہیں پھیل گئی اللہ کی توحید اور تکبیر و تہلیل میں مشغول رہے، مشعر حرام میدان مزدلفہ کے آخر میں ایک پہاڑی ہے جسے جبل قزح بھی کہتے ہیں، یہاں پہنچ کر یا اس کے قریب میدان ہی میں دعا وغیرہ میں مشغول ہونا چاہئے۔(۲)

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: والمزدلفة كلها يقال لها المشعر الحرام والوقوف عند قزح افضل وهو جبل الميقده وهو المكان الذي يخصه كثير من الفقهاء باسم المشعر الحرام. مزدلفہ کل کا کل مشعر حرام میں داخل ہے لیکن جبل قزح کے پاس جسے جبل میقدہ بھی کہتے ہیں ٹھہرنا افضل ہے، بہت سے فقہاء خاص کر اسے مشعر حرام سے موسوم کرتے ہیں۔(۳)

مشعر حرام سے منیٰ تک

پھر طلوع آفتاب سے قبل ہی فضل بن عباسؓ کو اپنی سواری کے پیچھے بٹھا کر منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اور راستے میں تلبیہ پکارتے رہے وہاں سے وادی محسر میں پہنچے تو لوگوں سے فرمایا کہ رمی جمرہ کے لئے سات سات کنکریاں چن لو، فضل بن عباسؓ جو آپ کے ردیف تھے ان سے ارشاد فرمایا کہ میرے لئے بھی سات کنکریاں اٹھا لو، انہوں نے ٹھیکری جیسی دانہ باقلا کے برابر سات چھوٹی چھوٹی کنکری اٹھا دی،

---

(۱) بخاری ا/۲۲۷، البدایہ ۱۸۱/۵ (۲) البدایہ ۱۸۲/۵
(۳) فتاوی ابن تیمیہ ۱۳۶/۲۶

Marfat.com

آپ نے انہیں ہاتھوں میں رکھ کر فرمایا بس اسی طرح کنکر ہونی چاہئے، لوگو! اس میں غلومت کرو، تم سے پہلے جن لوگوں نے دین میں غلو کیا وہ ہلاک کر دیئے گئے۔(۱)

بعضے حجاج بڑے بڑے پتھر جوتوں اور لکڑیوں سے رمی کرتے ہیں یہ دین میں غلو اور خلاف سنت ہے اس سے بچنا چاہئے۔

پھر وادی محسر کے وسط میں پہنچے تو سواری تیز کر دی اور جلدی سے نکلے، کہا جاتا ہے کہ یہیں اصحاب فیل پر عذاب کا نزول ہوا تھا، غرض وہاں سے منیٰ پہنچے پھر بیچ کے راستے سے چلے جو جمرۂ کبریٰ کی طرف جاتا ہے اسے جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ عقبہ بھی کہتے ہیں، چاشت کے وقت اس کے پاس پہنچ کر بیت اللہ کو بائیں جانب اور منیٰ کو دائیں طرف کر کے یکے بعد دیگرے سات کنکری ماری، ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے رہے اور رمی شروع کرتے ہی تلبیہ موقوف کر دیا۔

فضل بن عباسؓ کہتے ہیں کہ وہاں بھی لوگوں نے ازدحام کیا تو آپ نے فرمایا اے لوگو! تمہارا بعض بعض کو قتل نہ کرے، بس ٹھیکری جیسی دانۂ باقلا کے برابر کنکر سے رمی کرو، اس وقت بھی آپ سواری سے تھے اور فرماتے تھے، مجھ سے مناسک حج سیکھ لو، میں نہیں جانتا کہ اس کے بعد پھر حج کر سکوں گا۔(۲)

رمی کرتے وقت آپ سواری پر تھے، حضرت بلالؓ و اسامہؓ میں سے ایک آپ کی اونٹنی کی نکیل تھامے تھے اور ایک صاحب گرمی سے بچانے کیلئے کپڑے سے سایہ کئے ہوئے تھے رمی کے بعد بلاتوقف فوراً آپ منیٰ تشریف لائے، منیٰ میں ایک نوجوان عورت نے آ کر عرض کیا یارسول اللہ! میرا باپ نہایت بوڑھا ہو چکا ہے اگر میں اس کی طرف سے حج کروں تو کفایت کرے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں، تم اپنے باپ کی طرف سے حج کر سکتی ہو، اسی حال میں آپ نے فضل بن عباسؓ کی گردن موڑ دی، حضرت عباسؓ نے پوچھا یارسول اللہ! آپ نے اپنے عم زاد کی گردن کس وجہ سے موڑ دی؟ فرمایا، فضل بھی نوجوان ہے اور عورت بھی نوجوان تھی، میں ڈرا کہ کہیں شیطان وسوسہ میں نہ ڈال دے۔

پھر آپ منحر کی طرف تشریف لائے اور عمر مبارک کے حساب سے ۶۳ اونٹ اپنے ہاتھوں سے ذبح فرمایا، باقی ۳۷ اونٹ حضرت علیؓ کے سپرد کیا، وہ یمن سے جو اونٹ لے کر آئے تھے، سب ملا کر سو پورے ہو گئے تھے، آپ نے قربانی میں اپنے ساتھ انہیں بھی شریک رکھا اور حکم دیا کہ ایک ایک ٹکڑا گوشت ہر جانور

(۱) البدایہ ۵/۱۸۹
(۲) البدایہ ۵/۱۸۷

Marfat.com

کا ملا کر پکاؤ، پک کر تیار ہوا تو آپ نے اور حضرت علیؓ نے اس میں سے کھایا اور شوربا پیا، باقی گوشت، چمڑا اور جھول وغیرہ غرباء میں تقسیم کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ قصاب کو الگ سے مزدوری دیں۔ (۱)

باقی قربانی وحلق

منیٰ میں آپ نے ازواج مطہرات کی جانب سے گائے ذبح کرائی اور ران کا گوشت ان کے پاس کھانے کو بھیجا اسی طرح آپ نے اپنے اونٹوں کے علاوہ دو مینڈھے بھی قربان کئے، قربانی سے فارغ ہوئے تو حجام کو بلایا (حجام کا نام معمر بن عبداللہ عدوی یا خراش بن امیہ کلبی تھا) پہلے سر کے داہیں پھر بائیں جانب حلق کرایا۔ (۲)

موئے مبارک کی تقسیم

حلق کے بعد سر مبارک کے بال کا نصف حصہ ابوطلحہؓ کو عنایت فرمایا اور باقی نصف بطور تبرک انہیں کی معرفت ایک ایک، دو دو کر کے لوگوں میں تقسیم کرا دیے۔ (۳)

حلق وتقصیر

حلق سر منڈانے اور تقصیر بال کتروانے کو کہتے ہیں، صحابہ میں سے اکثر نے حلق کرایا تھا اور بعضوں نے قصر کرایا، آپ نے حلق کرانے والوں کے لئے دو یا تین مرتبہ رحمت کی دعا کی، تو لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مقصرین کیلئے بھی دعا کر دیجئے تو فرمایا، خدایا! مقصرین پر بھی رحم فرما۔ (۴)

طواف افاضہ

رمی جمرہ اور نحر وحلق سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے غسل کر کے لباس تبدیل فرمایا، مشک آمیز خوشبو لگائی اور سوار ہو کر آپ بیت اللہ شریف پہنچے اور سواری ہی سے اس کا طواف کیا، اس کو طواف افاضہ اور طواف زیارت بھی کہتے ہیں، اس کے بعد ظہر کی نماز پڑھی، پھر زمزم کے پاس گئے، وہاں خاندان عبدالمطلب کے لوگ آب زمزم پلا رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا، اے بنو مطلب! تم پانی کھینچ کر پلاؤ، اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ تم پر غلبہ کر کے خود پانی کھینچنے لگیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی کھینچتا، چنانچہ ان لوگوں نے ایک ڈول پانی نکال

---

(۱) البدایہ ۱۸۸/۵ (۲) بخاری ۲۳۱/۱
(۳) مسلم ۴۲۱/۱، البدایہ ۱۹۰/۵ (۴) البدایہ ۲۴۰/۱

Marfat.com

کردیا، اور آپ نے کھڑے ہو کر اسے نوش فرمایا اور سعی صفا و مروہ کے بغیر منیٰ واپس چلے آئے۔ (۱)

علامہ ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ جمہور علماء کے نزدیک مفرد اور قارن پر طواف افاضہ میں سعی صفا و مروہ ضروری نہیں ہے، اسی طرح متمتع بھی یہ سعی نہ کرے تو کچھ فرق نہیں پڑتا، آب زمزم کے ساتھ اس کا بنا ہوا نبیذ پینا بھی مسنون ہے، آپ نے خود اسے پیا اور بہتر قرار دیا ہے۔ (۲)

طواف افاضہ اور ظہر کی نماز

حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے ظہر کی نماز آکر منیٰ میں پڑھی اور حضرت جابرؓ و عائشہؓ بتاتے ہیں کہ ظہر کی نماز آپ نے مکہ میں پڑھی لہذا ممکن ہے کہ مکہ میں ظہر کی نماز پڑھ کے منیٰ تشریف لائے اور یہاں منیٰ میں کچھ لوگوں کو ظہر کی نماز کے لئے منتظر پایا تو ان کو بھی ظہر کی نماز پڑھا دی، واللہ اعلم بالصواب۔ (۳)

بعض اعمال میں تقدیم و تاخیر

اس دن منیٰ میں ایک شخص نے آکر عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نے قربانی سے پہلے ہی سر منڈا لیا، آپ نے فرمایا جاؤ قربانی کر ڈالو، کوئی حرج نہیں، پھر ایک شخص نے آکر عرض کیا میں حلق سے پہلے طواف افاضہ کر لیا۔ فرمایا، جا کر حلق کرا لو، کوئی حرج نہیں اسی طرح ایک شخص رمی سے پہلے قربانی کر لیا اور دوسرے نے رمی سے قبل طواف افاضہ کر لیا، آپ نے فرمایا جاؤ رمی کر لو کوئی حرج نہیں، غرض اس قسم کی تقدیم و تاخیر کے بارے میں جس نے بھی کوئی بات پوچھی آپ نے اس کی اجازت دے دی، اور فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔ (۴)

منیٰ کا خطبہ

اس باب میں اختلاف ہے کہ خطبہ آپ نے دس ذی الحجہ یوم النحر میں دیا، یا ۱۱/۱۲ ذی الحج کو یوم الرؤس میں دیا۔ دونوں طرح کی روایتیں ملتی ہیں، اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ آپ نے عضباء اونٹنی کی پشت سے خطبہ دیا، اور دوسری روایت میں ہے کہ شہباء خچر کی پشت پر سوار ہو کر دیا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ منیٰ میں آپ نے دو خطبے دیئے، ایک دس ذی الحج کو یوم النحر میں جیسا کہ

---

(۱) البدایہ ۱۹۱/۵
(۲) البدایہ ۱۹۱/۵ تا ۱۹۳
(۳) البدایہ ۱۹۱/۵
(۴) بخاری ۲۳۲/۱

Marfat.com

ابوداؤد وغیرہ کی روایت میں مذکور ہے کہ آپ نے چاشت کے وقت شہباء خچر کی پشت سے خطبہ دیا جب کہ کچھ لوگ کھڑے اور کچھ بیٹھے تھے، یہ خطبہ مختصر ہی رہا ہوگا، اس لئے کہ اس دن آپ نے رمی جمرہ کے بعد ۶۳ اونٹ خود اپنے دست مبارک سے ذبح فرمائے تھے، باقی ۳۷ اونٹ حضرت علیؓ نے پورے کئے، پھر سب کے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لاکر پکایا گیا، اور اسی درمیان آپ نے سر کے بال چھلائے، پھر لباس تبدیل کیا، خوشبو استعمال فرمایا، اور طواف افاضہ کے لئے مکہ روانہ ہوئے، اور طواف کے بعد وہیں ظہر کی نماز پڑھی اور وہاں سے لوٹ کر منیٰ پہنچے جب کہ ظہر کا وقت باقی تھا، پس وہاں کے بعض لوگوں کو نماز ظہر پڑھائی، پس چاشت کے وقت سے اتنے اہم اور طول طویل کاموں کا ظہر کی نماز تک نمٹ جانا گرچہ بے دنوں میں بھی اگر محال نہیں تو مشکل ضرور ہے، اسی وجہ سے حافظ ابن کثیر وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ اسی دن منیٰ میں آپ کا ایک عظیم خطبہ بھی مروی ہے، پس میں نہیں جان سکتا کہ آپ کا یہ خطبہ بیت اللہ کی طرف جانے سے پہلے ہوا تھا یا وہاں سے منیٰ کی طرف لوٹنے کے بعد ہوا۔ فاللہ اعلم۔

لیکن اگر آپ کا یہ خطبہ قربانی کے دن دس ذی الحج کو مختصر اور بلاتاخیر کا تسلیم کر کے ایک دوسرا خطبہ یوم ۱۱ ذی الحج کو مان لیا جائے جیسا کہ ابوداؤد ۱/ ۲۸۵ کی دوسری روایت میں موجود ہے تو کوئی تعارض اور اشکال باقی نہیں رہ جاتا۔ رہا یہ کہ منیٰ کے دونوں خطبوں میں آپ نے کیا فرمایا تو روایتوں کی چھان بین سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی آپ نے رمی جمار اور دیگر مسائل حج کے علاوہ زیادہ تر وہی باتیں دہرائیں جو عرفہ میں کہی گئی تھیں تاکہ جن لوگوں نے وہاں سنا تھا ان کے ذہنوں میں راسخ ہو جائے اور جو نہیں سن سکے تھے وہ یہاں سن لیں۔ چنانچہ مذکور ہے کہ منیٰ میں مہاجرین کو قبلہ کے داہنے ٹھہرایا اور انصار کو بائیں جانب اور باقی لوگوں کو ان کے ارد گرد قیام کا حکم دیا۔ پھر خطبہ دیا اس وقت حضرت علیؓ آپ ﷺ کے معبر تھے، راوی کا بیان ہے کہ ہم لوگ اپنی منزلوں میں دور دور پھیلے ہوئے تھے لیکن ہمارے کان اس طرح کھول دیئے گئے تھے کہ ہم سب اہل منیٰ اپنی جگہوں پر آپ کی آواز خوب اچھی طرح سن رہے تھے۔ (۱)

حمد وثنا کے بعد حاضرین سے مخاطب ہو کر آپ نے سوال کیا! "کون سا یہ دن ہے؟" صحابہ نے خیال کیا کہ شاید آپ اس کا کوئی دوسرا نام تجویز کریں گے، اس لئے عرض کیا کہ اللہ و رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا کیا یہ یوم النحر (قربانی کا دن) اور دس ذی الحج نہیں ہے؟" صحابہ نے جواب دیا، بیشک،

---

(۱) البدایہ ۵/ ۱۹۸

Marfat.com

یہ وہی عزت والا دن ہے، پھر آپ نے پوچھا کہ یہ کون سا شہر ہے؟ بولے حرمت والا شہر ہے، پھر آپ نے سوال فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ بولے حرمت والا مہینہ ہے۔ آپ نے فرمایا، پس تمہارا خون تمہارا مال اور سو تمہاری آبروئیں اسی طرح تم پر حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن، تمہارے اس شہر اور تمہارے اس مہینے کی حرمت ہے، آپ نے اسے کئی بار فرما کر سر اوپر اٹھایا اور کہا یا اللہ! کیا میں نے تبلیغ کر دی؟ یا اللہ! کیا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا؟ پھر لوگوں سے پوچھا کیا میں نے تمہیں خدا کا فرمان بتلا دیا؟ سب نے کہا جی ہاں، آپ نے بتلا دیا، تو آپ نے فرمایا، اے اللہ! تو گواہ ہو جا، پھر فرمایا جو یہاں حاضر ہیں، غائب تک پہنچا دیں کیونکہ بہت سے پہنچائے گئے سامع سے زیادہ حفاظت کرنے والے ہوتے ہیں، پھر آپ نے فرمایا: دیکھنا میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تمہارا بعض بعض کی گردن مارنے لگے۔(۱)

مسند بزار میں ہے کہ ایام تشریق کے وسط میں سورہ اذا جاء نصر الله والفتح نازل ہوئی، تو آپ نے جان لیا کہ اب دنیا سے کوچ کا وقت قریب آ گیا ہے اس لئے سواری تیار کرائی اور مقام عقبہ میں خطبہ کے لئے ٹھہرے، اتنے میں لوگ آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے تو آپ نے حمد و ثنا کے بعد خطبہ دیا وہ خطبہ مسند احمد و مسند بزار دونوں میں تھوڑے سے فرق کے ساتھ یوں مذکور ہے۔

اے لوگو! میری بات غور سے سنو، تو تم اچھی زندگی گذار سکو گے، خبردار کسی پر ظلم مت کرنا، خبردار کسی پر زیادتی مت کرنا، تمہارے لئے کسی مسلمان کا مال حلال نہیں ہے، مگر یہ کہ وہ خوشی سے دیدے، خبردار ہر خون اور ہر مال جو جاہلیت سے ہوتا آیا ہے تا قیامت میرے قدموں کے نیچے ہے، پہلا خون جو میرے خاندان میں ربیعہ بن حارث کا ہوا اور پہلا سود جو میرے چچا عباس کا ہے میں پامال کرتا ہوں، اب تمہارے لئے تمہارا اصل مال ہے نہ تم ظلم کرو نہ ظلم کئے جاؤ، آگاہ ہو جاؤ کہ زمانہ گھوم کر اسی ہیئت پر آ گیا جس دن اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا تھا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً فِي كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ . ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ﴾ مہینوں کی گنتی کتاب خدا میں عند اللہ بارہ ہے، جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، ان میں سے چار مہینے حرمت کے ہیں یہی سیدھا دین ہے، پس تم ان میں اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو، خبردار میرے بعد کافر مت ہو جانا کہ تمہارا بعض بعض کو قتل کرے، اب شیطان اس

---

(۱) بخاری ۱/۲۳۴

Marfat.com

سے مایوس ہوگیا ہے کہ نمازی اس کی پرستش کریں لیکن وہ تمہیں ایک دوسرے کے خلاف بھڑکائے گا۔

تم عورتوں کے سلسلے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ وہ تمہارے قبضے میں ہیں وہ اپنے نفس کے لئے کچھ اختیار نہیں رکھتیں، ان کا تم پر حق ہے اور تمہارا بھی ان پر حق ہے، تمہارا حق یہ ہے کہ کسی غیر کو تمہارے فرش پر نہ آنے دیں نہ تمہارے گھر میں اس کے داخلے کی اجازت دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو اور اگر تم ان کی نافرمانی سے ڈرو تو پہلے انہیں نصیحت کرو، نہ مانیں تو ان کو خواب گاہ میں اکیلی چھوڑ دو، اگر اس سے بھی کام نہ چلے تو انہیں مارو جو شدید نہ ہو، اور ان کا حق یہ ہے کہ تمہارے ذمہ ان کی روزی اور کپڑا ہے، تم نے اللہ کی امانت سے ان کو حاصل کیا ہے، اللہ ہی کے کلمے سے تم نے ان کو اپنے لئے حلال کیا ہے جس کے پاس کسی کی امانت ہے اسے چاہئے کہ ادا کرے۔

اے لوگو! میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر مضبوطی سے پکڑو گے تو گمراہ نہ ہوگے، وہ اللہ کی کتاب ہے اس پر عمل کرو، یاد رکھو اب نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا نہ تمہارے بعد کوئی امت ہوگی، پھر آپ نے ہاتھ پھیلا کر فرمایا کیا میں نے تبلیغ کر دی؟ کیا میں نے تبلیغ کر دی؟ پھر فرمایا جو حاضر ہیں اسے غائب تک پہنچا دیں کیونکہ جن کو پہنچایا جائے گا ان میں سے بعض سننے والے سے بھی زیادہ جانکار و خوش نصیب ہوں گے۔(۱)

ایام تشریق میں رمی جمار

طواف افاضہ سے فارغ ہو کر آپ ﷺ منیٰ تشریف لائے تو ایام تشریق یعنی ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحج کو منیٰ میں قیام فرمایا اور ہر روز سورج ڈھلنے کے بعد جمرۃ الدنیا، جمرۃ الوسطیٰ اور جمرۃ العقبہ کو رمی کرتے، ہر ایک کو سات سات کنکری مارتے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے۔ پہلے جمرۂ دنیا کو مار کر آگے بڑھتے اور نرم وہموار زمین پر آکر قبلہ رو دیر تک ہاتھ اٹھائے ہوئے دعا کرتے پھر جمرۂ وسطیٰ کو مارتے اور بائیں ہموار زمین میں آکر قبلہ رو دیر تک ہاتھ اٹھائے ہوئے دعا مانگتے، پھر جمرۂ عقبہ کو مارتے اور اس کے پاس بغیر ٹھہرے ہوئے واپس چلے آتے۔(۲)

تینوں جمروں کا تعارف

پہلے بتا چکا ہوں کہ جمرۂ عقبہ کو جمرۂ کبریٰ اور جمرۂ اولیٰ بھی کہتے ہیں۔ یوم النحر یعنی ۱۰ ذی الحجہ

---

(۱) البدایہ ۵/۲۰۱ (۲) نسائی ۲/۵۰

Marfat.com

صرف اسی کی رمی کی جاتی ہے، لیکن ۱۱/۱۲/۱۳/ذی الحج کو اس کی رمی سب سے پیچھے کی جاتی ہے، اس لئے بعضے اس کو جمرۂ اخریٰ بھی کہتے ہیں۔

جمرۂ دنیا

دنیا بمعنی قریبہ کے ہے چونکہ یہ جمرہ مسجد خیف کے قریب پڑتا ہے، اس لئے اس کو جمرۂ دنیا کہتے ہیں، ۱۱/ذی الحج سے اس کی رمی سب سے پہلے کی جاتی ہے، لہذا یہ جمرۂ دنیا کے ساتھ اولیٰ الجمرات بھی کہلاتا ہے۔

جمرۂ وسطیٰ

اس کی رمی جمرۂ دنیا اور جمرۂ عقبہ کے وسط میں کی جاتی ہے اس لئے اس کو جمرۂ وسطیٰ (بیچ والا جمرہ) کہا جاتا ہے۔(۱)

۹/ذی الحجہ سے ۱۳/تک کے ایام

۹/ذی الحجہ کو یوم عرفہ کہتے ہیں کیونکہ حجاج سب کے سب اس دن وہاں پہنچ کر ٹھہرتے ہیں اور دس ذی الحج کو یوم النحر، یوم الاضحیٰ اور یوم الحج الاکبر کہتے ہیں، ۱۱/ذی الحج کو یوم القر کہتے ہیں کیونکہ عام طور سے تمام حجاج اس دن منیٰ میں قرار پکڑتے اور ٹھہرتے ہیں، اسی طرح اس کو یوم الروس بھی کہتے ہیں اس لئے کہ اس دن قربانی کے جانوروں کا سر پکا کر کھاتے ہیں، یہ ایام تشریق کا پہلا دن ہے، ۱۲/ذی الحج کو یوم النفر الاول (کوچ کا پہلا دن) کہتے ہیں کیونکہ اس میں حاجی کوچ کر کے جانا چاہے تو جائز ہے اور بعضے اسے یوم الروس بھی کہتے ہیں، کیونکہ اس میں بھی قربانی کے سر اور بھیجوں کو پکاتے کھاتے ہیں، یہ ایام تشریق کا دوسرا دن ہے، ۱۳/ذی الحج کو یوم النفر الثانی کہتے ہیں کیونکہ اس میں تمام حجاج بعد زوال رمی کر کے کوچ کر جاتے ہیں یہ ایام تشریق کا تیسرا دن ہے۔

اس سال ۱۳/ذی الحج کو منگل کا دن تھا چنانچہ آپ نے سوار ہو کر صحابہ کے ساتھ منیٰ سے کوچ فرمایا اور وادی محصب میں آکر ٹھہر گئے، وہیں عصر پھر مغرب پھر عشا کی نماز پڑھی، محصب مکہ اور منیٰ کے درمیان ایک وادی ہے، اسی کو ابطح، بطحاء اور خیف بنی کنانہ بھی کہتے ہیں یہاں ٹھہرنا حج کے ارکان میں سے نہیں ہے، محض سہولت کے لئے آپ نے یہاں قیام فرمایا تھا اسی مقام پر بنو کنانہ اور قریش نے آپس میں قسم کھا کر

(۱) فتح الباری ۷/ ۱۶۸

Marfat.com

معاہدہ کیا تھا کہ جب تک بنو ہاشم کے لوگ محمد (ﷺ) کو ہمارے حوالے نہ کردیں، ہم ان کے ساتھ نہ شادی بیاہ کریں گے نہ خرید وفروخت کریں گے نہ انہیں ٹھکانہ دیں گے، چنانچہ ایک یوم قبل ہی اسامہ بن زیدؓ نے آپ سے پوچھا تھا، یارسول اللہ! کل آپ کہاں ٹھہریں گے؟ تو آپ نے فرمایا کہ عقیل بن ابوطالب نے ہمارے لئے کوئی گھر ہی نہیں چھوڑا، اس لئے ہم ان شاء اللہ اسی جگہ ٹھہریں گے جہاں قریش نے ہمارے خلاف ظلم وعدوان پر معاہدہ کیا تھا، یہی بات آپ نے فتح مکہ کے وقت بھی فرمائی تھی، اس لئے لوگ کہتے ہیں کہ وادی محصب میں ٹھہرنا سنت مرغبہ ہے، جس کی خواہش ہو وہاں ٹھہر سکتا ہے، کچھ ضروری نہیں ہے۔ (۱)

طواف وداع

محصب میں آپ عشاء کی نماز پڑھ کر کچھ دیر سوئے پھر رات ہی میں اٹھ کر طواف وداع کے لئے مکہ تشریف لے گئے اور خانہ کعبہ کے پاس فجر کی نماز سورۂ طور کے ساتھ پڑھی اس کے بعد بیت اللہ شریف کا آخری طواف کیا، اسی آخری طواف کو طواف وداع یعنی رخصتی کا طواف کہتے ہیں، یہ طواف اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ حجاج کا آخری عہد بیت اللہ شریف کے ساتھ ہو جائے۔

ملتزم

سات پھیرا طواف پورا کرکے آپ ملتزم کے پاس ٹھہرے، ملتزم حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان واقع ہے، وہاں آپ نے نہایت ہی الحاح وزاری کے ساتھ اللہ سے دعا کی، ملتزم کو اپنے سینے اور چہرے سے لگایا پھر اسفل مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ (۲)

فائدہ عزیزہ

آپ مکہ سے رخصت ہونے لگے تو اپنے ساتھ ماء زمزم بھی لیا، امام ترمذی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ حج سے واپس ہوتیں، تو اپنے ساتھ ماء زمزم کو لے جاتیں اور فرماتیں کہ جناب نبی کریم ﷺ بھی اسے لے جاتے تھے۔ (۲) امام بخاری وترمذی وغیرہ نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ آپ کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے لوٹتے اور کسی مکان مرتفع اور بلندی پر پہنچتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر یہ پڑھتے: لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير

---

(۱) البدایہ ۵ ۲۰۴ (۲) البدایہ ۵ ۲۰۶

Marfat.com

اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ سَائِحُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ. اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہم سفر سے لوٹنے والے ہیں، گناہوں سے توبہ کرنے والے ہیں، اپنے مالک کی عبادت کرنے والے، سجدہ کرنے والے ہیں اپنے مطلوب کی طرف چلنے والے ہیں، اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں، اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد کی اور کفار کی جمعیت کو اکیلے شکست دی۔(۱)

خطبہ غدیر خم

آج مکہ سے رخصت ہو کر چلے ہوئے چار یوم ہو رہے تھے، راستے میں بعض لوگوں نے آپ سے حضرت علیؓ کی شکایت کی اور ان سے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا کیونکہ وہ یمن سے حج کی تیاری کر کے ذرا عجلت میں چلے تھے تو عارضی طور پر ایک صاحب کو اپنا قائم مقام بنا کر اپنے ساتھ کے کپڑے جن میں کافی حلے تھے انہیں کے سپرد کر دیا تھا، انہوں نے آپ کی اجازت کے بغیر وہ حلے لوگوں میں تقسیم کر دیا، جب وہ لوگ قریب پہنچے تو حضرت علیؓ ان سے ملنے کے لئے آگے بڑھے اور دیکھا کہ تمام حلے استعمال کر لئے گئے ہیں، آپ نے اپنے نائب سے پوچھا کہ تم نے یہ کیا کر ڈالا، انہوں نے کہا میں نے ان سب کو پہنا دیا، تاکہ لوگوں میں زینت کے ساتھ پہنچیں، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ بغیر رسول اللہ ﷺ تک حاضر کیے، تم نے تقسیم کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے، پھر سب حلوں کو واپس لے کر باقی کپڑوں میں ملا دیا، اس سے لشکریوں کو بڑی تکلیف ہوئی اس لئے راستے میں بعض لوگ حضرت علیؓ کی شکایت بار بار کرتے رہے حالانکہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا اس میں حق بجانب تھے، لیکن شاکیوں نے نہ تو آنحضرت ﷺ کی قرابت کی لاج رکھی نہ ان کے اہل بیت سے ہونے کی پرواہ کی اسی لئے ضروری ہو گیا کہ آپ ان کو ان کی غلطی پر متنبہ کر دیں، اور سب کے سامنے اہل بیت کے پاس و ادب کا سبق دے دیں چنانچہ ۱۸ ذی الحجہ یوم اتوار کو دوپہر کے وقت غدیر خم پر پہنچے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان جحفہ سے دو میل کے قریب ایک تالاب ہے وہاں آپ نے دو درختوں کے درمیان ایک سائبان کھڑا کرنے کا حکم دیا، سائبان لگ گیا تو نماز کی منادی ہوئی تاکہ سب لوگ اکٹھا ہو جائیں پہلے آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر سب کے سامنے ایک بلیغ خطبہ دیا، اس خطبے میں حضرت علیؓ کی منقبت اور اہل بیت کے سلسلے میں جو کچھ آپ نے فرمایا تھوڑے سے فرق کے ساتھ مختلف الفاظ میں

(۱) البدایہ ۲۰۶/۵

Marfat.com

مروی ہے، ہم یہاں چند صحیح روایات کی روشنی میں پیش کرتے ہیں:

۱- حضرت زیدؓ بن ارقم بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے آپ نے اللہ کی حمد وثنا کی پھر وعظ ونصیحت فرمائی اس کے بعد فرمایا اے لوگو! میں بشر ہوں ممکن ہے میرے رب کا فرستادہ (ملک الموت) پہنچ جائے اور میں داعی اجل کو لبیک کہوں، میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک اللہ کی کتاب جس میں ہدایت ونور ہے تم اسے خوب مضبوطی سے پکڑلو اور دوسرے میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں یاد دلاتا ہوں اسے تین مرتبہ فرمایا۔ (۱) مطلب یہ تھا کہ ان کو تکلیف پہنچا کر اور غلط شکایت کر کے مجھے ایذا نہ دو، پھر فرمایا۔

۲- يأيها الناس لاَ تشكوا علياً فانهٔ لأخشن في ذاتِ اللهِ أو في سبيل الله۔ اے لوگو! علیؓ کی شکایت نہ کرو، بخدا وہ ذات خدا یا راہ خدا میں نہایت سخت ہیں۔ (رواہ ابن اسحاق عن ابی سعید)

۳- زید بن ارقم سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ حجۃ الوداع سے ہوئے تو غدیرخم کے سائبان میں مذکورہ بالا باتوں کے علاوہ یہ بھی فرمایا: اللّٰهُ مولايَ وأنا ولي كلّ مومنٍ ثم اخذ بيد علي فقال مَن كنتُ مولاهُ فهذا وليهُ اللّهمَ والِ مَن والاه وعادِ مَن عاداه. اللہ میرا مولیٰ ہے اور میں ہر مومن کا محبوب ہوں، پھر حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا جس کا میں محبوب ہوں یہ بھی اس کے محبوب ہیں، اے اللہ محبت کر اس سے جو علیؓ سے محبت رکھے اور عداوت رکھ اس سے جو علیؓ سے عداوت رکھے، راوی ابوالطفیل نے زید بن ارقمؓ سے کہا آپ نے خود اسے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا ہے؟ بولے جتنے بھی سائبان کے نیچے تھے سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا ہے۔ (قال الذہبی ھذا حدیث صحیح)

۴- سعید بن وہب کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے مسجد کوفہ کے صحن میں بطور تصدیق قسم دلا کر پوچھا کہ غدیرخم میں رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے کس نے سنا ہے کہ اللہ مومنین کا ولی ہے اور جس کا ولی میں ہوں علی بھی اس کے ولی ہیں، اے اللہ! محبت کر اس سے جو علیؓ سے محبت کرے اور عداوت رکھ اس سے جو علیؓ سے عداوت رکھے، اور مدد کر اس کی جو علیؓ کی مدد کرے، یہ کہ کر اس مجلس میں ۱۲ آدمیوں نے اس کی شہادت دی۔ رواہ شعبة عن ابی اسحاق بسند جید (۲)

خطبہ قدوم مدینہ

بروایت طبرانی: لما قدم النبي صلى الله عليه وسلم المدينة من حجة الــوداع

---

(۱) مسلم ۲/۲۷۹ (۲) البدایہ ۵/۲۰۹

Marfat.com

صعد المنبر فحمدَ اللهَ وَاثنى عليهِ فَقالَ ايها الناسُ اِنَّ ابا بكرٍ لم يسئونِی قطُّ فاعرفوا ذلك لهٔ ، ايها الناس اِنّی عن ابی بکرٍ وعمر وعثمان وعلی وطلحةَ والزبيرِ وعبدالرحمن بن عوفٍ والمهاجرينَ الاولينَ راضٍ فاعرِفوا ذلكَ لَهم ايها النَّاسُ احفظونی في أصحابي واصحارِي واحبابِي لا يطلبكم اللّٰه بمظلمة احدٍ منهم ايها الناس ارفعوا السنتكم عن المُسلمينَ وإذا ماتَ أحدٌ منهم فقولوا فيه خيراً۔

نبی علیہ حجۃ الوداع سے مدینہ تشریف لائے تو منبر پر چڑھے اور پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا، اے لوگو! مجھے ابوبکرؓ نے کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی تو ان کا یہ مقام پہچانو، اے لوگو! میں ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمنؓ بن عوف اور مہاجرین اولینؓ سے راضی اور خوش ہوں پس تم ان کا یہ مقام پہچانو۔

اے لوگو! تم میرے اصحاب، میری قرابت اور میرے احباب کے بارے میں پاس ولحاظ رکھو، اللہ تعالی قیامت کے دن تم سے ان کے بارے میں کسی ایک پر ظلم کے بارے میں سوال نہ کرے، اے لوگو! تم مسلمانوں کی عیب جوئی اور غیبت سے اپنی زبانوں کو روکو، اور جب ان میں سے کوئی مرجائے تو بھلائی کے سوا کچھ نہ کہو۔ (۱)

تکمیل دین اور رحلت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار

تکمیل دین اور نور خدا کے اتمام کا وعدہ اس کی تاسیس ہی کے وقت قرآن کریم نے سنادیا تھا، چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر وہ مبارک ساعت آگئی اور اللہ نے عرفہ کے اجتماع عظیم میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا، اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور دین اسلام پر راضی ہوگیا۔

مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ اس آیت کے نزول کے بعد رونے لگے تو ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ روتے کیوں ہیں؟ فرمایا کہ اب کمال کے بعد نقصان (یعنی رحلت مصطفےٰ علیہ) کے سوا کیا ہے۔

---

(۱) البدایہ ۵/۲۱۴

Marfat.com

چنانچہ میدان عرفات کے خطبے میں اور جمرۃ العقبہ کی رمی کے موقع پر پھر منیٰ کے خطبہ میں جبکہ سورۃ إذا جاء نصر الله والفتح نازل ہوئی تو صراحۃً وکنایۃً بار بار آپ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ کچھ عجب نہیں کہ آئندہ میں کبھی بھی تم سے اس مقام پر ملاقات نہ کر سکوں، تم مجھ سے مناسک حج سیکھ لو، امید ہے کہ اس سال کے بعد میں حج نہ کروں، پھر غدیر خم میں جو خطبہ دیا، اس میں بھی فرمایا کہ میں بشر ہوں ہوسکتا ہے کہ اللہ کا فرشتہ آجائے اور میں اس کی دعوت کو قبول کروں۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر رمضان میں دس دن اعتکاف کرتے تھے لیکن جس سال وفات ہوئی، بیس دن اعتکاف کیا، اسی طرح جبرئیل علیہ السلام ہر رمضان میں ایک مرتبہ پورے قرآن کا دور کراتے تھے لیکن جس سال وفات ہوئی دو مرتبہ قرآن کا دور کرایا۔ اسی لئے آپ ﷺ نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمہؓ سے فرمایا: ما اری ذلك الا اقتراب اجلي یعنی اس کی وجہ اس کے سوا میں کچھ نہیں سمجھتا کہ اب میری موت قریب آچکی ہے۔

شہدائے احد کیلئے رخصتی جیسی دعا

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد کے لئے آٹھ سال کے بعد اس طرح سے دعا کی جیسے کوئی زندوں اور مردوں کو رخصت کرنے والا ہو، پھر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا میں تمہارے آگے پیش رو ہو کر جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا اور تم سے ملنے کی جگہ حوض کوثر ہے اس وقت میں اسے اپنی جگہ سے دیکھ رہا ہوں، مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ مجھے اس کا ڈر نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے بلکہ اس کا ڈر ہے کہ تم دنیا کے مال ومتاع میں رغبت کر کے آپس میں لڑو گے اور جس طرح تم سے پہلے لوگ ہلاک ہو گئے تم بھی ہلاک ہو جاؤ گے۔(۱)

جیش اسامہ کی تیاری

حجۃ الوداع سے مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد نبی ﷺ آخری ذی الحج اور مہینہ محرم و صفر گذار کر اختتام صفر کے موقع پر حضرت اسامہ بن زیدؓ کی قیادت میں ایک لشکر کی تیاری کا حکم دیا تاکہ ارض فلسطین کے مقام بلقاء وداروم کی سرحد ابنی پر پہنچیں اور فرمایا: اغز في سبيل الله وسر الي موضع مقتل ابيك فقد ولّيتك هذا الجيش. اللہ کے راستے میں غزوہ کرو، اپنے والد کی شہادت گاہ (ابنی) پر پہنچو، میں نے

(۱) بخاری ۲/۵۸۴

Marfat.com

تمہیں اس لشکر کا امیر بنا دیا ہے۔

یہ علاقہ رومی سلطنت کے قلم رو میں واقع تھا جو اسلام کی مقبولیت اور عروج کو اپنے لئے خطرہ کی گھنٹی سمجھ کر ظلم وزیادتی اور اسلام کے نام لیواؤں کے خلاف قتل وغارت اور خون ناحق میں ملوث ہوا کرتا تھا، یہی سبب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے عروج کو توڑنے اور اسلامی رعب قائم کرنے کی خاطر کئی جوابی کارروائی فرمائی اور یہ مہم آپ کی زندگی کی آخری کڑی تھی جس کا اہتمام آپ نے بحالت علالت کیا اور حضرت اسامہؓ کو امیر الفوج بنا کر ان کا جھنڈا خود اپنے دست مبارک سے باندھا جسے حضرت اسامہؓ نے لے کر حضرت بریدہ کے حوالے کیا، یہ لشکر تین ہزار کی تعداد میں تھا اس میں سات سو قریشی شامل تھے مہاجرین اولین میں حضرت ابوبکرؓ اور ابوعبیدہ بن جراحؓ وغیرہ سبھی شامل تھے لیکن بعد میں آپ کی بیماری بڑھ گئی تو حضرت ابوبکرؓ مستثنیٰ کر لئے گئے۔

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ یہ آخری لشکر تھا جس کے نکلنے کا حکم آپ نے اپنی مبارک زندگی میں دیا، آپ کی علالت کی ابتداء بھی ہو چکی تھی، لوگوں نے نکلنے میں دیر کی اور بعضوں نے حضرت اسامہؓ کی امارت پر کلام کیا کہ بیس سالہ نوجوان کو اجلۂ مہاجرین وانصار پر کیوں کر امیر بنا دیا گیا، اس وقت آپ کے سر مبارک میں کافی درد تھا لیکن آپ پٹی باندھ کر باہر تشریف لائے اور لوگوں کے سامنے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اس کے بعد فرمایا، اے لوگو! اگر تم اسامہؓ کی امارت پر طعن کرتے ہو تو اس سے پہلے ان کے باپ کی امارت پر بھی طعن کر چکے ہو حالانکہ وہ امارت کے اہل تھے اور مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھے اور ان کے بعد ان کا بیٹا اسامہ بھی محبوب ہے، اے لوگو! تم اسامہؓ کی قیادت میں نکل پڑو، کیونکہ یہ امارت کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

یہ سن کر لوگ اسامہؓ کے پاس جمع ہونے لگے، آن کی آن میں لشکر تیار ہو گیا اور حضرت اسامہؓ لشکر کو لے کر مقام جُرف تک پہنچ گئے، جرف مدینہ سے ایک فرسخ پر واقع ہے، وہاں لوگ جمع ہو ہی رہے تھے کہ نبی ﷺ کے مرض میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا اسی وجہ سے حضرت اسامہؓ اور ان کا پورا لشکر وہیں رک گیا تاکہ معلوم ہو سکے کہ آپ کے بارے میں اللہ کیا فیصلہ کرنے والا ہے۔(۱)

اس کے بعد آپ کی بیماری نازک صورت اختیار کر گئی، حضرت اسامہؓ کی والدہ ام ایمنؓ نے اس

---

(۱) بخاری مع الفتح ۱۸/۱۱۰، ابن ہشام ۲/۶۰۶

Marfat.com

کی خبر بھیجی تو وہ اپنے معزز ساتھیوں کے ساتھ لوٹ آئے پھر یہ لشکر حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں بھیجا گیا، حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں کہ میں لوٹ کر نبی علیہ السلام کے پاس پہنچا تو آپ کمزوری سے بول نہ سکتے تھے لیکن مجھے دیکھا تو اپنا مبارک ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر میرے اوپر رکھتے تھے اس سے میں سمجھ گیا کہ میرے لئے دعا فرما رہے ہیں۔(۱)

علالت کی ابتداء

علالت نبویؐ کی ابتداء دردسر سے ہوئی وہ حسب روایت دارمی آپ کسی جنازے میں جنت البقیع تشریف لے گئے تھے یا حسب روایت ابن اسحاق وغیرہ جنت البقیع میں اہل قبور کی زیارت اور دعائے استغفار کے واسطے آدھی رات کو گئے تھے اور وہاں سے واپس آئے تو صبح کو سر مبارک میں درد شروع ہو گیا یہ صفر کی آخری تاریخ تھی یا ربیع الاول کی ابتدا ہو چکی تھی۔(۲)

ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ فرماتی ہیں کہ اس دن میرے سر میں بھی کافی درد تھا میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ہلکہ میرے سر میں اس سے زیادہ تکلیف ہے پھر آپ نے فرمایا اے عائشہ! تمہیں کیا اگر تم مجھ سے پہلے مر گئیں تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہاری تجہیز و تکفین وغیرہ کروں گا، میں نے عرض کیا پھر تو آپ میرے بعد میرے ہی گھر میں اپنی کسی دوسری رفیقہ حیات والا کر بسائیں گے یہ سن کر آپ ہنس پڑے، اس کے بعد آپ کا مرض بڑھتا گیا اور حسب معمول آپ باری باری کبھی بیویوں کے یہاں رات بسر فرماتے رہے یہاں تک کہ حضرت میمونہؓ کے گھر میں بیماری شدت اختیار کر گئی تو سب سے اجازت لے کر میرے گھر میں تشریف لے آئے۔(۳)

دوسری روایت حضرت عائشہؓ سے یوں ہے کہ آپ اس مرض میں اپنی ازواج سے سوال فرماتے کہ میں کل کس کے پاس رہوں گا، مقصد یہ ہوتا کہ عائشہؓ کے یہاں باری کب آئے گی، بیویاں اس سے سمجھ گئیں اور سب نے کہہ دیا کہ آپ جہاں چاہیں تشریف رکھیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا، ایک روایت میں ہے کہ آپ کی بیماری سخت ہو گئی تو آپ نے تمام ازواج سے اجازت چاہی کہ بقیہ ایام عائشہؓ کے گھر میں گزاریں چنانچہ سب نے بخوشی اجازت دے دی تو حضرت عباسؓ یا فضل بن عباسؓ اور حضرت علیؓ کے سہارے آپ میرے گھر اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کے دونوں قدم زمین پر گھسٹ رہے تھے۔(۴)

---

(۱) ابن ہشام ۲/۶۵۱ — (۲) ابن ہشام ۲/۶۴۲

(۳) ابن ہشام ۲/۶۴۳ — (۴) بخاری ۲/۶۳۹ ج ۲۰۰

بخار کی شدت

بخاری و مسلم نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس بخار کی حالت میں داخل ہوا اور جسم مبارک کو مس کر کے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو نہایت سخت بخار آتا ہے، فرمایا ہاں مجھے دو آدمیوں کے برابر بخار ہوتا ہے، میں نے کہا پھر آپ کا اجر بھی دو چند ہوگا، فرمایا ہاں۔

ابن سعد وغیرہ نے ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ ہم نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ کو سخت بخار تھا، میں نے عرض کیا بخدا میں طاقت نہیں رکھتا کہ آپ کے جسم مبارک پر ہاتھ رکھ سکوں، ایک روایت میں ہے کہ بخار کی شدت دیکھ کر برداشت نہ کر سکے تو سبحان اللہ کہنے لگے آپ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر کوئی بھی سختی میں نہیں ڈالا جاتا۔ لیکن جس طرح ہم پر سختی ہوئی ہے اسی طرح اجر بھی دو چند ہوتا ہے۔ اسی طرح عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس داخل ہوا تو بخار کی شدت سے کپڑے کے اوپر ہاتھ نہیں رکھا جاتا تھا، میں نے کہا یا نبی اللہ! کسی کو آپ کی طرح سخت بخار نہیں دیکھا فرمایا، اسی طرح ہمارا اجر بھی دو چند ہوتا ہے، سخت آزمائش اول انبیاء کو ہوتی ہے پھر صالحین کو۔ (۱)

مقام شہادت

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس مرض میں آپ کا انتقال ہوا، آپ فرماتے تھے کہ عائشہؓ! میں ہمیشہ اس زہر آلود کھانے کی تکلیف کا اثر محسوس کرتا رہا جو خیبر میں کھالیا تھا اور اس وقت تو اس زہر کے اثر سے میری رگ ابہر کٹی جارہی ہے۔ (بخاری پ ۱۷ص ۶۳۷) حاکم و ابن سعد نے روایت کی ہے کہ ام بشر نبی ﷺ کے مرض الموت میں داخل ہوئیں اور آپ کو چھو کر عرض کیا کہ آپ کی طرح میں نے کسی کو سخت بخار نہیں دیکھا، فرمایا جس طرح ہمارا اجر دو چند ہوتا ہے اسی طرح ہم پر آزمائش بھی کڑی ہوتی ہے، انہوں نے کہا لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کو ذات الجنب (نمونیا) کی بیماری ہے، فرمایا اللہ تعالیٰ اسے مجھ پر مسلط نہیں کرے گا وہ تو شیطان کا ایک چونکا ہے، مجھ پر تو اس زہر آمیز کھانے کا اثر ہے جو میں نے اور تمہارے بیٹے نے خیبر کے دن کھایا تھا اور یہ میری رگ ابہر منقطع ہونے کا وقت ہے، اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے تھے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے نبی منتخب فرمایا اور شہادت کا اعلیٰ مقام بھی عطا کیا۔ (۲)

---

(۱) خصائص کبریٰ ۲/۱۶۷، البدایہ ۵/۲۳۷

(۲) البدایہ ۲/۲۷۰

Marfat.com

شفاء کے بجائے لقائے رب کا شوق

بخاریؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ پہلے بیمار ہوتے تھے تو معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے اور اپنے دست مبارک سے پورے جسم پر مسح کرتے، پس جب آپ مرض الموت میں بیمار ہوئے تو میں بھی معوذات پڑھ کر دم کرتی اور آپ کا مقدس ہاتھ آپ کے جسم انور پر پھراتی تھی لیکن آپ نے اسی حال میں سر مبارک اوپر اٹھایا اور فرمایا: فِي الرَّفِيقِ الْاَعْلٰى فِي الرَّفِيقِ الْاَعْلٰى۔

طبرانی نے بھی حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ آپ کے سینۂ مبارک پر مسح کر رہی تھی اور شفاء کے لئے دعا کر رہی تھی تو آپ کو ہوش آ گیا تو فرمایا نہیں بلکہ میں اللہ سے رفیق اعلیٰ کا سوال کرتا ہوں۔ (۱)

ابن سعد و بیہقی نے من طریق الواقدی ابوالحویرث سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ جب بھی بیمار ہوئے تو اللہ سے عافیت کا سوال کرتے، لیکن مرض الموت میں آپ ﷺ نے شفاء کی دعا نہیں مانگی بلکہ فرماتے تھے اے نفس تو کیوں جائے پناہ تلاش کرتا ہے، آپ کی اسی بیماری میں جبرئیل علیہ السلام آئے اور پیغام دیا کہ اللہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر شفا چاہیں تو شفا دوں اور عافیت کروں اور اگر چاہیں تو وفات دوں اور بخشوں آپ نے جواب دیا کہ اپنے رب کی رضا پر راضی ہوں وہ جو چاہے کرے۔ (۲)

دوائے لدود سے انکار

حضرت میمونہؓ کے گھر ہی میں مرض کی شدت شروع ہوئی تھی، وہیں سے ہمراہ لے کر آپ کو حضرت عائشہؓ کے حجرے میں لایا گیا تھا لیکن یہاں لانے سے قبل آپ پر بیہوشی کی کیفیت طاری ہوئی تو آپ کی تمام ازواج جن میں حضرت عائشہؓ اور حبشہ کی بعض دوسری عورتیں بھی تھیں، سب نے مشورہ کیا کہ یہ کہ آپ کے دہن مبارک کے کنارے سے عود ہندی اور زیتون کی بنائی ہوئی دوا ڈالی جائے اس دوا کو عربی میں لدود کہتے ہیں اس کا مشورہ پہلے آپ کے چچا حضرت عباسؓ نے بھی دیا تھا لیکن بعد میں آپ سے منع کرنے کے بعد انہوں نے اس خیال کو ترک کر دیا تھا لیکن آپ کی ازواج نے منع کرنے کے باوجود اس خیال سے کہ جس طرح دوسرے مریض دوا کی ناپسندیدگی سے پینا پسند نہیں کرتے ہو سکتا ہے اسی وجہ سے

---

(۱) فتح الباری ۱۹: ۹۹ (۲) خصائص کبریٰ ۲: ۲۷۳

Marfat.com

آپ بھی رو کتے ہوں اس لئے کر گذریں جب آپ کو کچھ دیر کے بعد باقاعدہ ہوش آیا تو فرمایا کہ میں نے تم کو منع نہیں کیا تھا، کہنے لگیں ہم نے آپ کے منع سے یہ سمجھا کہ مرض میں دوا کی ناپسندیدگی کے سبب آپ روکتے ہیں، چونکہ یہ دوا ذات الجنب کی تھی اور آپ نے محقق طور پر بتا دیا تھا کہ مجھے یہ بیماری نہیں ہے، نیز آپ کو معلوم ہو چکا تھا کہ اسی مرض میں وفات ہوگی اس لئے جس طرح دعائے شفا پر راضی نہ تھے اسی طرح دوا کے حق میں بھی راضی نہ تھے اور چونکہ آپ نے لدود سے منع فرمادیا تھا اس لئے تعزیراً حکم دیا کہ جو بھی اس لدود کے معاملہ میں شریک تھا، میرے چچا عباسؓ کے علاوہ سب کے منہ میں یہ دوا ڈالی جائے تا کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کریں۔(۱)

حضرت فاطمہؓ کی آمد

نبی کریم ﷺ حضرت عائشہؓ کے گھر میں آچکے تھے آپ کی ناسازئ طبع روزانہ بڑھتی جاتی تھی حضرت عائشہؓ ہی راوی ہیں کہ ایک دن آپ کی تمام ازواج اکٹھا ہوئیں ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہی، اسی درمیان حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ کو بلا بھیجا وہ تشریف لائیں، ان کی چال بالکل اللہ کے رسول کے مشابہ تھی، ان کا اٹھنا بیٹھنا بھی آپ ہی کی طرح تھا اس سے پہلے جب آتی تھیں تو آپ ان کی محبت میں کھڑے ہو کر ان کی پیشانی چومتے اور اپنی جگہ بٹھا لیتے تھے لیکن آج مرض الموت میں تشریف لائیں تو آپ اٹھنے سے مجبور تھے، پھر بھی محبت سے فرمایا: مرحبا یا بنتي. میری لخت جگر کو مرحبا ہو، یہ سنتے ہی حضرت فاطمہؓ آپ پر جھک گئیں اور غم و محبت کے لہجے میں آپ کو چومنے لگیں، آپ نے ان کو اپنے دائیں یا بائیں بٹھالیا اور رازدارانہ گفتگو کرنے لگے، پہلے آپ نے بتایا کہ جبرئیل علیہ السلام ہر سال ایک دفعہ مجھے قرآن کا دورہ کراتے تھے لیکن اس سال دو دفعہ کرایا، میں سمجھتا ہوں کہ اب اس مرض میں میری وفات ہوگی، یہ سن کر حضرت فاطمہؓ رو پڑیں تو آپ نے فرمایا: تم میرے اہل بیت میں سب سے پہلے مجھ سے ملوگی اور تم جنت میں تمام عورتوں کی سردار ہوگی، یہ سن کر وہ ہنس پڑیں، طبرانی میں ہے کہ آپ نے فرمایا: إنَّ جبرئيلَ أخبَرَني أنّه ليسَ امرأةٌ اعظمُ درجةً منكِ فلاَ تكوني ادنى امرأةٍ منهنَّ صبراً. یعنی جبرئیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ مسلم عورتوں میں کوئی بھی تم سے بڑے درجے والی نہیں ہے، پس صبر کے اعتبار سے تم کسی سے کم رتبہ مت ہونا، یہ گفتگو سب سے پرائیوٹ تھی، جب وہ رخصت ہو کر جانے لگیں تو

---

(۱) بخاری مع فتح الباری ۱۸/ ۱۰۷

Marfat.com

حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ وہ پوشیدہ بات کیا تھی جس سے آپ رو پڑیں اور اس کے بعد ہی فوراً ہنس پڑیں، انہوں نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کا راز ہے جسے میں افشاء نہیں کروں گی، لیکن وفات کے بعد حضرت عائشہؓ نے اپنے مادری حق کو جتا کر پوچھا تو انہوں نے مذکورہ بات بتا دی۔(۱)

وفات سے پانچ یوم قبل چہار شنبہ

حضرت عائشہؓ و دیگر اصحابؓ سے روایت ہے کہ آپ کی بیماری سخت ہوگئی تو فرمایا میرے اوپر سات کنوؤں کا سات مشک پانی مسلسل ڈالو، میں غسل کر کے لوگوں کے پاس نکلوں اور کچھ باتیں ان کے سامنے رکھدوں (بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس طرح غسل کرنے سے سمیت کا اثر کم ہو کر بدن ہلکا ہو جاتا ہے اور خاص کر گرم ممالک میں غسل ایسے بخار کی حالت میں نہایت مفید ثابت ہوتا ہے) چنانچہ ایسا کرنے سے آپ کی طبیعت میں کچھ فرحت محسوس ہوئی تو مسجد میں تشریف لائے لوگوں کو نماز پڑھائی پھر منبر پر خطبہ کیلئے بیٹھے۔

آپ کا آخری خطبہ

پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر شہدائے احد کا ذکر کر کے دعائے مغفرت فرمائی، پھر مہاجرین کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا، تم بڑھو گے اور انصار انہی ہیئت میں ہوں گے بلکہ کم ہو جائیں گے، یہ میرے معتمد بہ تھے، جن کے پاس میں نے ٹھکانہ پکڑا ان کے اچھے لوگوں کی عزت کرنا اور غلطی کرنے والوں سے درگذر کرنا۔ اس کے بعد فرمایا، اے لوگو! اللہ نے اپنے ایک بندے کو دنیا کے ساز و سامان اور آخرت کی نعمتوں کے درمیان اختیار دیا کہ جس کو چاہے پسند کرے تو اس نے اللہ کی اخروی نعمتوں کو پسند کر لیا، یہ قول بظاہر تو بہت زیادہ لوگ نہ سمجھے لیکن حضرت ابو بکر فوراً سمجھ گئے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بابت ارشاد فرما رہے ہیں، اس لئے رو رو کر کہنے لگے کہ آپ پر ہم اور ہماری جانیں، ہمارے ماں باپ، ہماری اولاد اور ہمارا مال سب قربان ہو، آپ نے فرمایا: ابو بکر! ٹھہرو، مسجد کے دریچے دوسرے لوگوں کے لئے بند کر دو سوائے ابو بکر کے دریچے کے، یہ ان کے لئے کھلے رہیں گے، میں نہیں جانتا کہ صحبت میں ابو بکرؓ سے بھی کوئی بڑھ کر ہو، ابو بکر اپنی صحبت اور مالی تعاون میں سب سے بڑھ کر ہیں، اگر میں اللہ کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو وہ ابو بکر ہوتے لیکن اخوت اسلام اور اس کی مودت اور ایمانی اخوت باقی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا تم سے پہلے کی قوم نے اپنے نبیوں اور صالحین کی

(۱) بخاری مع فتح الباری ۱۸/۱۰۱، البدایہ ۵/۲۲۶

Marfat.com

قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا لہذا تم قبروں کو مساجد نہ بنانا، میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔(۱)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ نے اسی مرض میں یہ بھی فرمایا: لعنَ اللّٰہُ الیهودَ والنَّصاریٰ اِتـخـذوا قبـور أنبياءِ هِم مساجدا لو لا ذلك أبرزَ قبرهٗ غير أَنَّهٗ خَشِيَ أَنْ يَتَّخَذَ قبرهٗ مســجِـداً. اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ کی قبر بھی ظاہر کردی جاتی لیکن اس کا ڈر تھا کہ لوگ اسے سجدہ گاہ نہ بنالیں۔(۲)

عطا بن یسار سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللّٰهمّ لاَ تجعلْ قَبْرِي وَثناً يُعبد ـــ اشتدّ غضبُ اللهِ على قومٍ اِتَّخذوا قبورَ أنبياءِ هِمْ مَسَاجدا. الٰہی میری قبر کو بت نہ بنا کہ اس کی پوجا کی جائے اللہ کا سخت غضب اس قوم پر ہے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔(۳)

بیہقی نے اس مقام پر آپ کا ایک اور خطبہ نقل کیا ہے جس میں آپ نے فرمایا: اے لوگو! جس کو میں نے کبھی کوڑا لگایا ہو تو میری پیٹھ حاضر ہے اس کا بدلہ لے لے، جس شخص سے میں نے کبھی کوئی مال لیا ہو تو یہ میرا مال حاضر ہے اسے لے لے، جس کو میں نے کبھی گالی دی ہو یا عزت پر حملہ کیا ہو اس کا بھی بدلہ چکالے، کوئی نہ سمجھے کہ اس سے میرے دل میں بغض وکینہ پیدا ہوگا، کینہ وکپٹ میری عادت نہیں ہے بلکہ مجھے وہی زیادہ محبوب ہے جو اپنا حق حاصل کرلے، یہ سن کر ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ ایک سائل کو آپ نے مجھ سے تین درہم دلایا تھا وہ باقی ہے، آپ نے فرمایا: اے فضل! اسے ادا کردو، اس کے بعد اس روایت میں اور بھی کئی باتیں مذکور ہیں جس کی سند ومتن میں غرابت ونکارت پائی جاتی ہے اس لئے ترک کی گئی۔(۴)

۴ ـــ یوم قبل بعد نماز عشاء

عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور اکرم ﷺ کی حالت بیان کریں، انہوں نے فرمایا کہ جب آپ کی بیماری شدت اختیار کرگئی تو آپ نے پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی، ہم نے کہا نہیں، سب آپ کا انتظار کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: میرے

(۱) البدایہ ۵/۲۲۹
(۲) بخاری ۱/۱۸۶، ۶۳۴
(۳) مشکاۃ ۲/۷۲
(۴) البدایہ ۵/۲۳۱

Marfat.com

لئے لگن میں پانی رکھو، ہم نے رکھ دیا تو آپ نے غسل فرمایا پھر کھڑے ہونے کی کوشش کی، تو بے ہوش ہو گئے، تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو پھر پوچھا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی، ہم نے کہا نہیں یا رسول اللہ! سب آپ کے منتظر ہیں، آپ نے پھر پانی طلب کر کے غسل فرمایا اور اٹھنے چلے تو غشی طاری ہوئی اسی طرح تیسری مرتبہ پوچھا اور غسل فرما کر مسجد میں جانا چاہا لیکن قدرت نہ پا سکے تو خبر بھیجی کہ ابوبکرؓ سب کو نماز پڑھا دیں، یہ عشاء کی نماز تھی جس کے انتظار میں کافی دیر تک لوگ بیٹھے رہے، ابوبکرؓ کو حکم ملا تو بڑی رقت طاری ہوئی، انہوں نے عمرؓ سے کہا، نماز تمہیں پڑھا دو، حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ آپ ہی زیادہ حقدار ہیں۔ ادھر حضرت عائشہؓ نے بھی سید دو عالم ﷺ سے عرض کیا کہ حضور میرے باپ ابوبکرؓ کا دل نہایت کمزور ہے وہ اپنا آنسو تھام نہ سکیں گے وہ آپ کی جگہ کھڑے نہ ہو سکیں گے، آپ کسی دوسرے کو حکم دے دیں، آپ نے فرمایا تم مظاہرہ کرنے میں (صواحب یوسف علیہ السلام پر غلبہ کرنے والی مصری عورتوں) کی طرح ہو، ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے آپ کی جگہ نماز پڑھانی شروع کر دی۔ اس کے بعد ظہر کی نماز میں آپ نے کچھ فرحت محسوس کی تو حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے سہارے مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے حضرت ابوبکرؓ نے نماز شروع کر دی تھی آپ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنے لگے لیکن آپ نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ قائم رہو، پھر ابوبکرؓ کے بائیں پہلو میں بیٹھ گئے ابوبکرؓ آپ کی اقتداء میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور پیچھے لوگ ابوبکرؓ کی اقتداء کر رہے تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے۔ (۱)

ابوبکرؓ کی امامت کی مدت

زہری نے ابوبکر بن سبرہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے سترہ نمازوں کی امامت کی تھی اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ بیس نمازیں پڑھائی تھیں، اور مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کئی روز تک تکلیف کے باوجود نبی ﷺ خود نماز پڑھایا کرتے تھے اور امامت کیلئے آپ کی آخری نماز جو بیٹھ کر کی تھی، یہ جمعرات کا دن تھا کیونکہ تین دن جمعہ، سنیچر اور اتوار آپ باہر نہیں نکلے۔ حضرت انسؓ جو آپ کے خادم خاص تھے فرماتے ہیں کہ لم یخرج النبي صلى الله علیه وسلم ثلاثا یعنی حضور ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھانے کے بعد مکمل تین دن تک نہیں نکلے۔ (۲)

---

(۱) بخاری ۱/ ۹۵ — (۲) بخاری ۹۴۱

Marfat.com

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: فعلیٰ هذا یکونُ اٰخر صلوۃٍ صلاّهَا معهُمُ الظُّهر كمَا جاءَ مصرحاً في حديث عائشة المتقدِّم ويكونُ ذلكَ يومَ الخميسِ لاَ يومَ السبتِ ولاَ يومَ الأحد كمَا حكاهُ البيهقي عَن مغازي موسىٰ بن عقبةَ وهو ضعيفٌ. پھر آگے لکھتے ہیں: ولأنهُ انقطعَ مِنهم يومَ الجُمعةِ والسبتِ والأحدِ. یعنی اسی بنا پر آپ کی آخری نماز جو لوگوں کے ساتھ آپ نے پڑھی، ظہر کی تھی جیسا کہ حضرت عائشہؓ کی گذشتہ حدیث میں مصرح طور پر آ گیا ہے اور وہ جمعرات کا دن تھا نہ کہ سنیچر اور اتوار کا دن جیسا کہ بیہقی نے مغازی میں موسیٰ بن عقبہ سے حکایت کی ہے حالانکہ وہ ضعیف ہے پھر آگے لکھتے ہیں: لانه انقطع منهم يوم الجمعة والسبت والاحد الخ یعنی نبی علیہ السلام ان سے جمعہ سنیچر اور اتوار کو مکمل طور سے منقطع ہو گئے تھے۔(۱)

شاید مولانا منصور پوریؒ صاحب مؤلف رحمۃ للعالمین نے بیہقی کی مذکورہ بالا روایت کو دیکھ کر لکھ دیا کہ نبی علیہ السلام نے دو یا ایک یوم قبل سنیچر یا اتوار کو یہ نماز پڑھائی تھی، حالانکہ یہ صحیح نہیں، وتبِعهُ صاحبُ الرحيق وقد ثبتَ انهُ خلافُ التحقيق. (والله أعلم)

حکم تحریر کا واقعہ

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جمعرات کے دن جب آپ کی بیماری بڑھی تو فرمایا، لاؤ میں تم کو ایک تحریر لکھا دوں تاکہ اس کے بعد گمراہ نہ ہو، اس وقت گھر میں کئی اصحاب موجود تھے ان میں اختلاف ہوا، ایک صاحب بولے کیا بات ہے، کیا آپ علیہ السلام ہمیں چھوڑ کر جانے والے ہیں، آپ سے دریافت کرو، حضرت عمرؓ بولے اس وقت آپ پر تکلیف کا غلبہ ہے، ہمارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے، اس پر بعضوں نے کہا لاؤ تاکہ آپ لکھا دیں، بعضوں نے کہا نہیں آپ کو تکلیف ہے اس اختلاف اور کثرت کلام کی وجہ سے آپ نے فرمایا یہاں سے اٹھ جاؤ میں جس حال میں ہوں اس سے بہتر ہے۔

پھر آپ نے انہیں تین چیزوں کی وصیت فرمائی، اول یہ کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دینا، دوسرے یہ کہ وفود کی خاطر مدارات اسی طرح کرنا جس طرح میں کرتا ہوں، تیسری چیز سے آپ علیہ السلام خاموش رہے یا کہ راوی سفیان بن عیینہ خود بھول گئے۔

یہاں شیعہ حضرات کا کہنا ہے کہ یہ نوشتہ جو لوگوں کے اختلاف کی وجہ سے رہ گیا وہ حضرت علیؓ کی

---

(۱) البدایہ ۵/ ۲۳۵

Marfat.com

خلافت کے لئے تھا، لیکن اگر صرف اتنی سی بات ہوتی تو اسے علی الفور زبانی بھی کہہ سکتے تھے جیسا کہ چند وصیتیں آپ نے بروقت اور تین دن کے اندر فرمائی تھیں۔

رہ گئی وہ تیسری وصیت کیا تھی اس کے سلسلے میں داؤدی اور ابن التین کہتے ہیں کہ وہ قرآن کے ساتھ تمسک کی وصیت تھی اور مہلب و ابن بطال کہتے ہیں کہ وہ جیش اسامہ کی تنفیذ کے لئے تھی چنانچہ آپ کے بعد جب لوگوں نے جیش اسامہ کے بارے میں اختلاف کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی موت کے وقت اس کی وصیت کی تھی اور قاضی عیاض کہتے ہیں کہ وہ تیسری بات یہ تھی کہ میری قبر کو بت نہ بنانا کیونکہ یہ موطأ کی روایت میں یہودیوں کے اخراج کی وصیت کے ساتھ مقرون و متصل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ نماز اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت تھی۔ (۱)

تین یوم قبل

بیہقی میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے آپ کی وفات سے تین یوم قبل یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: أحسِنوا الظنَ باللهِ. تم اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھو، اور مسلم کی روایت میں ہے: لا یموتن أحدکم إلّا وهو یحسن الظنّ باللهِ، وفي روایةٍ: یقولُ الله انا عند ظنّ عبدي فلیظن بي خیراً. تم اپنی موت سے پہلے اپنے رب کے ساتھ اچھا گمان رکھو۔ اللہ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں اس لئے وہ مجھ سے اچھا گمان رکھے۔ (۲)

دو دن قبل و بعد

مغرب کی نماز

ام الفضل بنت الحارث بیان کرتی ہیں کہ اس بیماری میں ایک دن آپ نے مغرب کی نماز میں والمرسلات عرفا کی قرأت فرمائی اس کے بعد پھر آپ نے ہمارے ساتھ کوئی نماز نہیں پڑھائی یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو اٹھا لیا۔ (۳)

---

(۱) بخاری مع الفتح ۸/۱۰۱، البدایہ ۵/۲۲۷ (۲) البدایہ ۵/۲۳۶
(۳) بخاری مع الفتح ۸/۲۲۹

Marfat.com

اس روایت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مغرب کی یہ نماز مسجد میں پڑھائی تھی، جیسا کہ صاحب الرحیق نے ص ۲۲۵ میں بصراحت تحریر کیا ہے، لیکن نسائی ۱/۱۵۴ میں ہے کہ آپ نے یہ آخری نماز عورتوں کو گھر میں پڑھائی تھی اس کے بعد پھر نہیں پڑھائی اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں بھی اسی کو ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ جس روایت میں خَـرَجَ إلينَا کا لفظ ہے اس سے مراد خواب گاہ سے نکل کر گھر کے اس حصے میں آنا ہے جہاں نماز ہوتی تھی۔ (۱)

اجتماع صحابہ، آخری دعائیں و نصیحتیں اور پیغام سلام

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آپ کی علالت زیادہ شدید ہوگئی تو ہم لوگ حضرت عائشہؓ کے گھر جمع ہوئے آپ نے ہمیں دیکھا تو آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا، اب جدائی کا وقت قریب آ گیا ہے، میں آخرت کا سفر کرنے والا ہوں، تمہیں مرحبا ہو، اللہ تمہاری عمر دراز کرے، تمہیں ہدایت پر رکھے تمہاری مدد کرے، تمہیں نفع پہنچائے، تمہیں بھلائی کی توفیق دے، تمہیں راہ راست پر چلائے تمہاری حفاظت کرے، تمہاری نصرت فرمائے، تمہارے اعمال قبول کرے، میں تمہیں اللہ سے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں اور اللہ کو تمہارا محافظ و نگراں بناتا ہوں، میں اس کی طرف سے تمہیں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں، تم اللہ کے بندوں اور ان کی آبادیوں میں ظلم و زیادتی مت کرنا، اللہ ؑ نے مجھے اور تمہیں فرمادیا ہے: ﴿تِلْكَ الدَّارُ الآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الأَرْضِ وَلَا فَسَاداً وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ وہ آخرت کا گھر ہے ہم نے اسے ان لوگوں کے لئے بنایا ہے جو زمین میں تکبر اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور اچھا انجام پرہیز گاروں کے لئے ہے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿أَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوىً لِلْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾ کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں ہے۔

ہم نے کہا یا رسول اللہ! آپ کا سفر آخرت کب ہے؟ فرمایا: اجل قریب ہے اللہ کی طرف لوٹنا ہے، سدرۃ المنتہیٰ، لبریز جام اور فرش اعلیٰ (جنت) کی طرف واپس ہونا ہے، ہم نے کہا آپ کو غسل کون دے؟ فرمایا: میرے اہل بیت کے قریب تر لوگ، اللہ کے بہت سے فرشتوں کے ہمراہ جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے، لیکن وہ دیکھتے ہیں، ہم نے عرض کیا، آپ کا کفن کس میں دیں گے؟ فرمایا: اگر چاہو تو میرے انہیں کپڑوں میں یا یمنی یا مصری سفید کپڑوں میں۔ ہم نے کہا: آپ کا جنازہ کون پڑھائے گا؟ اس پر آپ

---

(۱) فتح الباری ۳/۳۸۱، ۱۴۷، تحفۃ الاحوذی ۱/۲۵۰

Marfat.com

روئے اور ہم بھی رونے لگے، پھر فرمایا: ٹھہرو! اللہ تمہیں بخشے اور تمہارے نبی کی طرف سے تمہیں نیک بدلہ دے، مجھے غسل دے کر خوشبو لگا کر اور کفن پہنا کر فارغ ہو جاؤ، تو میرا جنازہ میری قبر کے کنارے رکھ کر تھوڑی دیر کے لئے نکل جاؤ، سب سے پہلے میرے دو خلیل اور ہم نشین جبرئیل و میکائیل پھر اسرائیل پھر ملک الموت ملائکہ علیہم السلام کی فوج کے ساتھ پڑھیں گے اس کے بعد میرے اہل بیت کے مرد شروع کریں گے پھر ان کی عورتیں پھر تم لوگ گروہ در گروہ اور ایک ایک کر کے پڑھنا اور دیکھنا تم رو کر اور چیخ و پکار کر کے مجھے تکلیف مت دینا اور میرے اصحاب جو غائب ہوں انہیں میرا سلام کہنا اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ آج سے قیامت تک جو بھی اسلام میں داخل ہوگا اور میرے دین میں میری پیروی کرے گا میں اس کو سلام کہتا ہوں، ہم نے عرض کیا، آپ کو قبر میں میں کون داخل کرے گا، فرمایا۔ میرے اہل بیت کے مرد لوگ بہت سے ملائکہ کے ساتھ جو تم کو دیکھتے ہیں اور تم انہیں نہیں دیکھتے۔ (۱)

متاع دنیا سے بے رغبتی

انتقال کے وقت پورا عرب نبی ﷺ کے زیر نگیں تھا۔ بڑے بڑے سلاطین اور امراء آپ کے اطاعت کیش تھے بسا اوقات آپ کے قدموں پر مال و زر کا ڈھیر لگ جاتا تھا لیکن کبھی آپ نے اس کے جمع کرنے کی رغبت نہیں فرمائی، حدیث بخاری میں ہے: ما ترك رسول الله دينارا أو درهما ولا عبدا ولا أمة إلا بغلته البيضاء كان يركبها وسلاحه وأرضا جعلها لابن السبيل صدقة. نبی ﷺ نے انتقال کے وقت نہ دینار چھوڑا نہ درہم نہ غلام نہ لونڈی صرف آپ کا سفید خچر تھا جس پر سوار ہوتے تھے اور آپ کا ہتھیار تھا اور کچھ زمین جسے آپ نے صدقہ کر دیا تھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ وفات دیئے گئے اس وقت آپ کی زرہ ایک یہودی کے یہاں تیس صاع جو کے عوض گروی رکھی ہوئی تھی۔ (بخاری ۲ ۶۴۱) انہیں سے روایت ہے کہ آپ کی بیماری میں میرے پاس ۶ یا ۷ دینار تھے، آپ نے فرمایا کہ اسے صدقہ کر دو، لیکن آپ کی تکلیف کی وجہ سے مشغول رہ گئی، بعد افاقہ آپ نے پوچھا وہ دینار تم نے کیا کیا، میں نے کہا آپ کی تکلیف کی وجہ سے میں اسے نہ نکال سکی، آپ نے فوراً اسے منگایا، اپنی ہتھیلی پر رکھا اور فرمایا: ما ظن نبي الله لو لقي الله عزوجل وهذه عنده. اللہ کے نبی کا کیا حال ہوتا، اگر انتقال کے بعد یہ دینار گھر میں رکھا رہ جاتا۔ (۲)

---

(۱) البدایہ ۵/۲۵۳ (۲) [illegible]

Marfat.com

انہیں سے مروی ہے کہ آپ نے پوچھا وہ تھوڑا سا سونا جو رکھا تھا تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا میرے پاس موجود ہے آپ نے فرمایا: اَنْفِقِيهَا وَ فِي رِوَايَةٍ ابْعَثِي بِهَا إِلَى عَلِيِّ ابْنِ اَبِي طَالِبٍ لِيَتَصَدَّقَ بِهَا. اسے خرچ کردو۔ اور علی بن ابی طالبؓ کے پاس بھیج دو تاکہ خیرات کردیں۔ (فتح الباری پ ۱۱ص ۱۹) اس کے علاوہ رحلت سے قبل آپ نے بلا کر چالیس غلام آزاد کیے اور آخری شب میں روشنی کے لئے تیل ایک پڑوسی کے یہاں سے لایا گیا۔ (رحمۃ للعالمین ص ۲۵۰) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ کے انتقال کے وقت میرے گھر میں کسی جاندار کے کھانے کے لائق تھوڑے سے جو کے سوا جو طاق میں رکھا ہوا تھا کچھ نہ تھا لیکن اس میں اتنی برکت ہوئی کہ ایک عرصہ تک میں کھاتی رہی لیکن وہ کم نہ ہوتا تھا اسی حیرت واستعجاب میں ایک دن میں نے اسے ناپ ڈالا تو جا کر ختم ہوا۔ (بخاری ۲/ ۹۵۵) حضرت ابو بردہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا، ایک موٹا یمنی تہبند اور ایک پیوند لگی ہوئی چادر نکالی اور کہا انہیں دونوں کپڑوں میں آپ وفات دیئے گئے تھے۔ (۱)

سوموار یوم وفات

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ آپ کی وفات سوموار کو ہوئی، ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سوموار کو پیدا ہوئے سوموار کو نبوت پائی، سوموار کو مکہ سے ہجرت فرمائی، سوموار کو مدینہ میں داخل ہوئے اور سوموار ہی کو انتقال فرمایا۔ (۲)

خادم رسول حضرت انسؓ راوی ہیں کہ جس سوموار کو آپ کی وفات ہوئی حسب معمول حضرت ابو بکرؓ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے اچانک نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر حجرۂ مبارک کا پردہ کھولا اور ہمیں دیکھنے لگے اس وقت آپ کا رخ انور قرآن کے ورق کی طرح چمک رہا تھا، ہم نے آپ کے روئے مبارک سے بڑھ کر کوئی منظر نہیں دیکھا، جو ایسا بھلا معلوم ہوتا ہو آپ ہمیں حالت نماز میں دیکھ کر مسکرا اٹھے اور ہم بھی آپ کو دیکھ کر جوش مسرت سے آزمائش میں پڑنے والے تھے کہ نماز ہی نہ چھوٹ جائے۔ حضرت ابو بکرؓ نے سمجھا کہ حضور ﷺ نماز کے لئے تشریف لائیں گے اس لئے وہ پیچھے ہٹنے لگے تاکہ صف سے مل جائیں لیکن آپ نے اشارے سے فرمایا تم اپنی نماز پوری کرلو پھر پردہ لٹکا دیا اور اسی روز آپ کی وفات ہوئی۔ (۳)

---

(۱) البدایۃ ۵/ ۲۴۱ (۲) البدایہ ۵/ ۲۵۴

(۳) بخاری ۲/ ۶۳۹

Marfat.com

اسی دن صبح کو آپ کی علالت میں تخفیف تھی، حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا کر آپ کے پاس آئے اور حضرت عائشہؓ سے کہا میں دیکھتا ہوں کہ آج رسول اللہ ﷺ کی تکلیف میں کچھ تخفیف ہوگئی ہے اس لئے آج میں اپنی اہلیہ بنت خارجہ سے ملنے جا رہا ہوں چنانچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ سے باہر پورب جانب مقام سخ میں جہاں ان کے اہل و عیال رہتے تھے چلے گئے۔ (البدایہ ۲۴۴/۵) اور اسی دن کچھ دیر بعد حضرت علیؓ آپ کے پاس سے نکلے لوگوں نے ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت پوچھی تو فرمایا: اَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِیاً. خدا کے فضل سے آپ رو بصحت ہیں، اس وقت آپ کے چچا حضرت عباسؓ موجود تھے، انہوں نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہا عنقریب رسول اللہ ﷺ وفات پا جائیں گے، بخدا موت کے وقت بنو عبدالمطلب کے چہروں کی جو کیفیت ہوتی ہے میں اسے پہچانتا ہوں تم تین دن کے بعد دوسرے کے ماتحت ہو جاؤ گے، چلو میرے ساتھ آپ سے پوچھوں کہ یہ امر خلافت کس کے لئے ہے اگر ہم میں ہو تو خیر اور اگر غیروں میں ہو تو جان لیں گے، لیکن حضرت علیؓ نے اس سے انکار کر دیا اور کہا اگر آپ نے ہمیں نہ دیا تو ہم لوگوں کی طرف سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیئے جائیں گے۔ (۱)

ابن اسحاق نے زہری سے روایت کی ہے کہ اسی دن کا واقعہ ہے جس روز آپ کا انتقال ہوا حضرت عباسؓ کی یہ فراست تھی کہ اس وقتی افاقہ کی حالت میں پہچان گئے اگرچہ زیست کی مدت احتیاطاً تین دن کے اندر بتائی، ابن سعد کی روایت میں ہے کہ حضرت عباسؓ کے کہنے پر حضرت علیؓ نے کہا: لا اسئلها رَسُوْلَ اللّٰهِ. میں اسے رسول اکرم ﷺ سے طلب نہیں کروں گا، پھر جب آپ کا انتقال ہو گیا تو حضرت عباسؓ نے کہا اپنا ہاتھ بڑھاؤ میں بیعت کر لوں تا کہ لوگ تم سے بیعت کر لیں اس وقت بھی انہوں نے انکار کر دیا، محدث عبدالرزاق کہتے ہیں کہ ہمارے استاذ معمر ہم لوگوں سے پوچھتے تھے کہ حضرت عباسؓ وعلیؓ میں کس کی رائے درست تھی تو ہم کہتے کہ حضرت عباسؓ کی درست تھی تو انکار کرتے اور کہتے کہ اگر سوال پر نے پر حضرت علیؓ کو آپ ﷺ وصیت کر دیتے اور لوگ اس سے باز رہتے تو کفر لازم آتا اس لئے سوال نہ کرنا ہی بہتر تھا۔ (۲)

سکرات موت

دن چڑھنے کے بعد آپ کی تکلیف بڑھنے لگی، آپ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو چوما،

---

(۱) بخاری ۲/۶۳۹

(۲) بخاری مع فتح الباری ۱۸/۱۰۵

Marfat.com

پیار کیا اور ان کے حق میں احترام کی وصیت کی پھر ازواج مطہرات کو بلا کر نصیحت فرمائی پھر حضرت علیؓ کو طلب کیا انہوں نے آپ کا سر مبارک اپنے گود میں رکھا آپ نے ان کو بھی نصیحت فرمائی اس وقت آپ کا تُف مبارک سیدنا حضرت علیؓ کے رخسار پر پڑ رہا تھا۔(۱)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ تکلیف سے آپ کو غشی ہونے لگی تو حضرت فاطمہؓ نے کہا: وَا كَرْبَ اَبَاهُ. افسوس میرے باپ کو کتنی تکلیف ہے، آپ نے فرمایا: لَيْسَ عَلٰى اَبِيْكَ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ. آج کے بعد تمہارے باپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔(۲)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سکرات موت کے وقت آپ کے پاس ایک پیالہ پانی رکھا تھا آپ اس میں دست مبارک ڈال کر رخ انور پر ملتے اور فرماتے: رَبِّ اَعِنِّيْ عَلٰى سَكَرَاتِ الْمَوْتِ. اے میرے رب! سکرات موت پر میری مدد فرما۔(۳)

حضرت عائشہؓ وابن عباسؓ راوی ہیں کہ رحلت کے وقت نبی ﷺ کے اوپر ایک سیاہ دھاری دار چادر تھی اس سے اپنے رخ مبارک کو ڈھانک لیتے اور تکلیف ہونے لگتی تو کھول دیتے اور اسی حالت میں فرماتے: لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارىٰ اِتَّخَذُوْا عَلٰى قُبُوْرِ أَنْبِيَاءِ هِمْ مَسَاجِدًا يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا. یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا یہ فرما کر اپنی امت کو اس کام سے ڈراتے تھے۔(۴)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں آپ سے سنا کرتی تھی کہ کوئی نبی انتقال نہیں کرتا یہاں تک کہ اسے دنیا و آخرت کے درمیان اختیار دیا جاتا ہے چنانچہ مرض الموت میں جب آپ کو تنفس کی شدت اور خشونت لاحق ہوئی تو فرمایا: ﴿مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيْقًا﴾ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کا ساتھ ہو جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے وہی بہترین ساتھی ہیں، یہ سن کر میں سمجھ گئی کہ آپ کو اختیار دیا گیا اور اب آپ ہمارے ساتھ رہنا پسند نہ کریں گے۔(۵)

---

(۱) رحمۃ للعالمین ۱/۲۵۱
(۲) بخاری ۲/۶۴۱
(۳) البدایہ ۵/۲۳۹
(۴) بخاری ۲/۶۳۹
(۵) بخاری ۲/۶۳۸

Marfat.com

آخری وصیت

ام المومنین ام سلمہؓ اور حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ وفات کے وقت آپ کی وصیت یہ تھی: الصلوۃ وما ملکت أیمانکم. نماز اور اپنے غلاموں و خادموں کا خیال رکھنا، یہ کہتے وقت آپ کی زبان مبارک خرخرا رہی تھی، کلمہ صاف ادا نہ ہوتا تھا، حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضور ﷺ نے فرمایا کوئی تختی کی چیز لاؤ لکھدوں تاکہ امت گمراہ نہ ہو اس وقت میں ڈرا کہ اگر جاؤں تو آپ فوت نہ ہو جائیں اس لئے عرض کیا، فرمایئے میں اسے خوب یاد رکھوں گا، آپ نے فرمایا: أوصِ بالصلوۃ والزکوۃ وما ملکت أیمانکم. نماز زکوۃ اور غلاموں و خادموں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔(۱)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ مجھ پر ٹیک لگائے ہوئے کچھ فرماتے تھے، میں نے کان لگا کر سنا تو کہتے تھے: اَللّٰھُمَّ اغفرلي وارحمني وَالحقني بالرفیق الاعلی. الٰہی! مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے۔(۲)

حالت نزاع

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ اللہ کا مجھ پر احسان ہے کہ رسول اکرم ﷺ میری باری کے دن میرے گھر میں میرے سینے اور گلے کے درمیان وفات دیئے گئے اور اللہ نے میرا ریق آپ کے ریق مبارک سے ملا دیا وہ اس طرح کہ اسی وقت میرے بھائی عبدالرحمن بن ابوبکر اندر داخل ہوئے ان کے ہاتھ میں مسواک کے لئے ایک تر شاخ تھی آپ نظر اٹھا کر اسے دیکھنے لگے، میں سمجھ گئی کہ آپ مسواک کو بہت پسند کرتے ہیں، میں نے پوچھا کہ آپ کے لئے لے لوں؟ اشارے سے فرمایا ہاں، میں نے اسے دانت نرم کر کے صاف ستھرا کر دیا پھر آپ کو دیا آپ نے اس سے خوب اچھی طرح مسواک کیا، اس قدر کہ اس سے اچھا کبھی نہ کرتے تھے، پھر دہن مبارک اور رخ انور پیالے کے پانی سے ملتے تھے اور فرمایا: لا إله إلا اللّٰه أنّ لِلموتِ سکراتٍ. یہ کہہ کر فارغ ہوئے اور دست مبارک اوپر اٹھا کر فرمایا: في الرفيق الاعلی، في الرفيق الاعلی. یہ کلمہ تین مرتبہ زبان مبارک سے نکلا کہ آپ کا ہاتھ نیچے لٹک گیا اور روح مقدس جسم اطہر سے پرواز کر گئی، إنا لله وإنا إليه راجعون. یہ زوال کے قریب دوپہر کا وقت تھا، دنیا میں کس کو حاصل ہوئی، کہ حالت نزاع میں صفائی دہن و کام اور قول لا إلـه إلا

---

(۱) البدایہ ۵/ ۲۳۸ (۲) بخاری ۲/ ۶۳۹

Marfat.com

اللہ کے بعد رفیق اعلیٰ کی خواہش میں مستغرق ہوتے ہی مولائے حقیقی سے جا ملے یہ آپ کا معجزہ تھا جو حالت نزع میں صادر ہوا۔

رفیق اعلیٰ سے مراد اور آپ کا پہلا و آخری کلمہ

رفیق اعلیٰ سے مراد خود اللہ کی ذات قدسی صفات اور اس کے عطا سے جنت کا اعلیٰ مقام اور انبیاء وصالحین علیہم السلام کی صحبت ہے۔ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ سب سے پہلا کلمہ جو مائی حلیمہ کے یہاں دودھ پیتے وقت آپ بولے وہ اللہ اکبر تھا اور سب سے آخری کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے صادر ہوا وہ الرفیق الاعلیٰ تھا۔(۱)

بیماری کی مدت اور تاریخ وفات

آپ کی بیماری کی کل مدت ۱۳ر یوم اور بقول بعضے ۱۴ر یوم تھی، ابتدا کس دن ہوئی اس میں اختلاف ہے، خطابی اور بعض دوسرے سیرت نگاروں نے ۲۹ر صفر یوم سوموار کو ترجیح دی ہے اس لحاظ سے ربیع الاول کا پہلا سوموار سات کو اور دوسرا سوموار چودہ کو پڑتا ہے حالانکہ ابن اسحاق، واقدی اور جمہور علماء ۱۲ر ربیع الاول کے قائل ہیں، لیکن اس کی توجیہ میں ذی قعدہ سے لے کر صفر تک ۴ مہینے کامل تیس دن کے ماننے پڑتے ہیں اس طرح اہل مکہ و اہل مدینہ میں اختلاف مطلع کی صورت تسلیم کرنے کے بعد ۲۹ر صفر سوموار کے بجائے منگل کو اور ۳۰ر صفر بدھ کو پڑیگا پھر جا کر ۱۲ر ربیع الاول یوم سوموار مطابق ۶ر جون ۶۳۲ھ حاصل ہوگا۔

تعجب ہے کہ حضرت العلام مولانا قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوریؒ صاحب رحمۃ للعالمین نے آپ کی بیماری کی ابتداء ۲۹ر صفر یوم سوموار کو تحریر فرما کر وفات کی تاریخ ۱۲ر ربیع الاول یوم سوموار لکھ دی جو کسی صحت سے متصور نہیں ہوتی۔ وتبعه في ذلك صاحب الرحيق ولم يلتفت إلى الفكر الحقيق.

مشک سے بڑھ کر خوشبو

مسند احمد، بزار، اور بیہقی میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جس وقت آپ کی روح مبارک تن پاک سے جدا ہوئی ایسی خوشبو پھوٹی کہ میں نے اس سے بڑھ کر کبھی کوئی خوشبو نہیں پائی۔

(اسناده صحيح على شرط الصحيحين ولم يخرجه أحد من أصحاب الكتب الستة)

اسی طرح بیہقی میں حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ جس دن آپ کی موت ہوئی میں نے اپنا ہاتھ

(۱) بخاری ۲/ ۶۳۸، فتح الباری ۱۸/ ۱۰۳، البدایہ ۵/ ۲۳۹

Marfat.com

آپ کے سینۂ مبارک پر رکھا اس کے بعد کئی ہفتے گذر گئے میں کھاتی تھی اور وضو کرتی تھی لیکن میرے ہاتھ سے مشک جیسی خوشبو ختم نہیں ہوتی تھی۔(۱)

خوشبو آپ کے تن پاک سے زندگی میں بھی پھوٹتی تھی اور وفات کے بعد بھی، چنانچہ ابوبکرؓ صدیق نے موت کے بعد رخ انور پر بوسہ دیا تو فرمایا: مَا اَطْيَبَكَ حَياً وَمَيْتاً ۔ اور حضرت علیؓ نے غسل دیتے وقت کہا، آپ باحیات بھی مطہر و معطر تھے اور موت کے بعد بھی پاکیزہ اور مطہر ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاعْطِنَا نَصِيباً مِنْ طِيبِهِ ۔

غم والم کی اضطرابی کیفیت

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کا انتقال میری گود میں ہوا پھر میں اپنی نوعمری و نادانی کے سبب آپ کا سر مبارک تکیے پر رکھ کر عورتوں کے ساتھ ماتم میں کھڑی ہوگئی اور ہاتھ اپنے چہرے پر مارنے لگی۔(۲)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ کا انتقال ہوا تو حضرت فاطمہؓ نے کہا یا ابتاہ اجاب ربا دعاہ۔ یا ابتاہ من جنۃ الفردوس مأواہ یا ابتاہ إلی جبرئیل ننعاہ آہ ابا جان! آپ نے اپنے رب کی دعوت قبول کر لی، آہ ابا جان! جن کا ماویٰ و ملجا جنت الفردوس ہے، آہ ابا جان! حضرت جبرئیل آپ کی موت کی خبر دیتے ہیں۔(۳)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جس روز رسول اللہ ﷺ مدینہ میں داخل ہوئے اس سے اچھا اور روشن دن کوئی نہ تھا اور جس دن آپ کا انتقال ہوا، اس سے نازیبا اور تاریک دن کوئی نہ تھا۔(۴)

حضرت عمرؓ کا موت سے انکار

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کے انتقال کے بعد حضرت عمرؓ، مغیرہ بن شعبہ اندر داخل ہوئے، حضرت عمرؓ نے آپ کو دیکھا تو بولے آپ پر سخت قسم کی غشی طاری ہوئی ہے پھر واپس جانے لگے تو دروازے کے پاس حضرت مغیرہؓ نے کہا عمرؓ! تمہیں کچھ معلوم ہے؟ رسول اللہ ﷺ انتقال کر گئے

(۱) خصائص کبریٰ ۲/۴۰۴، البدایہ ۵/۲۶۱
(۲) البدایہ ۵/۲۲۰
(۳) بخاری ۲/۶۴۱
(۴) مشکوٰۃ ص ۵۲۵

ہیں، حضرت عمرؓ نے طیش میں کہا تم جھوٹے ہو، تم کو فتنے نے دلیر بنا دیا ہے، رسول اللہ ﷺ اس وقت تک نہیں مریں گے جب تک اللہ منافقین کو فنا نہ کر دے، پھر مسجد میں آ کر تقریر کرنے لگے کہ جو کہے گا کہ رسول اللہ ﷺ مر گئے اسے قتل کر دوں گا، آپ ﷺ غشی کی حالت میں ہیں اگر اس سے افاقہ پا کر کھڑے ہوئے تو موت کے قائلین کو سزا دیں گے، کچھ منافقین سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وفات دیئے گئے۔ بخدا آپ مرے نہیں ہیں بلکہ جس طرح حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام اپنی قوم سے جدا ہو کر چالیس رات کو وہ طور پر غائب ہو گئے اور اس وقت آئے جب لوگ کہنے لگے کہ مر گئے اسی طرح آپ ﷺ بھی لوٹیں گے اور ان کا ہاتھ پیر کاٹیں گے جو کہتے ہیں کہ مر گئے۔ (۱)

اس وقت عمرو بن قیس بن زائد بن اصم بن ام مکتوم مسجد کے ایک گوشے میں یہ آیت پڑھ رہے تھے: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ﴾ الآیہ، نہیں ہیں محمد ﷺ مگر ایک رسول، ان سے پہلے بہت سے رسول گذر گئے، پس اگر مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم دین سے منحرف ہو کر پیچھے کی طرف پلٹ جاؤ گے۔ مگر اُن کی کون سنتا ہے، لوگ مسجد میں روتے ہوئے مضطربانہ گھوم رہے تھے کوئی کسی کی نہ سنتا تھا، اتنے میں آپ کے چچا حضرت عباسؓ آئے لوگوں سے پوچھا کیا تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ کی موت کے بارے میں کوئی عہد ہے؟ بولے نہیں، پھر حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے؟ بولے نہیں، حضرت عباسؓ نے کہا، اے لوگو! گواہ ہو جاؤ اس وقت کوئی شہادت نہیں دیتا ہے کہ اس کے پاس رسول اللہ ﷺ کی موت کے بارے میں کوئی عہد ہو، لیکن میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، رسول اللہ ﷺ نے موت کا مزہ چکھ لیا۔

حضرت ابو بکرؓ کی آمد

اس وقت حضرت ابو بکرؓ وہاں موجود نہ تھے انہیں خبر دینے کے لئے سالم بن عبیدؓ ان کے گھر سنح پہنچ گئے اور حالت بیان کی تو حضرت ابو بکرؓ پر غم اور بے چینی کی کیفیت طاری ہوئی وہ فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور مسجد نبوی کے پاس اتر کر حجرۂ عائشہؓ میں داخل ہوئے، آپ کا چہرۂ انور چادر سے ڈھکا ہوا تھا، کھول کر دیکھا، پیشانی پر بوسہ دیا اور روتے ہوئے فرمایا: لَيْسَ مَا يَقُولُهُ ابْنُ الْخَطَّابِ شَيْئاً

(۱) ابن ہشام ۲/ ۶۵۵، البدایہ ۵/ ۲۴۱

Marfat.com

تُوفّيَ رسولُ اللهِ ﷺ والّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ . ابن خطاب جو کہتے ہیں اس کی کوئی حقیقت نہیں، بخدا اللہ کے رسول وفات دے دیئے گئے، رحمةُ اللهِ وبركاتُهُ عليك يا رسولَ الله ما أطيبك حيًّا وميتاً یا رسول اللہ! آپ پر اللہ کی رحمت ہو، آپ زندگی اور موت دونوں حال میں کس قدر پاکیزہ ہیں۔ بأبي أنت وأمي يا رسولَ اللهِ واللهِ لا يَجمعُ الله عليك موتتين أبداً أما الموتة كُتِبَتْ عليكَ فَقَدْ مُتَّهَا. (میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جو موت آپ کے لئے لکھی ہوئی تھی وہ ہوچکی، اللہ آپ پر دو موت کبھی نہیں جمع کرے گا، پھر آپ کا رخ انور ڈھانک دیا اور جلدی سے باہر نکلے۔ (البدایہ ۵/۲۴۳) اور منبر کے پاس آئے، پہلے عمر بن خطابؓ سے کہا بیٹھ جاؤ لیکن وہ نہ بیٹھے تو ان سے صرف نظر کر کے خطبہ تشہد پڑھنا شروع کر دیا لوگ آ آ کر آپ کے گرد جمع ہونے لگے، لوگوں کو بیٹھتے دیکھا تو حضرت عمرؓ بھی آ کر بیٹھ گئے۔

وفات نبوی ﷺ پر خطبہ ابوبکرؓ

آپ نے حمد وثنا کے بعد سب کے سامنے خطبہ دیا۔

إن الله عز وجل نعا نبيه وهو حي بين أظهركم ونعا إلى أنفسكم وهو الموت حتى لا يبقى منكم أحد إلا الله عز وجل وقال تعالى ﴿وما محمد إلا رسول قد خلت مِنْ قبلِهِ الرسُل﴾ الآيه. وقال تعالى لمحمد ﷺ ﴿إنك ميت و إنهم ميتون﴾ وقال الله تعالى ﴿كلّ شيء هَالكٌ إلا وجهه له الملك وإليه ترجعون﴾ وقال تعالى ﴿كلّ من عليها فانٍ، وَيَبقى وجه ربك ذو الجلال والإكرام﴾ وقال ﴿كل نفس ذائقةُ المَوت وانما توَفّون أجوركم يوم القيامة﴾ ثم قال ابو بكر: إن الله عمر محمداً وابقاه حتى اقام دين الله و اظهر أمر الله وبلغ رسالة الله وجاهد في سبيل الله ثمّ توفاه الله على ذلك وقد تركَكم على الطريقة فلن يهلك هالك إلا من بعد البيّنة والشفاء فمن كان الله ربه فإن الله حي لا يموت ومن كان يعبد محمداً وينزله إلهاً فقد هلك الهه فاتقوا الله أيها الناس واعتصموا بدينكم وتوكلوا على ربكم فان دين الله قائم وان كلمة الله تامة وإن الله ناصر من نصره ومعز دينه وان كتاب الله بين اظهرنا وهو النور والشفاء وبه هدى الله محمداً ﷺ وفيه حلال الله

Marfat.com

وحرامهٗ . واللّٰہ لا نبالی مَنْ اَجلَبَ علینا مِنْ خلقِ اللّٰہِ، أن سیوفَ اللّٰہِ لَمَسلُولَۃٌ ما وضعناہُ بَعْدُ ولَنُجاھِدَنَّ مَنْ خالَفَنا کَمَا جاھَدنا معَ رسولِ اللّٰہِ ﷺ فَلا یَبْغِیَنَّ احدٌ علیٰ نَفْسِہٖ.

اللہ عزوجل نے اپنے نبی کی موت کی خبر اسی وقت دے دی تھی جب وہ تم میں موجود تھے اور تمہاری موت کی خبر بھی دے دی ہے وہ ایسی موت ہے کہ تم میں سے کوئی بھی اس سے نہ بچے گا، صرف اللہ عزوجل باقی رہ جائے گا، دیکھو، اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: نہیں ہیں محمد ﷺ مگر ایک رسول، ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے پس اگر وہ مرجائیں یا قتل کئے جائیں تو کیا تم دین سے پھر جاؤ گے؟ اسی طرح اللہ تعالی نے محمد ﷺ سے فرمایا: بیشک آپ مرنے والے ہیں، اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں۔ نیز اللہ تعالی نے فرمایا: اللہ کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے، اللہ ہی کے لئے ملک ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اسی طرح اللہ تعالی نے فرمایا: ہر شخص جو اس زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اور اللہ کی ذات جو جلال اور عزت والی ہے باقی رہے گی، اسی طرح فرمایا: ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور تم قیامت کے دن اپنا اجر پورا پورا دیئے جاؤ گے۔

ان آیات کو پیش کرنے کے بعد مزید کہا کہ اللہ تعالی نے محمد ﷺ کو زندگی دی اور باقی رکھا یہاں تک کہ آپ نے اللہ کا دین قائم کیا اور اللہ کا حکم ظاہر فرمایا اور اللہ کی رسالت کو پہنچا دیا اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا پھر اللہ نے اسی پر آپ کو وفات دی بحالیکہ آپ نے تم سب کو ایک راستے پر چھوڑا پس کوئی ہلاک ہونے والا ہلاک نہ ہوگا مگر بینہ اور شفا کے ظہور کے بعد۔ پس جس کا رب اللہ تعالی ہے وہ جان لے کہ اللہ زندہ ہے اور نہیں مرے گا اور جو محمد ﷺ کی بندگی کرتا تھا اور آپ کو معبود سمجھتا تھا وہ جان لے کہ اس کا معبود ہلاک ہو چکا۔ پس اے لوگو! تم اللہ سے ڈرو اور اپنے دین کو مضبوطی سے تھام لو، اپنے رب پر بھروسہ رکھو، اللہ کا دین قائم ہے، اللہ کا کلمہ کامل ہے اللہ اس کی مدد کرے گا جو اس کے دین کی مدد کرتا ہے اور اللہ اپنے دین کو غالب کرنے والا ہے، اللہ کی کتاب نور و شفا ہو کر ہمارے سامنے ہے، اللہ نے اسی سے محمد ﷺ کو ہدایت دی اس میں اللہ کا حلال و حرام ہے، واللہ ہم اس شخص کی پرواہ نہیں کرتے جو ہمارے خلاف اللہ کی کسی مخلوق کو لاوے، اللہ کی تلوار کھینچی ہوئی ہے ہم نے اب تک اسے میان میں نہیں رکھا ہے جو ہماری مخالفت کرے گا ہم اس سے جہاد کریں گے پس کوئی شخص اپنے نفس پر زیادتی نہ کرے۔

Marfat.com

اس جامع مانع اور تسلی بخش تقریر کو سن کر مسلمانوں کو بڑی تقویت حاصل ہوئی اور منافقین مرعوب ہو کر رہ گئے، سب کو رسول اللہ ﷺ کی موت کا یقین ہو گیا، سبھی ان آیات کو تلاوت کرنے لگے، حضرت عمرؓ جو انکار کرتے تھے وہ پہلی ہی آیت سن کر بولے، کیا یہ آیت قرآن میں ہے، واللہ میں نے بدحواسی میں نہیں جانا کہ یہ آیت آج سے پہلے نازل ہوئی ہے میں ابوبکرؓ کی تلاوت کے بعد متحیر ہو گیا اور سمجھ لیا کہ یہ حق ہے پھر میرے پیر میں سکت نہ رہی، میں زمین پر گر گیا اور جان لیا کہ اللہ کے رسول ﷺ وفات پا گئے۔(۱)

ابوبکرؓ کی قائدانہ صلاحیت

حضرت ابوبکر کا مقام صحابہ میں نہایت ہی بلند تھا، رسول کریم ﷺ نے ان کو صدیق کے خطاب سے نوازا اور حیات پاک کے آخری ایام میں اپنی جگہ صرف انہیں کو امامت کا حکم دیا اور آپ کے انتقال کے بعد جب تمام صحابہ رضی اللہ عنہم درد و کرب سے بے چین ہو کر ہوش و حواس کھو بیٹھے، حضرت عمرؓ پر اس قدر بے خودی طاری ہوئی کہ موت ہی سے انکار کر دیا۔ حضرت علیؓ بھی غم سے نڈھال ہو کر خاموش ہو رہے۔ حضرت عباسؓ نے قسم کھا کر موت کی شہادت دی، حضرت عمرو بن قیس وفات نبوی پر بار بار یہی آیت تلاوت کرتے رہے لیکن اس حالت اضطراب میں کوئی کسی کی نہ سنتا تھا اس وقت حضرت ابوبکرؓ کی قائدانہ صلاحیت کھل کر سامنے آئی، انہیں کے خطبہ و بیان سے سب کو تسلی و تشفی حاصل ہوئی اور سب نے جان لیا کہ نبی ﷺ کے بعد دین کی کشتی کھینے والا ابوبکر جیسا جری اور ہوشمند انسان ہم میں موجود ہے۔

سقیفہ بنی ساعدہ میں بحث و تکرار

حضرت ابوبکرؓ کی تقریر اور خطبے کے بعد صحابہ اس پر متفق ہو گئے کہ آپ کا اس دار فانی سے انتقال ہو گیا اور یہ بھی سمجھ گئے کہ آپ کا جسد اطہر اسی طرح سپرد خاک کرنا ہے جیسا کہ آپ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کا ہوا ہے لیکن اس سے قبل ضرورت تھی کہ آپ کی دی ہوئی امانت اور اس دین کی جس کے لئے آپ نے پوری زندگی وقف فرمائی تھی اور لاکھوں مصیبتیں اور تکلیفیں جھیل کر خلق خدا تک پہنچایا تھا اس کی دیکھ بھال اور نظم و نسق کو برقرار رکھنے کیلئے ایک سچا جانشین اور لائق مدبر کا انتخاب ہو جائے جو اس بار کو سنبھال سکے اور سبھوں کو اس پر کلی اعتماد ہو۔

---

(۱) بخاری مع الفتح ۱۹/۶، ۱۰۶، ابن ہشام ۲/۶۵۵

Marfat.com

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے انتقال کے بعد حضرت علیؓ، زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبیداللہ وغیرہ حضرت فاطمہؓ کے گھر چلے گئے اور بقیہ مہاجرین وانصار میں سے حضرت اسید بن حضیرؓ، حضرت ابوبکرؓ کے پاس جمع تھے، اتنے میں ایک آنے والے نے خبر دی کہ انصار کی اکثریت سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت سعد بن عبادہ کے یہاں جمع ہورہی ہے، لہذا اگر اس امر خلافت میں آپ لوگوں کو کچھ کرنا ہو تو معاملہ طے ہونے سے پہلے وہاں پہنچ جاؤ۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ اور کچھ مہاجرین وقت پر وہاں پہنچ گئے، انصار کا خیال تھا کہ اس امر خلافت کے لئے دو امیر بنائے جائیں انہوں نے کہا منا امیر و منکم امیر ایک امیر ہم میں ہو اور ایک امیر تم میں، لیکن اس سے شروع ہی میں دین کے بٹوارے کی بنیاد پڑتی تھی جو کسی صورت سے مناسب نہ تھا اس لئے حضرت عمرؓ نے چاہا کہ انصار کے سامنے اس معاملے پر کچھ بولیں، لیکن حضرت ابوبکرؓ نے انہیں روک دیا اور خود کھڑے ہو کر ایک دلپذیر تقریر کی، اس میں انصار کی فضیلت کے ساتھ حدیث رسول ﷺ سے ثابت کیا کہ ائمہ قریش میں سے ہوں گے اس کے بعد فرمایا کہ یہ عمرؓ اور ابوعبیدہ بن جراح ہیں میں راضی ہوں کہ ان میں سے جن کو بھی آپ لوگ پسند کریں بیعت کرلیں۔ اتنا کہنا تھا کہ حضرت عمرؓ نے (حضرت ابوبکرؓ کی طرف) بیعت کیلئے ہاتھ بڑھایا تو ان سے پہلے بشیر بن سعد انصاریؓ نے جو نعمان بن بشیر کے والد تھے بیعت کرلی، پھر حضرت عمرؓ نے بیعت کی اور اس کے بعد انصار ومہاجرین جو وہاں موجود تھے بیعت کرنے لگے اور حضرت سعد بن عبادہؓ کے علاوہ وہاں کوئی باقی نہ رہا۔

بیعت عامہ

سقیفہ بنی ساعدہ کی بیعت سوموار کے بقیہ دن میں ہوئی تھی، حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دین کو فروغ دینے اور فتنہ کو فرو کرنے کی نیت سے یہ بوجھ کندھوں پر اٹھالیا تھا، دوسرے دن منگل کو آپ مسجد نبوی میں منبر رسول ﷺ کے پاس تشریف لائے اور خاموش بیٹھ گئے۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا، اے لوگو! اللہ نے تمہارے اس امر کو سب سے بہترین شخص کے پاس جمع کردیا ہے، جو ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ کی صفت سے متصف ہیں اس لئے جو حضرات ابھی بیعت نہ کئے ہوں آ کر آپ سے بیعت کرلیں، اس اعلان کے بعد دوبارہ عام طور سے آپ کی بیعت شروع ہوگئی اور یہ سلسلہ دیر تک جاری رہا، ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ وہاں موجود نہ تھے، لہذا انہیں بھی بلایا گیا تو دونوں حضرات نے تھوڑی سی معذرت کے بعد بخوشی بیعت کرلی، یہی حق ہے کیونکہ حضرت علی بن

Marfat.com

ابی طالبؓ نے کبھی آپ سے جدائی اختیار نہ کی نہ آپ کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز فرمایا۔

حضرت ابوبکرؓ کا خطبۂ خلافت

بیعت عامہ کے بعد ظہر کے قریب حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا، اے لوگو! میں تمہارا ولی بنا دیا گیا ہوں لیکن تم سے بہتر نہیں ہوں لہذا اگر میں اچھا کروں تو میرا ساتھ دو اور اگر میں برا کروں تو مجھے پکڑ کر سیدھا کر دیا کرو، سچائی ایک امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ تم میں جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کہ اگر خدا چاہے تو اس کی علت دور کر دوں اور جو تم میں قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ اگر خدا چاہے تو اس سے حق لے لوں، جو قوم جہاد چھوڑ دیتی ہے اللہ اس پر ذلت کو مسلط کر دیتا ہے، اور جو قوم بدی میں پھنستی ہے اللہ اس پر بلائے عام نازل کرتا ہے، جب تک میں اللہ کی اطاعت کروں تم بھی میرا کہا مانو اور جب میں اللہ کی نافرمانی کروں تو میری کوئی اطاعت نہیں ہے۔ اٹھو نماز کے لئے آگے بڑھو، تم پر اللہ رحم فرمائے۔(۱)

غسل و تکفین

منگل کو ظہر تک بیعت خلافت ہوتی رہی اس سے قبل سوموار ہی کو جیسا کہ دوسری روایت میں مذکور ہے، آپ کے غسل کی تیاری ہوئی غرس نامی کنویں سے جو قبا میں حضرت سعد بن خیثمہؓ کا تھا پانی لایا گیا، یہ پانی نہایت ہی شیریں اور نبی ﷺ کا پسندیدہ تھا، آپ اسی کنویں کا پانی منگا کر پیا کرتے تھے، آپ نے فرمایا: نعم البئر بئر غرس هي من عيون الجنة وماءها أطيب المياه۔ بئر غرس بڑا اچھا کنواں ہے یہ جنت کے چشموں میں سے ہے اس کا پانی بہترین پانی ہے، اسی پانی میں بیری کی پتی ملا کر آپ کو غسل دیا گیا، حضرت ابن مسعودؓ سے روایت آئی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ غسل کا فریضہ میرے اہل بیت کے لوگ انجام دیں گے چنانچہ آپ کے چچا حضرت عباسؓ نے گھر کے صحن میں کپڑے سے ایک پردہ لگایا، پھر حضرت علیؓ کو اور اپنے دونوں بیٹوں فضل اور قثم کو پردے کے اندر بلایا اور پانی پہنچانے اور دیگر خدمات کے لئے۔ ابوسفیان بن حارثؓ، اسامہ بن زید اور آپ کے آزاد کردہ غلام صالح شقران کو بھی شامل رکھا، باقی بنی ہاشم کے لوگ پردہ کے باہر سے خدمات انجام دے رہے تھے، انصار میں سے حضرت اوس بن خولیؓ بھی ان کی سخت خواہش کے بنا پر بلائے گئے، دیگر انصار و مہاجرین اور حضرت ابوبکر و عمرؓ بھی

---

(۱) ابن ہشام ۲/ ۶۶۱، البدایہ ۵/ ۲۴۸

Marfat.com

گھر کے باہر موجود تھے۔

نہلانے کا وقت ہوا تو ایک آواز آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاک ہیں انہیں غسل مت دو، لیکن حضرت عباسؓ نے کہا کہ ہم ایک سنت کو ایک اجنبی آواز کی وجہ سے ترک نہیں کریں گے، پھر اختلاف ہوا کہ آپ کا کپڑا اتار کر غسل دیا جائے یا کپڑے کے اوپر سے پانی ڈال کر نہلایا جائے، اس وقت سب پر نیند جیسی کیفیت طاری ہوئی اور گھر کے ایک گوشے سے آواز آئی کہ رسول اللہ ﷺ کو کپڑے کے اوپر سے غسل دو، پس حضرت اسامہؓ اور صالح شقرانؓ مولیٰ رسول اللہ ﷺ پانی ڈالنے لگے، حضرت عباسؓ اور ان کے دونوں بیٹے آپ کو پلٹتے تھے اور حضرت علیؓ قمیص کے اوپر سے ملتے جاتے تھے آپ کے جسم اطہر میں عام مردوں کی طرح کوئی نجاست نہیں تھی، تین مرتبہ آپ کو غسل دیا گیا اور حضرت علیؓ فرماتے تھے: بأبي أنت وأمي ما اطيبك حياً وميتاً. آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ زندگی اور موت دونوں حالت میں کس قدر پاکیزہ ہیں، غسل کے آخر میں آپ کے پورے جسم مبارک خاص کر مواضع سجود اور جوڑوں کو کافور سے مطیب کیا گیا۔ اوپر کے کپڑوں کو نچوڑ کر جسم اطہر کو خشک کیا گیا، پھر مقام سحول کے بنے ہوئے تین سفید اور سوتی کپڑوں میں آپ کو لپیٹ کر کفن دیا گیا، ان میں قمیص اور عمامہ نہ تھا پھر آپ کو عود اور خوشبو سے معطر کر کے چارپائی پر لٹا دیا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس مشک کا عطر تھا، انہوں نے اپنی موت کے وقت وصیت کی کہ مجھے اسی سے حنوط کیا جائے اور بتایا کہ جو خوشبو رسول اللہ ﷺ کے بدن پاک میں ملی گئی تھی یہی اس کا بقیہ حصہ ہے۔(۱)

جنازہ اور تدفین

اوپر بتایا گیا ہے کہ آپ کی قبر شریف غسل سے پہلے تیار کر دی گئی تھی اولاً اس میں اختلاف تھا کہ آپ کو کہاں دفن کیا جائے اور قبر صندوق نما بنائی جائے یا بغلی کھودی جائے، قبر کے سلسلہ میں حضرت ابوبکرؓ نے حدیث بیان کی کہ انبیاءؑ اپنی محبوب جگہ پر انتقال فرماتے ہیں، اور جہاں وفات پاتے ہیں وہیں دفن کئے جاتے ہیں چنانچہ آپ کا بستر مبارک ٹالا گیا اور حجرۂ عائشہؓ میں قبر پاک تیار کرنے کی بات طے پا گئی۔ اس وقت مدینہ منورہ میں قبر کھودنے والے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ صندوق بناتے تھے اور

(۱) بخاری ۱/۱۶۹، ابن ہشام ۲/۶۶۳، البدایہ ۵/۲۶۰

Marfat.com

حضرت ابوطلحہ زید بن سہیل انصاری بغلی بناتے تھے، حضرت عباسؓ نے دونوں حضرات کے پاس بلانے کیلئے بھیجا اور کہا یا اللہ تو اپنے نبی کے لئے ان دونوں قسم کی قبروں میں سے جو پسند کرے اسی قسم کے کھودنے والے کو بھیج دے، چنانچہ حضرت ابوطلحہؓ پہلے مل گئے اور انہوں نے آ کر آپ کے لئے لحد تیار کر دی پھر منگل کے روز جب آپ کے غسل و تکفین سے فراغت ہوئی تو قبر مبارک کے پاس آپ کی چارپائی رکھی گئی اور جنازہ کی نماز پڑھی جانے لگی۔

سب سے پہلے آپ کے اہل بیت کے مردوں نے پھر مہاجرین پھر انصار نے پھر عورتوں پھر بچوں نے جماعت جماعت اور باری باری نماز ادا کی، منگل کا بقیہ دن اور بدھ کی نصف شب اسی حال میں گذر گئی، حجرۂ مبارک میں جس قدر وسعت تھی، لوگ صفیں بناتے آپ پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے اور باہر نکل آتے، جنازہ کی امامت کوئی نہ کرتا تھا۔

واقدی نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ داخل ہوئے تو ان کے ساتھ جتنے لوگ حجرے میں سما سکتے مہاجرین و انصار بھی گئے، دونوں حضرات نے صف بندی کے بعد نبی ﷺ کے بالمقابل کھڑے ہو کر کہا السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبركاته اس کے بعد کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے دین کی تبلیغ کر دی، امت کی خیر خواہی اور جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ انجام دیا یہاں تک کہ اللہ نے اپنے دین غالب کر دیا اور اس کا کلمہ پورا ہو گیا، ہم اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لاتے ہیں، الٰہی ہمیں دین کے تابعین میں سے کر دے، اور قیامت میں ہمیں آپ کے ساتھ اکٹھا کر دے تاکہ آپ ہمیں پہچانیں اور ہم آپ کو پہچانیں اس لئے کہ آپ مومنین کے ساتھ رؤف و رحیم تھے، ہم ایمان کے بدلے کچھ اور اس کی قیمت خریدنا نہیں چاہتے اس پر لوگ آمین آمین کہتے تھے وہ نکل آئے تو پھر دوسرے لوگ داخل ہوئے۔(۱)

بدھ کی نصف شب کو جنازہ سے فراغت ہوئی تو آپ کو قبر کے پائنتانے سے اندر داخل کیا گیا قبر شریف میں اتارنے والے حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ اور ان کے دونوں بیٹے فضلؓ و قثمؓ اور آپ کے آزاد کردہ غلام صالح شقران تھے، قبر شریف ۹ کچی اینٹوں سے بند کی گئی اس کے بعد مٹی ڈال کر کوہان نما برابر کی۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ بدھ کی نصف شب گذرنے کے بعد ہم نے کدال سے مٹی ڈالنے

---

(۱) البدایہ ۵/۲۶۵

Marfat.com

کی آواز سنی تو معلوم ہوا کہ آپ کو دفن کیا جا رہا ہے، حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ مٹی چلانے کے بعد حضرت بلالؓ نے آپ کی قبر پاک پر مشک سے پانی کا چھڑکاؤ کیا، سرہانے کے دائیں جانب سے شروع کر کے پائنتانے تک لے گئے پھر پانی دیوار کی جڑوں تک ڈالا اس قدر کہ بہنے نہ پایا۔

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم اپنے حجروں میں رسول اللہ ﷺ کی جدائی سے روتی رہیں، لیکن جب تک آپ چار پائی پر موجود تھے آپ کو دیکھ کر تسلی ہو جاتی تھی بالآخر پچھلے پہر سحر میں پھاوڑوں کی آواز سن کر ہم چیخ اٹھیں، اہل مسجد و اہل مدینہ سب آپ کے غم میں رونے لگے پھر حضرت بلالؓ نے فجر کی اذان دی اور اس میں آپ کا ذکر آیا تو بلک بلک کر روئے جس سے ہمارے غموں میں اور اضافہ ہو گیا۔

تطبیق روایات

حضرت عائشہؓ کی روایت میں نصف شب کا ذکر ہے اور حضرت ام سلمہؓ سحر کا وقت بتاتی ہیں، اس کے بعد حضرت بلالؓ کی اذان کا ذکر کرتی ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دفن سے فراغت ہوتے ہوئے صبح صادق قریب آ گئی تھی۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت انسؓ کو دیکھ کر حضرت فاطمہؓ بے اختیار بول اٹھیں: يَـا أَنَسُ أَطَابَتْ أَنْـفُسُـكُـمْ أَنْ تَـحْثُـوا عَلَىٰ رَسُولِ اللَّهِ صلى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلَّمَ التُّرَابَ؟ وفي رواية أحمدَ أطابت أنفسكم أن دَفَنتم رسولَ اللهُ صلى اللهُ عليهِ وسلَّمَ في التُّرَابِ ورَجَعْتُمْ ؟ .

اے انس! کیا تمہارے نفسوں نے گوارا کر لیا کہ رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈال کر لوٹ آؤ، حضرت انسؓ غموں سے نڈھال تھے اس لئے کچھ نہ بول سکے بلکہ ساکت وصامت رنج وغم کی تصویر بنے رہے۔

یہی حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو مدینہ میں ایسا اندھیرا چھا گیا کہ ہمارا بعض بعض کو نہیں دیکھتا تھا ہم اپنا ہاتھ پھیلاتے تو ہجوم غم کے سبب وہ بھی نہیں سوجھتا تھا اور ہم دفن سے فارغ ہوئے تو ہمارے دلوں کی حالت بدل گئی۔

کچھ دنوں کے بعد قبر شریف کا نقشہ

حضرت قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ امی جان! ذرا رسول اکرم ﷺ کی قبر مبارک کھول کر دکھا دیجئے، انہوں نے کھولا تو تین قبریں نظر آئیں جو نہ

Marfat.com

بلند تھیں نہ زمین سے چمٹی ہوئی، ان پر میدان کے سرخ سنگریزے چنے ہوئے تھے نقشہ اس طرح ہے۔

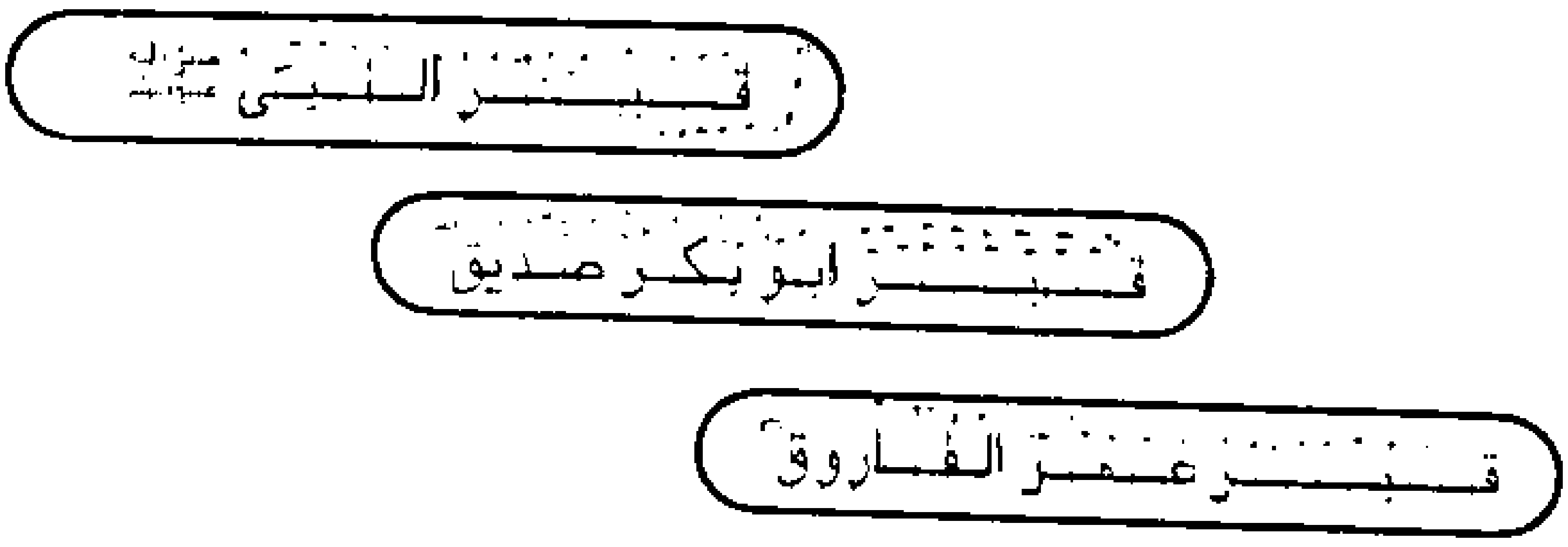

صحیح بخاری ۱/ ۱۸۶ میں ہے کہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں قبر شریف کی دیوار گر گئی تو اس کو بنانے کیلئے بنیاد کھودی گئی اچانک ایک قدم (پنڈلی و گھٹنے تک کما فی رایة الحموی) کھل گیا، لوگ یہ دیکھ کر گھبرا اٹھے اور سوچا کہ یہ نبی ﷺ کا قدم مبارک ہوگا، کوئی پہچان کرنے والا نہ تھا یہاں تک کہ عروہ بن زبیرؓ نے آکر دیکھا تو کہا، واللہ یہ نبی ﷺ کا قدم مبارک نہیں ہے بلکہ حضرت عمرؓ کا ہے۔

غنیم بن بطام مدنی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں نبی ﷺ کی قبر شریف دیکھی تو وہ زمین سے ۴ انگل کے قریب بلند تھی، یہ وفات پاک سے ۸۶ برس بعد کا واقعہ ہے۔ (۱)

مداح رسول ﷺ حضرت حسانؓ کا مرثیہ

آپ کی وفات حسرت آیات پر حضرات صحابہ کرامؓ کو جو حزن و ملال لاحق ہوا، اس کا اندازہ اس مرثیہ سے کس قدر ہو سکتا ہے۔ حضرت حسانؓ کے کئی طول طویل مرثیے ہیں ہم یہاں ان میں سے چند اقتباس نقل کرتے ہیں ان سے آپ کو یہ معلوم ہو سکے گا کہ نبی ﷺ سے والہانہ محبت کے باوجود اس غلو سے کس قدر اجتناب کیا گیا ہے جو آج کل کے شعراء اور مدعیان محبت کا مشغلہ ہے۔

(۱)

نَبِّ المَساكِينَ أنّ الخيرَ فارَقَهم مع النبيِّ تولّى عنهمُ سحرا

مساکین کو خبر دو کہ جو خیر نبی ﷺ کی زندگی میں انہیں ملتا تھا وہ آپ کی وفات کے ساتھ ہی ان سے جدا ہو گیا۔

مَن ذا الّذي عندهُ رَحلي وراحلتي ورزقُ أهلي إذا لم يؤنسوا المطرا

---

(۱) فتح الباری ۳/ ۲۰۶، ابن ہشام ۲/ ۶۶۲، البدایہ ۵/ ۲۶۲ ۔ ۲۷۴

Marfat.com

کون ہے جس کے پاس میری منزل میری سواری اور میرے اہل وعیال کی روزی مل سکے جب لوگ قحط کے وقت بارش بند پاویں۔

كَانَ الضِّيَاءَ وَكَانَ النُّوْرَ نَتْبَعُهُ ۔ بَعْدَ الإِلٰهِ وَكَانَ السَّمْعَ وَالْبَصَرَا

آپ داوں کی روشنی اور نور تھے، ہم اللہ کے بعد آپ کی پیروی کرتے تھے اور آپ ہمارے لئے کان اور آنکھ تھے۔

فَلَيْتَنَا يَوْمَ وَارَوْهُ بِمَلْحَدِهٖ ۔ وَغَيَّبُوْهُ وَاَلْقَوْا فَوْقَهُ الْمَدَرَا

کاش جس دن لوگوں نے قبر میں دفن کر کے آپ کو چھپا دیا تھا اور آپ پر مٹی ڈال دی تھی۔

لَمْ يَتْرُكِ اللّٰهُ مِنَّا بَعْدَهُ أَحَدًا ۔ وَلَمْ يُعِشْ بَعْدَهُ اُنْثٰى وَلَا ذَكَرَا

اللہ تعالیٰ ہم میں سے کسی کو نہ چھوڑتا اور نہ کسی مؤنث و مذکر کو زندہ رکھتا۔

زَلَّتْ رِقَابُ بَنِي النَّجَّارِ كُلِّهِمْ ۔ وَكَانَ اَمْرًا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ قَدْ قُدِرَا

بنونجار (جو آپ کے ننھیال کے تھے) کی گردنیں آپ کی وفات سے جھک گئیں اور یہ اللہ کی طرف سے مقدر تھا۔

دیگر

بِطَيْبَةَ رَسْمٌ لِلرَّسُوْلِ وَمَعْهَدُ ۔ مُنِيْرٌ وَقَدْ تَعْفُوْا الرُّسُوْمُ وَتَهْمَدُ

مدینہ طیبہ میں رسول کا انمٹ نشان اور تابناک مقام ہے حالانکہ دنیا کے نشانات مٹتے اور پرانے ہوتے رہتے ہیں۔

وَلَا تَمْتَحِي الْآثَارُ مِنْ دَارِ حُرْمَةٍ ۔ بِهَا مِنْبَرُ الْهَادِي الَّذِيْ كَانَ يَصْعَدُ

اور دار حرمت کے نشانات نہیں مٹتے اس میں ہادی عالم ﷺ کا منبر ہے جس پر خطبہ دیتے تھے۔

وَوَاضِحُ آثَارٍ وَبَاقِيْ مَعَالِمٍ ۔ وَرَبْعٌ لَهُ فِيْهِ مُصَلًّى وَّمَسْجِدُ

اور نمایاں نقوش اور باقی رہنے والی علامتیں ہیں اور آپ کا مسکن ہے اس میں جائے نماز اور آپ کی مسجد ہے۔

بِهَا حُجُرَاتٌ كَانَ يَنْزِلُ وَسْطَهَا ۔ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ يُسْتَضَاءُ وَيُوْقَدُ

اور اسی میں وہ حجرے ہیں جن میں اللہ کی طرف سے وہ نور نازل ہوتا تھا جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

عَرَفْتُ بِهَا رَسْمَ الرَّسُوْلِ وَعَهْدَهُ ۔ وَقَبْرًا بِهَا وَارَاهُ فِي التُّرْبِ مُلْحِدُ

وہیں میں نے رسول ﷺ کا نشان اور آپ کا زمانہ پایا اور وہیں آپ کی قبر دیکھی جس میں دفن کرنے

Marfat.com

والے نے آپ کو دفن کیا۔

لَقَدْ غَيَّبُوا عِلْماً وحِلْمًا وَرَحْمَةً عَشِيَّةَ عَلَّوهُ الثَّرى لا يُوسَّدُ

لوگوں نے جس رات آپ پر مٹی چڑھائی اس میں بردباری، علم وحکمت اور رحمت ورافت کو دفن کر دیا۔

وَرَاحُوا بِحُزْنٍ لَيسَ فِيهِم نَبِيُّهُم وَقَدْ وَهَنَتْ مِنْهُم ظُهُورٌ وَأعضُدُ

اور غمگین ہو کر اس طرح لوٹے کہ ان میں ان کا نبی موجود نہ تھا اس لئے ان کی پیٹھیں اور بازو سست پڑ گئے۔

يُبَكُّونَ مَن تَبكِي السَّمٰواتُ لَومَهُ وَمَن قَد بَكَتهُ الأرضُ فَالنَّاسُ أكمَدُ

لوگ اس ذات اقدس پر روتے ہیں جس پر آسمان اور زمین بھی روتے ہیں پس سبھی غم سے بھرے ہوئے ہیں۔

وَهَل عَدَلَت يَوماً رَزِيَّةُ هَالِكٍ رَزِيَّةَ يَومٍ مَاتَ فِيهِ مُحَمَّدُ

کسی مرنے والے کی مصیبت اس دن کی مصیبت کے برابر نہیں جس میں محمد ﷺ کا انتقال ہوا۔

تَقَطَّعَ فِيهِ مَنزِلُ الوَحيِ عَنهُمُ وَقَد كَانَ ذَا نُورٍ يَغُورُ وَيُنجِدُ

اس دن وحی کا اترنا ان سے منقطع ہو گیا جو ایک نور کی طرح پستی و بلندی میں آتی تھی

يَدُلُّ عَلَى الرَّحمٰنِ مَن يَقتَدِي بِهِ وَيُنقِذُ مِن هَولِ الخَزَايَا وَيُرشِدُ

جو شخص آپ کی اقتدا کرتا اسے اللہ کا راستہ دکھاتے رسوائیوں سے بچاتے اور ہدایت دیتے تھے

إمَامٌ لَهُم يَهدِيهِمُ الحَقَّ جَاهِداً مُعَلِّمُ صِدقٍ إن يُطِيعُوهُ يَسعَدُوا

آپ ان کے امام تھے پوری قوت سے حق کی رہنمائی کرتے سچائی کے معلم تھے جو لوگ آپ کی اطاعت کرتے ان کو نیک بختی کی راہ دکھاتے تھے۔

عَفُوٌّ عَنِ الزَّلاتِ يَقبَلُ عُذرَهُم وَإن يُحسِنُوا فَاللهُ بِالخَيرِ أجوَدُ

لغزشوں کو معاف کرنے والے تھے ان کا عذر قبول فرماتے اور اگر بھلائی کرتے تو اللہ بہترین بدلہ دیتا

عَزِيزٌ عَلَيهِ أن يَجُورُوا عَنِ الهُدَى حَرِيصٌ عَلَى أن يَستَقِيمُوا وَيَهتَدُوا

لوگوں کا راہ راست سے ہٹنا بہت شاق گذرتا تھا، سیدھی راہ پر چلانے کے آپ حریص تھے

عَطُوفٌ عَلَيهِم لا يُثَنِّي جَنَاحَهُ عَلَى كَنَفٍ يَحنُو عَلَيهِم وَيَمهَدُ

ان پر ایسے مہربان تھے کہ رحمت کا بازو کبھی دوسری جانب نہیں موڑتے بلکہ شفقت فرماتے اور مائل رہتے تھے۔

فَبَينَاهُمُ فِي ذٰلِكَ النُّورِ إذ غَدَا إلَى نُورِهِم سَهمٌ مِنَ المَوتِ مُقصَدُ

Marfat.com

اسی درمیان کہ لوگ اس نور سے فائدہ اٹھاتے تھے اچانک ان کے نور کو موت کا تیر آ کر لگ گیا

فَاصْبحَ مَحْمُوداً إلَى اللهِ رَاجعاً　　يُبَكِّيهِ جَفْنُ الْمرسلاتِ وَيُحْمَدُ

پس محمود ہو کر اللہ کی طرف گئے فرشتوں کی آنکھیں آپ پر آنسو بہاتی ہیں اور آپ کی تعریف کی جاتی ہے۔

وَامسَتْ بلادُ الحرمِ وَحشا بقاعُها　　لِغَيْبَةِ مَا كَانَتْ مِنَ الْوَحْيِ تَعْهَدُ

وحی معبود کے رک جانے سے ایسا لگتا ہے کہ سرزمین حرم ویران ہوگئی ہے

قفارًا سِوى معمورَةِ اللَّحدِ ضافها　　فَقِيدٌ يُبَكِّيهِ بلاطٌ وغرقدُ

معمورۂ لحد کے سوا جس میں آپ نازل ہوئے ہر چیز متوحش ہے آپ کے نہ ہونے سے زمین اور درخت سب روتے ہیں۔

وَمَسجِدُهُ فَالْموحشاتُ لِفَقْدِهِ　　خلاءٌ لَهُ فِيهِ مقامٌ ومَقْعَدُ

آپ کی مسجد آپ کے قیام وقعود کی جگہیں بھی آپ کے نہ ہونے سے ویران ہوگئیں

وَبِالْجمرةِ الكُبرىٰ لَهُ ثَمَّ اوحَشتْ　　دِيارٌ وَعَرصاتٌ وَربعٌ وَمَوْلِدُ

اور جمرۂ کبریٰ کے اردگرد، وہاں کے مکانات، میدان اور مولد سب سنسان ہوگئے

فَبكّى رَسُولَ اللهِ يا عين غبرةً　　وَلَا اعرفنَّكِ الدّهر دَمْعُكِ يَجْمَدُ

اے آنکھ تو رسول اللہ ﷺ کے فراق میں آنسو بہا جو کبھی بند نہ ہو

فَجُودِي عَلَيْهِ بِالدُّمُوعِ وَاَعوِلِي　　لِفَقْدِ الَّذِي لَا مثلهُ الدَّهرَ يُوجَدُ

اس ذات کے گم ہونے پر خوب آنسو بہا اور اس پر رولے جس کا مثیل اب زمانہ میں کبھی نہ ملے گا

وَمَا فَقَدَ الْمَاضُونَ مِثْلَ مُحَمَّدٍ　　وَلَا مِثْلَهُ حتى القيامة يُفْقَدُ

محمد ﷺ کے مثل نہ اگلوں نے کبھی گم کیا نہ آپ جیسا قیامت تک کوئی شخص گم پایا جائے گا

اَعَفَّ وَاَوفىٰ ذِمَّةً بعد ذِمَّةٍ　　وَاَقْرَبُ مِنْهُ نَائلًا لَا يُنَكَّدُ

آپ سب سے زیادہ پاکدامن اور عہد و میثاق کو پورا کرنے والے تھے ایسا کہ آپ سے کوئی پانے والا تنگدست نہ رہ جاتا۔

وَلَيْسَ هَوَائِي نَازِعاً عَنْ ثَنَاءِهِ　　لَعَلِّي بِهِ فِي جَنَّةِ الْخُلْدِ أَخْلُدُ

میرا دل آپ کے ثنا سے الگ ہونے والا نہیں، امید ہے کہ اس سے میں جنت الخلد میں جگہ پا جاؤں

Marfat.com

مَعَ الْمُصْطَفٰى أَرْجُو بِذَاكَ جِوَارَهُ　　　وَفِي نَيْلِ ذَاكَ الْيَوْمِ أَسْعٰى وَأَجْهَدُ

اس سے میں محمد مصطفیٰ ﷺ کی قربت کی امید رکھتا ہوں اور اسی کی کوشش میں لگا ہوں

دیگر

بِأَبِي وَأُمِّي مَنْ شَهِدْتُ وَفَاتَهُ　　　فِي يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ النَّبِيِّ الْمُهْتَدِي

ہدایت پانے والے نبی پر میرے ماں باپ قربان ہوں جن کی وفات کے دن سوموار کو میں حاضر ہوا

فَظَلِلْتُ بَعْدَ وَفَاتِهِ مُتَبَلِّدًا　　　مُتَلَدِّدًا يَا لَيْتَنِي لَمْ أُولَدِ

پس آپ کی وفات کے بعد میں متاسف اور متحیر ہوگیا، کاش میں پیدا ہی نہ کیا گیا ہوتا

أَأُقِيمُ بَعْدَكَ بِالْمَدِينَةِ بَيْنَهُمْ　　　يَا لَيْتَنِي صُبِّحْتُ سَمَّ الْأَسْوَدِ

کیا میں آپ کے بعد مدینہ میں قیام کروں گا، کاش میں صبح ہوتے ہی کالے سانپ کا زہر پلا دیا جاتا

أَوْ حَلَّ أَمْرُ اللّٰهِ فِينَا عَاجِلًا　　　فِي رَوْحَةٍ مِنْ يَوْمِنَا أَوْ مِنْ غَدِ

یا جلد ہی ہم میں اللہ کی جانب سے موت کا حکم آج ہی یا کل تک نازل ہو جاتا

فَتَقُومُ سَاعَتُنَا فَنَلْقٰى طَيِّبًا　　　مَحْضًا ضَرَائِبُهُ كَرِيمَ الْمَحْتِدِ

پس ہماری قیامت قائم ہو جاتی اور ہم خالص پاکیزہ کریم الاصل نبی سے مل لیتے

يَا بِكْرَ آمِنَةَ الْمُبَارَكَ بِكْرُهَا　　　وَلَدَتْهُ مُحْصَنَةٌ بِسَعْدِ الْأَسْعَدِ

اے آمنہ کے بے مثل مبارک لاڈلے جسکو ایک پاکدامن نے نہایت ہی خوش نصیبی میں جنا تھا

نُورًا أَضَاءَ عَلَى الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا　　　مَنْ يُهْدَ لِلنُّورِ الْمُبَارَكِ يَهْتَدِي

ایسے نور کو جس نے تمام مخلوق کو روشن کردیا جو اس مبارک نور سے ہدایت دیا گیا وہ ہدایت پا گیا

يَا رَبِّ فَاجْمَعْنَا مَعًا وَنَبِيَّنَا　　　فِي جَنَّةٍ تَثْنِي عُيُونَ الْحُسَّدِ

اے میرے رب ہمیں اور ہمارے نبی کو جنت میں اکٹھا کردے جو حاسدوں کی آنکھوں کو پھیر دے

فِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ فَاكْتُبْهَا لَنَا　　　يَا ذَا الْجَلَالِ وَذَا الْعُلَا وَالسُّؤْدَدِ

جنت الفردوس میں ہمارے لئے اکٹھا ہونا لکھ دے اے جلال اور عظمت اور بزرگی والے خدا

صَلَّى الْإِلٰهُ وَمَنْ يَحُفُّ بِعَرْشِهِ　　　وَالطَّيِّبُونَ عَلَى الْمُبَارَكِ أَحْمَدِ

آپ پر اللہ اپنی رحمت نازل کرے اور عرش کو گھیرے ہوئے فرشتے اور پاک لوگ دعائے استغفار اور درود کا ہدیہ بھیجتے رہیں۔

Marfat.com

دیگر از سفیان بن حارث بن عبدالمطلبؓ

ارقت فبات لیلی لا یزول
وَلَیلُ اَخي الْمُصِیبَةِ فِیهِ طُولُ
میری نیند چلی گئی اور رات ختم نہ ہوتی تھی کیونکہ مصیبت زدہ کی رات لمبی ہو جاتی ہے

وَاسعدني البکاءُ وذاك فیما
اُصِیبَ الْمُسْلِمُونَ بِهِ قَلِیلُ
مجھے بار بار رلائی آتی ہے اس لئے کہ مسلمان ایسی مصیبت میں کم ہی مبتلا ہوئے ہیں

لقد عظمت مصیبتنا وجلّت
عَشِیَّةَ قِیلَ قَدْ قُبِضَ الرَّسُولُ
ہماری مصیبت بڑی اور بھاری ہوگئی جس دن خبر ملی کہ رسول اللہؐ قبض کر لئے گئے

فقدنا الوحي والتنزیل فِینَا
یَرُوحُ بِهِ وَیَغْدُ وجبرئیلُ
ہم میں وحی اور تنزیل منقطع ہوگئی جس کے لئے صبح وشام جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتے تھے

نبي کان یجلو الشك عنّا
بِمَا یُوحیٰ اِلَیهِ وَمَا یَقُولُ
نبی ﷺ وحی خدا اور اپنے فرمان سے ہمارے شکوک دور فرما دیا کرتے تھے

ویهدینا فلا نخشی ضلالا
عَلَیْنَا وَالرَّسُولُ لَنَا دَلِیلُ
ہمیں ہدایت کی راہ دکھاتے تھے اور رسول ہمارے لئے حجت تھے بس ہم پر گمراہی کا ڈر نہ تھا

افاطمُ إن جزعتِ فذاك عذرٌ
وَاِنْ لَّمْ تَجْزَعِي ذَاكَ السَّبِیلُ
اے سیدہ فاطمہؓ اگر آپ غم کریں تو معذور ہیں، اور اگر صبر سے کام لیں تو یہی دین کا راستہ ہے

فقبرُ ابیك سیدُ کلِّ قبرٍ
وَفِیهِ سَیِّدُ النَّاسِ الرَّسُولُ
تمہارے باپ کی قبر تمام قبور کا سردار ہے کیونکہ اس میں سید الناس محمد رسول اللہ ﷺ مدفون ہیں۔ (۱)

حلیہ مبارک

آپ کے حلیۂ مقدس کے سلسلے میں حضرت علیؓ، ہند بن ابی ہالہؓ، ابو ہریرہؓ، انس بن مالکؓ،

(۱) البدایہ ۵/۲۸۲

Marfat.com

براء بن عازبؓ، جابر بن سمرۃؓ، عمرو بن عاصؓ، کعب بن مالکؓ، ابن عباسؓ، ابوالطفیلؓ، عبداللہ بن بسرؓ، عائشہ صدیقہؓ، ربیع بنت معوذؓ، ایک ہمدانی عورت اور ام معبدؓ وغیرہم سے مختلف الفاظ میں مروی ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسالت ومحبوبیت اور کرامت و کردار کے اعلیٰ مقام پر فائز کر کے اگلوں اور پچھلوں پر فوقیت دی تھی اسی طرح شکل وصورت اور حسن و جمال میں یکتا و بے مثل بنایا تھا، جیسا کہ حضرت حسانؓ فرماتے ہیں

واحسن منك لم تر قط عيني　　واكمل منك لم تلد النساء

آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی دیکھا نہیں، اور آپ سے زیادہ باکمال کسی خاتون نے کوئی اولاد پیدا نہ کی۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ چاندنی رات میں آپ سرخ جوڑا پہنے ہوئے تشریف فرما تھے، میں کبھی آپ کو دیکھتا اور کبھی چاند پر نظر ڈالتا تو آپ کا روئے انور مجھے چاند سے زیادہ خوبصورت معلوم ہوتا۔

حضرت عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ مدتوں میں آپ کے ساتھ رہا اور آپ کو قریب سے دیکھا تھا لیکن میں رخ انور کی عکاسی کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھ کر آپ کی شکل بیان کی تو ابن عباسؓ نے فرمایا اگر تم آپ کو بیداری کی حالت میں دیکھتے تو بھی اس سے زیادہ بیان نہ کر سکتے۔

ہند بن ابی ہالہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ذات پاک میں نہایت ہی عظیم تھے آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہیں دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سورج آپ کے روئے انور اور پیشانی میں دوڑ رہا ہے۔ جب آپ ہنستے تو دیواروں پر اس کی چمک ظاہر ہوتی تھی، میں نے آپ کی طرح نہ کبھی دیکھا نہ کہیں سنا ہے۔ ایک روایت میں فرماتے ہیں جب آپ غصے میں ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ رخسار مبارک پر انار نچوڑ دیا گیا ہے۔

حضرت جابرؓ سے کسی نے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا، انہوں نے کہا نہیں بلکہ سورج اور چاند کی طرح چمکتا اور گول تھا۔

ام معبد کہتی ہیں کہ آپ دور سے نہایت جمیل اور قریب سے شیریں وخوبصورت تھے۔

Marfat.com

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ جو آپ کو پہلی دفعہ دیکھتا، مرعوب ہو جاتا اور گفتگو کرنے لگتا تو فریفتہ ہو جاتا اور تعریف کرنے لگتا تو کہتا کہ میں نے آپ کی طرح نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

ربیع بنت معوذ کہتے ہیں کہ اگر تم رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے تو کہتے کہ آفتاب نکلا ہوا ہے۔

قبیلہ ہمدان کی ایک خاتونؓ نے حج کے موقع پر آپ کو دیکھ کر بیان کیا کہ آپ کا رخسار مبارک چودہویں رات کی چاند کی طرح تھا۔ میں نے آپ کا ہم مثل نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

کعب بن مالک کہتے ہیں کہ نبی ﷺ خوش ہوتے تو آپ کا روئے مبارک چمک اٹھتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو اسی سے ہم آپ کی خوشی کو پہچان لیتے تھے۔

حضرت علیؓ اور ہند بن ابی ہالہؓ کی روایت میں ہے کہ قد میں آپ لمبے تڑنگے سے کم اور پست قد والے سے بلند تھے، سر مبارک بڑا، بال سیدھے بل دار تھے، کنگھی کرتے وقت مانگ خود بخود نکل آتی ورنہ یونہی رہنے دیتے، زلف اکثر کان کے لو سے تجاوز نہیں کرتا، رنگ روشن، پیشانی کشادہ، بھویں سیاہ بالوں سے پُر ایک دوسرے سے جدا، کمان کے مانند خمدار تھیں۔

حضرت علیؓ اور ام معبد کی روایت میں ہے کہ دونوں بھویں آپ کی ملی ہوئی تھیں، لیکن حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ آپ کی یہ صفت معروف نہیں ہے، معروف یہی ہے کہ دونوں بھویں جدا جدا تھیں، لیکن خاکسار مؤلف کے خیال میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ دونوں ابروؤں کے مابین مقام اتصال پر بال باریک اور خفیف تھے جو دور سے نظر نہ آتے لیکن قریب سے دیکھنے پر بھویں متصل معلوم ہوتی تھیں۔

پھر دونوں ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو غضب کے وقت ظاہر ہو جاتی، ناک قدرے بلند تھی اس پر ایک نور چمکتا تھا جس سے بلا تامل دیکھنے والے کو دراز ہونے کا تصور ہوتا، داڑھی گھنی تھی، رخسار مبارک سبک و سفید گولائی لئے ہوئے، دہن مبارک قدرے کشادہ، دانت موتی کی طرح آبدار باریک فصل کے ساتھ، سینے سے ناف تک بالوں کی باریک دھاری، گردن مبارک صفائی میں چاندی کی تراشی ہوئی مورتی کی مانند، جسم شریف نہ موٹا نہ لاغر بلکہ معتدل، گوشت سے بھرا ہوا مضبوط، سینہ مبارک پیٹ سے کچھ ابھرا ہوا اور ہموار، دونوں شانوں میں موزوں فاصلہ، جوڑ کی ہڈیاں موٹی اور مضبوط، سینے سے ناف تک بالوں کی لکیر، سینہ بالوں سے خالی، شانہ و بازو بال دار، کلائی دراز، ہتھیلی کشادہ اور قدم گوشت سے بھرے ہوئے، انگلیاں ذرا لمبی پٹھے برابر، تلوے گہرے کہ زمین کو نہ لگیں، قدم صاف و شفاف کہ پانی پڑتے ہی

Marfat.com

سرک جائے، چلنے میں پاؤں باوزن و پروقار، چلتے وقت ایسا معلوم ہوتا کہ ڈھلوان کی طرف جا رہے ہیں، دیکھنا ہوتا تو کنکھیوں کے بجائے پوری طرح مڑ کر دیکھتے، نگاہ پست رکھتے، آسمان کی طرف دیکھنے سے زیادہ زمین ہی پر نظر ڈالتے، کسی چیز پر بھری نظر کم ہی ڈالتے صرف گوشۂ چشم سے کام لیتے، اکثر اپنے اصحاب کو آگے بڑھا دیتے اور ملاقات کے وقت سلام کرنے میں ابتدا فرماتے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپ کا قد مبارک نہ بہت لمبا تھا نہ پست، بال معمولی گھونگھر والے تھے، آپ ہنستے تو بجلی کی طرح روشنی نکلتی، بارش کی طرح اولے گرتے، کلام فرماتے تو دندان مبارک سے نور نکلتا، رنگ گورا سرخی آمیز آنکھیں، کالی بھویں، لمبی شانے کی ہڈیاں بڑی، جسم بے بال اور دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے۔

شمائل ترمذی میں ہے کہ آپ نہ بہت گورے چٹے تھے نہ بالکل گندمی رنگ کے تھے، نہ آپ کے بال بالکل گھونگھر والے تھے نہ سید ھے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ آپ کی ایڑیاں کم گوشت اور آنکھیں سرگیں تھیں اگر دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ سرمہ لگائے ہیں جب کہ آپ سرمہ نہ لگائے ہوتے۔

حضرت ابوالطفیلؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور اس وقت روئے زمین پر میرے سوا آپ کو دیکھنے والا کوئی نہیں رہ گیا۔ پوچھا گیا آپ نے کیا دیکھا؟ بولے آپ گورے چٹے (خوبصورت) اور میانہ قد وقامت کے تھے۔

بخاری میں ہے کہ آپ کی وفات ۶۳ سال کی عمر میں ہوئی درانحالیکہ آپ کے سر اور داڑھی کے کل ۲۰ بال تک سفید تھے، عبداللہ بن بسرؓ کہتے ہیں کہ آپ کے عنفقہ (داڑھی بچہ) میں بھی چند بال سفید تھے۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کی مہر نبوت کو دونوں شانوں کے درمیان دیکھا کہ کبوتری کے انڈے کی طرح ابھرا ہوا سرخ گوشت تھا، عمرو بن اخطب کہتے ہیں کہ مہر نبوت میں چند بال تھے، سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں کہ مہر نبوت آراستہ کمرے کے پردے اور مسہری کی گھنڈی کی طرح تھی، عبداللہ بن سرجس کا بیان ہے کہ اس کے گرداگرد مسّے کی طرح تل تھے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے مہر نبوت کو منہ میں لے لیا تو اس سے مشک کی طرف خوشبو پھوٹتی تھی۔ (۱)

---

(۱) بخاری ۱/۵۰۱، مسلم ۲/۲۵۷، البدایہ ۶/۱۵، ۳۳

Marfat.com

خوشبوئے جسم

اوپر آپ نے پڑھا کہ مہر نبوت سے مشک کی طرح خوشبو نکلتی تھی، حضرت ام سلمہؓ کا بیان بھی گذر چکا کہ وفات نبوی کے بعد انہوں نے سینۂ مبارک پر ہاتھ رکھا تو اس کی خوشبو بہت دنوں تک باقی رہی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا رنگ روشن اور پسینہ موتی کی طرح نکلتا تھا، آپ چلتے تو معلوم ہوتا کہ کسی ڈھلوان کی طرف جا رہے ہیں، میں نے کوئی دیباج کوئی ریشم آپ کی ہتھیلی سے نرم و نازک نہیں پایا، نہ کوئی مشک اور کوئی عنبر آپ کے جسم مبارک کی خوشبو سے عمدہ سونگھنے میں آیا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی اس کے بعد آپ اپنے اہل خانہ کی طرف جانے لگے تو کچھ بچوں نے استقبال کیا، آپ نے شفقت سے ان کے چہروں پر ہاتھ پھیرا تو اس سے ایسی ٹھنڈک اور خوشبو محسوس ہوئی جیسے آپ نے کسی عطار کے ڈبۓ سے ہاتھ نکالا ہو۔

انہیں سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اٹھ کر چلے تو لوگوں نے آپ کا دست مبارک پکڑا اور اپنے چہروں پر ملنے لگے، میں اس وقت جوانی کے قریب پہنچ چکا تھا، لوگوں کو چیرتے پھاڑتے آپ کے قریب پہنچا آپ کا دست مبارک پکڑ کے اپنے منہ اور سینے پر مل لیا چنانچہ میں نے آپ کے ہاتھ سے زیادہ ٹھنڈا اور خوشبودار کوئی مشک نہیں پایا۔

حضرت ابو جحیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آپ کا دست مبارک اپنے چہرہ پر رکھا تو وہ برف سے بڑھ کر ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔

وائل بن حجرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ڈول پانی لا گیا آپ نے اس سے پیا پھر اسی میں کلی کیا اس کے بعد اس ڈول کا پانی کنویں میں ڈالا گیا تو اس سے مشک کی خوشبو آنے لگی۔ اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے کہ میں نے آپ سے مصافحہ کیا تو آپ کے دست مبارک کی خوشبو سے میرا ہاتھ بھی معطر ہو گیا اور مجھے مشک سے زیادہ خوشبو محسوس ہوئی۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میری ماں ام سلیمؓ کے گھر آ کر سوتے آپ کا پسینہ بکثرت ہو کر چمڑے کے فرش پر جمع ہو جاتا تو ام سلیمؓ اسے اکٹھا کر کے شیشی میں جمع کر لیتیں، ایک دفعہ رسول اللہ صلی ﷺ نے بیدار ہو کر پوچھا یہ کیا کرتی ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم اسے بطور خوشبو

Marfat.com

استعمال کرتی ہیں کیونکہ خوشبوؤں میں سب سے بڑھ کر ہے، آپ نے یہ سن کر ان کو دعا دی اور فرمایا: اَحۡسَنۡتِ تم نے اچھا کیا۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس راستے سے بھی گذرتے لوگ آپ کی خوشبو سے پہچان لیتے اور کہتے، یہاں سے رسول اللہ ﷺ گذرے ہیں، آپ خود پاکیزہ تھے، آپ کے جسم مبارک کی خوشبو بھی بڑی پاکیزہ تھی اس کے باوجود آپ عطر کا استعمال پسند فرماتے، آپ کا قول ہے کہ مجھے عورت اور خوشبو بہت محبوب ہے اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔(۱)

حسن خلق

خلق کے معنی عادت وخصلت کے ہیں جس شخص میں اچھی خصلت پائی جاتی ہے لوگ اس کی عزت وتکریم کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالی نے حسن صورت کے ساتھ حسن خلق اور حسن سیرت سے بھی سنوارا تھا جس سے متاثر ہو کر مخالف اور دشمن ایمان لانے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے ﴿فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لا انفضوا من حولك فاعف عنهم واستغفر لهم وشاورهم في الأمر﴾ اے نبی! آپ محض اللہ کی رحمت سے ان پر نرم واقع ہوئے ہیں، اگر آپ سخت دل اور بدخلق ہوتے تو وہ آپ سے دور ہو جاتے، پس آپ ان سے درگذر فرمایئے ان کے لئے بخشش طلب کیجئے اور آنے والے کام میں ان سے مشورہ کرتے رہئے۔

ایک جگہ فرمایا ﴿وإن لك لأجرا غير ممنون، وإنك لعلى خلق عظيم﴾ آپ ﷺ کا اجر ختم ہونے والا نہیں ہے، آپ بڑی اچھی خصلت والے ہیں، اس آیت میں آپ کے خلق کو خلق عظیم کہا گیا، چنانچہ آپ کا ارشاد ہے: بعثت لاتمم مكارم الأخلاق میں اس لئے بھیجا گیا ہوں تا کہ مکارم اخلاق مکمل کروں، إن من خياركم احاسنكم اخلاقا تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔(۲)

أحب عباد الله أحسنهم خلقا اللہ کو سب سے زیادہ محبوب وہ لوگ ہیں جو اچھی خصلت والے ہیں۔(حاکم) ما من شيء أثقل في ميزان المؤمن يوم القيامة من خلق

(۱) بخاری مع الفتح ۱۰/۳۲۰، مسلم ۴/۱۲۵۶، البدایہ ۶/۲۳

(۲) بخاری ۱۰/۴۵۶، کتاب الادب، مسلم ۴/۱۸۱۰، کتاب الفضائل

Marfat.com

حسنٍ. قیامت کے دن مومن کے لئے عمل کے ترازو میں کوئی چیز اچھی خصلت سے زیادہ وزنی نہیں ہوگی۔

یہ ہیں آپ کے ارشادات، انہیں کے مطابق آپ اچھی خصلتوں اور نیک اطوار میں امت کیلئے بہترین نمونہ تھے، آپ کی ہر عادت قرآن کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ غزوۂ احد میں عتبہ بن ابی وقاص نے آپ کو پتھر سے مارا جس سے آپ کا دندان مبارک شکستہ ہوگیا اور چہرۂ انور بھی زخمی ہوا، لوگوں نے عرض کیا کہ حضور اس کے لئے بددعا فرمائیں، آپ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِي فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ. خدایا میری قوم کو ہدایت دے اس لئے کہ وہ نہیں جانتے۔ (۱)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ لوگوں کے ایذا پر نہایت ہی صبر کرنے والے بردبار اور خطاؤں کو معاف کرنے والے تھے، جو آپ سے کٹتا اسے جوڑتے، جو آپ کو حق سے محروم کرتا آپ اس کا حق اسے پہنچا دیتے، جو آپ پر ظلم کرتا آپ اسے معاف کر دیتے اور اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے بدلہ نہ لیتے، جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ کبھی کسی کو نہیں مارا نہ کبھی آپ نے کسی عورت یا خادم کو ستایا نہ کسی سائل کا سوال رد کیا، آپ ہمیشہ عاجزوں کا بار اٹھاتے، ناداروں کو دیتے دلاتے، مہمانوں کی میزبانی فرماتے اور حق کے بارے میں مدد کرتے۔ (۲) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ نہ سخت گو تھے نہ اس کی عادت بناتے، نہ بازاروں میں شور وغل کرتے، نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے بلکہ اسے معاف کر دیتے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آپ کا سینہ کشادہ، بات سچی، مزاج نرم اور معاملہ کریمانہ تھا، بلانے والے کی حاجت سنتے، معمولی چیز کا ہدیہ لے لیتے، غلام اور آزاد، فقراء و مساکین کی دعوتیں قبول فرماتے، مدینہ کے دور دراز علاقے میں بسنے والے مریضوں کی عیادت کرتے، اور مجلس میں پاؤں پھیلا کر کسی کو تنگی میں نہ ڈالتے، اپنے پاس آنے والے کی عزت کرتے اور بسا اوقات اپنا کپڑا اس کے لئے بچھا دیتے اور تکیہ پیش کر دیتے، کسی کی بات درمیان میں نہ کاٹتے، اکثر تبسم فرماتے اور خوش خلقی سے ملتے۔ (۳)

ایک یہودی کا مشہور واقعہ ہے کہ آکر آپ کا مہمان ہوا، اور رات میں کھانا زیادہ کھانے سے بستر غلاظت سے ملوث کر کے رات ہی میں بھاگ نکلا، لیکن اس کی تلوار بھول سے چھوٹ گئی تھی، صبح ہوتے ہی اسے لینے کے لئے واپس آیا اور یہ دیکھ کر کہ نبی ﷺ خود بہ نفس نفیس بستر کو صاف کر رہے ہیں، شرم و ندامت سے پانی پانی ہوگیا، آپ نے اسے دیکھا تو نہ جھڑکا نہ برا بھلا کہا بلکہ مسکراتے ہوئے تلوار واپس دے دی، وہ

---

(۱) بخاری ۱۰/۴۵۶، کتاب الادب، مسلم ۴/۱۸۱۰، کتاب الفضائل (۲) البدایہ ۶/۶۱
(۳) نشر الطیب ص ۱۷۲

Marfat.com

آپ کے اس کریمانہ اخلاق سے متاثر ہو کر اسلام کے دامن عاطفت میں آ گیا۔

فتح مکہ کے موقع پر آپ کے ساتھ دس ہزار مسلح اصحاب کرامؓ کی فوج تھی آپ کے تمام مخالفین ومعاندین زیر ہوئے، جنہوں نے آپ کو اور آپ کے ماننے والوں کو ستایا اور نکالا تھا پکڑے گئے لیکن آپ نے سب کو بیک قلم معاف کر دیا، جس سے متاثر ہو کر مکہ کی بہت بڑی آبادی ایمان لے آئی، عکرمہؓ بن ابی جہل اور صفوانؓ بن امیہ جو کٹر مخالفین میں سے تھے، خوف ودہشت کے سبب بھاگ چکے تھے لیکن آپ کی نرم خوئی اور عفوودرگذر کا حال معلوم کر کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد داخل ایمان ہو گئے، یہ چند واقعات بطور نمونہ ہیں ان کے علاوہ کتب احادیث وسیر میں اس قسم کی جزئیات بھری پڑی ہیں۔

زہد وفقر وسخاوت

غریبوں اور محتاجوں کی ضروریات میں دنیا اور دین کے واسطے خرچ کرنا سخاوت ہے نفس پروری اور اہل وعیال میں اسراف سے خرچ کرنا سخاوت نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ کی سخاوت یہی تھی کہ خود فقر وفاقہ کی زندگی گذارتے لیکن غریبوں اور مسکینوں کو تکلیف نہ ہونے دیتے۔

فتوحات اسلامی کے بعد آپ کے ذرائع آمدنی بہت بڑھ گئے تھے محاصل، ہدایا اور خمس غنیمت کا انبار لگ جاتا تھا لیکن آپ وہ تمام رقوم ضرورت مندوں اور محتاجوں میں صرف فرما دیتے اور اپنی ذات سے لئے کچھ نہ رکھتے، آپ کا فرمان ہے لا عیش إلا عیش الآخرۃ زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے۔ ترمذی میں ہے کہ آپ کے انتقال کے وقت آپ کی زرہ اہل وعیال کے خرچ کے واسطے میں رہن رکھی ہوئی تھی، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ کے پاس صبح وشام کو گوشت روٹی کا سامان نہیں رہتا۔۔۔ اس سے زیادہ رہتے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پے در پے تین دن تک گیہوں کی روٹی سے پیٹ بھر کر نہیں کھایا، یہاں تک کہ دنیا سے کوچ کر گئے۔(۱) نیز فرماتی ہیں کہ کبھی آپ نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا، نہ کسی سے اس کی شکایت کی، آپ کو فاقہ غنا سے زیادہ محبوب تھا، آپ ان ورات بھوکے رہ جاتے اور تکالیف سے کروٹیں بدلتے رہتے، فرماتے تھے دنیا سے مجھ کو کیا لینا ہے، میرے ساتھی بڑے

---

(۱) بخاری ۹/۵۰۹ الاطعمہ

Marfat.com

بڑے پیغمبروں نے بھی زیادہ تکالیف اٹھا کر صبر سے کام لیا ہے، اور اسی حالت میں گذر گئے۔ (نشر الطیب)
کبھی آپ نے ٹیک لگا کر نہ کھایا نہ کرسی و میز پر تناول فرمایا، کبھی میدہ کی روٹی نہ کھایا، گوشت دست کا پسند تھا، خربوزہ و کدو بھی مرغوب تھا، خربزہ شکر و نان سے تناول فرماتے، کھجور کو پنیر سے اور ککڑی کو تر کھجور سے بھی ملا کر کھاتے۔ (۱)

عمر فاروقؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ بھوک سے کروٹیں بدلتے تھے، آپ کو ردی کھجور بھی نہیں ملتی تھی کہ شکم مبارک پُر کر سکیں۔ (۲)

اپنے لئے اس قدر عسرت اور تنگی کے باوجود آپ کو جب بھی کوئی رقم کہیں سے حاصل ہوتی، تو اسے عیش و عشرت میں اڑانے کے بجائے غریبوں اور ناداروں میں صرف فرما دیتے تھے۔ حاتم کی لڑکی قیدیوں میں پکڑ کر آئی اور آپ کی سخاوت و کرم کا حال دیکھا تو جا کر عدیؓ بن حاتم سے بیان کیا کہ اگر تمہارے باپ بھی زندہ ہوتے تو محمد ﷺ کی طرح فیاضی نہ کر سکتے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ سب سے بڑا سخی اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے بعد بنی آدم میں سب سے زیادہ سخی میں ہوں۔

صحابۂ کرام فرماتے ہیں کہ آپ نے کبھی کسی سائل کو محروم نہیں کیا، رمضان شریف میں آپ کی فیاضی ہوا سے بھی زیادہ تیز ہو جاتی تھی، ہمیشہ عاجزوں، ناداروں اور یتیموں کا بوجھ خود برداشت کرتے، قرض داروں کا قرض چکا دیتے، مہمانوں کی میزبانی فرماتے۔

ترمذی میں ہے کہ ایک دفعہ آپ کے پاس نوّے ہزار درہم آئے آپ نے اسے ایک چٹائی پر رکھا اور ضرورت مندوں میں تقسیم فرماتے رہے یہاں تک کہ ختم ہو گیا، اس کے بعد ایک سائل آیا اور عرض کیا کہ مجھے کچھ نہیں ملا، آپ نے فرمایا اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے لیکن تم بازار سے اپنی ضرورت کی چیز میرے حوالے سے خرید لو، میں اسے ادا کر دوں گا، حضرت عمرؓ نے کہا، یا رسول اللہ! جو چیز آپ کے پاس نہیں ہے اس کے لئے اللہ نے آپ کو مکلف نہیں کیا ہے۔ حضرت عمرؓ کی یہ بات آپ کو ناپسند آئی، فوراً ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ خوب خرچ فرمائیے اور عرش کے مالک سے کمی کا خوف نہ کیجئے یہ سن کر آپ مسکرا دیئے اور خوشی کے آثار آپ کے چہرۂ انور پر نمودار ہو گئے۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک حاجت مند آیا۔ اس وقت آپ

(۱) شمامۃ العنبر ص ۶۲
(۲) مسلم ۲/۴۱۰

Marfat.com

کے پاس دو پہاڑیوں کے درمیان ایک جنگل بکریاں بھری تھیں اور وہ آپ کی ملکیت میں تھیں۔ آپ نے وہ ساری بکریاں اس شخص کو دے دیں وہ خوش ہو کر اپنی قوم میں گیا اور کہا، اے لوگو! مسلمان ہو جاؤ، اس لئے کہ محمد ﷺ اتنی بخشش کرتے ہیں کہ اپنے محتاج ہونے کا اندیشہ نہیں رکھتے۔ (۱)

ایک دفعہ شاہ حبش نے آپ کے پاس دو من کستوری بطور ہدیہ بھیجا آپ نے اسی وقت وہ تمام کا تمام صحابہ میں تقسیم کر دیا۔ (۲)

آپ کے مرض الموت کے واقعہ میں گذر چکا ہے کہ ۶ یا ۷ دینار گھر میں رکھے ہوئے تھے آپ نے اسے خرچ کرنے کا حکم دیا اسی حال میں بیماری کی شدت بڑھ گئی اور دینار پڑا رہ گیا، آپ کو قدرے افاقہ ہوا تو پوچھا وہ اشرفیاں کہاں ہیں حضرت صدیقہؓ نے کہا، یا رسول اللہ! آپ کی بیماری کی شدت سے ہمیں خیرات کرنے کا موقع نہیں ملا، آپ نے فوراً منگا کر اشرفیوں کو ہاتھ میں لیا، اور فرمایا: ما ظن نبي الله لو لقي اللـه عزَّ وجلَّ و هذه الستّة أو السّبعة عنده . اللہ کے نبی کا کیا حال ہوتا اگر انتقال کر جاتے اور یہ اشرفیاں گھر میں پڑی رہ جاتیں۔ (۳)

شجاعت و بسالت و وجاہت

حضرت علیؓ فرماتے ہیں جو پہلی نظر آپ کو دیکھتا مرعوب ہو جاتا جو مل کر آپ سے گفتگو کرتا وہ محبت کرنے لگتا۔ آپ کی طرح نہ میں نے پہلے کبھی دیکھا نہ بعد میں۔

حضرت قیلہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے پہلی مرتبہ آپ کو دیکھا تو خوف سے کانپ گئیں آپ نے فرمایا اے مسکینہ! اپنے دل میں اطمینان اور سکون رکھ۔

حضرت عبداللہؓ بن سلام فرماتے ہیں کہ میں نے پہلی بار آپ کو دیکھا تو جان لیا کہ یہ چہرہ کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا پھر ملاقات کی تھوڑی دیر بعد ایمان نصیب ہوا۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں: ما رأيت اشجع ولا انجد ولا اجود ولا ارضى من رسول الله ﷺ وكنا يوم بدرِ نلوذ بالنبي ﷺ كان الشجاع من يقرب منه إذا دنى العدوّ لقرب منه. میں نے آپ سے زیادہ بہادر اور زیادہ مضبوط اور زیادہ فیاض اور پسندیدہ خصلت والا کسی کو نہیں دیکھا۔ غزوۂ بدر میں ہم لوگ دشمنوں سے آپ کی آڑ میں پناہ لیا کرتے تھے اور وہ شخص سب سے زیادہ بہادر مانا جاتا تھا جو دشمن سے جنگ کے وقت آپ کے قریب رہتا کیونکہ آپ اکثر دشمن کے نزدیک میں رہتے تھے۔ (۴)

---

(۱) البدایہ ۶/۴۲

(۲) نشر الطیب بحوالہ شفا قاضی عیاض

(۳) مشکوٰۃ ص ۱۶۷

(۴) مشکوٰۃ ص ۵۱۹

Marfat.com

غزوۂ احد میں باوجودیکہ آپ کو کافی زخم آئے تھے اور دندان مبارک شہید ہو گیا تھا لیکن اس زخمداری کی حالت میں ابی بن خلف نے مبارزت کی دعوت دی تو اس کے مقابلے میں نہتے تشریف لے گئے اور خود اسی کے نیزے سے اس کا کام تمام کر دیا۔ خندق میں جو پتھر کسی سے نہیں ٹوٹتا تھا وہ آپ کی ایک ہی ضرب سے پارہ پارہ ہو گیا۔ (۱)

اندھیری رات اور سخت جاڑے کی حالت میں جب صحابہ نکلنے کی ہمت نہ کر سکے تو آپ نے بغیر زین کے گھوڑے پر سوار ہو کر دشمن کی حرکت معلوم کرنے کیلئے دور تک مدینہ کے گرد گشت کیا اور واپس آنے کے بعد فرمایا گھوڑا تو دریا کی طرح تیز رفتار ہے۔ (۲)

رکانہ و ابورکانہ دونوں باپ بیٹے جو اپنے وقت کے مشہور اور نامور پہلوان تھے اپنے اسلام قبول کرنے کیلئے کشتی میں پچھاڑنے کی شرط لگائی تو آپ نے مسلسل تین مرتبہ ان کو نیچے گرا دیا۔ بالآخر رکانہ متعجب ہو کر بولا، اے محمد ﷺ! آج تک عرب کا کوئی پہلوان میری پیٹھ زمین پر نہیں لگا سکا، بالآخر وہ اسی وقت یا فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گیا۔ (۳)

ایک دوسری روایت میں ابن رکانہ کی کشتی کا ذکر ہے: اس کو بھی آپ نے تین مرتبہ کشتی میں پچھاڑا اور اس نے شرط کے مطابق اپنی تین سو بکریاں انعام میں دے دی، اور اسے نبوت کا معجزہ سمجھ کر ایمان لے آیا تو آپ نے اس کی کل بکریاں واپس کر دیں، اسی طرح ابوالاسود جمحی سے کشتی کا ذکر ملتا ہے، اس کی طاقت کا اندازہ اس سے لگایئے کہ ایک چمڑا اچھا کر بیٹھ جاتا تو دس آدمی مل کر اس چمڑے کو اس کے نیچے سے نہ نکال سکتے اس کو بھی آپ نے ایک ہی پکڑ میں پچھاڑ دیا جس سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ (۴)

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ہم صحابۂ کرام آپس میں کہا کرتے تھے کہ آپ کو تیس مردوں کے برابر طاقت دی گئی۔ (۵) خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: فُضِّلْتُ عَلَى النَّاسِ بِأَرْبَعٍ بِالسَّخَاءِ وَالشَّجَاعَةِ وَكَثْرَةِ الْجِمَاعِ وَقُوَّةِ الْبَطْشِ. میں لوگوں پر چار چیزوں سے فضیلت دیا گیا ہوں، سخاوت، شجاعت، قوت مردانگی، اور پکڑ کی مضبوطی۔ (۶)

---

(۱) البخاری: المغازی باب غزوۃ الخندق
(۲) مجمع الزوائد ۸/۲۶۹
(۳) زرقانی ۴/۲۹۱
(۴) رر ۴/۲۹۲
(۵) ترمذی کتاب التفسیر
(۶) نشر الطیب ص ۱۶۶، مجمع الزوائد ۸/۲۶۹

Marfat.com

مصائب و آلام

رسالت و نبوت اور محبوبیت کے بلند مقام پر فائز ہونے کے باوجود آپ کو بشری عوارض و امراض اور مختلف قسم کے مصائب و آلام بھی لاحق ہوتے تھے تاکہ لوگ آپ کے معجزات اور عجائبات قدرت کو دیکھ کر گمراہی میں نہ پڑ جائیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ اور عزیر علیہما السلام کے ماننے والے گمراہی میں پڑ گئے۔

چنانچہ آپ کو کفار مکہ نے طرح طرح سے ستایا، راستے میں کانٹے بچھائے، جسد اطہر پر گرد و غبار پھینکے، نماز کی حالت میں آپ پر اونٹ کی اوجھ ڈالی آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو مارا پیٹا، طعن و تعریض اور گالیوں سے نوازا، آپ طائف تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں نے آپ پر پتھروں کی بارش کی جس سے آپ کے دونوں پاؤں سخت زخمی ہوئے، خون کے بہنے سے پیر میں جوتے جم گئے آپ شدت تکلیف سے بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئے، آپ کو بھوک و پیاس بھی لگی، عاجزی والا چارگی بھی لاحق ہوئی، بخار اور بیماریوں میں بھی مبتلا ہوئے، جنگ احد میں کفار نے آپ کے سر اور چہرے کو زخمی کیا، ایک دفعہ گھوڑے سے گرنے پر جسم مبارک میں خراش بھی آئی۔ نماز کی حالت میں بچھو نے ڈنک بھی مارا، ضعف و کمزوری اور درد و الم سے بے چین بھی ہوئے، فقر و فاقہ کی تکالیف بھی جھیلنی پڑی۔ فقر و فاقہ اور رنج و تکالیف کوئی بری چیز نہیں بلکہ اس سے مراتب عبدیت کی تکمیل ہوتی ہے۔ بشر کا علاقہ اللہ سے مضبوط اور مستحکم ہو جاتا ہے اس لئے آنحضرت ﷺ کو سب سے زیادہ تکالیف اٹھانی پڑی تاکہ امت کو سبق حاصل ہو اور ایسی حالت میں صبر و سکون کے عادی بنیں۔

تواضع و خاکساری

آپ کو جو مرتبہ و مقام اللہ نے دیا ہے وہ سارے خلائق میں کسی کو حاصل نہیں آپ سید المرسلین و خاتم النبیین ہیں، آپ جیسا نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا لیکن اس ڈر سے کہ امت آپ کی محبت میں مدہوش ہو کر غلو نہ کرنے لگے آپ نے فرمایا: لا تطروني كما اطرت النصارى عيسى بن مريم إنما أنا عبد فقولوا: عبد الله ورسوله میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کے ساتھ کیا، میں ایک بندہ ہوں پس مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔ (۱)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے آپ کو سیدنا وابن سیدنا کہا تو آپ نے فرمایا اپنا قول

---

(۱) بخاری ۶/ ۴۷۸ الانبیاء

Marfat.com

ہو لیکن شیطان تمہیں مدہوش نہ کردے، میں محمد بن عبداللہ اور اللہ کا رسول ہوں، بخدا مجھے پسند نہیں کہ تم مجھے میرے مرتبہ سے بلند کر کے بیان کرو۔(۱)

احتراماً کھڑا رہنا

حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ صحابہ کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبوب کوئی نہ تھا لیکن وہ آپ کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ اسے ناپسند کرتے ہیں۔

عضباء اونٹنی ہار گئی

انہیں سے روایت ہے کہ آپ کی اونٹنی عضباء ایسی تیز رفتار تھی کہ کوئی اونٹنی اس پر سبقت نہ لے جاتی لیکن ایک دن ایک اعرابی آیا تو اس کا اونٹ مقابلے میں آگے بڑھ گیا، صحابہ ؓ کو یہ بات بہت شاق گذری، نبی ﷺ نے اس کی یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا تم کیوں پریشان ہوتے ہو، یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالی دنیا کی ہر بلند ہونے والی چیز کو کسی نہ کسی وقت نیچا دکھادے۔

لوگوں کو حقیر جاننا

اسی طرح ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا: جس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر گھمنڈ ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوسکتا، یہ سن کر ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ! ہر آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا بہتر ہو، اس کا جوتا خوبصورت ہو، آپ نے فرمایا: اللہ جمال والا ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، گھمنڈ جمال میں نہیں بلکہ گھمنڈ حق کے ناپسند کرنے اور لوگوں کو حقیر جاننے میں ہے۔

حضرت عائشہ ؓ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوتے تھے تو کیا کرتے تھے، فرمایا کہ آپ بشر تھے، بشری ضروریات کے تحت اپنے اہل وعیال کی خدمت میں لگے رہتے، اپنے کپڑے میں پیوند لگا لیتے، کپڑے سے جوں نکال دیتے اپنا جوتا سل لیتے اور اپنی بکری کا دودھ بھی دوہ لیتے۔

حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کثرت سے ذکر میں مشغول رہتے، نماز لمبی کرتے، خطبہ مختصر دیتے، گدھے کی سواری کر لیتے، دیسی اون پہن لیتے، غلاموں کی دعوت قبول کرتے، غلاموں اور مسکینوں کا کام کر دیتے، ان کے ساتھ چلنے میں عار محسوس نہ کرتے۔

---

(۱) البدایہ ۴۴/۵

Marfat.com

اپنا ازار اونچا کرلو

اشعث بن سلیم اپنی پھوپھی سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے چچا مدینہ میں کہیں جا رہے تھے اچانک رسول اللہ ﷺ ان کے پیچھے پہنچ گئے اور فرمایا اپنا ازار اونچا کرلو اس سے کپڑا اور دل صاف رہے گا اور بچت بھی ہوگی۔ کہنے لگے نہ تہبند نہیں بلکہ دھاری دار چادر ہے جو دراز ہوگئی۔ فرمایا کیا تمہارے لیے میرے اندر نمونہ نہیں ہے، پس انہوں نے دیکھا تو آپ کا ازار نصف ساق تک تھا۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کے پاس سے گذرتے تو ان پر بھی سلام کرتے۔ (۱)

حلم و بردباری

جس طرح تواضع وخاکساری آپ کی فطرت میں داخل تھی اسی طرح حلم و بردباری اور عفو و درگذر میں بھی آپ یکتا اور بے مثل تھے، حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اپنا مطفولیت میں دس سال تک میں نے آپ کی خدمت کی، لیکن اصلاح کے سوا کبھی آپ نے میری غلطی پر یہ نہیں فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا نہ کوئی عیب لگایا نہ کبھی افسوس کا اظہار فرمایا۔ (۲)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ نے اپنے دست مبارک سے کبھی کسی کو نہیں مارا نہ عورت کو نہ غلام کو، نہ اپنے نفس کیلئے کسی سے انتقام لیا مگر یہ کہ کوئی اللہ کے محارم کی بے حرمتی کرے۔ (۳)

یمامہ کے سردار ثمامہ بن اثالؓ کو صحابہ قید کر کے لائے اور مسجد کے ستون میں باندھ دیا رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ کہنے لگے اگر آپ مجھے قتل کردیں تو میں خونی اور قابل قتل ہوں اور اگر احسان فرمائیں تو شکر گذار ہوں گا اور اگر مال کی خواہش ہو تو جتنا چاہیں دیدوں گا، آپ نے مسلسل تین دن تک ان کا یہی جواب سن کر بلا کسی شرط کے چھوڑ دیا وہ آپ کے اس فرمائی سے متاثر ہوکر قریب کے ایک نخلستان میں گئے وہاں غسل کیا پھر مسجد میں تشریف لائے اور اسلام قبول کرلیا اور کہنے لگے واللہ میرے نزدیک روئے زمین پر آپ کے چہرے سے برا کوئی چہرہ نہ تھا، لیکن آج آپ کا چہرہ سب سے محبوب ہے، اسی طرح آپ کا دین میرے نزدیک سب سے برا تھا لیکن آج سب سے زیادہ اچھا ہے، اسی طرح آپ کا شہر سب سے زیادہ مبغوض تھا لیکن آج سب سے زیادہ پیارا ہے، پھر وہاں

---

(۱) البدایہ ۵/۴۴ (۲) البدایہ ۵/۳۶ (۳) البدایہ ۵/۳۶

Marfat.com

سے بغرض عمرہ مکہ مکرمہ گئے وہاں کے لوگوں نے پوچھا کیا آپ صابی ہو گئے، فرمایا میں صابی نہیں بلکہ مسلمان ہوا ہوں اور خدا کی قسم جب تک رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دیں گے یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی مکہ میں نہیں آ سکتا۔ (متفق علیہ)

مروی ہے کہ یمامہ کا گیہوں رک جانے سے اہل مکہ کو سخت تکلیف ہوئی تو انہوں نے بلبلا کر نبی ﷺ سے سفارش کی کہ آپ یمامہ کا گیہوں جاری کرا دیں ورنہ ہم بھوک سے مر جائیں گے۔ مکہ والے باوجودیکہ آپ کے دشمن تھے لیکن آپ نے رحم و کرم فرما کر یمامہ کا تجارتی سلسلہ جاری کرا دیا۔ (۱)

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا اس وقت آپ ایک نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے اس کا کنارہ دبیز تھا اچانک ایک اعرابی آیا اور آپ کی چادر مبارک پکڑ کر اتنے زور سے کھینچا کہ آپ کی گردن میں اس کا نشان پڑ گیا، اس نے کہا، اے محمد ﷺ! اللہ کا جو مال تمہارے پاس ہے مجھے بھی دو، لیکن قربان جائیے آپ کے اخلاق کریمانہ پر، آپ بجائے اس کے کہ اس پر کچھ ناراض ہوتے فوراً اس کی طرف متوجہ ہوئے پھر ہنسے اور اس کے لئے عطیہ کا حکم دیا۔ (۲)

یہودی ایمان لے آیا

زید بن سعنہ یہودی سے آپ نے کچھ قرض لیا تھا، ادائیگی کی مدت میں ابھی تین دن باقی تھے کہ اس نے آ کر بڑی سختی سے مطالبہ کیا، آپ کی چادر اور قمیص پکڑ کر کھینچا اور بولا، تم عبدالمطلب کی اولاد بڑے نادہند ہو، اس کی اس نازیبا حرکت کو دیکھ کر حضرت عمرؓ برداشت نہیں کر سکے اسے جھڑکا اور سخت سست کہا لیکن رسول اللہ ﷺ ہنستے رہے اور فرمایا، اے عمر! اسے مت جھڑکو، تمہارا کام یہ ہونا چاہئے کہ مجھے ادائیگی کے لئے کہتے اور اسے حسن مطالبہ کا طریقہ بتاتے، دیکھو ابھی ادائیگی کی مدت میں تین دن باقی ہیں لیکن جا کر اس کا قرضہ ادا کر دو، اور مزید بیس صاع کھجور اس عوض میں دے دو جو تم نے جھڑکا ہے۔

وہ یہودی اپنے اگلے بزرگوں سے سنا کرتا تھا کہ آنے والا آخری نبی بہت ہی متحمل ہو گا اس کا علم جہالت پر غالب رہے گا اسی کی آزمائش کے لئے اس نے قبل از وقت ایسی سختی کی تھی بالآخر وہ آپ کی نرمی، تحمل اور حق پسندی کو دیکھ کر فوراً ایمان لے آیا۔ (۳)

---

(۱) رحمۃ للعالمین ۱/۲۱۰ (۲) البدایہ ۵/۳۸

(۳) رحمۃ للعالمین ۲/۳۵۷

Marfat.com

ترکۂ رسول ﷺ

اوپر زہد وسخا کے بیان میں گذر چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کچھ آتا تھا وہ عام طور سے غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیتے تھے اپنے لئے الگ سے ذاتی جائداد نہیں بناتے نہ ذخیرہ اندوزی کرتے تھے، یہ بھی گذر چکا ہے کہ مرض الموت میں ۶ یا ۷ دینار آپ کے گھر میں رکھے ہوئے تھے آپ نے اسے صدقہ کرنے کا حکم دے دیا لیکن آپ کی تکلیف بڑھ جانے کے سبب وہ اشرفیاں پڑی رہ گئیں، قدرے افاقہ ہوا تو آپ نے منگا کر اپنی مبارک ہتھیلی میں رکھا اور فرمایا، افسوس اگر یہ اشرفیاں گھر میں پڑی رہ جاتیں اور اللہ کا نبی اسی حال میں اپنے رب سے جا ملتا تو اس کا کیا حال ہوتا، پھر آپ نے اسی وقت حضرت علیؓ کی معرفت اسے فی سبیل اللہ تقسیم کرا دیا۔

عمرو بن حارثؓ بیان کرتے ہیں: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِينَاراً وَلَا دِرهَماً وَلَا عَبداً وَلَا اَمَةً وَلَاشَيئاً إِلَّا بَغلَتَهُ البَيضَاءَ الَّتِي كَانَ يَركَبُهَا وَ سِلَاحَهُ وَ اَرضاً جَعَلَهَا صَدَقَةً. نبی ﷺ نے اپنی موت کے وقت نہ دینار چھوڑا نہ درہم، نہ غلام نہ لونڈی نہ کوئی اور چیز، صرف آپ کا ایک سفید خچر تھا جس پر سوار ہوتے تھے اور آپ کا ہتھیار تھا اور کچھ زمین تھی جو صدقہ کر گئے۔(۱)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ کے انتقال سے قبل مدینہ کے ایک یہودی کے پاس آپ نے لوہے کی زرہ گروی رکھ کر ۳۰ رصاع جو قرض لے لیا تھا اس وقت آپ کے پاس ۹ ربیویاں تھیں اسی حال میں آپ کا انتقال ہو گیا لیکن زرہ نہ چھڑا سکے۔(۲)

نیز حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ کے انتقال فرمانے کے بعد میرے گھر میں طاق پر تھوڑے سے جو کے سوا کچھ نہ تھا جسے کوئی جاندار کھالیتا، اس میں اللہ نے اتنی برکت دی کہ میں ایک مدت تک کھاتی رہی لیکن ختم نہ ہوتا پس میں نے ایک روز ناپ ڈالا تو وہ ختم ہو گیا۔(۳)

ابو ہریرہؓ وانسؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری جائداد دینار و درہم میں تقسیم نہ کی جائے جو کچھ میرے اہل وعیال اور عاملین کی خوراک کے بعد بچے سب صدقہ ہے۔(۴)

طلب میراث

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ابو بکرؓ کی خلافت کے بعد حضرت فاطمہؓ وعباسؓ آئے اور ان سے

---

(۱) بخاری مع الفتح ۵/۳۵۶
(۲) بخاری مع الفتح ۶/۹۹
(۳) بخاری مع الفتح ۶/۲۰۹
(۴) بخاری مع الفتح ۶/۲۰۹

Marfat.com

زمین فدک، مال مدینہ، ارض بنی نضیر اور حصۂ خیبر میں سے اپنی وراثت کا حق طلب کیا، تو ابوبکرؓ نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے: لَا نُوَرِّثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ الخ ۔ ہمارا وارث کوئی نہ ہوگا، ہم نے جو کچھ چھوڑا وہ صدقہ ہے، البتہ آل محمد ﷺ اس مال سے کھائیں گے، پھر ابوبکرؓ نے کہا میں آپ کے فرمان کے خلاف اس مال میں کوئی تغیر نہیں کرسکتا اس میں وہی کروں گا جو رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے حضرت فاطمہؓ نے ان کو چھوڑ دیا اور تا وفات کلام نہ فرمایا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے کہا اگر آپ مر گئے تو کون وارث ہوگا بولے میری اولاد وارث ہوگی، فاطمہؓ نے کہا پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے وارث کیوں نہ ہوں؟ ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ نبی کسی کو وارث نہیں بناتے البتہ میں اس مال میں وہی کام کروں گا جو رسول اللہ ﷺ کرتے تھے، ورنہ مجھ میں زیغ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے: فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ، وَعَاشَتْ فَاطِمَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ. الخ یعنی حضرت فاطمہؓ حضرت ابوبکرؓ کے اس جواب سے ناراض ہوگئیں، تا وفات ان سے جدا رہیں اُس کے بعد صرف ۶/ ماہ تک زندہ رہیں حضرت علیؓ نے انہیں رات میں دفن کر دیا، اور ابوبکرؓ کو خبر نہ دی۔(۱)

اہل تشیع کے شبہات واعتراضات کا ازالہ

حضرت ابوبکرؓ کی اس روایت پر جس میں صراحت کے ساتھ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے، شیعہ صاحبان کے درج ذیل چند اعتراضات ہیں:

اول: یہ کہ حضرت ابوبکرؓ نے نعوذ باللہ آپ کا ترکہ غصب کرنے کی غرض سے یہ جھوٹی حدیث گڑھی تھی۔

دوم: یہ کہ اگر یہ حدیث صحیح مان لی جائے تو اس میں ما کو نافیہ اور صدقۃً کو منصوب ماننا ہوگا جس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم نے اپنا مال صدقہ نہیں کیا ہے۔

سوم: یہ کہ قرآن میں آیت میراث: ﴿يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ﴾ عام ہے اس میں نبی وغیر

---

(۱) بخاری مع الفتح ۶/ ۱۹۷، مسلم ۳/ ۱۳۸۰

Marfat.com

نبی کی تخصیص نہیں پس جس طرح سب لوگ اپنے مورث کے اموال کے وارث ہوتے ہیں اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد بھی وارث ہوگی۔

چہارم۔ یہ کہ آیت کریمہ ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾ سے ثابت ہوتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام اپنے باپ داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے، اسی طرح دعائے زکریا علیہ السلام میں مذکور ہے: ﴿يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ﴾ یعنی میرا بیٹا میرا اور آل یعقوب علیہ السلام کا وارث ہوگا، پس ان دونوں آیات سے ثابت ہوگیا کہ انبیائے کرام کی اولاد ان کے اموال کی وارث ہوتی ہے۔

یہ چند اعتراضات تھے اب ان کا مختصر جواب ترتیب وار پیش کیا جا رہا ہے امید ہے کہ طالب حق کے لئے اطمینان قلب کا باعث ہوگا۔

اول: اس حدیث کی روایت میں حضرت ابوبکرؓ منفرد نہیں ہیں آپ کے علاوہ عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالبؓ، عباس بن عبدالمطلبؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، طلحہ بن عبیداللہؓ، زبیر بن العوام، سعد بن ابی وقاصؓ، ابوہریرہؓ اور حضرت عائشہؓ نے موافقت کی ہے، ویسے اگر تنہا ابوبکرؓ ہی نے یہ روایت کی ہوتی تو بھی تمام مسلمانوں پر اس کا تسلیم کرنا واجب ہوتا، ابوبکرؓ تو وہ ہیں کہ اطاعت واتباع رسول میں ان کا کوئی نظیر ومثیل نہیں، سابقین اولین میں ہونے کے ساتھ ہمیشہ آپ کے وزیر ومشیر ہونے کی حیثیت سے رہے، ہجرت اور رفاقت غار اور مرض الموت میں امامت صلوۃ کے ساتھ تمام صحابہ میں ممتاز ہوئے، تمام مہاجرینؓ وانصارؓ نے ان کے علم وفضل کا اقرار کرتے ہوئے بالاتفاق خلیفہ منتخب کیا حضرت علیؓ نے بھی قدرے تامل کے بعد خود آکر بیعت کی اور آپ کے فضائل ومناقب بیان کئے، پھر پوری خلافت کا ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا کہ انہوں نے اپنی ذات یا اولاد کے لئے کوئی جائداد بنائی ہو یا انہیں کسی امر میں فوقیت دی ہو، پس ترکہ رسول کے غصب کا الزام محض اتہام ہے جس کی کوئی اصلیت نہیں۔

دوم: اس روایت میں ما کو نافیہ اور صدقۃ کو منصوب مان کر ترجمہ یہ کرنا کہ ہم نے اپنا ترکہ صدقہ نہیں کیا ہے بالکل غلط ہے، اس لئے کہ اس سے اس حدیث کا پہلا ٹکڑا لا نورث بالکل مہمل ہو جاتا ہے۔ اس مفہوم سے اس کا کوئی معنی متصور نہیں ہوتا۔

ثانیا: بخاری کی دوسری روایت کا لفظ: ما تركت بعد نفقة نسائي ومئونة عاملي فهو صدقة. اس کے مرفوع ہونے اور صدقہ ہونے کی صراحت کرتا ہے۔

Marfat.com

سوم: جس طرح آیت میراث عام ہے اس میں نبی وغیر نبی کی تخصیص نہیں اسی طرح آیت زکوۃ بھی عام ہے اس میں بھی کسی کی تخصیص نہیں، عام طور پر تمام فقراء ومساکین اس میں شامل ہیں لیکن نبی ﷺ نے اسے خاص کر کے اپنی ذات اور اپنے آل پر حرام کر دیا پس میراث کے سلسلے میں آپ کا یہ فرمانا کہ ہمارا ترکہ صدقہ ہے، اس کا کوئی وارث نہ ہوگا، حکم عام کی تخصیص ہے اور ان دونوں معاملوں کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے آپ کو خلائق کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا تھا اور تبلیغ رسالت کے سلسلہ میں اعلان کرایا: ﴿قُلْ لَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ﴾ کہہ دیجئے میں اس پر کوئی مزدوری طلب نہیں کرتا، میرا اجر صرف اللہ پر ہے پس جس طرح زکوۃ آپ نے اپنے آل پر حرام کر دیا اسی طرح ترکہ کی وراثت سے بھی روک دیا، بھلا جو ذات قدسی صفات اپنے گھر انتقال کے وقت ۶ دینار اور کوئی رقم رکھنا گوارہ نہ کرے وہ بڑے بڑے اموال کو چھوڑ کر جانا کیونکر گوارا کرے گی۔

چہارم: ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾ سے استدلال کرنا غلط ہے کیونکہ داؤد علیہ السلام نے بہت سے بیٹے چھوڑے تھے، حتی کہ بعضوں نے سو کی تعداد بتائی ہے پس اگر اس میں مال کی وراثت کا بیان ہوتا تو کہا جاتا کہ داؤد کے وارث ان کے بیٹے ہوئے لیکن صرف سلیمان علیہ السلام کا ذکر صاف بتاتا ہے کہ داؤد علیہ السلام کا ترکہ بھی تقسیم نہیں ہوا بلکہ صرف سلیمان علیہ السلام ان کے ملک اور نبوت کے وارث ہوئے تاکہ اللہ کے حکم سے اس میں وہی کام کریں جو حضرت داؤد علیہ السلام کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت زکریا علیہ السلام نے جو دعا فرمائی کہ میرا بیٹا میرا وارث ہو اس میں بھی مال کی وراثت مراد نہیں، بلکہ علم ونبوت کی وراثت مراد ہے کیونکہ اس میں آل یعقوب علیہ السلام کی وراثت کا ذکر بھی ہے، اور ان کے زمانہ میں آل یعقوب علیہ السلام کا کوئی قرابت دار ایسا نہیں تھا جس کے ترکہ کا وہ حقدار ہوتے پس لامحالہ اس سے علم ونبوت ہی کی وراثت مراد ہے اور یوں بھی حضرات انبیاء علیہ السلام کی ذات اس سے بہت بلند ہے کہ وہ دنیا کے مال ومتاع کی وراثت کے لئے بیٹے کی دعا فرمائیں۔ كما لا يخفى على من له ادنى بصيرة.

پنجم: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناراضی اولاً آیت میراث پر قیاس کی وجہ سے تھی جیسا کہ ایک روایت میں مذکور ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا: من يرثك إذا مت. آپ مریں گے تو کون وارث ہوگا۔ بولے میرے اہل وعیال وارث ہوں گے، فرمایا: فما لنا لا نرث رسول اللّٰهِ ﷺ.

Marfat.com

جب ایسی بات ہے تو ہم رسول اللہ ﷺ کے وارث کیوں نہ ہوں؟ یہی قیاس تھا جس سے نتیجہ نکال کر حضرت سیدہ زہراء ناراض ہوئیں۔ پھر جب حضرت صدیقؓ نے انہیں جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: میرا کوئی وارث نہ ہوگا، میں نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے، تو سیدہ فاطمہ نے فرمایا: فأنت وما سمعت من رسول الله ﷺ آپ نے جو کچھ سنا ہے وہ آپ جانیں۔

حضرت فاطمہؓ کے اس کلام سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیقؓ کے جواب سے ابھی ان کو مکمل اطمینان نہیں ہوا بلکہ ان کو ان کی روایت کا ذمہ دار بنا کر چلی گئیں، جس روایت میں فلم تکلمه کا لفظ مذکور ہے یعنی حضرت فاطمہؓ نے ان سے ترک کلام کر دیا۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہ ترک کلام جو شرعاً ایک مومن کیلئے ممنوع وحرام ہے اس کا ارتکاب کیا، بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ حضرت زہراء نے اس مال کے سلسلہ میں کلام کرنا ترک کر دیا۔ جیسا کہ عمرو بن شیبہ نے عمر سے یہی روایت اس طرح کی ہے۔ فلم تكلمه في ذلك المال

علامہ ابن کثیر نے اس مقام پر لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ بھی بنات آدم میں سے ایک خاتون تھیں، شروع میں ان کا تاسف اور رنج ایک فطری امر تھا۔ اسی طرح حافظ ابن حجر نے بھی لکھا ہے کہ ممکن ہے حضرت فاطمہؓ نے اعتقاد کیا ہو کہ لانورث کے عموم میں تخصیص ہو اور عدم وراثت سے مراد اس شئی کی وراثت ہو جو آپ کی ملکیت سے آپ کی وفات کے وقت حاصل ہوئی ہے اور آپ اسے صدقہ کرتے ہوں لیکن اصل ملکیت اور اصل جائداد کی وراثت وارثوں کو ملنی چاہئے، لیکن حضرت صدیقؓ نے اس کے عموم سے استدلال کیا تو خاموش ہو کر چلی گئیں جسے لوگوں نے ناراضی اور عدم کلام سے تعبیر کیا، پھر جب وہ چند دنوں کے بعد بیمار ہوئیں تو حضرت صدیقؓ عیادت کو گئے، چنانچہ بیہقی نے سند جید سے روایت کی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت فاطمہؓ سے ملاقات کی اجازت طلب کی تو انہوں نے حضرت علیؓ سے پوچھ کر اجازت دے دی: فقال والله ما تركت الدار والمال والعشيرة إلا ابتغاء مرضات الله ومرضات رسوله ومرضاتكم اهل البيت ثم ترضاها فرضيت حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: میں نے اپنا گھر اپنا مال اپنا اہل وعیال اور خاندان نہیں چھوڑا مگر اسی لئے کہ اللہ اس کا رسول اور اے اہل بیت تم مجھ سے راضی اور خوش ہو جاؤ، پھر ان کی رضامندی طلب کی تو وہ راضی ہو گئیں۔

اس روایت کے بعد امام بیہقی نے زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے وہ

Marfat.com

فرماتے ہیں: أمّا أنا فلو كنتُ مكانَ أبي بكرٍ لحكمتُ بمَا حَكَمَ به أبو بكرٍ في فدكٍ. اگر میں ابوبکر کی جگہ ہوتا تو مال فدک کے بارے میں وہی فیصلہ کرتا جو ابوبکرؓ نے کیا تھا۔(۱)

پھر یہ مال جسے ابوبکرؓ نے روکا تھا حضرت علیؓ و عباسؓ نے عمر فاروقؓ کے زمانہ میں اپنی تولیت میں لینے کا سوال کیا تو حضرت عمرؓ نے صرف صدقہ مدینہ کو ان کے سپرد کر دیا جو ایک زمانہ تک ان ہی کی تولیت میں رہا، پھر کچھ اختلاف کے باعث حضرت عباسؓ اس سے دست بردار ہو گئے تو صرف حضرت علیؓ کے قبضے میں رہ گیا۔ پھر حضرت حسن بن علیؓ پھر حضرت حسین بن علیؓ پھر علی بن حسینؓ اور حسن بن حسنؓ پھر زید بن حسنؓ پھر عبداللہ بن حسنؒ کے قبضہ میں آیا تو ان سے خلفائے عباسیہ نے لے لیا، اور اسے یہ تمام حضرات صدقۂ رسول ہی سمجھ کر صرف کرتے رہے۔(۲)

مال متنازعہ کے تین اجزاء

مالک بن اوسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو اموال بلا جنگ فتح ہونے کے سبب بحکم الٰہی اپنے لئے خاص کر لیا تھا اس کے تین اجزاء تھے اول اموال بنی نضیر مدینہ میں اس کو آپ نے پیش آنے والے حوادث اور ضروریات دین کے لئے متعین کر دیا تھا، دوم زمین فدک اس کو آپ نے مسافروں کے لئے خاص کر دیا تھا، سوم زمین خیبر اس کو آپ نے تین حصوں میں بانٹ کر دو حصہ ضرورت مند مسلمانوں کے لئے متعین کر دیا تھا اور ایک حصہ اہل بیت کی خوراک کے لئے مقرر کیا تھا اور اس میں بھی جو ان کے خرچ سے بچ جاتا اسے فقرائے مہاجرین میں صرف فرما دیتے۔(۳)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا قابل عبرت فیصلہ

مغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دور خلافت میں بنی مروان کو جمع کر کے فرمایا کہ فدک کا مال مسافروں کے خرچ سے جو بچ جاتا اسے رسول اللہ ﷺ بنی ہاشم کے یتیموں اور بیواؤں پر صرف فرماتے تھے، حضرت فاطمہؓ نے چاہا تھا کہ آپ انہیں دے دیں لیکن آپ نے انکار فرمایا پس وہ حیات رسول اللہ ﷺ اور زمانۂ ابوبکرؓ و عمرؓ میں اسی طرح رہا پھر اسے میرے دادا مروان نے اپنے لئے خاص کر لیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس چیز سے اپنی بیٹی فاطمہؓ کو روک دیا اس میں میرا

(۱) البدایہ ۵/۲۸۵ تا ۲۹۰ — (۲) بخاری مع الفتح ۷/۳۳۵
(۳) عون المعبود ۸/۱۸۶

Marfat.com

کوئی حق نہیں ہے، پس تم سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اس کو اسی مد میں صرف کروں گا جس مد میں رسول اکرم ﷺ صرف کیا کرتے تھے۔(۱)

ذکر بعض مرکوبات وملبوسات ومتاع حیات

نبی ﷺ کی آخری ۱۰ سالہ زندگی جو انتہائی ہماہمی کے باوجود شاہانہ ہو چکی تھی وہ بھی فقیرانہ گذری۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ دو دو ماہ تک آپ کے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی، راوی عروہ نے پوچھا، پھر گذر کیسے ہوتا تھا، فرمایا ہم صرف کھجور اور پانی پر بسر کر لیتے تھے، حضرت انسؓ کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ رسول اکرم ﷺ نے کبھی میدے کی نرم روٹی بھی کھائی ہو۔

آپ کی نو ازواج بیک وقت موجود تھیں، ایک دفعہ انہوں نے دنیاوی زیب وزینت اور اخراجات میں اضافہ کیلئے زور ڈالا تو آیت تخییر کے ذریعہ ان کو ڈانٹ پلائی گئی کہ اگر تم رسول کی بیوی ہو کر دنیا کی زینت اور آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں بھلائی کے ساتھ تمہیں دنیاوی ساز وسامان دے کر جدا کردوں اور اگر تم اللہ ورسول اور یوم آخرت کی طالب ہو تو اللہ نے تمہارے لئے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔ اس آیت کے نزول کے بعد ازواج مطہرات نے پھر کبھی کوئی متاع دنیا طلب نہیں فرمایا بلکہ جو کچھ ملتا اسی پر قانع رہتیں۔

بیان ترکہ میں گذر چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم نہ غلام نہ لونڈی نہ اونٹ نہ بکری نہ اور کوئی چیز بلکہ جو زمین تھی اسے بھی صدقہ کر دیا، صرف ایک سفید خچر اور ہتھیار باقی رہ گیا تھا، نیز معلوم ہو چکا ہے کہ غلام و لونڈیاں تمام کے تمام پہلے سے آزاد کر دی گئی تھیں، گھر میں ۶ یا ۷ دینار رکھا تھا اسے بھی منگا کر فی سبیل اللہ خرچ کر دیا گیا۔ زرہ ایک یہودی کے یہاں ۳۰ صاع جو پر گروی رکھی ہوئی تھی، گھر میں ایک طاق پر چند جو کے علاوہ کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔

آپ کی سواریوں میں چار گھوڑوں کا نام ملتا ہے ایک لزاز دوسرے لحیف تیسرے ظرب چوتھے مرتجز، مگر انتقال کے وقت یہ بھی آپ کی ملکیت میں نہ تھے۔ ان کے علاوہ ابو طلحہ کے گھوڑے پر آپ سوار ہوئے اس کا نام مندوب تھا، بعضوں نے سات گھوڑا لکھا ہے لیکن باقی کا نام نہیں ملتا۔ اونٹنیوں میں قصواء، عضباء، اور جدعاء کا نام ملتا ہے اور سفید خچر وہ تھا جسے مقوقس شاہ مصر نے ہدیہ میں دیا تھا اس کا نام دلدل تھا جو بہت دنوں تک زندہ رہا اس کے علاوہ گدھے کا نام عفیر یا یعفور تھا، ملبوسات میں قمیص، ازار اور

(۱) عون المعبود ۸/۱۹۲

Marfat.com

جبوں کا ذکر ملتا ہے، قمیص واز ار نصف ساق پہنتے تھے، آپ کا ایک ازار مبارک حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کو ملا تو وہ محبت کے ساتھ اپنے رخسار سے ملنے لگے، آپ کی ایک چادر تھی جسے آپ نے اہل ایلہ کو عنایت فرمایا بعد میں اسے خلیفہ ابو العباس سفاح نے تین سو دینار میں خرید لیا چنانچہ یکے بعد دیگرے تمام خلفائے بنو عباس اس کو بطور تبرک عید کے دن استعمال کرتے تھے ایک اور چادر مبارک تھی جو آپ نے کعب بن زہیرؓ کو انعام میں دیا اور اسے حضرت معاویہؓ نے ان کی اولاد سے دس ہزار میں خریدا، آپ کے پاس ایک چادر سبز رنگ کی تھی جو ہجرت کے موقع پر حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹا کر باہر نکلے تھے، آپ کے پاس ایک سرخ جوڑا بھی تھا جس کا ذکر حضرت جابرؓ نے کیا ہے، آپ کا ایک جبہ تھا جسے آپ جمعہ اور عیدین کیلئے استعمال فرماتے تھے، اسی طرح ایک جبہ تنگ آستین کا تھا، عمامہ سیاہ، سفید اور زرد رنگ کا کبھی ٹوپی کے ساتھ پہنتے، کبھی بغیر ٹوپی کے اور کبھی ٹوپی بغیر دستار کے بھی پہنتے، خاتم داہنے ہاتھ میں اور نگینہ اس کا ہتھیلی کی طرف رکھتے۔(۱) سیاہ عمامہ آپ نے فتح مکہ کے روز پہنا تھا، سر مبارک میں تیل استعمال فرمانے کے بعد سر بند کپڑے کا باندھا کرتے تھے، ایک سیاہ دھاری دار چادر یا کمبل آپ نے مرض الموت میں استعمال فرمایا۔

حضرت ابو بردہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ایک موٹا یمنی تہبند اور ایک دبیز پیوند لگا ہوا کمبل نکال کر دکھلایا اور کہا کہ آپ کا انتقال اسی میں ہوا تھا، اسی طرح حضرت انسؓ نے آپ کے دو مبارک جوتے دکھلائے جو تسمہ دار اور بے بال کے تھے جوتے کا نام صفرا بتایا جاتا ہے، اسی طرح آپ کے پاس مہر کیلئے چاندی کی انگوٹھی تھی جو حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے بئراریس میں گر کر غائب ہوگئی، نیز ایک سرمہ دانی، کنگھی، آئینہ، قینچی، اور شوحط کی لکڑی کا ایک عصا تھا، اس کو حضرت عثمانؓ سے اچانک لے کر ہجاہ غفاری نے توڑ دیا اور بعد میں اس کا ہاتھ سڑ کر برباد ہوگیا۔

اسی طرح کھجور کی چھال سے بنی ہوئی آپ کی ایک چارپائی تھی جسے حضرت اسعد بن زرارہؓ نے ہدیۃً دیا تھا، بستر آپ کا کبھی کھجور کی چٹائی، کبھی ٹاٹ اور کبھی چمڑے کا ہوتا، چمڑے کے بستر اور تکیے میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، عطر بھی آپ کو پسند تھا جسے باقاعدہ استعمال فرماتے، آپ کی تلواریں کئی تھیں، ایک کا نام ذو الفقار جس کا قبضہ چاندی کا تھا، ایک کا نام رسوب، ایک کا بتار، ایک کا عضب، اور زرہ کا نام ذو الفضول یا ذات الفضول تھا، ایک اور زرہ ذات الوشاح ایک ذات الحواشی و بترا و خرنق کا ذکر ملتا ہے۔ خود دو تھے ایک کا

(۱) شمامۃ العنبر ہ ص ۶۳

Marfat.com

نام ریان، دوسرے کا مضبت، ایک کمان جس کا نام سداد، ایک ترکش جس کا نام الجمع، ایک چھوٹا نیزہ جس کا نام السغا ایک چھڑی جس کا نام الذقن، ایک سفید ڈھال جس کا نام الموجز، ایک کمیت گھوڑا جس کا نام السکب، ایک زین جس کا نام الداج، ایک چھاگل جس کا نام الصادر، ایک رکابی جس کا نام الغرا، ایک لگن پتھر کا نام مخضب، ایک آئینہ جس کا نام المرآۃ ایک قینچی جس کا نام الجاج، ایک عصا جس کا نام الممشوق، ایک مصلی جس کا نام الکر، ایک نقاد چمڑے کا، ایک تھیلا، ایک پرانا مشک پانی کیلئے، ایک لوٹا پیتل کا بھی تھا وغیرہ ذلک، یہ ساری چیزیں بلا اختصاص جس نے پایا بطور تبرک رکھ لیا، یا جس کو آپ نے دیا اس کا ہو گیا۔ (۱)

ازواج مطہرات

خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

نبوت سے قبل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و دیانت اور راستبازی و صداقت کا شہرہ ہو چکا تھا، پچیس برس کی عمر تک آپ نے کوئی شادی نہیں کی تھی نہ کسی رقص و سرود کی مجلس میں شریک ہوئے۔ آپ کی اس شرافت و نجابت کو دیکھ کر حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ نے جو مکہ کی ایک مالدار خاتون تھیں آپ کو اپنا مال دے کر تجارت کے لئے بھیجا، تجارت میں اچھا خاصا نفع ہوا۔ اور آپ ﷺ نے نہایت دیانت داری سے سارا مال و اثاثہ ان کے سپرد فرما دیا۔ حضرت خدیجہ کی عمر ۴۰ سال کی ہو چکی تھی، اس درمیان پہلے بعد دیگرے ان کی دو شادیاں عتیق بن عائذ مخزومی اور ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہو چکی تھیں اور دو ایک سے صاحب اولاد بھی ہوئیں۔

ابو ہالہ کے انتقال کے بعد کئی معتبر گھرانوں سے پیغام آئے لیکن وہ کسی کی شادی پر راضی نہ ہوئیں البتہ رسول اللہ ﷺ کی پاکبازی و دیانت کا تجربہ ہو گیا، تو خود انہوں نے آپ کے پاس شادی کا پیغام بھیجا اور آپ نے اپنے چچاؤں سے مشورہ کے بعد قبول کر لیا، اس وقت مشہور قول کے مطابق آپ کی عمر ۲۵ سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ سال تھی، ابو طالب نے آپ کے نکاح کا خطبہ پڑھا، حضرت خدیجہ کے والد کا نام خویلد بن اسد اور ماں کا نام فاطمہ بنت زائدہ ہے، نکاح کی ولایت خود ان کے والد نے کی۔

نبی ﷺ کی ازواج کا مقام دیگر عورتوں کے مقابلہ میں بہت بلند ہے، اللہ نے فرمایا ﴿لستن

---

(۱) البدایہ والنہایہ ۶/ ۱۹۵ خاتمۃ الاثر

Marfat.com

كَـأَحَـدٍ مِّـنَ الـنِّسَـاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ﴾ اگر تقویٰ اختیار کرو تو تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو، آپ کی ازواج امت کی مائیں ہیں ان کی عزت وتکریم بالکل ماں کی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہونی چاہئے۔ حقیقی ماں کی طرح نکاح ان سے حرام کیا گیا، البتہ تطہیر قلوب کے لئے حجاب بدستور باقی رکھا گیا۔

حضرت خدیجہؓ نبوت سے قبل آپ کی پہلی بیوی تھیں، آپ ﷺ نے ان کی زندگی میں کوئی دوسری شادی نہیں کی، اللہ نے آپ کی سبھی اولاد ماسوا ابراہیمؓ کے انہیں سے دی، حضرت خدیجہ پہلی مومنہ ہیں، انہوں نے اپنے مال اور اپنی جان سے زیادہ آپ کو عزیز رکھا اور ہر مشکل وقت میں آپ کی مدد کرتی اور تسلی دیتی رہیں۔ حضرت خدیجہؓ اور ان کے بعد حضرت عائشہؓ نبی ﷺ کی ازواج میں سب سے افضل ہیں ایک دفعہ جبرئیل علیہ السلام حضرت خدیجہؓ کے پاس اللہ کا سلام لائے اور یہ خوشخبری دی کہ ان کیلئے جنت میں ایک محل ہے جس میں نہ شور ہوگا نہ تکلیف۔

ایک دفعہ حضرت صدیقہؓ نے ان کی تعریف کرتے ہوئے سنا تو کہا یا رسول اللہ! اب تو اللہ تعالی نے آپ کو ان سے بہتر بیویاں عنایت فرمائی ہے۔ ارشاد ہوا نہیں ان سے بہتر بیوی مجھے کوئی نہیں ملی، جس وقت لوگوں نے کفر کیا وہ ایمان لائیں، لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو میری تصدیق کی اور جب لوگوں نے کچھ دینے سے انکار کیا تو انہوں نے مجھے سارا مال دے دیا پھر انہیں سے میری اولاد بھی ہوئی۔ (۱)

وفات

۲۵/ برس آپ کے ساتھ رہنے کے بعد ۶۵/ سال کی عمر میں ہجرت نبوی کے تین سال قبل بماہ رمضان المبارک وفات پائیں اور جنت المعلی میں نبی ﷺ کے مقدس ہاتھوں سے مدفون ہوئیں، آپ ﷺ اپنی زندگی میں اکثر ان کو یاد فرماتے رہے اور کوئی بکری ذبح کرتے تو ان کا حصہ لگا کر ان کی سہیلیوں کے پاس بھیجا کرتے، حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ جتنا رشک مجھے ان پر آیا اور کسی پر نہیں آیا حالانکہ میں نے ان کو نہیں دیکھا تھا ایک دفعہ میں نے نبی ﷺ سے کہا گویا دنیا میں کوئی عورت ان کے مثل نہیں فرمایا بیشک وہ ایسی ہی تھیں اور انہیں سے میری اولاد بھی ہوئی۔ (۲)

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

والد کا نام زمعہ اور والدہ کا نام شموس بنت عمرو ہے آپ قدیم الاسلام ہیں، آپ ہی کی ترغیب سے

---

(۱) مسند احمد ۶/ ۱۱۸

(۲) بخاری مع الفتح ۷/ ۱۳۳

Marfat.com

آپ کے پہلے شوہر سکران بن عمروؓ نے اسلام قبول کیا، پھر اپنے شوہر اور والدہ کو لے کر حبشہ کی طرف ہجرت کی، اور بقول صاحب رحمۃ للعالمین حبشہ ہی میں اور حسب بیان البدایہ وہاں سے واپسی پر مکہ میں ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔

حضرت سودہؓ اخلاق و کردار اور اسلام سے محبت ولگاؤ میں پیش پیش تھیں، شوہر کے انتقال کے بعد اکیلی رہ گئیں، ادھر ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے انتقال سے رسول اللہ ﷺ بھی اداس اور غمگین رہا کرتے تھے ایک صحابیہ حضرت خولہ بنت حکیمؓ نے اس نزاکت کو بھانپ لیا اور جا کر آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! حضرت سودہ قدیم الاسلام ہونے کے ساتھ نہایت ہی نیک خاتون ہیں آپ کو بھی ایک وفا شعار بیوی کی ضرورت ہے آپ ان سے نکاح کر لیجئے، تو ان کی دلبستگی کے ساتھ آپ کی بھی دلجمعی ہوگی اور ان کی خدمت گذاری و رفاقت سے آپ کا غم غلط ہو جائے گا۔ آپ ان کے اس مشورہ پر راضی ہو گئے، حضرت سودہؓ کے والد زمعہ نے بھی اس رشتہ کو قبول کر لیا، اور شوال ۱۰ھ نبوت میں نکاح نبوی میں آکر رخصتی ہو گئی، حضرت سودہؓ کا عقد حضرت عائشہؓ سے پہلے عمل میں آیا۔ وہ حبشہ کی طرف ہجرت کر چکی تھیں، بعد میں مدینہ کی طرف بھی ہجرت کی، آخر عمر میں رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کے لئے اپنی باری حضرت عائشہ کو دے کر ایثار و محبت کی ایک اعلیٰ مثال قائم کر دی، ان کے سنہ وفات میں اختلاف ہے کسی نے ۵۵ھ - ۵۴ھ لکھا ہے اور کسی نے حضرت عمرؓ کے آخری دور خلافت ۲۳ھ میں بتایا ہے امام بخاری نے بھی اسی کی تصحیح کی ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ

آپ کے والد حضرت ابو بکر صدیقؓ اور والدہ ام رومان تھیں، آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین رفیقۂ حیات اور فقہ و علم میں سب سے بالا و برتر تھیں، بڑے بڑے صحابہ آپ سے مسائل دریافت کرتے اور حدیث کا علم حاصل کرتے، تقریباً دو ہزار دو سو دس حدیثیں آپ سے مروی ہیں، زہد و قناعت، عبادت و تہجد گزاری اور جود و سخا میں بے مثال تھیں، ان کی عفت و پاکدامنی پر قرآنی آیات نازل ہوئیں۔ نبی ﷺ ان کے لحاف میں ہوتے تو وہاں بھی وحی الٰہی نازل ہوتی، یہ شرف اور کسی بیوی کو حاصل نہیں ہوا، مسائل کے استشہاد میں عرب جاہلیت کے اشعار ان کی نوک زبان پر تھے۔ نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ کو ہدایت فرمائی کہ میں عائشہؓ سے محبت کرتا ہوں لہذا تم بھی ان سے محبت کرو، مرض الموت میں آپ ﷺ

Marfat.com

نے حضرت عائشہؓ کے پاس رہنے کی آرزو کی تو تمام بیویوں نے منظور کرلیا، انہیں کے گود میں آپ کا انتقال ہوا، اور انہیں کے حجرے میں آپ مدفون بھی ہوئے یہی سب وجوہ ہیں کہ بعض اہل علم نے انہیں حضرت خدیجہؓ پر بھی فوقیت دی ہے۔

حضرت صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، مجھے دومرتبہ بحالت خواب ریشم کے ایک ملائم کپڑے میں تمہاری صورت دکھائی گئی۔اس کا لانے والا فرشتہ کہتا تھا یہ آپ کی زوجہ ہیں، میں نے کھول کر دیکھا تو وہ تم ہی تھیں تو میں نے دل میں کہا کہ اگر یہ خواب منجانب اللہ ہے تو اللہ اسے پورا کردے گا۔

ازواج مطہرات میں صرف آپ ہی کنواری تھیں، ام المومنین حضرت خدیجہؓ کا انتقال رمضان ۱۰ھ نبوت میں ہوا اس کے بعد شوال میں آپ نے حضرت سودہؓ سے نکاح کیا، اور اسی شوال میں حضرت عائشہؓ سے بھی نکاح ہوا جب کہ آپ چھ برس کی تھیں اور بعد ہجرت شوال ۱ھ یا ۲ھ میں آپ کی رخصتی ہوئی جب کہ آپ ۹ برس کی تھیں۔(۱)

بعضوں نے آپ کا نکاح حضرت سودہؓ سے پہلے اور بعضوں نے بعد میں بتایا ہے لیکن اس میں سب کا اتفاق ہے کہ حضرت سودہؓ کی رخصتی ان سے پہلے مکہ میں ہوگئی تھی، پھر ام المومنین حضرت صدیقہؓ کی ہجرت کے بعد مدینہ میں ہوئی، آپ کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی لیکن بعضوں نے ایک صاحبزادے کے ساقط ہونے کا ذکر کیا ہے جن کا نام رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ رکھا تھا اور انہیں کے نام سے حضرت صدیقہ کی کنیت ام عبداللہ تھی۔(۲)

حضرت صدیقہؓ نے ۱۷ر رمضان ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال کیا حضرت ابوھریرہؓ نے جنازے کی نماز پڑھائی اور وہ اپنی وصیت کے مطابق جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

والد کا نام عمر فاروق والدہ کا نام زینب بنت مظعون ہے، یہ رسول اللہ ﷺ کی چوتھی رفیقۂ حیات ہیں، آپ ﷺ سے پہلے حضرت خنیس بن حذافہ سہمیؓ سے بیاہی گئی تھیں، جنہوں نے ایمان لانے کے بعد حبشہ پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور بدر واحد کی غزوہ میں شریک ہوئے، احد کے غزوہ میں ان کو ایسا زخم آیا کہ اس سے جانبر نہ ہوسکے اور مدینہ آکر انتقال فرمایا، حضرت خنیسؓ کی شہادت کے بعد عمر فاروقؓ کو اپنی

(۱) بخاری مع الفتح ۷/۲۲۴

(۲) البدایہ ۵/۲۹۴

Marfat.com

لخت جگر کی دوسری شادی کی فکر ہوئی، پہلے حضرت ابوبکرؓ سے ذکر کیا تو وہ کچھ نہ بولے، پھر حضرت عثمانؓ سے درخواست کی تو انہوں نے فرمایا میں ابھی شادی کا ارادہ نہیں رکھتا، حضرت عمرؓ کو ان دونوں بزرگوں کے رویہ سے بڑا قلق ہوا، اس لئے سارا ماجرا اللہ کے رسول ﷺ سے کہہ سنایا، آپ نے ان کو تسلی دی اور فرمایا: يتزوج حفصة من هو خير من عثمان و يتزوج عثمان من هي خير من حفصة. حفصہؓ کی شادی ان سے ہوگی جو عثمانؓ سے بہتر ہیں اور عثمانؓ کی شادی ان سے ہوگی جو حفصہؓ سے بہتر ہیں، چنانچہ نبی ﷺ نے ۳ھ میں خود حضرت حفصہؓ سے نکاح کرلیا اور حضرت عثمانؓ کی شادی اپنی دوسری لڑکی ام کلثومؓ سے کردی، تب حضرت ابوبکرؓ نے یہ راز حضرت عمرؓ کو بتایا کہ میری خاموشی کی وجہ یہی تھی کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے حفصہؓ کے ساتھ شادی کا ذکر کیا تھا۔

نبی ﷺ کی ازواج میں حضرت حفصہؓ بہت ہی عبادت گذار اور نیک نفس تھیں لیکن مزاج میں قدرے تندی تھی اس لئے آپ نے انہیں جدا کرنا چاہا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو خبر دی کہ فإنها قوامة و صوامة وانها زوجتك في الجنة کہ حفصہؓ بہت ہی عبادت گذار اور روزہ رکھنے والی ہیں وہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہوں گی یہ سن کر آپ نے رجوع کرلیا۔

حضرت حفصہؓ کی ولادت بعثت نبوی سے ۵ سال پہلے ہوئی تھی اس لحاظ سے وہ نبی ﷺ کی زوجیت میں آنے کے وقت ۲۱ سال کی رہی ہوں گی۔ ان سے رسول اللہ ﷺ کی ساٹھ حدیثیں صحابہ و تابعینؒ کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔ انہوں نے ساٹھ یا تریسٹھ سال کی عمر پاکر جمادی الاول ۴۱ھ میں یا شعبان ۴۵ھ میں انتقال کیا۔(۱)

ام المومنین حضرت زینبؓ بنت خزیمۃ الھلالیہ

والد کا نام خزیمہ اور والدہ کا نام ہند بنت عوف ہے، آپ کی شادی نبی ﷺ سے حضرت حفصہؓ کے بعد ہوئی آپ کا نکاح پہلے طفیل بن حارث بن عبدالمطلب سے پھر ان کے بھائی عبیدہ سے ہوا تھا ان کے انتقال کے بعد تیسری شادی حضرت عبداللہ بن جحشؓ سے ہوئی اور جب حضرت عبداللہ بن جحش غزوۂ احد میں شہید ہوگئے تو نبی ﷺ نے ان کی دلجوئی کے لئے اپنی زوجیت میں لے لیا یہ غریبوں، مساکین پر اس قدر رحم و کرم فرماتیں اور کھانا کھلاتی تھیں کہ ان کا لقب ہی ام المساکین پڑ گیا، آنحضرت ﷺ سے

(۱) رحمۃ للعالمین ۲/۱۰۵

نکاح میں آنے کے بعد صرف ۲ یا ۳ ماہ زندہ رہیں، اور ۳۰ برس کی عمر میں وفات پا کر جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

ام المومنین ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان

آپ کی شادی نبی علیہ السلام سے حضرت زینبؓ کے بعد ہوئی، اصل نام رملہ تھا، والد سردار مکہ ابوسفیان بن حرب اور ماں کا نام صفیہ بنت ابوالعاص ہے، آپ نہایت قدیم الاسلام اخلاق عالیہ اور اوصاف حمیدہ میں بے مثل تھیں آپ کا پہلا شوہر عبیداللہ بن جحش اسلام تو لے آیا لیکن شراب و کباب کا عادی تھا، حضرت ام حبیبہؓ اسلام کی خاطر اپنے باپ بھائی اور وطن کو چھوڑ کر شوہر کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئیں، وہاں وہ نصرانیوں کی صحبت کر کے شراب کی لت میں مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا، آپ نے اسے بہت ڈرایا سمجھایا لیکن وہ راہ راست پر نہ آیا اور اسی ارتداد کی حالت میں مر گیا، شوہر کا ارتداد اور ان کی تکلیف و تنہائی کا حال معلوم کر کے رسول اللہ علیہ السلام کو سخت صدمہ ہوا، آپ نے حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ کو شاہ حبش کی طرف روانہ کر کے شاہ ہی کی معرفت ام حبیبہؓ کو شادی کا پیغام بھیجا، شاہ حبش نے آپ کے حکم کے مطابق ام حبیبہؓ کے پاس اپنی ایک مخصوص لونڈی کو بھیج کر یہ خبر دی کہ رسول اکرم علیہ السلام نے تمہیں شادی کا پیغام دیا ہے، ام حبیبہؓ نے شوہر اول کی جدائی کے بعد یہ خواب دیکھا تھا کہ کوئی شخص انہیں ام المومنین کہہ کر پکار رہا ہے پھر اسی خواب کے مطابق یہ پیغام پا کر انہیں اتنی خوشی ہوئی کہ اپنا سارا زیور جو پہنے تھیں بشارت سنانے والی لونڈی کو انعام و شکرانے میں دے دیا اور حضرت خالد بن سعیدؓ کو جو ان کے ماموں زاد بھائی تھے اپنے نکاح کا وکیل بنا کر شاہ حبش کے پاس بھیج دیا، شاہ حبش نے ان کی رضا مندی کی خبر پاتے ہی نکاح کی مجلس منعقد کی اور حضرت جعفرؓ اور دوسرے مہاجر مسلمانوں کو بھی مدعو کر لیا اس کے بعد خود خطبۂ نکاح پڑھا اور ۴ سو دینار مہر اپنے پاس سے ادا کر دیا، پھر حضرت خالد بن سعیدؓ نے بھی اس کی توثیق میں خطبہ دیا اور کہا، أما بعد : فقد أجبتُ إلى ما دعا إليهِ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَزَوَّجْتُهُ امَّ حبيبةَ بنتَ ابي سفيان فبارك اللّٰهُ رسولَهُ عليهِ السلام . حمد و نعت کے بعد، میں نے رسول اللہ علیہ السلام کے پیغام کو قبول کر کے ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ کو آپؐ کے نکاح میں دے دیا۔ اللہ تعالی اپنے رسول علیہ السلام کی ذات میں برکت عطا فرمائے، نکاح ختم ہو گیا تو بادشاہ نے کہا، شادی کے وقت کھانا کھلانا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے

Marfat.com

لہذا آپ لوگ کھانا کھا کر رخصت ہوں، پس سب کو کھانا کھلایا اور حضرت ام حبیبہؓ کو حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کی معرفت مدینہ آنحضرت ﷺ کے پاس روانہ کر دیا ان کے ساتھ ان کی بیٹی حبیبہ بھی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے اس یتیمہ کی بھی پرورش فرمائی۔

حضرت ام حبیبہؓ کا کمال ایمان اس درجہ تھا کہ ان کے باپ ابوسفیان صلح حدیبیہ کی تجدید کے لئے مدینہ آئے اور ان سے ملنے کے لئے گھر میں گئے تو بیٹی نے بستر رسول ﷺ کو لپیٹ دیا، ابوسفیان اس وقت کافر تھے ان کو حیرت ہوئی تو پوچھا، بیٹی تم نے بستر کیوں لپیٹ دیا، کیا بستر کو میرے لائق نہیں سمجھا یا خود مجھے بستر کے لائق نہیں جانا، ام حبیبہؓ نے فرمایا، ابا جان! یہ بستر رسول اکرم ﷺ کا ہے، آپ مشرک ہیں اس لئے اس پر نہیں بیٹھ سکتے، ابوسفیان کو ان کی یہ بات بہت بھاری لگی اور یہ کہہ کر نکل آئے کہ مجھ سے جدا ہونے کے بعد تو بگڑ گئی ہے۔

حضرت ام حبیبہؓ سے تقریباً ۶۵ حدیثیں مروی ہیں، ۴۴ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال فرما کر جنت البقیع میں مدفون ہوئیں، انتقال کے وقت حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ موجود تھیں، ان سے عرض کیا کہ اکٹھا رہنے سے سوکن عورتوں میں معاملات کے اندر لغزش ہو جایا کرتی ہے اسے معاف کر دینا، انہوں نے بخوشی معاف کر دیا تو فرمایا خدا آپ لوگوں کو خوش رکھے جیسے آپ نے مجھے خوش کیا ہے۔(۱)

ام المومنین ام سلمہؓ

نبی ﷺ سے آپ کی شادی حضرت ام حبیبہؓ کے بعد ہوئی اصل نام ہند، والد ابوامیہ بن مغیرہ مخزومی اور ماں کا نام عاتکہ بنت عامر ہے، آپ کا پہلا نکاح حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی سے ہوا تھا، دونوں میاں بیوی نہایت قدیم الاسلام اور کامل الایمان تھے، دونوں نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مکہ واپس آئے اور وہاں سے مدینہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا ابوسلمہؓ نے اونٹ پر کجاوہ کس کر ام سلمہؓ اور اپنے بیٹے سلمہ کو بٹھایا اور خود نکیل پکڑ کر آگے بڑھے، لوگوں میں اس کا چرچا ہوا تو ام سلمہؓ کے خاندان والوں نے آگے بڑھ کر ان سے ان کی بیوی ام سلمہؓ اور بیٹے سلمہ کو چھین لیا اور کہا تم جہاں چاہو جا سکتے ہو لیکن ہم اپنے خاندان کے ان افراد کو نہیں جانے دیں گے، حضرت ابوسلمہؓ مجبور ہو گئے تو بیوی اور بچے واللہ کے بھروسے پر چھوڑ کر تنہا چلے گئے، حضرت ام سلمہؓ شوہر کی جدائی میں سال بھر روتی رہیں، روزانہ شام کو اس مقام پر

---

(۱) البدایہ ۵/۲۹۴، رحمۃ للعالمین ۲/۶ء ۱۷

جا بیٹھتیں جہاں شوہر سے جدائی ہوئی تھی، یہ حال دیکھ کران کے بعض اقارب کو رحم آ گیا اور ان کو ان کے بچے کو آزاد کرا کے مدینہ جانے کی اجازت دے دی، چنانچہ وہ بچے کو لے کر اکیلی چل پڑیں، جب مقام تنعیم پر پہنچیں تو عثمان بن ابوطلحہ ؓ سے ملاقات ہوگئی۔ پوچھا اکیلی کہاں جا رہی ہو؟ انہوں نے اپنی بے کسی کا سارا حال بیان کر دیا، عثمان بن ابوطلحہ نہایت ہی شریف اور رحم دل تھے اگرچہ ابھی اسلام قبول نہ کیا تھا لیکن فطری ہمدردی نے انہیں برانگیختہ کیا کہ اس بیکسی میں کام آئیں، چنانچہ اونٹ پر سوار کر کے خود پیدل مدینہ کی طرف لے چلے، کئی روز کے بعد شہر اور اس کا نخلستان نظر آنے لگا تو دور ہی سے ام سلمہ ؓ کو دکھا کر کہا، یہی تمہارے شوہر کی بستی ہے وہاں چلی جاؤ، اب کوئی تکلیف نہ ہوگی یہ کہہ کر واپس لوٹ آئے، حضرت ام سلمہ ؓ نہایت آرام کے ساتھ وہاں پہنچیں اور اپنے شوہر سے مل کر خوشی خوشی رہنے لگیں۔

اللہ کی مرضی دیکھئے ۳ھ یا ۴ھ میں جنگ احد کے ایک زخم سے حضرت ابوسلمہ ؓ کا انتقال ہوگیا ان کے چھوٹے چھوٹے کئی بچے تھے، نبی ﷺ رحمۃ للعالمین تھے ام سلمہ ؓ کی پریشان حالی کو دیکھ کر بہت ترس آیا اور بکمال مہربانی ان کو اپنی زوجیت میں لے لیا اور ان کے بچوں وبچیوں کی بھی پرورش فرمائی۔

کتب احادیث میں حضرت ام سلمہ ؓ سے ۳۷۸ حدیثیں مروی ہیں، حضرت ابن عباس ؓ عائشہ صدیقہ ؓ سعید بن مسیب ؓ اور دیگر کئی صحابہ وتابعین نے آپ سے روایت کی ہے، ۵۹ھ میں بعمر ۸۴ سال انتقال ہوا، حضرت ابو ہریرہ ؓ نے جنازے کی نماز پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔(۱)

ام المومنین زینب بنت جحش ؓ

آپ کا نکاح ام سلمہ ؓ کے بعد عمل میں آیا، والد کا نام جحش بن رباب اور والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب ہے جو نبی ﷺ کی پھوپھی تھیں، حضرت زینب ؓ کا نکاح پہلے خود نبی ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ ؓ سے کر دیا تھا جو نسلاً تو آزاد تھے لیکن لڑکپن میں کچھ لوگوں نے ان کی والدہ سے چھین کر مکہ کے قریب سوق حباشہ میں بیچ ڈالا تھا اور حضرت حکیم ابن حزام نے خرید کر حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے حوالے کر دیا تھا، پھر انہوں نے نبی ﷺ کی خدمت کیلئے آپ کو ہبہ کر دیا، پس آپ نے انہیں آزاد کر کے ان کے کمال ایمان اور حسن اخلاق کے سبب اپنا متبنیٰ بنایا۔

حضرت زینب اور ان کے گھرانے کے لوگ پہلے اس نکاح سے راضی نہ تھے، لیکن آپ ﷺ کا

---

(۱) رحمۃ للعالمین ۲/۱۶۴

Marfat.com

حکم ٹال نہ سکے نکاح اور رخصتی ہو جانے کے بعد میاں بیوی میں برابر ان بن رہتی تھی۔ نبی ﷺ حضرت زیدؓ کو برابر سمجھاتے رہے کہ کسی صورت سے نباہ ہو جائے لیکن بات کچھ بنائے نہ بنتی تھی اس لئے مجبور ہو کر حضرت زیدؓ نے طلاق دے دی۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ زیدؓ کی فداکاری اور حسن ایمان کے سبب نبی ﷺ نے انہیں غلامی سے آزاد کر کے اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا اسی سبب سے لوگ انہیں ابن محمد ﷺ (محمد ﷺ کا بیٹا) کہہ کر پکارتے تھے اور عرب کے لوگ اپنے متبنیٰ کی بیوی سے نکاح عیب سمجھتے تھے اس لئے اللہ نے چاہا کہ جاہلیت کی یہ رسم توڑ دیا جائے اس لئے آپ کو ان سے نکاح کرنے کا حکم بذریعہ قرآن دیا بلکہ بعض روایات کے مطابق ان کا نکاح خود آسمان پر کر دیا۔

ایک بے حقیقت افسانہ

بعض معاندین نے یہ افسانہ گڑھا ہے کہ حضرت زینب حسن و جمال میں یکتا تھیں ایک دفعہ آپ نے انہیں دیکھ لیا، پس زیدؓ سے طلاق دلا کر اپنے متبنیٰ کی بیوی سے خود نکاح کر لیا لیکن یہ افترا ہے محض اور بہتان عظیم ہے۔ حضرت زینبؓ آپ کی پھوپھی کی لڑکی تھیں، آیت حجاب کے نازل ہونے سے پہلے ہی یہ نکاح نبی ﷺ کے حکم اور سعی و جہد سے عمل میں آیا تھا پس لامحالہ آپ نے انہیں بارہا دیکھا اور جانتے تھے، خود صاحب معاملہ اور خاندان کے لوگ اس نسبت پر راضی نہ تھے، اس لئے طلاق اور جدائی کے بعد ضروری ہوا کہ خود آپ ہی اس کا بار اٹھائیں اور جو خفت اس طلاق سے ان کو اور ان کے گھر والوں کو لاحق ہوئی تھی اس کو دور کرنے کیلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اس کا نعم البدل بنے۔

چنانچہ رسول کریم ﷺ نے محض ان کی دلجمعی و دلبستگی کی خاطر عدت گذرنے کے بعد ان کے ہاں میں خود نکاح کا پیغام بھیجا یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئیں اور دو رکعت شکرانے کی نماز پڑھ کر دعا مانگی۔ الٰہ العالمین اگر میں تیرے نبی کی رفاقت کے لائق ہوں تو ان سے میرا نکاح کر دے۔ ان کی یہ دعا قبول ہوگئی۔ ارشاد خداوندی ہے: ﴿فلما قضی زید منها وطرا زوجنكها﴾ زید نے انہیں طلاق دے دی تو ہم نے ان کا نکاح آپ سے کر دیا، منقول ہے کہ جو خادمہ آسمانی نکاح کا مژدہ لے کر آئی اسے انہوں نے انعام بھی دیا اور دوبارہ سجدہ شکر بجا لائیں۔

حضرت زینبؓ کا پہلا نام برہ تھا آپ نے اسے بدل کر زینب رکھ دیا، زینب کے فضائل و مناقب

Marfat.com

بہت ہیں۔ وہ فرماتی تھیں کہ سب کا نکاح تو زمین پر ہوا اور اللہ نے میرا نکاح آسمان پر کیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ازواج میں کوئی بھی دین وتقویٰ، سچائی وصلہ رحمی اور صدقہ وخیرات میں ان سے بڑھ کر نہ تھی۔ نیز فرماتی ہیں: هي التي تساويني في المنزلة عند رسول الله ﷺ یعنی رسول اللہ ﷺ کے نزدیک حضرت زینبؓ ہی درجے اور رتبے میں میرے برابر سمجھی جاتی تھیں، ایک دفعہ نبی ﷺ نے ازواج مطہرات سے فرمایا کہ مجھ سے سب سے پہلے وہ بیوی ملاقات کرے گی جس کا ہاتھ لمبا ہوگا۔ بیویوں نے سب کا ہاتھ ناپا، حضرت سودہؓ کا ہاتھ سب سے بڑا پایا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا تو سمجھ گئیں کہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد سخاوت کی درازی تھی۔

حضرت زینبؓ کی عمر نکاح نبوی کے وقت ۳۶ برس کی تھی، اور ۲۰ھ یا ۲۱ھ میں مدینہ منورہ میں بعمر ۵۳ سال انتقال کر کے جنت البقیع میں مدفون ہوئیں، ان سے حدیث کی روایت حضرت عائشہؓ اور ام حبیبہؓ وغیرہ نے کی ہے۔(۱)

ام المومنین حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

حضرت زینب بنت جحشؓ کے بعد ۵ھ ہی میں آپ کو بھی نبی ﷺ کی رفیقۂ حیات ہونے کا شرف حاصل ہوا، آپ کے والد حارث بن ضرار تھے جو نبی ﷺ کی عداوت میں آپ سے جنگ کی تیاری کر رہے تھے لیکن نبی ﷺ کو خبر ہوئی تو ان کے حملہ کرنے سے پہلے ہی سات سو اصحاب کو لے کر بنو مصطلق پر دھاوا بول دیا اور تھوڑی سی جنگ کے بعد ان کے بہت سے قیدی مرد، عورتیں، جانور اور اموال غنیمت ہاتھ آئے انہیں قیدیوں میں حضرت جویریہؓ بھی تھیں۔

حضرت جویریہؓ نے مسلمانوں کے حملہ سے تین دن پہلے ہی یہ خواب دیکھا تھا کہ چاند مدینہ سے چل کر میرے گود میں آ گیا ہے، لیکن انہوں نے اس کا ذکر کسی سے نہیں کیا۔ اور قید ہو کر حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ کے حصہ میں آئیں تو بھی ان کے دل میں اس خواب کی تعبیر کی صداقت کا خیال جما ہوا تھا، خدا کی مشیت دیکھئے کہ حضرت ثابت نے کچھ مال کی شرط پر ان سے مکاتبہ کر لیا اور وہ مدد حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں اور کہا، یا رسول اللہ! میں اپنی قوم کے سردار حارث کی لڑکی ہوں آپ میری

(۱) البدایہ ۵/ ۲۹۵، رحمۃ للعالمین ۲/ ۱۶۷

Marfat.com

مدد کریں تو آزاد ہو جاؤں، فرمایا، ٹھیک ہے لیکن کیا یہ بہتر نہیں کہ میں تمہاری ساری رقم ادا کر کے تمہیں آزاد کر دوں اور تم سے شادی کر لوں انہوں نے کہا، بیشک یا رسول اللہ! میں اس پر راضی ہوں۔

اب تو حضرت جویریہؓ یہ سمجھ گئیں کہ بلاشبہ مدینہ کے چاند آپ ہی ہیں اور اب وہ شرف مجھے مل کے رہے گا جو میں نے خواب میں دیکھا تھا چنانچہ آپ کی جانب سے اشارہ پاتے ہی فوراً راضی ہو گئیں۔

حضرت جویریہؓ کا نام برہ (نکوکار) تھا، نبی علیہ السلام نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ کوئی اپنے آپ کو خود ہی نکوکار کہلائے اس لئے ان کا نام بدل کر جویریہؓ رکھ دیا اور ابھی حضرت جویریہ کا نکاح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونے بھی نہ پایا تھا کہ ان کے باپ حارث اور ان کے بھائی لوگ ان کو قید سے آزاد کرانے کے لئے اونٹوں کا فدیہ لے کر مدینہ کی طرف چل پڑے اور راستے میں مقام عقیق پر پہنچے تو دو عمدہ قسم کے اونٹوں کو وہاں چھپا دیا اور یہ سوچ کہ اگر فدیہ کی رقم سے یہ اونٹ بچ گئے تو واپسی میں کام دیں گے پھر آپ کے پاس آ کر فدیہ کی بات کرنے لگے، آپ نے فرمایا کہ عقیق کی وادی میں جو دو اونٹ چھپا کر آئے ہو کیوں نہیں لائے؟ یہ سن کر حضرت حارث ان کے بیٹے اور قوم کے لوگ حیران رہ گئے، کہ ہمارے سوا اس واقعہ کا علم کسی کو نہیں ہے پھر آپ نے کیسے جان لیا، وہیں آپ کی نبوت وصداقت کا انہیں یقین ہو گیا فوراً کلمہ پڑھا اور وہ خود ان کے دونوں بیٹے اور قوم کے دیگر لوگ جو ان کے ساتھ تھے سب ایمان لائے اور حارث نے اپنی لڑکی کا نکاح بخوشی ورضامندی ۴ سو درہم مہر کے عوض آپ سے کر دیا۔

صحابہ کرام کو آپ کی اس شادی کا علم ہوا تو سب نے ان کے قیدیوں کو آزاد کر دیا اور کہا ہم اس خاندان کے لوگوں کو قیدی نہیں بنا سکتے جن سے رسول اللہ علیہ السلام کا رشتہ قائم ہو گیا ہو، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی علیہ السلام کی شادی حضرت جویریہ کے ساتھ ہونے سے سو گھر کے لوگ آزاد کر دیئے گئے، میں نہیں جانتی کہ حضرت جویریہ سے بڑھ کر کون سی عورت اتنی بڑی برکت والی ہوں۔ (۱)

حضرت جویریہؓ کا پہلا شوہر مسافع بن صفوان مصطلقی تھا آپ کی عمر بوقت نکاح رسول اللہ ۲۰ سال کی تھی کیونکہ آپ ربیع الاول ۵۶ھ میں بعمر ۶۵ یا ۷۰ سال مدینہ منورہ میں وفات پائیں اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں ان سے احادیث کی روایت حضرت ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، جابرؓ جیسے اعاظم صحابہ نے کی ہے۔

---

(۱) البدایہ ۴/ ۱۵۹، ابن ہشام ۲/ ۲۹۵

Marfat.com

ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی

ام المومنین جویریہؓ کے بعد محرم ۷ھ میں فتح خیبر کے موقع پر حضرت صفیہؓ کی تزویج کا واقعہ پیش آیا جس کا مفصل بیان ہم غزوۂ خیبر کے ذیل میں کر آئے ہیں آپ کا پہلا نام زینب تھا لیکن نبی ﷺ نے ان کو اپنے لئے خالص کر لیا تو آپ کا نام صفیہ پڑ گیا۔ آپ کا نسب ہارون علیہ السلام سے مل جاتا ہے، آپ یہود بنو قریظہ و بنو نضیر کے سردار حیی بن اخطب کی لڑکی تھیں، ماں کا نام برہ بنت سموال ہے، آپ کا شوہر خیبر کا سردار کنانہ بن ابوالحقیق تھا جو اسی جنگ میں مارا گیا۔ آپ نے بھی نبی ﷺ کی آمد سے پہلے یہ خواب دیکھا تھا کہ آسمان کا چاند اپنی جگہ سے اڑ کر میری گود میں آ گیا، یہ خواب انہوں نے اپنے شوہر سے بیان کیا تو اس نے آپ کو ایک زوردار طمانچہ مار کے کہا کہ تو مدینہ کے بادشاہ محمد ﷺ سے شادی کرنا چاہتی ہے حالانکہ وہ فرماتی ہیں اس وقت میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی۔

حضرت صفیہؓ خیبر میں گرفتار ہوئیں تو پہلے ان کو دحیہ کلبیؓ نے اپنے حصے میں لے لیا تھا لیکن صحابہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ وہ ایک سردار کی بیٹی ہیں، لہذا آپ کے سوا کسی غیر کیلئے مناسب نہیں چنانچہ آپ نے حضرت دحیہؓ کو ان کے عوض دوسری کنیز دے کر صفیہ پر اسلام پیش کیا، جب انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو آپ نے آزاد کر کے استبراء رحم کے بعد ان سے شادی کو لی اور واپسی میں خیبر و مدینہ کے درمیان صہبا نامی مقام پر خلوت فرما کر کھجور و پنیر اور گھی سے مالیدہ بنا کر صحابہ کو ولیمہ کھلایا، اور باقاعدہ طور سے ان کا شمار امہات المومنین میں ہو گیا۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ان کو قصیرہ (پست قامت) کہہ دیا اس سے ان کی تنقیص ہوتی تھی، نبی ﷺ نے سنا تو فرمایا: لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِهَا الْبَحر لَغَلَبَتْ. تم نے ایسی کڑوی بات کہہ دی ہے کہ اگر اسے سمندر میں گھولا جائے تو اس پر غالب آ کر سارا پانی کڑوا کر دے۔

اسی طرح کسی سفر میں حضرت صفیہؓ کا اونٹ تھک کر ناکارہ ہو گیا تو آپ نے حضرت زینبؓ سے فرمایا کہ تمہارے پاس ایک اونٹ زائد ہے، وہ صفیہؓ کو دے دو۔ انہوں نے جواباً عرض کیا: أَنَا أُعْطِي تِلْكَ الْيَهُودِيَّة کیا میں اپنا اونٹ اس یہودیہ کو دوں گی؟ ان کے اس نا ملائم کلمہ سے آپ اس قدر ناراض ہوئے کہ تین مہینہ ذی الحج، محرم اور صفر تک ان سے ملنا ترک کر دیا۔

اسی طرح حضرت حفصہؓ نے ایک مرتبہ انہیں بطور طنز یہودی کی لڑکی کہہ دیا تو رونے لگیں، آپ

Marfat.com

نے دیکھا تو فرمایا: إنكِ لابنة نبيٍّ وانّ عمّكِ نبيٌ وإنكِ لَتحت نبيءٍ ففيما تفخر عليكِ ثم قال اتقِ اللّهَ يا حفصة. اے صفیہ! تم ایک نبی (ہارون علیہ السلام) کی لڑکی ہو اور ایک نبی (موسیٰ علیہ السلام) تمہارے چچا ہیں اور ایک نبی (محمد ﷺ) کی بیوی ہو، پس حفصہ تم پر کیا فخر کرتی ہیں، پھر فرمایا، اے حفصہؓ! تم اللہ سے ڈرو۔(۱)

حضرت صفیہؓ چونکہ یہود کے گھرانے سے آئی تھیں اور یہودی بدعہدی و اسلام دشمنی میں معروف تھے اس لئے بعض ازواج کا رقابۃ یا خوش طبعی کے طور پر اس قسم کے چھینٹے کس دینا ایک فطری امر تھا لیکن رسول اللہ ﷺ ان کے ایمان و اسلام کو دیکھ کر ہمیشہ ان پر نظر شفقت فرمایا کرتے اور ازواج مطہرات کے مشاجرات کو بڑی حکمت و دانائی سے ختم کرادیتے تھے۔

حضور ﷺ کے بعد دور فاروقی کا ایک واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ ان کی ایک خادمہ نے جا کر حضرت عمرؓ سے ان کی شکایت کی کہ وہ یہود کی طرح سبت یعنی سنیچر کی بہت عزت کرتی ہیں اور یہودیوں کو عطیات اور تحفے بھی دیا کرتی ہیں، عمر فاروقؓ نے کسی کو آپ کے پاس بھیج کر دریافت کیا تو فرمایا کہ جب سے مجھے اللہ تعالیٰ نے جمعہ کا دن عطا فرمایا میں نے کبھی سنیچر کو پسند نہیں کیا اور چونکہ یہودی میرے قرابت دار ہیں اس لئے ان کو صلہ رحمی دیتی رہتی ہوں۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت صفیہؓ نے اپنی اس خادمہ سے پوچھا تو نے یہ شکایت کس وجہ سے کی تھی۔ اس نے کہا محض شیطان کے ورغلانے سے۔ ام المومنین حضرت صفیہؓ کا کرم دیکھئے کہ اس پر عتاب کرنے کے بجائے اس کو غلامی سے آزاد کر دیا۔

آپ نے ساٹھ سال کی عمر پا کر بمقام مدینہ منورہ رمضان المبارک ۵۰ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں ان سے دس حدیثیں بخاری و مسلم و دیگر کتب میں مروی ہیں۔

ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث

حضرت صفیہؓ کے بعد نبی ﷺ نے ام المومنین حضرت میمونہ بنت الحارث الہلالیہ سے ۷ھ میں شادی فرمائی، والد کا نام حارث اور والدہ کا نام ہند بنت عوف ہے۔ ان کا پہلا نام برہ تھا۔ آپ ﷺ نے اسے بدل کر میمونہ رکھ دیا۔

جاہلیت میں حضرت میمونہؓ کی پہلی شادی مسعود بن عمرو ثقفی سے ہوئی اس نے جدا کر دیا تو دوسری

(۱) ترمذی ۲: ۲۲۹

Marfat.com

شادی ابورہم بن عبدالعزیٰ سے ہوئی، اس کے انتقال کے بعد ذیقعدہ ۷ھ میں نبی ﷺ عمرۃ القضاء کے لئے مکہ تشریف لے گئے تو آپ کے چچا حضرت عباسؓ نے ان سے شادی کرنے کی درخواست کی، آپ نے اسے منظور فرما کر حضرت جعفر بن ابی طالب کے ذریعہ ان کے پاس پیغام بھیجا تو حضرت میمونہؓ نے اپنا معاملہ اپنی بڑی بہن ام الفضل لبابۃ الکبریٰ کے سپرد کر دیا جو حضرت عباسؓ کی بیوی تھیں، ام الفضل نے حضرت عباس کو ولی بنا کر چار سو درہم مہر کے عوض آپ کے نکاح میں دے دیا۔

نکاح ہو جانے کے بعد آپ نے مکہ سے کوچ کر دیا اور وہاں سے دس میل کے فاصلے پر مقام سرف میں خلوت فرمائی اور صحابہ کو ولیمہ کھلایا، اللہ کی مشیت دیکھئے کہ ایک مدت کے بعد ۵۱ یا ۶۱ھ میں اسی مقام سرف میں وفات پا کر وہیں مدفون ہوئیں، کتب حدیث میں آپ سے کل ۷۶ حدیثیں مروی ہیں۔ مفسر قرآن حضرت ابن عباس کی والدہ لبابۃ الکبریٰ اور مجاہد اعظم حضرت خالد بن ولیدؓ کی والدہ لبابۃ الصغریٰ آپ کی حقیقی بہن ہیں کہا جاتا ہے کہ آپ نبی ﷺ کی آخری رفیقۂ حیات ہیں ان کے بعد آپ نے کوئی شادی نہیں کی۔ (۱)

دیگر ازواج اور باندیاں

اوپر جس ترتیب سے ازواج مطہرات کا ذکر کیا گیا ہے اگرچہ بعض مؤرخین نے اس میں کچھ تغیر بھی کیا ہے لیکن صاحب البدایہ نے محمد بن اسحاق سے روایت کر کے اسی کو احسن اور اقرب الی الصواب لکھا ہے ملاحظہ ہو ۳۰۰/۵، یہی آپ کی گیارہ بیویاں مشہور و معروف ہیں، جو آپ کے ساتھ رفیقۂ حیات بن کر رہیں، ان میں ام المومنین خدیجہ بنت خویلدؓ اور زینب بنت خزیمہ کا انتقال آپ کی زندگی ہی میں ہو گیا تھا، باقی نو ازواج آپ کی وفات کے بعد حجروں میں موجود تھیں جیسا کہ مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہے۔

ان کے علاوہ بھی کتب سیر میں آپ کی بعض دیگر ازواج کا ذکر مختلف ناموں، مختلف ولدیتوں اور مشتبہ واقعات سے ملتا ہے لیکن کسی سے صرف نکاح ہوا کسی سے صرف رخصتی ہوئی اور کسی تک صرف پیغام بھیجا گیا اور بات پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکی۔

مثلاً عالیہ بنت ظبیان یا عمرہ بنت زید یا عمرہ بنت یزید الکلامیہ۔ ان میں سے ہر ایک یا کسی ایک کا نکاح آپ ﷺ سے ہوا، بعد میں خبر ملی کہ جسم پر برص کا داغ ہے اس لئے آپ نے خلوت سے پہلے طلاق

(۱) البدایہ ۲۲۹/۴

Marfat.com

دے دی اور خرچ بھر دیا۔

اسی طرح امیمہ یا امینہ بنت نعمان یا بنت شرحبیل یا اسماء بنت کعب یا فاطمہ بنت ضحاک یا ملیکہ بنت کعب الجوینہ میں سے کسی ایک کا نکاح آپ سے ہوا، یہ شاہی گھرانے کی حسن و جمال میں یکتا و بے نظیر خاتون تھی، اس کے باپ کو حضرت خالد بن ولیدؓ نے کسی جنگ میں قتل کر دیا تھا، شادی کے بعد اپنے دایہ وخادمہ کے ساتھ بھیجی گئی تھی، ام المومنین حضرت عائشہؓ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا، کیا تو اپنے باپ کے قاتل کے یہاں شادی کرنے میں شرم نہیں کھاتی، اس فقرے کا اثر اس نے ایسا لیا کہ رسول کریم ﷺ حایط شوط میں اس کے پاس داخل ہوئے تو اس نے اپنے کو ملکہ اور آپ کو رعیت سے تعبیر کرکے کہہ دیا کہ کوئی شاہزادی کسی رعیت کے یہاں شادی نہیں کرتی، پھر بھی آپ نے اس کی تسکین خاطر چاہی تو اس نے کہا اعوذ باللہ منک. میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں آپ نے فرمایا، تم نے بڑی ذات کی پناہ مانگی ہے پھر باہر نکل آئے، اور ابو اسیدؓ سے فرمایا اسے دو جوڑے کپڑے اور سامان دے کر رخصت کردو۔

اس واقعے کی خبر اس کے گھر والوں کو ہوئی تو آکر آپ سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ یہ کمسن تھی دھوکہ کھا گئی اس لئے آپ رجوع فرمائیں اور اس کی کم عقلی پر نہ جائیں لیکن آپ نے انکار فرمایا تو ان لوگوں نے آپ سے اجازت لے کر اس کی دوسری شادی کسی قرابت دار کے یہاں کردی، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کے بعد وہ باہر نکل کر مینگنیاں چنتی اور کہتی تھی، میں ہی وہ بد نصیب عورت ہوں جو رسول اللہ ﷺ سے پناہ مانگ کر اس برے نتیجے سے دوچار ہوگئی۔

اسی طرح ام شریک خولہ بنت حکیم یا ہذیل اور لیلی بنت حطیم، صفیہ بنت بشامہ، غزیہ بنت جابر، بنت سفیان، اسماء بنت الصلت، شراف بنت فضالہ اور قتیلہ بنت قیس کا تذکرہ ملتا ہے مگر ان میں سے کسی کی رخصتی اور خلوت نہیں ہوئی۔

اسی طرح ضباعہ بنت عامر جو صاحب حسن و جمال ہونے کے ساتھ جسم موٹا اور زلف بہت دراز اور گھنی رکھتی تھیں کہ سارا بدن اس سے ڈھک جاتا ان کے بارے میں حضور ﷺ کا رجحان معلوم کرکے خود ان کے بیٹے ان کی رائے معلوم کرنے کیلئے گئے تو انہوں نے جواب دیا کہ بیٹے! کیا اللہ کے رسول کے بارے میں بھی کوئی دوسری رائے ہوسکتی ہے، لیکن بعد میں حضرت سلمہ ماں کی عمر درازی اور بہ کبنی سوچ کر خاموش رہے اور حضور ﷺ نے بھی ذکر نہیں فرمایا۔

Marfat.com

اسی طرح آپ نے اپنے محسن چچا کی لڑکی ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب کو پیغام نکاح دیا، مقصود محض ان کی دل دہی و خاطر جمعی بھی لیکن انہوں نے معذرت کی اور کہا یا رسول اللہ! میرے کئی چھوٹے بچے ہیں اور میں عمر رسیدہ بھی ہو چکی ہوں اس لئے آپ خاموش رہے۔(۱)

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

آپ مصر کے قریہ حفن کی رہنے والی تھیں، حاکم اسکندریہ جریج بن مینا الملقب بمقوقس نے آپ کو آپ کی بہن سیرین اور مابور نامی ایک خصی شدہ غلام اور دلدل نامی ایک سفید خچر کے ساتھ ھدیہ میں روانہ کیا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ماریہ وسیرین پر اسلام پیش کیا تو دونوں نے بخوشی اسے قبول کر لیا۔ پس سیرین کو آپ نے حضرت حسان بن ثابت کو عطا کر دیا اور حضرت ماریہؓ کو اپنے لئے خاص کر لیا اور دلدل کو اپنی سواری میں رکھا، اس کی عمر بہت دراز ہوئی یہاں تک کہ آپ کے بعد حضرت علیؓ کے قبضے میں آیا اور حضرت علیؓ کے بعد عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی خدمت میں رہا۔

حضرت ماریہؓ کا باپ مصری اور ماں رومی تھی، اس لئے وہ سفید فام نہایت ہی حسین و جمیل تھیں، اسلام لانے کے بعد بہت پختگی سے قائم رہیں، آپ ان سے بہت محبت کرتے تھے ان کے رہنے کیلئے اموال بنی نضیر میں سے ایک جگہ بمقام عالیہ جو آپ ﷺ کی ملکیت میں تھی منتخب فرمایا۔

جس وقت ان کے بطن پاک سے رسول کریم ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ تولد ہوئے تو ان کے پاس ایک آپ کی آزاد کردہ لونڈی حضرت سلمٰی بطور دایہ موجود تھیں انہوں نے باہر نکل کر اپنے شوہر ابو رافع کو بتایا اور حضرت ابو رافع نے جا کر یہ خوشخبری رسول اللہ ﷺ کو سنائی تو آپ نے ان کو انعام میں ایک غلام ہبہ کر دیا، پھر یہ خبر آپ کی دیگر ازواج کو پہنچی تو سب کو غیرت سے بہت رشک پیدا ہوا۔

آپ نے بیٹے کا مبارک نام ابراہیمؓ رکھا، ساتویں دن عقیقہ کیا پھر سر حلق کرا کے بال کے برابر چاندی مساکین کو دی اور بالوں کو زمین میں دفن کر دیا، نیز فرمایا کہ ماریہؓ کو ان کے بیٹے نے غلامی سے آزادی دلا دی۔

حضرت ماریہؓ کو دودھ کم ہوتا تھا، آپ نے بچے کی غذا کیلئے ایک دودھ والی بھیڑ خرید دی، اس کا

---

(۱) البدایہ ۵/۲۹۶ تا ۳۰۲

Marfat.com

دودھ پی کر حضرت ابراہیمؓ کا رنگ نکھر آیا اور جسم خوب چکنا و فربہ ہو گیا، ایک دن وہ کندھے پر بٹھا کر لائیں تو آپ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا بچے کی مشابہت کیسی ہے؟ ام المومنین نے کہا میں تو کوئی مشابہت نہیں دیکھتی، آپ نے فرمایا، گوشت میں بھی نہیں، ام المومنین نے کہا بخدا جو دنبے کے دودھ سے پرورش پائے گا اس کا جسم اسی طرح تومند ہو جائے گا۔

بچے کی مشابہت کبھی باپ سے ہوتی ہے کبھی ماں سے ہو سکتی ہے، چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کی مشابہت رسول اللہ ﷺ کے رخ انور سے کم اور ماں سے زیادہ رہی ہوگی جیسا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ کے قول سے اندازہ ہوتا ہے لیکن جسم اور گوشت پوست میں کافی مشابہت تھی جسے ام المومنینؓ دنبے کے دودھ کا اثر بتا کر تاویل کر گئیں، اس سے دل میں شکوک و شبہات کے پیدا ہونے کا امکان تھا جیسا کہ بعض روایت سے پتہ چلتا ہے۔ لیکن اس امکانی شائبہ کو ختم کرنے کیلئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا أَبَا إِبْرَاهِیْمَ. اے ابو ابراہیم! آپ پر سلامتی ہو، اس وحی الٰہی نے ریب و ظنون کی گنجائش ختم کر کے حضرت ابراہیمؑ کے لاڈ و پیار میں دو چند اضافہ کر دیا، اس کے برخلاف ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیمؑ کا حمل قرار پایا، اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر آپ سے سلام کیا اور خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ ماریہؓ سے آپ کو ایک فرزند عنایت فرمائے گا اس کا نام ابراہیم رکھئے وہ بچہ بابرکت اور دنیا و آخرت میں آپ کی آنکھوں کے لئے ٹھنڈک ہوگا۔

حضرت ماریہؓ نے محرم الحرام ۱۵ یا ۱۶ھ میں وفات پائی حضرت عمر فاروقؓ نے ان کے جنازے کی نماز پڑھائی جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ (۱)

حضرت ریحانہؓ

آپ کو بعضوں نے بنو نضیر اور بعضوں نے بنو قریظہ سے لکھا ہے۔ آپ نہایت حسین تھیں، پہلے شوہر کا نام حکم تھا وہ آپ سے از حد محبت کرتا اور بڑی عزت کرتا تھا اس لئے فرمایا کرتی تھیں۔ میں ان کے بعد کبھی کسی سے شادی نہ کروں گی غالباً یہی وجہ تھی کہ گرفتار ہو کر آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر اسلام کو پیش کیا تو وہ یہودیت کو چھوڑنے پر راضی نہیں ہوئیں۔ آپ ان کے اسلام نہ لانے کا بڑا قلق ہوا فوراً اپنے سے الگ کر دیا اور اس کا ذکر ثعلبہ بن شعبہ سے کیا جو ان کی قرابت میں پڑتے تھے، انہوں نے کہا

(۱) البدایہ ۳۰۳/۵، ۳۰۹

Marfat.com

میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، میں ریحانہ کے پاس جاتا ہوں امید ہے کہ وہ ضرور اسلام قبول کرلیں گی چنانچہ گئے اور کہا تم اپنی قوم کی پیروی مت کرو، دیکھو حیی بن اخطب نے انہیں ہلاکت میں ڈال دیا، اگر تم اسلام قبول کرلوگی تو رسول اللہ ﷺ تمہیں اپنی ذات پاک کے لئے منتخب کرلیں گے۔

یہ مژدہ سن کرانہوں نے فوراً اسلام قبول کرلیا، حضرت ثعلبہ یہ خبر لے کر آپ کے پاس چلے، آپ اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے، ان کے جوتے کی آہٹ سنی تو فرمایا، یہ ثعلبہ بن شعبہ کے جوتے کی آواز ہے، ابھی ریحانہ کے اسلام کا مژدہ سنائیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت ریحانہؓ نے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کی خبر پا کر ہی اسلام قبول کیا تھا آپ نے ان سے فرمایا اگر تم پسند کرو تو آزاد کر کے شادی کرلوں اور اگر چاہو تو کنیز ہی ہوکر رہو، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے اور آپ کیلئے آسانی اسی میں ہے کہ میں آپ کی کنیز بن کر رہوں، یہ روایت محمد بن اسحاق کی ہے۔

اس کے برخلاف واقدی نے امام زہری سے روایت کی ہے کہ پہلے وہ رسول اللہ ﷺ کی کنیز تھیں، بعد میں آپ نے ان کو آزاد کر کے شادی کرلی، پھر وہ اپنے اہل وعیال میں پردے سے رہتیں اور کہتی تھیں کہ اب مجھ کو رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی نہیں دیکھ سکتا، واقدی کہتے ہیں کہ دونوں طرح کی حدیثوں میں یہ ہمارے نزدیک زیادہ ثابت ہے۔

واقدی نے خود حضرت ریحانہؓ سے بھی روایت کی ہے کہ جب بنو قریظہ کے قیدی قتل کردیئے گئے تو ام المنذر کے گھر میں رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے لیکن میں حیا کی وجہ سے الگ ہوگئی پس آپ نے مجھے بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور کہا اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو پسند کرو تو اللہ کے رسول تمہیں اپنے لئے منتخب کر کے شادی کرلیں، میں نے عرض کیا کہ میں اللہ ورسول ہی کو پسند کرتی ہوں، پس آپ نے مجھے آزاد کر کے شادی کرلی، ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی مہر مقرر کیا پھر ام المنذر کے گھر میں رخصتی ہوئی اور میں پردے میں رہنے لگی، راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ریحانہؓ سے بہت خوش تھے وہ جو مانگتیں عطا فرماتے ایک دفعہ ان سے کہا گیا اگر آپ بنو قریظہ کے قیدیوں کی رہائی کیلئے کہتیں تو نبی ﷺ رہا کردیتے انہوں نے کہا اس کا موقع کہاں ملا، میرا تعلق تو آپ سے اس وقت ہوا جب سارے قیدی متفرق ہوگئے۔

حضرت ریحانہؓ کی شادی محرم ۶ھ میں ہوئی، آپ کا محبتانہ تعلق ان سے آخر تک رہا، یہاں تک حجۃ الوداع سے واپسی میں ان کا انتقال ہوگیا، لیکن بعضوں نے کہا ہے کہ وہ ۱۰ھ میں وفات پائیں،

Marfat.com

حضرت عمرؓ نے ان کے جنازے کی نماز پڑھائی، اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔(۱)

حضرت نفیسہؓ

حضرت نفیسہؓ کو ام المومنین زینبؓ نے اس خوشی میں آپ کو ہبہ کیا تھا کہ آپ نے ان کی اس غلطی کو ۳ ماہ ذی الحج، محرم اور صفر کے بعد معاف کر دیا جو انہوں نے حضرت صفیہ کو یہودیہ کہہ کر تحقیر کی تھی، پس وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بطور کنیز رہنے لگیں۔(۲)

تعداد ازواج پر ایک نظر

اوپر کے بیان سے آپ کو واضح ہو گیا ہوگا کہ نبی ﷺ کی کل گیارہ بیویاں تھیں، باقی ازواج وہ ہیں جن سے صرف نکاح ہوا یا منگنی ہو کر رہ گئی، چنانچہ سیرت نگاروں نے کل ملا کر ۱۵ یا ۱۸ شادیاں بتائی ہیں، اور ان میں صرف ایک بیوی عائشہ صدیقہؓ کنواری تھیں، باقی سب کی سب بیوہ اور ضرورت دینی کے تحت آپ کی رفاقت اور زوجیت کے شرف سے نوازی گئیں ان میں سے اکثر قبائل کے سرداروں کی لڑکیاں تھیں جن کی زوجیت میں آنے کے بعد اسلام کے خلاف جو جنگوں اور فتنوں کے طومار اٹھا کرتے تھے ختم ہو گئے، اسی طرح بعض ازواج ایسی بھی تھیں جنہوں نے اسلام کیلئے ہجرت وغیرہ کی بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں اور آخر میں اپنے شوہروں کے انتقال کے یا ارتداد کے باعث تنہا رہ گئیں تو آپ نے ان کی اور ان کے بچوں کی پرورش کی خاطر شادی کر لی۔

پس جو لوگ آپ کے اس تعداد ازواج پر طنز کرتے ہیں انہیں غور کرنا چاہئے کہ آپ کے عنفوان شباب کا زمانہ کس طرح تجرد میں گذرا پھر ۲۵ سے ۵۵ سال کی عمر تک صرف ایک ایسی بیوہ کی شادی میں گذار فرمائی، جو آپ ﷺ سے عمر میں زیادہ اور بچے والی بھی تھیں، اور اس طول طویل مدت میں آپ کا یہ زمانہ ایسا صاف ستھرا تھا کہ کوئی کٹر سے کٹر مخالف بھی آپ کی پاکدامنی کے خلاف انگلی نہ اٹھا سکا، پھر مدنی زندگی میں جو آپ کی کہولت اور عمر کے ڈھلوان کا وقت تھا آپ نے یہ متعدد شادیاں کیوں کیں، اور مختلف قبائل کی بیویوں سے حجروں کو کس طرح آباد کیا، ان تمام حالات اور واقعات کا جاننے والا برملا کہے گا کہ جو شادیاں آپ ﷺ نے کیں، وہ فوری طور پر دینی ضرورت کے تحت ضروری تھیں ان سے مادیت کے وہ مقاصد پورے ہوئے جو ان شادیوں کے بغیر بمشکل حل ہوتے آپ کیلئے ضروری تھا کہ زندگی کے اس آخری دور

---

(۱) البدایہ ۵/۳۰۵،۳۰۶ (۲) البدایہ ۵/۳۰۶

Marfat.com

میں جلد سے جلد اہل عرب کو مسخر کر کے پوری دنیا میں اسلام پھیلانے کا راستہ ہموار کردیں پس آپ کی اتنی شادیاں کچھ زیادہ نہ تھیں۔

دیگر نبیوں کے حالات کا مطالعہ کیجئے، حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیگمات اور حرم میں ملا کر کل ایک ہزار بیویں تھیں، داؤد علیہ السلام کی ۹/ بیویاں اور دس حرم میں تھیں موسیٰ علیہ السلام کی ۴ بیویاں تھیں اور مزید بہت سی حرموں کی اجازت دی گئی، حضرت یعقوب علیہ السلام کی بھی ۴ بیویاں تھیں، ابراہیم علیہ السلام کی ۳/ بیویاں تھیں، اسی طرح ہندوؤں کے پیشوا رام چندر کے والد راجہ دسرتھ کی تین بیویاں اور کرشن جی کی سیکڑوں بیویاں تھیں۔(۱)

اولاد کرام

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ آپ کی تمام اولاد ماسوی ابراہیمؓ کے ام المومنین حضرت خدیجہؓ سے ہوئیں، ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ کے بڑے صاحبزادے قاسمؓ تھے، پھر زینبؓ پھر عبداللہؓ پھر ام کلثومؓ پھر فاطمہؓ پھر رقیہؓ، بعضوں نے فاطمہؓ کو سب سے چھوٹی بتایا ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

آپ کے بڑے صاحبزادے قاسمؓ جن سے آپ نے اپنی کنیت رکھی، بعض قول کے مطابق ۱۷/ ماہ اور بعض قول میں ۲/ سال تک زندہ رہے، کچھ لوگ صرف ۷/ یوم کے قائل ہیں لیکن یہ صحیح نہیں دوسرے فرزند عبداللہ تھے جن کو طیب و طاہر کہا جاتا ہے، آپ شیر خواری میں انتقال کر گئے بعضوں نے طیب و طاہر کو الگ الگ دو فرزند شمار کیا ہے۔ لیکن ابن قیمؒ کی تحقیق اس کے خلاف ہے۔

بڑی لڑکی حضرت زینبؓ تھیں، جن کا نکاح نبوت سے قبل ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاصؓ بن ربیع سے ہوا، ابوالعاص حالت کفر میں جنگ بدر میں پکڑے گئے، تو حضرت زینب نے ان کی رہائی کیلئے وہ ہار بھیجا جو ان کی والدہ ام المومنین حضرت خدیجہؓ نے ان کو دیا تھا، وہ ہار آنحضرت ﷺ کے سامنے لایا گیا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، پھر آپ ﷺ نے صحابہ کے مشورہ سے وہ ہار واپس کر دیا اور ابوالعاص کو اس شرط پر آزاد کیا کہ وہ حضرت زینبؓ کو بحفاظت مدینہ بھیجدیں ابوالعاص نہایت ہی باوقار اور شریف انسان تھے، وعدہ کے مطابق حضرت زینبؓ کو مدینہ روانہ کر دیا اور اس کے کئی برس کے بعد خود مسلمان ہو کر مدینہ آگئے تو نبی ﷺ نے اسی پرانے نکاح پر حضرت زینب کو انہیں واپس کر دیا، حضرت زینب سے ایک

(۱) رحمۃ للعالمین ۲/ ۱۲۸ تا ۱۳۱

Marfat.com

صاحبزادے علی اور ایک امامہ پیدا ہوئی، نبی ﷺ امامہ سے بہت پیار کرتے تھے نماز کی حالت میں انہیں گود میں اٹھا لیتے جب سجدہ میں جاتے تو اتار دیتے اور جب سجدہ سے اٹھتے تو پھر گود میں اٹھا لیتے حضرت زینبؓ کا انتقال ۸ھ میں ہوا اور امامہ کی شادی حضرت فاطمہؓ کے انتقال کے بعد حضرت علیؓ سے ہوگئی۔

ام کلثومؓ اور رقیہؓ کی پہلی شادی

علی الترتیب ابولہب کے دونوں بیٹے عتبہ اور عتیبہ سے ہوئی تھی، لیکن سورۂ تبت یدا کے نزول کے بعد ابولہب نے آپ کی عداوت میں دونوں صاحبزادیوں کو رخصتی سے قبل ہی طلاق دلا دی اور صرف اسی پر بس نہیں ہوا بلکہ عتیبہ نے نبی ﷺ کے پاس پہنچ کر بدزبانی بھی کی اور آپ کا پیراہن مبارک بھی پھاڑ ڈالا۔

عتیبہ کی بدسلوکی کی سزا

عتیبہ کی اس گستاخی سے آپ کو سخت صدمہ ہوا، آپ نے فرمایا: اللھم سلط علیہ کلباً من کلابک۔ الٰہی تو اس پر اپنے کسی کتے کو مسلط کر دے، اس بددعا کا اثر یہ ہوا کہ ایک دفعہ ابولہب عتیبہ کو لے کر شام کے سفر پر گیا ہوا تھا اور وہیں مقام زرقاء میں ایک راہب کے پاس ٹھہرا رات ہوئی تو راہب نے بتایا کہ یہاں درندے زیادہ رہتے ہیں، لہٰذا باخبر ہو کر نہایت ہوشیاری سے سونا یہ سن کر ابولہب نے قافلے والوں سے کہا اے لوگو! محمد ﷺ نے میرے اس بیٹے کے لئے بددعا کی ہے مجھے ڈر ہے کہ اسے کوئی جانور پھاڑ نہ ڈالے، لہٰذا تمام سامانوں کو اکٹھا کر کے اس کا بستر سب کے اوپر لگاؤ اور چاروں طرف سے اس کی نگرانی کرتے رہو۔ اس انتظام کے بعد تھوڑی دیر بھی نہ گذرنے پائی تھی کہ ایک شیر آیا اور سب کو سونگھتے ہوئے کود کر عتیبہ کے پاس پہنچا اور اس کا سر چبا کر فرار ہوگیا۔ بعد میں لوگوں نے اس کا تعاقب کیا لیکن نام ونشان تک نہ پا سکے۔ (۱)

ابولہب کے دو بیٹے داخل اسلام

عتیبہ تو اپنی گستاخی کی یہ ہولناک سزا پا گیا لیکن عتبہ نے کوئی گستاخی نہیں کی تھی بصرف باپ سے مجبور

---

(۱) زرقانی ج ۳ ص ۱۹۹

Marfat.com

کرنے سے حضرت رقیہؓ کو طلاق دے دی تھی، اس پر اللہ کا کوئی عتاب نہیں آیا۔ بلکہ فتح مکہ کے روز اپنے ایک دوسرے بھائی معتب کے ساتھ داخل اسلام ہوگیا اور ثابت قدم رہا۔

رقیہؓ اورام کلثومؓ کی دوسری شادی

نبی علیہ السلام نے رقیہؓ کی دوسری شادی حضرت عثمان غنیؓ سے کردی اور وہ انہیں لے کر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے، مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ دونوں میاں بیوی حبشہ کے اول مہاجرین میں سے تھے، پھر بعد میں مکہ واپس آئے تو مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور دونوں ہجرتوں سے سرفراز ہوئے، ان سے ایک صاحبزادے عبداللہ پیدا ہوئے جو ۶ سال تک زندہ رہے، لیکن خدا کی مشیت کہ اس نونہال کی آنکھ میں ایک مرغ نے چونچ مار کر زخمی کر دیا جس کی تاب نہ لا کر واصل بحق ہوگیا۔

حضرت رقیہؓ کی رحلت

حضرت رقیہؓ غزوۂ بدر کے موقع پر سخت علیل ہوگئیں نبی علیہ السلام نے ان کی تیمارداری کے واسطے حضرت عثمان غنیؓ کو چھوڑ دیا جس سے وہ بدر میں شریک نہ ہوسکے، لیکن آپ نے مال غنیمت سے ان کا حصہ مقرر کیا اور بشارت دی کہ وہ بدر کی نیکی میں برابر کے شریک ہیں، اللہ نے اپنے نبی اور آپ کے نہتے ساتھیوں کو بدر میں عظیم الشان فتح عنایت فرمائی اس کی خوشخبری سنانے کے واسطے آپ نے اپنی روانگی سے پہلے حضرت زید بن حارثہؓ کو مدینہ بھیج دیا اس وقت حضرت رقیہؓ کا انتقال ہو چکا تھا، حضرت زید مدینہ پہنچے تو دیکھا کہ لوگ ان کی قبر مبارک کی مٹی ڈال کر برابر کر رہے ہیں۔

حضرت رقیہؓ کے بعد نبی علیہ السلام نے حضرت عثمانؓ کی شادی اپنی دوسری لڑکی ام کلثومؓ سے کردی اسی لئے ان کو ذوالنورین کہا جاتا ہے، ام کلثوم حضرت عثمانؓ کے ساتھ ۶ سال تک رہیں لیکن کوئی اولاد نہیں ہوئی اور شعبان ۹ھ میں انتقال کر گئیں، ان کے جنازے کی نماز خود حضور اکرم علیہ السلام نے پڑھائی اور فرمایا اگر میرے پاس کوئی تیسری لڑکی خالی ہوتی تو عثمان سے شادی کر دیتا، ایک روایت میں ہے کہ اگر دس ہوتیں تو یکے بعد دیگرے دسوں کو کر دیتا۔(۱)

فاطمۃ الزہراءؓ کی شادی

حضرت فاطمہؓ کی شادی ۲ھ میں شیر خدا علی بن ابی طالب المرتضیٰؓ سے ہوئی، ان سے دو

---

(۱) البدایہ ۵/ ۳۰۸، ۳۰۹

Marfat.com

صاحبزادے حضرت حسنؓ حسینؓ پیدا ہوئے جن کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا یہ جنت کے نوجوانوں کے سردار اور دنیا میں میرے خوشبودار پھول ہیں، اے اللہ! جوان سے محبت کرے تو بھی اس سے محبت کر اور جوان سے بغض رکھے تو بھی ان سے بغض رکھ، بعضوں نے حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں محسن کو بھی شمار کیا ہے، جن کا انتقال بچپن میں ہو گیا۔ ان کے علاوہ دو صاحبزادیاں ام کلثومؓ و زینبؓ بھی پیدا ہوئیں، بعضوں نے ایک اور بچی رقیہ کو بھی لکھا ہے جو بچپن میں وفات پا گئیں۔

ام کلثومؓ کی شادی حضرت عمر بن خطابؓ سے ان کے دور خلافت میں ہوئی، انہوں نے نسب رسول علیہ الصلوۃ والسلام کا لحاظ کرتے ہوئے ان کی بڑی عزت وتکریم کی اور چالیس ہزار درہم مہر ادا کیا، ان سے ایک صاحبزادے زید بن عمرؓ پیدا ہوئے، حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد ام کلثوم کی دوسری شادی ان کے چچا زاد بھائی عون بن جعفرؓ سے ہوئی، پھر عون کے انتقال کے بعد تیسری شادی محمد بن جعفرؓ سے ہوئی اور ان کے انتقال کے بعد چوتھی شادی عبداللہ بن جعفر سے ہوئی، اور انہیں کے پاس وفات پائیں، ان کی وفات کے بعد عبداللہ بن جعفر نے ان کی بہن زینب بنت علیؓ سے شادی کر لی، اور زینب کا انتقال بھی انہیں کے پاس ہوا۔

حضرت فاطمہؓ کا لقب زہراء اور بتول تھا، جن کے معنی روشن چہرہ اور دنیاوی خواہشات سے بے رغبت کے ہیں، نبی ﷺ ان سے از حد پیار فرماتے تھے، انہیں سے آپ کا نسب شریف بھی پوری دنیا میں پھیلا، آپ نے فرمایا ہے کہ فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے بھی ناراض کیا، نیز فرمایا کہ فاطمہؓ جنت کی تمام عورتوں میں سردار ہوں گی ان کا انتقال اصح قول میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے ۶ / ماہ بعد ہوا اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ (۱)

ابراہیم ابن رسول اللہ ﷺ

ابراہیم ابن رسول علیہ السلام ذی الحجہ ۸ھ میں حضرت ماریہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے ان کا حمل قرار پایا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا، اے ابو ابراہیم! آپ پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ آپ کے ام ولد ماریہؓ سے آپ کو ایک لڑکا عنایت فرمائے گا، اس کا نام ابراہیم رکھئے گا۔ اللہ تعالیٰ اس میں آپ کو برکت عطا فرمائے گا اور وہ دنیا وآخرت میں آپ کی آنکھوں کے لئے ٹھنڈک ہوگا۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اگر ابراہیم ابن رسول اللہ ﷺ زندہ رہتے تو نبی ہوتے لیکن وہ وفات

---

(۱) البدایہ ۵/ ۳۰۸، ۳۰۹

Marfat.com

دے دیئے گئے، اس لئے کہ تمہارے نبی خاتم الانبیاء ہیں، حضرت براءؓ وانسؓ سے مروی ہے کہ ابراہیم ابن رسول اللہ ۱۶؍ماہ تک زندہ کروفات پائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں جنت البقیع میں دفن کردو، ان کے دودھ پلانے کی جو مدت باقی رہ گئی ہے ایک دایہ جنت میں انہیں دودھ پلائے گی۔

اسماء بنت یزید بن سکن کہتی ہیں کہ ابراہیمؓ کی وفات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے تو ابوبکرؓ وعمرؓ نے کہا آپ اس معاملہ میں اللہ کا حق زیادہ پہچانتے ہیں، آپ نے فرمایا آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہوتا ہے لیکن ہم کوئی ایسی بات نہیں کہتے جس سے اللہ کی ناراضی ہو، اگر اللہ کا وعدہ سچا نہ ہوتا اور اکٹھا جمع ہونے اور پچھلوں کا اگلوں سے ملاقات کا ایک دن مقرر نہ ہوتا تو ابراہیمؓ کی جدائی پر سخت غم کرتے کیونکہ ہمیں ان کے فراق سے حزن وملال ہے۔(۱)

حدیث صحیح میں وارد ہے کہ ابراہیم ابن رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو اتفاق سے اسی روز سورج کو گرہن لگا، لوگوں نے کہا یہ گرہن رسول اللہ ﷺ کے لخت جگر ابراہیمؓ کے انتقال کے سبب واقع ہوا ہے، آپ نے یہ بات سنی تو لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور فرمایا، سورج اور چاند گرہن اللہ عز وجل کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، ان کو کسی کی موت وحیات سے گرہن نہیں لگتا پس جب ایسا دیکھو تو اللہ سے دعائیں کرو اور جب تک کھل نہ جائے گرہن کی نماز پڑھو۔(۲)

آپ ﷺ کے اعمام

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا نو تھے، چنانچہ ان کا نام مقدمہ کتاب میں عبدالمطلب کے دس بیٹوں کے ضمن میں آ گیا ہے لیکن بعضوں نے ان میں مزید تین چچا غیداق، قثم اور عبدالکعبہ کا اضافہ کیا ہے اس لحاظ سے سب ملا کر ۱۲ ہو جاتے ہیں، ان میں سے صرف حمزہؓ اور عباسؓ ایمان لائے۔

حضرت حمزہؓ نہایت ہی شجاع اور فن حرب وضرب کے ماہر تھے، نبی ﷺ کے ساتھ بدسلوکی پر ابوجہل کو انہیں نے زدوکوب کیا تھا، بدر واحد میں شریک ہو کر داد شجاعت دی اور اسد اللہ واسد الرسول کے لقب سے نوازے گئے، احد کے میدان میں وحشی نے ایک پتھر کے آڑ سے حربہ پھینک کر شہید کیا، پیٹ چاک کر کے ہند نے آپ کا کلیجہ نکال کر چبایا اور ناک کان کاٹ کر مثلہ کیا اس لئے سید الشہداء کہلائے اور اسی مبارک میدان میں ستر صحابہ کے ساتھ دفن کئے گئے۔

(۱) البدایہ ۵/۳۱۰، ۳۱۱

(۲) بخاری ۱/۱۴۵

Marfat.com

حضرت عباسؓ سے بھی نبی ﷺ کو بڑی الفت تھی، آپ نے فرمایا، عباس مجھ سے ہیں اور میں عباسؓ سے ہوں، ۱۲/رجب یوم جمعہ ۳۶ھ میں بعمر ۸۸ سال وفات پائی، موت کے وقت ستر غلام آزاد کئے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔(۱)

آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور خدام

نبی ﷺ نے اپنے غلاموں اور آزاد کردہ خدام کو عزت وشرف کا مقام عطا کر کے اپنے اہل بیت سے شمار فرمایا اور ان کے ساتھ اخوت ومساوات اور احسان وسلوک کا وہ معاملہ کیا جو دنیا کا کوئی مالک اپنے خادموں کے ساتھ نہیں کرسکتا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اپنے دور خلافت میں آپ کے باقی ماندہ غلاموں اور خدام کو تلاش کرتے اور ان کے ساتھ احسان وسلوک کو اپنی سعادت سمجھتے تھے اس کے لئے انہوں نے عامل مدینہ حضرت ابوبکر بن حزم کو خط لکھا کہ نبی ﷺ کے خدام مرد ہوں یا عورت ان کا پتہ لگا کر ہمیں مطلع کرو، چونکہ ان کے واقعات میں بھی عبرت وموعظت کی بہت سی باتیں ملتی ہیں اس لئے ہم یہاں صاحب البدایہ کی تحریر کی روشنی میں حروف تہجی کے اعتبار سے ان کے نام اور مختصر حالات قلمبند کررہے ہیں، واللہ الموفق۔

۱- اسامہ بن زیدؓ- کنیت ابو زید یا ابو محمد ہے، آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ کے صاحبزادے تھے، ماں کا نام برکہ ام ایمن حبشیہ جو نبی ﷺ کی خادمہ ودایہ تھیں، آپ ان سے اور ان کے باپ حضرت زید بن حارثہ دونوں سے بہت محبت کرتے تھے صحیح بخاری میں ہے کہ آپ حضرت حسنؓ اور اسامہؓ کو پکڑ کر فرماتے خدایا میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں پس تو بھی ان سے محبت فرما۔

آپ نے اپنی آخری حیات میں ان کو جب کہ وہ صرف ۱۸ سال کے تھے ایک لشکر کا امیر بنایا جس میں حضرت عمرؓ و دیگر بہت سے نامور صحابہ تھے، رنگ کالا، ناک چپٹی، زبان فصیح، بلیغ اور عالم ربانی تھے، ان کے والد حضرت زیدؓ میں بھی یہی صفت درخشاں تھی لیکن ان کا رنگ نہایت ہی گورا تھا اس لئے بعض لوگوں نے ان کے نسب میں طعن کیا، اتفاق سے ایک دن دونوں باپ بیٹے ایک چادر اوڑھے سو رہے تھے، پاؤں دونوں کا کھلا تھا، سامنے سے عرب کا ایک ماہر قیافہ شناس مجزز مدلجی گذرا تو دیکھ کر بولا یہ پاؤں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، نبی ﷺ نے سنا تو خوشی سے آپ کا رخ انور چمک اٹھا، صورت ایسی تھی

---

(۱) الکمال ص ۶۰۶

Marfat.com

باپ کے مشابہ تھی ہی صرف رنگ کا فرق ان کی ماں حبشیہ کی وجہ سے تھا اب قدموں کی مشابہت کی شہادت بھی مل گئی۔

۲-اسلم قبطی -بعضوں نے ان کا نام ابراہیم یا ثابت یا ہرمز بتایا ہے، کنیت ابورافع ہے یہ پہلے حضرت عباسؓ کے غلام تھے، انہوں نے خدمت کیلئے نبی ﷺ کو ہبہ کر دیا بدر کے قبل ایمان لائے لیکن اس میں شریک نہ ہوسکے، بعد میں احد و دیگر غزوات میں شامل رہے۔

ایک دفعہ نبی ﷺ نے بنی مخزوم کے ایک شخص کو صدقہ کی وصولی پر بھیجا انہوں نے ابورافع سے کہا، آپ بھی ہمارے ساتھ چلئے، مجھے جو اجرت ملے گی اس میں آپ کو شریک کرلوں گا، انہوں نے کہا پہلے میں حضور ﷺ سے دریافت کرلوں، آپ نے سنا تو فرمایا تم میرے غلام ہو اس لئے تمہارا شمار بھی ہمیں میں سے ہے اس سے معلوم ہوا کہ سادات اور ان کے موالی کیلئے نہ صدقہ حلال ہے نہ اس پر کام کی اجرت ہی جائز ہے۔

ابورافع کہتے ہیں کہ خیبر میں ایک دن سخت جاڑا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس لحاف ہو وہ بے لحاف والوں کو اڑھا لے، سب نے ایسا ہی کیا لیکن مجھے کوئی اڑھانے والا نہیں ملا، میں نے آکر آپ سے ذکر کیا تو آپ نے اپنا لحاف مجھ پر ڈال دیا، صبح کو بیدار ہوئے تو دیکھا کہ آپ کے پاؤں کے پاس ایک سانپ تھا، آپ نے فرمایا، ابورافع اسے مار دو اسے قتل کردو۔

۳-انسہ بن زیادہ بن مشرح یا ابومسرح -یہ نبی ﷺ کے پاس دربانی کا کام کرتے تھے اور لوگوں کو آپ کے پاس داخل ہونے کی اجازت لیتے تھے، حضرت ابوبکرؓ کے ایام خلافت میں انتقال کیا۔

۴-ایمن بن عبید بن زید الحبشی -یہ اسامہ بن زید کے اخیافی بھائی ام ایمن کے لڑکے تھے، یہ نبی ﷺ کیلئے وضو کا پانی مہیا کرتے تھے۔

۵-ثوبان بن بجدو -کنیت ابوعبداللہ وغیرہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے خرید کر آزاد کر دیا اور فرمایا، جی چاہے تو اپنی قوم میں چلے جاؤ اور جی چاہے تو میرے پاس رہ کر اہل بیت میں سے ہو جاؤ، انہوں نے آپ کے پاس ہی رہنا پسند کیا، پھر سفر وحضر میں کبھی جدا نہ ہوئے آپ کے بعد فتح مصر میں شریک ہوئے پھر حمص میں سکونت اختیار کی اور ۵۴ھ میں وفات پائی۔

۶- حنین -یہ نبی ﷺ کی خدمت میں رہتے آپ کے لئے وضو کا پانی لاتے جو پانی وضو سے بچ

Marfat.com

جاتا، اپنے ساتھیوں کے پاس لے جاتے، بعضے لوگ اسے تبرکاً پیتے اور بعضے بدن پر مل لیتے، پھر کچھ دنوں کے بعد حنین اسے بچا کر ایک گھڑے میں جمع کرنے لگے اور لوگوں سے چھپا کر رکھا، یہاں تک اس کی شکایت رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی، آپ ﷺ نے ان سے پوچھا وہ پانی کیا کرتے ہو، انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ! میں اسے پینے کے لئے ذخیرہ کرتا ہوں، آپ نے فرمایا، کیا تم نے کسی غلام کو ایسا احصا کرنے والا دیکھا، پھر آپ نے انہیں اپنے چچا عباسؓ کو ہبہ کر دیا، آپ نے قبول کر کے انہیں آزاد کر دیا رضی اللہ عنہما۔

۷- رافع یا ابورافع - ان کو ابوالبہی بھی کہتے ہیں، ان کی غلامی کا ایک جزء خالد بن سعیدؓ کے حصے میں تھا، انہوں نے اپنا حصہ رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا، آپ نے قبول کر کے انہیں آزاد کر دیا تو وہ کہا کرتے تھے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام ہوں۔

۸- رباح الاسود - یہ بھی نبی ﷺ کی دربانی کرتے تھے، آپ جس وقت ازواج مطہرات سے ایلا کر کے بالاخانے پر چلے گئے تھے تو حضرت عمرؓ نے انہیں سے کہہ کر آپ ﷺ سے داخلے کی اجازت طلب کی تھی۔

۹- رویفع - ان کا شمار بھی نبی ﷺ کے غلاموں میں ہے، ان کا بیٹا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور خلافت میں آیا تو آپ نے بطور احسان اس کے لئے وظیفہ مقرر کر دیا۔

۱۰- زید بن حارثہ - یہ حضرت اسامہؓ کے والد نبی ﷺ کے محبوب ترین مولیٰ تھے، غزوہ موتہ میں شہید کئے گئے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے جس سریہ میں انہیں بھیجا امیر منتخب کر کے بھیجا، آج اگر وہ زندہ ہوتے تو ان کو خلیفہ بھی نامزد فرماتے۔

۱۱- زید ابو یسار - ان کا شمار بھی غلامان رسول میں ہے، ان سے ایک حدیث مروی ہے کہ جس نے أستغفر الله الذي لا إله إلا هو الحي القيوم وأتوب إليه کہا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ لشکر اسلام سے بحالت جنگ بھاگ پڑا ہو۔

۱۲- سفینہ - کنیت ابوعبدالرحمن، ابوالبختری اصل نام مہران یا رومان بتایا جاتا ہے، سعید بن جمہان کہتے ہیں کہ سفینہ سے میری ملاقات بطن نخلہ میں ہوئی، ان کے پاس میں نے تین رات قیام کیا اور رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں پوچھتا رہا، پھر میں نے دریافت کیا آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے بتایا میں

Marfat.com

کبھی نہیں بتاؤں گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے میرا نام سفینہ (بمعنی کشتی) رکھ دیا ہے، میں نے پوچھا آپ کا نام سفینہ کیوں رکھ دیا انہوں نے کہا ایک سفر میں لوگوں کا سامان بوجھل ہو گیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی چادر پھیلاؤ میں نے پھیلا دی تو لوگوں نے اس میں اپنا سامان کپڑا ڈھال وغیرہ رکھ دیا، میں سب کچھ لے کر چل پڑا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اگر مجھ پر ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ اور سات اونٹ کا سامان لاد دیتے تو کچھ بھاری نہ ہوتا۔

اسی طرح ایک وادی یا نہر پر پہنچا تو لوگوں کا سامان لے کر پار کرا دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انت سفینة. تم مثل کشتی کے ہو اسی وقت سے میرا لقب سفینہ پڑ گیا، اسی طرح ایک واقعہ اور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں دریا کے سفر سے اتر کر ایک وادی میں پہنچا، اچانک ایک شیر سامنے آ گیا، میں نے اس سے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام سفینہ ہوں تو اس نے اپنے مونڈھے سے مجھے حرکت دی، میں اٹھ کھڑا ہوا، پھر اس نے ایک آواز نکالی میں نے سمجھا کہ سلام کرتا ہے پھر وہ دم زمین پر مار کر بیٹھ گیا اور میں چلا آیا۔

۱۳- سلمان فارسیؓ- آپ کے والد مجوسی تھے لیکن بعد تحقیق آپ نے نصاریٰ کا مذہب قبول کر لیا اور مختلف راہبوں کے ساتھ مدت حیات گذارتے ہوئے مدینہ کے ایک یہودی کی غلامی میں آ گئے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے، حضرت سلمان فارسی آخر الزماں نبی ﷺ کے علامات راہبوں سے سن چکے تھے اسے جانچ کر آپ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کے حکم سے اپنے یہودی مالک سے مکاتبہ کر لیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی مدد کر کے آزاد کرا دیا، اس لئے آزادی کی نسبت آپ کی طرف ہوگئی، آپ نے فرمایا: سلمان منا أهل البيت سلمانؓ ہمارے اہل بیت سے ہیں، اکثر اہل علم بلا شک آپ کی عمر ڈھائی سو برس بتاتے ہیں، بعضوں نے ساڑھے تین سو برس تک لکھا ہے لیکن بعض متاخرین نے دعویٰ کیا ہے کہ صرف سو برس کی عمر پائی، واللہ اعلم بالصواب۔

۱۴- شقران حبشی، نام صالح بن عدی- یہ پہلے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے غلام تھے انہوں نے نبی ﷺ کو ہبہ کر دیا، یہ آپ کے غسل و جنازہ میں شریک تھے، قبر اطہر میں بھی اترے اور آپ کے نیچے وہ چادر بچھا دی جس پر آپ نماز پڑھتے تھے اور کہا واللہ! اس کو آپ کے بعد کوئی استعمال نہیں کر سکتا، سب سے آخر میں بزمانہ ہارون رشید وفات پائی۔

Marfat.com

۱۵- ضمیرہ بن ابوضمیرہؓ حمیری - یہ زمانہ جاہلیت میں کسی کے قیدی تھے اس نے ان کو ان کی ماں سے جدا کر کے بیچ ڈالا، خدا کی مشیت کہ نبی ﷺ ان کی ماں کے پاس ایسی حالت میں گذرے کہ وہ جدائی کی تکلیف سے رو رہی تھیں، آپ نے پوچھا کیوں روتی ہو کیا بھوکی ہو؟ کیا پہننے کو کپڑا نہیں ہے؟ بولیں مجھ کو میرے بچے سے جدا کر دیا گیا ہے، آپ نے اسی وقت فرمایا کہ کوئی شخص کسی بچے کو اس کی ماں سے جدا کر کے نہ بیچے پھر ان کے مالک سے آپ نے خرید لیا اور آزاد کر کے ان کی ماں سے ملا دیا ان کے والد ابوضمیرہ کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

۱۶- طہمان - انہیں کو کسی نے ذکوان کسی نے مہران کسی نے میمون کسی نے کیسان اور کسی نے باذام کہا ہے، انہوں نے بھی نبی ﷺ سے یہ روایت کی ہے کہ صدقہ نہ میرے لئے حلال ہے نہ میرے اہل بیت کیلئے نہ میرے موالی کیلئے کیونکہ وہ ہمیں میں سے ہیں۔

۱۷- عبید - انہوں نے دو غیبت کرنے والی روزہ دار عورتوں کا واقعہ بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں نے حلال رزق سے روزہ رکھا اور حرام (غیبت) سے افطار کیا۔

۱۸- فضالہ - یہ بھی آپ کے آزاد کردہ غلاموں میں سے ہیں، بعد میں ملک شام میں سکونت اختیار کی۔

۱۹- قفیز - یہ آپ کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھے۔

۲۰- کرکرہ - یہ نبی ﷺ کا سامان وغیرہ لے کر چلتے تھے، انتقال ہوا تو آپ نے فرمایا وہ جہنم میں ہے، لوگوں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ ایک عبا یا چادر مال غنیمت سے چوری کی تھی۔

۲۱- مابور قبطی - یہ خصی شدہ غلام تھے، شاہ اسکندریہ مقوقس نے حضرت ماریہ قبطیہ کے ساتھ بھیجا تھا۔

۲۲- مدعم - یہ حبشی غلام تھا، رفاعہ بن زید نے آپ کو ہبہ کیا، غزوہ خیبر سے لوٹتے ہوئے نبی ﷺ کی اونٹنی کا کجاوہ اتار رہا تھا کہ ایک نامعلوم تیر لگنے سے انتقال ہو گیا لوگوں نے کہا شہادت ان کیلئے مبارک ہو، آپ نے فرمایا، ایسا نہیں ہے بخدا وہ چادر جو اس نے مال غنیمت سے قبل تقسیم لے لی تھی اس پر آگ بھڑک رہی ہے یہ سن کر لوگوں نے بہت چھوٹی چھوٹی چیز جوتے کا تسمہ تک لا کر جمع کر دیا۔

۲۳- نافع - ان سے یہ حدیث مروی ہے: لا يدخل الجنة شيخ زان ولا مسكين متكبر ولا منان بعمله على الله عزوجل. نہیں داخل ہوگا جنت میں بوڑھا زانی، نہ مسکین غرور کرنے

Marfat.com

والا اور اپنے عمل سے اللہ عزوجل پر احسان جتانے والا۔

۲۴- نفیع - ان کو مسروح اور نافع بن حارث بھی کہا جاتا ہے، یہ نبی ﷺ کے پاس صبح سویرے آئے تو آپ ﷺ نے ان کی کنیت ابوبکرہ رکھ دی، یہ بڑے صالح مرد تھے آپ نے حضرت ابو برزہ اسلمی سے ان کی مواخات کر دی ۵۱ھ میں وفات پائی۔

۲۵- واقد - ان سے یہ حدیث مروی ہے کہ جس نے اللہ کی اطاعت کی وہ ذاکرین میں ہوگا، اگرچہ نماز روزہ تلاوت قرآن کم ہو اور جس نے نافرمانی کی اس کا شمار ذاکرین میں نہیں ہوگا اگرچہ نماز، روزہ اور تلاوت کثرت سے کرے۔

۲۶- ہشام - یہ بھی نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

۲۷- یسار - ان کو نبی ﷺ نے دیکھا کہ نماز حضور قلب سے پڑھتے ہیں اس لئے آزاد کر دیا، انہیں کو قبیلہ عرینہ کے لوگوں نے قتل کر کے مثلہ کر دیا تھا اور مرتد ہو کر صدقے کے تمام اونٹ ہانک لے گئے اس قصاص ارتداد کے جرم میں انہیں بھی اسی طرح قتل کیا گیا۔

۲۸- ابوالحمراء - نام ہلال بن حارث ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے دشمن سے حفاظت کے لئے مدینہ منورہ کی نگرانی مسلسل سات مہینے تک ایک دن کی طرح کی ہر صبح کو فجر کے وقت رسول اللہ ﷺ باب علی و فاطمہ پر آتے اور فرماتے: الصلاۃ الصلاۃ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس أھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ نماز نماز ،اے اہل بیت! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی دور کر کے پاک وصاف کر دے۔

انہیں سے روایت ہے کہ ایک دن آپ نے ایک غلہ والے کے ڈھیر میں ہاتھ ڈالا، اندر سے تر کیا ہوا تھا، پس آپ نے فرمایا، تم نے لوگوں کو دھوکہ میں ڈالا ہے جو ایسا کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۲۹- ابوسلمیٰ - نبی ﷺ کے چرواہے تھے، ان کو ابوسلام اور حریث بھی کہا جاتا ہے ان کی ایک حدیث ہے، نبی ﷺ نے فرمایا، جو لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ کی گواہی دے، موت کے بعد اٹھنے اور حساب پر یقین رکھے، وہ جنت میں داخل ہوگا، لوگوں نے پوچھا آپ نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے فرمایا، ہاں! صرف ایک مرتبہ نہیں بلکہ تین چار مرتبہ سے زیادہ۔

۳۰- ابوصفیہ - یہ بھی نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں، صبح سے دوپہر تک تسبیح پڑھتے پھر ظہر کے بعد

Marfat.com

بیٹھتے تو شام تک تسبیح میں مشغول رہتے۔

۳۱-ابو ضمیرہ-ان کے بیٹے ضمیرہ کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، ان کو آزاد کرنے کے بعد نبی ﷺ نے ایک پروانہ حضرت ابی بن کعبؓ کے قلم سے لکھا دیا جس کا مضمون یہ تھا۔

یہ پروانہ محمد رسول اللہؐ کی جانب سے ابو ضمیرہ اور ان کے اہل بیت کے لئے ہے یہ اہل عرب سے تھے، اللہ نے انہیں اپنے رسول کو مال غنیمت سے دیا، پس اس کے رسول ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا اور انہیں اختیار دیا، اگر پسند کریں تو جا کر اپنی قوم سے مل جائیں ان کیلئے اجازت ہے، اور اگر چاہیں تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہیں اور آپ کے اہل بیت سے ہو جائیں تو انہوں نے اللہ و رسول ﷺ کو پسند کیا اور اسلام میں داخل ہو گئے پس کوئی شخص بھلائی کے سوا ان سے تعارض نہ کرے، اور مسلمانوں میں سے جو بھی ان سے ملے اسے چاہئے کہ بھلائی کا سلوک کرے۔

مروی ہے کہ اس کے ایک مدت کے بعد ان کی قوم ایک سفر میں گئی ان کے ساتھ یہ مبارک نامہ بھی تھا، اتفاق سے چوروں نے ان کو پکڑا اور سارا مال و اسباب لوٹ لیا لیکن بعد میں ان لوگوں نے حضور ﷺ کا یہ مقدس فرمان دکھلایا تو ان چوروں نے سارا مال و اسباب واپس کر دیا، ان حضرت ابو ضمیرہ کے پوتے حضرت حسین، خلیفۃ المسلمین مہدی کے ایک وفد میں گئے آپ کا نامہ مبارک ان کے ساتھ تھا، مہدی نے اسے دیکھا تو اپنی آنکھوں پر رکھا اور حسین کو تین سو دینار عطا کیا۔

۳۲-ابو عبید-یہ آپ کے آزاد کردہ غلام ہیں، ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے لئے ہنڈیاں میں گوشت پکا رہے تھے، آپ نے فرمایا ایک دست نکال دو، انہوں نے دے دیا پھر آپ نے فرمایا دوسرا دست نکالو، انہوں نے وہ بھی دے دیا، پھر آپ نے ایک دست اور طلب کیا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! بکری کے کتنے دست ہوتے ہیں، آپ نے فرمایا اگر تم خاموشی سے نکالتے جاتے تو جتنا دست میں مانگتا نکلتا جاتا۔

۳۳-ابو عشیب-یہ بھی آپ کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ کے جنازہ اور دفن میں حاضر تھے۔

۳۴-ابو کبشہ-یہ بھی آپ کے آزاد کردہ غلام ہیں، بدر و احد اور دیگر مشاہد میں شریک رہے، ان سے کئی حدیثیں مروی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تم میں سے کوئی کسی اجنبی عورت کو دیکھے اور خواہش نفس پیدا ہو تو اپنی زوجہ کے پاس جائے کیونکہ حرام سے بچ کر حلال میں آنا افضل اعمال سے ہے۔

Marfat.com

۳۵- ابو مویہبہؓ- ان کو بھی خرید کر رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر دیا۔ یہ غزوۂ مریسیع میں شریک رہے، ام المومنین حضرت عائشہؓ کی نکیل پکڑ کر ہانکا کرتے تھے، جنت البقیع قبرستان مدینہ میں نبی ﷺ کے ساتھ رات کو گئے، اہل قبور کیلئے آپ نے دعائے مغفرت کی اور فرمایا جس حال میں تم ہو بہتر ہے، ورنہ اب بڑے بڑے فتنوں کا زمانہ آنے والا ہے، پھر وہاں سے لوٹے تو فرمایا، اے ابو مویہبہ! میں ان ملکوں اور خزانوں کو حاصل کرنے میں جو میرے بعد میری امت فتح کرے گی اور جنت اور اللہ عزوجل کی ملاقات کے درمیان اختیار دیا گیا تو میں نے اللہ کی ملاقات کو پسند کر لیا اور اسی کو بہتر سمجھا۔ ابو مویہبہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ صرف سات یوم زندہ رہے۔ (۱)

آپ کی باندیاں

۱- امۃ اللہ بنت رزینہ- بعض مؤرخین نے ان کا شمار باندیوں میں کیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ آپ کی باندی ان کی ماں رزینہ تھیں جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔

۲- امیمہ- یہ گھر میں آپ کے وضو وغیرہ کا انتظام کرتی تھیں، ایک حدیث روایت کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے وصیت طلب کی تو آپ نے فرمایا، شرک نہ کرو اگرچہ قتل کر دیئے جاؤ یا جلا دیئے جاؤ اور جان بوجھ کر نماز ترک مت کرو جس نے ایسا کیا اس سے اللہ و رسول کا ذمہ بری ہو جاتا ہے، اور شراب مت پیو، کیونکہ یہ تمام گناہوں کی جڑ ہے اور ماں باپ کی نافرمانی مت کرو اگرچہ وہ دونوں حکم دیں کہ اپنے مال و عیال سے الگ ہو جاؤ۔

۳- ام ایمن- نام برکہ- ان کا کچھ ذکر پہلے آچکا ہے یہ نبی ﷺ کی پرورش کرنے والی دایہ و خادمہ تھیں، آپ کے والد حضرت عبداللہ یا والدۂ مکرمہ کی جانب سے وراثت میں ملی تھیں، آپ پر ایمان لائیں اور ہجرت بھی کی، آپ نے ان کو آزاد کر کے حضرت زید بن حارثہؓ سے شادی کر دی جن سے حضرت اسامہ پیدا ہوئے، آپ ﷺ فرماتے تھے، أُمُّ أَيْمَنَ أُمِّي بَعْدَ أُمِّي۔ ام ایمن میری والدہ کے بعد میری ماں ہیں، آپ انہیں پکارتے تو ماں کہہ کر پکارتے اور فرماتے یہ میرے اہل بیت کی بقیہ ہیں، ایک مرتبہ آپ پانی پی رہے تھے تو ام ایمن نے کہا مجھے بھی لا کر پلایئے، حضرت عائشہؓ نے سنا تو کہا، ام ایمن! کیا تم رسول اللہ ﷺ کو کام کا حکم دیتی ہو، بولیں! میں نے آپ کی کتنی خدمت کی ہے آپ نے فرمایا، صحیح کہتی ہیں، پھر لا

---

(۱) البدایہ ۵/ ۳۱۱ تا ۳۲۵

Marfat.com

کرانہیں پانی پلایا۔

آسمان سے پانی کا ڈول

عثمان بن قاسم نے ان کی ہجرت کا واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ روزے سے تھیں، جب مقام روحاء کے قریب منصرف میں پہنچیں تو شام ہوگئی اور پیاس کی شدت سے بے چین تھیں، اچانک آسمان سے ایک ڈول سفید رسی میں لٹک آیا اس میں پانی تھا انہوں نے اسے خوب سیر ہو کر پیا، کہتی ہیں کہ اس کے بعد پھر مجھے کبھی سخت پیاس نہیں لگی۔

بول نبوی پینے کا واقعہ

ام ایمنؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو ایک برتن میں پیشاب کرتے اور صبح کو مجھ سے فرماتے کہ اسے پھینک دو لیکن ایک رات مجھے پیاس لگی تو میں نے اسے اٹھا کر پی لیا، آپ نے صبح کو سنا تو فرمایا کہ آج کے بعد تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہ ہوگا، ایک روایت میں ہے کہ تم نے اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچالیا۔

۴۔خضرہ، ۵۔رضوی، ۶۔سلمی ومیمونہ۔یہ سب رسول اکرم ﷺ کی خادمائیں تھیں، آپ نے ان سب پر کرم فرماتے ہوئے غلامی سے آزاد کردیا، میمونہ کا ذکر آگے نمبر میں آرہا ہے۔

۷۔خیرہ۔یہ ام المومنین حضرت حفصہؓ کی لونڈی تھیں، بیان کرتی ہیں کہ ایک دن حضرت عائشہ وحفصہؓ نے بطور خوش طبعی کے حضرت سودہؓ سے کہا کہ دجال نکل آیا وہ اس کا نام سنتے ہی سہم گئیں اور بھاگ کر گھر کے ایک گوشے میں جہاں آگ جلائی جاتی تھی چھپ گئیں، دونوں ازواج ان کی حالت دیکھ کر ہنسنے لگیں، اتنے میں رسول اللہ ﷺ پہنچ گئے اور دریافت فرمایا کیا بات ہے، دونوں نے حضرت سودہ کا حال بتایا کہ مطبخ کے اندر چھپی ہیں، آپ ان کے پاس تشریف لے گئے، انہوں نے آپ کو دیکھتے ہی پوچھا یا رسول اللہ! کیا دجال نکل آیا، آپ نے فرمایا نہیں، ہاں یہ سمجھو کہ اس کا نکلنا قریب ہے یہ سن کر حضرت سودہ کو تسلی ہوئی، باہر نکلیں تو مکڑی کا جالا وانڈا کپڑے میں چپکا ہوا تھا، اسے جھاڑ کر صاف کرنے لگیں۔

۸۔خولہ۔یہ بھی آپ کی خادمہ تھیں ایک حدیث بیان کرتی ہیں کہ کتے کا ایک بچہ نبی ﷺ کی چارپائی کے نیچے آکر مر گیا، کسی کو اس کا علم نہیں ہوسکا اور اس کی وجہ سے وحی متاخر ہوئی پھر اسے نکالا گیا تو وحی کا نزول شروع ہوا۔

Marfat.com

۹- رزینہ- یہ ام المومنین صفیہؓ کی لونڈی تھیں، بعضوں نے ذکر کیا ہے کہ صفیہؓ کو خود نبی ﷺ نے مہر کے عوض میں دیا تھا، لیکن یہ درست نہیں اس لئے کہ صحیح روایات میں صاف مذکور ہے کہ جعل عتقها صداقها یعنی نبی ﷺ نے ان کی آزادی کو ان کا مہر مقرر کر دیا۔

۱۰- ریحانہ بنت شمعون القرظیہ- ان کا ذکر ازواج مطہرات کے ذیل میں گذر چکا ہے۔

۱۱- سانیہ- یہ بھی آپ کی آزاد کردہ باندی تھیں۔

۱۲- سدیسہ انصاریہ- بعضے کہتے ہیں کہ یہ حضرت حفصہؓ کی لونڈی تھیں، ان سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد شیطان جب بھی ان کے سامنے آیا منہ کے بل گر پڑا۔

۱۳- سلامہ- یہ حضرت ابراہیمؑ ابن رسول ﷺ کی دایہ تھیں ان کی حضانت کا کام کرتی تھیں۔

۱۴- سیرین- یہ حضرت ماریہ قبطیہؓ کی بہن تھیں، جنہیں مقوقس شاہ مصر نے آپ کو ہدیۃً دیا تھا لیکن آپ نے انہیں حضرت حسان بن ثابتؓ کو ہبہ کر دیا۔

۱۵- عنقودہ حبشیہ- ان کا نام عنبہ تھا، آپ نے بدل کر عنقودہ رکھ دیا۔

۱۶- فروہ، یہ نبی ﷺ کی خادمہ و مرضعہ تھیں، روایت کرتی ہیں کہ مجھ سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ بستر پر سونے چلو تو قل یا ایها الکافرون پڑھ لیا کرو کیونکہ یہ شر سے برأت کیلئے ہے۔

۱۷- لیلیٰ- یہ حضرت عائشہؓ کی خادمہ تھیں، روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! آپ قضائے حاجت سے نکلتے ہیں تو میں وہاں کوئی گندگی نہیں دیکھتی بلکہ اس جگہ صرف مشک کی بو پاتی ہوں، آپ نے فرمایا، ہم انبیاء کی جماعت ہیں اہل جنت کی ارواح پر پرورش پاتے ہیں جو فضلہ ہم سے نکلتا ہے اسے زمین نگل جاتی ہے، یہ روایت بلحاظ سند صحیح نہیں اس میں عبداللہ المدنی مجہول ہے۔

۱۸- ماریہ قبطیہؓ- یہ ابراہیم ابن رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ ہیں، ذکر پہلے آ چکا ہے۔

۱۹- میمونہ بنت سعد- یہ بھی آپ کی آزاد کردہ خادمہ ہیں، بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو عورت اپنے آپ کو آراستہ کر کے غیر اہل میں نکلتی ہے وہ قیامت میں ایسی ظلمت کی طرح ہو گی جس میں کوئی نور نہ ہو گا۔

۲۰- میمونہ بنت ابی عسیب- یہ بھی آپ کی آزاد کردہ خادمہ ہیں، بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے

Marfat.com

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے کہا، آپ مجھے رسول اکرم ﷺ کی ایسی دعا بتایئے جس سے میرے دل کو سکون واطمینان ہو، انہوں نے فرمایا، اپنا داہنا ہاتھ دل کے مقام پر رکھ کر مسح کرو اور کہو، اَللّٰھُمَّ دَاوِنِي بِدَوَائِكَ وَاشْفِنِي بِشِفَائِكَ وَاَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّن سِوَاك. الٰہی میری دوا اپنے پاس سے کردے، اور اپنی طرف سے شفا عطا فرما اور اپنے ماسوی سے بے نیاز کردے، ربیعہ کہتی ہیں کہ میں نے اس پر عمل کیا تو بہت عمدہ پایا۔

۲۱- ام ضمیرہ- یہ ابوضمیرہ کی بیوی ہیں ان کا ذکر مقدم ہو چکا۔

۲۲- ام عیاش- یہ آپ کی وہ خادمہ ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی کے ساتھ حضرت عثمان غنیؓ کے یہاں بھیج دیا تھا یہ ان کے لئے صبح کو چھوہار بھگو کر نبیذ بناتی تو وہ شام کو پیتے پھر شام کو بناتیں تو صبح کو پیتے، ایک دن حضرت عثمانؓ نے پوچھا کیا صبح کی نبیذ شام میں اور شام کی صبح میں ملاتی تو نہیں ہو، انہوں نے کہا ہاں کبھی ایسا کر دیتی ہوں فرمایا اس سے نشہ آور ہونے کا اندیشہ ہے لہذا ایسا مت کرو۔(۱)

خدام صحابہؓ

یوں تو تمام صحابہ آپ سے والہانہ محبت رکھتے اور آپ کی خدمت واطاعت کو باعث سعادت سمجھتے تھے لیکن ان میں سے چند مخصوص اصحاب ایسے بھی تھے جو زر خرید غلاموں کی طرح ہمیشہ آپ کی خدمت گذاری میں لگے رہتے تھے ان خوش نصیبوں کا بھی مختصر تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔

۱- انس بن مالک بن نضر انصاری بخاریؓ- انہیں ان کی والدہ ام سلیمؓ نے بچپن ہی میں آپ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا اور کہا، اسے اپنے پاس رکھئے اور اس کے لئے دعا بھی کر دیجئے، چنانچہ آپ نے ان کی پیشکش کو قبول کر لیا۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے مسلسل دس سال تک آپ کی خدمت کی لیکن کبھی آپ نے کسی کام کے بگڑنے پر نہ ڈانٹا نہ کبھی یہ فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا بلکہ ہمیشہ میری تربیت کا خیال رکھتے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو حضرت انسؓ کی طرح نبی ﷺ سے مشابہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا، ابن سیرین کہتے ہیں کہ وہ سفر وحضر میں نماز بہت ہی اہتمام سے پڑھتے تھے، ان کی والدہ کی

---

(۱) البدایہ ۵/۳۱

Marfat.com

درخواست پر آپ نے حضرت انسؓ کے لئے دعا فرمائی، اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَاَطِلْ عُمْرَهٗ وَادخِلهُ الجَنَّۃَ. اے اللہ! تو ان کے مال و اولاد کو زیادہ کر، ان کی عمر کو دراز فرما اور ان کو جنت میں داخل کر دے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ دو دعاؤں کا اثر تو میں نے دیکھ لیا، میرا مال بہت ہو گیا میرے انگور کے درخت سال میں دو دفعہ پھل لاتے ہیں اور میرے بیٹے پوتے میرے صلب سے ۱۰۶ تک پہنچ گئے اور ان شاء اللہ تیسری دعا جنت میں داخل ہونے کی بھی پوری ہوگی۔

۲۔ اسلع بن شریکؓ۔ ان کا اصل نام میمون بن سنباذ ہے یہ نبی ﷺ کی اونٹنی پر کجاوہ کسا کرتے تھے اور ساتھ ساتھ چلتے، ایک مرتبہ آپ نے فرمایا اٹھو اور کجاوہ باندھو، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میں اس مسافرت میں جنبی ہو گیا، اور آپ یہ سن کر تھوڑی دیر خاموش رہے یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام آیت تیمم لے کر نازل ہوئے اور آپ نے تیمم کا طریقہ بتایا۔

۳۔ اسماء بن حارثہؓ۔ یہ اہل صفہ میں سے تھے، حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہند بن حارثہ اور ان کے بھائی اسماء اس طرح آپ کی خدمت میں مداومت کرتے کہ میں سمجھتا کہ دونوں آپ کے زر خرید غلام ہیں، واقدی کا بیان ہے کہ ہندؓ و اسماءؓ و انس بن مالکؓ ہمیشہ خدمت کے لئے آپ ﷺ کے دروازے پر لگے رہتے تھے۔

۴۔ بکیر بن شداخ لیثیؓ۔ یہ بچپن ہی سے نبی ﷺ کے گھر میں داخل ہو کر آپ کی اور آپ کے اہل بیت کی خدمت کرتے تھے، بلوغت قریب ہوئی تو ایک دن کہنے لگے، یا رسول اللہ! میں آپ کے خانۂ مبارک میں داخل ہوتا تھا لیکن اب بالغ ہو گیا ہوں آپ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ صَدِّقْ قَوْلَهٗ وَلَقِّهِ الظَّفَرَ. اے اللہ! اس کے قول کو مصدق کر دے اور اسے کامیابی سے ہمکنار فرما۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں اچانک ایک یہودی قتل کر دیا گیا۔ اس کے قاتل کا پتہ لگانے کیلئے حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو جمع کر کے ایک خطبہ دیا اور کہا میں اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ جو اس کے قاتل کو جانتا ہو بتا دے یہ سنتے ہی حضرت بکیرؓ کھڑے ہو گئے اور کہا امیر المومنین! اس کو میں نے قتل کیا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا، تم اس کے خون میں ملوث ہو گئے تو کیسے بچ سکتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا، ایک نوجوان مسلمان جہاد میں شرکت کے لئے گیا ہے وہ مجھے اپنے اہل پر نگراں بنا گیا تھا۔ میں رات کو اس کے گھر گیا تو

Marfat.com

دیکھا یہ یہودی اس کے بیوی کے پاس ہے اور یہ اشعار پڑھتا ہے

واشعث غرّهُ الإسلام مني ... خلوت بعرسه ليل التمام
ابيت على ترائبها ويمسي ... على جرد الاعنةِ والحرام
كأنَّ مجامعَ الربلات منها ... فئام ينهضونَ إلى فئام

یہودی مذکور کی یہ حالت اور جرأت دیکھ کر میں نے اس کو گھسیٹا اور قتل کر دیا حضرت عمرؓ نے یہ واقعہ معلوم کر کے یہودی کا خون ہدر اور باطل کر دیا، اور رسول اللہ ﷺ کی دعا کی وجہ سے بکیرؓ کے بیان کی تصدیق فرمائی۔

۵- بلال بن رباح الحبشیؓ - حضرت بلالؓ کی ولادت مکہ معظمہ میں ہوئی، امیہ بن خلف کے غلام تھے، اسلام لانے کے بعد وہ انہیں سخت سے سخت عذاب دیتا اور کہتا تھا، محمد ﷺ کا ساتھ چھوڑ کر لات و عزیٰ کی پرستش کرو ورنہ اسی طرح ہمیشہ مارے اور ستائے جاؤ گے حضرت بلالؓ ان تکالیف کی حالت میں اللہ احد اللہ احد کا نعرہ لگاتے اور شرک و بت پرستی سے انکار کرتے رہے، یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ نے امیہ کو بہت زیادہ مال دے کر انہیں خرید لیا اور اسلام کی خاطر آزاد کر دیا۔ آزادی کے بعد حضرت بلالؓ نے لوگوں کے ساتھ ہجرت کی اور جنگ بدر، احد اور دیگر مشاہد میں شریک رہے، ان کی والدہ کا نام حمامہ تھا اس لئے بلال بن حمامہ سے بھی معروف تھے۔ حضرت عمرؓ و دیگر اصحاب کرام ان کی بڑی عزت کرتے اور ان کے فضل و تقویٰ کے بنا پر سیدنا بلالؓ کہہ کر پکارتے، وہ نبی ﷺ کے چار موذنین میں سے ایک تھے، سب سے پہلے انہیں نے اذان دی اور فتح مکہ کے بعد نبی ﷺ نے کعبہ کی چھت پر انہیں سے اذان دلوائی۔

حضرت بلالؓ کا سین

بعضوں کا قول ہے کہ حضرت بلال حرف (س) کو بجائے (ش) کے بولتے تھے حتی کہ نبی ﷺ سے ایک روایت بھی بیان کر دی گئی کہ بلال کا س (ش) ہے لیکن اس روایت کی کوئی اصل نہیں۔ حضرت بلالؓ کی زبان نہایت ہی فصیح، آواز بلند اور سریلی تھی، نبی ﷺ نے ان کی آواز کی بلندی اور تلفظ کی صحت ہی کے سبب انہیں موذن مقرر فرمایا تھا، وہ وفات نبوی کے بعد غم سے نڈھال ہو کر ملک شام کی طرف غزوہ کے لئے چلے گئے تھے، بعض کہتے ہیں کہ خلافت صدیقی میں بھی وہی اذان دیتے تھے، لیکن یہ صحیح نہیں، ہاں یہ ممکن ہے کہ کسی موقع پر چند یوم کیلئے آ گئے ہوں اور بطور یاد ماضی اذان دی ہو، ۲۰ھ میں بعمر ۶۳ سال

Marfat.com

وفات پائی، رنگ نہایت گندمی جسم پر بال بکثرت تھے، داڑھی کے بال سفید ہو چکے تھے لیکن کسی قسم کا خضاب استعمال نہ فرماتے۔

۶- ذوتخمر یا ذومجرؓ- یہ نجاشی شاہ حبش کے بھائی تھے، شاہ نے اپنی نیابت میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت کے لئے بھیجا تھا، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم آپ کے ساتھ سفر میں تھے، سب کے پاس توشے کی بڑی قلت ہوگئی، اس لئے سفر بڑی تیزی سے کیا جانے لگا تاکہ جلد منزل مقصود تک پہنچ جائیں۔ ایک مرتبہ رات میں چلتے چلتے سب لوگ تھک کر چور ہو گئے، لوگوں کی اس ماندگی کا ذکر نبی ﷺ سے ہوا تو آپ نے فرمایا، یہیں ٹھہر کر تھوڑا آرام کرلو۔ پھر پوچھا، رات کی نگرانی کون کرے گا، میں نے کہا خدا مجھے آپ پر فدا کرے اس کیلئے میں حاضر ہوں، آپ نے مجھے اپنی اونٹنی کی نکیل پکڑا دی اور فرمایا دیکھنا غفلت نہ ہو جائے، میں اپنی اور آپ کی اونٹنی لے کر تھوڑے فاصلے پر قریب ہی ٹھہر گیا۔ دونوں اونٹنیاں چرنے لگیں لیکن دیکھتے ہی دیکھتے مجھے نیند لگ گئی اور ایسا سویا کہ سورج کی کرنیں نکل آئیں، جھٹ پٹ میں نے ساتھیوں کو جگایا، نبی ﷺ بھی بیدار ہوئے بلالؓ سے وضو کا پانی مانگا، وضو کر کے بلالؓ نے اذان دی، لوگوں نے خوب اطمینان سے سنت پڑھی پھر تکبیر ہوئی آپ نے نہایت اطمینان سے نماز پڑھائی اور سلام پھیرا۔ بعد ازاں ایک صاحب نے پوچھا، یا رسول اللہ! کیا ہم نے کوتاہی کی ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ اللہ نے ہماری روحیں قبض کرلیں پھر جاگے تو اطمینان وسکون سے ہم نے نماز پڑھی اس لئے اس کا شمار کوتاہی میں نہیں ہوگا۔

۷- ربیعہ بن کعب اسلمیؓ- فرماتے ہیں کہ میں آپ کیلئے وضو اور قضائے حاجت وغیرہ کا پانی لاتا اور پورا دن آپ کی خدمت میں لگا رہتا تھا، یہاں تک کہ آپ عشا کی نماز پڑھ کر اندر داخل ہو جاتے تو میں دروازے کے پاس اس خیال سے بیٹھا رہتا کہ شاید کوئی ضرورت پیش آئے تو رفع کروں۔ گھر کے اندر سے آپ کی آواز سنائی دیتی تھی، آپ دیر تک تسبیح وتہلیل میں لگے رہتے یہاں تک کہ میں نیند کے غلبے سے سو جاتا ایک دن آپ نے میری خدمت سے خوش ہو کر فرمایا، ربیعہ! کوئی حاجت ہو تو کہو میں پوری کردوں، میں نے کہا یا رسول اللہ! پہلے غور کرلوں، پھر کہوں گا، چنانچہ میں نے سوچا کہ دنیا کی کوئی چیز کیا مانگوں وہ فنا ہو جائے گی، کیوں نہ اپنی آخرت کی بھلائی کیلئے کچھ مانگ لوں، آپ کا درجہ ومقام تو اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے، پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جنت میں آپ کی رفاقت اور جہنم سے آزادی چاہتا ہوں۔

Marfat.com

آپ ﷺ فرمایا، اے ربیعہ! تمہیں یہ سوال کرنے کا مشورہ کس نے دیا ہے، میں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے یہ بات کسی کے سکھانے سے نہیں کہی ہے، آپ نے فرمایا، خیر میں کوشش تو کروں گا لیکن تم کثرت سجود سے میری مدد کرو۔

ربیعہؓ کی شادی

ابھی تک ربیعہؓ کی شادی نہیں ہوئی تھی اس لئے آپ نے فرمایا، ربیعہؓ! تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ بولے یا رسول اللہ! مجھے یہ پسند نہیں کہ شادی کر کے آپ کی خدمت سے غافل ہو جاؤں، میرے پاس مال بھی نہیں، کہ بیوی پر خرچ کروں، اس روز بات یہیں تک ہو کر ختم ہو گئی، لیکن کچھ دنوں کے بعد میں نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ میری بھلائی کی بات مجھ سے زیادہ جانتے ہیں اس لئے اگر پھر بھی فرمائیں گے تو شادی کیلئے تیار ہو جاؤں گا، چنانچہ ایک دن پھر آپ نے شادی کا ذکر کیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ! میں مفلس آدمی ہوں، میری شادی کون کرے گا، آپ نے فرمایا، تم فلاں قبیلے میں فلاں شخص کے پاس جاؤ اور کہہ دو کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ اپنی فلاں لڑکی سے میری شادی کر دو، میں نے جا کر آپ کا پیغام پہنچایا تو انہوں نے مرحبا کہا اور بخوشی منظور کر لی، میں نے آ کر آپ کو بتایا کہ وہ بڑے اچھے لوگ ہیں، انہوں نے بڑی خوشی سے میری شادی کر دی، اب فکر ہے کہ میں مہر کہاں سے دوں اور ولیمہ کیسے کروں؟ آپ ﷺ نے بریدہ اسلمیؓ کو بلا کر حکم دیا کہ ان کے لئے چندہ کر کے مہر کا روپیہ اور ولیمہ کے واسطے ایک مینڈھا خرید دو۔ یہ سب کچھ ہو گیا تو آپ نے حضرت عائشہؓ کو حکم دیا کہ گھر میں جتنا جو ہو ربیعہ کے گھر پہنچا دو اس طرح سے میرے پاس گوشت اور روٹی کا انتظام ہو گیا اور میری شادی وغیرہ کا کام بخوبی انجام پا گیا۔

ربیعہؓ اور حضرت ابوبکرؓ میں نزاع

ربیعہؓ کہتے ہیں کہ اس شادی کے بعد میرے اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان کھجور کے ایک درخت کے بارے میں اختلاف ہو گیا، وہ کہتے تھے کہ یہ میری زمین میں ہے اور میں کہتا تھا کہ یہ میری زمین میں ہے اتنے میں حضرت ابوبکرؓ نے ایک ایسی بات کہہ دی جس سے مجھے قدرے تکلیف ہوئی اور وہ بھی بہت پچھتائے اور فرمایا، اے ربیعہؓ! تم مجھ سے اس کا بدلہ لے لو اور وہی بات کہہ دو جو میں نے کہی ہے، میں نے عرض کیا میں آپ کو ایسی تکلیف دہ بات ہرگز نہیں کہہ سکتا، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا پھر تو میں تمہاری شکایت رسول اللہ ﷺ سے کروں گا چنانچہ وہ چل پڑے تو میں بھی چلا اور میری حمایت کرنے کو میری قوم کے لوگ

Marfat.com

بھی بڑھے لیکن میں نے ان کو روک دیا اور کہا وہ صدیق ہیں، مسلمانوں میں بڑا اونچا مقام رکھتے ہیں، ایسا نہ ہو تمہیں دیکھ کر رسول اللہ ﷺ سے اس کا بھی شکوہ کریں اور آپ ﷺ مجھ پر خفا ہو جائیں اور اگر خدانخواستہ آپ مجھ پر خفا ہو گئے تو میری عاقبت خراب ہو جائے گی، یہ کہہ کر سب کو لوٹا دیا، اکیلا آپ کی خدمت میں پہنچا وہاں حضرت ابو بکرؓ موجود تھے، مجھے دیکھتے ہی انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ربیعہؓ کو ایک ایسی بات کہہ دی جو انہیں ناپسند آئی، اب میں کہتا ہوں کہ اس کا بدلہ لے لو لیکن وہ تیار نہیں ہوئے آپ نے فرمایا، ربیعہؓ! کیا بات ہے، میں نے کہا یا رسول اللہ! انہوں نے جو کچھ مجھے کہہ دیا میں ان کی شان میں ہرگز نہیں کہہ سکتا آپ نے فرمایا وہ نہ کہو بلکہ یہ کہو کہ الٰہی ابو بکرؓ کو معاف کر دے، اور ان سے درگذر فرما۔

۸- سعد مولیٰ ابو بکرؓ- یہ حضرت ابو بکرؓ کے غلام تھے، حضور ﷺ کی بھی خدمت کرتے، ایک دن آپ نے ان کی اس محنت و محبت سے خوش ہو کر فرمایا، ابو بکرؓ! انہیں آزاد کر دو، بولے یا رسول اللہ! ان کے سوا میرے پاس کوئی خادم نہیں ہے، آپ نے فرمایا، انہیں آزاد کر دو، اللہ اس کا بدلہ تمہیں عنایت فرمائے گا، ابو بکرؓ نے یہ سنتے ہی سعد کو آزاد کر دیا۔

۹- عبداللہ بن رواحہؓ- آپ کا ذکر فتح مکہ اور غزوہ موتہ میں آچکا ہے اس لئے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۱۰- عبداللہ بن مسعودؓ- آپ اکابر صحابہ میں سے تھے، حبشہ و مدینہ دونوں ہجرتوں سے سرفراز ہوئے، بدر و دیگر مشاہد میں شریک رہے، جسم لاغر، قد چھوٹا، خصلت پاکیزہ، علم و حلم اور فضل و انابت میں یکتا تھے، حرکات و سکنات اور طور و طریقہ میں بالکل نبی ﷺ کی مشابہت پائی جاتی تھی، صحابہؓ نے ان کی باریک پنڈلیوں کو دیکھ کر تعجب کیا تو آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ دونوں پنڈلیاں میزان عمل میں احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہیں، آپ نبی ﷺ کی خدمت میں آپ کے نعلین شریفین کی حفاظت، وضو کے پانی کا انتظام اور سواری کے وقت اونٹ پر کجاوہ کسنے کا کام انجام دیتے، ۳۲ھ میں وفات پائی۔

۱۱- عقبہ بن عامر جہنی - یہ بھی آپ کی سواری کی خدمت اور دیکھ ریکھ کرتے ایک دفعہ آپ کی اونٹنی کو ایک پہاڑی راستے پر آگے آگے کھینچ رہے تھے آپ نے ان کی مشقت دیکھ کر فرمایا، اے عقبہ! اب اس پر تم سوار ہو جاؤ، عقبہ کہتے ہیں کہ میں ڈرا کہ اگر انکار کروں گا تو نافرمانی ہو گی، چنانچہ آپ اتر گئے اور میں تھوڑی دیر کیلئے سوار ہو گیا پھر کچھ دیر کے بعد میرے اصرار سے نبی ﷺ اس پر سوار ہو گئے۔

Marfat.com

۱۲۔قیس بن سعد بن عبادہ انصاریؓ ۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ قیسؓ رسول اللہ ﷺ کیلئے محافظ پولس کی طرح رہتے تھے، قد اتنا دراز تھا کہ لمبا آدمی ان کا پائجامہ اپنی ناک پر رکھتا تو ٹخنے تک پہنچ جاتا، حضرت معاویہؓ نے ان کا پائجامہ شاہ روم کے پاس بھیجا، اور کہا کہ کوئی آدمی اتنے بڑے قد کا آپ کے یہاں ہو تو مطلع کیجئے، شاہ روم اسے دیکھ کر تعجب میں پڑ گیا۔اس درازی قد کے ساتھ وہ نہایت ہی زیرک صاحب رائے اور فضل و کرم والے تھے اور صفین کی جنگ میں حضرت علیؓ کے طرفدار اور ہمنوا رہے۔

۱۳۔مغیرہ بن شعبہؓ ثقفی ۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہتھیار بند فوجی سپاہی کی طرح رہتے تھے، صلح حدیبیہ میں آپ کے پاس تلوار حمائل کئے کھڑے تھے ان کے چچا عروہ بن مسعود ثقفی رئیس طائف گفتگو کے درمیان اہل عرب کی عادت کے مطابق آپ کی مبارک داڑھی پر ہاتھ لگا دیتے تھے، حضرت مغیرہ نے ان کے ہاتھ پر ٹھوکر دے کر کہا، اخر یدک عن لحیۃ رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی ریش مبارک سے دور رکھو۔

حضرت مغیرہؓ آپ کے ساتھ تمام لڑائیوں میں شریک رہے، اہل طائف کے بت جس کو وہ رب کہتے تھے، توڑنے کے لئے حضرت خالدؓ و ابوسفیانؓ کے ساتھ بھیجے گئے اور بڑی حکمت سے اس کے توڑنے کا کام انجام دیا۔

یہ عرب کے پانچ مشہور باہوش زیرک اور چالاک لوگوں میں شمار ہوتے تھے، اول معاویہؓ، دوم عمرو بن عاصؓ، سوم مغیرہ بن شعبہؓ، چہارم قیس بن سعدؓ، پنجم بدیل بن ورقاءؓ، یہ دونوں حضرت علیؓ کے ہمراہی تھے، اور تین اول الذکر حضرت معاویہؓ کے ہمنوا ہوئے۔

قبیصہ بن جابر کہتے ہیں کہ میں ایک مدت تک مغیرہ بن شعبہ کی صحبت میں رہا، وہ ایسے چالاک تھے کہ اگر کسی شہر کے آٹھ دروازے ہوتے اور ہر دروازے پر بغیر مکر و حیلہ کے نکلنا دشوار ہوتا تو مغیرہ اپنی چالاکی سے آٹھوں دروازوں سے نکل جاتے۔

حضرت مغیرہؓ نکاح اور شادی کرنے میں بہت آگے تھے، بعض کہتے ہیں ۔ ان کی تعداد اس سے بھی زیادہ بتاتے ہیں۔ان کا کہنا تھا کہ ایک عورت والا اگر اس کی عورت حائض ہو جائے تو وہ بھی مثل حائض کے ہوگا اور اگر اس کی عورت مریضہ ہو جائے تو وہ بھی مریضوں میں شمار ہوگا، اور دو بیوی والا دو بھڑکنے والی آگ کے درمیان ہوتا ہے، اس لئے یکبارگی وہ چار شادی کرتے اور چاروں عورت پر چاروں طلاق ایک

ساتھ طلاق بھی دے دیتے ۵۰ھ میں وفات پائی۔

۱۴-ابو معبد مقداد بن اسود کندی-آپ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے دو ساتھی مدینہ آئے اس وقت مدینہ میں ہماری ضیافت کرنے والا کوئی نہ ملا تو ہم نے نبی ﷺ کے پاس آ کر اس کا ذکر کیا، پس آپؐ ہمیں اپنے گھر لے گئے اور اپنی چار بکریاں ہمارے حوالے کیں اور فرمایا ان کا دودھ دوہ کر ۴ حصے کر کے تین حصے تم تینوں پی لیا کرو اور ایک حصہ میرے لئے رکھو، میں ایسا ہی کرتا رہا لیکن ایک رات آپ ایک انصاری کے یہاں تشریف لے گئے تھے وہاں دیر ہوگئی تو میں نے آپ کا حصہ دودھ بھی پی لیا، دودھ پیٹ میں چلا گیا تو میں یہ سوچ کر پچھتانے لگا کہ حضور ﷺ اگر بھوکے اور پیاسے تشریف لائے تو کیا ہوگا پس میں ندامت کی وجہ سے منہ پر کپڑا اڑھا نک کر لیٹ گیا، زاں بعد آپ تشریف لائے تو آہستہ سے سلام کیا پھر پیالے کو کھول کر دیکھا تو خالی پایا اور سر مبارک اٹھا کر دعا کی۔اَللّٰهُمَّ اسْقِ مَنْ سَقَانَا وَاَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنَا الٰہی اس کو پلا جو مجھے پلائے اور اسے کھلا جو مجھے کھلائے۔میں نے آپ کی اس دعا کو غنیمت جان کر چھری اٹھائی تا کہ ایک بکری کو جو فربہ ہو ذبح کر کے آپ کو کھلاؤں لیکن بکریوں کو ٹٹولا تو چاروں کو دودھ سے بھری پایا، پس دوہ کر آپ کی خدمت میں لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ! نوش فرمائیے آپ نے دریافت کیا مقداد! کیا خبر ہے؟ کیا تم لوگوں نے دودھ نہیں پیا، میں نے کہا پہلے آپ پی لیجئے اس کے بعد واقعہ بیان کروں گا، پس آپ نے پی کر مجھے دیا، میں نے عرض کیا اور پی لیجئے، آپ دوبارہ پی کر آسودہ ہوگئے تو باقی دودھ میں نے پھر پی لیا اور جب معلوم کر لیا کہ اللہ کے رسول کی مبارک دعا سے خوب سیری ہوگئی تو مجھے اپنی حالت پر اتنی ہنسی آئی کہ لوٹ لوٹ پڑا آپ نے فرمایا، مقداد! یہ تمہاری بری خصلت ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج مجھ سے ایسا واقعہ سرزد ہوگیا ہے، اسی لئے اس کو یاد کر کے بار بار ہنسی آتی ہے، آپ نے فرمایا اس دودھ کا اترنا اللہ کی رحمت و برکت سے ہے، تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا تا کہ تمہارے دونوں ساتھیوں کو بھی اس میں سے پلا دیتا، میں نے کہا اس مبارک دودھ کو آپ ﷺ نے اور میں نے پی لیا تو اب کوئی پروانہیں کوئی تیسرا پاوے یا نہ پاوے۔

۱۵-مہاجر مولیٰ ام سلمہؓ-آپ فرماتے ہیں کہ میں نے مسلسل کئی سال تک نبی ﷺ کی خدمت کی لیکن کبھی آپ نے مجھے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کیوں کیا یا کیوں چھوڑ دیا بلکہ

Marfat.com

ہمیشہ نرم خوئی سے پیش آتے رہے۔

۱۶- ابو السمحؓ - یہ آپ کو غسل کا پانی مہیا کرتے اور غسل کے وقت پردہ لگاتے تھے۔

۱۷- ابو بکر صدیقؓ - آپ صحابہ میں سب سے افضل، اپنے جان و مال سے ہر طرح کی خدمت میں پیش پیش رہتے، سفر ہجرت اور خاص کر غار ثور میں صحبت اور خصوصی خدمت سے سرفراز ہوئے، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔(۱)

کاتبین وحی وغیرہ

کاتبین وحی و نامہ ہائے مبارک و فرائض و احکام میں خلفائے اربعہ ابو بکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ و علی المرتضیٰؓ کا نام نامی مذکور ہے، جن کی خدمات و فضائل احاطۂ تحریر سے باہر ہیں، ان کے علاوہ اکثر و بیشتر یہ کام حضرت ابی بن کعبؓ اور زید بن ثابتؓ انجام دیتے تھے، پھر گاہے بگاہے حضرت ابان بن سعیدؓ، ارقم بن ارقم مخزومیؓ، ثابت بن قیس بن شماس انصاریؓ، حنظلہ بن ربیع صیفیؓ، خالد بن سعید بن عاصؓ، خالد بن ولیدؓ، زبیر بن عوامؓ، عامر بن فہیرہؓ، عبداللہ بن ارقمؓ، عبداللہ بن زید بن عبد ربہؓ، عبداللہ بن سعد بن سرحؓ، علاء بن حضرمیؓ، علاء بن عقبہؓ، محمد بن مسلمہؓ، معاویہ بن ابی سفیان، اور مغیرہ بن شعبہؓ وغیرہ بھی حسب موقع یہ مبارک کام انجام دیا کرتے تھے۔

ان میں ابی بن کعبؓ وہ ہیں جن سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا، مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ تم کو قرآن کی کچھ آیات پڑھ کر سناؤں، انہوں نے پوچھا، کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ فرمایا ہاں، یہ سن کر خوشی سے ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

اسی طرح ارقم بن ارقمؓ وہ ہیں جن کا گھر مکہ میں جبل صفا کے پاس تبلیغ اسلام کا مرکز تھا اور مسلمان وہیں چھپ کر نماز باجماعت ادا کرتے تھے، اسی طرح خالد بن سعیدؓ وہ ہیں جنہوں نے اپنے اسلام سے پہلے خواب دیکھا کہ جہنم کے وسیع و عریض خندق کے دہانے پر کھڑا ہوں میرے باپ مجھے اس میں دھکیل رہے ہیں اور محمد ﷺ اس سے بچانے کیلئے کھینچ رہے ہیں، میں نے یہ خواب جا کر ابو بکرؓ سے بیان کیا تو انہوں نے اسلام کی ترغیب دی اور میں ایمان لے آیا۔

اسی طرح ان میں خالد بن ولیدؓ وہ ہیں جو اسلام کے سب سے بڑے دشمن تھے، جنگ احد وغیرہ

---

(۱) البدایہ ج ۵ / ۳۳۱ تا ۳۳۹

Marfat.com

میں اسلام کو زک پہچانے کی پوری کوشش کی، پھر ایمان لائے تو اس سے زیادہ کافروں پر سخت ہو گئے اور عرب و عراق اور شام و روم وغیرہ میں اپنی حربی صلاحیت سے اسلام کا جھنڈا لہرا دیا، جنگ موتہ میں رسول اللہ ﷺ نے ان کی شجاعت و کامرانی کا حال دیکھ کر سیف من سیوف اللہ کا عظیم خطاب عنایت فرمایا: آپ پر میری ایک مستقل کتاب بنام سیرت خالد بن ولیدؓ ہے مطالعہ فرمائیں۔

اسی طرح ان میں حضرت زبیر بن عوامؓ وہ ہیں جن کو نبی ﷺ نے جنت کی خوشخبری دی اور اپنا خاص حواری و مددگار بنایا، جنگ یرموک میں ڈھائی لاکھ رومیوں کی فوج میں دو مرتبہ گھس کر آر پار نکل گئے، جب کہ آپ کے سر مبارک میں صرف دو زخم آئے، ۶۷ سال کی عمر پائی، اور دولت اس قدر چھوڑی کہ ایک تہائی وصیت اور ۲۲ لاکھ قرض کی ادائیگی کے بعد چار بیویوں میں سے ہر ایک کو ۱۲-۱۲ لاکھ درا ہم حصے میں آئے اور یہ سب کچھ آپ کی زمین سامان ہائے خانہ اور غیر منقولہ جائداد کے علاوہ تھا، جب کہ آپ زکوۃ کے بھی پابند تھے۔

اسی طرح ان میں زید بن ثابتؓ وہ ہیں کہ نبی ﷺ کے مدینہ وارد ہونے سے قبل قرآن کریم کی دس سے زیادہ سورتوں کو سن کر زبانی یاد کر لیا تھا، آپ نے انہیں دیکھ کر تعجب کیا، اور ان کی ذہانت سے متاثر ہو کر فرمایا کہ تم یہود کی زبان بھی سیکھ لو اس لئے کہ میں ان سے مامون نہیں ہوں، چنانچہ ان کا بیان ہے کہ آپ کے حکم کے بعد ۱۵/دن کے اندر عبرانی زبان پر عبور حاصل کر لیا، ان کی کتابیں اور تحریرات نبی ﷺ کو اور آپ کے خطوط و فرامین ان کو ترجمہ کر کے سمجھا دیا کرتا تھا، شیخین اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں جمع قرآن کا فریضہ انجام دیا، حضرت علیؓ کی بھی بڑی تکریم کرتے تھے، لیکن ان کے ساتھ حروب میں شریک نہ ہوئے۔

حضرت انسؓ سے یہ حدیث مروی ہے کہ میری امت میں سب سے زیادہ رحم و کرم والے ابو بکرؓ ہیں اور دین میں سب سے سخت عمرؓ ہیں اور سب سے سچی حیا والے عثمانؓ ہیں اور فیصلے میں سب سے زیادہ مہارت رکھنے والے علیؓ ہیں، اور حلال و حرام کے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبلؓ ہیں اور فرائض کے ماہر زید بن ثابت ہیں اور اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراحؓ ہیں، اسی طرح ان میں حضرت عامر بن فہیرہؓ وہ ہیں جن کو اسلام قبول کرنے کے بعد مکہ میں سخت عذاب دیا جاتا رہا ان کی تکلیف کو دیکھ کر حضرت ابو بکرؓ نے خرید ا اور آزاد کر دیا، سفر ہجرت میں حضرت ابو بکرؓ کے ردیف اور نبی ﷺ کے ساتھ تھے، چالیس برس کی عمر میں بیر معونہ پر شہید کئے گئے، جبار بن سلمی نے نیزے سے مارا تو بولے، فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. کعبہ کے رب کی قسم میں

Marfat.com

کامیاب ہوگیا، جبار نے متعجب ہو کر ضحاک سے پوچھا، وہ قتل کیے گئے تو کامیابی کیسی؟ ضحاک نے کہا، ان کا مطلب یہ ہے کہ اس قتل وشہادت سے میں جنت کا مستحق ہوگیا، چنانچہ یہی کلمہ جبار کے ایمان کا سبب بن گیا، اور تمام حاضرین نے اس میدان میں یہ عجیب وغریب واقعہ دیکھا کہ حضرت عامرؓ کی مبارک لاش آسمان کی طرف اٹھالی گئی اور فرشتوں نے اسے اعلیٰ علیین میں چھپادیا۔

اسی طرح ان میں عبداللہ بن ارقمؓ وہ ہیں جو حضور ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں ملوک و سلاطین کے نام خطوط لکھتے رہے پھر بیت المال کے ناظم ہوئے، حضرت عمرؓ نے ان کو اسی پر قائم رکھا، پھر حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بیت المال سے الگ ہوئے، تو انہوں نے ۳ رلاکھ درہم اجرت میں دینی چاہی لیکن حضرت عبداللہ نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ میں نے یہ کام خالصۃً لوجہ اللہ کیا ہے، اس کا اجر بس اللہ عزوجل عنایت فرمائے گا۔

اسی طرح ان میں علاء بن حضرمیؓ وہ ہیں جن کو نبی ﷺ نے شاہ بحرین منذر بن ساوی کے پاس دعوت نامہ اسلام دے کر بھیجا اور جب بحرین مفتوح ہوگیا تو آپ نے انہیں وہاں کا امیر منتخب کیا، وہاں وہ صرف حضرت عمرؓ کے نصف دور خلافت تک برقرار رہے، پھر بصرہ کے گورنر بنائے گئے، آپ صاحب کرامات کثیرہ تھے۔

اسی طرح ان میں معاویہ بن ابوسفیانؓ وہ ہیں جن کے ذریعہ بنوامیہ کی خلافت کی بنیاد پڑی، اور شہادت عثمانؓ کے بعد اجتہادی غلطی کی بنا پر حضرت علیؓ سے جنگ کی نوبت آئی، امام مسلمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ حضرت معاویہ کے والد ابوسفیانؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ مجھے حکم دیجئے تاکہ میں کفار سے اسی طرح جنگ کروں جیسے کفر کے زمانہ میں مسلمانوں سے کرتا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا، اجازت ہے انہوں نے کہا دوسرا سوال یہ ہے کہ میرے بیٹے معاویہ کو اپنا کاتب بنالیجئے، فرمایا یہ بھی منظور ہے۔(۱)

آپ کے امراء وعمال

آپ کے امراء وعمال کا ذکر سرایا وغزوات کے ضمن میں آچکا ہے، جو سب کے سب تھوڑی اور معمولی سی رزق پر قناعت کر کے مخلوق خدا کی خدمت کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن ارقمؓ کا واقعہ آپ پڑھ چکے

(۱) البدایہ ۵/۳۳۹، ۳۵۶

Marfat.com

ہیں، کہ اسلامی بیت المال کی نظامت کا کام بلا کسی اجرت کے کرتے رہے، حضرت عثمانؓ نے انہیں حق الخدمت کے طور پر ۳/لاکھ درہم دینا چاہا تو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ میں نے یہ کام لوجہ اللہ کیا ہے، اس کا اجر بس اللہ رب العالمین عنایت فرمائے گا۔ حضرت عتاب بن اسیدؓ مکہ کے گورنر مقرر ہوئے تو ان کی تنخواہ صرف ایک درہم یومیہ تھی، انہوں نے لوگوں سے بیان کیا کہ خدا اس شخص کو بھوکا رکھے جو ایک درہم پانے کے بعد آسودہ نہ ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے میری تنخواہ ایک درہم یومیہ مقرر کی ہے، اس کے بعد مجھے کسی دوسرے سے کچھ لینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

شعراء وخطباء

نبی ﷺ خود شاعری نہیں کرتے تھے نہ اللہ نے آپ کو شاعر بنانا پسند کیا کیونکہ قدیم وجدید شعرائے عرب نے غلو اور خرافات سے اس فن کو بہت داغدار کر رکھا تھا، ان کی شاعری کذب ومبالغہ کی آمیزش سے پروان چڑھتی تھی لیکن کچھ اللہ کے بندے ایسے بھی تھے جو شاعری کو صحیح ڈھنگ سے استعمال کرتے تھے اسی وجہ سے آپ ﷺ نے اچھے اشعار کو پسند کیا اور اس کی تعریف بھی فرمائی ہے، بعض لائق شعراء کو آپ نے انعام واکرام سے بھی نوازا۔

آپ کے دربار کے شعراء میں حضرت حسان بن ثابتؓ، کعب بن مالکؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ زیادہ مشہور ہیں، کعب بن زہیر کا نعتیہ قصیدہ بھی ان کے ایمان لانے کے بعد آپ نے اپنی مسجد میں سنا اور انعام دیا یہ حضرات کفار کے خرافاتی اشعار اور ان کے ہجو کا جواب اچھے اشعار میں دیتے تھے، آپ حضرت حسان کیلئے منبر رکھواتے اور دعا فرماتے: اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُس. اے اللہ! روح القدس کے ذریعہ ان کی مدد فرما، آپ کا ارشاد ہے کہ مومن تلوار و زبان دونوں سے جہاد کرتا ہے، نیز فرمایا: اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَة وان مِن البيان لسحرا. بعض اشعار میں حکمت ودانائی کی بات ہوتی ہے اور بعض بیان جادو کی طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔

آپ کے اصحاب میں اچھے اچھے واعظ وخطیب بھی ہوئے، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ کی وفات پر ایسا جامع خطبہ دیا کہ اس کی حقانیت کے سب قائل ہوگئے اسی طرح خلافت کا باگ ڈور سنبھالنے پر جو خطبہ آپ نے دیا وہی آنے والے دیگر خلفاء کے لئے مشعل راہ بن گیا۔ حضرت عمرؓ وحضرت عثمانؓ کے خطبے بھی اپنی نہج پر عظمت وجلالت کے حامل تھے، حضرت علیؓ کی خطابت اپنے زور

Marfat.com

بیان اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے سب پر فوقیت لے گئی، ثابت بن قیس بن شماس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منتخب کئے ہوئے مخصوص خطباء میں سے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی ہر جمعرات کو وعظ فرماتے جو لوگوں کے دلوں میں اتر جاتا، حضرت خالد بن ولید کے خطبے نہایت ہی مختصر، جامع اور پر اثر ہوتے تھے وغیرہ ذلک۔

اصحاب شوکت وعظمت

نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سارے جہان کا رسول بنایا تھا، ساری دنیا میں اسلام کو پھیلانے اور غالب کرنے کا وعدہ فرمایا تھا، جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے کہ شروع میں آپ نے اس کی تبلیغ کی تو پوری شدت سے مخالفت کی گئی، تاریخ شاہد ہے کہ جتنی دشمنی اور مخالفت آپ کی ہوئی دنیا میں کسی کی نہیں ہوئی لیکن یہ کتنی عجیب بات ہے کہ چند ہی دنوں میں وہی ظلم وستم ڈھانے والے آپ کے فداکار و جاں نثار ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے انہیں دشمنوں میں سے نظر و فکر رکھنے والوں، جوش و سوز رکھنے والوں اور شجاعت و بسالت رکھنے والوں کو آپ کی رفاقت کے لئے منتخب کر لیا جن کی شوکت وعظمت کی دنیا قائل ہو گئی، جو بتوں اور پتھروں کو پوجنے والے تھے، توحید کے علمبردار بن گئے، جو اونٹوں اور بکریوں کے چرانے والے تھے، عالم کے نگہبان ہو گئے جو آپس میں لڑنے بھڑنے والے اور قتل و غارت کرنے والے تھے وہ مدتوں کی عداوت فراموش کر کے ایک دوسرے کے دوست اور حامی بن گئے، کیوں نہ ہو یہ سب برکت تھی اللہ کے محبوب پیغمبر رحمت مجسم ﷺ کی اعلیٰ تعلیم اور معجزنما اخلاق کی جس نے ایسی بگڑی ہوئی قوم میں اصلاح کر کے ایک صالح انقلاب برپا فرمایا۔

صحابہؓ کی تعداد

صحابہ کی تعداد میں اختلاف ہے، امام ابوزرعہ نے ایک لاکھ چودہ ہزار بتایا ہے، امام شافعی کہتے ہیں کہ آپ کو دیکھنے والے اور سماع کرنے والے صحابہ ساٹھ ہزار کے لگ بھگ تھے، امام مسلم کہتے ہیں کہ ان میں سے حدیث کی روایت کرنے والے تقریباً ۵ ہزار صحابہ ہیں، امام احمد بن حنبل جو کثرت روایت، کثرت اطلاع اور وسعت رحلت کے امام تھے، نو سو ستاسی نفوس سے روایت کی ہے اور صحاح ستہ میں اس پر مزید تین سو اصحاب سے روایت ملتی ہے۔

Marfat.com

حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے ان سب کے نام، حالات اور تاریخ وفات لکھنے کی سعی کی ہے، علامہ ابن عبدالبرؒ نے استیعاب میں، محمد بن اسحاق بن مندہ اور ابوموسیٰ مدینی نے اپنی تاریخ میں اور حافظ عزالدین ابوالحسن علی بن محمد جزریؒ نے اپنی کتاب اسدالغابہ میں بہترین ترتیب سے اکٹھا کیا ہے۔

مؤلف کے ناقص خیال میں صحابہ کرام کی مذکورہ بالا تعداد جو ائمہ کرام نے مختلف طور پر اپنی معلومات ومطالعہ کی حد تک کتابوں میں لکھی ہے اور بتائی ہے صحیح ہے، لیکن وہ اصحاب جن سے کوئی روایت نہیں آئی ہے یا جنہوں نے کسی غزوہ یا سفر میں آپ کو دیکھا اور ایمان لائے یا حجۃ الوداع کے موقع پر ایام حج میں آپ کو دیکھا پھر آپ سے دور اپنی بستیوں میں گئے اور دوبارہ ملاقات نہیں کر سکے اور شہرت نہیں پائی ان کی تعداد شمار سے زیادہ ہے بمصداق ﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ﴾ اللہ کے لشکر کا علم اللہ کے سوا کس کو ہو سکتا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس یا چوالیس ہزار جو مشہور ہے وہ محتاط اندازے کے مطابق بیان کیا جاتا ہے۔

خلاصۃ الکلام یہ کہ سارے عالم کی رہنمائی کیلئے اللہ کا آخری پیغمبر یتیمی کی حالت میں آیا، بچپن سے لے کر جوانی تک لہو ولعب اور حرص وہوس سے پرہیز کیا، اولاً حصول رزق کیلئے بکری چرائی، ثانیاً ظلم وجور، فسق وفجور اور کذب وفساد سے اجتناب کرتے ہوئے ایسی پاک وصاف زندگی گزاری کہ اطراف وجوانب کے لوگ صادق وامین کہہ کر پکارنے لگے، شباب کا دور آیا تو تجارت کیلئے باہر کا سفر کیا، جس کا مال لے کر تجارت کے لئے نکلتے اس کو تمام تاجروں سے زیادہ نفع دے کر خوش کر دیتے کیونکہ اللہ نے آپ کے ہاتھ میں بڑی برکت دی تھی۔

۴۰ سال کی عمر ہوئی تو اللہ عزوجل نے آپ کو نبوت ورسالت کے عہدۂ جلیلہ سے سرفراز فرما کر شرک وبت پرستی کے خلاف معرکہ آرائی اور توحید ودعوت الی الحق کا بار گراں آپ کے شانہ اقدس پہ ڈالا، اس وقت تک نہ پڑھنا لکھنا سیکھا تھا نہ جانتے تھے، مگر بنام رب العالمین پڑھنے پڑھانے کا حکم سب سے پہلے نازل ہوا، آپ نے توحید کا نغمہ سنایا تو بتوں کے پجاری اور شرک وکفر کے علم بردار دشمنی اور مخالفت پر تل گئے، لیکن اس حالت میں بھی آپ کی سچائی کے قائل تھے، شدید عداوت کے باوجود کوئی امانت رکھنی ہوتی تو آپ ہی کے پاس رکھتے۔

آپ نے ۲۳ سال کی قلیل مدت میں ہزاروں رکاوٹیں اور لاکھوں تکلیفیں جھیل کر پورے عرب

Marfat.com

میں ایک انقلاب برپا کر دیا اور سارے عالم کے باسیوں، عالموں، عابدوں، مدبروں اور شہنشاہوں کے دلوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، اور جو بھی آپ کے خلاف اٹھا اسے اپنی للٰہی قوت اور اخلاق و کردار سے یا تو مجبور یا مسخر کر لیا۔ حالی کا یہ شعر کتنا برمحل ہے

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی　　عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے　　کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

تورات استثناب ۳۳ آیت دو میں موسیٰ علیہ السلام نے وفات کے وقت جو برکت کے آخری کلمات کہے تھے کہ ''خداوند سینا سے آیا شعیر سے آشکارا ہوا اور وہ کوہ فاران سے ان پر جلوہ گر ہوا الخ۔ یہ جلوہ گری ایسی بابرکت ثابت ہوئی کہ آن کی آن میں سارے عالم کو محیط ہو گئی، بڑے بڑے مصلح اور اعلیٰ سے اعلیٰ درجے کے ریفارمر بھی وہ کام نہیں کر سکے، جو محمد عربی ﷺ نے کر دکھایا، اسی وجہ سے دوست و دشمن بھی آپ کی تعریف کرتے ہیں۔

یہ پنجوقتہ صدائے اذان آپ کے وقت جو مدینہ منورہ کی ایک چھوٹی سی بستی سے اٹھی تھی آج پوری دنیا میں گونج رہی ہے، کوئی نہیں جو اس سحر آفریں آواز سے نا آشنا رہ سکے، یہ کلام الٰہی جس نے اپنی فصاحت و بلاغت اور اثر انگیزی کا قائل بڑے بڑوں کو کرلیا، دنیا کا کون سا گوشہ ہے جہاں پڑھا نہ جاتا ہو۔

شادیاں آپ نے کی ہیں لیکن ایک باکرہ کے علاوہ سب بیوائیں اور عرب کے سرداروں کی کریمات تھیں کیونکہ شادی کا مقصد اسلامی رشتہ کی وسعت اور بیواؤں کی دل بستگی و دل جوئی تھی۔

آپ یتیم تھے، نادار تھے، لیکن دنیا جب جھک کر آپ کے قدموں پر نثار ہوئی، تو آپ اپنی یتیمی و ناداری کو نہ بھولے بلکہ تمام یتیموں اور ناداروں کے مدد و معاون بن گئے۔ بڑے بڑے بادشاہوں کو بھی اسلام کی دعوت دی، ظالموں اور جابروں کے جگر آپ کے نام سے کانپنے لگے تو اس شہنشاہی میں بھی فقیرانہ کی زندگی بسر کی، جنگ و جہاد میں خود بنفس نفیس شریک ہوتے، ہر طرف سے آپ پر حملہ ہوتا، تیروں اور تلواروں کی بارش ہوئی جس سے بار بار زخمی ہوئے، سر و رخسار اور لب و دندان مضروب اور شہید ہوئے لیکن ساتھیوں سے جدا ہو کر یا چھپ کر کسی جائے پناہ میں نہ بیٹھے۔

کسی سے اپنے نفس کیلئے بدلہ نہیں لیا۔ جس سے جو وعدہ کیا وفا فرمایا، مکہ فتح ہوا تو سارے دشمنوں و

Marfat.com

معاف کر دیا اور فتح کے یوم مسرت میں ام ہانیؓ کے گھر کئی دن کی سوکھی روٹی پانی میں بھگو کر نمک اور سرکہ سے کھایا اور سجدۂ شکر بجالائے۔

فتوحات کی کثرت کے باوجود دو دو مہینے تک گھر میں آگ نہیں جلتی تھی، ازواج مطہرات کے حجرے آخر تک پھوس کی ٹٹیوں کے تھے، صدقات و زکوۃ آپ نے اپنے اوپر اپنے اہل بیت پر اور اپنی آئندہ آنے والی نسل پر قیامت تک کیلئے حرام کرلیا جو جائداد اور غلام، لونڈیاں آپ کے زیر ملکیت تھیں سب کو آزاد کر دیا اور نحن معشر الأنبياء لا نورث ولا نرث. کہہ کر فی سبیل اللہ صدقہ کر دیا۔

آپ کی پوری زندگی عبرت آموز تھی، اور سفر آخرت بھی ایسا سبق دے گیا کہ گورے کالے، عربی، عجمی، امیر و غریب اور راجہ و رائی سب اس سے یکساں طور پر سبق اور عبرت حاصل کر سکتے ہیں، وفات کی رات چراغ جلانے کیلئے تیل ایک پڑوسی کے گھر سے ادھار لایا گیا تھا، زرہ ۳۰ صاع جو پر گروی رکھی ہوئی تھی، سات دینار جو گھر میں تھا وہ بھی منگا کر خیرات کر دیا۔ اور فرمایا، اگر یہ دینار بعد وفات گھر میں رکھے رہ جاتے تو اللہ کا یہ نبی اللہ کو کیا منہ دکھاتا۔ وفات شریف سے ایک دو منٹ قبل ایک تازہ شاخ سے خوب اچھی طرح مسواک کیا، کلی کر کے روئے انور اور دست مبارک کو پانی سے ملا اور دھویا پھر ہاتھ اٹھا کر رفیق اعلیٰ سے ملنے کی دعا فرمائی اور اسی دم قبولیت نے آپ کا استقبال کیا اور روح پاک عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ إنا للہ وإنا إلیہ راجعون.

پیدا ہوئے رسول تو روشن ہوا جہاں ۔ آئی بہار سردی و گرمی کے درمیاں
دریتیم آپ سا کوئی نہیں ہوا ۔ بے مثل و بے مثیل تھے اللہ تیری شان

فصلى الله وسلم عليه وعلى آله وصحبه واتباعه أجمعين.

یکم جمادی الاخری ۱۴۰۷ھ
مطابق یکم جنوری ۱۹۸۷ء

☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com